

Check  
برکاتِ دعا

سید احمد خاں صاحب کے سی ایس آئی  
کے خیالات کے دو مین  
جسکو مجدد زمان و مسیح دوران مرزا علام احمد  
صاحب نے تالیف کر کے بغرض فائدہ عام  
مطبع ریاضِ صہبہ فاویان میں باہتمام شیخ  
نور احمد صاحب طبع کر کر بامہ رمضان المبارک  
سلسلہ شایع کیا

# بسم الله الرحمن الرحيم

فحده ونفعی علی سرحلہ الکلیم

سید محمد خان صاحب کے - سی - ایس - آئی - کے

رسالہ الدعاء والاستجابۃ اور رسالہ

تحریر فی اصول التفسیر پر ایک نظر

اے اسیر عقل خود برہمتی خود کم بناؤ کین سپہر بوالعجاب چوتو دیار آورد

غیر را ہرگز نمی باشد گذر در کوئی حق ہر کہ آید ز آسمان او مانہ آن یار آورد

خود و نہ غیر ہر دو تاج گویا باطل ہر کہ کہ کوئی خود آورد ز آسمان آورد

سید صاحب اپنے رسالہ مندرجہ عنوان میں دعا کی نسبت اپنا یہ نقطہ نظر ظاہر فرماتے ہیں کہ استجابۃ دعا کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو کچھ دعا میں مانگو گیا ہے وہ دیا جائے

و نہ کہ اگر استجابۃ دعا کے یہی معنی ہوں کہ وہ سوال بہر حال پورا کر دیا جائے تو وہ

بھلین پیش آتی ہیں اول یہ کہ ہزاروں دعائیں نہایت عاجزی اور اضطراب

ساتھ میں مگر سوال پورا نہیں ہوتا جسکے یہ معنی ہوتے ہیں کہ دعا قبول نہیں

ہے فدانے استجابۃ دعا کا وعدہ کیا ہے - دوسری یہ کہ ہوا میں ہونے

والہ مقتدر ہیں اور جو نہیں ہونے والے وہ بھی مقتدر ہیں - ان مقتدر

ہاں ہرگز نہیں ہو سکتا پس اگر استجابۃ دعا کے معنی یہ ہے

تو خدا کا یہ وعدہ کہ ادعویٰ استجب لکم ان سوالوں

پر مستجاب ہوگا کیسے ہو سکتا ہے



استجابت دعا کا باطل ٹھہر گیا کیونکہ سوالوں کا وہی حصہ پورا کیا جاتا ہے جو  
 کیا جانا مقدر ہے۔ لیکن استجابت دعا کا وعدہ عام ہے جس میں کوئی بھی  
 نہیں پھر جس حالت میں بعض اُمّیں ظاہر کر رہی ہیں کہ جن چیزوں کا دیا جانا  
 نہیں وہ ہرگز دی نہیں جاتیں اور بعض اُمّیوں سے یہ ثابت ہے کہ کوئی  
 رو نہیں ہوتی اور سب کی سب قبول کیجاتی ہیں اور نہ صرف اسی قدر بلکہ یہ بھی ثابت  
 ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمام دعاؤں کے قبول کرنا وعدہ کر لیا ہے۔ چنانچہ آیہ ادعو  
 استجب لکم سے ظاہر ہے پھر اس تناقض اور تعارض آیات سے بجز اسکے کیوں کیا  
 غلطی حاصل ہو کہ استجابت دعا سے عبادت کا قبول کرنا مراد لیا جائے یعنی یہ معنی  
 کئے جائیں کہ دعا ایک عبادت ہے اور جب وہ دل سے اور شوق اور خضوع سے کی جائے  
 تو اسکے قبول کرنا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے پس استجابت دعا کی حقیقت بجز اسکے اور  
 کچھ نہیں کہ وہ دعا ایک عبادت متصور ہو کر اس پر ثواب مترتب ہوتا ہے ہاں اگر مقدر میں  
 ایک چیز کا منہ ہے اور اتفاقاً اسکے لئے دعا ہی کی گئی تو وہ چیز مل جاتی ہے مگر نہ دعا سے  
 اس کا ملنا مقدر تھا اور دعا میں اثر ہوا کہ جب دعا کرنے کے وقت خدا کی غفلت  
 اور بے انتہا قدرت کا خیال اپنے دل میں جمایا جاتا ہے تو وہ خیال حرکت میں آکر  
 خیالات پر جن سے غصہ اور پیدا ہوا ہے غالب ہو جاتا ہے اور انسان کو صبر  
 پیدا ہو جاتا ہے اور ایسی کیفیت کا دل میں پیدا ہو جانا لازماً عبادت ہے اور  
 نام ہے۔ پھر یہ صاحب اپنے رسالہ کے اخیر میں لکھتے ہیں کہ جو لوگ  
 رات اور جو حکمت اُس میں سے اس سے بچ رہیں وہ کہہ سکتے ہیں کہ  
 انہیں یہ نصیب ہوا کہ ان کا خدا کا فضل ہوا

بہر حال مل رہیگا خواہ دُعا کرو یا نہ کرو اور جبکہ ملنا مقدر نہیں اُسکے لئے ہزاروں دُعائیں کئے جاؤ کچھ فائدہ نہیں تو پھر دُعا کرنا ایک امر عجب ہے اسکے جواب میں سید صاحب فرماتے ہیں کہ اضطراب کے وقت استمداد کی خواہش رکھنا انسان کی فطرت کا خاصہ ہے سو انسان اپنے فطرتی خاصہ سے دُعا کرتا ہے بلا خیال اسکے کہ وہ ہو گا یا نہیں اور بمقتضائے اُسکی فطرت کے اُسکو کہا گیا ہے کہ خدا ہی سے مانگو جو مانگو۔

اس تمام تحریر سے جسکو ہم نے بطور خلاصہ اوپر لکھ دیا ہے ثابت ہوا کہ سید صاحب کا یہ ذہب ہے کہ دُعا ذریعہ حصول مقصود نہیں ہو سکتی اور نہ تحصیل مقاصد کے لئے اُسکا کچھ اثر ہے اور اگر دُعا کرنے سے کسی داعی کا فقط یہی مقصد ہو کہ بذریعہ دُعا کوئی سوا پورا ہو جائے تو یہ خیال عجب ہے کیونکہ جس امر کا ہونا مقدر ہے اُسکے لئے دُعا کی حاجت نہیں اور جبکہ ہونا مقدر نہیں ہے اُسکے لئے تضرع و ابہتال بیفائدہ ہے۔ غرض اس تقریر سے تمام مضافی کہل گیا کہ سید صاحب کا یہی عقیدہ ہے کہ دُعا صرف عبادت کے لئے موضوع ہو اور اُسکو کسی دُنیوی مطلب کے حصول کا ذریعہ قرار دینا طبعِ عاجل و اب واضح ہو کہ سید صاحب کو قرآنی آیات کے سمجھنے میں سخت دہوکا لگا ہوا ہے مگر ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس دہوکے کی کیفیت کو اس مضمون کے اخیر میں بیان کرینگے۔ اس وقت ہم ہمایتِ افسوس سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اگر سید صاحب قرآن کریم کے سمجھنے میں فہمِ سنا نہیں رکھتے تھے تو کیا وہ قانونِ قدرت بھی جسکی پیروی کا وہ دم مارتے ہیں اور جسکو خدا تعالیٰ کی فعلی ہدایت و قرآن کریم کے اسرارِ غامضہ کا مفسر قرار دیتے ہیں اس مضمون کے لکھنے کے وقت اُنکی نظر سے غائب تھا۔ کیا سید صاحب کو معلوم نہیں کہ اگرچہ دُنیوی کی کوئی خیر و شر مقدر سے خالی نہیں تاہم قدرت نے اُسکے حصول کے لئے ایسے اسباب

مقرر کر رکھے ہیں جنکے صحیح اور سچے اثر میں کسی عقل مند کو کلام نہیں ملتا، اگرچہ متعدد پرطاف  
 کر کے دوا کا کرنا نہ کرنا درحقیقت ایسا ہی ہے جیسا کہ دوا یا ترک دوا کر کیا یہ صاحب  
 یہ رائے ظاہر کر سکتے ہیں کہ شفا علم طب سراسر باطل ہے اور حکیم حقیقی نے دواؤں میں کچھ  
 بھی اثر نہیں رکھا۔ پہر اگر سید صاحب باوجود ایمان بالقدر میر کی اس بات کے بھی قائل  
 ہیں کہ دوائیں بھی اثر سے خالی نہیں تو پہر کیوں خدا تعالیٰ کے یکساں اور مشابہ قانون میں  
 فتنہ اور تفریق ڈالتے ہیں کیا سید صاحب کا یہ ذہب ہے کہ خدا تعالیٰ اس باعث پر توفیق  
 تھا کہ تہرہ اور مقنونیہ اور شتا و حرب الملوک میں تو ایسا قوی اثر رکھے کہ انکی پوری خوراک  
 کھانے کے ساتھ ہی دست چھوٹ جائیں یا شفا سم الفارادہ خیں اور دوسری دوائیں ہر  
 میں وہ غضب کی تاثیر ڈال دی کہ انکا کامل قدر شربت چند سنٹوں میں ہی اس جہان  
 سے رخصت کر دی لیکن اپنے برگزیدوں کی توجہ اور عقیدت اور تضرع کی بہری ہوئی  
 دعاؤں کو فقط مردہ کی طرح رہنے دے جن میں ایک ذرہ بھی اثر نہ ہو۔ کیا یہ ممکن ہے  
 کہ نظام الہی میں اختلاف ہو اور وہ ارادہ جو خدا تعالیٰ نے دواؤں میں اپنے بندوں  
 کی بہلائی کے لئے کیا تھا وہ دعاؤں میں برعی نہ ہو نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ خود  
 سید صاحب دعاؤں کی حقیقی فلاسفی سے بیخبر ہیں اور انکی اعلیٰ تاثیروں پر مذاق  
 تجرہ نہیں رکھتے اور انکی ایسی شال ہے جیسے کوئی ایک دم تک ایک پورانی  
 اور سالخوردہ اور مسلوب القوی دوا کو استعمال کرے اور پھر اسکو بے اثر پا کر اس  
 دوا پر عام حکم لگا دے کہ اس میں کچھ بھی تاثیر نہیں۔ افسوس صد افسوس کہ سید  
 صاحب باوجودیکہ پیرائہ سال تک پٹنچ گئی مگر اب تک ان پر یہ سلسلہ نظام اللہ  
 محضی رہا کہ کیونکر قضا و قدر کو اسباب سے وابستہ کر دیا گیا ہے اور کس قدر یہ سلسلہ

اسباب اور سببات کا احاطہ کہہ کر اور لازمی تعلقات رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ اس دہو کے میں سمجھ گئے کہ انہوں نے خیال کر لیا کہ گویا بغیر ان اسباب کے جو قدرت نے روحانی اور جسمانی طور پر مقرر کر رکھے ہیں کوئی چیز ظہور پذیر ہو سکتی ہے یوں تو دنیا میں کوئی چیز بھی مقدر سے خالی نہیں مثلاً جو انسان آگ اور پانی اور ہوا اور مٹی اور اناج ہو نباتات اور حیوانات و جمادات وغیرہ سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ سب مقدر رات ہی ہیں لیکن اگر کوئی نادان ایسا خیال کرے کہ بغیر ان تمام اسباب کے جو خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھے ہیں اور بغیر ان راہوں کے جو قدرت نے معین کر دی ہیں ایک چیز بغیر توسط جسمانی یا روحانی وسائل کے حاصل ہو سکتی ہے تو ایسا شخص گویا خدا تعالیٰ کی حکمت کو بالکل کرنا چاہتا ہے۔ میں نہیں دیکھتا کہ سید صاحب کی تقریر کا بجز اسکے کچھ اور یہی حاصل ہے کہ وہ دُعا کو بھلاؤ ان اسباب موثرہ کے بغیر سمجھتے جن کو انہوں نے بڑی مضبوطی سے تسلیم کیا ہوا ہے بلکہ اس راہ میں حد سے زیادہ آگے قدم رکھ دیا ہے مثلاً اگر سید صاحب کے پاس آگ کی تاثیر کا ذکر کیا جائے تو وہ ہرگز اس سے منکر نہیں ہونگے اور ہرگز یہ نہیں کہیں گے کہ اگر کسی کا جلنا مقدر ہے تو بغیر آگ کے بھی جل رہیگا تو پھر میں حیراں ہوں کہ وہ باوجود مسلمان ہونے کے دُعا کی تاثیروں سے جو آگ کی طرح کبھی اندھیرے کو روشن کر دیتی ہیں اور کبھی گسٹخ دست انداز کا ہاتھ جلادیتی ہیں کیوں منکر ہیں کیا انکو دُعاؤں کے وقت تقدیر یا آجاتی ہے اور جب آگ وغیرہ کا ذکر کریں تو پھر تقدیر بھول جاتی ہے کیا ان دونوں چیزوں پر ایک ہی تقدیر حاوی نہیں ہے پھر جس حالت میں باوجود تقدیر ماننے کے وہ اسباب ثمرہ کو اس شدت سے مانتے ہیں کہ ان کے فلو میں وہ بدنام بھی ہو گئے ہیں تو پھر اسکا کیا موجب ہے کہ وہ نظام قدرت جسکو

تسلیم کر چکے ہیں دُعائیں اُن کو یاد نہیں رہا یہاں تک کہ کہی میں کچھ تاثر ہے مگر دُعائے میں اتنی بھی غمیں۔ پس اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ اس کو چھپی بیخبر ہیں اور نہ ذاتی تجربہ اور نہ تجربہ والوں کی اُن کو محبت ہے۔

اب ہم فائدہ عام کے لئے کچھ استنباط دُعائے حقیقت ظاہر کرتے ہیں سو واضح ہو کہ استنباط دُعائے مسئلہ درحقیقت دُعائے مسئلہ کی ایک فرع ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص نے اصل کو سمجھا ہوا نہیں ہوتا اُس کو فرع کے سمجھنے میں پیچیدگیاں واقع ہوتی ہیں اور وہ سو کے لگتے ہیں پس یہی سبب سید کی غلط فہمی کا ہے۔ اور دُعائے ماہیت یہ ہے کہ ایک سید بندہ اور اُس کے رب میں ایک تعلق مجاذبہ ہے یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کے صدق کی کوششوں سے خدا تعالیٰ اُس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دُعائے حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص عیب پیدا کرتا ہے سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل اُمید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور خاصیت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اُس کے ساتھ کوئی شریک نہیں تب اُس کی روح اُس آستانہ پر سرور کہہ دیتی ہے اور قوت جذب جو اُس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے تب اللہ جل شانہ اُس کام کے پورے کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اُس دُعائے اثر اُن تمام سببوں کی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اُس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً اگر بارش کے لئے دعا ہے۔ تو بعد استنباط دُعائے وہ اسباب طبعیہ جو بارش

کے لئے ضروری ہوتے ہیں اُس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور اگر غلط کے  
 لئے بد دعا سے تو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ بات  
 ارباب کشف و رکمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے۔ کہ  
 کامل کی دعا میں ایک ثبوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی باذن تعالیٰ وہ دعا  
 عالم سفلی اور علوی میں تعریف کرتی ہے۔ اور عناصر و اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں  
 کو اُس طرف لے آتی ہے جو طرف مویہ مطلوب ہے۔ خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اسکی  
 نظیریں کچھ کم نہیں ہیں۔ بلکہ اعجاز کے بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل شتیبہ  
 دعا ہی ہے۔ اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں۔ یا جو کچھ  
 کہ اولیاء کرام ان دنوں تک عجائب کرامات دکھاتے رہے اُسکا اصل  
 اور منبج یہی دعا ہے۔ اور اکثر دعاؤں کی اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت قادر  
 کا تماشا دکھلا رہے ہیں وہ جو معرب کے بیابانی ملک میں ایک جمعیہ ماجرا لاند کہ  
 لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے۔ اور پشتوں کے گڑے ہوئے الہی  
 رنگ پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بنیا ہو گئے۔ اور گونگوں کی زبان پر الہی سحر  
 جاری ہو گئے۔ اور دنیا میں یکدم فتنہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پچھلے اُس سے  
 کسی آنکھ نے دیکھا۔ اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ  
 ایک فانی فی اللہ کی اندھیر سی راتوں کی دعائیں ہی تھیں  
 جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا۔ اور وہ عجائب باتیں دکھائیں کہ جو اس  
 امی بکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللہم صل وسلمو بالک علیہ وآلہ  
 بعد حمد و ثنہ و عزہ لعل الامۃ والنزل علیہ انوار رحمتک الی الابد۔

اور میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دُعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے۔ بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم تاثیر نہیں جیسی کہ دُعا ہے۔

اور اگر یہ سبب ہو کہ بعض دُعاؤں خطا جاتی ہیں۔ اور انکا کچھ اثر معلوم نہیں تو میں کہتا ہوں کہ یہی حال دُعاؤں کا بھی ہے۔ کیا دُعاؤں نے موت کا دروازہ بند کر دیا ہے؟ یا انکا خطا جانا غیر ممکن ہے؟ مگر کیا باوجود اس بات کے کوئی انکی تاثیر سے انکار کر سکتا ہے؟ یہ سچ ہے کہ ہر ایک سام پر تقدیر محیط ہو رہی ہے۔ مگر تقدیر نے طور و مکان اور ہجرت نہیں کیا۔ اور اسباب کو بے اعتبار کر کے دکھایا۔ بلکہ اگر غور کر کے دیکھو تو یہ جسمانی اور روحانی اسباب بھی تقدیر سے باہر نہیں ہیں۔ مثلاً اگر ایک بیمار کی تقدیر نیک ہو۔ تو اسباب علاج پر سے طور پر پیش کر جاتے ہیں۔ اور جسم کی حالت بھی ایسے وجہ پر ہوتی ہے کہ وہ اُسے نفع اُٹھانے کے لئے مستعد ہوتا ہے۔ تب وہ نشانہ کی طرح جا کر اثر کرتی ہے۔ یہی قاعدہ دُعا کا بھی ہے۔ یعنی دُعا کے لئے سبھی تمام اسباب و شرائط قبولیت، اسی جگہ جمع ہوتے ہیں جہاں ارادہ الہی اُسکے قبول کر لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے نظام جہانی اور روحانی کو ایک۔۔۔ ہی سلسلہ موثرات اور مشاثرات میں باندھ رکھا ہے۔ پس سید صاحب کی سخت غلطی ہے کہ وہ نظام جہانی کا تو اقرار کرتے ہیں۔ مگر نظام روحانی سے منکر ہو بیٹھے ہیں۔

بالآخر میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر سید صاحب اپنے اس غلط خیال سے توبہ نہ کریں اور یہ کہیں کہ دُعاؤں کے اثر کا ثبوت کیا ہے۔ تو میں ایسی



غلطیوں کے بخالنے کے لئے مامور ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی بعض دعاؤں کی قبولیت سے پیش از وقت سید صاحب کو اطلاع دوں گا۔ اور نہ صرف اطلاع بلکہ چھپا دوں گا۔ مگر سید صاحب ساتھ ہی یہ بھی اقرار کریں کہ وہ بعد از اہت ہو جانے میرے دعویٰ کے اپنے اس غلط خیال سے رجوع کریں گے۔

سید صاحب کا یہ قول ہے کہ گویا قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے تمام دعاؤں کے قبول کرنیکا وعدہ فرمایا ہے حالانکہ تمام دعائیں قبول نہیں ہوتیں یہ انکی سخت غلط فہمی ہے۔ اور یہ آیت اُدعونی استجب لکم انکے مدعا کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ کیونکہ یہ دُعا جو آیت اُدعونی استجب لکم میں بطور امر کے سجالات کے لئے فرمائی گئی ہے۔ اس سے مراد معمولی دعائیں نہیں ہیں۔ بلکہ وہ عبادت کے جو انسان پر فرض کی گئی ہے کیونکہ امر کا معنی یہاں فرضیت پر دلالت کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کُل دعائیں فرض میں داخل نہیں ہیں۔ بلکہ بعض جگہ اللہ جل شانہ نے صابرن کی تعریف کی ہے جو اَنَّا لِلّٰہِ پر ہی کفایت کرتے ہیں۔ اور اس دُعا کی فرضیت پر بڑا قرینہ یہ ہے کہ صرف امر پر ہی کفایت نہیں کی گئی بلکہ اسکو عبادت کے لفظ سے یاد کر کے سجالت نافرمانی عذاب جہنم کی وعید اسکے ساتھ لگا دی گئی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ دوسری دعاؤں میں یہ وعید نہیں۔ بلکہ بعض اوقات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دعا مانگنے پر زجر و توبیخ کی گئی ہے چنانچہ اِنِّیْ اَعْظَمُکَ اِنْ تَحْکُنْ مِنَ الْمُبَہْلِیِّنَ اس پر شاہد ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر ہر دعا عبادت ہوتی تو حضرت نوح علیہ السلام کو کاتشلن کا تازیانہ کیوں لگایا جاتا اور بعض اوقات اولیا اور انبیاء دُعا کرتے ہوئے سوء ادب سمجھتے رہے ہیں۔ اور صلوات فی البی دعاؤں میں استفتاء قلب پر عمل کیا

یعنی اگر مصیبت کے وقت دل نے دُعا کر نیکا فتویٰ دیا تو دعا کی طرف متوجہ ہوئے اور اگر صبر کے لئے فتویٰ دیا تو پھر صبر کیا۔ اور دُعا سے موہ نہ پھیر لیا۔ ماسوا اس کے اللہ تعالیٰ نے دوسری دُعاؤں میں قبول کر نیکا وعدہ نہیں کیا۔ بلکہ صاف فرما دیا ہے۔ کہ چاہوں تو قبول کروں اور چاہوں تو رد کروں۔ جیسا کہ یہ آیت قرآن کی صاف بتلا رہی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ بل ایما قد ہو فی کشف ما قد ہو

المیہ ان شاء۔ سورہ الانعام الجزء نمبر ۷۔ اور اگر ہم تنزل مان بھی لیں کہ اس مقام میں لفظ ادعو سے عام طور پر دعا ہی مراد ہے تو ہم اس بات کے ماننے سے چارہ نہیں دیکھتے کہ یہاں دعا سے وہ دُعا مراد ہے جو بھیج شرایط ہو۔ اور تمام شرائط کو حج کر لینا انسان کے اختیار میں نہیں جب تک توفیق ازلی یا ورنہ ہو۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ دعا کرنے میں صرف نضرع کافی نہیں ہے۔ بلکہ تقویٰ اور طہارت اور راست گوئی اور کامل یقین اور کامل محبت اور کامل توجہ اور یہ کہ جو شخص اپنے لئے دعا کرتا ہے یا جس کے لئے دعا کی گئی ہے اُسکی دُنیا اور آخرت کے لئے اُس بات کا حاصل ہونا غافل مصلحت الہی بھی نہ ہو۔ کیونکہ بسا اوقات دعا میں اور شرائط تو سب جمع ہو جاتے ہیں مگر جس چیز کو مانگا گیا ہے وہ عند اللہ سائل کے لئے خلاف مصلحت الہی ہوتی ہے۔ اور اُسکے پورے کرنے میں خیر نہیں ہوتی۔ مثلاً اگر کسی ماں کا پیارا بچہ بہت الحاح اور رونے سے یہ چاہے کہ وہ آگ کا ٹکڑا یا سانپ کا بچہ اُسکے ہاتھ میں پکڑا دے۔ یا ایک ہر جو بظاہر خوبصورت معلوم ہوتی ہے اُسکو کھلا دے تو یہ سوال اُس بچہ کا ہرگز اُسکی ماں پورا نہیں کریگی۔ اور اگر پورا کر دیوے اور اتفاقاً بچہ کی جان بچ جاوے لیکن کوئی عضو اُسکا بیکار ہو جاوے تو بلوغ کے بعد وہ بچہ اپنی اُس اُمق والدہ کا سخت

شاکی ہو گا۔ اور بجز اسکے اور بھی کئی شرائط ہیں کہ جب تک وہ تمام جمع نہ ہوں  
 اُس وقت تک دعا کو دعا نہیں کہہ سکتے۔ اور جب تک کسی دعا میں پوری روحانیت  
 داخل نہ ہو۔ اور جس کے لئے دعا کی گئی ہے اور جو دعا کرتے ہیں اسے استعداد و توجہ  
 پیدا نہ ہو تب تک توقع اندر دعا ابد مہموم ہے۔ اور جب تک ارادہ الہی تلویت  
 دعا کے متعلق نہیں ہوتا تب تک تمام شرائط جمع نہیں ہوتیں۔ اور ہمیشہ پوری توجہ  
 سے قاصر رہتی ہیں۔ سید صاحب اس بات کو بھی مانتے ہیں کہ دار آخرت کی نعمتیں  
 اور نعمتیں اور لذتیں اور راحتیں جنکی نجات سے تعبیر کی گئی ہے ایمان اور ایمانی  
 دعاؤں کا نتیجہ ہیں پھر جبکہ یہ حال ہے تو سید صاحب کو ماننا پڑا کہ بلاشبہ ایک نکتہ  
 کی دعا میں اپنے اندر اثر رکھتی ہیں اور آفات کے دور ہونے اور مراد است کے حاصل  
 ہونے کا موجب ہو جاتی ہیں کیونکہ اگر موجب نہیں ہو سکتیں تو پھر کیا وجہ کہ دنیا  
 میں موجب ہو جائیگی۔ سوچ اور خوب سوچو کہ اگر درحقیقت دعا ایک بے تاثیر چیز ہے  
 اور دنیا میں کسی آفت کے دور ہونے کا موجب نہیں ہو سکتی تو کیا وجہ کہ قیامت کو  
 موجب ہو جائیگی یہ بات تو نہایت صاف ہے کہ اگر ہماری دعاؤں میں آفات سے  
 بچنے کے لئے درحقیقت کوئی تاثیر ہے تو وہ تاثیر اس دنیا میں بھی ظاہر ہونی چاہئے  
 ہمارا یقین بڑھے اور امید بڑھے اور تا آخرت کی نجات کے لئے ہم زیادہ سرگرمی سے  
 دعا میں کریں۔ اور اگر درحقیقت دعا کچھ چیز نہیں صرف پیشانی کا نوشتہ پیش کیا ہے  
 تو ہم دنیا کی آفات کے لئے قبول سید صاحب دعا غلط ہے اسی طرح آخرت کے  
 لئے بھی غلط ہوگی اور اُس پر امید رکھنا طمع خام۔ اب میں اس بارے میں اس سے  
 زیادہ لکھنا نہیں چاہتا کیونکہ ناظرین بالانصاف میرے اس بیان کو غور سے پڑھ کر

سمجھ سکتے ہیں کہ میں نے سید صاحب کی غلط فہمی کا ثبوت کافی دیدیا ہے۔ ماسوا کے  
 اگر سید صاحب اب بھی اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آویں تو ایک دوسرا طریق بھی ان پر  
 حجت پورا کر نیکی لے لکھا گیا ہے۔ اگر وہ طالب حق ہونگے تو اعراض نہیں کریں گے۔  
 اور سید صاحب کی دوسری کتاب جس کا نام تحریر فی اصول التفسیر ہے۔ انکی اس  
 کتاب سے بالکل مناقض اور مغایر پڑی ہوئی ہے۔ گو یا سید صاحب نے کسی مہوشی کی  
 حالت میں یہ دونوں رسالے لکھے ہیں۔ کیونکہ سید صاحب استجاب دعا کے رسالہ  
 میں تو تقدیر کو مقدم رکھتے ہیں۔ اور اسباب غادیہ کو گویا بیج خیال کرتے ہیں اور اسی  
 بنا پر استجاب دعا سے انکار کرتے ہیں کیونکہ دعا بخلا اسباب غادیہ کے ہے۔ جس پر ایک  
 لاکھ سے زیادہ نبی اور کئی کروڑ ولی گواہی دیتا چلا آیا ہے اور نبیوں کے ہاتھ میں ہر  
 دعا کے اور کیا تھا۔ اور دوسرے رسالہ میں گو یا سید صاحب تقدیر کو کچھ چیز ہی نہیں سمجھتے

ۛ حاشیہ قطب ربانی و غوث سبحانی سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے جب قدر اپنی  
 کتاب فتوح الغیب میں کامل کی توجہ اور دعا کا اثر اپنے تجارت کے رو سے لکھا ہے۔ ہم عام غادیہ  
 کے لئے وہ عبارتیں مود ترجمہ ذیل میں لکھتے ہیں۔ اس تحریر سے مطلب یہ ہے کہ ہر ایک  
 فن میں اسی شخص کی شہادت مستخرج بھی جاتی ہے جو اس فن کا محقق ہوتا ہے۔ پس ہر شے  
 پر استجاب دعا کی فلاسفی اس شخص کو پہے طرز پر معلوم ہو سکتی ہے۔ جبکہ خداوند تعالیٰ سے  
 سچے تعلقات صدق اور محبت کے حاصل ہوں۔ پس سید احمد خاں صاحب سے اس پاک  
 فلاسفی کا دریافت کرنا ایسا ہے جیسے ایک بھڑا سے کسی انسان کی مرض کا علاج پوچھنا سید  
 صاحب اگر کسی دنیوی گورنمنٹ کے تعلقات انکی رعایا کے ساتھ بیان کریں تو بلاشبہ  
 وہ اس بات کے لائق ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی باتیں خدائی لوگ جانتے ہیں۔ اور وہ جانتے ہیں  
 فاجعل انت جملتك واجزاءك اصناما مع ساثر الخلق ولا قطع  
 شیئا من ذلك ولا تمتدح جملہ فتكون کبریتا احمر فلا تتحدتوی فی شئ يكون

کیونکہ تمام اشیا کو انہوں نے ایک مستقل وجود قرار دیا ہے کہ گویا وہ تمام چیزیں خدا تعالیٰ کے  
 اختیار سے نکل گئی ہیں۔ اب اسکو انکی تبدیل اور تغیر پر کچھ بھی اختیار نہیں۔ اور گویا اسکی  
 خدائی فقط ایک تنگ دائرہ میں محدود ہے اور اسکی قاصرانہ تصرفات انکے نہیں بلکہ بھی پرہیزگار ہیں اور  
 اشیا پر حالت وارد ہے وہ اسکی تقدیر نہیں۔ بلکہ اب وہ مخلوقات کی ایک ذاتی صفت  
 ہے جو قابل تغیر و تبدیل نہیں کیونکہ تقدیر کے مفہوم کو اختیار و مقدر  
 لازم پڑا ہوا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ جن خواص پر خدا تعالیٰ کا کچھ بھی اختیار باقی نہیں رہا۔  
 تو پھر ان خواص کو اسکی تقدیر کیونکر کہنا چاہئے اور اگر اختیار ہے تو پھر امکان تبدیل باقی  
 ہے۔ فرض سید صاحب نے اس دوسرے رسالہ میں مقدر حقیقی کی حکومت تمام چیزوں  
 کے سر پر سے ایسی اٹھا دی ہے کہ وہ اپنے خواص میں بقول سید صاحب تابع مرضی  
 مالک نہیں رہیں۔ بلکہ ایک مزارعان کی پانچویں دفعہ کے مورد و شیل کے لئے جو حقوق

بقیہ حاجیہ وارث کل بنی و رسول و ہک تختم الولا یتسوا تنکشف الکروب و ہک  
 تسق الخیث و ہک تنبت الروع و ہک تدفع السبایا و المحن عن الحام  
 و العامواہل النحر و تقلبک ید القدرۃ و ید ہوک لسان الازل  
 و تنازل منازل من سلف من اولی العلم و یرد علیک التکوین و حرف  
 و تو من علی الاسرار و العلوم و اللہ یتیمہ و غیرا شجھا۔

تو سمجھ۔ یعنی اگر خدا تعالیٰ کا مقبل بننا چاہتا ہے تو اس کا ہر یقین کر لے اور ایسا  
 سمجھ لے۔ کہ تیرے اختیار سے پانچویں دنیا کی تیری آنکھ اور تیرا مذاہد اور اسکے تمام  
 اجزاء تیری راہ میں جہاں ہیں۔ اور مخلوق میں سے دوسری تمام چیزیں بھی تیری ماہیں  
 جہاں ہیں۔ تیرے نیچے تیری جیومی اور ہر کین دنیا کی مراد جو تو چاہتا ہے اور دنیا کا مالی  
 دنیا کی عزت اور دنیا کا تنگ و ناموس اور دنیا کا رجا اور خوف اور ید و کبر و کمالی غلہ  
 و ولید کی ضرر دسانی کا خوف یہ سب تیری راہ میں جہاں ہیں۔ سو تو ان چیزوں میں سے کسی

انگریزوں نے قائم کئے ہیں۔ یعنی یہ کہ مالک کو کسی قسم کے تصرف کا ان پر اختیار نہیں ہوگا۔ اسی قسم کی موروثی سید صاحب نے بھی تمام چیزوں آگ وغیرہ کو ہٹا دیا ہے۔ بلکہ سید صاحب کے قانون میں انگریزوں کے قانون سے زیادہ تشدد ہے کیونکہ انگریزوں نے پانچویں دفعہ کے موروثی کے اخراج کے لئے ایک صورت قائم بھی کر دی ہے اور یہ ہے کہ جب موروثی ایک سال تک لگان واجب کا ایک حصہ خواہ ۲۴ بھی ہوں ادا نہ کرے تو خارج ہو سکتا ہے۔ مگر سید صاحب نے تو ہر حال میں حقوق مالک کو تلف کر دیا۔ اور یہ ظلم عظیم ہے۔

اور سید صاحب نے جو اپنے دوست حریف سے تفسیر قرآن کریم کا معیار مانگا ہے۔ سو میں نے مناسب سمجھا کہ اس جگہ ہی سید صاحب کی کسیدہ میں ہی مذمت کر دوں کیونکہ بھولے کو راہ بتانا سب سے پہلے میرا فرض ہے۔ سو جاننا چاہئے کہ سب سے

بقیہ حاشیہ فرماں بردار مت ہو۔ اور سارا اسی کی پیروی میں غرق نہ ہو جا۔ یعنی صرف بقدر حقوق شدعیہ اور سنن صالحین اسکی رعایت رکھ۔ پس اگر تو نے ایسا کر لیا۔ تو تو اس پر مجاہد ہوگا۔ اور تیرا انتقام نہایت رنج ہوگا۔ یہاں تک کہ تو نظر نہیں آئیگا۔ اور خدا تعالیٰ تجھے اپنے نبیوں اور رسولوں کا وارث بنا دیگا یعنی انکے علوم و معارف اور برکات جو مومنوں ان پاد بد ہو گئے تھے۔ وہ از سر نو تجھ کو عطا کئے جائینگے اور ولایت تیرے پر عزم ہوگی یعنی تیرے بعد کوئی نہیں آئیگا۔ جو تجھ سے بڑا ہو۔ اور تیری دعاؤں اور تیری عقد بہت اور تیری برکت سے لوگوں کے سخت غم دور کیئے جائینگے۔ اور قحط دروں کے لئے بارشیں ہونگی۔ اور کھیتان آگیاں گی۔ اور بلائیں اور مٹیں ہر ایک خاصہ۔ عام کی یہاں تک کہ بادشاہوں کی معیتیں تیری توجہ اور دُعا سے دور ہو گئی۔ اور یہ قدرت تیرے ساتھ ہوگا۔ اور جس طرف وہ پہرے اسی طرف تو پھر گیا۔ اور لسان الاذل تجھے اپنی طرف بلائیگی۔ یعنی جو کچھ تیری زبان پر جاری ہو جائیگا

**اول معیار تفسیر صحیح** کا شواہد قرآنی ہیں۔ یہ بات نہایت توجہ سے یاد رکھنی چاہیے کہ قرآن کریم اور معمولی کتابوں کی طرح انھیں جو اپنی صداقتوں کے ثبوت یا انکشاف کے لئے دوسرے کا محتاج ہو۔ وہ ایک ایسی مناسب عمارت کی طرح ہے جسکی ایک اینٹ ہلانے سے تمام عمارت کی شکل بگڑ جاتی ہے۔ اسکی کوئی صداقت ایسی انھیں ہے جو کم سے کم دس یا بیس شاہد اسکے خود اسی میں موجود نہ ہوں۔ سو اگر ہم قرآن کریم کی ایک آیت کے ایک معنی کریں تو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ان معنوں کی تصدیق کسے لئے دوسرے شواہد قرآن کریم سے ملتے ہیں یا نہیں۔ اگر دوسرے شواہد دستیاب نہ ہوں۔ بلکہ ان معنی کی دوسری آیتوں سے صریح معارض پائے جاویں تو ہمیں سمجھنا چاہئے کہ وہ معنی بالکل باطل ہیں۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ قرآن کریم میں اختلاف ہو۔ اور سچے معنوں کی یہی نشانی ہے کہ قرآن کریم میں سے ایک لشکر شواہد بنیہ کا اسکا مصدق ہو۔

**دوسرا معیار**۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ سب سے زیادہ قرآن کریم کے معنی سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ نبی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تفسیر ثابت ہو جائے تو مسلمان کا فرض ہے کہ بلا توقف اور بلا غور قبول

لیجیے جانشین وہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہو گا اور اس میں برکت رکھی جائے گی اور تو ان تمام راستبازوں کا قائم مقام کیا جائیگا۔ جنکو تجھ سے پہلے علم دیا گیا۔ اور انکو یں تیرے پروردگار کیسے۔ یعنی تیری دعا اور تیری توجہ عالم میں طرف کر لی۔ اور پھر اگر تو معدوم کو موجود کرنا چاہیگا تو وہی ہوجائیگا اور امور خارج قیامت تجھ سے ظاہر ہونگے۔ اور تجھ کو ہر راز اور علوم لدنیہ اور معارف غیبیہ عطا ہونگے۔ جسکے لئے تو امین اور مستحق سمجھا جائیگا۔ ہند



کرے نہیں تو اس میں الحاد اور فلسفیت کی رگ ہوگی۔

**تیسرا معیار** صحابہ کی تفسیر ہے۔ اسیں کچھ شک نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اس حضرت کے ذروں کو حاصل کر نیا لے اور علم نبوت کے پھلے وارث تھے اور خدا تعالیٰ کا ان پر بڑا فضل تھا اور نصرت الہی انکی قوت مدد کے ساتھ تھی۔ کیونکہ انکا نہ صرف قل بلکہ حال تھا۔

**چوتھا معیار** خود اپنا نفس مطہر لیکر قرآن کریم میں غور کرنا ہے۔ کیونکہ نفس مطہر وہ ہے قرآن کریم کو مناسب ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ لا یمسہ الا المطہرون۔ یعنی قرآن کریم کے حقائق صرف ان پر کھلتے ہیں جو پاک دل ہوں۔ کیونکہ مطہر اقلب انسان پر قرآن کریم کپاک معارف و بوجہ مناسب کھل جاتے ہیں اور وہ انکو نشانہ کر لیتا ہے اور سونگھ لیتا ہے۔ اور اسکا دل بول اُٹھتا ہے۔ کہ ہاں ہی راہ سچی ہے۔ اور اسکا نور قلب سچائی کی پرکھ کے لئے ایک عمدہ معیار ہوتا ہے۔ پس جب تک انسان صاحب حال نہ ہو۔ اور اس تنگ راہ سے گزرنے والا نہ ہو جس سے انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں۔ تب تک مناسب ہے کہ گستاخی اور تکبر کی جہت سے مغرورانہ بن بیٹھے ورنہ وہ تفسیر بالراے ہوگی جس سے نبی علیہ السلام نے منع فرمایا ہے اور کہا ہے کہ من خسر القرآن براہ فاصاب فقد اخطا یعنی جس نے صرف اپنی راے سے قرآن کی تفسیر کی۔ اور اپنے خیال میں اچھی کی۔ تب بھی اُسے بُری تفسیر کی۔

**پانچواں معیار** لغت عرب بھی ہے۔ لیکن قرآن کریم نے اپنے وسائل آپ اس قدر قائم کر دیئے ہیں۔ کہ چنداں لغات عرب کی تفتیش کی حاجت نہیں ہاں موجب زیادت بعیرت بیشک ہے بلکہ بعض اوقات قرآن کریم کے اسرار مخفیہ کی طرف

## حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۰ معیار رخصت

سید صاحب نے اپنی کسی کتاب میں وحی کو معیار صداقت نہیں لہرایا اور نہ ٹھہرایا جانتے ہیں اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ وحی کو خواہ وہ نبوت ہو یا وحی ولایت نظر عزت سے نہیں دیکھتے بلکہ اسکو صرف مکلف طریقت خیال کرتے ہیں سو انکی اس رائی کی نفی ہی اس جگہ کسب قدر بیان کرتا قرین مصلحت ہے سو واضح ہو کہ سید صاحب کی یہ بڑی غلط اور سخت فتنہ انداز اور حق سے دور دانے والی بات ہے کہ وحی اسکو صرف مکلف طریقت خیال کرتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ انسان کی فطرت میں کئی قسم کے لطائف ہوتے ہیں اور تمام لطائف اس قسم کے ہیں کہ ایک کی طرف زور وضع دوسرے کی طرف اور وضع پر شاہد جو مثلاً بعض کی فطرت علم حساب اور ہندسہ سے ایک شاسست رکھتی ہے اور بعض کی علم طب سے اور بعض کی علم حقائق اور کلام سے لیکن خود بخود یہ استعداد و تحفہ کسی کو بھی سبب اور محدس باطیب اور منطقی نہیں بنا سکتی بلکہ ایسا شخص تعلیم شاہ کا محتاج ہوتا ہے اور پھر داننا استاد و جب اس شخص کی طبیعت کو ایک خاص علم سے مناسبت دیکھتا ہے تو اس کے پڑھنے کی سکونت دیتا ہے اس کے مناسب شیور ہے کہ ہرکے باہر کاری ساختند و میل طبیش اندازان اذاعتقد۔ اس تعلیم بانی کے بعد وہ مکلف جو حکم کی طرح چسپاں اجاں نہ کر سکتا ہے اور شرح طرح کی باریکیاں اس علم کی اسکو سوچتی ہیں اور جو کچھ اس فن کے متعلق غٹھے اور بنجاب اللہ اسکے دل میں پیدا ہوتی ہیں اگر انکا اہام اس واقعہ نام کہیں تو کچھ بعد نہیں ہوتا کیونکہ بلاشبہ وہ تمام عمدہ باتیں جسے انسان ذوق کو نفع سمجھتا ہے خدا تعالیٰ کی طرف سوزل میں ڈالی جاتی ہیں جیسا کہ اللہ جل شانہ بھی درحقیقت اسی کی طرف اشارہ فرما کرتا ہے **لَا تَلْمِزُوا لَنَا مَن لَّمْ يَلْمِزْهُ فَاخْرَجْنَا مِمَّا يَفْعَلُونَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْفَاسِقِينَ** اور نیک باتیں جو انسان کے دلوں میں بڑتی ہیں وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی اہام ہوتی ہیں اچھا آدمی اپنی اچھی طبیعت کی وجہ سے اس لائق ہوتا ہے کہ ایسی باتیں اسکے دل میں پڑیں اور بڑا آدمی اپنی بڑی طبیعت کی وجہ سے اس لائق ٹھہرتا ہے کہ بڑی خیالات اور بداندیشی کی جو چیزیں اسکے دل میں پیدا ہوتی رہیں اور درحقیقت نیک انسان اس قسم کے اہام ہاتھ کے حاصل کر سکتے ہیں طرما ایک کس کھانے اور کتابے اور بڑا انسان فطرتاً ایک بڑا مکلف رہتا ہے چنانچہ اسی مکلف فطرت کی وجہ سے بہت سے لوگ جی اور بڑی تالیفین اور پاک اور ناپاک ملفوظات اپنی یادگار چھوڑ گئے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ کیا انبیاء وحی کی ہی یہی حقیقت ہے کہ وہ ہی درحقیقت ایک مکلف فطرت ہے جو اس قسم کے اتقا سے فیضیاب ہوتا رہتا ہے جسکی تفصیل ابھی بیان ہوئی ہے اگر صرف اتنی ہی بات ہو تو حقیقت معلوم شد کہ چونکہ انبیاء کی وحی کو صرف ایک مکلف فطرت قرار دیکر پورا دنیا اور اسی قسم کے دوسرے لوگوں میں بابہ الاقتدار نام کرنا نہایت مشکل ہے۔ شاید سید صاحب اس جگہ یہ فرمادیں کہ ہم وحی شلوکے قائل ہیں لیکن قرائن میں ظاہر ہے کہ یوں تو کوئی اتقا الفاظ کے بغیر نہیں ہوتا اور ایسے معانی جو الفاظ سے مجرہ ہوتے ہیں میں کو ہی نہیں سکتے لیکن ہر فرد قرآن اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی ایک فرق ہے اور اسی فرق کی بنا پر حدیث کے الفاظ کو اس چشمہ سے نکالا ہوا قرار نہیں دیتے جس چشمہ سے قرآن کے الفاظ نکلے ہیں مگر عام اتقا اور اہام کا مفہوم مد نظر رکھ کر حدیث کے الفاظ ہی محتاج الہدین چنانچہ آیت **وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ** اس پر شہادت دی رہی ہے۔ یہ بات تو ہم دوبارہ یاد دلا دیتے ہیں کہ کوئی قسم کا اتقا ہوا الفاظ ہمیشہ ساتھ ہونگے مثلاً ایک شاعر جو ایک مصرعہ کے لئے دوسرا مصرعہ تلاش کر رہے ہو جب اسکے ذہن پر محتاج اللہ کوئی اتقا ہوگا تو الفاظ کے ساتھ ہی ہوگا۔

اب جبکہ یہ بات پختہ طور پر فیصلہ پاگئی کہ حکما اور عرفا واد شعرا کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی اتقا ہوتا ہے اور وہ ہی اہام شلوہی ہوتا ہے اور ان میں سے کئی افراد کو راستی کا اور بدون کرہ کی کا ایک مکلف طریقت یا ناہی اور مناسب حال اس مکلف کے ذمہ فتنہ انداز اہام ہوتا رہتا ہے مثلاً

بعضہ میل ایجاد کی اسکو ہی افقاسی ہوا تھا اور جو تبار ترقی کا موجد گذرا ہے وہ بھی اسی سنتوں کے کہ ہم ہی تھا تو وہی اقرار فرمایا و کرم کر چکے ہیں یہ صاحب برادر ہوتا اگر سید صاحب یہ جواب دین کہ درحقیقت انفس افغان تو انبیاء اور حکما کا کافر اور مومن مرزا برہنہ مگر فرق یہ ہے کہ انبیاء کا افغانیہ صحیح ہوتا ہے تو اسے جواب میں سید صاحب کو اس کی شکا قابل ہونا چاہیے کہ وحی بیوت کھارے الہام سے کوئی ذاتی امتیاز نہیں رکھتے صرف بہ نایاب ہر سے کہ انبیاء کی وحی غلطی سے پاک ہوتی ہے اور اسطورہ الاطون وغیرہ حکما کی وحی غلطی سے پاک نہیں تھی لیکن یہ دعویٰ بے دلیل ہے بلکہ سراسر سرکھ ہے کیونکہ اس صورت میں ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ وہ محدث کثیر حکما کے کھوا افلاذ و نصایح اور اخلاقی باقون کا جو غلطیوں کا پاک اور ترقی کے موافق ہے اسکو صاحب کلام الہی سمجھیں اور فرقان حمید کے برابر قرار دیں اور اسکی وحی تسلوہ نے پر ایمان لاوین اور دوسرا حصہ حسین غلطی ہیں اسکو اسی طرح اجتہاد وحی غلطیوں کی مدین داخل کر دین چسکا کہ انبیاء سے بھی کبھی اجتہاد وحی غلطی ہو جاتی ہے اور پھر اس اصول کے لحاظ سے ایسے حکما، بلکہ کفار کو بھی نبی سمجھ لیں۔

اب ظاہر ہے کہ درحقیقت یہ ایسا خیال ہے کہ تو یہ سب کہ سید صاحب کا ایمان اُس سے قہاج ہو جائے بلکہ شاید کسی موقع پر نبیوت وغیرہ حکما کی وحی کو ترقی کی وحی سے اعلیٰ سمجھنے لگیں۔ انوس کہ اگر سید صاحب عراق کے بیٹے پیچھے کے لئے قرآن کو ہی معیار ٹھہرتے تو اس طاقت کے گوشہ میں نہ آنے سے بچ جاتے۔ قرآن نے کسی جگہ اپنی وحی کی یہ خیال پیش نہیں کی کہ وہ اُس چشمہ کی مانند ہے کہ جو زمین سے جوش لاتا ہے بلکہ ہر جگہ ہی مثال پیش کی کہ وہ اُس بارش کی مانند ہے کہ جو آسمان سے نازل ہوتی ہے۔

ہوا اگر سید صاحب کیلئے کے وقت کسی صاحب حال سے یہ وہم لینے کو وحی الہ کیلئے ہے امد کی ہرگز نازل ہوتی ہے تو تب ہی اس لغزش سے بچ جاتے۔  
 مٹھو کے سید صاحب نے ایک جامع کثیر مسلمانوں کو متا کر دیا اور قریب قریب اٹھادو ہریتہ، ایک پہنچا دیا امد وحی نبوت کی غرض کو نہ کہ کمر کمر  
 لی لکھتے کہ محدو ذکر یا جس میں کا فور ہے ایمان ہی شریک ہیں۔

پیرانه ضربی چه در سلفیاد و در دگر یکی این سخاوت تقو است که در نیم کبدین قیاس که در دگر گوئی که در خیال بجا است و در آن چه بود که در کائنات و در کار فضا و در سواد است و در آخر قیاس و در غیر و در بنشین که در جاف و در قوفا است و در استند به یقین و در سخاوت و در سرفرازی و در انباشت و

لغت کھودنے سے توجہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایک بھید کی بات نکل آتی ہے۔  
**چھٹا معیار** روحانی سلسلہ کے سمجھنے کے لئے سلسلہ جہانی ہے۔ کیونکہ خداوند  
 تعالیٰ کے دونوں سلسلوں میں یکلی تطابق ہے۔

**ساتواں معیار** - وحی ولایت اور مکار شفات محدثین ہیں۔

اور یہ معیار گویا تمام معیاروں پر حاوی ہو کیونکہ صاحب وحی محدثیت اپنے نبی متبع کا پورا  
 ہرگز ہوتا ہے۔ اور بعینہ نبوت اور تجرید احکام کے وہ سب باتیں  
 اُسکو دی جاتی ہیں جو نبی کو دی جاتی ہیں اور اسپر لفظی طور پر سچی تعلیم ظاہر کی جاتی ہے  
 اور نہ صرف اس قدر بلکہ اُس پر وہ سب امور بطور انعام کرام کے وارد ہو جاتے  
 ہیں جو نبی متبع پر وارد ہوتے ہیں سو اسکا بیان محض انگلیں نہیں ہوتیں بلکہ  
 وہ دیکھ کر کہتا ہے۔ اور منکر ہوتا ہے اور یہ راہ اس اُمت کے لئے کھلی ہے ایسا  
 ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ارث حقیقی کوئی نہ رہے اور ایک شخص جو دنیا کا کثیر اور دنیا کے جاہ و جلال  
 اور تنگ و ناموس میں مبتلا ہے وہی دارث علم نبوت ہو کیونکہ خدا تعالیٰ وعدہ کر چکا ہے کہ جو مطلقین  
 کے علم نبوت کسی کو نہیں دیا جائیگا بلکہ یہ تو اس پاک علم سے باز ہی کرنا ہے کہ ہر ایک  
 شخص باوجود اپنی آلودہ حالت کے دارث النبی ہونے کا دعویٰ کرے اور یہ بھی ایک  
 سخت جہالت ہے کہ ان وارثوں کے وجود سے انکار کیا جائے اور یہ اعتقاد رکھا  
 جائے کہ اسرار نبوت کے اب صرف بطور ایک گزشتہ قصہ کے تسلیم کرنا چاہئے۔

جبکہ وجود ہماری نظر کے سامنے نہیں ہے اور نہ ہونا ممکن ہے اور نہ اُنکا کوئی ٹونہ  
 موجود ہے۔ بات یوں نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اسلام نہ مذہب مذہب  
 نہ کہلا سکتا بلکہ اور مذہبوں کی طرح یہ بھی مُردہ مذہب ہوتا اور اس صورت میں

اعتقاد مسئلہ نبوت بھی صرف ایک قصہ ہوتا جسکا گزشتہ قرون کی طرف حوالہ دیا جاتا۔ مگر خدا تعالیٰ نے ایسا نہیں چاہا کیونکہ وہ خوب جانتا تھا کہ اسلام کے نفاذ ہونے کا ثبوت اور نبوت کی یقینی حقیقت جو ہمیشہ ہر ایک زمانہ میں منکرین و مکی کو ساکت کر سکے اُسی حالت میں قائم رہ سکتی ہے کہ سلسلہ وحی برہم محمدنیت ہمیشہ کے لئے جاری رہے۔ سوا سننے ایسا ہی کیا۔ محدث وہ لوگ ہیں جو شرف مکالمہ الہی سے مشرف ہوتے ہیں اور انکا جو ہر نفس انبیاء کے جو ہر نفس سے اشرف بہت رکھتا ہے اور وہ خواص عجیبہ نبوت کے لئے بطور آیات باقیہ کے ہوتے ہیں تا یہ دقیق مسئلہ نزول وحی کا کسی زمانہ میں بے ثبوت ہو کر صرف بطور قصہ کے نہ ہو جائے اور یہ خیال ہرگز درست نہیں کہ انبیاء علیہم السلام دنیا سے بے وارث ہی گذر گئے اور اب انکی نسبت چہرے کے ظاہر کرنا بجز قصہ خوانی کے اور کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا بلکہ ہر ایک صدی میں ضرورت کے وقت انکے وارث پیدا ہوتے رہے ہیں اور اس حدی میں یہ

عاجز سے خدا تعالیٰ نے مجہد کو اس زمانہ کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے تا وہ غلطیاں

جو بجز خدا تعالیٰ کی خاص تائید کی نکل نہیں سکتی تھیں وہ مسلمانوں کے خیالات سے

نکالی جائیں اور منکرین کو سچے اور زندہ خدا کا ثبوت دیا جائے اور اسلام کی عظمت

اور حقیقت تازہ نشانوں سے ثابت کی جائے سو یہی ہو رہا ہے قرآن کریم کے

معارف ظاہر ہو رہے ہیں۔ لطایف اور دقائق کلام ربانی کُل رہے ہیں نشان

آسمانی اور خوارق ظہور میں آ رہے ہیں اور اسلام کے حسوں اور نوروں اور برکوں

کا خدا تعالیٰ نئے سرے جلوہ دکھا رہا ہے جسکی آنکھیں دیکھنے کی ہیں دیکھیے اور جس میں  
 سچا جوش ہے وہ طلب کرے اور جس میں ایک ذرہ حب الہی اور رسول کریم  
 کی ہے وہ اٹھے اور آزمائے اور خدا تعالیٰ کی اس پسندیدہ جماعت میں داخل  
 ہووے جسکی بنیادی اینٹ اسنے اپنے پاک ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور یہ کہنا کہ آپ  
 وحی دلاشت کی راہ سدود ہے اور نشان ظاہر نہیں ہو سکتے اور دُعائیں قبول نہیں  
 ہوتیں ہلاکت کی راہ ہے۔ نہ سلامتی کی۔ خدا تعالیٰ کے فضل کو ر دست کرو اٹھو  
 آزمائو اور پرکھو پھر اگر یہ پاؤ کہ معمولی سمجھ اور معمول عقل اور معمول باتوں کا انسان  
 ہے تو قبول نہ کرو۔ لیکن اگر کرمہ قدرت دیکھو اور اسی ہاتھ کی چمک پاؤ  
 جو موبدان حق اور مسلمان الہی میں ظاہر ہوتا رہے تو قبول کرو اور یقیناً سمجھو کہ خدا تعالیٰ  
 کا اپنے بندوں پر بڑا احسان یہی ہے کہ وہ اسلام کو مُردہ مذہب رکھنا نہیں چاہتا  
 بلکہ ہمیشہ یقین اور معرفت اور الزام خصم کے طریقوں کو کھلا رکھنا چاہتا ہے۔ پہلا  
 تم آپ ہی سوچو کہ اگر کوئی وحی نبوت کا مُنکر ہو اور یہ کہے کہ ایسا خیال تمہارا سر اسر  
 وہم ہے تو اُسکے مونہ بند نہ کیا جاتا ہے اسکے منہ نہ کھلانے کے اور کونسی دلیل ہو سکتی  
 ہے۔ کیا یہ خوشخبری ہے یا بدخبری۔ کہ آسانی برکتیں صرف چند سال اسلام میں  
 رہیں۔ اور پھر وہ خشک اور مُردہ مذہب ہو گیا۔ اور کیا ایک سچے مذہب کے لئے  
 یہی علامتیں ہونی چاہئیں !!!

غرض صحیح تفسیر کے لئے یہ معیار ہیں۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ سید  
 صاحب کی تفسیر ان ساتوں معیاروں سے اپنے اکثر مقامات میں محروم و بے نصیب ہے  
 اور اس وقت اسے تعرض کرنا ہمارا مقصود نہیں سید صاحب کو قانون قدرت پر

بڑا ہی ناز تھا۔ مگر اپنی تفسیر میں وہ قانون قدرت کا لحاظ بھی چھوڑ گئے۔ مثلاً انہوں  
 نے اعتقاد رکھا کہ وحی نبوت بجز اپنے ہی فطرت کے ملکہ کے اور کچھ چیز نہیں اور اسمیل  
 خدا تعالیٰ میں ملائکہ کا واسطہ نہیں۔ کس قدر خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کے خلاف  
 ہے۔ ہم مریخ دیکھتے ہیں کہ ہم اپنے جسمانی قوی کی تکمیل کے لئے آسانی تو وسط کے  
 محتاج ہیں۔ ہمارے اس بدنی سلسلہ کے قیام اور اغراض مطلوبہ تک پہنچانیکے  
 لئے خدا تعالیٰ نے آفتاب اور مانتا ہوا درستاروں اور عناصر کو ہمارے لئے مسخر کیا  
 ہے۔ اور کئی وسائل طے کے پیرایہ میں ہو کر اس علت العلل کا فیض ہم تک پہنچاتا  
 اور بے واسطہ ہرگز نہیں پہنچتا۔ مثلاً اگرچہ ہماری آنکھوں کو تو نور خداوند تعالیٰ ہی سے  
 ملتا ہے کیونکہ وہی تو علت العلل ہے۔ مگر وہ آفتاب کے واسطے ہماری آنکھوں تک  
 پہنچاتا ہے ہم ایک چیز بھی نظام ظاہری میں ایسی نہیں دیکھتے جسکو خدا تعالیٰ بلا واسطہ  
 آپ ہی اپنا مبارک ہاتھ مبارک کر کے دے۔ بلکہ ہر ایک چیز واسطہ کے ذریعہ سے  
 ہی ملتی ہے۔ پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ہمارے ظاہری قوی کی خلقت تام نہیں ہے  
 یعنی ایسا نہیں ہے کہ شلا مستقل طور پر روشن ہوں اور آپ کے مجوزہ ملکہ وحی کی طرح  
 ایسا ان میں ملکہ موجود ہو جو آفتاب کے واسطہ سے ہو کموتغنی کر دے۔ پھر اس  
 نظام کے برخلاف بے اصل باتیں آپ کی کہیں نہ سیکیں۔ اسوا اسکے ذاتی تجربات  
 کی شہادت جو سب شہادتوں سے بڑھ کر ہے آپ کی اس رائے کی سخت تکذیب کرتی ہو  
 کیونکہ یہ عاجز قریباً گیارہ برس سے شرف مکالمہ الہیہ سے مشرف ہے اور اس بات  
 کو بخوبی جانتا ہے۔ کہ وحی درحقیقت آسمان سے ہی نازل ہوتی ہے۔ وحی کی  
 مثال اگر دنیا کی چیزوں میں سے کسی چیز کے ساتھ دیکھا جائے۔ تو شاید کسی قدر بڑی



سے مشابہ ہے جو اپنے ہر ایک تغیر کی آپ خبر دیتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اس وحی کے وقت جو بزرگ وحی ولایت میرے پر نازل ہوتی ہے۔ ایک خارجی اور شدید اللہ تصرف کا احساس ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ یہ تصرف ایسا قوی ہوتا ہے کہ مجھ کو اپنے آؤ میں ایسا دبا لیتا ہے۔ کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں اسکی طرف ایسا کھنچا گیا ہوں کہ میری کوئی قوت اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس تصرف میں گھلا اور روشن کلام سننا ہوں۔ بعض وقت ملائکہ کو دیکھتا ہوں۔ اور سچائی میں جو اثر اور ہیبت ہوتی ہے شاید کرتا ہوں۔ اور وہ کلام بے اوقات غیب کی باتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور ایسا تصرف اور اخذ خارجی ہوتا ہے۔ جس سے خدا تعالیٰ کا ثبوت ملتا ہے۔ اب اسے انکار کرنا ایک کھلی کھلی صداقت کا خون کرنا ہے۔

مناسب ہے کہ سید صاحب موت سے پہلے اس صداقت کو آج مان لیں۔ اور آسمانی وحی کی توہین نہ کریں۔

تعب ہے کہ وہ نظام ظاہری کو تو دیکھتے ہیں اور پھر نظام باطنی کا اسپر قیاس نہیں کرتے۔ انھیں سمجھنے کہ وہ خدا جس نے ہمارے نظام جسمانی کو اس طرح بنایا۔ کہ آسمانی ظاہری روشنی ہمارے لئے اُترتی ہے اور حقیقی موثر آسمانی وسائط کے ذریعہ سے ہمارے جسمانی قوی پر اپنا فیض نازل کرتا ہے۔ اور بغیر واسطہ عمل کے کوئی فیض نازل کرنا اسکی عادت ہی نہیں۔ تو پھر کیونکر وہ خدا ہمارے روحانی نظام میں اس سلسلہ وسائط سے بالکل بیکو شقطع کر دیوے۔ کیا جسمانی طور سے ہم اس سلسلہ کو شقطع ہیں۔ یا وہ حقیقت ایک سلسلہ وسائط میں بند ہے ہوئے ہیں جو علت العلل سے مشغول ہو کر ہم تک پہنچتا ہے۔ اس بحث پر غور کر نیکے لئے ہماری کتاب

۱۰ نوٹ صرف اتنا ہی بخین کہ ملائکہ بعض وقت نظر آتے ہیں بلکہ بے اوقات ملائکہ کلام میں اپنا واسطہ ہوتا ظاہر کر دیتے ہیں۔ منہ

وہیچر ہر نام اور آئینہ کمالات اسلام دیکھنے چاہئے۔ خاصکر فرشتوں  
 کو ضرورت میں جس قدر مبسوط بحث آئینہ کمالات اسلام میں ہے، اس کی نظیر کسی دوسری  
 کتاب میں پائیے گی۔ اور سید صاحب کی خدا شناسی کا اندازہ معلوم کرنے کے  
 لئے یہ ان کے اقوال کافی ہیں۔ کہ وہ مخلوقات کو مقدر حقیقی کے تصرفوں اور حکومتوں  
 سے بے نیاز کر بیٹھے ہیں۔ انھیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کی خدائی اس کی قدرت کا مکملہ سوا ہے  
 ہے۔ اور قدرت اسی کا نام ہے کہ اس کے تصرفات اس کی مخلوقات پر ہر ان غیر محدود و  
 بلاشبہ ہے۔ چہ کہ اگر اس مخلوقات کو اس نے پیدا کیا ہے تو اپنی  
 غیر محدود ذات کی طرح غیر محدود تصرفات کی گنجائش بھی  
 لی ہوگی۔ تاکہ کسی اور چہ پر اس کی خدائی کا تعطل لازم نہ آوے۔ اور اگر

حاشیہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس بات کے ماننے سے کہ خدا تعالیٰ کی غیر متناہی حکمت متعالیہ  
 غیر متناہیہ پر قادر ہے۔ حقائق اشیا سے امان اٹھ جاتا ہے۔ مثلاً اگر خدا تعالیٰ اس بات پر  
 قادر سمجھا جائے کہ پانی کی صورت نوعیہ کو سلب کر کے ہوا کی صورت نوعیہ اس جگہ رکھ دے  
 یا ہوا کی صورت نوعیہ کو سلب کر کے آگ کی صورت نوعیہ اس کی قائم مقام کر دے یا آگ کی صورت  
 نوعیہ کو سلب کر کے ان مخفی اسباب سے جو اس کے علم میں ہیں پانی کی صورت نوعیہ میں آوے  
 یا مٹی کو کسی زمین کی تہ میں تصرفات لطیفہ سے سوتا بناوے یا سونے کو مٹی بناوے تو  
 اس سے امان اٹھ جائیگا اور علوم و فنون ضائع ہو جائیں گے۔

تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ خیال سرا سر فاسد ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ  
 اپنی مخفی حکمتوں کے تصرف سے عناصر و غیرہ کو مدد بطور کے استعمال میں ڈالتا رہتا ہے بلکہ  
 زمین کو ہی دیکھو کہ وہ انواع اقسام کے استقالات سے کیا کچھ بنتی رہتی ہے۔ اسی سرسبز افلاک  
 نکل آتا ہے اور اسی سے فاؤنڈر اور اسی سے سونا اور اسی سے جاذبی اور اسی سے طرح  
 طرح کے جوہرات اور ایسا ہی بخارات کا معدودہ ہو کر آیا کیا چیزیں ہیں جن سے

غیر ذوالنہد آریہ ہندوؤں کا قول صحیح ہے کہ پریشور ارواح اور ذرات عالم کا پیدا کرنا والا  
 نہیں تو اس صورت میں بلاشبہ ایسا کمزور پریشور کسی حد تک کچھ ضعیف سی حکومت  
 کر کے پھر ٹھہر جائیگا۔ اور ایک رسوائی کے ساتھ اسکی پردہ دری ہوگی۔ مگر ہمارا خداوند  
 قادر مطلق ایسا نہیں ہے۔ وہ تمام ذرات عالم اور ارواح اور جمیع مخلوقات کو پیدا  
 کرنا والا ہے۔ اسکی قدرت کی نسبت اگر کوئی سوال کیا جائے تو بجز ان خاص باتوں  
 کے جو اسکی صفات کاملہ اور موعید صاوقہ کے منافی ہوں۔ باقی سب امور  
 پر وہ قادر ہے اور یہ بات کہ گو وہ قادر ہو مگر کرنا نہیں جانتا یہ عجیب یہودہ الزیم  
 جبکہ اسکی صفات میں کل بومرہو فی شان بھی داخل ہے۔ اور ایسے تصرفات  
 کہ پانی سے برودت دور کرے۔ یا آگ سے خاصیت احراق  
 زائل کر دیوے اسکی صفات کاملہ اور موعید صاوقہ کی منافی

بقیہ حاشیہ میں پیدا ہوجاتی ہیں انہیں بخارات میں سے برف گرتی ہے اور انہیں سے اولے  
 بنتے ہیں اور انہیں میں سے برقی اور انہیں میں سے مائعہ اور یہ بھی ثابت  
 ہوا ہے کہ کبھی جو آسمان سے راکہ بھی گرتی ہے تو کیا ان حالات سے علم باطل ہوجا  
 ہے یا امان اُٹھتا ہے۔

اور اگر یہ کہو کہ ان چیزوں میں تو خدا تعالیٰ نے پھلے ہی سے انکی فطرت میں ان تمام  
 استحقاقات کا مادہ رکھا ہے تو ہمارا یہ جواب ہوگا کہ ہننے کب اور کس وقت کہا کہ  
 کہ اشیاء متنازعہ فیہا میں ایسا مادہ مشارکہ نہیں رکھا گیا بلکہ بیع اور سچا مذہب  
 تو یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو اپنی ذات میں واحد ہے تمام اشیاء کو شہ واحد کی طرح پیدا  
 کیا ہے تا وہ موجودہ احد کی وحدانیت پر دلالت کریں سو خدا تعالیٰ نے اسی وحدانیت  
 کے لحاظ سے اور نیز اپنی قدرت غیر محدودہ کے لحاظ سے استحقاقات کا مادہ اس میں  
 رکھا ہے اور بجز ان روحوں کے جو اپنی سعادہ اور شقاوت میں خالک ہیں فیہا

نہیں ہیں تو پھر کیوں تحکم کی راہ سے کہا جائے کہ ہمیشہ کے لئے سپر لازم ہو گیا، کہ ان چیزوں کی خاصیت میں کبھی تعریف نہ کرے ۱۱۔ اس لزوم پر دلیل کیا ہے۔ اور وجہ کیا۔ اور خدا تعالیٰ کو اس بیوجہ التزام کی جو اسکی خدائی کو بھی داغ لگتا ہے ضرورت کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس رسالہ میں سید صاحب بھی اس کمزور خیال کے بود و پن کو سمجھ گئے ہیں اس لئے اپنے رکیک قول کے قایم رکھنے کے لئے انہوں نے ایک اور رکیک مذہب پیش کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں کسی جگہ آگ کے گرم ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور کسی جگہ پانی کے سرد ہونے کی طرف ایما فرمایا ہے۔ اور کبھی کہا ہے کہ سورج مشرق سے مغرب کی طرف جاتا ہے۔ تو یہ بیانات جو حالات موجودہ کے اظہار کے لئے ہیں سید صاحب کی نظر میں بطور وعدہ کے

بقیہ حاشیہ ۱۱ ابد کے مصداق ہمارے گئے ہیں اور وعدہ الہی نے ہمیشہ کے لئے ایک غیر متبدل حقیقت ان کے لئے مقرر کر دی ہے باقی کوئی چیز مخلوقات میں سے استحالہ سے کبھی ہوئی معلوم نہیں ہونی بلکہ اگر خود کر کے دیکھو تو ہر وقت ہر یک جسم میں استحالہ اپنا کام کر رہا ہے یہاں تک کہ علم طبی کی تحقیقاتوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہر برس ایک انسان کا جسم بدل جاتا ہے اور پہلا جسم ذرات ہو کر مٹی یا ہوا میں ٹٹا کر یا پانی ہے یا آگ ہے تو وہ بھی استحالہ سے خالی نہیں اور دو طور کے استحالے ان پر حکومت کر رہے ہیں ایک یہ کہ بعض اجزاء تحلیل جلتے ہیں اور بعض اجزاء جدیدہ آتے ہیں دو صورت یہ کہ جو اجزاء تحلیل جلتے ہیں وہ اپنی اصل کے موافق دوسرا جنم لے لیتے ہیں فرض اس 'نی دنیا کو استحالات کے چرخ پر چڑھا کر رکھنا خدا تعالیٰ کی ایک سنت ہے اور ایک باریک نگاہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب چیزیں بوجہ وحدت سببہ فیض اپنی اصل باہیت میں ایک ہی ہیں مگر ان چیزوں کا کامل کیسا اگر انسان نہیں بن سکتا اور کیونکر بنے حکیم مطلق نے اپنے اسرار حکیمہ غیر متناہیہ پر کسی دوسرے کو محیط نہیں کیا۔ اور اگر یہ کہو کہ اجماع علوی میں استحالہ کہاں ہیں تو میں

ہیں جن میں تفسیر تبدیل ممکن نہیں اگر استخراج دلائل کا یہی طریق ہے تو سید صاحب پڑوسی شکل پڑیگی اور انکو ماننا پڑیگا کہ تمام بیانات قرآن کریم کے مواہد میں داخل ہیں۔ مثلاً خدا تعالیٰ نے جو حضرت ذکریا کو بشارت دیکر فرمایا اذنبشک بغلام حلیم تو بموجب قاعدہ سید صاحب کے چاہئے تھا کہ حضرت یحییٰ ہمیشہ غلام بیٹے لڑکے ہی رہتے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے حضرت یحییٰ کو غلام کر کے بچا رکھا اور یہ وعدہ ہو گیا۔ ایسی ہی اور بیسیوں مثالیں ہیں سب کو بیان کرنا صرف وقت ضائع کرنا ہے۔ اگر سید صاحب کی نظر میں واقعات موجودہ کے بیان کرنے سے تنبیہ کے لئے اور ہمیشہ کے لئے کوئی وعدہ لازم آجاتا ہے تو ان سے ڈرنا چلے گئے کہ ایسا ہی وہ بات بات میں انسانوں پر الزام لگا دینگے۔ اور ایک موجودہ واقعہ کہ بیان کر تیکو وہ ایک دایمی وعدہ سمجھ لیں گے۔ میرے نزدیک بہتر ہے کہ سید صاحب

بقید حاشیہ کہتے ہوں کہ مفیک ان میں بھی استحالات اور محکمت کا مادہ ہے گو ہمیں معلوم نہ ہو نہ ہی تو ایک دن ان پر ہر جائینگے ماسوا اسکے ہر ایک چیز کے استحالہ اور نظر ڈالکر ثابت ہوتا ہے کہ کوئی چیز استحالہ سے خالی نہیں ہوتی پچھلے زمین کے استحالات سے انکار کر کر پھر آسمان کی بات کرنا۔ تو کار زمین را کوساحتی چکر ما آسمانی نیز در حق عرض جب انواع اقسام کے استحالہ ہر روز مشاہدہ میں آتے ہیں اور وحدت ذاتی الہی کا یہ تقاضا بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام چیزوں کا منہج اور سبب ایک ہو اور خدا تعالیٰ کی الوہیت اس کی جہتی قائم رہ سکتی ہے کہ جب ذرہ ذرہ بڑا سکا تصرف تمام ہو تو پھر یہ استحالہ اور یہ اعتراض کہ ان استحالہ سے امان نہیں دینگے اور علوم ضائع ہونگے اگر محض غلطی نہیں تو اور کیا ہے اور ہم جو کہتے ہیں کہ اس لئے قادر ہے کہ پانی سے آگ کا کام لے یا آگ سے پانی کا کام لے تو اس سے یہ مطلب تو نہیں کہ آبی محکمت غیر متناہی کو اُس میں داخل نہ دے پانی ہی محکم سے کام لے کر کہہ دے کہ خدا تعالیٰ کا کوئی فعل بی شریعت سے خلق نہیں اور نہ ہونا چاہئے بلکہ ہمارا یہ مطلب ہے کہ جو محکمت وہ پانی سے آگ کا کام لے یا آگ سے پانی کا کام لینا چاہے تو اس وقت اپنی اس محکمت کو کام میں لائیگا جو اس عالم کے ذرہ ذرہ پر حکومت کرتی ہے گو ہم اس سے مطلع ہوں یا نہ ہوں اور ظاہر ہے کہ جو محکمت کے طور پر کام ہو وہ علوم و فاضل نہیں مگر تاکہ علوم کی اس سے ترقی ہوتی ہے دیکھو منوہی علم ہر پانی کی جف بنای جاتی ہے یا برتنی روشنی

اپنے آخری دن کو یاد کر کے چند ماہ اس عاجز کی صحبت میں رہیں۔ اور چونکہ میں  
 ماسور ہوں اور مبشر ہوں اس لئے میں وعدہ کرتا ہوں کہ سید صاحب  
 کے اطمینان کے لئے توجہ کروں گا۔ اور اُمید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کوئی ایسا انسان  
 دکھلائے کہ سید صاحب کے مجوزہ قانونِ قدرت کو ایک دم میں خاک میں ملا دوں  
 اور اس قسم کے کام اہلک بہت ظہور میں آئے ہیں کہ جو سید صاحب کی نظیر  
 قانونِ قدرت کے خلاف ہیں۔ مگر اُنکا بیان کرنا بیفائدہ ہے کہ سید صاحب  
 اُسکو ایک قصہ سمجھیں گے۔ سید صاحب وحیِ ولایت کی ایسی پیشگوئیوں سے ہی  
 تو منکر ہیں جو بذریعہ الہام اولیاء اللہ کو معلوم ہوتے ہیں۔ اور ان کی نظریں وہ  
 ایسی ہی خلاف قانونِ قدرت ہیں جیسا کہ آگ کا اپنی خاصیتِ احراق کو چھوڑ دینا۔

بقیہ حاشیہ پید کیا جاتی ہے تو کیا اس سے امان اُٹھ جاتا ہے یا علم ضائع ہو جاتا ہے۔

اس جگہ ایک اور ستر یا درکنے کے لائق ہے کہ وہ چہے کہ اولیائے جو خواہی کہی اس قسم کے  
 ظہور میں آتے ہیں کہ پانی اُنکو ڈبو نہیں سکتا اور آگ اُنکو نقصان نہیں پہنچا سکتی اُنہیں بھی دروازہ  
 ہی بھید ہے کہ مکہ معظمہ کی بے انتہا سرسبز پرانے حادی ہیں نہ سکتا اپنے دوستوں اور  
 متروں کی وجہ سے وقت کہی یہ کثرتِ قدرت دکھاتا ہے کہ وہ توجہ عالم میں تعریف کرتی ہے اور جن ایسے  
 محضی اسباب کے جمع ہونے سے مثلاً آگ کی حرارت اپنے اثر سے رک سکتی ہے خود وہ اسبابِ اجرام کو  
 کی تاثیریں ہوں یا خود مثلاً آگ کی کوئی محضی خاصیت یا اپنے بدن کی ہی کوئی محضی خاصیت یا ان  
 تمام خاصیتوں کا مجموعہ جو آسٹاؤس توجہ اور اُس دعا سے حرکت میں آتی ہیں تب ایک ہزار  
 عادت ظاہر ہوتا ہے مگر اس سے حقائق ہمساکہ اعتبار نہیں اُٹھتا اور نہ علوم ضائع ہوتے ہیں بلکہ  
 یہ وہ علوم الہیہ ہیں سے خود ایک علم ہے اور یہ اپنے مقام پر ہے اور مثلاً آگ کا محرق یا نیت  
 ہونا اپنے مقام پر بلکہ بول سمجھ لیجئے کہ یہ روحانی مواد میں جو آگ پر غالب آکر اپنا اثر دکھاتے ہیں اپنے  
 وقت اور محل سے خاص ہیں اس دقیقہ کو دنیا کی عقل میں سمجھ سکتی کہ فسانہ کامل خدا تعالیٰ کے

ایسا ہی دعا کی ذاتی تاثیرات بھی جن کے ذریعہ سے وہ مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔  
 جسکے لئے دعا کی گئی سید صاحب کی نظر میں خلافت قانون قدرت ہیں۔ سو اگر  
 سید صاحب میرے پاس آئیں سکتے تو ان دو ذوں باتوں میں ہی وعدہ قبول  
 حق کر کے مجھ کو اجازت دیں کہ انکی نسبت جناب الہی میں توجہ کر کے جو کچھ ظاہر ہو  
 وہ شائع کروں اس سے عام لوگوں کو فائدہ ہو جائیگا۔ اگر سید صاحب کی رائے حقیقت  
 درست ہے تو میں اپنے مطلب میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ورنہ عقلمند لوگ سید  
 صاحب کے خراب عقیدوں سے بچا کر پہر اپنے عظیم الشان خدا تعالیٰ کو پہچان  
 لیں گے۔ اور محبت سے اسکی طرف رجوع کریں گے۔ اور دُعا کے وقت اُس کی

پہچان کریں۔ روح کا جلوہ گاہ ہوتا ہے اور جب کبھی کامل انسان پر ایک الہا وقت آ جاتا ہے کہ وہ اُس جلوہ کا  
 عین وقت ہوتا ہے تو اسوقت ہر ایک چیز اُس سے ایسی ڈرتی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ سے اسوقت  
 اُسکو زندہ کئے آگے والہ آگ میں ڈال دیا وہ اُس سے کیجہ بی نقصان نہیں اٹھائیگا کیونکہ اس  
 وقت خدا تعالیٰ کی روح اُس پر ہوتی ہے اور ہر ایک چیز کا جہ ہے کہ اُس سے ڈرے یہ معرفت کا ایک  
 انبری مجید ہے جو بغیر محبت کا طین سمجھ میں نہیں آ سکتا چونکہ یہ نہایت دقیق اور نہایت درخشاں اور  
 ہے اسلئے ہر ایک فہم اس فلاسفی سے آگاہ نہیں گریا ورنہ کہ ہر ایک چیز خدا تعالیٰ کی آواز سنتی ہے  
 ہر ایک چیز پر خدا تعالیٰ کا تعریف ہما اور نہایت چیز کی تمام ڈوریاں خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اسکی  
 حکمت ایک بے انتہا حکمت ہے جو ہر ایک ذرہ کی بڑے تک پہنچی ہوئی ہے اور ہر ایک چیز میں امنی ہما  
 غامبین میں یعنی اسکی قدرتیں ہیں جو شخص اس بات پر ایمان نہیں لانا وہ اُس گروہ میں  
 داخل ہے جو ما قدر و اللہ حق قدس کے مصداق ہیں۔ اور چونکہ انسان کامل ظہور  
 تمام عالم کا ہوتا ہے اسلئے تمام عالم اُسکی طرف وقتاً فوقتاً کھینچا جاتا ہے وہ روحانی عالم کا ایک  
 منکبوت ہوتا ہے اور تمام عالم اُسکی تار میں ہوتی ہیں اور خود رقی کا ہی مستر ہے۔

برکار و بار ہستی اثری سست عارفان را در جہاں چہ دید آئیں کہ خدایا میں جہاں را بخود



رحمتوں سے نا اسب، پیہر، سب رنگ، اور تہہ اٹھائیکے وقت، لذت اٹھائینگے۔ اور  
 خدا تعالیٰ کے وجود کا فائدہ بھی تو یہی ہے۔ کہ ہماری دعائیں سنئے۔ اور آپ اپنے  
 وجود سے ہمیں نبردے۔ نہ کہ ہم ہزار ہزار تکلیف سے ایک بت کی طرح ایک فرضی خدا  
 دل میں قائم کر لیں۔ جسکی ہم آواز نہیں سن سکتے۔ اور اسکی نمایاں قدرت کا کوئی جلوہ  
 نہیں دیکھ سکتے۔ یقیناً سمجھو کہ وہ قادر خدا موجود ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ  
 ذلت ایدید بلید، مہد سلطان نیقق کیف یشاء و لفعیل مایردید۔  
 و هو حل کل شئی قدیر۔ و آخرہ عو فان الحمد لله رب العلمین۔

روئی دلبر از طلبگاران نمی دارد حجاب  
 لیکن آں روئی حسین از غافلان ماند ہلال  
 دامن پاکش ز سخوت مانمی آید بیست  
 بس خطر ناک است راہ کوچہ یار قدیم  
 تا کلامش فہم و عقل نامزایاں کم رسد  
 مشکل قراں نہ از انباء دنیا صل شود  
 ایکہ آگاہی نہادندت ز انوار دروں  
 از سیر و غطا و نصیحت این سخن ناگفتہ ایم  
 او دواکن چارہ آزار از انکار و عسا  
 ایکہ گوئی گرد عاقل اثر بودی کجاست  
 فان کن انکار زین اسرار قدرت مانمی حق

می درخشد در غمرومی تا باند اندر ماتاب  
 عاشقی باید کہ بردارند از بہرش نقاب  
 صبح را ہی نیست غیر از غم و درد و اضطراب  
 جاں سلامت با پایہ اندر خود روئی ہمتا  
 ہر کہ از خود گم شود او یا بیداں راہ صواب  
 ذوق آں می داند آں مستی کہ نوشہاں شہر آ  
 در حق ما ہر چہ گوئی نیستی جاسے عقاب  
 تا گمزدیں مرسہی بہ گرد دآں زخمی خراب  
 چون علاج می زنی وقت خمار و التہاب  
 سوئی من جفتاب نہایم ترا چون آفتاب  
 قصہ کو تو کن بہ چین از مادہ اسے ستیاب  
 دیگر صفحہ ۳۲-۳۳-۳۴ سرمدی

اسکو غور سے پڑھو۔ اس میں آپ لوگوں کے لئے خوشخبری ہے

نجد مت امر اور یسایہ و متیمان ذی شان و الیمان

ارباب حکومت و منزلت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نجدہ و نصلی علی سولہ الکریم

اے بزرگان اسلام خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے دلوں میں تمام فرقوں سے بڑھ کر  
نیکساریا دے پیدا کرے اور اس نازک وقت میں آپ لوگوں کو اپنے پیار سے دین کا  
سچا خادم بنا دے میں اس وقت محض لہذا اس ضروری امر سے اطلاع دیتا ہوں  
کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے  
دین شین اسلام کی تجدید اور تازہ کیا کرنے بھیجا ہے تاکہ میرا اس پُر آشوب زمانہ میں ثمران  
کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں اور ان تمام  
دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں ان فوروں اور ہرکات اور خوارق اور علوم لدنیہ  
کی دوسے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں سو یہ کام ہر بدوئل برس سے  
ہو رہا ہے لیکن چونکہ وہ تمام ضرورتیں جو ہر کو اشاعت اسلام کے لئے درپیش ہیں بہت سی  
مالی امدادات کے محتاج ہیں اس لئے میں نے یہ ضروری سمجھا کہ بطور تبلیغ آپ  
صاحبو کو اطلاع دوں سو سنو ای حال یہاں بزرگو ہمارے لئے اللہ جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی راہ میں یہ مشکلات درپیش ہیں کہ ایسی تالیفات کے لئے جو لاکھوں آدمیوں میں  
پھیلائی چاہئے بہت سے سرمایہ کی حاجت ہے اور اب صورت یہ ہے کہ اول تو

لن بڑے بڑے مقاصد کے لئے کچھ بھی سرمایہ کا بندوبست نہیں اور اگر بعض پرجوش مردان دین کی بہت اور اعانت سے کوئی کتاب تالیف ہو کر شایع ہو تو بیاعت کم گوئی اور غفلت زمانہ کے وہ کتاب بجز چند نسخوں کے زیادہ فروخت نہیں ہوتے اور اکثر نسخے اسکے یا تو سال یا سال صدوقوں میں بند رہتے ہیں یا لالہ مفت تقسیم کئے جاتے ہیں اور اس طرح اشاعت ضروریات دین میں بہت ساحر ہو رہا ہے اور گو خدا تعالیٰ اس جماعت کو دن بدن زیادہ کرتا جاتا ہو مگر یہی تک ایسے روشندانہ نہیں ہمارے ساتھ کوئی بھی نہیں کہ کوئی حصہ معتد بہ اس خدمت اسلام کا اپنے ذمہ لے سکے اور جو کچھ عاجز خدا تعالیٰ سے مامور ہو کر تجدید دین کے لئے آیا ہے اور مجھے اللہ جل شانہ نے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ وہ بعض امرا اور لوگ کو بھی ہمارے گروہ میں داخل کرے گا اور مجھے اسنے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا جہاں تک کہ بادشاہ میرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈھیں گے۔ سو اسی بنا پر آج مجھے خیال آیا کہ میں اب باب دوست اور مقدرت کو اپنے کام کی نصرت کے لئے تحریک کروں۔

اور چونکہ یہ دینی مدد کا کام ایک عظیم نشان کام ہے اور انسان اپنے شکوک و شبہات اور وسوسوں سے خالی نہیں ہوتا اور بغیر شناخت وہ صدق بھی پیدا نہیں ہوتا جس سے ایسی بڑی مددوں کا حوصلہ ہو سکے اسلئے میں تمام امرا کی خدمت میں بطور عام اعلان کرتا ہوں کہ اگر انکو بغیر آزمائش ایسی مدد میں تامل ہو تو وہ اپنے بعض مقاصد اور ہمت اور مشکلات کو اس غرض سے میری طرف لکھ بھیجیں کہ مائیں ان مقاصد کے پورے ہونے کے لئے دعا کروں۔ مگر اس بات کو تصریح سے لکھ بھیجیں کہ وہ مطلب کے پورا ہونے کے وقت کہاں تک ہیں اسلام کی راہ میں مالی مدد دیں گے اور کیا انھوں نے اپنے دلوں



# ایمان کے لئے شاہدین کے لئے اطلاع

اس وقت ایک کتاب  
آج کے کمال اسلام نام  
جنے والے کی جو جس میں  
تحقیق و درق ہے اسام  
اور قرآن کرم کی تحویلوں  
کے لکات کا بیان ہوا اور  
ایکے فی الضیق مذہب کے  
مقابلہ باطلہ کا وہ ہے اور  
فرز خیر کے کیا لکات باطلہ  
کا ہی اچھی طرح انیصال کیا  
گیا ہے فقہ مسد اس کی  
ساتھ ہے چہ سو صفحہ ہے  
ہے قیمت دو روپہ چھ  
علاوہ ہے اور اس کے  
مفصلہ ذیل کتابیں ہیں

فتح اسلام - فوج ہر  
ادالہ اور نام محمول علاوہ  
ہے اور فتح اسلام - اور  
توضیح حرام کی قیمت ایک روپہ  
آٹھ آنہ ہے ہر چار آنہ

کم کر دیے ہیں -  
المط

مرزا غلام احمد

کادیان ضلع  
مکہ دہلی  
پنجاب

سے اپنا ایمان دکھاؤ اور مردان خدا میں جگہ پاؤ و السلام علی من اتبع الهدی  
بکیسی شد دین احمد بیچ خوشی یا نیست  
ہر طرف سیل ضلالت صد ہزاران تن رہا  
ایں خداوندان نعمت این جنس غفلت چرا  
اے مسلمانان خدا ایک نظر بر حال دین  
آتش افتاد است درخشش غمزدایان  
ہر زمان از بہر دین در خون دل من می تپد  
آنچه برامی رود از غم کہ داند جز خدا  
ہر کسی غمخواری اہل و اقارب می کند  
خون دین بنیم روان چون گفتگان کہ بلا  
حیرت ماید چہ بنیم بدل شان در کار نفس  
اے کہ داری مقدس ہم عزم تائیدات دین  
بین کہ چون در خاک می غلطد ز جوناگان  
اندرین وقت معیبت چارہ با بیکان  
اے خدا ہر گوشت شادان دل تاریک

اے برادر پنج خور و زایا حضرت با بود

مواہب عیش و بھار بخش و گلزار نیست

مراقب

مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ پنجاب



## TRANSLATION OF THE VERNACULAR NOTICE ON REVERSE.

*Being inspired and commanded by God, I have undertaken the compilation of a Book named "Durahin-i-Ahmadiya," with the object of reforming and reviewing the religion, and have offered a reward of Rs. 10,000 to any one who would prove the arguments brought forward therein to be false. My object in this Book is to shew that the only true and the only revealed religion by means of which one might know God to be free from blemish, and obtain a strong conviction as to the perfection of His attributes is the religion of Islam, in which the blessings of truth shine forth like the sun, and the impress of veracity is as vividly bright as the day-light. All other religions are so palpably and manifestly false that neither their principles can stand the test of reasoning nor their followers experience the least spiritual edification. On the contrary those religions so obscure the mind and direct it of discernment that signs of future misery among the followers become apparent even in this world.*

That the Muhammadan religion is the only true religion, has been shown in this book in two ways: (1st), By means of 300 very strong and sound arguments based on mental reasoning (their cogency and sublimity being inferred from the fact that a reward of Rs. 10,000 has been offered by me to any one refuting them, and from my further readiness to have this offer registered for the satisfaction of any one who might ask for it): (2), From those Divine signs which are essential for the complete and satisfactory proof of a true religion. With a view to establish that Muhammadan religion is the only true religion in the world, I have adduced under this latter head 3 kinds of evidences: (1), The miracles performed by the Prophet during his lifetime, either by deeds or words which were witnessed by people of other persuasions and are inserted in this book in a chronological order (based on the best kind of evidences): (2), The marks which are inseparably adherent in the Alquran itself, and are perpetual and everlasting, the nature of which has been fully expounded for facility of comprehension: (3), The signs which by way of inheritances devolve on any believer in the Book of God and the follower of the true Prophet. As an illustration of this, I, the humble creature of God, by His help have clearly evinced myself to be possessed of such virtues by the achieving of many unusual and supernatural deeds, by foretelling future events and secrets, and by obtaining from God the objects of my prayers to all of which many persons of different persuasions like the Aryas, &c., have been eye-witnesses (A full description of these will be found in the said book).

I am also inspired that I am the Reformer of my time, and that as regards spiritual excellence, my virtues bear a very close similarity and strict analogy to those of Jesus Christ, and in the same way as the distinguished chief of prophets were assigned a higher rank than that of other prophets, I also by virtue of being a follower of the August Person (the benefactor of mankind, the best of the messengers of God) am favored with a higher rank than that assigned to many of the Saints and Holy Personages preceding me. To follow my footsteps will be a blessing and the means of salvation, whereas any antagonism to me will result in estrangement and disappointment. All these evidences will be found by perusal of the book which will consist of nearly 4800 pages of which about 592 pages have been published. I am always ready to satisfy and convince any seeker of truth. "All this is a Grace of God, He gives it to whomsoever He likes, and there is no bragging in this." "Peace be to all the followers of righteousness!"

If after the publication of this notice any one does not take the trouble of becoming an earnest enquirer after the truth and does not come forward with an unbiassed mind to seek it, then my challenging (discussion) with him ends here, and he shall be answerable to God.

Now I conclude this notice with the following prayer: *Oh Gracious God guide the pliable hearts of all the nations, so that they may have faith on thy chosen Prophet (Muhammad) and on thy holy Alquran, and that they may follow the commandments contained therein, so that they may thus be benefited by the peace and the true happiness which are specially enjoyed by the true Muslims in both the worlds, and may obtain absolution and eternal life which is not only procurable in the next world, but is also enjoyed by the truthful and honest people even in this world. Especially the English nation who have not as yet availed themselves of the sunshine of truth, and whose civilized, prudent and merciful empire has, by obliging us by numerous acts of kindness and friendly treatments, exceedingly encouraged us to try our utmost for their welfare, so that their fair faces may shine with heavenly effulgence in the next world. We beseech God for their well being in this world and the next. Oh God guide them and help them with thy grace, and instil in their minds the love for thy religion, and attract them with thy power, so that they may have faith on thy Book and Prophet, and embrace thy religion in groups. Amen! Amen!*

"Praise be to God the supporter of creation!"

(Sd.) MIRZA GULAM AHMAD,

Chief of Kadian, District Gurdaspur, Panjab, India.



اگر پیشگوئی فی الواقعہ ایک عظیم الشان میت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور یہ سلسلہ خیالات اور یہ تمام نکتہ چینیاں جو پیش از وقت دلوں میں پیدا ہوتی ہیں ایسی معدوم ہو جاتی ہیں کہ منصف خراج اصل الراے ایک انفعال کے ساتھ اپنی رایوں سے رجوع کرتے ہیں۔ ماسوا اسکے یہ عاجز بھی تو قانون قدرت کے تحت میں ہے اگر میری طرف سے بنیاد اس پیشگوئی کی صرف اس قدر ہے کہ میں صرف یا وہ کوئی کے طور پر چند احتمالی بیماریوں کو ذہن میں رکھ کر اور اٹکل سے کام لیکر یہ پیشگوئی شائع کی ہے تو جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی تو ایسا کر سکتا ہے کہ انھیں اٹکلوں کی بنیاد پر میری نسبت کوئی پیشگوئی کر دے بلکہ میں راضی ہوں کہ بجائے چہ برس کے جو میں نے اسکے حق میں میعاد مقرر کی ہے وہ میرے لئے دس برس لکھ دے لیکر ہرام کی عمر اس وقت شاید زیادہ سے زیادہ تیس برس کی ہوگی اور وہ ایک جوان توی بیکل عمدہ صحت کا آدمی ہے اور اس عاجز کی عمر اس وقت پچاس برس سے کچھ زیادہ ہے اور ضعیف اور دائم المرض اور طرح طرح کے عوارض میں مبتلا ہے پھر باوجود اسکے مقابلہ میں خود معلوم ہوا بیگا کہ کونسی بات انسان کی طرف سے ہے اور کونسی بات خدا تعالیٰ کی طرف سے۔ اور مقررہ کا یہ کہنا کہ ایسی پیشگوئیوں کا اب زمانہ نہیں ہے ایک معمولی فقرہ ہے جو اکثر لوگ مونہہ سے بول دیا کرتے ہیں میری نسبت میں تو مضبوط اور کامل صداقتوں کے قبول کر نیکے لئے یہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ شاید اس کی نفیر پہلے دمانوں میں کوئی بھی مل نہ سکے۔ ہاں اس زمانہ سے کوئی فریب اور کرکھنی نہیں رہ سکتا مگر یہ تو رہا متبازوں کے لئے اور بھی خوشی کا مقام ہے کہ جو شخص فریب اور سچ میں فرق کرنا جانتا ہے وہی سچائی کی دل سے عزت کرتا ہے اور خوشی اور دودھ کر سچائی کو قبول کر لیتا ہے اور سچائی میں کچھ ایسی کشش ہوتی ہے کہ وہ آپ قبول کر لیتی ہے۔ ظاہر ہے کہ زمانہ معدوم



کیا ہم پشاور کی نسبت ایک اور خبر آج جو بہرین شہر مطالعہ راہ رمضان مطالعہ صبح کے وقت تہذیبی فریضہ کی حالت میں دیکھا کہ ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوا ہوں اور چند دوست بھی میرے پاس بیٹھے ہیں ایک شخص دوسری شکل گرایا اسکے چہرہ چون بچکا ہے میرے سامنے آکر بڑا بڑا اپنے نظر ڈال کر دیکھتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نئی خلق اور مثال کا شخص ہے گرا انسان نہیں بلکہ شاداد غلام ہے اسے اور اس کی بہت دلی اور میانی اور میں اس کو بچتا ہوں تاکہ اسے مجھے پتہ نہ چلا کہ ایک اور مکان میں ایک شخص کانا یا کہ وہ کیا ہے جس کا یہ شخص کی سزا دہی کے لئے اس کو لیا گیا ہے کہ یہ معلوم نہیں تاکہ وہ دوسرا شخص کون ہے اور یہ جاننے والا ہے یا نہ ہو۔

ایسی نئی باتوں کو قبول کرتا جاتا ہوں جو لوگوں کے باپ داداؤں نے قبول نہیں کی تھیں اگر نہ صداقت نہ کیا گیا تھا تو یہ سچ کیوں ایک عظیم الشان انقلاب اسیں شروع سے زمانہ پیشک حقیقی صداقت کو دوسرے سے نہ دشمن اور یہ کہنا کہ زمانہ عقلمند ہے اور سیدھے ساوے کو کوٹھا وقت گذر گیا ہے یہ دوسرے لفظوں میں زمانہ کی ندرت سے گویا یہ زمانہ ایک ایسا ہزمانہ ہے کہ سچائی کو واقعی طور پر سچائی پا کر چھڑا سکو قبول نہیں کرتا لیکن میں ہرگز قبول نہیں کروں گا کہ فی الواقع ایسا ہی ہے کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ زیادہ تر سیری طرف رجوع کر نیوالے اور مجھ سے فائدہ اٹھا نیوالے وہی لوگ ہیں جو تو تعلیم یافتہ ہیں جو بعض ان میں سے بی اے اور ایم اے تک پہنچے ہوئے ہیں اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ یہ تو تعلیم یافتہ لوگوں کا گروہ صداقتوں کو بڑی شوق سے قبول کرتا جاتا ہے اور صرف اس قدر نہیں بلکہ ایک نو مسلم اور تعلیم یافتہ پوریشین اگر بڑا دیکھا گروہ جسکی سکونت گاہ کے احاطہ میں ہے ہماری جماعت میں شامل اور تمام صداقتوں پر یقین رکھتے ہیں۔ اب میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے وہ تمام باتیں لکھ دی ہیں جو ایک خدا میں آدمی کے سمجھنے کے لئے کافی ہیں کہ یوں کا اختیار ہے کہ میرے اس مضمون پر بھی اپنی طرف جھجھ چا میں چاہیے پڑاویں مجھے اس بات پر کہہ بھی نظر نہیں کہ نہ کہ میں جانتا ہوں کہ اس وقت اس پیشگوئی کی تعریف کرنا یا مذمت کرنا دونوں برابر ہیں اگر یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ اسی کی طرف سے ہے تو حقو بہت ناک نشان کے ساتھ اس کا وقوع ہو گا اور دونوں کو ملا دیگا اور اگر اسکی طرف سے نہیں ہے تو میری ذلت ظاہر ہوگی اور اگر میں اس وقت تک متاویس کر دیکھتا ہوں اور بھی ذلت کا موجب ہو گا وہ ہستی قدیم اور وہ پاک و قدوس جو تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے وہ کاذب کو کبھی غرض نہیں رہتا یہ بالکل غلط بات جو کہ ایک بہرام سے مجھ کو کوئی ذاتی عداوت جو مجھ کو ذاتی طور پر کسی سے ہی عداوت نہیں بلکہ اس شخص نے سچائی سے دشمنی کی اور ایک ایسے کامل اور مقدس کو جو تمام سچائی پر کھڑا تھا۔

کہ وہ دوسرا شخص نہیں چند آدمیوں سے تھا جن کی نسبت میں اشتہار دیکھتا ہوں اور یہ یکشنبہ کا دن اور یہ بکے مچ کا دن تھا۔

الحمد لله

کے رسالہ شافیہ کا فیہ جو فی القون پر حجت الہدایہ اور انقرون کو موجب یستلیمان عرفان ہے

نشان آسمانی

شہادۃ المہدیین

این است نشان آسمانی به مثلش بنس اگر توانی

یا صوفی تو پیش را برون آر یا تو به کن ز بد گسائی



از تالیفات امام مہدی دیرخ مروری و محمد باقر خراسانی حضرت میرزا غلام احمد رضا قادیانی  
بماہ جنوری ۱۳۹۶ شمسی مطبع ضیاء الاسلام قادیان دارالامان مین چہیا

قیمت فی جلد ۳ باروم تعداد ۴۰۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قدرت کردگار مے بینم  
از نجوم این سخن نمے گویم  
در خراسان و مصر و شام عراق  
ہمہ را حال مے شود دیگر  
قصہ بس غریب مے شنوم  
غارت و قتل لشکر بیار  
بس فرومایگان بے حاصل  
نذہب دین ضعیف می یابم  
دوستان عزیز ہر قومے  
منصب و منزل دہی عمال  
ترک و تاجیک را ہم دیگر  
مکر و تدویر و حیلہ در ہر جا  
بقعہ بغیر سخت گشت خراب  
اندکے امن گر بود امروز  
گر چہ مے بینم این ہمہ غم نیست  
بعدا سال و چند سال دیگر  
بادشاہ شام دانائے  
حکم امثال صورتے دگرست  
غین و ری سال چون گذشت سال  
گر در آئینہ ضمیر چہ سان

حالت روزگار مے بینم  
بلکہ از کردگار مے بینم  
فتنہ و کارزار مے بینم  
گریکے در ہزار مے بینم  
غصہ در دیار مے بینم  
از یمن و یار مے بینم  
عالم و خوند کار مے بینم  
مہمد ع افتخار مے بینم  
گشتہ غبار و غوار مے بینم  
ہر یکے را دوبار مے بینم  
خصمی و گیر دار مے بینم  
از صغار و کبار مے بینم  
جائے جمع شرار مے بینم  
در حد کوہ سار مے بینم  
شادنی و غمگسار مے بینم  
علیے چون نگار مے بینم  
سرور باوقار مے بینم  
نہ چو بیدار و اے مے بینم  
بوالعجب کار و بار مے بینم  
گر دوزنگ و غبار مے بینم

ظلمتِ ظلم طامس ان دیار  
 جنگ و آشوبِ فتنہ و بیداد  
 بندہ را خواجہ و شہساز  
 ہر کہ ادبار پار بود اسال  
 سکے نوزند بر رخ زر  
 ہر یک از حاکمان ہفت اقلیم  
 ماہ رار و سیاہ مے نگرم  
 تاجراز دور دست بے ہمراہ  
 حال ہند و خراب مے یابم  
 بعض اشجار بوستانِ جہان  
 ہمدلی و قناعت و کنجے  
 غم مخور زانکہ من درین تشویش  
 چون زمستان بی ہمن بگذشت  
 دور او چون شود تمام بکام  
 بندگان جناب حضرت او  
 بادشاہ تمام ہفت اقلیم  
 صورت و سیرتس چو پیغمبر  
 پدید آید کہ با او تابندہ  
 گلشن شرع را سہمے بوئم  
 تا چہل سال اسی برادر من  
 عاصیان از امام معصوم  
 غازی دستار دشمن کش  
 زمینت شرع و رونق اسلام

بے حد و بے شمار مے بینم  
 در میان و کنار مے بینم  
 خواجہ را بندہ وار مے بینم  
 خاطرش زیر بار مے بینم  
 در ہش کم عیار مے بینم  
 دیگرے را دچار مے بینم  
 مہر را دل نگار مے بینم  
 ماندہ در رہ گزار مے بینم  
 جو ترک تبار مے بینم  
 بے بہار و شمار مے بینم  
 عالیا اختیار مے بینم  
 خرمی و وصل یار مے بینم  
 شمس خوش بہار مے بینم  
 پس رش یادگار مے بینم  
 سر بر تاجدار مے بینم  
 شاہ عالی تبار مے بینم  
 علم و علمش شعار مے بینم  
 باز باز و الفتار مے بینم  
 گل دین را ببار مے بینم  
 دور آن شہسوار مے بینم  
 نجل و شرمسار مے بینم  
 ہمد و یار غار مے بینم  
 محکم و استوار مے بینم



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الذِّیْنَ اَصْطَفٰہِ

اما بعد واضح ہو کہ ان چند اوراق میں اُن بعض اولیا اور مجازیب کی شہادتیں درج ہیں جنہوں نے ایک زمانہ دراز اس عاجز سے پہلو اس عاجز کی نسبت خبر دی ہے منجملہ اُنکے ایک مجذوب گلاب شاہ نام کی پیشگوئی ہے جو ہمارے اس زمانہ سے تین یا اکتیس برس پہلے اس عالم گدازان سے گزر چکا ہے اور اگرچہ یہ پیشگوئی ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۷ میں مجمل طور پر شائع ہو چکی ہو لیکن ابھی دفعہ صاحب بیان کتندہ نے تمام جزئیات کو خوب یاد کر کے تفصیل تمام اس پیشگوئی کو بیان کیا ہے اور چاہا ہے کہ اگلے طور پر وہ پیشگوئی ایک شہر میں شائع کر دیا ہے۔

بیان کتندہ یعنی میان کریم بخش جس قدر اس پیشگوئی کو نہایت یقین اور ایمانی جوش کے ساتھ بیان کرتا ہے اسکو اگر کوئی طالب حق متوجہ ہو کر نہ سمجھ سکے تو ممکن نہیں کہ اسکا ایک کامل اور عجیب اثر اُسکے دل پر پیدا نہ ہو۔ میں نے میان کریم بخش کو اب ماہ مئی ۱۹۳۲ء میں دوبارہ لدھیانہ میں بلا کر اس پیشگوئی اُس سے مکرر گفتگو کی اور کئی مجلسوں میں اسکو قسم دیکر پوچھا گیا کہ اسباب میں جو یقینی طور پر راست راست بات ہو اور خوب یاد ہو وہی بات بیان کرے ایک ذرہ مشتبہ بات بیان نہ کرے اور یہ بھی کہا گیا کہ اگر ایک سر مو کوئی خلاف واقعہ بات یا کوئی مشتبہ امر بیان کرے گا تو ٹھیک ٹھیک یاد نہیں رہا تو خدا تعالیٰ کے سامنے اسکا جواب دینا پڑے گا۔ بلکہ تجاویز کے امتحان کی غرض سے نہایت سختی سے اُس پر مرد کو کہا گیا کہ آپ اب اس بات کو خوب سوچ لیں اور سمجھ لیں کہ اگر آپ کے بیان میں ایک لفظ بھی خلاف واقعہ ہوگا

تو اسکا بوجھ بھاری گردن پر ہوگا اور حشر کے دین میں وہ طوق لعنت گردن میں پڑے گا جو مقرر ہون کی  
 گردن میں پڑا کرتا ہے۔ پھر بار بار کہا گیا کہ اسی میان کریم بخش آپ پر مرد آدمی ہیں اور جیسا کہ  
 سنا جاتا ہے تقویٰ اور صوم و صلوة کی پابندی سے آپ کا زمانہ گزرا ہے اب اس بانگو  
 یاد رکھو کہ اگر یہ پیشگوئی میان گلاب شاہ کی جو اس عاجز کی نسبت آپ بیان کرتے ہیں  
 ایک مشتبہ امر ہے یا خلاف واقعہ ہے تو اس کے بیان کرنا تمام اعمال خیر سابقہ تمہاری  
 ضیاع اور برباد ہو جائینگے اور ناراض نہ ہونا یقیناً سمجھو کہ اس افترا کی سزا میں تم جہنم میں ڈالے  
 جاؤ گے۔ اگر یقینی طور پر یہ امر واقعی نہیں تو میرے لڑے اپنے ایمان کو ضائع مت کرو میں  
 نہ اس جہان میں تمہارے کام آسکتا ہوں نہ اس جہان میں۔ جو مجرم بن کر خدا تعالیٰ کے  
 سامنے جائیگا اسکے لڑے وہ جہنم ہے جہنم وہ نہ مرے گا اور نہ زندہ رہے گا۔ بد بخت ہے  
 وہ انسان جو افترا کر کے اپنے ملک کو ناراض کرے اور سخت بد نصیب ہے وہ شخص کہ  
 ایک بھروانہ کام کر کے ساری عمر کی نیکیاں برباد کر دیوے اور یاد رکھو کہ اگر کوئی میرے  
 لڑے کسی قسم کا خدا تعالیٰ پر افترا کرے گا اور کوئی خواب یا کوئی الہام یا کشف میرے خوش کر نیکی  
 لڑے منہ ہور کر دیگا تو میں اسکو کتوتوںے ہر تر اور سورتوںے ناپاک تر سمجھتا ہوں اور دونوں جہانوں  
 میں اس سے نیز اہل ہون کیونکہ اسنے ایک ذلیل خلق کیلئے اپنی عزیز مولیٰ کو جھوٹھ بول کر ناراض  
 کر دیا۔ اگر ہم بیباک اور کذاب ہو جائیں اور خدا تعالیٰ کے سامنے افتراؤںے نہ ڈرین تو ہر لڑا  
 درجے ہم سے کتو اور سوراچھے ہیں۔ سو اگر گناہ کیا ہو تو توبہ کرو تاہلک نہ ہو جاؤ اور یقیناً  
 سمجھو کہ خدا تعالیٰ مفسری کو بے سزا نہیں چھوڑے گا اور اس عاجز کا کاروبار کسی انسانی شہد  
 پر موقوف نہیں۔ جسے چھی بھجھا ہے وہ میرے ساتھ ہو اور میں اسکے ساتھ ہوں میرے  
 لڑے وہی پناہ کافی ہے یقیناً وہ اپنے بندہ کو ضایع نہیں کرے گا۔ اور اپنے فرستادہ کو برباد  
 نہیں کرے گا۔ یہ وہ تمام باتیں ہیں جو کئی دفعہ کئی مجلسوں میں کہی گئیں۔ لیکن اسنے ان  
 سب باتوں کو سن کر ایک درد سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ ایسا جواب دیا جس سے  
 رونا آتا تھا اور اسکے لفظ لفظ سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ خدا کے خوف سے بھر کر نہایت  
 سچائی سے بیان کر رہا ہے اور اسکے بیان کی زمین جو چشم پر آب ہو کر ایک رقت کے

ساتھ تھا ایک ایسی تاثیر تھی جس کے اثر سے بدن پر لرزہ آتا تھا پس اُس روز یقیناً قطعی ہو  
 سمجھا گیا کہ یہہ پیشگوئی اس شخص کے رگ ریشہ میں اثر کر گئی ہے اور اس کے ایمان کو  
 اس سے اعلیٰ درجہ کا فائدہ پہونچا ہو چنانچہ ہم ذیل میں اسکا وہ اثہا جو اس ذوالسبیل  
 کی قسم کھا کر ایک پردہ دیان میں لکھا ہوا ہے درج کرینگے اس کے پڑھنے سے ناظرین جو انصاف  
 اور حقیقت شناس ہیں سمجھ لینگے کہ کیسی اعلیٰ شان کی وہ شہادت ہو۔

ماسوا اسکے ایک اور پیشگوئی ہے جو ایک مرد با خدا نعمت الدننام نے جو ہندوستان  
 میں اپنی ولایت ادا اہل کشف ہونیکا شہرہ رکھتا ہے اپنے ایک قصیدہ میں لکھی ہے اور  
 یہہ بزرگ سات ہوا سچاس برس پہلے ہمارے زمانہ سے گزر چکے ہیں اور اس قدر مدت کو  
 اس قصیدہ کی تالیف میں بھی گزر گئی ہے جن میں یہہ پیشگوئی درج ہے۔ مولوی محمد عیال صاحب  
 شہید دہلوی جن زمانہ میں اس کوشش میں تھے کہ سبطیہ انکے مرشد سید احمد صاحب دہلی  
 وقت قرار دیے بایں اُس زمانہ میں انھوں نے اس قصیدہ کو حاصل کر کے بہت کچھ سی  
 کی کہ یہہ پیشگوئی انکے حقین ٹھہر جائی بہا تک کہ انھوں نے اپنی کتاب کے ساتھ بھی اس کو  
 شائع کر دیا لیکن اس پیشگوئیں وہ پتے اور نشان دیو گئے تھے کہ سبطیہ سید احمد صاحب  
 اُن علامات کے مصداق نہیں ٹھہر سکتے تھے۔ ہاں یہہ سچ ہے کہ اس پیشگوئی کے  
 مصداق کا نام احمد لکھا ہے یعنی اُس آیتوالے کا نام احمد ہوگا اور نیز یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہو  
 کہ وہ ملک ہند میں ہوگا اور نیز یہہ بھی لکھا ہے کہ وہ تیرھویں صدی میں ظہور کرے گا۔ پس نظر  
 سرسری خیال گذر سکتا ہے کہ سید احمد صاحب میں یہہ تیزون علامتیں تھیں لیکن ذہن خود  
 کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس پیشگوئیکو سید احمد صاحب موصوف سے کچھ بھی تعلق نہیں کہ چونکہ  
 اول تو ان اشعار سے صاف پایا جاتا ہو کہ وہ مجدد موعود تیرھویں صدی کے ادائل ہیں نہیں ہوگا  
 بلکہ تیرھویں صدی کے اخیر رکئی واقعات اور حادثات اور فتن کے ظہور کے بعد ظہور  
 کرے گا یعنی پودھویں صدی کے سر پر ہوگا مگر ظاہر ہے کہ سید احمد صاحب نے تیرھویں صدی  
 کے نصف تک بھی زمانہ نہیں پایا پھر پودھویں صدی کا مجدد انکو کیونکر ٹھہرایا جائے۔  
 ماسوا اسکے سید موصوف نے یہ دھوی چوائی نسبت بیان کیا جاتا ہو اپنی زبان سے کہیں



نہیں کیا اور کوئی بیان انکا ایسا پیش نہیں ہو سکتا جس میں یہ دعویٰ موجود ہو اور ان سب باتوں کو  
برٹھکر یہ امر ہے کہ شیخ نعمت الدولی نے اُن اشعار میں اس آیتوا کے کی نسبت یہ بھی  
لکھا ہے کہ وہ مہدی اور عیسیٰ بھی کہلا سکا حالانکہ صاف ظاہر ہے کہ سید احمد صاحب نے  
کبھی عیسیٰ ہو نہ سکا دعویٰ نہیں کیا۔ پھر انھیں اشعار میں ایک یہ بھی اشارہ کیا ہے کہ اسکے  
بعد اسکے رنگ پر تیرا لاسکا بیٹا ہوگا کہ اسکا یادگار ہوگا اب صاف ظاہر ہے کہ سید احمد  
صاحب نے ایسے کمال بیٹے کی نسبت کوئی پیشگوئی نہیں کی اور نہ کوئی انکا ایسا بیٹا ہوا کہ  
وہ عیسوی رنگ سے رنگین ہو۔ پھر انھیں اشعار میں ایک یہ بھی اشارہ ہے کہ وہ مبعوث  
ہونیکے وقت سے چالیس برس تک عمر پائیگا۔ مگر ظاہر ہے کہ سید احمد صاحب نے  
ظہور کے وقت سے صرف چند سال زندہ رکھ کر اس دنیا فانی سے انتقال کر گئے لیکن  
برائے **پہلے احمدیہ** کے دیکھنے سے ظاہر ہوگا کہ یہ عاجز و تجرید دین کے لڑی اپنی عمر کے  
سن چالیس میں مبعوث ہوا جسکو گیارہ ان برس کے قریب گزر گیا اور باعتبار اُس پیشگوئی  
کے جواز الہام میں درج ہے یعنی یہ کہ ثمانین حوالاً اور قریباً من ذالک ایام بعثت چالیس  
برس ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

اور سید صاحب کے پھر دوبارہ آئینی امید رکھنا اُسی قسم کی امید ہے جو حضرت ایلیا اور  
سیح کے آنے پر رکھی جاتی ہے اور نہایت سادہ اور بخیر آدمی اپنے وقت و مکان میں  
پڑیا کر رہے ہیں۔ اسکی صرف اس قدر اصلیت معلوم ہوتی ہے کہ قدیم سے خدا کا  
کی یہ سنت جاری ہے کہ بعض اوقات وہ ایک کمال فوت شدہ کے دنیا میں دوبارہ  
آئینی نسبت کسی آل کشف کے ذریعہ سے خبر دیتا ہے اور اُس سے مراد صرف  
یہ بات ہوتی ہے کہ اُس شخص کی طبع اور سیرت پر کوئی شخص پیدا ہوگا چنانچہ بنی اسرائیل  
کے نبیوں میں سے ہلاکی بنی نے بھی یہ خبر دی تھی کہ ایلیا بنی جو آسمان پر اٹھا گیا ہے  
پھر دنیا میں آئیگا اور جب تک ایلیا دوبارہ دنیا میں نہ آوے تب تک مسیح نہیں آسکتا۔  
اس خبر کے ظاہر الفاظ پر یہود ظاہر پرست اس قدر جم گئے کہ انھوں نے حضرت مسیح  
کو اُنکے ظہور کے وقت قبول کیا اور ہر چند حضرت مسیح نے انھیں کہا کہ ایلیا سے

مرا وہ جتنا ذکر کیا کا بیٹا ہے جو بھی بھی کہلاتا ہے لیکن انکی نظر تو آسمان پر تھی کہ وہ آسمان سے نازل ہوگا۔ پس اس ظاہر پرستی کی وجہ سے انھوں نے دوزخ کو نکال کر دیا یعنی عیسیٰ اور یحییٰ کا اور کہا کہ یہ بچے نبی نہیں ہیں اگر یہ بچے ہوتے تو انے پہاڑ جیسا خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کتابوں میں خبر دی تھی ایلیا بنی آسمان سے نازل ہوتا۔ سو یہودی لوگ اب تک آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ کب ایلیا بنی آسمان سے اترتا ہے اور ان بد نصیبوں کو خبر نہیں کہ ایلیا بنی تو آسمان سے اتر چکا اور مسیح بھی اچکا افسوس کہ خشک ظاہر پرستی نے کس قدر دنیا کو نقصان پہنچائے ہیں پھر بھی دنیا نہیں سمجھتی۔

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ اسی مسلمانوں تم آخری زمانہ میں بجلی یہودیوں کو قدم بہ قدم ہر ایک بات میں چلو گے یہاں تک کہ اگر کسی یہودی نے اپنی ماں سے زنا کیا ہوگا تو تم بھی کرو گے یہ حدیث اور ایلیا بنی کا قصہ مسیح موعود کے قصہ کا ساتھ جیسے آج طوفان برپا ہو رہا ہے ملا کر پڑھو اور غور کرو اور وہ عقل سے کام لیکر سوچو کہ ایلیا بنی کے دوبارہ آئینکا خیال جو یہودیوں کے اہل سنت والجماعت میں بالاتفاق قائم ہو چکا تھا آخر وہ حضرت عیسیٰ کی عدالت سے کیونکر فیصلہ ہو کر پاش پاش ہو گیا۔ کہان کیا انکا اجماع سوچ کر دیکھو کہ آیا مسیح ایلیا بنی آسمان سے اتر آیا یا ایلیا سے بھی بن ذکر یا مراد لیا گیا۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں بار بار فرماتا ہے کہ تم اسی مسلمانوں ان ٹھوکروں سے بچو جو یہودی لوگ کھا چکے ہیں اور ان خیالات سے پرہیز کرو بنبرحمینے جو یہودی لوگ کتے اور زور بناؤ گئے۔ وانا وہ ہے جو دوسرے کے حال سے نصیحت پکڑے اور جس جگہ دوسرے کا پیر پھیل چکا ہے اس جگہ قدم رکھنے سے ڈرے افسوس کہ آپ لوگ اپنے لٹی اور اپنی قوم کیلئے دہی غارین کھود رہے ہیں جو یہودیوں نے کھردی تھیں۔ ذرہ تخلیف اٹھائیں اور یہود کے علماء کے پاس جائیں اور پوچھیں کہ یہود نے حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ کو قبول کیوں نہ کیا تو یہی جواب پائیں گے کہ سچے مسیح کے آئینکی آسمانی کتابوں اور بنی اسرائیل کی اس حدیث میں ہی نشانی لگی ہے کہ اس سے پہلے ایلیا آسمان سے اتر گیا اور نیز مسیح بادشاہ اور صاحب لشکر ہوگا سو چونکہ ایلیا بنی آسمان سے نہیں اترتا اور نہ ابن مریم کو ظاہری بادشاہی

لی اس لئے مریم کا بیٹا سچا مسیح نہیں ہے۔

اب آپ لوگ سوچیں اور خوب سوچیں کہ یہ قصہ ایلیا کا مسیح موعود کے قصہ کی کتنی ہم شکل ہے اور اس بات کو سمجھ لیں کہ گو مسیح کے پہا کوئی نبی ہوئے مگر کیسے یہ ظاہر نہ کیا کہ ایلیا سے مراد کوئی دوسرا شخص ہے مسیح کے ظہور کے وقت تک یہود کے تمام فقہان اور مذہبوں کا اسی پر اتفاق رہا کہ ایلیا نبی پھر دنیا میں آئیگا۔ اور تعجب یہ کہ ان کے لہو و لہجہ بھی یہ الہام نہ ہوا کہ یہ عقیدہ سراسر غلط ہے اور آسمانی کتاب کے ظاہر لفظ بھی یہی بتلاتے رہے کہ ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں آئیگا۔ لیکن آخر کار حضرت مسیح پر خدا تعالیٰ نے یہ راز سربستہ کھول دیا کہ ایلیا نبی دوبارہ نہیں آئیگا بلکہ اُس کے آئیسے مراد اُس کے ہم صفت کا آنا ہی ہو جی نبی ہے اہل بات یہ ہے کہ پیشگوئیوں میں بہت سی اسرار ہوتے ہیں کہ جو اپنے وقت پر کھلتے ہیں اور بغیر سچی وقت کی بڑی بڑی عارف بھی انکی اصل حقیقت سے بیخبر رہتے ہیں۔ سچ کہا ہے کسی نے کہ ہر سخن وقتے دہر نکتہ مقامے دارد۔ و کہ من علم ترک الاولون لا آخرین۔ اس طرح یہ بات قرین قیاس ہے کہ سید احمد صاحب یا اُن کے کسی صالح مرید کو یہ الہام ہوا ہو کہ احمد پیر دنیا میں آئیگا اور انھوں نے اُس کے یہ معنی سمجھے ہوں کہ یہی سید احمد صاحب کچھ مدت دنیا سے محبوب رہ کر پھر دنیا میں آجائینگے اس قسم کے دھوکوں کے نمونے دوسری قوموں میں بھی پائے جاتے ہیں لوگ عادت اس کی طرف خیال نہیں کرتے اور وہ معنی جو مسنون الہاد قرین قیاس میں ترک کر کے ایک یہودہ اور سب اہل معنی قبول کر لیتے ہیں سو سید احمد صاحب کا دوبارہ آنا جو ہماری اکثر موصد بھائی پڑے ذوق و شوق سے انتظار کر رہے ہیں درحقیقت اسی قسم کے خیالات میں سے ہے۔ اسی حضرات احمدیہ والا آگیا۔ اب تم بھی سمجھ لو کہ سید احمد آگیا کیونکہ مومن کفلس واحد ہوتے ہیں۔ و لہذا القائل۔

انبیاء را دلیا جلوہ دہند ہر زمان آئندہ در رنگے دگر  
ہائے افسوس لوگ اس بات سے کیسے بیخبر ہیں کہ ہر ایک فرد بشر کو موت لگی ہوئی ہے اور دوبارہ آنا کسی فوت شدہ کا۔ یعنی حقیقی طور پر خدا تعالیٰ ہرگز تجویز نہیں کرتا اور کوئی صالح آدمی دو موتوں اور دو جہان کندوں سے ہرگز معذب نہیں ہو سکتا۔ اس یہودہ خیال سے کہ

مسیح ابن مریم زندہ آسمان پر بیٹھا ہے بڑے بڑے فتنے دنیا میں پڑ گئے ہیں دراصل عیسائیوں کے پاس مسیح کو خدا سمجھانے کی یہی بنیاد ہے اور اس کو زندہ ماننے سے رفتہ رفتہ ان کا یہ خیال ہو گیا کہ اب باپ کچھ نہیں کرتا سب کچھ اُس نے اپنے بیٹے کو جو زندہ موجود ہے سپرد کر رکھا ہے غرض یہی اول دلیل مسیح کے خدا ہونے کی عیسائیوں کی پاس ہے۔ جس کی ہمارے علمائے انید کر رہے ہیں مگر حق بات یہی ہے کہ وہ فوت ہو گئے قرآن کریم ان کو فوت پر انھیں لفظوں سے شاہد ہے جو دوسرے موتی کیلئے استعمال کو گئے ہیں۔ بخاری میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی موتی تصدیق کرتے ہیں۔ ابن عباس جیسے جلیل الشان صحابی اس آیت توفی عسیا کے بھی موت ہی معنی بیان کرتے ہیں اور طبرانی اور مسلم حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ عسیا ایک سو بیس برس تک زندہ رہا اسی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عسیا سے میری عمر آدھی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر حضرت عسیا فوت نہیں ہوئے تو غالباً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ابتک زندہ ہی ہونگے۔

ایک اور نکتہ یہ جو کلام الہی پر غور کر نیسے معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب انسان خدا تعالیٰ کے جذبات سے ہایت پا کر دن بدن حق اور حقانیت کی طرف ترقی کرتا ہے اور نفس اور نفسانی امور کو چھوڑتا جاتا ہے تو آخر انتہائی نقطہ اسکے تصفیہ نفس کا یہ ہوتا ہے کہ وہ بجلی ظلمت نفس اور جذبات نفسانہ سے باہر آ کر اگر درجیم کو جو تخت گاہ نفس ہے ادھر جہانہ سودھو کر ایک مصفا قطرہ کی طرح ہو جاتا ہے اس وقت وہ خدا تعالیٰ کی نظیرین فقط ایک روح مجرد ہوتا ہے جو گدازش نفس کے بعد باقی رہ جاتا ہے اور اطاعت کاملہ مولیٰ میں ملائیک سے ایک مشابہت پیدا کر لیتا ہے تب اس مقام پر پہنچ کر عند اللہ اس کا حق ہوتا ہے جو اس کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ کہا جائے یہی معنی ایک طور سے اس حدیث سے بھی نکلتے ہیں جو ابن ماجہ اور حاکم اپنی کتابوں میں لائے ہیں کہ لا مہدی الا عسیا یعنی ہدنی کے کامل مرتبہ پر وہی پہنچتا ہے جو اول عسیا بجائے۔ یعنی جب انسان مثل الی الدین ایسا کمال حاصل کرے جو فقط روح بجائے تب وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک روح اللہ ہو جاتا ہے اور آسمان میں اس کا نام عسیا رکھا جاتا ہے اور خدا

تعالیٰ کے ہاتھ سے ایک روحانی پیدائش اسکو ملتی ہے جو کسی جسمانی باپ کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خدایتعالیٰ کے فضل کا سایہ اسکو وہ پیدائش عنایت کرتا ہے۔ پس درحقیقت تزکیہ اور فنا فی اللہ کا کمال یہی ہے کہ ظلمات جسمانیہ سے اس قدر بچرود حاصل کرے کہ فقط روح باقی رہ جائے یہی مرتبہ عیسویت ہے جو کہ خدایتعالیٰ چاہتا ہے کامل طور پر عطا کرتا ہے۔ اور مرتبہ کاملہ دجالیت یہ ہو کر حسب ضمیر، اغلاالی الارض نفسانی نشیب و گئی طرف زیادہ سے زیادہ جھکتا جائے۔ یہاں تک کہ گہری تاریکیوں کے غاروں میں پڑ کر تاریکی مجسم ہو جائے اور بالطبع ظلمت کا دست اور روشنی کا دشمن ہو جائے عیسوی حقیقت کو مقابل پر دجالیت کی حقیقت کا ہونا ایک امر لازمی ہے کیونکہ ضد ضد سے شناخت کیجاتی ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے ہی یہ دونوں حقیقتیں شروع ہیں۔ ابن صیاد کا آپنے دجال نام رکھا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کہا کہ چہ تین عیسیٰ کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ سو عیسیٰ اور دجال کا تنہا اسی وقت سے شروع ہوا اور مرد زمانہ کے ساتھ عیسیٰ جیسی ظلمت فتنہ کی دجالیت کو رنگ میں کچھ زیادہ آئی گئی دیسی و دیسی عیسویت کے حقیقت والے بھی اسکے مقابل پر پیدا ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ آخری زمانہ میں بیاعتس پھیل جانے فسق اور فجور اور کفر اور ضلالت اور بوجہ پیدا ہونے ان تمام بدیوں کے جو کبھی پہلے اس زمانہ اور کثرت میں پیدا نہیں ہوئی تھیں بلکہ نبی کریم نے آخری زمانہ میں ہی انکا پھیلنا بطور پیشگوئی بیان فرمایا تھا دجالیت کاملہ ظاہر ہو گئی پس اسکے مقابل پر ضرور تھا کہ عیسویت کاملہ بھی ظاہر ہوتی یا درہے کہ نبی کریم نے جن بد باتوں کے پھیلنے کی آخری زمانہ میں خبر دی ہو اسی مجموعہ کا نام دجالیت ہے جسکی تاریخ یوں کہو کہ جسکی شاخیں صد ہاتھ کی آنحضرت نے بیان فرمائی ہیں چنانچہ انہیں سے وہ مولوی بھی دجالیت کو رذت کی شاخیں ہیں جنہوں نے لکیر کہ اختیار کیا اور قرآن کو چھوٹ دیا۔ قرآن کریم کو پڑھتے تو ہیں مگر انکے حلقو پیچھے نہیں اترتا۔ غرض دجالیت اس زمانہ میں عنکبوت کی طرح بہت سی تائیں پھیلا رہی ہے۔ کافر اپنے گھر سے اور منافق اپنے نفاق سے اور میخوار میخوار سے اور مولوی اپنی شیوہ گفتن و کردار اور

سیدہ دلی سے وجہ الیت کی تارین بن رہے ہیں ان تاروں کو اب کوئی کاٹ نہیں سکتا بجز اس  
 حربہ کے جو آسمان سے اترے اور کوئی اس حربہ کو چلا نہیں سکتا بجز اس عیسیٰ کے جو اسی آسمان  
 سے نازل ہو سو عیسیٰ نازل ہو گیا۔ وکان وعدہ اللہ مفعولا۔

اب ہم ذیل میں ان پیگوؤں کو لکھتے ہیں جنکے لکھنے کا وعدہ تھا لیکن ہم بوجہ تقدیر میں  
 مناسب سمجھتے ہیں کہ پہلے نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو  
 لکھی جائے۔ پھر بعد اسکے میان گلاب شاہ کی پیشگوئی جیسا کہ میان کریم بخش نے لکھائی ہے  
 درج کی جائے وباللہ التوفیق۔ واضح ہو کہ نعمت اللہ ولی رہنے والی دہلی کے نواح کے اور  
 ہندوستان کے اولیاء کاملین میں سے مشہور ہیں۔ انکا زمانہ پانوسواٹھ ہجری اُنکے دیوان  
 کے حوالہ سے بتلایا گیا ہے اور جس کتاب میں اُنکی یہ پیشگوئی لکھی ہے اسکے طبع کا سن  
 بھی ۲۵ محرم الحرام ۸۶۸ھ ہے اس حساب سے اکتالیس برس ان آیات کے چھپنے  
 نیز بھی گز گئے اور یہ آیات رسالہ **الرعیین فی احوال المہدیین** کے ساتھ شال  
 ہیں جو مطبوعہ تاریخ مذکورہ بالا ہے اور جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھا ہے ہیں ان ہیئتوں کو رسالہ **الرعیین** سے  
 شال کرنا اسی عرض سے ہو کہ تا کہ سطر سید احمد صاحب کا منجد مہدیوں کے ایک ہی  
 ہونا ثابت کیا جائے اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں کہ احادیث میں جہاں جہاں مہدی کے  
 نام سے کسی آیتوالے کی نسبت پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ہے اس کے  
 سمجھنے میں لوگوں نے بڑے بڑے دھوکے کھائے ہیں اور غلط فہمی کی وجہ سے عام  
 طبع پر یہی سمجھا گیا ہے کہ ہر ایک **مہدی** کے لفظ سے مراد **محمد بن عبد اللہ** ہے  
 جسکی نسبت بعض احادیث پائی جاتی ہیں لیکن نظر غور سے معلوم ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی مہدیوں کی خبر دیتے ہیں منجد اُنکے وہ مہدی بھی ہے جسکا نام حدیث میں **سلطان**  
**مشرق** رکھا گیا ہے جسکا ظہور مالک مشرقیہ ہندوستان وغیرہ سے اور اصل وطن  
 فارس سے ہونا ضرور ہے درحقیقت اُسی کی تعریف میں یہ حدیث ہو کہ اگر ایمان ثریا سے  
 معلق پائیاں ہوتا تب ہی وہ مرد وہیں سے اسکو لے لیتا اور اسیکی یہ نشانی بھی لکھی ہے  
 کہ وہ **لہیتی کر نیوالا ہو گا**۔ فرض یہ بات بالکل ثابت شدہ اور یقینی ہے کہ صحاح

ستہ میں کئی مہدیوں کا ذکر ہے اور ان میں سے ایک وہ بھی ہے جس کا مالک مشرقیہ سے  
 ظہور لکھا ہے مگر بعض لوگوں نے روایات کے اختلاط کی وجہ سے دھوکا کھایا ہے  
 لیکن بڑی توجہ دلانے والی یہ بات ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک  
 مہدی کے ظہور کا زمانہ وہی زمانہ قرار دیا ہے جس میں ہم ہیں اور چودھویں صدی کا اسکو  
 مجدد قرار دیا ہے جیسا کہ ہم آئندہ انشا اللہ بیان کرینگے بہر حال اگرچہ یہ ضرور ثابت  
 ہوتا ہے کہ چودھویں صدی کے سرپرست ہند میں ایک عظیم الشان مجدد  
 پیدا ہونوالا ہے۔ لیکن یہ سراسر حکم ہے کہ سید احمد صاحب کو اسکا مصداق ٹھیرایا جائے کیونکہ  
 جیسا کہ ہم پہلے لکچے چکے ہیں سید صاحب نے چودھویں صدی کا زمانہ نہیں پایا۔ اب چند  
 اشعار نعمت اللہ ولی کے جو مہدی ہند کے متعلق ہیں موصوفہ ذیل میں لکھ جاتے ہیں۔

### ایات

قدرت کردگار مے نیم	حالت روزگار مے نیم
از نجوم این سخن نئے گویم	بلکہ از کردگار مے نیم

یعنی جو کہ میں ان ایات میں لکھوں گا وہ بخانہ خیر نہیں بلکہ الہامی طور پر مجھ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا ہے

غیر ریو سا چو گشت از نیال	بوالعجب کار و بار مے نیم
---------------------------	--------------------------

یعنی بارہ سو سال کے گذرتے ہی عجیب عجیب کام ہو چکے نظر آتے ہیں مطلب یہ کہ تیرہویں صدی  
 کے شروع ہوتے ہی ایک انقلاب دنیا میں ایسا آئے گا اور تعجب انگیز باتیں ظہور میں آئیں گی اور ہجرت  
 کے باران سو سال گزرنیکے ساتھ ہی میں دیکھتا ہوں کہ بوالعجب کام ظاہر ہوں شروع ہو جائینگے

گرد آئینہ ضمیر جہان	گرد و زنگ غبار می نیم
---------------------	-----------------------

یعنی تیرہویں صدی میں دنیا سوسلح و تقویٰ اٹھ جائیگی متنوعی گرد آئے گی گناہوں کا زنگ ترقی  
 کریگا اور کینوں کے غبار ہر طرف پھیلین گے یعنی عام عداوتیں پھیل جائیں گی۔ تفرقہ اور عناد

بڑھ جائیگا اور محبت اور ہمدردی اٹھ جائیگی۔ مگر ان باتوں کو دیکھ کر غم نہیں کرنا چاہیے۔

ظلمت ظلم ظالمان دیار | یجدو بے شمار مے میثم

یعنی ملکوں میں ظلم کا اندھیرا انتہا کو پہنچ جائے گا حاکم رعیت پر اور ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر اور شریک شریک پر ظلم کریگا اور ایسے لوگ کم ہونگے جو عدل پر قائم رہیں۔

جنگ آستو بے فتنہ و بیداد | در میان و کنار مے میثم

یعنی ہندوستان کو درمیان میں اور اسکے کناروں میں بڑی بڑی فتنے اٹھیں گے اور جنگ ہوگا اور ظلم ہوگا

بندہ را خواجہ و شہی یابم | خواجہ را بندہ وار می بیثم

یعنی اس انقلاب ظہور میں آئیگی کہ خواجہ بندہ اور بندہ خواجہ ہو جائیگا یعنی امیر و فقیر اور امیر نچا لئیگا

سکہ نوزند بر رخ زر | در ہمیش کم عیار مے میثم

یعنی ہندوستان کی پہلی بادشاہی باقی رہیگی اور نیا سکہ چلیگا جو کم عیار ہوگا اور یہ سب کچھ تیرہویں صدی میں سلسلہ وار ظہور میں آجائے گا۔

بعض اشجار بوستان حبان | بے بہار و شمار می بیثم

یعنی تھوڑے پڑھیں گے اور باغات کو پھل نہیں لگیں گے۔

غم مخور زانکہ من درین تشویش | خرمی وصل یار مے میثم

یعنی اس تشویش اور فتنہ کے زمانہ میں جو تیرہویں صدی کا زمانہ ہے غم نہیں کرنا چاہیے کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ وصل یا کسی خوشی بھی ان فتنوں کے ساتھ اور ان کے درمیان نہ ہے مطلب یہ کہ جب تیرہویں صدی کے یہ تمام فتنے کمال کو پہنچ جائیں گے تو وصل یار



کی خوشی اخیر صدی میں ظاہر ہوگی یعنی خدا تعالیٰ رحمت کو ساتھ توجہ کریگا۔

## چون زمستان بچیں بگذشت | شمس رخسار بہار سے پیغم

یعنی جبکہ زمستان بچیں مراد یہ ہے کہ جب تیرہویں صدی کا موسم خزان گزر جائیگا تو چودہویں صدی کے سر پر آفتاب بہار نکلے گا یعنی مجدد دنت ظہور کریگا۔

## دور اوچون شود تمام بکام | پسرش یادگار سے پیغم

یعنی جب اسکا زمانہ کامیابی کے ساتھ گزر جائیگا تو اسکے نمونہ پر اسکا لڑکا یادگار رہ جائیگا۔  
یعنی مقدر یوں ہے کہ خدا تعالیٰ اسکو ایک لڑکا پارسا دیگا جو اسکے نمونہ پر ہوگا اور اسی کے رنگ سے رنگین ہو جائیگا اور وہ اسکے بعد اسکا یادگار ہوگا۔ یہ درحقیقت اس عاجز کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے جو ایک لڑکے کے باریسین کی گئی ہے۔

## بندگان جناب حضرت او | سر بستر تاج دار سے پیغم

یعنی یہ بھی مقدمہ ہے کہ بالآخر امرا اور ملوک اسکے معتقد خاص ہو جائیں گے اور اسکی نسبت ارادت پیدا کرنا بعضوں کے لئے دنیوی اقبال اور تاجداری کا موجب ہوگا۔ یہ اس پیشگوئی کے مطابق ہے جو اس عاجز کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تجھ پر اسقدر فضل کر دینگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اور ایک فرمایا کہ تیرے دوستوں اور محبوں پر بھی احسان کیا جائیگا۔

## گلشن شرع را ہی یویم | گل دین را بہار سے پیغم

یعنی اس سے شریعت تازہ ہو جائیگی اور دین کے مشکوٰۃ کو پھل لگیں گے۔ یہ بہار اس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۹۸ میں درج ہے۔ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ ہر ایک دین پر بذریعہ اس عاجز کے دین اسلام غالب کیا جائیگا اور پھر صفحہ ۲۹۱ براہین میں الہام

ہے کہ خدا تجھ کو ترک نہیں کریگا جب تک کہ خبیث اور پاک میں فرق کر کے دکھلائے۔

## تا چہل سال اسی برادر من | دوران شہسوار می بینم

یعنی اس روز سے جو وہ امام مہم ہو کر اپنے تئیں ظاہر کریگا چالیس برس تک زندگی کریگا اب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوت حق کے لئے باہام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اسی برس تک یا اس کے قریب تیری عمر ہے سو اس الہام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے جنہیں سو دس برس کا لگنڈ بھی گئے دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۸ - واللہ علی کل شیء قلیہا۔ اگرچہ اب تک حضرت فوج کی طرح دعوت حق کے آثار نمایاں نہیں لیکن اپنی وقت پر تمام بانین پوری ہونگی۔

## عاصیان از امام معصوم | نخل و شرمسار می بینم

اس بیت میں اسبات کی طرف اشارہ ہو کہ اس امام کو جو چودھویں صدی کے سر پر ایگیا مخالف اور نافرمان ہی ہونگے جنکے لئے آخر خجالت اور شرمساری مقدور ہے ایسی طرف اس الہام میں اشارہ ہے جو فیصلہ آسمانی میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں قتل ہوں تجھے قتل دوں گا ایک عجیب مدد تو دیکھے گا اور سجدہ گاہوں میں گرین گے یعنی مخالف لوگ یہ کہتے ہو کہ خدا یا ہمیں بخش کہ ہم خطا دار تھے۔

## یدریضا کہ با او تابندہ | باز بازو الفقار می بینم

یعنی اُس کا وہ دشمن ہاتھ جو اتمام کوحجت کی رو سے تلوار کی طرح چمکتا ہی پھر میں اس کو ذوالفقار کے ساتھ دیکھتا ہوں یعنی ایک زمانہ ذوالفقار کا تو وہ گزرا گیا کہ جب ذوالفقار علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں تھی۔ مگر خدا تعالیٰ پھر ذوالفقار اسلحہ مام کو دیدیگا اس طرح پر کہ اسکا چمکنے والا ہاتھ وہ کام کریگا جو پہلے زمانہ میں ذوالفقار کرتی تھی یہ سو وہ ہاتھ ایسا ہوگا کہ گویا ذوالفقار علی کرم اللہ وجہہ ہی جو پھر ظاہر ہو گئی ہے۔ یہ اسبات کی طرف

اشارہ ہو کہ وہ امام سلطان القلم ہوگا اور اسکی قلم ذوالفقار کا کام دیگی یہ پیشگوئی  
بعینہ اس عاجز کے اس الہام کا ترجمہ ہے جو اسوقت سے دس برس پہلے  
براہین میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے کتاب الولی ذوالفقار علی۔ یعنی کتاب  
اس ولی کی ذوالفقار علی کی ہے۔ یہ اس عاجز کی طرف اشارہ ہے۔ اسی بناء پر  
بارہ اس عاجز کا نام مکاشفات میں غازی رکھا گیا ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ  
کے بعض دیگر مقامات میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

غازی دوست دشمن کش | ہمد و یار غار سے بینم

وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک غازی ہے دوستوں کو بچاؤ والا اور دشمنوں کو مار نیوالا۔

صورت و سیرتش چون پیمبر | علم و حلمش شعار سے بینم

یعنی ظاہر و باطن اپنائی کی مانند رکھتا ہے اور شان نبوت اس میں نمایاں ہے اور علم اور  
حلم اس کا شعار ہے مراد یہ ہے کہ بیعت انبیا و اتباع نبی کریم کے گویا وہی صورت اور وہی  
سیرت اسکو حاصل ہوئی ہے یہ اس الہام کے مطابق ہے جو اس عاجز کو براہین  
براہین میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے جو ولی اللہ فی حلل الانبیاء یعنی فرستادہ خدا و صلہ ہائے انبیاء۔

زمینت شرع و رونق اسلام | محکم و استوار سے بینم

یعنی ایسے آئینے شرع آرایش پر مجاہدی اور اسلام رونق پر آجیاں گے اور دین میں محمدی  
محکم اور استوار ہو جائیگا۔ یہ اس الہام کے مطابق ہے جو اس عاجز کی نسبت اس وقت  
سے دس برس پہلے براہین میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک  
رسید و پاسے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد۔ اور نیز یہ الہام هو الذی  
۱۲ اسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ  
دیکھو صفحہ ۲۳۹ براہین احمدیہ ماثیہ۔

آخِ مَ و دآل مے خوانم | نام آن نامدار مے بیغم

یعنی کشتی طور پر مجھے معلوم ہوا ہے کہ نام اس امام کا اچھل ہوگا۔

دین و دنیا از تو دسمور | خلق زو بختیار مے بیغم

یعنی اسکے آئیے اسلام کے دن پھر بیگے اور دین کو ترقی ہوگی اور دنیا کو بھی یہ سببات کی طرف اشارہ ہو کہ جو لوگ اسکے ساتھ بدل و جان ہو جائیں گے خدا تعالیٰ انکے گناہ بخش دیگا اور دین میں استقامت عطا کریگا اور وہی اسلام کی دنیوی ترقی کا بھی پودہ پھیر بیگے کہ خدا انکو نشوونما دیگا اور ان میں اور انکی ذریت میں برکت رکھے گا یہاں تک کہ دنیا میں بھی وہ ایک با اقبال قوم ہو جائیگی اسکے مطابق برائین احمدیہ میں یہ الہام درج ہے وجاعل الذین یاتبعون حق الذین کفروا الی یوم القیامۃ اور یہ جو اشارہ کیا کہ اسکے آئیے اسلام کی دینی و دنیوی حالت صلاحیت پر آجائیں گی اسکی اصل حقیقت یہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہو وہ اسلام کے لمحہ رحمت ہو کر آتا ہو اور اسکی ساتھ جلد یا دیر رحمت الہی نازل ہوتی ہے مگر اوائل میں قحط اور وبا وغیرہ کی تیبہیں بھی اتر کر تھیں اور اہل کشف انجام کا حال بیان کرتے ہیں نہ ابتدائی واقعات کا۔

بادشاہ تمام ہفت اقلیم | شاہ عالی تبار مے بیغم

یعنی مجھ کو کشتی نظر میں وہ ایک شاہ عالی خاندان ہفت اقلیم کا بادشاہ نظر آتا ہے یہ مطابق اس پیشگوئی کے ہے جو خازنہ ادہام میں درج ہو چکی ہے اور وہ یہ ہے حکم اللہ الرحمن الخلیفۃ اللہ السلطان سید قی اللہ املاک العظیم الخ یہ اس عاجز کی نسبت الہام ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ خلیفۃ السبادشاہ جسکو ایک ملک عظیم دیا جائیگا اور جس پر زمین کے خزانے کھولے جائیں گے۔ اس بادشاہی ہے

مراد اس دنیا کی ظاہری بادشاہی نہیں بلکہ روحانی بادشاہی ہے۔

## مہدی وقت عیسیٰ ان ہر دورا شہسوار سے پیغم

یعنی وہ مہدی ہی ہوگا اور عیسیٰ بھی دونوں صفات کا حامل ہوگا اور دونوں صفات اپنے تئیں ظاہر کریگا یہ آخری بیت عجیب تصریح پر مشتمل ہے جسے صاف طور پر سمجھا جاتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم پا کر عیسیٰ ہونیکا یہی دعویٰ کریگا اور ظاہر ہے کہ یہ دعویٰ تیرہ تو برس سے آج تک کسی نے بجز اس عاجز کے نہیں کیا کہ عیسیٰ موعود میں ہوں۔

یہ چند اشعار ہیں جو ہم نے نعت المد ولی کے قصیدہ سے جو طویل طویل پر رعایت اختصار رکھے ہیں۔ ہر ایک کو چاہیے جو اپنی تسلی کیلئے اصل امیاء خود دیکھے و السلام علی من اتبع الهدی

## ہمارے مقتیدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی

جاننا چاہیے کہ اگرچہ عالم طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ خدا تعالیٰ اس امت کی اصلاح کیلئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدد مبعوث کرتا رہے گا جو اسکے دین کو نیا کریگا۔ لیکن چودہویں صدی کیلئے یعنی اس بشارت کے بارہ میں جو ایک عظیم الشان مہدی چودہویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا اس قدر اشارات بنویہ پائے جاتے ہیں جو اسے کوئی طالب منکر نہیں ہو سکتا ہاں اسکے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ جب ظہور کرے گا تو علماء اسکے کھڑے کا فتویٰ دیگے اور نزدیک ہو کہ اسکو قتل کر دیں۔ چنانچہ مولوی صدیق حسن صاحب بھی بیچ الکرامہ کے صفحہ ۱۳۶۲ اور صفحہ ۳۸۲ میں اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ علماء وقت کہ جو نوگر تقلید فقہاء و مشائخ ہیں اس مہدی کی تعلیم کو سن کر یوں کہیں گے کہ یہ تو دین اسلام کی بچکانی کر رہا ہے اور اسکی مخالفت کے لئے اٹھیں گے اور اپنی قدیمی عادت کے موافق اسکی تکفیر اور تضرع کرینگے یعنی کافر اور ضال اور وہال

۱۔ حضرت عیسیٰ کی نسبت بھی پہلی کتابوں میں یہ پیش گوئی تھی کہ وہ بادشاہ ہوگا اور اسکے ساتھ لشکر ہوگا مگر آخر میں غریبوں اور مسکینوں کے لباس میں ظاہر ہوا اور یہودیوں کو بے پائو جانے ظاہری نشانوں کے منکر ہو گئے۔ ۲۔

اور گمراہ اسکا نام رکھیں گے مگر تلوار کی ہیبت سے ڈرینگے اور مولو بون سے زیادہ ترشون اسکا کوئی نہیں ہوگا کیونکہ اسکے ظہور سے انکی وجاہتوں اور ریاستوں میں فرق آجائیگا اور اگر تلوار نہ ہوتی تو اسکے حقیق قتل کا فتویٰ دیتے اور اگر اسکو قبول بھی کرینگے تو دین اسکا کینہ رکھیں گے۔ اسکی پیروی جسقدر عام لوگ کرینگے خاص نہیں کرینگے۔ عارف لوگ جو اہل شہود و کشف ہیں اسکے سلسلہ بعیت میں داخل ہو جائینگے۔

اس بیان میں صدیق حسن صاحب نے تلوار کے معنی لئے سمجھے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر گورنمنٹ کی تلوار سے خوف نہ ہوتا تو اسکو قتل کر ڈالتے تلوار کو مہدی کی طرف منسوب کرنا حدیث کے اصل منشا میں تحریف ہو اور اگر اس مہدی کے ہاتھ میں تلوار ہوتی تو یہ کبھی تو بھرم بزدل علما جیفہ خوار دنیا کے اسکو ملعون اور کافرا در دجال کہہ سکتے کافروں کی تو مسوئو توشامہ کر کے اپنا دین برباد کر لیں تو یہ یہ نامزد گروہ تلوار کی چمک دیکھ کر ایک مومن کو کیونکر کافرا در دجال کہہ سکیں اور نیز اسکا صدیق حسن صاحب اپنی طرف سے یہ زیادت لگا گئی ہیں کہ اس امام موعود کے منکر اور کفر حقیقی وغیرہ مقلدین ہونگے ہم لوگ نہیں ہونگے حالانکہ یہی بھڑے اول الکفرین ہیں اور مقلدین انکے اتباع سے ہیں اور صدیق حسن صاحب کی یہ بڑی غلط فہمی ہے کہ اس امام موعود سے محمد بن عبداللہ مہدی مراد ہیں کیونکہ وہ تو بقول انکی خونی مہدی صاحب یسف و سنان ہیں اور اسکا اسکے انکے لٹو بقول ان علما کے آسمانے آواز آئیگی اور بڑے بڑے خواق اُس سے ظہور میں آئیگی اور حضرت مسیح آسمانے اتر کر اسکے پیروں اور مبایعین میں داخل ہونگے اور کفرین کی سزا کیلئے انکے پاس تلوار ہوگی۔ پھر مولویوں کی خواہ وہ موجد ہوں یا مقلد کیا مجال ہے کہ انکو ضال اور بے ایمان اور کافرا در دجال کہہ سکیں یہ پیشگوئی تو اس غریب مہدی کے لٹو ہے جسکی بادشاہی اس دنیا کی بادشاہی نہیں اور جسکو تلوار دے کر کچھ غرض نہیں۔ خونی مہدی جبکہ ادنیٰ ادنیٰ بدعتوں پر بقول صدیق حسن صاحب کسے لوگوں کو قتل کر دیا تو یہ مولوی اسکو کافرا در دجال اور بے ایمان کہہ کر ادا اسکے کفر کی نسبت فتویٰ لکھ کر گھونٹ کر اسکے ہاتھ سے بچیں گے اور کیا ان مولویوں کا حوصلہ ہے کہ ایک زبردست بادشاہ

کو جسکی تلوار سے خون چکے کا فر اور دجال کہہ سکیں اور اسکی نسبت فتویٰ لکھہ سکیں۔ در اصل بات یہ ہے کہ احادیث میں کئی قسم کے مہدیوں کی طرف اشارہ ہے۔ اور مولویوں نے تمام احادیث کو ایک ہی جگہ خلط ملط کر کے گڑبڑ ڈال دیا ہے اور اختلاط روایات کی وجہ سے اور نیز قلت تدبر کے باعث سے انپر امر مشتبہ ہو گیا ہے ورنہ چودہویں صدی کا مہدی جسکا نام **سلطان المشرق** ہی ہے خصوصیت کے ساتھ احادیث میں بیان کیا گیا ہے جسکے جہاد روحانی جہاد ہیں اور جو دجالیت نامہ کی پھیلنے کی وجہ سے عیسیٰ کی صفت پر نازل ہوا ہے حج الکرامہ کے صفحہ ۳۸ میں لکھا گیا ہے کہ حافظ ابن القیم منار میں فرماتے ہیں کہ مہدی کے بار میں چار قول ہیں انہیں سے ایک یہ قول ہے کہ مہدی مسیح ابن مریم سے ہیں کہتا ہوں کہ جبکہ دلائل کاملہ سے ثابت ہو گیا کہ اصل مسیح عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا ہے اور مسیح موعود اسکا ل ہے اور اسکا نمونہ ہے جو بوجہ پھیلنے دجالیت کے اس نام پر مبعوث ہوا تو پھر ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ اپنے وقت کا مہدی ہی ہے اور عیسیٰ ابھی۔ کیونکہ جبکہ ہر ایک صالح ہدایت یافتہ کو مہدی کہہ سکتے ہیں تو کیا وہ شخص جسے تزکیہ کاملہ کی برکت سے روح فقط کا مرتبہ پا کر عیسیٰ اور روح السکا نام حاصل کیا ہے وہ مہدی کے نام سے موسوم نہیں ہو سکتا اور مجھے سخت تعجب ہے کہ ہمارے علماء عیسیٰ کے لفظ سے کیوں چڑھتے ہیں اسلام کی کتابوں میں تو ایسی چیز دیکھا نام ہی عیسیٰ رکھا گیا ہے جو سخت مکروہ ہیں۔ چنانچہ برہان قاطع میں حرف عین میں لکھا ہے کہ عیسیٰ دھقان کنایہ شراب انگوری سے ہے اور عیسیٰ نوماہ اس خوشہ انگور کا نام ہے جس سے شراب بنایا جائے اور شراب انگوری کو ہی عیسیٰ نوماہ کہتے ہیں۔

اب غضب کی بات ہے کہ مولوی لوگ شراب کا نام تو عیسیٰ رکھیں اور تالیفات میں بے جہاں اسکا ذکر کریں اور ایک پلید چیز کی ایک پاک کے ساتھ اسمی شرکت جائز قرار دیں اور جس شخص کو اسجل شانہ اپنی قدرت اور فضل خاص سے دجالیت موعودہ کے مقابل عیسیٰ کے نام سے موسوم کرے وہ انکی نظر میں کافر ہو۔

(میان گلاب و میوہ کی پیشگوئی جیسا کہ کریم بخش  
نے قسم کھا کر بیان کی ہے یہاں بھی جاتی ہے)

## کریم بخش جمال پوری کی طرف سے لہی ہمدردی کی غرض سے مسلمانوں کی آگاہی کیلئے ایک سچی گواہی کا اظہار

تمام مسلمان بھائیوں پر واضح ہو کہ اس وقت میں محض اپنے بھائیوں کی خیر خواہی اور ہمدردی کے لئے اس اپنی سچی شہادت کو جس کا ذکر میں نے اذالہ ادا دھاکے صفحہ ۷۰ میں پہلے اس سے لکھا تھا تفصیل تام میرزا غلام احمد صاحب نادیاں کی نسبت ظاہر کرنا چاہتا ہوں تاکہ ان کو میری طرف سے خالص طور پر اطلاع ہو جائے اور تا ادا اس شہادت کے فرض سے بھگوان سبکدوشی حاصل ہو اور قبل اسکے کہ میں اس شہادت کو بیان کروں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری شہادت بالکل صحیح اور ہر ایک شک اور شبہ سے بالکل منزہ ہے اگر اس شہادت کی بیان کر میں جو ذیل میں بیان کروں گا کچھ میری طرف سے افترا ہے یا کچھ کم و بیش میں نے اس میں کر دیا ہے تو خدا تعالیٰ اسی جہان میں میرے پر عذاب مائل کرے۔ میں خوب سمجھتا ہوں کہ اگر میں غلاف واقعہ بیان کروں گا اور خدا تعالیٰ پر افترا یا بدصورتی کا جہنم کے سرگردوں میں داخل کیا جاؤں گا اور خدا تعالیٰ کا غضب اور اس کی لعنت دنیا اور آخرت میں میرے پر وارد ہوگی۔ میں نے اس گواہی کو جو ابھی بیان کر دیا تھا۔ بہت ضبط سے یاد رکھا ہے اور نہ میں نے بلکہ خدا تعالیٰ نے یاد رکھنے میں مجھ کو مدد دی ہے تاکہ ایک گواہی جو میرے پاس تھی اپنے وقت پر ادا ہو جائے ہر چند کہ میں ابتدا سے خوب جانتا ہوں کہ اس گواہی کے ادا کرنے سے میں اپنی عزیز قوم کو سخت ناراض کروں گا اور



وہ کفر و ظلم کے دعوت خانہ سے تقسیم ہو رہا ہے اسکا ایک وافر حصہ مجھ کو بھی ملے گا اور اپنے بھائیوں کی میل ملاقات سے ترک کیا جاوے گا اور سب دشتم اور لعن و طعن کا نشانہ بنوے گا لیکن ساتھ اسکے مجھے اس بات پر بھی یقین ملے گا کہ اگر اس دینی گواہی کو اسس پر فتنہ و فتنہ دین پوشیدہ رکھوے گا تو اپنے رب کریم کو ناراض کر دوے گا اور کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو جاوے گا اور اس جلتی ہوئی آگ میں ڈالا جاوے گا جبکہ کچھ انتہا نہیں۔ سو میں نے دونوں طور کے نقصانوں کو جانچا آخر یہ نقصان مجھ کو خفیف اور سچ معلوم ہوا کہ میری سچی گواہی کی وجہ سے میری برادری کے معزز لوگ مجھ کو چھوڑ دینگے یا میں مولویوں کے فتوے میں کافر کافر کر کے لکھا جاؤں گا۔ اب میں بدھا ہوں اور قریب موت کمال بد نصیبی ہوگی کہ اس عمر تک پہنچ کر پھر میں غیر اللہ سے ڈروں مجھ کو اُس کفر اور معصیت سے خوف آتا ہے جو خدا تعالیٰ کے نزدیک ہے اور میں جہنم کی آگ کی کسی طرح برداشت نہیں کر سکتا۔ پھر میں کیوں چاروں کی زندگی کے لئے مولویوں یا برادری کی خاطر روزِ حشر میں اپنا مونہہ سیاہ کر دوں خدا تعالیٰ مجھے ایمان پر موت دے میں کبھی جھوٹ نہیں بولوے گا اگر وہ راضی ہو تو پھر دنیا کی ہر ایک رسوائی و حقیقت ایک عزت ہے اور ہر ایک درد ایک لذت۔ بہا یوں کئی جلدی سے بھی اپنے الہی راہ میں مجھے اندیشہ نہیں میری اب آخری عمر ہے۔ بہت سے عزیزوں کو موت نے مجھے جدا کر دیا اور میں بھی جلد اس مسافر خانہ سے سفر کر کے باقی ماند عزیزوں سے جدا ہوں والا ہوں پھر اگر خدا تعالیٰ کے لئے ادا کی راہ میں ادا کی راضی کر دے کہ لے جائی ہو تو **میرے قسمت** کہ ایسا ثواب مجھ کو حاصل ہو۔ بھائیو! یقیناً سمجھو کہ اگر یہ گواہی میرے پاس نہ ہوتی اور اس وقت سے تین یا اکتیس برس پہلے اگر ایک ربانی مجذوب میرے پریرانہ کھولتا کہ آئیو لا عیسیٰ موعدو کون ہے تو آج میں بھی اپنے بہا یوں کی طرح میرزا غلام احمد دہلوی کا ایک اشد مخالف ہوتا اگرچہ میں قتل بھی کیا جاتا تاہم بالکل غیر ممکن اور محال تھا کہ میں میرزا صاحب کو سیح موعود قبول کر کے اپنے اس محکم عقیدہ کو چھوڑ دیتا جس کو میں اپنے خیال میں اہلسنت والجماعت کا مذہب اور سلف صالح کا اعتقاد اور اپنے علما کا عقیدہ مسلمہ سمجھتا تھا۔ لیکن یہ خدا تعالیٰ کی

سر سے حق میں ایک رحمت تھی جو اس نے اس واقعہ سے تیس برس پہلے ایک با خدا مرد اور  
 بیابان کے پھرنے والے ایک معذوب کی زبان سے وہ باتیں میرے کانوں تک  
 پہنچا دیں جو اب میرے لڑکے ایک عظیم الشان انسان ہو گئیں اور ان بیٹگیوں نے میرے  
 دلوں کو مرزا صاحب کی سچائی پر ایسا فاعم کر دیا کہ اگر اب کوئی ٹکڑہ ٹکڑہ بھی کرے تو مجھے اس  
 راہ میں اپنی جان کی بھی کچھ پروا نہیں جیسے روزِ روشن جب نکلتا ہوں کسی کو اس میں کچھ  
 شک نہیں رہتا ایسا ہی تجھ پر ثابت ہو گیا ہے کہ میرا غلام احمد قادیانی وہی مسیح  
 موعود ہیں جس کے آئیکہ وعدہ تھا جگہ کا کتابوں میں عیسیٰ نام رکھا گیا ہے اور میرا دل اس تعین  
 پہ رہا ہے کہ عیسیٰ نبی علیہ السلام مر گیا اور پہر نہیں آئیگا۔ جس کے آئینی رسول کریمؐ کی بشارت  
 دی تھی وہ یہی امام ہے جو اسی امت سے پیدا ہوا۔ سو مجھے چاہا کہ اس سچائی کو اور دن  
 پر بھی ظاہر کر دوں اور نا واقف لوگوں کو حق پر قائم کرنے کے لئے مدد دوں اور خدا میرے دلوں  
 کو دیکھ رہا ہے کہ میں سچا ہوں اور اگر میں سچا نہیں تو خدا میرے پر تبنا ہی ڈالے۔ پس آئے  
 بہائیو ڈروادنا حق کی بدظنی سے اپنے بھائی کی کو اسی روست کر دو کہ وہ دن ہم سب  
 کے لئے قریب ہے جس سے ہم کسی طرف بھاگ نہیں سکتے۔ وہ گواہی جو میرے  
 پاس ہے یہ ہے کہ میرے گاؤں جہاں پورے جو ضلع لودھیانہ میں واقع ہے ایک بزرگ  
 مجذوب با خدا آدمی ہے جس کا نام گلاب شاہ تھا نہا میں انکی صحبت میں اکثر رہتا اور ان سے  
 فیض حاصل کرتا تھا اور اگرچہ میں مسلمانوں کے کہہ میں پیدا ہوا تھا اور مسلمان کہلاتا تھا لیکن  
 میں اس امر کے اظہار سے وہ نہیں سکتا کہ درحقیقت انہوں نے ہی مجھ کو طریق اسلام  
 سکھایا اور توحید کی صاف اور پاک راہ پر میرا قدم جمایا۔ اس بزرگ درویش نے ایک  
 دفعہ میرے پاس بیان کیا کہ عیسیٰؑ جوان ہو گیا اور لودھیانہ میں آئیگا اور قرآن کی  
 غلطیاں نکالیگا اور فیصلہ قرآن کے ساتھ کریگا اور پھر فرمایا کہ فیصلہ قرآن پر کرے گا  
 اور مولوی انکار کریں گے اور پھر فرمایا کہ مولوی لوگ سخت انکار کریں گے۔ میں نے ان سے  
 پوچھا کہ قرآن تو خدا تعالیٰ کا کلام ہے کیا اس میں ہی غلطیاں ہیں انہوں نے جواب  
 دیا کہ تفسیروں پر تفسیریں ہنگین اور شاعری زبان پھیل گئی اس لئے غلطیاں ہو گئیں

(یعنی بالغہ پر بالغہ کر کے حقیقت کو چھپایا گیا جیسے شاعر چھپاتے ہیں) عیسیٰ جب آئیگا تو ان سب غلطیوں کو نکال لیا اور فیصلہ قرآن سے کر لیا کہ ہر کہا کہ فیصلہ قرآن پر کر لیا اس پر مینے کہا کہ مولوی تو قرآن کے وارث ہیں وہ کہوں انکار کرینگے تب انہوں نے جواب دیا کہ مولوی سخت انکار کرینگے پھر مینے بات کو دہرا کر کہا کہ مولوی کہوں انکار کرینگے وہ تو وارث قرآن ہیں اس پر وہ بہت طبع بن آکر ادرا ناراض ہو کر بولے کہ تو دیکھے گا کہ اس وقت مولو بولو کا کجا حال ہو گا وہ سخت انکار کرینگے۔ پھر مینے ان سے پوچھا کہ عیسیٰ آج تو ہو گیا مگر وہ کہاں ہے انھوں نے کہا کہ بیچ قادیان کے (یعنی قادیان میں) تب سے کہا کہ قادیان تو لدھیانہ سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے اُس جگہ عیسیٰ کہاں ہیں اس وقت انہوں نے اس کا کچھ جواب نہ دیا مگر دوسرے وقت میں انہوں نے اس بات کا جواب دیدیا جس کو میا عٹ استاد مدت کے مین پہلے لکھا نہ سکا اب یاد آیا کہ آخر میں کئی دفعہ انھوں نے فرمایا کہ وہ قادیان بنالہ کے پاس ہے اُس جگہ عیسیٰ ہے اور جب انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ عیسیٰ قادیان میں ہے ادرا اب جو ان ہو گیا تو مینے انکار کی راہ سے اُن کو کہا کہ عیسیٰ مریم کا بیٹا تو آسمان پر زندہ موجود ہے اور خانہ کعبہ پر اتر لیا یہ کون عیسیٰ ہو تو قادیان میں ہے اور جو ان ہو گیا اس کے جواب میں وہ برٹلی نمبی اور سلوک کے ساتھ بولے اور فرمایا کہ وہ عیسیٰ بیٹا مریم کا جو بنی تھا مر گیا ہے وہ پھر نہیں آئیگا اور مینے اچھی طرح تحقیق کیا ہے کہ عیسیٰ بیٹا مریم کا مر گیا ہے وہ پھر نہیں آئیگا۔ اللہ نے مجھے بادشاہ کہا ہے مین سچ کہتا ہوں جھوٹ نہیں کہتا۔ پھر انہوں نے تین مرتبہ خود بخود کہا کہ وہ عیسیٰ جو آئیوا ہے اس کا نام غلام احمد ہے اور مینے اگرچہ بہت سی پیشگوئیاں گلاب شاہ کی پوری ہوتی ہو چکی ہیں تھیں لیکن اس پیشگوئی کے باب میں کہ آئیوا عیسیٰ قادیان میں ہے ادرا اس کا نام غلام احمد ہے ہمیشہ میں گلاب شاہ کا مخالف ہی رہا جس تک کہ اس کو پورے ہونے دیکھ لیا اور اگرچہ مین ان کو بزرگ اور با خدا جانتا تھا مگر مین اس پیشگوئی کو بوجھ اس کے کہ وہ جیسا کہ مین خیال کرتا تھا اہمست

والجماعت کے عقیدہ کے مخالف تھی کسی طرح سے قبول نہیں کر سکتا تھا اسلئے پہلے دن جب میں نے انکے منہ سے یہ بات سنی تو بڑے جوش و خروش سے میں نے انکا جواب دیا لیکن بہرے بلحاظ ادب ظاہری تکرار چھوڑ دیا اور دل میں مخالف رہا کیونکہ اور بہاؤ کی طرح بڑی مضبوطی سے میرا یہ اعتقاد تھا کہ عیسیٰ آسمان سے اتر گیا اور زندہ آسمان پر بیٹھا ہے مگر انہیں ہر اور انہوں نے بھی یہ بھی کہا تھا کہ جب عیسیٰ لدہانہ میں آگیا تو ایک سخت کال پڑ گیا جیسا کہ میں نے چشم خود دیکھ لیا کہ جب اس دعویٰ کے بعد مرزا صاحب لدہانہ میں آئے تو حقیقت میں سخت کال لدہانہ میں پڑا۔ غرض اس بزرگ نے قریباً تیس یا اکتیس برس پہلے مجھ کو وہ غیر دین جو آج ظہور میں آئے اور میں نے اپنی انہوں نے دیکھ لیا کہ وہ سب باتیں پوری ہو گئیں جو گلاب شاہ نے آج سے تیس یا اکتیس برس پہلے مجھ کو کہی تھیں۔

میں اس بات کا کہنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ مجھے بار بار اور تکرار اس بات کا مشاہدہ ہو چکا ہے کہ یہ بزرگ صاحب خوارق و کرامات تھا میں نے چشم خود دیکھا کہ ایک دفعہ ایک جنگل میں موضع رامپور کے قریب انہوں نے نشان کیا کہ اس جگہ دیا چلیگا اور دیا چلنے کی کوئی جگہ نہ تھی اسلئے ہم نے انکار کیا۔ مگر ایک مدت کے بعد اسی جگہ ہر علی جہان نشان لگایا تھا۔ ایک جگہ معمار ایک کنواں بنا رہے تھے اور طیار ہو چکا تھا کچھ تھوڑا باقی تھا۔ گلاب شاہ کی اسپر نظر پڑی کہ باقی اس کنوین کو بناتے ہو یہ تو تمام نہیں ہوگا اور بظاہر یہ انکی بات خلاف عقل تھی کیونکہ کنواں تو بن چکا تھا کچھ تھوڑا سا باقی تھا مگر انکا کہنا سچ ہو گیا اور اسی اثنا میں وہ کنواں نیچے بیٹھ گیا اور اسکا نشان نہ رہا۔ ایک دفعہ انہوں نے علی بخش نام ایک شخص کو بلا لیا کہ کوٹھ پر سے جہان وہ بیٹھا تھا دوسری طرف چلا آ۔ اور علی بخش اس کو ٹھہرے پر سے الگ ہونے سے سستی کرتا تھا آخر انہوں نے جھڑک کر اسکو کوٹھ پر سے اٹھایا پس سیدم جو علی بخش کو ٹھہرے پر سے الگ ہوا کو ٹھہرے پر سے ایک دفعہ گر پڑا ایک دفعہ مجھے پوچھنے لگے کہ کیا تیرے باپکا ایک دانت بھی ٹوٹا ہوا تھا میں نے کہا کہ ہاں تب انہوں نے

فرمایا کہ وہ بہشت میں داخل ہو گیا۔ میرا باپ مدتے فوت ہو چکا تھا اور انھوں نے دانت کی  
 کچھ ہی خبر نہیں تھی کہ وہ اس زمانہ کے بعد ہمارے گاؤں میں آئے تھے سو دانت ٹوٹو  
 کی خبر انہوں نے الہام کے رو سے دی اور عالم کشف سے اسکے بہشتی ہونے کی بھی  
 بشارت دی۔ یہ ہی بیان کے لائن ہے کہ گلاب ساہ ایک مرد با خدا باک نہ رہا  
 موصوف تھا اور مجذب ہونے کی حالت میں توحید کا چشمہ انکی زبان پر جاری تھا۔ دین  
 اسلام کی راہ اور توحید کا طریقہ انہیں سے سیکھا اور انہیں کی تعلیم کے موافق ذکر  
 الہی کرتا رہا یہاں تک کہ تھوڑے دنوں میں میرا قلب جاری ہو گیا اور عبادت کی لذت  
 آنے لگی اور ایسا ہو گیا کہ جیسا ایک مرہوا زندہ ہو جاتا ہے اور سچی خواہیں آنے لگیں  
 جو خواب دیکھتا ہے اور سہی ہو جاتی اور الہامات صحیحہ مجھ کو ہونے لگے یہ سب کچھ انکی  
 توجہ کی برکت تھی وہ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ ہر ایک برکت اللہ اور رسول کی پیروی  
 میں ہے اور چار مذہب اور چار سلسلے جو لوگوں نے مقرر کر رکھے ہیں انکو دور  
 اصل کچھ چیز نہیں سمجھنا چاہیے اور ہمیشہ اور ہر حال میں اپنا دعا یہ رکھنا چاہیے کہ واقعی طور  
 پر اللہ اور رسول کی پیروی ہو جائے جو بات اللہ اور رسول سے ثابت نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے  
 گو اسکا کوئی قائل ہو اور فرمایا کرتے تھے کہ جیسے ایک شاگرد کہے کہ میں اپنے ہی استاد  
 کا کہا مانو لگانہ کسی اور کا یہی چار مذہب کے ان مقلد و پیغمبر کے ہے جو تبلیغ نبوی سے  
 اپنے ائمہ کی متابعت مقدم سمجھتے ہیں حق خالص بردہ لوگوں میں جو قرآن اور حدیث  
 پر غور کرتے ہیں اور کلام اللہ سے سچائی کو ڈھونڈتے ہیں اور پھر اس پر عمل کرتے ہیں  
 چار مذہب کا خواہ مخواہ فرمودہ خدا کا مخالف بن کر ہی پیر و پیغمبر یا چار سلسلوں میں  
 ہی خدا یا تعالیٰ کے فیض کو محدود سمجھنا دینداروں کا کام نہیں یہ دین نہیں ہے بلکہ نفسانی  
 باتیں ہیں۔ دین وہی ہے جو قرآن لایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا میں نے ایک  
 دفعہ کہا کہ آپکا مرید بنا جاتا ہوں اجازت دین تا مٹھائی لاؤں فرمایا کہ کیا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم صابہ سے مٹھائی منگوایا کرتے تھے۔ ہر ایک نعمت محبت  
 سے حاصل ہوتی ہے۔ بارہا مجذوبانہ حالتیں کہتے کہ معین الدین چشتی اور قطب الدین

مختیار کاگی درویش تھے اور بن بادشاہ ہوں۔ اور امر سے سخت نفرت رکھتا تھا اور غریبوں سے محبت اور پیار سے پیش آتے اور اپنے کیلئے کوئی مکان نہیں بنایا تھا آزاد طبیعت تھا وہاں چاہتے رہتے اور یہاں روکنا صلاح کرتے اور کسی سے ہرگز سوال نہ کرتے اور محبت الہی سے بہرہ ور ہوئی تھی۔

انہی آثار محبت سے جو بھکوں نعمتیں ملن انہیں سے ایک بڑی نعمت میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت میں جو بڑے بڑے علما ٹھوکر کھاکر منہ کیل گر پڑے بھکوں خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کی نسبت ٹھوکر کھانی سے بچا لیا یہ استقامت میری قوت سی ظہور میں نہیں آئی یہ اس بگٹی کا اثر ہے جو ایک عمر پہلے اس زمانہ سے سن چکا ہوں انھوں نے بھکوں فرمایا تھا کہ تو یہ کچے گا کہ جب عیسیٰ آئیگا اس وقت مولویوں کا کیا حال ہوگا۔ اس کلمہ میں انھوں نے میری طول عمر کی طرف بھی اشارہ کیا تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ تیس برس تک تیری زندگی دو کا گرگی میں اس وقت تک زندہ نہیں رہو گا مگر تو رہیگا اور انکی فیض محبت و جسد بھکوں دیوا صاحب الحدیث انکو اس جگہ میں مفصل لکھہ نہیں سکتا میں اکثر مولویوں سے تعلقات محبت و اخلاص رکھتا اور انکی ہمدردی کرتا۔ ایک دفعہ فرما لگے کہ ان مولویوں کا حال یہی دیکھا کچھ عرصہ کے بعد خواب میں بھکوں بعض مولوی نظر آئے بھکوں کپڑے نہایت چرکین اور بدن نہایت دہشتہ اور حالت ذلیل اور خوار تھی اور وہ اسی شہر لدھیانہ کے تھے جنکو میں جانتا ہوں جو اب تک زندہ ہیں اور جن علما کی محبت و وہ بھکوں منع نہیں کرتے بلکہ کہتے تھے کہ انکی محبت میں رہنا انکی اچھی حالات بھکوں خواب میں کہلاتی تھی۔ چنانچہ مولوی محمد شاہ صاحب والد بزرگوار مولوی محمد حسن صاحب رائے اعظم لدھیانہ کی خدمت میں میرا آغا جانا بہت تھا وہ ایک دفعہ بھکوں خواب میں نظر آئے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک جماعت میں بیٹھے ہیں اور لباس انکا نہایت سفید ہے اور بہت عمدہ اور خوبصورت ہے اور جسد بھکوں محفل ہی تمام محفل کے لوگ سفید پوش ہیں اس وقت میرے دل میں ڈال لیا کہ مولوی محمد شاہ صاحب دین اور شریعت پر استقامت رکھتے ہیں اسلئے یہ لباس نظر آتا ہے۔ ایک دفعہ بھکوں یہ خواب آیا کہ کوئی شخص بھکوں کہتا ہے کہ تجھے ستر ایمان بخشے گئے ہیں۔ یہ خواب میں مولوی محمد شاہ صاحب موصوف کی پاس بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ ایمان تو ایک ہی ہوتا ہے مگر یہ کمال ایمان کی طرف اشارہ ہے اور ستر کے عدد سے قوت ایمان اور قاتمہ بالآخر کا ظاہر کرنا مقصود ہے۔ سو الحمد للہ کہ اس طوفان کو وقت میں مینے

سختی کو بچان لیا۔ اور خدا تعالیٰ نے بچالیا۔

میں خوب جانتا ہوں کہ یہ تمام برکات گلاب شاہ صاحب کی صحبت کی ہیں وہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میری صحبت میں رہو تو میری فائزہ نہ ہو تو یہ فائزہ تو ضرور ہوگا کہ اسکی عبادت میں عبادت و قبولیت پیدا ہوگی یعنی خطہ سلب ایسا ہے جس سے جانیگا۔ سو خدا تعالیٰ نے اس فتنہ کے زمانہ میں مجھ کو بھڑکھڑ سے محفوظ رکھا۔ اور مرزا صاحب کی سچائی پر میری دکانہ کم کر دیا۔ بالآخر یہ ہی واضح رہی کہ اگرچہ میں نے اندر سے شائے کی قسم کھا کر یہ اشتہار شائع کیا ہے لیکن جیسا کہ میں انزالہ ادہام میں لکھ چکا ہوں میرے چال چلن کے واقف اس نوع میں بہت لوگ ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ میری زندگی کیسی صلاح اور تقویٰ سے گندھی ہے اور ہمیشہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو ناپاک طریقوں سے بچوڑا رکھا اور افراتفرے سے محفوظ رکھا ہے اور شہر لودیہ کے سرگرمہ موصیٰ حضرت مولوی محمد حسن صاحب جنکی دادا صاحب کے وقت ہی میں اس خاندان کے ساتھ تعلق محبت و ارادت رکھتا ہوں اور ہم قومی کا شرف ہی مجھ کو حاصل ہے وہ میرے حال سے خوب واقف ہیں وہ باوجود اختلاف رائے کے بہر ہی میری رائے قرآن شریف اٹھا کر قسم کھاتے ہیں کہ کریم بخش یعنی یہ عاجز ہمیشہ نیکنامی اور دیندار کے ساتھ عمر بسر کرتا رہا ہے اور دروغ و افتراء جید معاشوں اور بااثر و کامیابی کے ہی اس سے ظہور میں نہیں آیا اور اگر میرے مخدوم مولوی محمد شاہ صاحب آج زندہ ہوتے تو وہ ہی میرے صلاح اور تقویٰ کی گواہی دیتے۔ علاوہ اسکے ایک دانا سچ سکتا ہے کہ مجھ مرزا صاحب کی معاملہ میں ناحق کھجورٹ بولنا اور افراتفرے سے بچنے لعنت خلق و خالق اور کیا حاصل تھا۔ ایک عظیم الشان خاندان اسلام سے میرا قدیمی تعلق دوستی و برادری ہے یعنی خاندان مولوی محمد حسن صاحب لودیہ۔ پس جیسا کہ تمہیں مولوی صاحب مرزا صاحب سے کتنا راز گرو اور ایک جہان انکو کافر کافر کہنے لگا تو مجھ کو کیا حاصل تھا کہ میں مرزا صاحب کی طرف رجوع کر کے اپنا دین ہی برا دیکھتا اور اپنی دنیا ہی اپنی معزز بھائیوں کو چھوڑتا اور اپنی قوم سے ہی علیحدہ ہوتا سو جس چیز نے مجھ مرزا صاحب کی طرف رجوع کیا اور خلعت کے لعن و طعن کو سینے

اپنے پرگوارا کر لیا اور اپنے قدیم مخدوم کو ناراض کیا وہ مرزا صاحب کی سچائی ہے جو مکتب شاہ کی پیش گوئی سے بھرپور کھل گئی اور پھرین کہتا ہوں کہ میرے چال وطن کی حضرت مولوی محمد حسن صاحب سے قسم دیکر تعینش کرنی چاہی میرے خیال میں وہ متیقن کی اولاد اور نجیب و شریف اور اہل علم اور باکمال مرد کی ذریت ہیں وہ میرے حال سے واقف اور میں انکی حاندانی شرافت اور نجابت سے واقف ہوں اور انکو والد بنرگوار کے وقت سے میری ان ملاقات ہی یہ سب میں محض لہر کہا ہی کیونکہ گمراہی کی ایک آگ بہر ملک ہی ہے۔ اگر ایک شخص ہی میری اس گواہی سے راہ راست پر آجادی تو انشاء اللہ بخیر اسکا اجر ملے گا۔ میں بڑھا ہو گیا اور اب موت کے دن بہت قریب ہیں۔ کیا تعجب کہ رب کریم نکتہ نواز اس نیک مرد کی طرح جبکا اسنے ذکر خیر اپنی پاک کلام میں لکھا ہے۔ و شہد شاہد من بنی اسماعیل میرے پورے استقامت عمل صالح سے فصل کر دیوی اور وہ غفور و رحیم ہے۔ اب میو جو کہنا تھا کہ چکا اور اس شہر کو حتم کرتا ہوں۔ مگر نیا بد گوش غبت کس بر تو لان ملے باشد پس

## بٹالوی صاحب کا ملکی رسالہ آسمانی فیصلہ جرح اور اسکا جواب اور نیز آسمانی نشان کی پیش کرنی سے اتحاد محبت

شیخ بٹالوی نے جو رسالہ جواب فیصلہ آسمانی میں لکھا ہے اسکے صفحہ ۲۷، ۵۰، ۵۱، ۵۲ وغیرہ بہت کچھ ہاتھ پیرا سے ہیں تاکسی طرح لوگوں کی نظریں ہماری اس درخواست مقابلہ کو جو حقیقی ایمانی آزمائش کے لئے میان نیز حسین دہلوی اور انکی ہم خیال لوگوں کی خدمت میں پیش کی گئی تھی انصاف ثابت کر کے دکھلا دیں مگر ہر ایک باخبر اور منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ انہوں نے بجا و اسباب تھے کہ ہماری محبت کو ایذا دینا شیخ دہلوی کے سر پر سے دور کر سکتے اور



یہی زیادہ اپنی تحریر سے اس بات کو ثابت کر دیا کہ انکو سچائی کی طرف قدم مارنا اور اپنی شیطانی  
 ادھام سے نجات پانے کا کسی طرح منظور ہی نہیں۔ تمام لوگ جانتے ہیں اور شیخ جی کے  
 کفر نامہ کو پڑھکر ہر ایک شخص معلوم کر سکتا ہے کہ ان حضرت اور نذیر حسین نے بڑے اصرار  
 اور قطع اور یقین سے اس عاجز کی نسبت کفر اور بے ایمانی کا فتویٰ لکھا ہے اور دجال  
 اور ضال اور کافر نام رکھا ہے۔ ان الزامات کی نسبت اگر چہ میں بار بار بیان کیا اور اپنی  
 کتابوں کا مطلب سنایا کہ کوئی کلمہ کفر نہیں نہیں ہے نہ ہجو دعویٰ نبوت و خروج از امت  
 اور نہ میں منکر معجزات اور ملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہو چکا فائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات  
 پر حکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے بنی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس بات  
 کے لگو کوئی نبی نہیں آئیگا کیا ہو یا پرانا ہو اور قرآن کریم کا ایک شمشیر یا نقطہ نہ سوچ نہیں  
 ہوگا ان **محدث** آئیگے جو اللہ جل شانہ سے ہم کلام ہوتے ہیں اور نبوت تلہ  
 کے بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتی ہیں اور ملحوظ بعض وجوہ شان نبوت کے  
 رنگ سے رنگین کہہ جاتے ہیں اور انہیں سے میں ایک ہوں لیکن ان بزرگوں نے  
 میرے ان بیانات کو نہ سمجھا خاصکر نذیر حسین بہر بہت افسوس ہے جس نے پرانے ممالی  
 میں اپنے تمام معلومات کو خاک میں ملا دیا۔ فرض میں جب دیکھا کہ یہ لوگ قرآن  
 اور حدیث کو چھوڑتے ہیں اور کلام الہی کے الٹو معنی کرتے ہیں تب میں نے ان سے  
 بجلی نا امید ہو کر خدا تعالیٰ سے آسمانی فیصلہ کی درخواست کی اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے  
 میرے پُر اٹھا کیا وہ صورت فیصلہ کی لٹو میں نے پیش کر دی اگر ان لوگوں کے دل میں انصاف  
 اور حق طلبی ہوتی تو اسکے قبول کر نہیں توقف نہ کرتے یہ درخواست کس قدر فضول ہے  
 کہ ایک سال کے عرصہ کو جو ایک الہامی امر ہے خود بخود بدلا دیا جائے اور ایک یاد و رفتہ  
 بجائے اسکے مقرر کی جائیں۔ یہ لوگ نہیں جانتے کہ یہ میعاد بجانب اللہ ہے اور انسان  
 تو اپنے اختیار سے کبھی جرأت ہی نہیں کر سکتا کہ خوارق کے دکھانے کے لئے  
 کوئی میعاد مقرر کر سکے انہی نے ہی ایسا نہیں کیا اور اگر کوئی میعاد اپنی طرف سے مقرر

کی تو عتاب ہوا تو پھر کیونکر ایک سال ایک ہفتہ سے بدل سکتا ہے۔ میں سچ میں ہوں  
 کہ ان لوگوں کے دعویٰ علم اور معرفت کہاں گئی۔ کیا یہ نہیں جانتے کہ میعادوں کا مقرر کرنا انسان  
 کا کام نہیں اگر انہیں سے کسی ملہم کو وہ ہفتہ میں کرامت دکھلایا الہام ہو گیا ہے تو بہت اچھا  
 وہی اپنی کرامت ظاہر کرے میں اسکو قبول کرونگا۔ اور اگر میں اس کے مقابلہ سے عاجز رہا  
 تو وہ مجھے ہٹے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ تمام درد و غم کوئی اور فضول کوئی ہر اصل بات یہ ہے  
 کہ خدا تعالیٰ نے انکو دلونکو سخت کر دیا اور انکی آنکھوں پر پردے ڈال دیے ہیں اس لئے وہ نہ  
 دیکھ سکتے ہیں اور نہ سمجھ سکتے ہیں۔ مضافاً اسوچو کہ جو شخص ملہم ہوتا ہے کیا وہ اپنی طرف سے  
 کچھ کہہ سکتا ہے پھر کیونکہ میں اس میعاد کو بدل سکتا ہوں جب پھر خدا تعالیٰ نے مجھ کو انکی  
 مقابلہ پر اطلاع دی۔ ہاں اگر وہ خود بدل دے تو اسکا اختیار ہے انسان کا اختیار نہیں اور نہ  
 اس پر کسی کا حکم ہے۔ **طلبگار یا بدصور و حمل**۔ اگر انہیں سچی طلب ہے اور جہنم کا  
 خوف ہے تو ایک سال کیا دور ہے اور نیز اسکا ایک سال سے مراد یہ نہیں کہ سال کے تمام دن  
 پر سے ہو جائیں بلکہ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس میعاد کے اندر ہی فیصلہ کر دیگا  
 اور قادر ہے کہ ابھی دو ہفتہ ہی نہ گذریں اور نشان ظاہر ہو۔ میں نے مقابلہ کیلئے اسلئے کچھ  
 تہا کہ یہ لوگ نذیر حسین اور بٹالوی وغیرہ اس عاجز کو کہلے ہلو طور پر کافر اور مردود اور ملعون  
 اور دجال اور ضال کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ انکو نزدیک میرے پر اعتقاد رکھنے والا ہی کافر  
 ہو جاتا ہے تو پھر اس صورت میں ضرور تہا کہ ایسا نشانوئی آزمائش ہو اس میں کچھ شک نہیں کہ مومنوں  
 کو خدا تعالیٰ خاص نشانوں سے ممتاز کر دیتا ہے۔ چنانچہ وہ ان آسمانی نشانوئی رو سے اپنی  
 غیر خواہ وہ کافر ہو یا منافق یا فاسق امتیاز کلی پیدا کر لیتے ہیں سو اسکی طرف ان لوگوں کو بلایا  
 گیا تہا تا معلوم ہو جاوے کہ عند اللہ کون مومن اور کون مورد تحفظ و غضب الہی ہے اگر  
 ان حضرات کو اپنے ایسا پیر کچھ بھروسا ہوتا تو مقابلہ سے فرار نہ کرتے لیکن آج تک کسی  
 نے میدان میں آکر مقابل کا نام ہی نہیں لیا اور اخیر عند یہ پیش کیا کہ آپ دکھلا دیں ہم قبول  
 کریں گے اور اسکے ساتھ ہی یہ شرطیں لگا دیں کہ تب قبول کریں گے کہ جب آسمانوس و سلاوی  
 نازل ہو یا کوئی مجذوم اچھا ہو جاوے یا ایک کانے کو دوسری آنکھ ملجاوے یا لکڑی کا

سانپ بنجائی یا جلتی آگ میں کود پڑیں اور سچ جائیں دیکھو صفحہ ۵۰ جواب فیصلہ آسمانی۔

ان تمام داہیات بانو نکا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ان سب باتوں پر قادر ہے اور اس کے علاوہ پیشمار اور نشانوں پر بھی قادر ہے۔ مگر اپنی مصلحت اور مرضی کے موافق کام کرتا ہے پہلے کفار نے ہی سوال کیا تھا۔ غلیات بابت یہ کہ اسل اکھ ولون یعنی اگر یہ نبی سچا ہے تو وہ دغیرہ انبیاء بنی اسرائیل کے نشانوں کے مانند نشان دکھا دے اور مشرکین نے یہ بھی کہا کہ ہمارا مرد ہمارے گونہ کر دیکھا آسمان پر ہمارے دربر و چڑھ جاوے اور کتاب لادے جسکو ہم ہاتھ میں لیکر دیکھ لیں دغیرہ و مضرہ مگر خدا تعالیٰ نے محکو کوئی طرح انکی پیروی نہیں کی اور وہی نشان دکھائے جو اسکی مرضی تھی یہاں تک کہ بعض دفعہ نشان طلب کرنے والوں کو یہ بھی کہا گیا کہ کیا تمہاری ٹوٹا کھا نشان کافی نہیں۔ اور یہ جواب نہایت پر حکمت تھا کیونکہ ہر ایک عقلمند سمجھتا ہے کہ نشان دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ کہ انہیں اور سحر و مکر و دست بازی دغیرہ میں تفرقہ و تمیز کرنا نہایت مشکل ہے حال ہوتا ہے اور دوسرے وہ نشان ہیں جو انمختوش کا مشوہ بکلی تمیز رکھتے ہیں اور کوئی شائبہ یا شبہ سحیا کر یا درست بازی اور حیلہ گری کا انہیں نہیں پہنچتا سو اسی دوسری قسم میں سے قرآن کریم کا معجزہ ہے جو بکلی روشن اور ہر ایک پہلو اور ہر ایک طور سے لعل تابانگی طرح چمک رہا ہے۔ لکن طبی کا سانپ بنانا کوئی معجزہ نہیں ہے حضرت موسیٰ نے ہی سانپ بنایا اور ساحرون نے بھی اور اب بھی بناؤ جاتی ہیں مگر ایک معلوم نہیں ہوا کہ سحر کے سانپ اور معجزہ کے سانپ میں ماہم الامتیاز کیا ہے۔ اس طرح سلب امراض میں عمل الترب میں مشق کرنیوالے خواہ وہ عیسائی ہیں یا ہندو یا یہودی یا مسلمان یا دھرمیہ اکثر کمال رکھتے ہیں اور البتہ بعض اوقات جذام وغیرہ امراض مزمنہ کو ہمیشہ الہی اسی عمل کی تاثیر سے دور کر دیتے ہیں سو صرف شفاء امراض پر حصر رکھنا ایک دھوکہ ہے جب تک اسکے ساتھ پیشگوئی شامل نہ ہو واسطی طرح آجکل بعض تماشا گریوں آگ میں بھی کودتے ہیں اور اسکے اثر سے سچ جاتے ہیں سو کیا اس قسم کے تماشوں سے کوئی حقیقت ثابت ہو سکتی ہے۔ من سلوی کا تماشا شاید آپ نے بھی دیکھا ہو انہیں ایک ایک پسیدہ لیکر کشمش دغیرہ برسا دیتے ہیں اگر آپ آجکل کے یورپ کے تماشائیوں کو

دیکھیں جو ایک مخفی فریب کی راہ سے سرکا کر رہی ہوں دیکر دیتے ہیں تو شاید آپ انکے  
 دست بیع ہو جائیں - سچے یاد ہو کہ مالند ہر کے مقام میں ایک شعبہ باز تھا۔ چلی  
 نام نے جو آخر توبہ کر کے اس عاجز کے سلسلہ بیعت میں داخل ہو گیا میری مکان پر  
 ایک مجلس میں شعبہ دکھلایا۔ تب آپ جیسے ایک بزرگ بول اٹھے کہ یہ تو میری کرا  
 ہے۔ حضرت ایسے کاموں سے ہرگز حقیقت نہیں کھلتی بلکہ اس زمانہ میں تو اور ہی شک  
 پڑتا ہے۔ بہتیرے ایسے تماشا کر نیا لے اور طلسم دکھلایا تو پھر تے ہیں کہ اگر آپ  
 انکو دیکھیں تو کراماتی نام رکھیں لیکن کوئی عقلمند جبکی آجکل کے شعبہ و نہر نظر محیط ہو  
 ایسے کاموں کا نام نشان بن نہیں رکھ سکتا۔ مثلاً اگر کوئی شخص ایک کاغذ کے پرچہ  
 کو اپنی بغل میں پوشیدہ کر کے پہر سجا کر کاغذ کے اسمین سے کبوتر نکال کر دکھلا دے  
 تو پھر آپ جیسا کوئی آدمی اگر اسکو صاحب کرامات کہو تو کبوتر مگر ایک عقلمند جو ایسے لوگوں کو  
 فریبوں سے بخوبی واقف ہو ہرگز اسکا نام کرامت نہیں رکھیگا بلکہ اسکو فریب اور دست  
 بازی قرار دیکر اسیدو جہ سے قرآن کریم اور تودیت میں سچے بنی کی شناخت کی لئے  
 یہ علامتیں قرار نہیں دیں کہ وہ آگ سے بازی کرے یا لکڑی کے سانپ بنا دو  
 یا اسی قسم کے اور کرتب دکھلا دو بلکہ یہ علامت قرار دی کہ اسکی پیشگوئیاں وقوع  
 میں آئیں یا اسکی تصدیق کیلئے بیشگوئی ہو کیونکہ استجاب دعا کو ساتھ اگر حسب  
 مراد کوئی امر غیب خدا تعالیٰ کسی پر ظاہر کرے اور وہ یور ہو جائے تو بلاشبہ اسکی قبولیت  
 پر ایک دلیل ہوگی اور یہ کہتا کہ بخونی یا مال اسمین شریک ہیں یہ سراسر خیانت اور مخالف  
 تعلیم قرآن ہے کیونکہ اسد جل شانہ فرماتا ہے۔ ولا یظہر علیٰ منبہ احد الا من  
 ادقظیٰ من رسول ﷺ پس جبکہ خدا تعالیٰ ذامور غیب کو اپنی مرسلین کی ایک علامت  
 خاصہ قرار دی ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ ہی فرمایا ہے وان یک صادقا یصیکم بعض  
 الذی یعد کہ وہ تو پھر بیشگوئی کو استخفاف کی نظر سے دیکھنا اور کٹر یکسانپ  
 خدا تعالیٰ پر جان لوگوں کو جو کہ وہ ہدایت خلق کیلئے بھیجتا ہے کسی دوسرے کو ایسے غیب پر مطلع نہیں کرتا۔  
 اگر یہ رطل سچا ہو تو اسکی بعض پیشگوئیاں جو تمہارے خون میں بڑی یعنی بیشگوئی پورا ہونا سچائی نشان ہے

بنائیکے لئو درخواست کرنا انہیں مولویوں کا کام ہو جنہوں نے قرآن کریم میں غرض کرنا پھر دیا اور نیز زمانہ کی ہوا سے بے خبر ہیں۔

بہر حال چونکہ میری طرف سے آسمانی فیصلہ میں ایمانی مقابلہ کو لئو درخواست ہو تو بہر مقابلہ سے دشمنش ہو کر غاص مجھ سے نشانہ لئو لئو استدعا کرنا اس صورت میں میان تدریسین اور بٹالوی صاحب کا حق پہنچتا ہو کہ جب حسب تحریر میری اول اسبات کا اقرار شائع کریں کہ ہم لوگ صرف نام کے مسلمان ہیں اور دراصل ایمانی الذور و علامات ہم میں موجود نہ ہیں کیونکہ ایک طرف نشانہ لئو دکھلایا لئو بغض کٹر شکنجی کی کہ مینے ہی شرط آسمانی فیصلہ میں قرار دی ہے اور نیز ظاہر ہی ہے کہ ان لوگوں کو بچاؤ خود مومن کامل اور شیخ اکل اور ہم ہونیکا دعویٰ ہو اور مجھ کو ایمان سے خالی اور بے نصیب سمجھتی ہیں تو بہر سبب مقابلہ کے اور کو کسی صورت فیصلہ کی ہو ان اگر اپنے ایمانی کمالات کو دعویٰ سے دست بردار ہو جائیں تو بہر یک طرفہ ثبوت ہمارے ذمہ ہو۔ اسبات کا جواب میان تدریسین صاحب بٹالوی صاحب کی ذمہ ہو کہ وہ باوجود دعویٰ مومن کامل بلکہ شیخ اکل ہونیکو کیوں ایسی شخص کے مقابلہ سے ہاتھ پھین جائی نظر میں کافر بلکہ سب کافروں سے بدتر ہے اور کس بناء پر یکطرفہ نشانہ مانگتے ہیں۔ اگر فیصلہ آسمانی کے جواب میں یہ درخواست ہو تو حسب نشانہ اس رسالہ کو درخواست ہونی چاہی یعنی اگر اپنی ایمان داری کا کچھ دعویٰ ہو تو مقابلہ کرنا چاہی جیسا کہ آسمانی فیصلہ میں ہی شرط درج ہو ورنہ صاف اسبات کا اقرار کر کے کہ ہم حقیقی ایمان سے خالی ہیں یکطرفہ نشانہ کی درخواست کریں۔

بالآخر ہم یہ ہی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ یہ دونوں پیشگوئیوں میان گلاب شاہ اور نعمت اللہ دلی کی اس عاجز کے حقیق حسب متاقرآن کریم کے نشان صریح ہیں جہیں کسی دست باری اور کراؤ فریب کی گنجائش نہیں۔ اب اگر کوئی صوفی پردہ نشین جو پردہ شکننا نہیں چاہتا بقول بٹالوی صاحب اور میر عباس علی صاحب لودھیانوسی کے بالتقابل نشانہ دکھلایا ہو طیار ہو تو وہ ہی ایسی ہی دو پیشگوئیوں ان ہی ہوتو کی ساتھ اپنی حقیق کسی گذشتہ دلی کی طرف سے پیش کرے۔ ہم خدا تعالیٰ کی قسم یاد کر کے وعدہ کرتی ہیں

کہ اگر یہ ثابت ہو جائیگا کہ وہ ہی ایسے ہی نشان اور اسی درجہ ثبوت پر اور ایسی عظمت و کرامت  
 باعتبار اپنے بعد زمانہ کے پائے گئے ہیں تو ہم سزا سے موت اٹھانیکے لیے بھی طیار ہیں۔ اور  
 اس عاجز کی اپنی گذشتہ پیشگوئی میں ہزار کے قریب ہیں جو اکثر استعجاب و دعا کی  
 بعد ظہور میں آئی ہیں انہیں سے **ولیب سنگہ** کے رد کے جائیگی پیشگوئی  
 ہے یعنی یہ کہ وہ اپنے قصد ارادہ پنجاب سے ناکام رہیگا۔ یہ پیشگوئی اجمالی طور پر اٹھنا  
 میں چھپ چکی ہے اور صد ہا آدمیوں کو زبانی سنائی گئی۔ اسی طرح ہڈت و پانند کے  
 فوت ہونے کی نسبت پیشگوئی اور شیخ مہر علی صاحب رئیس کے ابتلا اور پیر ہائی کی  
 نسبت پیشگوئی۔ **بٹالوی** صاحب کی مخالف ہو جائیگی نسبت پیشگوئی وغیرہ پیش  
 گوئیوں کا مفصل ذکر موجب طول ہے۔ اگر فریق مخالف کو مولویوں میں کچھ بیان ہو  
 تو ان پیشگوئیکے باری میں ہی ایک جلسہ مقرر کر کے اہل ہمسے ثبوت لین اور پیر اسکے  
 موافق اپنی طرف سے پیشگوئیوں کا ثبوت دین اور اگر بیعت اپنی ہی دینی کے ان دونوں  
 طور دن مقابلہ سے عاجز آجائیں تو یہ ہی اختیار ہو کہ ایک سال کی مہلت پر آئندہ کو کو  
 آزمائش کر لین کسی بڑے جھگڑے کی ضرورت نہیں۔ ہر ایک پیشگوئی جو کسی دعا کی  
 قبولیت میں ظاہر ہو کسی اخبار میں بقید اسکے وقت ظہور کے چہرہ وادین اور اس طرف  
 سے ہی ہر کارروائی ہو سال گذرنے کے بعد خود معلوم ہو جائیگا کہ کون موید من اللہ  
 اور کون مخدول اور مردود ہے۔ اگر یہ بھی ذکر میں تو سب لوگ یاد رکھیں کہ ان  
 ملاؤں کا ارادہ صرف حق پوشی اور بخل اور تعصب ہی۔ حق جوئی سے کچھ غرض نہیں  
 اگر انکو سمجھ ہو تو ایک بڑا نشان یہ بھی ہے کہ یہ لوگ دن رات اس قدر الہی کو بچھانے  
 کے لٹو کوشش کر رہے ہیں اور ہر قسم کے کمر عمل میں لا رہے ہیں اور لوگوں کو بھکاری ہیں  
 اور ناخنوں تک حق کے مٹانیکے لیے زور لگا رہے ہیں کفر کے فتویٰ کہہ رہے ہیں  
 اور آزار دہی کے تمام منصوبے گہڑ رہے ہیں یہاں تک کہ بٹالوی صاحب نے  
 لوگوں کو برا لکھتے کیا ہے کہ گورنمنٹ کو سامنے جا کر **سیا** پا کرین غرض کوئی دقیقہ  
 مکر اور فریب اور سعی اور کوشش کا اٹھا نہیں رکھا اور ایک جہان اپنی ساتھ کر لیا ہے

اور صفا کہ بنے ٹالوسی صاحب کو ان تمام دانتوں سے پہلے اس الہام کی خبر دی تھی کہ میں ابکلا ہوں اور خدا میرے ساتھ ہو۔ اب وہی صورت پیدا ہو رہی ہے لوگوں نے یہاں تک دشمنی کی ہے کہ رشتہ ناط کو چھوڑ دیا ہو۔ باوجود ان تمام کار سازین کو جو کمال کو پہنچ گئی ہیں مالاخر ہم فتح پابائیں تو اس سے بڑھ کر اور کیا نشان ہوگا۔

اور اگر کسی کی آنکھیں ہوں تو اس عاجز پر جو کچھ عنایات اللہ جل شانہ کی وارد ہو رہی ہیں وہ سب نشان ہی ہیں۔ دیکھو خدا تعالیٰ قرآن کریم میں صاف فرماتا ہے کہ جو میرے پر اتر کر اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں اور میں جلد مغتری کو پکڑتا ہوں اور اسکو مہلت نہیں دیتا۔ لیکن اس عاجز کے دعویٰ مجدد اور مثیل مسیح ہونے اور دعویٰ ہمکلام الہی ہونے پر اب بفضل تعالیٰ گیارہ سو ان برس جاتا ہے کیا یہ نشان نہیں ہے اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ کاروبار نہ ہوتا تو کیونکر عشرہ کاملہ تک جو ایک حصہ محمداً ہی ٹہر سکتا تھا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ کیا یہ نشان نہیں ہے کہ الہامی پیشگوئی کے بالمقابل آزمائش کے لئے کوئی اس عاجز کے سامنے نہیں آسکتا اور اگر آوے تو خدا تعالیٰ اسکو سخت ذلیل کرے ایسا ہی صد ہا تأییدات الہیہ شامل حال ہو رہی ہیں۔ میں حضرت قدس کا بلغ ہوں جو مجھ کو کٹنے کا ارادہ کریگا وہ خود کاٹا جائیگا مخالف رو سیاہ ہوگا اور منکر شر مساریہ سب نشان ہیں مگر انکے لئے جو دیکھ سکتے ہیں۔

اے سخت اسیر بدگمانی      دے بستہ کر بے بدبانی  
سو زم کہ چپان شو سی مسلمان      داین طرفہ کہ کافر م بخوانی

## تبلیغ روحانی

﴿مَحْمَدُ الْبَشَرِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾

اگر خود آدمی کاہل نہ باشد تو تلاش حق خدا خود راہ بنیاد طلب گار حقیقت را  
یہ بات قرآن کریم اور احادیث نبوی سے ثابت ہے کہ مومن رویا صالحہ مبشرہ دیکھتا ہے اور اسکے لئے دکھائی ہی جاتی ہیں۔ بالخصوص جبکہ مومن لوگوں کی نظر میں مطرود اور مخدول اور مومن اور مردود اور کافر اور رجال بلکہ کافر اور شر الہیہ ہو۔ اس کو فتاد شکست خاطر کے وقت

میں جو کچھ مکالمات پر از لطف و احسان خدا تعالیٰ کی طرف سے مومن کے ساتھ واقع ہوتے ہیں اُس کو کون جانتا ہے۔

رمت خالق کہ سرزاد لیاست ہست پنهان زیر لعنت ہائے خلق  
یہ عاجز خدا تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا نہیں کر سکتا کہ اس تکفیر کے وقت میں کہ  
ہر ایک طرف سے اس زمانہ کے علما کی آوازیں آرہی ہیں کہ **لست مومننا**  
البدل تانہ کی طرف سے بہ ندا ہے۔ **قل فی امرت وانا اول المومنین**

ایک طرف حضرات مولوی صاحبان کہہ رہے ہیں کہ کسی طرح اس شخص کی بیگنی کرو  
اور ایک طرف الہام ہوتا ہے **یترا بصون علیک لدواو علیہم دائرۃ**  
**السوء** اور ایک طرف وہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس شخص کو سخت ذلیل اور سوا  
کریں اور ایک طرف خدا وعدہ کر رہا ہے **انی محین من اراد اہانتک**  
**اللہ اجرک۔ اللہ یعطیک جلالک** اور ایک طرف مولوی لوگ  
فتویٰ پر قوی کہہ رہے ہیں کہ اس شخص کی ہم عقیدگی اور پیروی سے انسان کا فر ہو جاتا ہے  
اور ایک طرف خدا تعالیٰ اپنے اس الہام پر بتواتر زور دے رہا ہے **قل نکتہ**  
**تخبون اللہ فاتبعوننی یحبکم اللہ۔** غرض یہ تمام مولوی  
صاحبان خدا تعالیٰ سے لڑ رہے ہیں۔ اب دیکھو کہ فتح کسکی ہوتی ہے۔

بالآخر واضح ہو کہ اس وقت میرا وہاں اس تحریر سے یہ ہو کہ بعض صاحبوں نے پنجاب  
اور ہندوستان سے اکثر خواہن متعلق زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز الہامات  
بھی اس عاجز کے بار میں لکھ کر بھیجی ہیں جبکہ انھوں نے قریباً اور اکثر یہی ہوتا ہے کہ بھیجی رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور یا بندہ اللہ کے خدا تعالیٰ کی طرف سے  
معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص یعنی یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو اسکو قبول کرو۔ چنانچہ بعض  
نے ایسی خواہن ہی بیان کیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غضب کی حالت میں نظر آئے  
اور معلوم ہوا کہ گویا آنحضرت روضہ مقدسہ سے باہر الشریف رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں  
کہ تمام ایسی لوگ جو اس شخص یعنی اس عاجز کو خدا ستا رہے ہیں قریب ہی جو اپنے غضب الہی



نازل ہو۔ اول اول اس عاجز نے ان خوابوں کی طرف التفات نہیں کی مگر اب میں دیکھتا  
 ہوں کہ کثرت سے دنیا میں یہ سلسلہ شروع ہو گیا یہاں تک کہ بعض لوگ خوابوں کے  
 ہی ذریعہ سے عناد اور کینہ کو ترک کر کے کامل مخلصین میں داخل ہو گئے اور اسی بنا پر اپنی  
 مالوسے امداد کرنے لگی سو مجھ کو اس وقت یاد آیا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۱۲۲ میں یہ الہام  
 درج ہے جو کہ دس برس کا عرصہ گزر گیا اور وہ یہ ہے۔ **یَنْصُرُ رِجَالٌ**  
**دُحٰی الیہم من السماء**۔ یعنی ایسے لوگ تیری مدد کریں گے جن پر ہم  
 آسمان سے دُحی نازل کریں گے سو وہ وقت آگیا۔ اسلئے میرے نزدیک قرب مصلحت  
 ہے کہ جب ایک معقول اندازہ ان خوابوں اور الہاموں کا ہو جائے تو انکو ایک رسالہ  
 مستقلہ کی صورت میں طبع کر کے شائع کیا جائے۔ کیونکہ یہ بھی ایک شہادت آسمانی  
 اور نعمت الہی ہے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ**  
 لیکن پہلے اس سے ضروری طور پر یہ اطلاع دیجاتی ہے کہ آئندہ ہر ایک صاحب جو  
 کوئی خواب یا الہام اس عاجز کی نسبت دیکھے کہ بذریعہ خط اُس سے مطلع کرتا  
 چاہے تو ان پر واجب ہے کہ خدا تعالیٰ کی قسم کہا کر اپنے خط کے ذریعہ سے اسے اسکو ظاہر  
 کریں کہ ہم نے واقعی اور یقینی طور پر یہ خواب دیکھی ہے اور اگر ہم نے کچھ اس میں ٹھیس  
 تو ہم پر اسی دنیا اور آخرت میں لعنت اور عذاب الہی نازل ہو اور جو صاحب پہلے  
 قسم کہا کر اپنی خوابیں بیان کر چکے ہیں انکو دوبارہ کہنے کی ضرورت نہیں مگر وہ تمام  
 صاحب جنہوں نے خوابیں یا الہامات تو لکھے کہ بھیجے تو لیکن وہ بیانات انکو  
 موکلہ بقسم نہیں تھے ان پر واجب ہے کہ پھر دوبارہ ان خوابوں یا الہامات کو قسم کے  
 ساتھ موکلہ کر کے ارسال فرمادیں اور یاد رہے کہ بغیر قسم کے کوئی خواب یا الہام  
 یا کشف کسی کا نہیں لکھا جاسکتا۔ اور قسم ہی اس طرز کی چاہیے جو ہم نے اپنی بیان کی ہے۔  
 اس جگہ یہ بھی بطور تبلیغ کے لکھتا ہوں کہ حق کے طالب جو مواخذہ الہی  
 سے ڈرتے ہیں وہ بالاحتیاج اس زمانہ کو مولود کی پیچیدگیوں اور آنری زمانہ کو مولودوں  
 سے جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا ہے ویسا ہی ڈرتے رہیں

اور انکے فتوون کو دیکھ کر حیران نہ ہو جا دیں کیونکہ یہ فتویٰ کوئی نئی بات نہیں اور اگر  
اس عاجز پر شک ہو اور وہ دعویٰ اجلاس عاجز نے کیا ہو اسکی صحت کی نسبت  
دل میں شبہ ہو تو میں ابک آسان صورت رفع شک کی بتلاتا ہوں جس سے ایک  
طالب صادق انشاء اللہ مطمئن ہو سکتا ہو اور وہ یہ ہو کہ اہل توبہ نصوح کر کے رات  
کے وقت دو رکعت نماز پڑھیں جبکی پہلی رکعت میں سورۃ السین اور دوسری رکعت  
میں اکیس مرتبہ سورۃ اخلاص ہو اور پھر بعد اسکے تین سو مرتبہ درود شریف  
اور تین سو مرتبہ استغفار پڑھ کر خدا تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ اے قادر کریم تو پوشیدہ  
حالات کو جانتا ہو اور ہم نہیں جانتے اور مقبول اور مردود اور مقرر اور صادق تیری نظر سے  
پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ پس ہم عاجزی سے تیری جناب میں التجا کرتے ہیں  
کہ اس شخص کا تیرے نزدیک جو مصلح ہو خود اور مہدی اور مجدد الوقت ہو یونگا  
دعویٰ کرتا ہو کیا حال ہو۔ کیا صادق ہے یا کاذب اور مقبول ہو یا مردود۔ اپنی  
فضل سے یہ حال رویا یا کشف یا اہام سے ہم پر ظاہر فرماتا اگر مردود ہو تو اسکی قبول  
کرنے سے ہم گمراہ نہ ہوں اور اگر مقبول ہے اور تیری طرف سے ہو تو اسکی انکار اور اسکی اہانت  
سے ہم ہلاک نہ ہو جائیں۔ ہمیں ہر ایک قسم کے فتنے سے بچا کہ ہر ایک قوت تجھ کو  
ہی ہے۔ آمین۔ یہ استخارہ کم سے کم دو ہفتے کریں لیکن اپنے نفس سے  
خالی ہو کر۔ کیونکہ جو شخص پہلے ہی بغض سے بہرہ ور ہو اور بظنی سپر غالب لگتی ہو  
اگر وہ خواب میں اس شخص کا حال دریافت کرنا چاہے جبکہ وہ بہت ہی برا جانتا ہو  
تو شیطان آتا ہو اور موافق اس ظلمت کے جو اسکو دلیں ہو اور پُر ظلمت خیالات  
اپنی طرف سے اسکو دل میں ڈال دیتا ہو۔ پس اسکا پچھلا حال پہلے سے ہی بدتر ہوتا ہو۔ سو اگر  
تو خدا تعالیٰ سے کوئی خبر دریافت کرنا چاہے تو اپنے سینہ کو بکلی بغض اور عناد سے  
دھو ڈال اور اپنے سینے میں بکلی خالی النفس کر کے اور دونوں پہلوؤں بغض اور محبت  
سے الگ ہو کر اس سے ہدایت کی روشنی مانگ کہ وہ ضرور اپنی وعدہ کو موافق  
اپنی طرف سے روشنی نازل کرے گا جبہ نفسانی اہام کا کوئی دھان نہیں ہوگا۔ سو

اس حق کے طالبو ان مولویوں کی باتوں سے فتنہ میں مت پڑو اٹھو اور کچھ مجاہدہ کر کے اس قوی اور قدیر اور علیم اور ادا دی مطلق سے مدد چاہو اور دیکھو کہ اب بیٹے یہ روحانی تبلیغ بھی کر دی ہو آئندہ تمہیں انصاریہ والسلام علی سراج الہدٰی المبلغ غلام احمد غفری عنہ

## شیخ بٹالوی صاحب کے فتویٰ تکفیر کی کیفیت

اس فتویٰ کو سینے اول سے آشوب دیکھا۔ جن الزامات کی بنا پر یہ فتویٰ لکھا ہے انشاء اللہ بہت جلد ان الزامات کے غلط اور خلاف واقعہ ہونے کی باری میں ایک رسالہ اس عاجز کی طرف سے شائع ہونا والا ہے۔ چنانچہ دافع الوسادوس ہو یا این ہمہ بھوکوان لوگوں کے لعن و طعن پر کچھ افسوس نہیں اور نہ کچھ اندیشہ بلکہ میں خوش ہوں کہ میان مذہب حسین اور شیخ بٹالوی اور ان کے اتباع نے بھوکو کافر اور مردود اور ملعون اور دجال اور ضال اور بے ایمان اور جہنمی اور کفر کہہ کر اپنی دلجو وہ تجارت کمال لئے جو دیانت اور امانت اور تقویٰ کے التزام سے ہرگز نہیں نکل سکتے تھے اور جیقد میری اتام حجت اور میری بچائی کی تلخی سے ان حضرات کو زخم پر زخم پہنچا۔ اس صدمہ عظیم کا غم غلط کر نیکی لڑو کوئی اور طریق ہی تو نہیں تھا بجز اس کے کہ لعنتوں پر آجاتے بھو اساکو سوچکر ہی خوشی ہے کہ جو کچھ یہودیوں کو فقیہوں اور مولویوں نے آخر کا حضرت مسیح علیہ السلام کو تحفہ دیا تھا وہ ہی تو یہی لعنتیں اور تکفیر تھی جیسا کہ اہل کتاب کی تاریخ اور ہر جہاں انجیل سے ظاہر ہے تو پھر مجھے منیل مسیح ہونے کی حالت میں ان لعنتوں کی آوازیں سن کر بہت ہی خوش ہونا چاہیے کیونکہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے بھوکو حقیقت دجالیہ کے ہلاک اور فانی کر نیکی لڑو حقیقت عیسویہ سے متصف کیا ایسا ہی اسے اس حقیقت کے متعلق جو جو نوازل واقعات ہو انسی ہی خالی نہ رہا لیکن اگر کچھ افسوس ہو تو صرف یہ کہ بٹالوی صاحب کو اس فتویٰ کے طیار کرینین یہودیوں کو فقیہوں ہی زیادہ خیانت کرنی پڑی اور وہ خیانت تین قسم کی

ہے اول یہ کہ بعض لوگ جو مولویت اور فتویٰ دینے کا منصب نہیں رکھتے وہ صرف کفرین کی تعداد بڑھانے کے لئے مفتی قرار دی گئے دوسری یہ کہ بعض ایسی لوگ جو علم سے خالی اور علانیہ فسق و فجور بلکہ نہایت بدکاریوں میں مبتلا تھے وہ بڑے عالم متشع تصور ہو کر انکی مہرین لگائی گئیں تیسرے ایسی لوگ جو علم اور دیانت رکھتے تھے مگر واقعی طور پر اس فتویٰ پر انہوں نے مہر نہیں لگائی بلکہ بٹالوی صاحب نے سراسر چالاک اور افسر اسے خود بخود انکا نام اسمین جڑ دیا۔ ان تینوں قسم کے لوگوں کو بایں ہمارے پاس تحریری ثبوت ہیں۔ اگر بٹالوی صاحب یا کسی صاحب کو اسمین شک ہو تو وہ لاہور میں ایک جلسہ منعقد کر کے ہم سے ثبوت مانگیں۔ تاسیہ روسی شودہر کہ دروغش باشد۔ یوں تو تکفیر کو نئی نئی بات نہیں ان مولویوں کا آبائی طریق یہی چلا آتا ہے کہ یہ لوگ ایک باریک بات سن کر فی الفور اپنے کپڑوں سے باہر ہو جاتے ہیں اور چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ عقل انکو دی ہی نہیں کہ بالکل تہ تک پہنچیں اور اسرار غامضہ کی گہری حقیقت کو دریافت کر سکیں اسلئے اپنی نااہلی کی حالت میں تکفیر کی طرف دوڑتے ہیں اور اولیاء کرام میں سے ایک ہی ایسا نہیں کہ انکی تکفیر سے باہر رہا ہو یہاں تک کہ اپنے مونہ سے کہتے ہیں کہ جب جہدی موعودا نیگا تو اسکی ہی مولوی لوگ تکفیر کریں گے اور ایسا ہی حضرت عیسیٰ جب اترینگے تو انکی ہی تکفیر ہوگی۔ ان باتوں کا جواب یہی ہے کہ اسی حضرات آپ لوگوں سے خدا کی پناہ اوسے بچا نہ خود اپنے برگزیدہ بندوں کو آپ لوگوں کی شر سے بچاتا آیا ہو ورنہ آپ لوگوں نے تو ڈائن کی طرح است محمدیہ کے تمام اولیاء کرام کو کہا جانا چاہتا اور اپنی بدزبانی سے نہ پہلوں کو چھڑا نہ پہلوں کو۔ اور اپنے ہاتھ سے ان نشانیوں کو لوری کر رہے ہیں جو آپ ہی بتلا رہے ہیں۔ تعجب کہ یہ لوگ آپس میں ہی تو نیگنٹن نہیں رکھتے۔ تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ موحیدین کی بیدینی پر علماء الحق میں شاید تین سو کو قریب مہر لگی تھی پہر جبکہ تکفیر ایسی سستی ہے تو پہر انکی تکفیر و نئے کوئی گھینونکر ڈر سے مگر

افسوس تو یہ ہو کہ میان نذیر حسین اور شیخ ثالوی نے اس تحفہ میں مجلس سازی سے بہت کام لیا ہو اور طرح طرح کے افزا کر کے اپنی عاقبت درست کر لی ہے اس مختصر رسالہ میں ہم بفضل ان خیانتوں کا ذکر نہیں کر سکتے جو شیخ ثالوی نے حب منشاء شیخ دہلوی اپنے کفر نامہ میں کام میں لاکر اپنا نامہ اعمال درست کیا ہے۔ مرنے بطور نمونہ ایک مولوی صاحب کا خط معہ اُن کے چند اشعار کے ذیل میں لکھا جاتا ہو اور وہ یہ ہے۔

محضور فیض گنجور حضرت مجدد وقت سیح الزمان مہدی دوران حضرت

مرزا غلام احمد صاحب بلام برکاتہ

پس از سلام سنت الاسلام حال اینکہ - غریب لواز پٹیا لہ سے حضور کے تشریف لیجانے کے بعد سکنا سے بلکہ نے مجھ کو نہایت تنگ کیا یہاں تک کہ ساجدین نماز ادا کر نیسے بند کیا گیا بیٹھے اپنے بعض دوستوں کو ناحق کا الزام دے کر نیکے لٹوی لکھ دیا کہ میرا عقیدہ اہلسنت والجماعت کو موافق ہو اور انکار ختم نبوت اور وجود ملائکہ ومعجزات انبیاء و لیلۃ القدر وغیرہ موجب کفر والحادی جہتا ہوں۔ وہی تحریر میری مولوی محمد حسین ہتم اشاعت السنہ نے لیکر اپنے کفر نامہ میں جو آپ کے لٹویا کر کیا تھا درج کر دی سینے خبر پا کر مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت میں خط لکھا کہ جو میری طرف سے فتویٰ تحفہ پر عبارت لکھی گئی ہے وہ کاٹ دینی چاہیے کیونکہ میں حضرت مرزا صاحب کے گھر کو خود کافرو ملحد سمجھتا ہوں۔ مولوی صاحب نے اسکا کوئی جواب نہیں بھیجا پیچھے سے مجھے معلوم ہوا کہ انہوں نے میرا نام گھڑن کے زمرہ میں چھاپ کر شائع کر دیا۔ سو میرے فتویٰ کی یہ حقیقت ہو۔ یہ نالائق محذور سے بیعت ہو چکا ہو لہذا اس عاجز کو اپنی عبادت سے غرض تصور قراؤین۔ میں اس نا کردہ گناہ سے خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور حضور سے معافی مانگتا ہوں اور چند آیات محبت اور عقیدت کے جو شش سے میں حضور کے باری میں تالیف کٹی ہیں وہ بھی ذیل میں تحریر

کرتا ہوں ادا میدا ہوں کہ میری یہ تمام تحریر معاشعار کے طبع کر اگر شایع کر دی جائے۔

## اشعار یہ ہیں

داین مواہیر وقتا و سے بہن راہ ارم  
این تمننایم بر آرد کار ساز قادم  
من فدا سے روی تو ای رہبر دین پر دم  
چون ازین انفاں اعراضی کفلی میہترم  
خادم تازندہ ہستم دازل دجان چاکرم  
راہ زندہ کی گز نبودی لطف یزدان ربم  
چون نبی ناصری تغیرن شنیدی لاجرم  
حق نگہدار دمر ازین زمرہ نامحترم  
گر خطا دیدی ازان بگذر کہ من مستغفرم  
لطف فرما گز تذل بر در تو حاضر م  
آمدی در چارہ اسے بد تمام دانورم  
السلام اسی رحمت ذات جلیل و اکبرم  
میکتی تجرید دین از فضل رب ذوالکرم  
گر نباشم جان نثار آستان کا فرم

موجب کفرست تکفیر تو ای کان کرم  
آرزد وارم کہ جان و مال قربانت کنم  
چون بتایم روز تو حاشا و کلا این کجا  
دین مردہ را بقالب جان دما داز دست  
من کجا و این طور بد عہدی دیر اہی کجا  
حلمہ ہا کر دنا این غولان راہ حق بہ من  
این یہودی میران قدر ترا نشناختند  
ہر کہ تکفیرت کند کا فر ہمان ساعت شود  
بر من اعمی بنجش اسی حضرت مہر منیر  
تا روانم ہست در تن از دل دجانم غلام  
نور ماہ دین احمد برو جودت شد تمام  
حسب تبشیر نبی بروقت خود کردی ظہور  
مشکلات دین حق بردست تو آسان شد  
از رہ منت درونم را مسلمان کردہ

راقم خاکسار مولوی حافظ عظیم بخش پٹیا لوی۔ ۲۴ مئی ۱۹۶۲ء

## اشعار

جو فتویٰ بحق امانت بخود نہا میجنا میج الدینام از غلام احمد صاحب قادیانی۔ محمد حسین ٹالوی  
اویڈیٹر اشاعت السنہ نے اپنور سال اشاعت السنہ میں شائع کیا ہے۔ اسکو علامہ پٹیل کی فہرست  
میں میرے بعض جواب نے میرے ہمنام مولوی عبداللہ پٹیا لوی کے نام کو میرا نام خیال کیا ہے

اور بعض نے دریافت کیکوئیر سے نام عنایت نامہ جات ہی ارسال فرما دی ہیں۔ ایڈیٹر شائع  
السند نے ناظرین کو اور یہی شبہ من ڈالا کہ اس نام پر یہ نوٹ ایسا دیا گیا کہ ”یہ مولوی صاحب ہی ہیں  
صاحب کو پہلے متعقد تھے۔ لہذا میں جمیع اصحاب کو اطلاع دیتا ہوں کہ مولوی عبداللہ پٹیل مولوی اور شخص  
ہیں اور وہ کہی پہلے ہی مرزا صاحب کے متعقد نہ تھے اور نہ ہیں۔ باقی رہا نیاز مند سو میں اسی  
طرح اس فدا کو قوم و کشتہ اسلام کا مستقد و نیاز مند ہوں۔ المشہر خاکسار

محمد عبداللہ خان دوم درس عربی ہندو کالج پٹیا۔ ہم زیلعہ سندھ

## ضروری گذارش

ان باہمت دوستوں کی خدمت میں جو کسی قدر امداد اور دین کے مقصدت رکھتے ہیں  
ایمردان بکوشید و براحتی بکوشید

اگرچہ پہلی ہی سے میرے مخلص اصحاب الہی خدمت میں اس قدر مصروف ہیں کہ میں شکر  
ادا نہیں کر سکتا اور دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم ان کو ان تمام خدمات کا رد و لون پہنچاؤں میں زیادہ  
سے زیادہ اجر بخشے۔ لیکن اس وقت خاص طور پر توجہ دلائیکے لئے یہ امر پیش آیا ہے کہ اگر تو ہمارے  
صرف بیرونی مخالفت ہو اور فقط بیرونی مخالفت کی ہیں نہ کوئی اور اب وہ لوگ ہی جو مسلمان  
ہوں گے دعاوی کرتے ہیں بلکہ مولوی اور فقیہ کہلاتے ہیں سخت مخالفت ہو گئی ہیں یہاں تک  
کہ وہ عوام کو ہماری کتابوں کو خریدنے سے منع کرتے اور روکتے ہیں۔ اس لئے ایسی  
دقتیں پیش آگئی ہیں جو بظاہر ہیبت ناک معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اگر ہماری جماعت سُست  
نہ ہو جائے تو عنقریب یہ سب دقتیں دور ہو جائیں گی اس وقت ہم پر فرض ہو گیا ہے کہ بیرونی اور  
اندرونی دونوں قسم کی خرابیوں کی اصلاح کر کے لٹو بدل دجان کوشش کریں اور اپنی زندگی کو اسی  
راہ میں فدا کر دیں اور وہ صدق قدم دکھلا دیں جس سے خدا تعالیٰ جو بکوشید و براحتی بکوشید  
جانتی والا اور سب سے بڑی چہی ہوئی باتوں پر مطلع ہو راضی ہو جائے۔ اسی بنا پر میں نے قصد کیا ہے  
کہ اب قلم اٹھا کر ہر اس کو اس وقت تک موقوف نہ رکھا جائے جب تک کہ خدا تعالیٰ اندرونی  
اور بیرونی مخالفتوں پر کمال طور پر رحمت پوری کر کے حقیقت میسویہ کی حربہ و حقیقت و جالبہ

کو پاش پاش نہ کرے۔ لیکن کوئی قصہ بجز توفیق و فضل و امداد و رحمت الہی انجام پذیر نہیں ہو سکتا  
 اور خدا تعالیٰ کی لبشات پر نظر کر کے جو بارش کی طرح برس رہی ہیں اس عاجز کو یہی  
 امید ہے کہ وہ اپنے اس بندہ کو متابع نہیں کریگا اور اپنے دین کو اس خطرناک پر لگندگی  
 میں نہیں چھوڑے گا جواب اسکے لائق حال ہے مگر برعایت ظاہری جو طرق مسنونہ  
 من الضادی الی اللہ ہی کہنا ہوتا ہے۔ سو بہائو جیسا میں ابھی بیان کر چکا ہوں اس سلسلہ  
 تالیفات کو بلا فضل جاری رکھنے کے لئے میرا پختہ ارادہ ہے اور یہ خواہش ہے کہ اس  
 رسالہ کے چھپنے کے بعد جب کا نام نشان آسمانی ہے رسالہ دافع الوسوس طبع  
 کر کر شائع کیا جاوے اور بعد اسکے بلا توقف رسالہ حیات النبی و موات المسیح جو  
 یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں بھی بچھا جائے گا شائع ہو اور بعد اسکے بلا توقف حصہ پنجم  
 براہین احمدیہ جس کا دوسرا نام ضرورت قرآن رکھا گیا ہے ایک مستقل کتاب کے  
 طور پر چھپنا شروع ہو لیکن میں اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لئے یہ احسن انتظام خیال کرتا ہوں  
 کہ ہر ایک رسالہ جو میری طرف سے شائع ہو میرے ذی قدرت دوست اسکی خریداری  
 سے مجھ کو بدلہ جان دے دیں اس طرح کہ حسب قدرت اپنی ایک نسخہ یا سہ نسخہ اسکے  
 خرید لین جن رسائل کی قیمت تین آند یا چار آند یا اسکے قریب ہو انکو ذی قدرت احباب  
 اپنی مقدور کے موافق ایک مناسب تعداد تک لے سکتے ہیں اور پھر وہی قیمت دوسرے  
 رسالہ کے طبع میں کام آسکتی ہے۔ اگر بری جماعت میں ایسے احباب ہوں جو ان پر دلچسپی  
 و اموال و زیورات وغیرہ کے زکوٰۃ فرض ہو تو انکو سمجھنا چاہیے کہ اس وقت دین اسلام جیسا غریب اور یتیم  
 اور یکس کوئی بھی نہیں اور زکوٰۃ نہ دینے میں جہد تہمت بدشعور وار دے وہ ہی ظاہر ہے اور قریب ہے جو  
 منکر زکوٰۃ کا فرسہ جاری پس فرض عین ہے جو اسی راہ میں اعانت اسلام میں زکوٰۃ دی جائے زکوٰۃ میں تباہین  
 خریدی جائیں اور نفعت تقسیم کی جائیں اور میری تالیفات بجز ان مسائل کے ادبی ہیں جو نہایت معین ہیں جیسے رسالہ  
 الحکم القرآن۔ اور اربعین فی علامات القبرین۔ اور سب سے زیادہ تفسیر قرآن عزیز لیکن چونکہ کتاب جدیدہ کا نام دافع  
 ہو اسلئے بشرط فرصت کوشش کی جائے گی کہ یہ رسائل بھی درمیان میں طبع ہو کر شائع ہو جائیں آئندہ ہر ایک راہبشاہ کو اختیار میں ہے  
 بفضل مایاں دھون علی کل شیء قدیر۔ خاکسار غلام احمد رضا قادیان ضلع گورداسپور ۲۴ مئی ۱۹۲۹ء



# ضرورتِ اشتہار

اس عاجز کا ارادہ ہے کہ اشاعتِ دینِ اسلام کے لئے ایسا احسن انتظام کیا جائے کہ ممالک ہندین ہر جگہ ہماری طرف سے واعظ و مناظر بقرہ ہوں اور بندگانِ خدا کو دعوتِ حق کرین تا حجتِ اسلام روشِ زمین پر پوری ہو لیکن اس ضعف اور قلتِ جماعت کی حالت میں ابھی یہ ارادہ کامل طور پر انجام پذیر نہیں ہو سکتا۔ بالفعل یہ تجویز کیا ہے کہ حضرت مولوی محمد احسن صاحب امر وہی جو ایک فاضل جلیل الادب اور متقی اور محبتِ اسلام میں بدل و جان فدا شدہ ہیں قبول کرین تو کسی قدر جہانگیر ممکن ہو یہ خدمت انکو سپرد کیجائیے۔ مولوی صاحب موصوف سچوئی تعلیم اور درس قرآن و حدیث اور وعظ و نصیحت اور مباحثہ اور مناظرہ میں یہ طوبی رکھتے ہیں نہایت خوشی کی بات ہے اگر وہ اس کام میں لگ جائیں لیکن چونکہ انساں کو حالتِ عیال داری میں وجہِ معیشت سے چارہ نہیں اسلئے یہ فکر سب سے مقدم ہے کہ مولوی صاحب کے کافی گزارہ کے لئے کوئی احسن تجویز ہو جائے یعنی یہ کہ ہر ایک ذی قدرت صاحب ہماری جماعت میں سے دائمی طور پر جب تک خدا استغاثی چاہے انکے گزارہ کے لئے حسب استطاعت اپنے کوئی چندہ مقرر کرین اور ہر جو کچھ مقرر ہو بلا توقف انکی خدمت میں پہنچ دیا کرین۔ دنیا چند روزہ سا سفر خانہ ہے۔ آخرت کے لئے بیکاروں کے ساتھ تیار ہی کرنی چاہیے بلکہ وہ شخص جو ذخیرہ آخرت کے اکٹھا کر نیکی لئے دن رات لگا ہوا ہے۔ اس اشتہار کے پڑھنے پر جو صاحب چندہ کیلئے تیار ہوں وہ اس عاجز کو اطلاع دین۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔ الشرع غلام احمد رفا دیان ۲۶ مئی ۱۹۰۲ء

رسالہ نشانِ آسمانی کی امداد طبع کیلئے جو مخلص دوستوں کی طرف خط لکھ گئے تھے ان کا خلاصہ جواب

خلاصہ خط مولوی سید فضل حسین صاحب تحصیلدار علیگڑہ ضلع فیروز آباد مدظلہ العالی

”دووالا نامے بندگان عالی شرف و درو لائے باعث عزت ہوئی جھکو بہت شرم ہے کہ عرصہ سے سینے کوئی عریضہ حضور میں نہیں پہنچا مگر یہ وقت یاد بندگان والا میں راکرتا ہوں حضور کا نام نامی میرا وظیفہ ہے اور اکثر حضور کی کتب دیکھا کرتا ہوں اور انکو ذریعہ بہتری دارین سمجھتا ہوں۔ پچاس جلد رسالہ نشان آسمانی یا جہتہ حضور خود چاہیں میرے پاس بھجوادین میں انکو خرید لوں گا اور اپنے دوستوں میں تقسیم کر دوں گا مجھے حضور کی کتابوں کی اشاعت سے دلی خوشی پہنچتی ہے اور میرے سب اہل و عیال خوش اور اچھے ہیں اور حضور کو یاد کیا کرتے ہیں۔ عریضہ نیاز کمتر فی فضل حسین علیہ السلام صلوات اللہ علیہ مولوی صاحب موصوف چندہ امدادی دیتے ہیں اور امداد کی طور پر اپنی خواہش میں ہر نرم کثیر دیکھتے ہیں۔ خلاصہ خط اخویم نواب محمد علی خان ضار یس بالیکر وٹلہ سلمہ اللہ تعالیٰ ”جناب کا عنایت تلیم پر پونچا بندہ رسالہ نشان آسمانی کی دوسو جلد فی الحال خرید کر لگا۔ راقم محمد علی خان نواب صاحب موصوف ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ پانچ سو روپیہ کی کتا بین اس عاجز کی خرید کر کے محض بد تقسیم کر چکے ہیں۔

خلاصہ خط اخویم حکیم فضل دین صاحب بہری سلمہ اللہ تعالیٰ ساتھ ساتھ رسالہ نشان آسمانی نابکار کے شرح سے چھپوایا میلے اور فروخت کیا جاوے اور اسکی قیمت حضور اپنی مرضی سے جہاں چاہیں خرچ فرمادین میں روپیہ معہ بقیہ چندہ دو روپیہ محمد صاحب عرب ابھی ارسال خدمت ہیں اور بالبعدین عنقریب ایک سو روپیہ یا اسے دس بیس روپیہ زائد پہنچتا ہوں یا جلد تر خود لیکر بار یا ب خدمت ہو گا ورنہ منی آرڈر پہنچدو لگا۔ (ایک سو روپیہ پہنچ گیا)

حکیم صاحب موصوف پہلے ہی تخمیناً سات سو روپیہ امداد کی طور پر دی چکی ہیں۔ خلاصہ خط اخویم حضرت مولوی حکیم نور دین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ معالج ریاست جموں سخمہ و نصلی علی رسولہ الکرم مع التسلیم۔ انا لکھد ایک خاکسار بالکل نابکار اور خاکسار کے ساتھ نہایت ہی شرمسار بھند حضرت مسیح الزمان عرض پرداز۔ اس باغلام امداد دلی مرید کا جو کچھ ہے تمامہ آپ ہی کا ہے زن و فرزند روپیہ آبرو جان۔

میری ہی سعادت ہو کہ تمام خرچ میرا ہو۔ پہر جب قدر حضور پسند فرما دین۔ برادر م فصیح ہی  
 اس وقت موجود ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر میرے مطیع پنجاب پر بس سیالکوٹ میں  
 حضور رسالہ کو طبع فرما دین تو چہارم حصہ تمیمت کا منافع رہیگا۔ مولوی حکیم نور دین  
 صاحب اپنے اخلاص اور محبت اور صفت ایثار اور لہذا شجاعت اور سخاوت  
 اور ہمدی اسلام میں عجیب شان رکھتے ہیں۔ کثرت مال کے ساتھ کچھ قدر  
 قلیل خدایتعالیٰ کی راہ میں دیتے ہوئے تو بہتوں کو دیکھا مگر خود بھوکے پیاسے  
 رہ کر اپنا عزیز مال رضا مولائین اٹھا دینا اور اپنے لئے دنیا میں سے کچھ نہ بنانا  
 یہ صفت کامل طہر پر مولوی صاحب موصوف میں ہی دیکھی یا نہیں جنکے دلوں  
 پر انکی محبت کا اثر ہے مولوی صاحب موصوف اب تک تین ہزار روپیہ کے قریب  
 سداس عاجز کو دیکھے ہیں اور جب قدر انکے مال سے جھگو مدد پہنچی ہے اسکی نظیر  
 اب تک کوئی میر سے پاس نہیں۔ اگرچہ یہ طریق دنیا اور معاشرت کی اصولوں کے  
 مخالف ہے مگر جو شخص خدایتعالیٰ کی ہستی پر ایمان لا کر اہل دین اسلام کو ایک سچا اور سچا  
 الدین سمجھ کر اہل بائیں ہمہ اپنے زمانہ کے امام کو ہی شناخت کر کے الدین شامہ  
 اور رسول الدین صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی محبت اور عشق میں غانی ہو کر محفل اہل  
 کلمہ اسلام کے لئے اپنے مال حلال اور طیب کو اس راہ میں فدا کرتا ہے اسکا جو فضل  
 قدر ہوا وہ ظاہر ہے البتہ شانہ فزاہر سئل تنالوا البر حتی تنفقوا ما تحبون۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اسپر نشانہ  
 اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب  
 اسے دے چکے مال و جان باریاد ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار  
 لگاتے ہیں دل اپنا دوس پاک وہی پاک جاتی ہیں اس خاک سے  
 خدایتعالیٰ اس خصلت اور ہمت کو آدمی اس امت میں زیادہ سے زیادہ کروائیں ثم آمین۔  
 چہ خوش بودی اگر ہر یک ثابت نور دین بودے  
 ہمیں بودی اگر ہر دل پر از نور یقین بودے

# طب دینی

یہ کتاب حضرت حاجی منشی احمد جان صاحب مرحوم کی تالیفات میں سے ہے۔ حاجی صاحب موصوف نے اس کتاب میں اُس علم مخفی سلب امراض اور توجہ کو بسوط طور پر بیان کیا ہے جسکو حال کے مشائخ اور پیرزادے اور سجادہ نشین پوشیدہ طور پر اپنے خاص خاص قلیفون کو سکھلایا کرتے تھے اور ایک عظیم الشان کرامت خیال کی جاتی تھی اور جس کی طلب میں اب بھی بعض مولوی صاحبان دور دور کا سفر اختیار کرتے ہیں۔ اس لکھنؤ محض سد عام و خاص کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس کتاب کو منگو اگر ضرور ہی مطلع کریں کہ یہ بھی منجملہ اُن علوم کے ہے جو اتنی پیر فاضل ہوئے تھے بلکہ حضرت مسیح کے معجزات تو اسی علم کے سرچشمہ میں سے تھے۔

کتاب کی قیمت ایک روپیہ ہے صاحبزادہ افتخار احمد صاحب جو لودھیانہ محلہ جدید میں رہتے ہیں۔ اُن کی خدمت میں خط و کتابت کرنے سے قیمتاں مل سکتی ہے۔

کتاب موجودہ حضرت اقدس مہدی مسیح موعود علیہ السلام

حصہ چہارم براہین احمدیہ للبرہ + سرچشمہ آئینہ ۱۲ + شمع حق ۶ + فتح اسلام ۲۱  
توضیح مرام ۱۲ + ازالہ اداام ۷ + الحق مباحتہ لودیانہ ۱۲ + الحق مباحتہ دلی عد فیصلہ آسمان  
نشان آسمانی ۳۲ - آئینہ کالات اسلام موعود تبلیغ عربی موعود ترجمہ فارسی ۵ - برکات الدعا ۴

شہادت القرآن ۶ - تحفہ بغداد عربی ۲ - حجتہ الاسلام ار - سیاحتی کا اظہار ار - جنگ مقدس ار  
 حماۃ البشری عربی عہ - نور الحق عربی حصہ اول ۱۲ - نور الحق عربی حصہ دوم سورۃ ترجمہ اردو ۶  
 اتمام الحجہ ۳ - کرامات الصادقین عہ - سر الخلافہ عربی ۸ - بست بچن و آریہ دہرم دیکھ جلد ۴  
 نور القرآن حصہ اول ۴ - نور القرآن حصہ دوم ۸ - الشہر محمد سرلج الحق باز قادیان غلہ کورہ سپہ

یہ ان علما و فضلاء و صوفیہ ہندوستان و پنجاب وغیرہ کا اسماء اگر اسی ہیں جنہوں  
 نے حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی دام فیضہ کو مسیح و مہدی موعود اور مجدد  
 جوہیوں مہدی تسلیم کیا ہے اور بیعت کی ہے اور حضرت مسیح ابن مریم عیسیٰ علیہ السلام کو متوفی جانکر  
 حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء الصدیقین مانا ہے - سر الحق انقادیان  
 حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب بہیرو - حضرت مولوی قاضی سید امیر حسین صاحب بہیرو  
 حضرت مولوی حکیم فضل الدین صاحب بہیرو - حضرت مولوی عبد الحکیم صاحب لکھنؤ حضرت مولوی ابوالیوسف  
 محمد مبارک علی صاحب - حضرت مولوی سرہان الدین صاحب جہلم - حضرت مولوی محمد قادی صاحب - حضرت  
 مولوی فضل حق صاحب - حضرت مولوی خان ملک صاحب ہیرال ضلع جہلم - حضرت مولوی عبد الرحمن صاحب - حضرت مولوی حبیب  
 صاحب خوشاب - حضرت مولوی فضل الدین صاحب کھاریان ضلع گجرات - حضرت مولوی محمد افضل صاحب موضع کملہ - حضرت مولوی  
 محمد اکرم صاحب - حضرت مولوی محمد شریف صاحب - حضرت مولوی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹ - حضرت مولوی حافظ احمد الدین  
 صاحب موضع چک باسرا - حضرت مولوی صاحب دین صاحب ٹھال - حضرت مولوی بشیر محمد صاحب بچن  
 حضرت مولوی قطب الدین صاحب دہلی - حضرت مولوی غلام حسن صاحب پشاور - حضرت مولوی محمد حسین صاحب کوٹلہ - حضرت مولوی  
 نور محمد صاحب مانگٹ - حضرت مولوی غلام حسین صاحب - حضرت مولوی امر ناز خان صاحب ایلٹ  
 نواب محمد علی خان صاحب لکھنؤ - حضرت مولوی محمد یوسف صاحب سندھ - حضرت مولوی حافظ عظیم بخش  
 پشاور - حضرت مولوی محمد صادق صاحب جھون - حضرت مولوی خلیفہ نور الدین صاحب - حضرت مولوی محمد زمان صاحب  
 دہلی - حضرت مولوی نور احمد صاحب لکھنؤ - حضرت مولوی سید محمد حسن صاحب امرہوی - حضرت مولوی انور حسین  
 خان صاحب سرسہ آباد - حضرت مولوی سید فضل حسین صاحب - حضرت مولوی سید محمد سکر صاحب - حضرت مولوی سید  
 مراد علی صاحب سید آباد اٹھام - حضرت مولوی محمد صاحب - حضرت مولوی سید محمد صاحب - حضرت مولوی سید محمد صاحب - حضرت مولوی سید محمد صاحب

یہ اسماء اگر اسی ہیں جنہوں نے حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی دام فیضہ کو مسیح و مہدی موعود اور مجدد جوہیوں مہدی تسلیم کیا ہے اور بیعت کی ہے اور حضرت مسیح ابن مریم عیسیٰ علیہ السلام کو متوفی جانکر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء الصدیقین مانا ہے - سر الحق انقادیان

الحمد لله والمنة

کہ رسالہ تالیف کردہ مجدد دوران مسیح الزمان

مرزا غلام احمد جبار رئیس قادیان موسوم بہ

الہامی

الہامی

کہ کتابچہ نثر و ترجمہ مسیح کے نبی خدا نے بتا دیا ہے، حافظ طیب پشاور، کوئی خطبہ نہیں کیوں کرتے، یہ سب جانتا رہا۔

# فتح اسلام

اور

خدا تعالیٰ کے تجلی خاص کی بشارت اور اس کی پوری  
کی راہوں اور اس کی تائید کے طریقہ کوئی طرف دعوت

ہر دویم ماہ جولائی ۱۸۹۷ء

باہتمام شیخ نور احمد مالک مطبع ریاض مہنہ پریس امرت

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا

قیمت بلا محصول لاک ..... ۲۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ

فتح اسلام اور خدا تعالیٰ کے تجلی خاص کی بشارت  
اُس کی پیروی کی اہوں اور اُسکی تائید کے طریقوں  
کی طرف دعوت

رَبِّ انْفِمْ رُوحَ بَرَكَتِهِ فِي كَلَامِي هَذَا وَاجْعَلْ اَفْعَالِي مِنَ النَّاسِ تَحْوِي الْاَبْيُو  
اسے ناظرین عاقلانہ اللہ فی الدنیا والدین۔ آج یہ عاجز ایک مدت مدید کے بعد اُس الہی کارخانہ  
کے بارہ بین جن خدا تعالیٰ نے دین اسلام کی حمایت کیلئے میرے سپرد کیا ہے ایک ضروری مضمون  
کی طرف آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہے۔ اور میں اُس مضمون میں جہاں تک خدا تعالیٰ نے اپنی طرف  
سے مجھے تقریر کرنے کا مادہ بخشا ہے اس سلسلہ کی عظمت اور اس کارخانہ کی نصرت کی ضرورت  
آپ صاحبوں پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں تا وہ حق کی تبلیغ جو مجھ پر واجب ہے اس میں سبکدوش  
ہو جاؤں۔ پس اس مضمون کے بیان کرنا میں مجھ سے کچھ عرض نہیں کہ اس تحریر کا دلون پر اثر کیا  
پڑے گا۔ صرف غرض ہے کہ جو بات مجھ پر فرض ہے اور جو پیغام پہنچانا میرے پر فرضہ لازمہ کی طرح  
ہے وہ جیسا کہ چاہیے مجھ سے آواہو جائے خواہ لوگ اسکو بسبب رفاستیں اور خواہ گرفت  
اور قبض کی نظر سے دیکھیں۔ اور خواہ میری نسبت نیک گمان رکھیں اور یا بدگمانی کو اپنوں دلون میں  
جگہ دیں۔ کَا فَوْضُ اَمْرِي اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيرٌ بِالْعَالَمِ۔

ابن ذیل میں وہ مضمون جس کا اوپر وعدہ دیا ہے لکھتا ہوں۔

اوس حق کے طالبو اور اسلام کے سچے محبوب! آپ لوگوں پر واضح ہے کہ یہ زمانہ جس میں ہم لوگ زندگی بسر کر رہے ہیں یہ ایک ایسا تاریک ماحول ہے کہ کیا راہ نجاتی اور کیا عقلی جہد راہ نور میں سب میں سخت فساد و فتنہ ہو گیا ہے اور ایک تیز آنندھی ضلالت اور گمراہی کی ہر طرف سے چل رہی ہے وہ چیز جو کو ایمان کہتے ہیں اس کی جگہ چند لفظوں کی لیلی ہے جن کا محض زبان سوا فر کیا جاتا ہے۔ اور وہ امور جو کما نام اعمال صالحہ ہیں۔ ان کا مصداق چند رسوم یا اسراف اور ریاکاری کے کام سمجھے گئے ہیں اور جو حقیقی نیکی ہے اس سے بالکل بے خبری ہے۔ اس زمانہ کا فلسفہ ادبیسی بھی روحانی صلاحیت کا سخت مخالف پڑا ہے اس کے جذبات اس کی جاننے والوں پر نہایت بد اثر کر نیوالے اور ظلمت کی طرف کھینچنے والے ثابت ہوئے ہیں۔ وہ زمہ پرلے مواد کو حرکت دیتے اور سوئے ہوئے شیطان کو جگا دیتے ہیں۔ ان علوم میں دخل رکھنے والے دینی امور میں اکثر ایسی بد عقیدگی پیدا کر لیتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولوں اور صوم و صلوٰۃ وغیرہ عبادت کے طریقوں کو تحقیر اور استہزاء کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔ ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کے وجود کی بھی کچھ وقعت اور عظمت نہیں بلکہ اکثر ان میں ایجاد کے رنگ کی رنگیں اور دہریت کے رنگ ریشہ سی پیا اور سماں کی اولاد کہلا کر پھر دشمن دین ہیں۔ جو لوگ کاجون میں پڑھتے ہیں اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ ہنوز وہ اپنے علوم ضرورت کی تحصیل سے فارغ نہیں ہوتے کہ دین اور دین کی تہذیب سے پہلے ہی فارغ اور استغنی ہو چکے ہیں۔ یہہینے صرف ایک شاخ کا ذکر کیا ہے جو حال کے زمانہ میں ضلالت کے پہلوں سے لری ہوئی ہے۔ مگر اس کے سوا صدائے اور شاخیں بھی ہیں جو اس کم نہیں! عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ دنیا سے امانت اور دیانت ایسی اٹھ گئی ہے کہ گویا بکلی مفقود ہو گئی ہے۔ دنیا کا نیکے لئے کمر اور فریب حد زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ جو شخص سب سے زیادہ شہر برمودی سب سے زیادہ لائق سمجھا جاتا ہے۔ طرح طرح کی نامرستی بد دیانتی حرام کاری۔ دغا بازی و فریغ گوئی۔ اور نہایت درجہ کی رعبہ بازی اور لالچ سے بھرے ہوئے منصوبے اور بدفانی سے بھری ہوئی خصلتیں پہیلی جاتی ہیں۔ اور نہایت میر جی سے ملے ہوئے کینے اور چکر سے ترقی پر ہیں۔ اور جذبات بہیمیت اور بیعت کا ایک طوفان اٹھا ہوا ہے اور جہد راہ نور اور قوانین مروجہ میں جست و چالاک ہوتے جاتے ہیں اس قدر نیک گوہری اور نیک کرداری کی



طبعی خصلتیں اور جیاشرم اور خدائے اترسی اور دیانت کی فطرتی خاصیتیں انہیں کم ہوتی جاتی ہیں۔ عیسائیوں کی تعلیم بھی سچائی اور ایمان داری کے اٹھانے کے لئے کئی قسم کی سنگین طریقہ کاروں اور عیسائی لوگ اسلام کے مقابلے میں کیلئے جھوٹ اور بتاؤٹ کی تمام باریک باتوں کو نہایت درجہ کی جان کا ہی سو پیدا کر کے ہر ایک مہتری کے موقع اور محل پر کام میں لایا کرتے ہیں۔ اور یہ کانے کے لئے نئے فلسفے اور مگرہ کرنے کے جدید جدید صورتیں تراشی جاتی ہیں۔ اور اس انسان کا دل کی صحت تو بہن کر رہے ہیں جو تمام مقدسوں کا خیر اور تمام مقربوں کا ستر تاج اور تمام بزرگ رسولوں کا سردار تھا۔ یہاں تک کہ انہیں کے تائیدوں میں نہایت شیطنت کے ساتھ اسلام اور ہادی پاک (اسلام) کے بڑے بڑے پرائیون میں تصویریں دکھائی جاتی ہیں اور سوانگ لگائی جاتے ہیں۔ اور ایسی افتراءیں تھمتیں تھمتیں کے ذریعہ سے پھیلائی جاتی ہیں جنہیں اسلام اور نبی پاک کی عزت کو خاک میں ملا دینے کیلئے پوری حرم زندگی خرچ کی گئی ہے۔

اب اگر مسلمانوں کو اور غور سے سنو! کہ اسلام کی پاک تاثیروں کے روکنے کے لئے جس قدر پیر اور افتراء اس عیسائی قوم میں استعمال کئے گئے اور ہر جہلے کام میں لائے گئے اور اُنکے پھیلاؤ میں جان توڑ کر اور سال کو پانی کی طرح بہا کر کوششیں کی گئیں یہاں تک کہ نہایت شرمناک ذریعہ بھی جنکی تصریح سے اس مضمون کو منتشر رکھنا بہتر ہے اسی راہ میں ختم کئے گئے یہ کہ کچھ قوموں اور تہذیب کے حامیوں کی جانب سے وہ سحرانہ کارروائیاں ہیں جو جب تک اُنکے اس سختی کے مقابل پر خدا تعالیٰ وہ پُر زور ہاتھ نہ دکھلاوے جو معجزہ کی قدرت اپنی اندر رکھتا ہوا اور اس معجزہ سے اس طلسم سحر کو پاش پاش کرے۔ تب تک اس جادو و فرنگ سے سادہ لوح دلوں کو فاصلی حاصل ہونا بالکل قیاس اور گمان سے باہر ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے اس جادو کے باطل کرنے کیلئے اس زمانہ کے سچے مسلمانوں کو یہ معجزہ دیا کہ اپنی اس بندہ کو اپنے الہام اور کلام اور اپنی برکات خاصہ سے مشرف کر کے اور اپنی راہ کے باریک علوم سے بہرہ کامل بخش کر مخالفین کے مقابل پر پہنچا۔ اور بہت سے آسمانی تحائف اور علوی عجائبات اور روحانی معارف و دقائق مساتھ دیتے تا اس آسمانی پتھر کے ذریعہ سے وہ صوہر کابرت توڑ دیا جائے جو سحر و زنگ نے طیار کیا ہے سولہ مسلمانوں! اس عاجز کا ظہور سحرانہ معجزہ کے اٹھانے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ ہے کیا ضرور نہیں تھا کہ سحر کے

مقابل پر معجز بھی دُنیا میں آتا۔ کیا تمہاری نظروں میں یہ بات عجیب اور آن  
ہونی ہے کہ خدا تعالیٰ نہایت درجہ کے کمروں کے مقابلہ پر جو سحر کی حقیقت تک پہنچا کر ہیں ایک  
ایسی حقانی چمکار دکھاوے جو معجزہ کا اثر رکھتی ہو۔

اے دانشمند و اہم اس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالیٰ اس ضرورت کی دو تین اور سچے تیار کیا جو دنیویں ایک  
آسمانی روشنی نازل کی اور ایک بندہ کو مصلحت عام کے لئے خاص کر کے بوجھ اعلیٰ کلمہ اسلام  
و اشاعت نور حضرت خیر الانام اور تائید مسلمانوں کے لئے اور نیز انکی اندرونی حالت کے صاف  
کرنیکے ارادہ سے دُنیا میں پہنچا تعجب تو اس بات میں ہوتا کہ وہ خدا جو حامی دین اسلام ہے جیسے  
وعدہ کیا تھا کہ میں ہمیشہ تعلیم قرآنی کا نگہبان رہوں گا۔ اور اُسے سرور اور بے رونق اور بے نور نہیں  
ہونے دوں گا۔ وہ اس تائیدی کو دیکھ کر اور ان اندوہی اور سیر ولی خدا دونوں پر نظر ڈال کر چپ ہوتا  
اور اپنے اُس وعدہ کو یاد کرتا جبکہ اپنی پاک کلام میں سو کلمہ طور پر بیان کر چکا تھا پھر میں کہتا ہوں  
کہ اگر تعجب کی جگہ تھی تو یہ تھی کہ اُس پاک رسول کی یہ صاف اور کھلی کھلی پیشگوئی حفاظ جاتی تبیین  
فرمایا گیا تھا۔ کہ ہر ایک صدی کے سپر خدا تعالیٰ ایک ایسے بندہ کو پیدا کرنا ہو گا کہ جو اُس کے دین کی تجدید  
کرے گا۔ سو یہ تعجب کا مقام نہیں بلکہ ہزار اور ہزار شکر کا مقام اور ایمان اور یقین کے بڑا نیک وقت ہے  
کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدے کو پورا کیا اور اپنی رسول کی پیشگوئی میں ایک منٹ

✽ صرف رسی اور ظاہری طور پر قرآن شریف کے تراجم پھیلانا یا فقط کتب دینیہ اور احادیث نبویہ کو اردو  
یا فارسی میں ترجمہ کر کے رواج دینا یا بدعات یہ ہر لے ہوئے خشک طریقے جیسے زمانہ حال کے  
اکثر مشائخ کا دستور ہو رہا ہے سب کھلانا یا سمجھنا یہ نہیں ہیں جنکو کامل اور واقعی طور پر تجدید دین کہا جا  
بلکہ موزن الذکر طریق توشیطانی راہوں کی تجدید ہے اور دین کا رہزن قرآن شریف اور احادیث معجمہ کو  
دُنیا میں پھیلانا بیشک عمدہ طریق ہے مگر رسی طور پر اور تکلف اور فکر اور غرض سے یہ کام کرنا اور اپنا  
نفس واقعی طور پر حدیث اور قرآن کا موروث ہونا ایسی ظاہری اور بے مغز خدمتیں ہر ایک با علم آدمی  
کر سکتا ہے اور ہمیشہ جاری ہیں انکو جہدیت و کیمہ علاقہ نہیں یہ تمام امور خدا تعالیٰ کے نزدیک فقط  
اتحانِ فروشی ہے اس کو دیکھ کر نہیں اللہ جل شانہ فرماتا ہے لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ  
کَیَوْمَ تَقُاسُ أَعْدَاءُ النَّاسِ بِآئِنِهِمْ إِذَا هُم مُّسْلَمُونَ۔ اور فرماتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا  
حَالِکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یُضِلُّوْکُمْ مِنْ اِنْ اِذَا هُمْ یَقُولُ اِنْ اَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا

کا بھی فرق پڑنے نہیں دیا اور نہ صرف اس پیشگوئی کو پوری کر کے دکھلایا بلکہ آئندہ کیلئے بھی ہزاروں پیشگوئیوں اور خوارق کادروازہ کھول دیا۔ اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجالاؤ کہ وہ زمانہ جبریل انتظار کرتے کرتے تمہاری بزرگ آباگز گئے اور پشمار روحین اسکی شوق میں ہی سفر کر گئیں وہ وقت تمہی پالیاب اسکی قدر کرنا یا نکرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے میں اسکو بار بار بیان کرونگا اور اس کے اظہار سے میں رُک نہیں سکتا کہ میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے میں اس طرح بھی گیا ہوں جس طرح سو وہ شخص بعدِ کلیم اللہ مردِ خدا کے بھیجا گیا نہ جاسکی روح ہر طور کے عہدِ حکومت میں بہت تکلیفوں کے بعد آسمان کی طرف اٹھائی گئی سو جب دوسرا کلیم اللہ جو درحقیقت میں سب سے پہلا اور سید الانبیاء دوسرے فرعونوں کی سرکوبی کیلئے آیا جسکے حقیقین ہر اِذَا ارسلنا الیکم رسولاً شاہدا علیکم کہا ارسلنا لے فرعون رسولاً۔ تو اس کو بھی جو اپنی کارروائیوں میں کلیم اول کا مثیل مگر رتبہ میں اُس سے بزرگتر تھا ایک شیل المسیح قوت اور طبع اور خاصیت مسیح ابن مریم کی پا کر اسی مدت کے قریب قریب جو کلیم اول کے زمانہ سے

دوسروں کے بدوں کو کیا صاف کریگا۔ تجدید دین وہ پاک کیفیت ہو کہ اول عاشقانہ جوش کے ساتھ اس پاک ل پر نازل ہوتی ہو کہ جو مکالمہ آہی کے درجہ تک پہنچ گیا ہو پھر دوسروں میں جلد یا دیر سے اسکی سرایت ہوتی ہو جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجدِ قیامت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے اتھوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں خدا تعالیٰ انہیں اُن تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں اور اُن کی باتیں از قبیلِ جوشیدن ہوتی ہیں نہ محض از قبیلِ کوئیدن اور وہ حال سے بے ترین نہ مجردِ نقل سے اور خدا تعالیٰ کے اہام کی تلخی اُنکے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک شکل کے وقت روح القدس سے سکھلائے جاتے ہیں اور اُنکی گفتا اور کردار میں دینا پرستی کی طوئی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ پہلی صفائے گئے اور تمام دجال کینچے گئے ہیں و منہ۔

شیخ ابن مریم کے زمانہ تک تھی یعنی چودھویں صدی میں آسمان سے اتر آدوہ اترنا روحوں کی طور پر تھا جیسا کہ مکمل لوگوں کا صعود کے بعد خلق اللہ کی اصلاح کیلئے نازل ہوتا ہے اور سب تو نہیں اُنسی ماند کریم شکل زمانہ میں اتر آ۔ حضرت ابن مریم کے اترنے کا زمانہ تھا تا سمجھنے والوں کے لئے نشان ہو گا پس ہر ایک کو چاہیے کہ اس سے انکار کر نہیں جلدی نہ کرے تا خدا تعالیٰ سے لڑنے والا نہ ہو دینا کے لوگ جو تاریک خیال اور اپنے آپ کو اپنے تصور پر جے ہوئے ہیں وہ اسکو قبول نہیں کریں گے مگر غمخیز زمانہ آئینہ والا ہے جو اکیسویں صدی میں ظاہر کر دے گا۔ دنیائے میں ایک مذہب آیا ہے دنیائے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کر لیا۔ اور بڑے دور اور مخلوق سے ان کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ یہ انسان کی بات نہیں خدا تعالیٰ کا الہام اور رجب میل کا کلام ہے۔

یہ زمانہ جس میں ہم ہیں یہ ایک ایسا ہے کہ ظاہر پرستی اور روح اور حقیقت دوری اور دنیا اور مانت و محرومی اور سچائی اور اخلاقی پاکیزگی کی دوری اور لالچ اور بخل اور جہنم نیلے سے دوری اس زمانہ میں عام طور پر ایسی ہی پھیل گئی ہے کہ جیسے حضرت شیخ ابن مریم کے ظہور کی وقت یہودیوں میں پسلی ہوئی تھی پس جیسے یہودی لوگ اُس زمانہ میں بھی حقیقت کی سب سے خبر نہ تھے صرف رسوم اور عادات کو اپنی سمجھت تھے اور علاوہ اس کے دیانت اور امانت اور مذہبی صفائی اور عدالت انہیں ہی بالکل اٹھ گئی تھی یہودی اور سب سے جسم کا نام و نشان نہیں رہا تھا اور الزام ان کی مخلوق پرستی نے معبود حقیقی کی جگہ لیلی تھی ایسا ہی اس زمانہ میں یہ تمام بلائیں ظہور میں آگئی ہیں حلال چیزوں کو کسٹھ اور مشکورانہ فروتنی کے ساتھ استعمال نہیں کیا جاتا حرام کے ارتکاب سے کوئی کراہت اور نفرت باقی نہیں رہی خدا تعالیٰ کو بزرگ حکم تا دیلوں کے ساتھ مال دیو جاتے ہیں۔ ہمارے اکثر علماء بھی اس وقت کے فقیہوں اور فریسیوں سے کم نہیں پھر جہانسنے اور اونٹ کو نگل جاتے ہیں آسمان کی بادشاہت لوگوں کے آگے بند کرتے ہیں تو آپ انہیں جاتے ہیں اور نہ جانو انکو چاہئے دیتے ہیں لمبی چوڑی نمازیں پڑھتے ہیں مگر ولین اُس معبود حقیقی کی محبت اور عظمت نہیں جانتے۔ بڑی رقت آمیز وعظ کرتے ہیں مگر انکے اندر وہی کلمہ اور ہی ہیں۔ عجیب ہیں ان کی آنکھیں کہ باوجود انکو دلوں کی سرکشی اور مضمانہ ارادوں کے روئے بہت ملکہ کھتی ہیں۔ اور عجیب ہیں انکی زبانیں کہ باوجود سخت بیگانہ ہونے دلوں کے آشنائی کا دم بہرتی ہیں۔ اسی طرح یہودیت

اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اُن حملوں کے دن نزدیک ہیں مگر یہ حلقہ قحط و تیسرے نہیں ہونگے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑیگی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد مانگی اور یہودیوں کو سخت لڑائی ہوگی۔ وہ کون ہیں؟ اس زمانہ کے ظاہر پرست لوگ جنہوں نے بالاتفاق یہودیوں کے قدم قدم رکھا ہے اُن سکوا آسمانی سیف اللہ دو ٹکڑے کر لی اور یہودیت کی خصلت سٹادی جاوگی اور ہر ایک حق پوش و جلال دنیا پرست یک چشم جو دین کی آنکھ نہیں رکھتا محبت قاطعہ کی تلوار سے قتل کیا جائیگا اور سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کیلئے پھر اُس تانگی اور روشنی کا دن آئیگا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتابِ پُر سے کمال کیساتھ پھر مڑے گا۔

کی خصلتیں ہر طرف پھیل ہوئی نظر آتی ہیں تقویٰ اور خدا ترسی میں بڑا فرق آیا اور ایمانی کمزوری نے ابھی محبت کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔ دنیا کی محبت میں لوگ دبے جاتے ہیں اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا کیونکہ حضرت عالی سیدنا رسولانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطور پیشگوئی فرمایا ہے کہ اُس امت پر ایک زمانہ آئیگا جس میں وہ یہودیوں سے سخت درجہ کی مشابہت پیدا کر لیگی اور وہ ساری کام کر دکھائیگی جو یہودی کر چکے ہیں یہاں تک کہ اگر یہودی چرے کے سوراخ میں داخل ہوئے ہیں تو وہ بھی داخل ہوگی تب فارس کی اصل میں سے ایک ایمان کی تعلیم دینا

والا پیدا ہوگا اگر ایمان تریا میں ملتی ہو تو وہ اُسے اُس کچھ سوجھی پالیتا یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جسکی حقیقت الہام الہی نے اس عاجز پر کھول دی اور تفسیر سے اُسکی کیفیت ظاہر کر دی اور مجھ پر خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ کھول دیا کہ حضرت مسیح بن مریم بھی درحقیقت ایک ایمان کی تعلیم دینے والا تھا جو حضرت موسیٰ سے جو وہ سو برس بعد پیدا ہوا اُس زمانہ میں کہ جبکہ یہودیوں کی ایمانی حالت نہایت کمزور ہو چکی تھی اور بوجہ کمزوری ایمان کو ان تمام فرامیوں میں ہمیش گئے تھے جو درحقیقت بے ایمانی کی شاخیں ہیں پس جبکہ اُس امت کو بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد پرچہ سو برس کے قریب مدت گزری تو وہی آفات و لعین بھی بکثرت پیدا ہو گئیں جو یہودیوں میں پیدا ہوئی تھیں۔ اور یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ جو ان کے حق میں کی گئی تھی۔ پس خدا تعالیٰ نے ان کیلئے بھی ایک ایمان کی تعلیم دینا والا مثیل مسیح اپنی قدرت کاملہ کی مسجد یا مسیح جو آئیگا اسی پر چاہو قبول کرو جس کسی کے کان سنو گے ہوں سنئے یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور لوگوں کی نظیر میں عجیب اور اگر کوئی اس

جیسا کہ پہلے چرچہ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا ضرور نہیں کہ کہ آسمان آست چڑھنے سے روک رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگرخون نہ ہو جائیں اور ہم مارا امون کو اُس کے ظہور کے لئے نہ کہودین اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کریں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ بین مرنا۔ یہی موت و حیات اسلام کی زندگی اور زندہ خدا کی جی توخو ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہی اسی اسلام کا زندہ ایا خدا تھا اب چاہتا ہے اور ضرور تھا کہ وہ اس ہم عظیم کے رد براہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان امر کا تذبذب کرے تو پہلے راستہ راہی بھی تذبذب ہو چکی ہو۔ یوحنا یعنی یحییٰ کو جو ذکریا کا

بیٹا تھا یہودیوں نے ہرگز قبرا نہیں کیا۔ حالانکہ مسیح نے اُس کے باریہین شہادت دی کہ یہ وہی ہے جو آسمان پر اٹھایا گیا تھا جس کے پھر آسمان سے اترنے کا پاک نوشتوں میں وعدہ تھا۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ استغاروں و کام لیتا ہے اور طبع خاصیت اور استعداد کے لحاظ سے ایک کام دوسرے پر ابر کر دیتا ہے جو ابراہیم کے دل کے موافق دل لکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ابراہیم ہے اور جعفر فاروق کا دل رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک جعفر فاروق ہے کیا تم یہہ حدیث پڑھتے نہیں کہ اگر اس امت میں بھی محدث ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے تو وہ عمر ہے۔ اب کیا حدیث کے معنی ہیں کہ محدث حضرت عمرؓ ختم ہو گئی۔ ہرگز نہیں بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کی روحانی حالت عمر کی روحانی حالت کی موافق ہو گئی وہی ضرورت کے وقت پر محدث ہو گا چنانچہ اس عاجز کو بھی ایک مرتبہ اس باریہین الہام ہوا تھا فیث مادہ فاروقیتہ سواس عاجز کو اور بزرگوں کی نظری مشابہت سے علاوہ جسکی تفصیل براہین احمدیہ میں مبسط ہے

مندرجہ میں حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے۔ اعلیٰ فطرتی مشابہت کہ وہ نبی کے نام پر یہ عاجز بھی گیا تا صلیبی مقتاد کو پاش پاش کر دیا جاسو میں صلیب کے توڑنے اور خنزروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اتر ہوں ان پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے وائیں بائیں تھے جو کہ میرا خدا جو میرے ساتھ ہی میرے کام کے پورا کرنے کیلئے ہر ایک مقتول میں داخل آریگا۔ بلکہ کر رہا اور اگر میں چپ بھی ہو

کارخانہ جو ہر ایک کو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا ہے۔ سو اس حکیم و قدیر نے اس عاج کو اصلاح  
 اخلاق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا اور دنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کے لئے کئی شاخوں پر لبر  
 تائید حق اور راستی اسلام کو منقسم کر دیا۔ چنانچہ منجملہ ان شاخوں کے ایک شاخ مالیف اور تصنیف  
 کا سلسلہ ہے جس کا اہتمام اس عاجز کے سپرد کیا گیا۔ اور وہ معارف و وقایف سکھائے گئے جو انسان  
 کی طاقت سے نہیں بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی طاقت سے معلوم ہو سکتی ہیں اور انسانی تکلف سے نہیں  
 بلکہ روح القدس کی تعلیم و مشکلات حل کر دیئے گئے۔

دوسری شاخ اس کارخانہ کی اشتہارات جاری کرنے کا سلسلہ جو یکم الہی تمام حجت کے

اور میری قلم کھینے سے رکھی بھی رہی تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اترے ہیں اپنا کام بند  
 نہیں کر سکتے اور ان کے ہاتھ میں بڑی بڑی گزیریں ہیں۔ جو صلیب توڑے اور مخلوق پرستی  
 کی بجائے کھینے کے لئے دیئے گئے ہیں۔ شاید کوئی بے خبر اس حیرت میں پڑے کہ فرشتوں کا  
 اترنا کیا معنی رکھتا ہے سو واضح ہو کہ عادت اللہ اس طرح جاری ہے کہ جب کوئی مخلوق  
 یا نبی یا محدث اصلاح خلق اللہ کے لئے آسمان سے اترتا ہے تو ضرور اس کے ساتھ اور اس کے  
 ہمراہ اسے فرشتے اتر کر تھے جن کو مستعدوں میں ہدایت دالتے ہیں اور نیکی کی غیبت  
 دلاتے ہیں اور برابر اترتے رہتے جن جب تک اس اور ضلالت کی ظلمت دور ہو کر ایمان اور راستی  
 کی مصداق نمودار ہو جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ تَنْزِيلُ الْمَلَائِكَةِ وَالْوَحْيُ فِيهَا يَأْتِي  
 دَيْتَهُمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔ سو ملائکہ اور روح القدس کا نزل  
 ایسے آسمان سے اترنا کسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشان آدمی خلعت خلافت پہن کر اور ملام الہی  
 سے شرف پاکر زمین پر نزل فرماتا ہے روح القدس خاص طور پر اس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اس  
 کے ساتھ ملائکہ ہیں وہ تمام دنیا کے مستعدوں پر نازل کئے جاتے ہیں تب دنیا میں جہاں جہاں  
 جو بہ قابل پائے جاتے ہیں سب پر اس نور کا پڑھ پڑتا ہے اور تمام عالم میں ایک نورانیت پھیل  
 جاتی ہے اور فرشتوں کی پاک تاثیر سے خود بخود دونوں میں نیک خیال پیدا ہونے لگتے ہیں۔ اور یہ  
 پیاری معلوم ہونے لگتی ہے اور سچیدہ دونوں میں راست پیدائی اور حق جوئی کی ایک سچ ہو جاتا ہے  
 دیکھائی ہے اور کمزوروں کو طاقت عطا کی جاتی ہے اور ہر طرف ایسی ہوا چلنی شروع ہو جاتی ہے کہ جو  
 اس مصلح کے دعا اور مقصد کو مدد دیتی ہے ایک پرشیدہ ہاتھ کی توحید سے خود بخود لوگ صلاحیت کی طرف

عرض ہو جاری ہو اور اب تک میں ہزار سے کچھ زیادہ اشتقاقیات اسلامی جھٹوں کو غیر قوموں پر پورا کرنے کے لئے شائع ہو چکے ہیں اور آئندہ ضرورت کے وقتوں میں ہمیشہ ہوتے رہیں گے۔  
 قیسوی مشائخ اس کارخانہ کی داروین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے  
 اور دیگر اعراض متفرقہ سے آنیوالے ہیں جو اس آسمانی کامخانہ کی خبر پا کر اپنی اپنی نیتوں کی بنیاد  
 سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں یہ مشائخ بھی برابر نژادنا میں ہیں۔ اگرچہ بعض دنوں میں کچھ کم  
 مگر بعض دنوں میں نہایت سرگرمی سے اس سلسلہ شروع ہو جاتا ہے چنانچہ ان سات برسوں میں  
 ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہوں گے اور بقدر انہیں ہی مستعد لوگوں کو تقریری و بیانات

کھینچے چلے آتے ہیں اور قوموں میں ایک جنبش سی شروع ہو جاتی ہے۔ تب نا سمجھ لوگ کان کرتے ہیں  
 کہ دنیا کے خیالات سے خود بخود راستی کی طرف پلٹا کہا یا ہے۔ لیکن درحقیقت یہ کام ان خوشن  
 کا ہوتا ہے کہ جو خلیفۃ اللہ کے ساتھ آسمان سے آتے ہیں اور حق کے قبول کرنے والے سمجھنے  
 کے لئے غیر معمولی طاقتیں بخشے ہیں۔ دوسرے ہوسٹے لوگوں کو جگا دیتے ہیں۔ اور سنتوں کو  
 ہشیار کرتے ہیں۔ اور بیرون کے کان کھولتے ہیں۔ اور مردوں میں زندگی کی روح بھونکتے ہیں۔  
 اور ان کو جو قبروں میں ہیں باہر نکال لاتے ہیں۔ تب لوگ یکدم آکھیں کھولنے لگتے ہیں اور اٹھنے  
 والوں پر وہ باتیں کہنے لگتی ہیں جو پہلے معنی تعین اور درحقیقت یہ فرشتے اس خلیفۃ اللہ سے  
 الگ نہیں ہوتے اسی کے چہرہ کا نور اور اسی کی ہمت کے آثار علیہ ہوتے ہیں جو اپنی قوت مقناطیسی  
 سے ہر ایک مناسبت رکھو واسے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں خواہ وہ آسمانی طور پر نزدیک ہو یا دور ہو اور  
 خواہ آسمانی ہو یا پستی۔ لیکن ان کا مقصد خبر و معرفت اس نماز میں جو کچھ نیکی کی طرف حرکتیں ہوتی ہیں۔  
 اور راستی کے قبول کرنے کیلئے جوش پیدا ہوتے ہیں خواہ وہ جوش ایمانی لوگوں میں پیدا ہوں  
 یا ورپ کے باشندوں میں یا اصرار لیکہ کے۔ پسندالوں میں درحقیقت انہیں خوشنوں کی تحریک سے  
 جو اس خلیفۃ اللہ کے ساتھ آتے ہیں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ یہ آپہی قانون ہے جس میں کبھی تبدیلی  
 نہیں پاؤ گے۔ اور بہت مضامین و معانی انہیں ہے اور تمہاری طبیعت ہی ہے اگر تم اس پر غور کرو  
 چونکہ یہ عاجز راستی اور سچائی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اسلئے تم صداقت کو نشان  
 ہر ایک طرف سے پاؤ گے۔ وہ وقت دور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم خوشنوں کی نصیحتیں  
 سے انحراف اور ایشیا اور یورپ اور آفریقہ کے دلوں پر غلامی ہوتی دیکھو گے۔ یہ تم کو ان



روحانی فائدہ پہنچا گیا اور اُنکے مشکلات حل کر دیئے گئے اور اُن کی کمزوری کو دور کر دیا گیا اس کی علامتِ خدا تعالیٰ کو ہے۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زبانی تقریریں جو سائلین کے جواب میں کی گئیں یا کی جاتی ہیں یا اپنی طرف سے محل اور موقع کے مناسب کچھ بیان کیا جانا ہے یہ طریق بعض صورتوں میں تالیفات کی نسبت ہنایت مفید اور موثر اور جلد تر و دلن مین بیٹھنے والا ثابت ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام نبی اس طریق کو ملحوظ رکھتے رہے ہیں اور جو خدا تعالیٰ کے کلام کے جو خاص طور پر بلکہ قلم بند ہو کر شائع کیا گیا باقی جحد و مقالات انبیاء ہیں وہ اپنے اپنے محل پر تقریروں کی طرح پہلے ہی ہیں عام قاعدہ نبیوں کا یہی تھا کہ ایک محل شناس پتھر کی طرح ضرورتوں کے وقتوں میں مختلف مبالغہ

شریف و معلوم کیجئے جو کہ خلیفۃ اللہ کے نزل کے ساتھ وقتوں کا نازل ہونا ضروری ہے تاہم ان کو حق کی طرف پھیریں سو تم اس نشان کے منتظر رہو اگر وقتوں کا نزل نہ ہوا اور اُنکے اترنے کی نایا تاثیریں نہ دیکھیں اور حق کی طرف دلوں کی جذبش کو معمول سے زیادہ نہ بنایا تو تم سے یہ نہ کہتا کہ آسمان سے کئی نازل نہیں ہوا۔ لیکن اگر یہ سب باتیں ظہور میں آئیں تو تم الگ سے باز آؤ۔ تاہم خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک سرکش قوم نہ ٹھہرے۔

**دوسرا نشان** یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو اُن نور و سج خاص کیا ہے جو برگزیدہ ہونا کوستہ ہیں جن کا دوسرے لوگ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم کو شک ہو تو معاملہ کے ٹکڑاؤ اور عیناً سمجھو کہ تم برگزیدہ نہیں کر سکو گے۔ تمہارے پاس زبانیں ہیں مگر دل نہیں۔ جسم ہے مگر جان نہیں۔ آنکھوں کی پٹی ہے مگر اُس میں نور نہیں۔ خدا تعالیٰ تمہیں نور بخشے تاہم دیکھ لو۔

**تیسرا نشان** یہ ہے کہ وہ برگزیدہ نبی جس پر تم ایمان لائیے کا دعویٰ کرتے ہو اُس پاک نبی علیہ السلام نے اس عاجز کے بارے میں کہا ہے جو تمہاری صحاح میں موجود ہے جس پر آج تک تم نے کبھی غور نہیں کیا سو تم دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہانی دشمن ہو کہ انکی تقدیر کے لئے نہیں بلکہ تکذیب کیلئے فکر کر رہے ہو۔ اب بتیہ سے تم میں سے کفر کا فتویٰ لکھیں گے اور اگر ممکن ہو تا تو قتل کر دیتے لیکن یہ حکومت اُس قوم کی حکومت نہیں جو فعال میں بہت زیادہ اور سمجھنے میں بہت تالایق اور اخلاقی برہ باری سے بہت پیچھے رہی ہو اور یہ جو کچھ کی روح کو زندہ کر کے دکھلا رہی ہو۔ یہ حکومت اگرچہ ایمانی فضیلتوں اور برکتوں کو انچہ ساتھ نہیں رکھتی تاہم یہیں وہ پائیس کے چہرہ حکومت سے جسکے ساتھ حضرت مسیح بن مریم

اور محافل میں اچھے حال کے مطابق روح سے قوت پا کر تقریریں کرتے تھے مگر اس زمانہ کے مستعملوں کی طرح کہ جنگو اپنی تقریر سے فقط اپنا علمی سہرا بیہ دکھلانا منظور ہوتا ہے۔ یا یہ غرض ہوتی ہے کہ اپنی جھوٹی منطق اور سونسطائی جھوٹوں سے کسی سادہ لوح کو اپنے پیچ میں لاویں اور پھر اپنی سے زیادہ جہنم کے لائق کریں۔ بلکہ انبیاء نہایت سادگی سے کلام کرتے اور جو اپنے دل سے اُبلتا

بے  
بے  
بے

کا معاملہ پڑا تھا بدجہا بہتر اور حال کی اسلامی ریاستوں سے بلحاظ اس اور عالمِ ارفا بہت کے پہلے لانے اور آزادی بحثی اور حفاظت اور تربیت رعایا اور انتظام قانون معدلت اور سکون بحریوں کے برابر تفضل ہے۔ خدا تعالیٰ کی عمیق حکمت نے جیسا کہ مسیح کو یہودیوں کے پیامِ حکومت میں اور اُنکی گورنمنٹ کے ماتحت مبعوث نہیں فرمایا تھا ایسا ہی اس مابین کی نسبت بھی یہی صلیب پر رکھی گئی تھی۔ والوں کے لئے نشان ہو اگر زمانہ حال کے منکر مسیح بائبل پر پیش آویں تو افسوس کا مقام نہیں کیونکہ ان سے پہلے جو گریہ میں آہوں نے ان سے بدتر وقت کے نبیوں کو ساتھ سلوک کیا مسیح سے یہی بہت مرتبہ ہی ٹھٹھا ہوا۔ ایک دفعہ ہائیون نے ہی جو ایک ہی مان کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے چاکا کہ اسکو دیوانہ قرار دیکر قید خانہ میں مقید کر دیں۔ اور بیگانوں نے تو کئی دفعہ اسکو جان سے مار دی کر مارا دیا اور اس پر تہر جلائے اور نہایت تحقیق کی نظر سے اسکو مرنے پر تھکا۔ بلکہ ایک دفعہ اسکو اپنے غم میں صلیب پر چڑھا کر قتل کر دیا۔ مگر چونکہ ہڈی نہیں توڑی تھی اس لئے وہ ایک طرح سے افتقاد اور نیک آدمی کی حمایت سے بچ گیا اور بقیہ یا آ زندگی بسر کر کے آسمان کی طرف اٹھایا گیا مسیح کے اس وقت دن اور دن رات کو دوستوں اور رفیقوں نے بھی انوش کھائی لیا کئے تھے روپے رشوت لیکر اسکو کپڑا دیا اور ایک کپڑے اسکو سامنے اسکی طرف اشارہ کر کے اس پر لعنت کی اور باقی حواری جو بڑی دوستی کا دم اہر تھے تھے بھاگ گئے اور اپنے دلوں میں مسیح کی نسبت کوئی طرح کے شک انہوں نے پیدا کر لئے۔ لیکن چونکہ وہ راستہ تھا اسلئے خدا نے پیرس کے کافران کو بولنے بسندہ کیا مسیح کی دوبارہ زندگی جو سنا ان کے خیال میں عجیب ہوتی ہے وہ حقیقت یہ اسکو نہ بہ کی زندگی کی طرف اشارہ ہو جو بولنے کے بعد زندہ کیا گیا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے مجھے بھی نبی شات دی کہ موت کے بعد میں پھر تیرے حیات بخشوں گا۔ اور فرمایا کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں وہ میرے بعد زندہ ہو جائیں گے۔ میں اور دنیا کے میں اپنی چکا کہ کھلاؤنگا اور اپنی قدس خانی سے مجھے اُٹھادوں گا پس میری اور دنیا کی زندگی کو مرا بھی میرے قاصد کی زندگی ہی مگر کم ہیں وہ لوگ جو ان مجیدوں کو سب سے ہیں۔ فقط منہ

تھا وہ دوسرے دلوں میں ڈالتے تھے انکی کلمات قدسیہ عین فعل اور حاجت کے وقت پر ہوتے تھے اور جن خطیبین کو شغل یا افسانہ کی طرح کچھ نہیں سنا۔ تے تھے۔ بلکہ ان کو تیار و یکہکرا اور طرح طرح کے آفات و مہلکات میں مبتلا پا کر علاج کے طور پر انکو نصیحتیں کرتے تھے۔ یا حج قاطعہ کو ان کے اوام کو رفع فرماتے تھے اور انکی گفتگو میں الفاظ تھوڑے۔ اور معانی بہت ہوتے تھے سو یہی قاعدہ یہہ عاجز ملحوظ رکھتا ہوں اور وارویں اور صاویں کی استعداد کی موافق اور انکی ضرورتوں کے لحاظ سے اور ان کے امراض لاحقہ کی دباؤ سے پیشہ باب آئے۔ بہت سے کیونکہ بُرائی کو نشانہ کے طور پر دیکھ کر اُس کے روکنے کیلئے تسلیح ضروری کی تھی انسانوں کو لڑنا اور بڑے سے ہوئے اطلاق کو ایسی عضو کی طرح پا کر جو اپنے محل سے ٹل گیا ہو

اس سبب یہ کہ جس کے لائق ہے کہ ایک دفعہ مجھے علیگڑھ میں جانے کا اتفاق ہوا اور وہاں حضرت امام کیوبہ سے جبر کا قادیان میں بھی کچھ مدت پہلے دورہ ہو چکا تھا میں اس لائق نہیں تھا کہ زیادہ گفتگو یا اور کوئی دینی خدمت کا کام کر سکتا اور ابھی میری ہی حالت ہو کہ میں زیادہ بات کرنی یا حد سے زیادہ نکر اور غرض کی طاقت نہیں رکھتا اس حالت میں علیگڑھ کے ایک مولوی صاحب محمد اسماعیل نام مجھ سے ملے اور انہوں نے نہایت انکساری سے وعظ کیلئے درخواست کی اور کہا کہ لوگ مدت سے آپ کے شایع ہیں بہت سے کسب لوگ اب اس مکان میں جمع ہوں اور آپ کچھ وعظ فرما دیں۔ چونکہ مجھے ہمیشہ سے یہی مشق اور ہی دلی خواہش تھی کہ حق باتوں کو لوگوں پر ظاہر کروں اس لئے میں نے اس درخواست کو لبث قبول کیا وہ رچا کہ لوگوں کے عام جمع میں اسلام کی حقیقت بیان کروں کہ اسلام کیا چیز ہے اور اب لوگ اس کو کیا سمجھ رہے ہیں اور مولوی صاحب کو کہا بھی گیا کہ انشاء اللہ اسلام کی حقیقت بیان فرمائیگی۔ لیکن بعد اس کے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے روکا گیا مجھے یقین ہے کہ چونکہ میری صحت کی حالت ابھی نہیں تھی اسلئے خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ زیادہ مزہ خوری کر کے کسی جسمانی بلا میں پڑوں اسلئے اس نے وعظ کرنے سے مجھے روک دیا ایک دفعہ اس سے پہلے ہی ایسا ہی اتفاق ہوا تھا کہ میری صحت کی حالت میں ایک نبی گزشتہ ندوین میں سے کئی طور پر مجھ کو ملے اور مجھے بطور ہدیہ ایک نصیحت کئے کہ اگر اس قدر مدافعت کیوں کرتے ہو اس تو تم بیمار ہو جاؤ گے یہ حال خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے ایک روک تھام جس کا مولوی صاحب کی خدمت میں غدر کر دیا گیا اور یہ غدر واقعی تھا۔ انھوں نے لولون نے میری اس بیماری کے سخت سخت دورے دیکھ میں اور کثرت گفتگو یا غرض و فکر کے بعد بہت جلد اس بیماری کا بلوغت ہونا چشم خود مشاہدہ کیا ہے وہ اگرچہ باعث نادانانہ واقفیت میرے

اپنی حقیقی صورت اور عمل پر لانا۔ جیسے یہ علاج بیمار کے روبرو ہو چکی حالت میں تصور ہے۔ اور کسی حالت میں کا حقہ ممکن نہیں یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے چندین ہزار نبی اور رسول بھیجے اور انکی شرف صحبت میں نشہ ہوئے کا حکم دیا ہر ایک زمانہ کے لوگ شہم دیدنوں کو پا کر اور ان کے وجود کو محسوس کلام الہی مشاہدہ کر کے انکی اقتدا کے لئے کوشش کریں اگر صحبت صادقین میں رہنا واجبات دین میں سے نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ اپنے کلام کو بغیر بھیجنے رسولوں اور نبیوں کے اور طور پر بھی نازل کر سکتا تھا یا صرف ابتدائی زمانہ میں ہی رسالت کو امر کو محدود رکھتا اور آئندہ ہمیشہ کے لئے سلسلہ نبوت اور رسالت اور عی کا منقطع کر دیتا لیکن خدا تعالیٰ کی عین حکمت اور دانائی نے ہرگز ایسا منظور نہیں رکھا اور رضوت

الہیات پر یقین نہ رکھتے ہوں لیکن انکو اس بات پر یقین ہو گا کہ جیسے فی الواقعہ ہی مرض لاحق حال ہے ڈاکٹر محمد حسین خان صاحب جو لاہور کے انجیری جیسٹریٹ بھی ہیں اور انکے میرا علاج کرنے میں ان کی طرف سے ہمیشہ ہی تاکید ہے کہ دماغی صحتوں سے تاقیام مرض بچنا چاہیے اور ڈاکٹر صاحب موصوف میری اس حالت کے مشاہدات میں اور میرے اکثر دوست جیسے انجیم مولوی حکیم نور الدین صاحب طبیب ریاست جہون جو ہمیشہ میری ہمہ دی ہن بدل جان و مال مشغول ہیں اور منشی عبداللہ صاحب کو نمٹتے خواص کاھو مرا میں سکونت اور تعلق ملازمت رکھتے ہیں۔ جنہوں نے میری اس بیماری کے دنوں میں خدمت کا حق ادا کیا جب کہ جان میری رطابت سے باہر ہے پس میرے مخلص میری اس حالت کے گواہ ہیں مگر انوس کہ باوجودیکہ ہر ایک مومن حسن ظن کے لئے مامور ہے مولوی صاحب نے میرے اس عذر کو بنا ظنی سے دل میں جگہ نہیں دی بلکہ غایت دھج کی بدگمانی کر کے دروغ گوئی پر حمل کیا چنانچہ انکی مسامی وہ تفریحیں کو ایک ڈاکٹر جمال الدین نام انکے دوست نے انکی اجازت سے تحریر کر کے لوگوں میں پھیلا یا ذیل میں اسکی جواب کے لکھتا ہوں۔

**قولہ** میں نے ان سے [یعنی اس حاجت سے بمقام علیگڑھ کہا کہ کل جمعہ ہے و غط فرمائیے اس کا آہوں نے وعدہ بھی کیا۔ مگر صبح کو رقعہ آیا کہ میں بذریعہ الہام درمطابقت سے منع کیا گیا میرا خیال ہے کہ یہ سب عجز بنیانی و خوف استغاثی انکار کر دیا۔

**اقول** مولوی صاحب کا یہ خیال بجز بدگمانی کے جو حجت منوعات شرعیہ میں سے ہے اور نیک رشت آدمیوں کا کام نہیں اور کوئی اصلیت اور حقیقت نہیں رکھتا اگر میں صرف علیگڑھ میں اگر خاص اسی موقع پر الہام کا مدعی بناتا تو بیشک بدظنی کر سکتے تھے ایک دوسرے کو سکتی تھی اور بیشک

کے وقتوں میں لینے جب کبھی محبت آہی اور خدا پرستی اور تقویٰ طہارت وغیرہ امور واجہہ میں فرق  
 اتارنے سے مقدس لوگ خدا تعالیٰ سے دلی پا کر نمونہ کے طور پر دنیا میں آتے رہے ہیں۔ اور یہ  
 دونوں فیضی باہم لازم ملزوم ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کو ہمیشہ کے لئے اصلاح خلایق کی طرف توجہ  
 ہے تو یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ ایسے لوگ بھی ہمیشہ کے لئے آتے ہوں کہ جنکو خدا تعالیٰ نے  
 اپنی خاص توجہ سے مینائی بخشی ہو اور اپنی مرضیات کی راہ پر ثابت قدم کیا ہو بلاشبہ یہ بات  
 یقینی اور امور مستحکم ہیں سے ہے کہ یہ ہم ہم عظیم اصلاح خلایق کی صرف کاغذوں کے گھوڑے دور  
 سے رو بہ راہ نہیں ہو سکتی اس کے لئے اسی راہ پر قدم مارنا ضروری ہے جس پر قدیم سے خدا تعالیٰ  
 کے پاک بنی مارتے رہے ہیں۔ اور اسلام نے اپنا قدم رکھتے ہی اس موثر طریق کو ایسی مضبوطی اور

ثبات کیا جاسکتا تھا کہ میں مولوی صاحب کے علمی و علمی ہدیشان دیکھ کر اور ان کے کمالات کی عظمت

اور معیت سے متاثر ہو کر گھبرا گیا اور غم پیش کرنے اور ایک میلے ترشوشے اپنا چھاپہ پڑایا لیکر

دین تو اس دعوے الہام کو علیحدہ کے سفر سے چند سات سال پہلے نام ملک میں شائع کر چکا ہوں

اور برائیں احمدیہ کے اکثر مقامات اُس سے پڑیں۔ اگر میں تقریر کرنے سے عاجز ہوتا تو وہ کتاب میں جمیر

طرف سے تقریری طور پر میں جلس میں اور ہزار کامواقفین اور مخالفین کے جلسہ میں قلباً

ہر شائع ہوئی ہیں۔ جیسے چشم آبیہ وہ کہیں کہیں ایسی ضمیمہ۔ وقت ناقد سے نکل سکتی

تھیں۔ اور کیونکر یہ میرا عالیشان سلسلہ زبانی تقریروں کا جبین ہزاروں محتاج۔ طبع اور استعداد

آدمیوں کے ساتھ ہمیشہ منہ زاری کرنی پڑتی ہے آج تک چل سکتا۔ افسوس ہزار افسوس اس زمانہ

کے اکثر مولویوں پر کہ آتش خداوندی اندھا نکو کہا گئی ہے لوگوں کو تو ایمانی حضائل اور برادرانہ بتاؤ

اور باہم نیک غلطی کا ہمیشہ سبق دیتے ہیں اور منبروں پر چڑھ کر اس باریہ میں کلام کہی کہ آیات سناتے

ہیں۔ تم لوگ ان حکموں کو چھوڑتے بھی نہیں۔ اور حضرت خدا تعالیٰ آپ کی آنکھ کھولے۔ کیا یہ ممکن نہیں

کہ خدا تعالیٰ اپنے کسی علم بند کو کسی مصلحت کی وجہ سے ایک کام کرنے سے روک دے اور شیخ

اس روک دوسرا سبب یہ بھی ہو گا کہ تا آپ کی اندرونی خاصیتوں کا استہان ہو جائے۔ اور ہر

لوگ آپ کے ہر رنگ اور آپ کے ہر طرف ہیں ان کے مواد خیرہ بھی اس تقریب سے باہر نکل

آویں۔ یہی بات کہ آپ کی علانہ عظمت اور معیت سے میں ڈر گیا تو اس کے جواب میں آپ

یقیناً سمجھیں کہ جو لوگ تاریکی اور نفسانی ظلمتوں میں مبتلا ہیں اگر وہ دنیا کے تمام فلسفہ اور طبیعی کے

استحکام سے رواج دیا ہے کہ اسکی نظیر دوسرے مہمبون میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ کون اس عبادت کثیر کا دوسری جگہ وجود کو کہا سکتا ہے جو تعداد میں دس ہزار سے بھی زیادہ بڑھ گئی تھی اور کمال اعتقاد اور انکسار اور جانفشاری اور پوری محبت سے سجائی کے حاصل کرنے اور راستی کے سیکھنے کے لئے آستانہ نبوی پر دن رات پڑھی پڑھتی تھی۔ بیشک حضرت موسیٰ کو بھی ایک جماعت ملی تھی۔ مگر وہ کیسی اور کقدر سرکش اور متروک اور روحانی صحبت اور صدق قدم سے دھلاور بھور رہنے والی تھی اس بات کو بائبل کو پڑھنے والے اور یہودیوں کی تاریخ پر نظر ڈالنے والے خوب جانتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت نے اپنے رسول مقبول کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی قربانی دیکھا کہ تاریخ پر اسکی مثال ملے گی۔ اسکی اخوت کی رو سے ہر جمع عضو واحد کی طرح ہو گئی تھی۔ اور اُنکے رسولؐ

جاس بھی ہوں شہ بھی میری نگاہ میں ایک مرے ہوئے کیڑے سے انکی زیادہ وقعت نہیں ہے۔ مگر آپ اس مرتبہ علم کے آدمی ہی نہیں۔ حرف پورانے خیالات کی ایک خشک ملائم اور دہی کینگی جو تار یک خیال ملاؤں میں ہوا کرتی ہے آپ کے اندر موجود ہے اور آپ کی یاد ہے۔ کہ اکثر میرے پاس ایسے محقق اور جامع فنون اور معلومات وسیع رکھنے والے آتے اور اصرار معارف سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں کہ اگر میں انکو مقابل پر آپ کو طفل مکتب ہی کہوں تو مسقدر کامل سے بھی آپ کو وہ موت دون کا جھکے آپ مستحق نہیں۔

اب بھی اگر آپ کی قوت داہمہ فز ہونے میں نہ آوے اور بخلفی کے جذبات کم نہ ہوں تو ہر بین خدا تعالیٰ کی مدد اور رحمت سے آپ کے مقابل پر تقریر کر نیکی بھی حاضر ہوں بن باعث بیماری آنے کی سفر دور دماز تو نہیں کر سکتا لیکن اگر آپ راضی ہوں تو اپنے کرایہ سے لاہور جیسے پنجاب کے صدر مقام میں آپ کو اس کام اور اس امتحان کیلئے تکلیف دیکھتا ہوں۔ اور یہ عہد عزم پختہ سے کرتا ہوں ۹ ادب آپ کے جواب کا منتظر ہوں۔

**قول** یہ شخص محض نالایق ہے علی لیاقت نہیں رکھتا۔ **قول** اسی حضرت محمد دنیاء کی حرکت اور دعائی کا دعویٰ نہیں۔ اس جہان کی دانیوں اور چالاکوں کو میں کیا کروں۔ کہ وہ روح کو نہ نہیں کر سکتیں۔ انہی عقائد توں کہ وہ دہم نہیں کر سکتیں عجز و عفاکاری کو پیدا نہیں کر سکتیں۔ بلکہ رنگ پر رنگ بڑائی اور کفر پر کفر بڑائی ہیں۔ میرے لئے جس پر حکمایت الہی نے میری دستگیری کی امداد ملے بغیر کہ مدارس سے نہیں بلکہ آسمانی معلم سے ملے گا۔ اگر مجھے اُسی کہا جائے

برتاؤ اور زندگی اور ظاہر و باطن میں انوار نبوت ایسے چمکے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عکس تصویریں تھے۔ سو یہ بہ بہاری معجزہ اندرونی تبدیلی کا جس کے ذریعہ سے غشِ بُت پرستی کرنے والے کامل خدا پرستی تک پہنچ گئے اور ہر دم دنیا میں غرق رہنے والے محبوب حقیقی سے ایسا تعلق پکڑ گئے کہ اسکی راہ میں پانی کی طرح اپنے خونوں کو بہا دیا یہ وہ دراصل ایک صادق اور کامل کلمی صحبت میں منجھانہ قدم سے عمر بسر کر نیکانہ نتیجہ تھا۔ سو اسی بنا پر یہ عجز اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لئے مامور کیا گیا ہے اور چاہتا ہے کہ صحبت میں رہنے والوں کا سلسلہ اور بھی زیادہ سے بڑا دیا جائے اور ایسے لوگ دن رات صحبت میں رہیں کہ جو ایمان اور محنت اور یقین کے بڑا ثمرہ کے لئے شوق رکھتے ہوں اور اُن پر وہ انوار ظاہر ہوں کہ جو اس عاجز پر ظاہر کئے گئے ہیں اور وہ فوق

تو اس میں میری کیا کسر شان ہے۔ بلکہ جائے فخر کیونکر میرا اور تمام خلق اللہ کا مقتدا جو عامۃ خلائق کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا وہ بھی اتنی ہی تھا۔ میں اس کھوپڑی کو ہرگز قدر کے لائق نہیں سمجھتا۔  
**ف** جمین علم کا گھنڈہ ہے مگر اُس کا ظاہر و باطن تاریکی سے بہرا ہوا ہے۔ قرآن شریف کو کھول کر لکھ کر کی مثال پر غور کرو کیا یہ کافی نہیں؟

**قولہ** میں نے الہام کے باری میں اس سے چند سوال کئے کسی قدیمین جواب دیکر سکوت اختیار کیا۔ **اقول** مجھے یاد ہے کہ بہت پُر معنی جواب دیا گیا تھا اور ایسے شخص کے لئے کہ جو کسی قدر عقل اور انصاف رکھتا ہو کافی تہذیب و تمدن کا پُر زور سمجھا سمجھیں کہ یہ وہ درسی ہے آپ کی یا کسی اور کی۔ وہی حال کسی انبار میں شائع کیجئے اور دوبارہ اپنی خوش فہمی کی آزمائش کرائیئے۔

**قولہ** ہرگز یقین نہیں ہو سکتا کہ ایسی عمدہ تصانیف کے ہی حضرت مصنف ہیں۔ **اقول** آپ کیا یقین کریں گے یہ یقین تو ان کفار مکہ بھی میسر نہ آیا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ نہ نزدیک نہ کہا تھا اور باعثِ سختِ محجوب ہو چکے کمالات نبویؐ انہر نہ کھل سکے اور یہی کہتے رہے کہ یہ بیلیغ کلمات جو اس کے مونہ سے نکلتے ہیں اور یہ قرآن جو خلق اللہ کو دنیا یا جاہ یا پیسہ تمام عبارتیں و تحقیقات بعض اور لوگوں کی تالیف ہیں جو پوشیدہ طور پر صبح اور شام اسکو کہلائے جاتے ہیں اور ایک طے رہی ان کفار نے بھی سچ کہا اور مولیٰ خدا کے مونہ سے یہی سچ نکلا۔ کیونکہ بلاشبہ قرآن شریف کا کلام بلاغت اور حرکت میں آنحضرتؐ کی طاقتِ ذہنی سے بہت بلند بلکہ تمام مخلوقات کی طاقت سے برتر اور اعلیٰ ہے۔ اور جو عظیم مطلق اور قادرِ کامل کے اندر کسی سے وہ کلام نہیں ہو سکتا۔

انھوں نے عطا ہو جو اس عاجز کو عطا کیا گیا۔ تا اسلام کی روشنی عام طور پر دنیا میں پھیل جائے اور حقارت اور ذلت کا سیدھا داغ مسلمانوں کی پیشانی سے دھویا جائے۔ اسی کی بشارت دیکر خداوند نے مجھے بھیجا اور کہا کہ بخرام کے وقت تو نزدیک رسید و پائی محمدیان بر سرناں بلند تر حکم آیت و۔

**چو کھی شاخ** اس کارخانہ کی وہ مکتوبات ہیں جو حق کے طالبوں یا مخالفوں کی طرف لکھے جاتے ہیں چنانچہ اب تک عرصہ مذکورہ بالا میں نوٹے ہزار سے بھی کچھ زیادہ خط آ کر پہنچے۔

ایسا ہی وہ کتابیں جو اس عاجز نے تالیف کر کے شائع کی ہیں درحقیقت یہ تمام غیبی مدد کا نتیجہ ہے اور اس عاجز کی استمداد اور لیاقت سے برتر اور شکر کا مقام ہے کہ مولوی صاحب کی اس تحفہ چینی سے ایک مشکوٰۃ ہی جو بلا میں میں درج ہو پوری ہوئی کہ بعض لوگ اس تالیف کو پڑھ کر کہیں گے کہ یہ کتاب اس شخص کی تالیف نہیں بلکہ انا فہ علیہ قوۃ اخریٰ (دیکھو بڑا دھین آخیری) (صفحہ ۷۳۹)

قولہ رسید احمد عرب بگڑ میں ثقہ فاضل ہوں وہ مجھ سے ملا واسطہ بیان کرتے تھے کہ دین و مائتہ کے پاس مستندین خاص کے درمیان رہا اور وقتاً فوقتاً بتقریب اس امتحان ہر ایک وقت خاص پر حاضر رہ کر جانچا تو معلوم ہوا کہ درحقیقت ان کے پاس آلات نجوم موجود ہیں وہ ان سے کام لیتے ہیں۔

**اقول** تعالو اندع ابناؤنا وادباؤنا کم وکنساؤنا وکنساؤنا کم وافنسنا وافنسکم ثم فنبخل فنبخل لعنت اللہ علی الکاذبین۔ میری طرف سے درحقیقت یہی جواب ہے جو سینے آیت ربانی کے ذریعہ سے کہہ دیا اور مجھے ہرگز یا دہنیں کہ وہ مسید صبا کون بزرگ تھو کہ جو دو ماہ تک میرے پاس رہے اس بات کا بارشورت مولوی صاحب کے ذمہ ہے کہ انکو میرے روبرو پیش کریں تا پوچھا جائے کہ انہوں نے کن آلات کو مشاہد کیا تھا اور جبکہ میں ابھی تک زندہ موجود ہوں اس حالت میں مولوی صاحب دو ماہ تک آپ ہی سکھو دیکھ لیں کسی دوسرے عوینی یا عجمی کے توسط کی کیا ضرورت ہے۔

**قولہ** مجھے فقرات الہام پر غور کرنے سے ہرگز یقین نہیں آتا کہ وہ الہام ہیں۔ **اقول** ان لوگوں کو بھی یقین نہیں آیا تھا جن کے حقیقین اللہ تعالیٰ نے دنیا پر کثرت بولایا انا کذا انا۔



جن کا جواب لکھا گیا نیز بعض خطوط کے جو فضول یا غیر ضروری سمجھو گئے اور یہ سلسلہ بھی بدستور جاری ہے اور ہر ایک مہینہ میں غالباً تین سہ ماہیوں کے ساتھ ساتھ ہر ایک خطوط کی آمد و رفت کی نسبت چاہتی ہے **پاچوین شاخ** اس کارخانہ کی جو خدا تعالیٰ نے اپنی خاص مدد میں اور الہام سے قائم کی مریدوں اور رعیت کرنے والوں کا سلسلہ ہے چنانچہ اس نے اس سلسلہ کے قائم کرنے کی عہدیت مجھے فرمایا کہ زمین میں طوفان صدمات برپا ہو تو اس طوفان کے وقت میں کیشی طیارے کو محفوظ

فرمان کو یقین نہ آیا۔ یہودیوں کے لکھنؤ میں فرسیدوں کو یقین نہ آیا۔ انجیل ابوبسب کو یقین نہ آیا۔ مگر ان کو آیا جو دل کے غریب اور نفس کے پاک تھے۔ یہاں سے عداوت بنو ربانہ و نینست ہمارے خدا کے بندے۔

**قول** میں ہونا کلمات کے خلاف ہے اور یہ کہنا کہ جس کو انکار ہو وہ اگر کچھ بھی وعادی باطلہ ہیں۔ **اقول** یہ باتیں انسان کی طرف سے نہیں بلکہ اُس کی طرف سے ہیں جبکہ ہر ایک دعویٰ پہنچتا ہے چوں کہ حق پرست ان کو باطل کہہ سکتا ہے۔ ان یہ سچ ہے کہ ادا کسی فوق القدرت بات کا کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ مگر کیا ایسا ادا عادی کسی نبی یا رسول یا محدث کے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی جائز نہیں؟

**قول** میں طاقت کرنے سے بالکل بے عقیدہ ہو گیا ہوں میری رائے میں جو محدثان سے طاقت کر لیا ان کا معتقد نہ رہیگا۔ تاہذا ان کی آخر وقت ہوتی ہے۔ جماعت کے پابند نہیں۔

**اقول** مولانا کی بے عقیدگی کی تو مجھے پروا نہیں۔ مگر ان کے جھوٹ اور افترا اور غایت دھوکہ بازیوں پر سخت تعجب ہے۔ اسی خداوند کریم اس امت پر رحم کر جس کے رہنا اور نادی اور سہارا ایسے ایسے مولوی جیسے گئے ہیں۔ اب ناظرین اس اعتراض پر بھی غور کریں جو قبل اور بعد کے

جوش سے مولوی تھنا کے دہنسے لگنا ظاہر ہے کہ یہ عاجز صرف چند روز تک مسافرانہ طور پر علیگڑھ میں ٹھہرا تھا اور جو کچھ مسافروں کے لئے شریعت اسلام نے رخصتین عطا کی ہیں اور ان سے وہی طور پر انحراف کرنا ایک الحاد کا طریق قرار دیا ہے ان سب امور کی رعایت میں لئے ایک ضروری امر تھا سو سینے وہی کیا جو کرنا چاہیے تھا اور میں اس سے انکار نہیں کر سکتا

کہ میں اس چند روزہ اقامت کی حالت میں بعض دفعہ مسنون طور پر دو نمازوں کو جمع کر لیا ہے اور کبھی ظہر کے آخر وقت پر ظہر اور عصر و دو نمازوں کو اکٹھا کر کے پڑھا ہے۔ مگر حضرت میر

اس کشتی میں سوار ہو گا وہ غرق ہوئیے نجات پا جائیگا۔ اور جو انکار میں رہے گی اس کیلئے موت درپیش ہے۔ اور فرمایا کہ جو شخص تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیگا اُس نے تیرے ہاتھ میں نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ اور اُس خداوند خدا نے مجھے بشارت دی کہ میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھا لوں گا مگر تیرے سچے متبعین اور محبت قیامت کے دن تک رہیں گے اور ہمیشہ منکرین پر انہیں غلبہ رہیگا۔

یہ پہلے پنج طور کا سلسلہ ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا۔ اگرچہ ایک سرسری نگاہ

تو کبھی کبھی گہر میں ہی غماندن کو جمع کر کے پڑھ لیتے ہیں اور بلا مغزو مطر پر عمل درآمد کرتا ہے۔ میں اس سے بھی انکار نہیں کر سکتا کہ میں نے ان چند دنوں میں مسجد و مین حاضرم ہونے کا بکلی التزام نہیں کیا۔ مگر باوجود اپنی علالت طبع اور سفر کی حالت کے بکلی ترک ہی نہیں کیا۔ چنانچہ مولوی عینا کو سلام ہو گا کہ اُنکے چچے ہی جمعہ کی نماز پڑھی تھی جسکے ادا ہو جانے میں اب مجھو شک پڑ گیا۔ یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ میں ہمیشہ اپنے سفر کے دنوں میں مسجدوں میں حاضر ہونے سے کراہت ہی کرتا ہوں۔ مگر خدا اللہ اسکی وجہ کسل یا استحقاق احکام الہی نہیں۔ بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں ہمارے ملک کی اکثر مساجد کا حال نہایت استرا و قابل افسوس ہو رہا ہے اگر ان مسجدوں میں جا کر آپ امامت کا ارادہ کیا جائے تو وہ جو امامت کا منصب رکھتی ہیں از بس ناراض اور نیلے پیلے ہو جاتے ہیں۔ اور اگر انکا اقتدا کیا جائے تو نماز کے ادا ہو جائیں مجھے شبہ ہے کہ کیونکہ علانیہ طور پر ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے امامت کا ایک پیشے اختیار کر رکھا ہے اور وہ پانچ وقت جا کر نماز نہیں پڑھتے بلکہ ایک دوکان ہے کہ ان وقتوں میں جا کر کھولتے ہیں۔ اور فی دکان پر ان کا اور ان کے عیال کا گذارہ ہے چنانچہ اس پیشے کے عزل اور نصب کی حالت میں مقررہات تک نسبت پہنچتی ہے اور مولوی صاحبان امامت کی ڈگری کرانے کیلئے اپیل دراپل کرتے رہتے ہیں۔ پس یہ امامت نہیں یہ تو حرام خوردی کا ایک مکروہ طریقہ ہے کیا آپ بھی ایسے فساد فی بیچ میں پھنسے ہوئے نہیں۔ یہ کہ کوئی شخص دیکھ بہا کر اپنا ایمان ضائع کرے مساجد میں نہیں کا جمع ہونا جو احادیث نبویہ میں آخری زمانہ کے حالات میں بیان کیا گیا ہے وہ مشکوٰۃ میں ملتا صاحبوں کے مستحق ہے جو حجاب میں کپڑے ہو کر زبان سے قرآن شریف پڑھتے ہیں اور دین گنتے ہیں۔ اور میں نہیں جانتا کہ ظہر اور عصر یا مغرب اور عشا کو سفر کی حالت میں جمع کرنا کب منع

والا آدمی صرف تالیف کے سلسلہ کو ضروری سمجھے گا۔ اور دوسری شاخوں کو غیر ضروری اور فضول خیال کر لے گا مگر خدا تعالیٰ کی نظر میں یہ سب ضروری ہیں۔ اور جس اصلاح کے لئے اس نے ارادہ فرمایا ہے۔ وہ اصلاح بجز استعمال ان پانچوں طریقوں کے ظہور پذیر نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ یہ تمام کاروبار خدا تعالیٰ کی خاص امداد اور خاص فضل پر چھوڑا گیا ہے اور اس کے انجام پہنچانے کے لئے وہی کافی اور اسی کے مبشرانہ وعدے اطمینان بخش ہیں لیکن اسی کے حکم اور تحریک سے مسلمانوں کو امداد کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے جیسا خدا تعالیٰ کے نام نبی جو گزر چکے ہیں مشکلات پیش آمدہ کی وقت پر توجہ دلا رہے ہیں سو اسی توجہ ہی کی غرض سے کہتا ہوں کہ یہ بات ظاہر ہے کہ ان پچگانہ شاخوں کے بحسن طریقہ اور وسیع طور پر جاری رہنے کے لئے کقدر مسلمانوں کی جہوری اساد و درکار ہی مثلاً ایک تالیف کے ہی سلسلہ کو غور کر کے دیکھو کہ اگر ہم پوری پوری اشاعت کی غرض سے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیں تو اس کی تکمیل کے لئے کیا کچھ مالی وسائل کی ہمین ضرورت پڑیگی۔ کیونکہ اگر حقیقت تکمیل اشاعت ہی ہماری غرض ہے تو ہمارا مدعا یہ ہونا چاہیے کہ ہماری دینی تالیفات جو جاہلات تحقیق اور تدقیق سے پر اور حق کے طالبوں کو راہ راست پر کھینچنے والی ہیں جلدی ہو اور نیز کثرت سے ایسے لوگوں کو پہنچ جائیں جو بری تعلیموں کے متاثر ہو کر دہلک بیماریوں میں گرفتار یا قریب قریب موت کے پہنچ گئے ہیں اور ہر وقت یہہ امر ہماری مد نظر رہنا چاہیے کہ جس ملک کی موجودہ حالت ضلالت کے سیم قاتل سے نہایت خطرہ میں پڑ گئی ہو بلا توقف ہماری کتابیں اس ملک میں پھیل جائیں اور ہر ایک متلاشی حق کے ہاتھ میں وہ کتابیں نظر آویں۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس مدعا کا بوجہ مکمل و اتم اس طور سے حاصل ہونا ہرگز ممکن نہیں کہ ہم ہمیشہ ہی امر پیش نہاد خاطر رکھیں کہ ہماری کتابیں فروخت کے ذریعہ سے شائع ہوتی رہیں اور محض فروخت کی طور پر کتابوں کو شائع کرنا اور نفسانی ملوثی کی وجہ سے دنیا کو دین میں گھسیٹ دینا نہایت نکما اور قابل اعتراض طریق ہے جسکی شامت کی وجہ سے نہ ہم جلدی سے اپنی کتابیں دنیا میں پھیلا سکتے ہیں اور نہ کثرت سے وہ کتابیں لوگوں کو دے سکتے ہیں۔ بلاشبہ اس طرح اعدا بالکل برع ہے کہ جس طرح ہم مثلاً ہو گیا اور کھٹے تھیر کی حرمت کا فتویٰ دیا یہ عجیب بات ہو کہ آپ نے نزدیک اس پر یہائی مردہ کا گوشت کھانا تو حرام ہے مگر سفر کی حالت میں تھرا اور عطر کو ایک جگہ پڑھنا قطعاً حرام اتقوا اللہ ایہا المؤمنین فان الموت قریب واللہ یعلم ما تکتھون۔ عمنہ

ایک لاکھ کتاب کو مفت تقسیم کرنے کی حالت میں صرف بیس روز میں وہ سب کتابیں نور و نور ملکوں میں پہنچا سکتے ہیں اور عام طور پر ہر ایک فرقہ میں اور ہر ایک جگہ پہنچا سکتے اور ہر ایک حق کے طالب اور راستی کے متلاشی کو دیکھتے ہیں ایسی اور اس طرح کی اعلیٰ درجہ کی کلامی و عوامی قیمت پر دینے کی حالت میں شاید بیس برس کی مدت تک بھی ہم نہیں کر سکیں گے۔ فروخت کیا آئین کتابوں کو صندوقوں میں بند کر کے ہکو خلیاروں کی راہ دیکھنا چاہیے کہ کب کوئی آتا ہو یا خط بھیجتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس انتظار دراز کے زمانہ میں ہم آپ ہی اس دنیا سے رخصت ہو جائیں اور کتابیں صندوقوں میں بند ہی رہیں، سو چونکہ فروخت کا دائرہ نہایت تنگ اور حاصل حاصل کا سخت علاج اور چند سال کے کام کو صد ہا برسوں پر ڈالتا ہے اور مسلمانوں میں سے ایسا کوئی فراخ حوصلہ اور عالی ہمت امیر بھی اب تک اس طرف متوجہ نہیں ہوا کہ ہماری تالیفات جدیدہ کے بہت سے نئے خرید کر کے محض اللہ تقسیم کیا کرتا۔ اور اسلام میں عیسائی مشن کی طرح کوئی ایسی سوسائٹی بھی نہیں جو اس کام کے لئے مدد دے۔ اور عوامی اعتبار نہیں تاہم لمبی عمر کی امید کسی دور دراز وقت کے منتظر میں لہذا میں نے اپنی تمام تالیفات میں ابتدا سے التزمی طور پر یہی مقرر کر رکھا ہے کہ جہاں تک بس چل سکتا ہے بہت سادہ کتابوں کا مفت تقسیم کر دیا جائے تا جلدی سے اور عام طور پر یہ کتابیں جو سچائی کے نور سے پوری ہوئی ہیں دنیا میں پھیل جائیں۔ مگر چونکہ میری ذاتی قدرت ایسی نہیں تھی کہ میں اس با عظمت کون تھا اٹھا سکتا۔ اور دوسری شاخوں کے مصارف خطیمہ بھی اس شاخ کے ساتھ لاحق تھے اس لئے یہ کام طبع تالیفات کا ایک حد تک چلکا آگئے ترک کیا جو آج تک رُکا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کی تمام شاخوں کو ایک ہی نظر سے دیکھا ہے اور نظر مسافات ان سب کی تکمیل اور ان سب کا قیام چاہتا ہے لیکن ان بچکانہ شاخوں کو مفسد اس قدر ہیں کہ جنکے لئے مخلصین کی خاص فوج اور ہمدردی کی ضرورت ہے۔ اگر میں ان دینی مصارف

بیان کیا جاتا ہے کہ برٹش اور فارن بائبل سوسائٹی نے ابتدا قیام سے لیو گزشتہ ۲۱ سال کے عرصہ میں عیسائی مذہب کی تائید میں سات کروڑ سے کچھ زیادہ اپنی رقمی کتابیں تقسیم کر کے دنیا میں پھیلائی ہیں اس وقت کے ذی قدرت مگر کامل مسلمانوں کو یہ مضمحل ہو اکتوبر اور نومبر ۱۹۱۸ء کے اخبارات میں چھپ کر شائع ہوا ہے۔ یہ نظر غور و شرم پڑنا چاہیے کیا یہ کتابیں بچے والوں کو ہاتھ دینا شروع ہوئی ہیں یا انہیں تقسیم کی مگر سوسائٹی نے اپنے دین کی اعاد میں مفت بانٹی ہیں۔ منہ

کی مفصل حقیقت لکھوں تو بہت طویل ہو جائیگا۔ مگر اُسے بہاؤ تو تم نمونہ کے طور پر صرف وار دین اور صادرین کے ہی سلسلہ پر نظر ڈال کر دیکھو کہ اب تک سات سال کے عرصہ میں ساٹھ ہزار کے قریب یا اُس سے کچھ زیادہ مہمان آیا ہے۔ اب تم اندازہ کر سکتے ہو کہ ان عزیز مہانوں کی خدمت اور دعوت اور ضیافت میں کیا کچھ خرچ ہوا ہوگا اور ان کے سرا اور گرامے آرام کے لئے ضروری طور پر کیا کچھ بنانا پڑا ہوگا بیشک ایک دور اندیش آدمی تعجب میں پڑیگا کہ اس قدر گروہ کثیر کی مہانداری کے تمام لوازم اور مراتب و تقاضا کیونکر انجام پذیر ہو سکتے ہوں گے۔ اور آئندہ کس بناء پر ایسا بڑا کام جاری ہے۔ ایسا ہی وہ بیس ہزار اشعار جو انگریزی اور اردو میں چھاپے گئے اور پھر بارہ ہزار سے کچھ زیادہ مخالفین کے سرگروہوں کے نام رجسٹری کر کر کے بھیجے گئے اور ملک ہند میں ایک بھی ایسا پارسی نہ چھوڑا جس کے نام وہ رجسٹری شدہ اشعار نہ بھیجے گئے ہوں بلکہ یورپ اور امریکہ کے ممالک میں بھی یہ اشعارات بذریعہ رجسٹری بھیج کر محبت کو تمام کر دیا گیا۔ کیا ان اخراجات پر غور کر نیسے یہ تعجب کا مقام نہیں کہ اس بقضاعت مزاجہ کے ساتھ کیونکر تحمل ان مصارف کا ہو رہا ہے۔ اور یہ تو بڑے بڑے اخراجات ہیں اگر ان اخراجات کو ہی جانچا جائے کہ جو ہر مہینہ میں خطوط کے بھیجنے میں اٹھتا پڑتے ہیں تو وہ بھی ایسی رقم کثیر نکلے گی جس کے مسلسل جاری رہنے کیلئے ابھی تک کوئی امداد سبیل نہیں۔ اور جو لوگ سلسلہ سمیت میں داخل ہو کر حق کی طلب کی غرض سے اصحاب القصد کی طرح میرے پاس ہزار ناچاہتے ہیں ان کے گزارہ کے لئے بھی مجھے آسمان کی طرف نظر ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ ان بندگان شاخون کے قایم رکھنے کی سبیل آپ وہ قادر مطلق نکال دینگے جس کے ارادہ خاص سے اس کارخانہ کی بنا ہے۔ مگر نظر تبلیغ ضروری ہے کہ قوم کو اس سے مطلع کر دیں۔ میں نے سنا ہے کہ بعض ناواقف یہ الزام میری نسبت شایع کرتے ہیں کہ کتاب براہین احمدیہ کی قیمت اور کسی قدر چندہ بھی قریب تین ہزار روپیہ کے لوگوں سے وصول ہوا مگر اب تک کتاب تمام و کمال طبع نہیں ہوئی میں اس کے جواب میں اُن پر واضح کرتا ہوں کہ روپیہ جو لوگوں سے وصول ہوا وہ صرف تین ہزار نہیں بلکہ علاوہ اسکے اور روپیہ بھی شاید قریب ستر ہزار کے آیا ہوگا کہ جو ذکتاب کے لئے چندہ تھا اور ذکتاب کی قیمت میں دیا گیا بلکہ بعض دعا کے خواستگاروں نے محض تدر کے طور پر دیا یا بعض دوستوں نے محض محبت کی راہ سے خدمت کی سہوہ سب اس کارخانہ کے لابی و اور پیش آندہ کاموں میں وقتاً فوقتاً خرچ ہوتا رہا اور چونکہ حکمت الہی نے سلسلہ تالیف کتاب کو تاخیر میں ڈالا ہوا تھا اس واسطے

لئے دوسری اہم شاخوں سے جو بامراہی قائم تھیں کچھ بچت نکل نکل کر اور تانیہ طبع کتاب میں حکمت  
یہی تھی کہ اس فقرت کی مدت میں بعض دقائق و حقائق موفد پر کامل طور سے کھل جائیں۔ اور نیز  
مخالفین کا سا بھار باہر نکل آوے۔ اب جو ارادہ الہی پھر اس طرف متعلق ہوا کہ بقیۃ التالیفات کی تکمیل ہو  
قرآن نے اس مضمون دعوت کے بچنے کی طرف مجھ کو توجہ دی سو اس وقت مجھ کو تکمیل التالیفات کی سخت  
ضرورت ہے۔ براہین کا بہت سا حصہ منور طبع کے لائق ہے اگر وہ طیار ہو جائے تو خریداروں  
کو اور ان سب کو پہنچا جائے۔ بلکہ محض لٹریچر کے حصے دئے گئے ہیں اور آئندہ دینے کا وعدہ ہے  
ایسا ہی دوسرے رسائل جیسے *اشعۃ القرآن*۔ *سراج مبینہ*۔ *تجدید دین* اور *الکعبین*  
*فی علامات المقربین*۔ اور قرآن شریف کی ایک تفسیر کہنے کا یہی ارادہ ہے اور یہی دل میں  
جوش ہے کہ عیسائی وغیرہ مذاہب باطلہ کے روئے اور ان کے اخبارات کے مقابل پر باہواری  
ایک رسالہ لکھا کرے اور ان سب کلموں کے مسلسل اجرا کے لئے بجز انتظام سرایا اور مالی امداد  
کے اور کوئی روک درمیان نہیں۔ اگر مجھ کو یہ یقین آجائے کہ ایک مطبع بہار ہو اور ایک کاپی نویسی  
کے لئے ہمارے پاس رہے اور تمام ضروری مصارف کی دھواہمیں حاصل ہوں یعنی جو کچھ کاغذات  
اور چھپوائی اور کاپی نویسیوں کی تنخواہ میں خرچ ہوتا ہے وہ سارے اخراجات وقتاً فوقتاً ہم سنبھالنے  
توان پنج شاخوں میں سے اس ایک شاخ کی پوری طور پر نشوونما پانچ گانی انتظام ہو جائے گا۔  
اسے ملک ہند کیا تجھ میں کوئی ایسا باہمت امیر نہیں کہ اگر اور نہیں تو  
فقط اسی شاخ کے اخراجات کا تحمل ہو سکے اگر پانچ مومن ذی قدرت اس وقت کو  
پہچان لیں تو ان پانچ شاخوں کا اہتمام اپنے اپنے ذمہ لے سکتے ہیں۔ اسے خداوند خدا تو آپ ان کو جو بگا  
اسلام پر یہی ایسی غلطی طاری نہیں ہوئی تلکدلی ہے۔ ایسی تلکدستی نہیں اور وہ لوگ جو کامل استطاعت  
نہیں رکھتے وہ بھی اس طور پر اس کارخانہ کی مدد کر سکتے ہیں جو اپنی اپنی طاقت مالی کے موافق ماہور  
امداد کے طور پر ہر مہم کے ساتھ کچھ کچھ رقوم نذر اس کارخانہ کی کیا کریں۔ کسل اور سہوہری اور  
بظنی سے کہی دین کو فائدہ نہیں پہنچتا سہ ظنی دیوان کو نے والی گہرو کی اور تفرقہ بین ڈالنے والی  
دلون کی ہے۔ دیکھو جنہوں نے انبیاء کا وقت پایا۔ انہوں نے دین کی اشاعت کے لئے  
کیسی کیسی جانفشانیان کیں جیسے ایک لکھار نے دین کی راہ میں اپنا پیارا مال حاضر کیا ایسا  
ہی ایک فقیر ریوزہ کہنے اپنی محبوب نگڑوں سے بہری ہوئی زنجیل پیش کر دی اور ایسا ہی

کئے گئے جب تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے فتح کا وقت اگیا مسلمان بننا آسان نہیں۔ موموں کی لقب پانا سہل نہیں۔ سو اسے لوگوں اگر تم میں وہ ساتھی کی روح ہو جو مومنون کو دیکھ جاتی ہے۔ تو اس میری دعوت کو سرسری نگاہ سے مت دیکھو۔ نیکی حاصل کرنی چاہئے کہ وہ خدا تعالیٰ بہتیر آسمان پر دیکھ رہا ہے کہ تم اس پیغام کو سنکر کیا جواب دیتے ہو۔

اے مسلمانو! جو اولوالعزم مومنون کے آثار باقیہ ہوا اور نیک لوگوں کی ذریت ہو انکا اور بظنی کی طرف جلدی کرو اور اس خوفناک وبا سے ڈرو جو تمہارے ارد گرد پھیل رہی ہے اور بیشمار لوگ اس کے دام فریب میں آگئے ہیں تم دیکھتے ہو کہ کس قدر زور سے دین اسلام کے مٹانے کے لئے کوشش ہو رہی ہے۔ کیا تم پر یہ حق نہیں کہ تم ہی کوشش کرو۔ اسلام انسانی طرف سے نہیں کہ انسان کی کوششوں سے برباد ہو سکے۔ مگر افسوس! آپس ہے کہ جو اسکی بیخ کنی کے لئے درپے ہیں اور پھر دوسرا افسوس! آپس ہے جو اپنی عورتوں اور اپنے بچوں اور اپنے نفس کی عیاشیوں کے لئے تو ان کے پاس سب کچھ ہے مگر اسلام کے حصہ کا انکی جیب میں کچھ نہیں۔ کاہل و پرافسوس! کہ آپ تو تم اعلیٰ کلمہ اسلام اور دینی انوار کے دکھلانے کی کچھ قوت نہیں رکھتے مگر خدا تعالیٰ کے قائم کردہ کارخانہ کو بھی جو اسلام کی چکار تظاہر کرنے کے لئے آیا ہے شکر کے ساتھ قبول نہیں کر سکتے۔ آج کل اسلام اس چرخ کی طرح ہے جو ایک صندوق میں بند کر دیا جائے۔ یا اس چشہ شیرین کی طرح ہے جو شرب خاشاک سے چھپا دیا جائے۔ اسی وجہ سے اسلام تنزل کی حالت میں پڑا ہوا ہے اس کا خوبصورت چہرہ دکھائی نہیں دیتا اس کا دلکش اندام نظر نہیں آتا۔ مسلمانوں کا فرض تھا۔ کہ اسکی عبادت شکل دکھلانے کے لئے جان توڑ کر کوشش کرتے اور مال کیا بلکہ خون کو بھی پانی کی طرح بہاتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ وہ اپنے غایت درجہ کی نادانی سے اس غلطی میں پھنسے ہوئے ہیں کہ کیا پہلی تالیفات کافی نہیں۔ نہیں جانتے کہ جدید فسادوں کے دور کرنے کے لئے جو جدید در جدید پرائیون میں ظاہر ہوتے جاتے ہیں مدافعت بھی جدید طور کی ہی ضروری ہے اور نیز ہر ایک نئی تاریکی پھیلنے کی وقت میں جو نبی اور رسول اور مصلح آتے رہے کیا اس وقت پہلی کتابیں نہیں تھیں۔ سو یہاں یہ وہی تو ضروری ہے کہ تاریکی پھیلنے کی وقت میں روشنی آسمان سے اترے۔ میں اسی مضمون میں بیان کر چکا ہوں کہ خدا تعالیٰ صدور القدر میں بیان فرماتا ہے بلکہ مومنین کو بشارت دیتا ہے کہ اس کلام اور اس کتابی لیلۃ القدر میں آسمان سے امارا گیا ہے۔

اور ہر ایک مصلح اور مجدد جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر میں ہی اُترتا ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے؟ لیلۃ القدر اُس ظلمانی زمانہ کا نام ہے جسکی ظلمت کا ایک حد تک پہنچ جاتی ہے! اس لئے وہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ ایک نور نازل ہو جو اس ظلمت کو دور کرے اس زمانہ کا نام بطور استعارہ کے لیلۃ القدر رکھا گیا ہے مگر وہ حقیقت یہ رات نہیں ہے یہ ایک زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا سہرا ہے۔ جو نبی کی وفات یا اُس کے روحانی قائم مقام کی وفات کے بعد جب ہزار مہینہ جو بشری عمر کے دور کو قریب الاقتراب کرنے والا اور انسانی محاسن کے الحول کی خبر دینے والا ہی گذر جاتا ہے تو یہ رات اپنا رنگ جمائے لگتی ہے تب آسمانی کارروائی سے ایک یا کئی مصلحوں کی پوشیدہ طور پر تخم ریزی ہو جاتی ہے۔ جو نئی صدی کے سرخی ظاہر ہو چکے لئے اندر ہی اندر طیار ہو رہے ہیں۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے کہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ رَحْمَةٌ مِّنَ رَبِّكَ يَعْنِي اِس لَيْلَةُ الْقَدْرِ کے نور کو دیکھنے والا اور وقت کے مصلح کی صحبت سے شرف حاصل کرنے والا اُس اُنتی میں کے بڑھنے سے اچھا ہے جس نے اس نورانی وقت کو نہیں پایا۔ اور اگر ایک ساعت بھی اس وقت کو پایا ہے تو یہ ایک اُس خزانہ جہینے سے بہتر ہے جو پہلے گزر چکے۔ کیونکہ بہتر ہے؟ اس لئے کہ اس لیلۃ القدر میں خدا تعالیٰ کے فرشتے اور روح القدس اُس مصلح کے ساتھ ربّ جلیل کے اذن سے آسمان سے اُترتے ہیں۔ نہ عیب طور پر بلکہ اس لئے کہ تم مستعد و لوں پر نازل ہوؤ اور سلامتی کی راہیں کھولیں سو وہ تمام راہوں کے کھولنے اور تمام پردوں کے اٹھانے میں مشغول رہتے ہیں یہاں تک کہ ظلمت غفلت دور ہو کر صبحِ ہایست نمودار ہو جاتی ہے۔

اب لم یسئلنا عنہ سے ان آیات کو پڑھو کہ تقدیر خدا تعالیٰ اُس زمانہ کی تعریف بیان فرماتا ہے جس میں ضرورت کے وقت پر کوئی مصلح دنیا میں بھیجتا ہے۔ کیا تم ایسے زمانہ کا قدر نہیں کرو گے کیا تم خدا تعالیٰ کے فرمودوں کو بغیر استہزاء کیجھو گے؟

سو اسے اسلام کے ذہنی و عقیدتی لوگو! دیکھو! میں یہ پیغام آپ لوگوں تک پہنچا رہا ہوں کہ آپ لوگوں کو اس اصلاحی کارخانہ کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نکلا ہے اپنی ساری دلچسپی ساری توجہ اور سارے اخلاص سے مدد کرنی چاہیئے۔ اور اُس کے سارے پہلوؤں کو بغیر عزت و کچھکر بہت جلد حق خدمت ادا کرنا چاہیئے۔ جو شخص اپنی حیثیت کے موافق کچھ ماہر آدمی دینا چاہتا ہے وہ اس



کو حق واجب اور دین لازم کی طرح سمجھ کر خود بخود ماہوار اپنی فکر سے ادا کرے اور اس فریضہ کو خالصتہً لبتہ نذر مقرر کر کے اُس کے ادا میں تخلص یا سہل انکاری کو روانہ نہ کرے۔ اور جو شخص یکیشیت اہلداد کے طور پر دنیا چاہتا ہے وہ اسی طرح اہلداد کرے لیکن یاد رہے کہ اصل مدعا جس پر اس سلسلہ کے بلا انقطاع چلنے کی امید ہے وہ یہی انتظام ہے کہ سچے خیر خواہ دین کے اپنی بضاعت اور اپنی بساط کے لحاظ سے ایسی سہل رقیق ماہوار سی کے طور پر ادا کرنا اپنے نفس پر ایک حتی وعدہ ٹھہرا لیں جنکو بشرطہ پیش آنے کسی اتفاقی مانع کے باستانی ادا کر سکیں۔ ہاں جس کو اللہ جل شانہ توفیق اور انشاء صدر بخشے وہ علاوہ اس ماہوار چندہ کے اپنی وسعت بہمت اور اعزازہ مقدرت کے موافق یکیشیت کے طور پر بھی مدد کر سکتا ہے۔ اور تم اسے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی اپنا آرام اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو اگر چہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اُسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے۔ اور جہاں شک و شبہ کی طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے لیکن میں اس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کر سکتا تاکہ تمہاری خدمت میں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں۔ میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے مجھے کون پہچانتا ہے؟ صرف وہی جو مجھے یقین رکھتا ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں اور مجھے اُس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔ دنیا مجھے قبول نہیں کر سکتی کیونکہ میں دنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جنکی فطرت کو اُس عالم کا حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کرینگے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اُس کو چھوڑتا ہے جسے بھیجے بھیجا ہے۔ اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اُس سے کرتا ہے جسکی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چمراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اُس روشنی سے حصہ لیگا۔ مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائیگا۔ اس زمانہ کا حصہ حصین میں ہیں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چورون اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اُس کو موت و پش ہے! اور اُس کی لاش بھی سلامت نہیں رہیگی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور نیکی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم ہلاتا ہے اور

شیطان کی غلامی سے آزاد ہونا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندہ طبع بن جانا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے۔ اور میں اُس میں ہوں۔ مگر ایسا کرنے پر فقط وہی قادر ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نفس مٹا کر کے سایہ میں ڈال دیتا ہے۔ تب وہ اُس کے نفس کی دوزخ کے اندر اپنا پیر رکھ دیتا ہے تو وہ ایسا ٹھنڈا ہو جاتا ہے کہ گویا اُس میں کبھی آگ نہیں تھی تب وہ تپتی تپتی مٹی کی گرتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی روح اُس میں سکونت کرتی ہے۔ اور ایک سبب تجلی خاص کے ساتھ رب العالمین کا استوا اُس کے دل پر ہوتا ہے تب پورا فی الانسیت اُس کی جبل کر ایک نئی اور پاک انسانیت اُس کو عطا کی جاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ بھی ایک نیا خدا بن کر نئے اور خاص طور پر اُس سے تعلق پکڑتا ہے اور بڑھتی زندگی کا تمام پاک سامان اسی عالم میں اُس کو مل جاتا ہے۔

اس جگہ میں اس بات کے اظہار اور اس شکر کے ادا کرنے کے بغیر رہ نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ میرے ساتھ تعلق احوت پر مینوالے اور اُس سلسلہ میں داخل ہونے والے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے محبت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہیں۔ نہ میں اپنی محنت سے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے پہری ہوئی روح میں مجھے عطا کی ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنی ایک روحانی بہائی کے ذکر کر چکے ہیں۔ دل میں جوش پاتا ہوں۔ جن کا نام اُن کے نور اخلاص کی طرح نورِ دین ہے۔ میں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مالِ حلال کے خرچ سے اعلامِ کاملہ اسلام کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں۔ اُن کے دل میں جو تائیدِ دین کے لئے جوش پہاڑ ہے اُس کے تصور سے قدرتِ الہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے وہ اپنا تمام مال اور تمام زور اور تمام استقامتِ قدرت کے ساتھ جو ان کو میرے ہیں ہر وقت اللہ رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں اور میں تجربہ سے نہ صرف محنتِ ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں۔ اور اگر میں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔ اُن کو بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ ناظرین کو دکھاتا ہوں تا انہیں معلوم ہو کہ میرے پیار کو بہائی

مولوی حکیم نور الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کی مجلس ریاست جہوں نے محبت اور اخلاص کے مراتب میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ اور وہ سترین پہ ہیں۔ مولانا مرشدنا۔ امامنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عالیجناب میری دُعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور اہم زمان سے جس مطلب کیواسطے وہ مجد د کیا گیا وہ مطالب حاصل کروں۔ اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفا دیدوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں یا اگر حکم ہو تو اس سلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دوں۔ میں اپنی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار برائے میں کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمائیے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجا لاؤں کہ اسکی تمام قیمت ادا کر دے اپنے پاس سے واپس کر دوں۔ حضرت پیر و مرشد نابکار شرمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہو تو میری سعادت ہے میرا منشاء ہے کہ براہین کے طبع کا تمام خرچ میرے پر ڈال دیا جائے پہر جو کچھ قیمت میں وصول ہو وہ روپیہ آپ کی ضروریات میں خرچ ہو مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کر نیکی لئے طیار ہوں۔ دعا فرما دین کہ میری موت صد یقوں کی موت ہو۔

مولوی صاحب ممدوح کا صدق اور بہت اور انکی خنوازی اور جان نثاری جیسے اُنکے قابل سے ظاہر ہے اُس سے بڑہ کر اُن کے حال سے انکی مخلصانہ خدمتوں سے ظاہر ہو رہا ہے اور وہ محبت اور اخلاص کے جذبہ کامل سے چاہتے ہیں کہ سب کچھ۔ یہاں تک کہ اپنے خیال کی زندگی بسر کرنے کی ضروری چیزیں بھی اسی راہ میں فدا کر دین انکی روح محبت کے بوش اور مستی سے اُن کی طاقت سے زیادہ قدم بڑھانے کی تعلیم دیر ہی ہے۔ اور ہر دم اور ہر آن خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔

حضرت مولوی صاحب علوم فقہ اور حدیث اور تفسیر میں اعلیٰ درجہ کے معلومات رکھتے ہیں فلسفہ اور طبیعیہ قییم اور جدید پر نہایت عمدہ نظر ہے۔ فن طبابت میں ایک حاذق طبیب ہیں ہر ایک فن کی کئی بین بلا و قمر

یہ نہایت درجہ کی سیرجی ہے کہ ایسے جان نثار وہ سارے فوق الطاق تاجہ ڈال دیئے جائیں جنکو اٹھانا ایک گروہ کا کام ہے۔ بیشک مولوی جیسا اس خدمت کو سیم ہو چکا نیکے لئے تمام جائداد سے دست بردار ہو جانا اور ایوب بنی کی طرح یہ کہنا کہ "میں اکیلا آیا اور اکیلا جاؤں گا" قبول کر لینا لیکن یہ فریضہ تمام قدمین مشترک ہو اور سب پر لازم ہے کہ اس پر خطر اور پر رفتہ زمانہ میں کہ جو ایمان کا ایک نازک رشتہ کو جو خدا اور اُس کے بندے میں ہونا چاہیئے بڑے زور شور کے ساتھ چھٹکے دیکر ملا رہا ہے اپنے اپنے حق خاتمہ کی فکر کریں اور وہ اعمال صالحہ جن پر نجات کا انحصار ہے اپنے پیارے مالوں کے فدا کرنے اور پیارے وقفوں کو خدمت میں لگانے سے حاصل کریں۔ اور خدا تعالیٰ کے اُس غم مبتدل اور حکم قانون سے ڈریں جو وہ اپنی کلام عزیز میں فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا حَبَبَؤُنَ یعنی تم حقیقی نیکی جو نجات تک پہنچاتی ہے ہرگز پا نہیں سکتے بجز اس کے کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں وہ مال اور وہ چیزیں خرچ کرو جو تمہاری پیاری ہیں۔

اس جگہ ہمیں اپنے چند اور دلی دوستوں کا بھی ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں جو اس الہی سلسلہ میں داخل اور میرے ساتھ سرگرمی سے دلی محبت رکھتے ہیں۔ انہماک انجم شیخ محمد حسین مراد آبادی ہیں۔ جو اس وقت مراد آباد سے قادیان میں اگر اس مضمون کی کاپی محض لہد لکھ رہے ہیں۔ شیخ صاحب ممدوح کا صاف سینہ مجھے ایسا نظر آتا ہے جیسا آئینہ وہ مجھے محض لہد غایت درجہ کا خلوص و محبت رکھتے ہیں اُن کا دل حُب لہد سے پُر ہے اور نہایت عجیب مادہ کے آدمی ہیں۔ میں انہیں مراد آباد کے لئے ایک شمع منور سمجھتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ وہ محبت اور اخلاص کی روشنی جو ان میں ہے وہ کسی دن دوسرے میں بھی سرایت کرے گی۔ شیخ صاحب اگرچہ قلیل البقاء، موت میں مگر دل کے سخی اور شریعہ الصدقین ہر طرف سے اس عاجز کی خدمت میں مشغول رہتے ہیں۔ اور محبت سے ہمراہ اعتقاد ان کے رگ و ریشہ میں رچا ہوا ہے۔

انہماک انجم حکیم فضل بن بھائی وی ہیں۔ حکیم صاحب ممدوح جس قدر مجھ سے محبت اور اخلاص

و مرتبہ دشام دیو پ سے منگو کر ایک نادر کتب خاں دیار کیا ہے اور جیسا اور علوم میں مثال جلیل ہیں مناظرات دینیہ میں ہی نہایت درجہ نظر سے رکھتے ہیں بہت سی عمدہ کتابوں کے مولف ہیں۔

حال میں کتب تصدیق باتیں احمدی بھی حضرت ممدوح نے ہی تالیف فرمائی ہے جو ہر ایک محققانہ طبیعت کے آدمی کی نگاہ میں جو اہل حق سے ہی نیا وہ بیش قیمت ہے و ہمد

اور تین ارادت اور اندر مٹی تعلق رکھتے ہیں میں اس کے بیان کر شیے قاصر ہوں وہ میرے سچے خواہ اور دلی ہمدرد اور حقیقت شناس مرد ہیں۔ بعد اس کے جو خدا تعالیٰ نے اس اشعار کے لکھنے کیلئے مجھے توجہ دی اور اپنی الہامات خاصہ سے اُمیدین دلائل میں سے کئی لوگوں سے اس اشعار کے لکھنے کا تذکرہ کیا کوئی مجھ سے متفق نہ ہوا۔ لیکن میرے یہ عزیز بھائی بغیر اس کے کہ میں ان سے ذکر کرتا خود مجھے اس اشعار کے لکھنے کے لئے متحرک ہوئے اور اس کے اخراجات کیواسطے اپنی طرف سے سونے پڑے دیا میں انکی فراست ایمانی سے متعجب ہوں کہ ان کے ارادہ کو خدا تعالیٰ کے ارادہ سے تو اوروں کی طرح وہ ہمیشہ درپردہ خدمت کرتے رہتے ہیں۔ اور کئی سو روپے پوشیدہ طور پر محض اہل بیت اور حضرات اللہ اس راہ میں دیکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں جزا عظیم بخشے۔

اگرچہ مجھ سے نہایت پیارے بھائی اپنی جدائی سے ہمارے دل پر دلغہ ڈالنے والے میرزا عظیم بیگ صاحب مرحوم و مغفور رئیس سائنہ علاقہ پٹیالہ کے ہیں جو دوسری بیچ انسانی مشاعرہ میں اس جہان فانی سے انتقال کر گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ اَلْکَیْنُ قَدْ حُوِّ وَا لَقَلْبُ یَحْزَنُ وَاِنَّا بِفِرَاقِہٖ لَحْزَنٌ وَاُوْنُ - میرزا صاحب مرحوم بمقدور مجھ سے محض لبہ محبت رکھتے اور جب قدر مجھ میں فنا ہو رہے تھے میں کہان سے ایسے الفاظ لاؤں تا اس عشقِ مرتبہ کو بیان کر سکوں اور جب قدر ان کی بیوقت مفارقت سے مجھے غم اور اندوہ پہنچا ہے میں اپنے گزشتہ زمانہ میں اُسکی نظیر بہت ہی کم دیکھتا ہوں وہ ہمارے وطن اور ہمارے میر منزل ہیں جو ہمارے دیکھتے دیکھتے ہم سے رخصت ہو گئے جب تک ہم زندہ رہیں گے انکی مفارقت کا غم ہمیں کبھی نہیں بھولے گا۔ دروایت دروالم کہ گراں پیش اب چشمِ پردارم استین بردو تا بدامم۔ انکی مفارقت کی یاد سے طبیعت میں اُداسی اور سینہ میں قلق کے قلبہ کی کچھ غلش اور دل میں غم اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ ان کا تمام وجود محبت سے بہر گیا تھا۔ میرزا صاحب مرحوم مجانبہ جوشون کے ظاہر کرنے کیلئے بڑے بہادر تھے۔ انہوں نے اپنی تمام زندگی اسی راہ میں وقف کر رکھی تھی مجھے امید نہیں کہ انہیں کوئی اور خواب بھی آئی ہو مگر میرزا صاحب بہت قلیل البصاعت آدمی تھے سگڑائی لگا ہین دینی خدمتوں کے محل پر جو ہمیشہ کرتے رہتے خاک سے زیادہ مال بے قدر تھا۔ اسرار و خدمت کے سمجھنے کے لئے نہایت درجہ کا فہم سلیم رکھتے تھے محبت سے پہرا ہوا یقین جو اس عاجز کی نسبت وہ رکھتے تھے خدا تعالیٰ کے تقرب تام کا ایک معجزہ تھا ان کے دیکھنے کی طبیعت ایسی خوش

ہو جاتی تھی جیسے ایک پھولوں اور پہلوں سے بہرے ہوئے باغ کو دیکھ کر طبیعت خوش ہوتی ہے۔ وہ بنظر ظاہر اپنے پس ماندوں اور اپنے خور و مال بچہ کو نہایت ضعف اور ناداری اور بے سامانی کی حالت میں چھوڑ گئے۔ اے خداوند قادر مطلق تو انکا متکفل اور متولی ہو اور میرے محبتین کے دلوں میں الہام ڈال کہ اپنے اس بھرتنگ بھائی کے پس ماندوں کے لئے جو میکس اور بے سامان رہ گئے کچھ ہمدردی کا حق بجا لاویں :-

اسے خدا سے چارہ سائے نہ دل اندوہ گین۔	اسے پناہ عاجزوں آئرزگار مذنبین
از کرم آن بندہ خود را بجنبشش تا نواز	و این جدا افتادگان را از ترحم تا بہ بین

میں نے بطور نمونہ، کچھ چند دوستوں کا ذکر کیا ہے، اور ایسی رنگ اور اشیان کی میری اور دوست ہی ہیں جو کہ مفصل ذکر انشاء اللہ ایک مستقل رسالہ میں کر دیں گا۔ اب مضمون طول ہوا جاتا ہے اسی پر میں کرتا ہوں۔

اور میں ابجگہ اس بات کا اظہار بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میری سلسلہ  
بیعت میں داخل ہیں وہ سب کے سب اپنی اس بات کے لائق نہیں کہ میں انکی نسبت کوئی عمدہ  
ظاہر کر سکوں۔ بلکہ بعض خشک ٹھنڈوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ جنکو میرا خداوند جو میرا متوتی ہے  
مجھ سے کاٹ کر جلنے والی لکڑیوں میں پھینک دیگا۔ بعض ایسے بھی ہیں کہ اقل ائمنین ولسوزی  
اور اخلاص بھی تھا۔ مگر اب ان پر سخت قبض وارد ہے اور اخلاص کی سرگرمی اور مردانہ محبت  
کی نورانیت باقی نہیں رہی بلکہ صرف بالعم کی طرح مکاریاں باقی رہ گئی ہیں اور پوسیدہ دانت  
کی طرح اب بجز اس کے کسی کام کے نہیں کہ مونہ سے اگہا لکڑیوں کے نیچے ڈال دئے جائیں  
وہ تھک گئے اور درمانہ ہو گئے۔ اور بالکل دنیائے اپنی دام ترویج کے نیچے اٹھیں دبا لیا سو میں سچ  
کہہ سکتا ہوں کہ وہ عقرب مجھ سے کاٹ دیو جائیں گے بجز اس شخص کے کہ خدا تعالیٰ کا فضل و نعمت سے اس کا ہاتھ پھلے ہو۔ ایسی  
بہت ہیں جنکو خدا تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے چھ دیا ہے اور وہ میری طرف مجھ کی سرشارت میں ہیں اور میں انشاء اللہ کی دست  
اسجگہ میں بعض ان لوگوں کا دوسرے بھی دور کرنا چاہتا ہوں جو ذی قدرت لوگ ہیں اور اپنی تین بڑا فاض اور دیکھ  
مراہ میں خدا شدہ خیال کرتے ہیں۔ لیکن انی مالوں کو محل پہنچ کر شیعہ لکلی صحف میں اور کہتی ہیں کہ اگر ہم کی صداقت  
میں اللہ کا ناپا تے جو دین کی تائید کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہو تا تو ہم انکی نصرت کی راہ میں ایسے جو جگہ کے قرآن ہی ہو  
مگر کیا کریں ہر طرف ویسا دور کرنا ہمارا گرمی مگر ان لوگوں پر واضح ہے کہ دین کی تائید کیلئے ایک شخص ہی آیا لیکن ان کو خدا تعالیٰ نے

وہابیہ کی انتہائی مذہبی اور سیاسی تحریک ہے۔

تمہارے درمیان ہے اور یہی ہے جو بول رہا ہے۔ پر تمہاری آنکھوں پر بہاری پردے ہیں مگر تمہارے دل سچائی سے طبع نگار ہوں تو جو شخص خدا تعالیٰ کے ہم کلام ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کے آزمائش نامہ بت سہل ہے۔ اس کی خدمت میں آؤ اس کی صحبت میں دو تین گھنٹے رہو تا کہ خدا تعالیٰ چاہے تو ان برکات کی بارشیں جو اسپر ہو رہی ہیں اور وہ حقانی وحی کے انوار جو اس پر اتر رہے ہیں انہیں سے تم مجسم خود دیکھ لو۔ جو ڈھونڈنا ہے وہی پانا ہے جو کھٹکنا ہے اسی کے لئے کھولا جاتا ہے۔ اگر تم انکھیں بند کر کے اور اندھیری کو ٹھہری میں چھپ کر یہ کہو کہ آفتاب کہاں ہے تو یہ تمہاری عیبت محاکات ہے۔ اسی نادان اپنی کوٹھری کے کواڑ کھول اور اپنی آنکھوں پر سے پردہ اٹھا تو مجھے آفتاب نہ صرف نظر آئے بلکہ اپنی روشنی سے تجھے منور بھی کرے۔

بعض کہتے ہیں کہ انجمن قائم کرنا اور مدارس کھولنا یہی تائید دین کے لئے کافی ہے۔ مگر وہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس ہماری سہی کی انتہائی اغراض کیا ہیں۔ اور کیا کرنا اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہو سکتے ہیں سو انہیں جاننا چاہیئے کہ انتہائی غرض اس زندگی کا خدا تعالیٰ سے وہ سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلقات نفسانیہ سے چوڑا کر نجات کے سرچشمہ تک پہنچاتا ہے سو اس یقین کامل کی راہیں انسانی بنا و ظن اور تدبیروں سے ہرگز کھل نہیں سکتیں۔ اور انسانوں کا گہرا ہوا فلسفہ اس جگہ کچھ فائدہ نہیں پہنچاتا۔ بلکہ بہر روشنی ہمیشہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ سے ظلمت کے وقین آسمان سے نازل کرتا ہے اور جو آسمان سے آتا وہی آسمان کی طرف لیا جاتا ہے سو اسے دے لو جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک و شبہات میں گمراہ ہو چکے ہیں انہیں انسانی حیل سے خلاص ہو صرف اسی اور تہی اسلام پر تائید کرنا اور اپنی سچی رفاہیت اور اپنی حقیقی ہیودی اور اپنی آخری کامیابی اور انجمنیں تدبیروں میں نہ سمجھو جو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ کیجاتی ہیں۔ یہہ اشغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات کا پہلا ازینہ مقصور ہو سکتے ہیں مگر اصل مدعا سے بہت دور ہیں۔ شاید ان تدبیروں سے داعی چالاکیاں پیدا ہوں یا طبیعت میں پرفتنی اور ذہن میں تیزی اور خشک منطق کی مشق حاصل ہو جائے یا عالمیت اور فاضلیت کا لفظ حاصل کر لیا جائے۔ اور شاید مدت درازی تک تحصیل علمی کے بعد حاصل مقصود کے کچھ مدعی ہو سکیں۔ مگر تاریاق انزعاف اور وہ نمودار گزیرہ نمودار ہو جاسکے اور ہوشیار ہو جاوے ایسا نہ ہو کہ ٹھوکہ کھاؤ مباد اس سفر آخرت ایسی صورت میں پیش آوے جو حقیقت الحاد اور بے ایمانی کی صورت ہو یقیناً سمجھو کہ فلاح عاقبت کی

امیدوں کا تمام مدار و انحصار ان رسمی علوم کی تکمیل پر مرکب نہیں ہو سکتا اور اس آسمانی نور کے اترنے کی ضرورت ہی جو شکوک و شبہات کی الایشن کو دور کرتا اور ہوا و ہوس کی آگ کو بجھاتا اور خدا تعالیٰ کی کبھی محبت اور سچے عشق اور سچی اطاعت کی طرف کھینچتا ہے۔ اگر تم اپنی کانشش سے سوال کرو تو یہی جواب پاؤ گے کہ وہ سچی تھی اور سچا اطمینان کہ جو ایک دم میں روحانی تبدیلی کا موجب ہوتا ہے وہ ابھی تک تم کو حاصل نہیں۔ پس کمال افسوس کی جگہ ہے کہ جس قدر تم رسمی باتوں اور رسمی علوم کی اشاعت کے لئے جوش رکھتے ہو اس کا عشر مشیر بھی آسمانی سلسلہ کی طرف تمہارا خیال نہیں بٹھہری زندگی اکثر ایسے کھلوں کے لئے وقف ہو رہی ہے کہ اول تو وہ کام کسی قسم کا دین سے علاقمی نہیں رکھتے اور اگر ہے بھی تو وہ علاقہ ایک ادنیٰ درجہ کا اور اصل مدعا سے بہت پیچھے رہا ہوا ہے۔ اگر تم میں وہ حواس ہوں اور وہ عقل جو ضروری مطلب پر جا بٹھرتی ہے تو تم ہرگز اس نام نہاد کو جب تک وہ اصل مطلب تمہیں حاصل نہ ہو جائے۔ اسے لوگوں کو تم اپنے سچے خداوند خدا اپنے حقیقی خالق اپنی واقعی معبود کی شناخت اور محبت اور اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ پس جب تک یہاں جو تمہاری خلقت کی علت غائی ہے میں طور پر تم میں ظاہر نہ ہو تب تک تم اپنی حقیقی نجات سے بہت دور ہو۔ اگر تم انصاف سے بات کرو تو تم اپنی اندرونی حالت پر آپ ہی گواہ ہو سکتے ہو کہ بچائے خدا پرستی کے ہر دم دنیا پرستی کا ایک قوی ہیکل بُت تمہارے دل کے سامنے ہے جس کو تم ایک ایک سکند میں ہزار ہزار سجدہ کر رہے ہو اور تمہاری تمام اوقات عزیز دنیا کی جی جی تک بک بک میں ایسی مستغرق ہو رہے ہیں کہ تمہیں دوسری طرف نظر اٹھانے کی فرصت نہیں کہیں تمہیں یاد بھی ہے کہ انجام اس ہمتی کا کیا ہے۔ کہاں ہے تم میں انصاف۔ کہاں ہے تم میں امانت کہاں ہے تم میں وہ ماستبازی اور خدا ترسی اور دیانت داری اور فروتنی جسکی طرف تمہیں قرآن بتاتا ہے۔ تمہیں کہی ہوئے بسر سے برسوں میں بھی تو یاد نہیں آتا کہ ہمارا کوئی خدا بھی ہے کہیں تمہارے دل میں نہیں گزرتا کہ اس کے کیا کیا حقوق تم پر ہیں سچ تو یہ ہے کہ مننے کوئی عرض کوئی واسطہ کوئی تعلق اس قیوم حقیقی سے رکھا ہوا ہی نہیں اور اس کا نام تک لینا تم پر مشکل ہے اب چالاک سے تم لڑو گے کہ ہرگز ایسا نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کا قانون قدرت تمہیں شرمندہ کرتا ہے۔ جبکہ وہ تمہیں جنماتا ہے کہ ایمانداروں کی نشانیاں تم میں نہیں۔ اگرچہ تم اپنی ذہنی و فکری اور سوچوں میں بڑے زور سے اپنی دانشمندی اور ممانت رائے کے مدعی ہو۔ مگر تمہاری لیاقت تمہاری نکتہ دہی تمہاری دوراندیشی صرف دنیا کے کناروں تک ختم ہو جاتی ہے اور تم اپنی اس عقل کے ذریعہ



سے اُس دوسرے عالم کا ایک ذرہ سا گوشہ ہی نہیں دیکھ سکتے جسکی سکونت ابدی کے لئے ہوئی ہے۔  
 رحیم پیدا کی گئی ہیں تمام دنیا کی زندگی پر ایسی مہربانی کی جو کسی شخص ایک چیز ہمیشہ ریتوالی پر مہربان ہو تا ہو۔ مگر  
 وہ دوسرا عالم جسکی خوشیاں ہم اہلیناں کے لائق اور دائمی ہیں وہ ساری عین ایک مرتبہ بھی تمہیں یاد نہیں آتا کیونکہ تمہیں ہے  
 کہ ایک بڑے اسلام سے کم قطعاً غافل اور آنکھیں بند کئے بیٹھے ہو۔ اور جو کز شمشینی کز آشتنی امور  
 ہیں انکی ہوس میں دن رات سر مٹ دوڑ رہے ہو تمہیں خوب خبر ہے کہ بلاشبہ وہ وقت  
 تم پر آئے والا ہے کہ جو ایک دم میں تمہاری زندگی اور تمہاری ساری آرزوؤں کا خاتمہ کر دیگا مگر عجیب  
 شقاوت ہے کہ باوجود اس علم کے پھر اپنے تمام اوقات دنیا طلبی میں ہی برباد کر رہے ہو۔ اور  
 دنیا طلبی بھی صرف وسائل جائزہ تک محدود نہیں بلکہ تمام ناجائز وسیلے جھوٹے اور دغا سے لیکر نا  
 کے خون تک تمہیں حلال کر رکھے ہیں اور ان تمام شرمناک جرایم کے ساتھ جو تم میں پھیلے ہوئے  
 ہیں کہتے ہو کہ آسمانی نور اور آسمانی سلسلہ کی ہمیں ضرورت نہیں۔ بلکہ اُس سے سخت عداوت رکھو  
 ہو۔ اور تمہیں خدا تعالیٰ کے آسمانی سلسلہ کو بہت ہلکا سمجھ رکھا ہے۔ یہاں تک کہ اُس کے ذکر کرنے  
 میں بھی تمہاری زبانیں کراہت سے بہرے ہوئے الفاظ کے ساتھ اور بڑی رعوت اور ناک  
 چڑھائی کی حالت میں ہجو کا حق ادا کرتی ہیں۔ اور تم بار بار کہتے ہو کہ ہمیں کیونکر یقین آوے کہ یہ سلسلہ  
 منجانب اللہ ہے۔ میں ابھی اس کا جواب دیکھکا ہوں کہ اس درجہ کو اُس کے پہلوں سے اور  
 اس نیز کو اُس کی روشنی سے شناخت کر دو گے۔ میں ایک دفعہ یہ پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے۔ اب تمہارے  
 اختیار میں ہے کہ اس کو قبول کر دیا نہ کرو۔ اور میری باتوں کو یاد رکھو یا لوح حافظہ سے ٹہلا دو۔  
 جیسے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیار دہا یا د آئیں گے تمہیں میرے لیکن میرے بعد

## خاتمہ مشغل بد فتنہ تفرقہ حالات اسلام

بر پریشان حالی اسلام و قحط المسلمین  
 سخت شورش و فتنہ و اندر جہان از کفر کین  
 نے تراشد عیب در ذات خیر المسلمین  
 ہست در شان امام پاکبازان کتبچین  
 آسمان را می سوزد رنگ بار و بر زمین۔

سے سوزد رنگون بار و دیدہ ہر اصل دین  
 دین حق را گردش آمد صعبانک و ہلکین  
 آنکہ فتنہ دوست از ہر خیر و خوبی بے نصیب  
 آنکہ در زندان ناپاکی مست مجوس اسیر  
 تیر پر محصور سے بار و جیشے بد گھر

پیش چشمان شہاد اسلام خاک اوقتا د  
 ہر طرف کھڑست جو شان ہجو اذاج نینید  
 مردم ذی مقدرت مشغول عشرت ہو خوش  
 عالمان ساروز و شب باہم دنیا از جو شمس  
 ہر کسے از ہر نفس دون خود طرے گرفت  
 اے مسلمانان چہ آثار مسلمانی ہمیں ست  
 کلخ و نیار اچہ استحکام در چشم شامت  
 قور موت آمد قریب ای غافلان گلرش کنید  
 نفس خود را بستہ دنیا مدار ای ہوشمند  
 دل مدہ الایدلدارے کہ کُشنش دایم ست  
 این خردمند کہ اود یوانہ را ہشش بود  
 ہست بجا عشق اود آب حیات لاندوال  
 ای برادر دل مند در دولت دنیا و دواں  
 اتقانی جید کن از ہر وین با جان و مال  
 از عمل ثابت کن آن نورے کہ در ایمان  
 یاد آیا سیکہ این دین مرجع ہر کیش بود  
 بر زمین گستر وظل تربیت از نورِ علم و  
 این زمانے آچنان آمد کہ ہر ابن الجہول  
 صدر ہزاران ابلہان از دین پروں برداشت  
 بر مسلمانان ہمداد بار زین راہ اوقتا د  
 گر بگرد و عالمے از راہ دین مصطفیٰ  
 فکر ایشان عرق ہر دم در رہ دنیا و دواں  
 ہر کجا در مجلسے فسق ست ایشان صدرشان  
 با خرابات آشتیا بیگانہ از کوئے مہوشی

صمیمت عذر د پیش حق ای مجمع المتلعین  
 دین حق بیمار و میکس پھر زین العابدین  
 خرم و خندان نشستہ با بتان ناز مین و  
 زابلان غافل سراسر از ضرورت ہاکی دین  
 طرف دین خالی شد و ہوشے حسبت کن  
 دین ہمین ابتر شما در جیفہ و نیار ہمین  
 یا مگر از دل پروں گروید موت اولین  
 ڈورے تاکے بخوبان لطیف و در جبین  
 در تلخی با ربی دقت انفاس پسین و  
 تاسہ در دایمی یابی ز خیر الحسنین  
 ہوشیار لگہ مست روے آن یار حسین  
 ہر کہ نوشید ست او ہر گز نمیر و بعد زین  
 در ہر خون ریز ست در ہر قطرہ این انگبین  
 تا ز رب العرش یابی خلعت صد آفرین  
 دل چو دادی یوسفے را راہ کنعان را گرین  
 عالمے را دارانید از رہ دیو لعین و  
 پائے خود سے ز دروازہ ہر چرخ برین  
 از سفاہت میکند تگزیب این دین تین  
 صدر ہزاران جاہلان گشتند صید المسکرین  
 کر پیے دین بہت شان نیست باغیرت قرین  
 از رہ غیرت نے جنبد ہم مثل حسین و  
 مال ایشان غارت اندر راہ نسوان و بنین  
 ہر کجا ہست از معاصی حلقہ ایشان نگین  
 نفرت از ارباب دین تاسے پرستان ہفتین

چون ندید اندر دل این قوم صدق المخلصین  
شوسے اعمال شان آورد آیامی پسین و  
باز چون آید بیا بدیم ازین ره بالیقین  
باز کے بینیم آن فرخنده آیام و سنین و  
کثرت اعدا ملت قلت انصار دین و  
یا مابر و دار یارب زین مقام آتشین و  
گر آن سر آتشیم کن روشن ز آیاتی تبیین  
نیست امیدم که ناکام بمیرانی درین  
صداقان را دست حق باشد نهان و آفتین

روگردانید دلدار سے کہ صدا خلاصہ داشت  
آن زمان دوات اقبال ایشان در گزشت  
از ره دین پرور سے آمد عروج اندر نخست  
یا آہی باز کے آید ز تو وقت مدد  
این دو فکر دین احمدی مغر جان گد اخت  
اسے خدا زود آور با آب نصرت با مبار  
اسے خدا نور ہدی از مشرق رحمت ہمار  
چون مرانشیدہ صدق اندرین سوز و گداز  
کار و بار صداقان ہرگز نہ تمام

### ار شتہار عام معترضین کی اطلاع کیلئے

ہم نے ارادہ کیا ہے کہ موجودہ زمانہ میں جبکہ مختلف فرقے اور مختلف رائے کے اگوی اسلام پر  
یا تعلیم قرآنی پر ہمارے سید و مولیٰ جناب عالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے ہیں یا جو  
کچھ ہمارے ذاتی امور کے متعلق نکتہ چینیان کر رہے ہیں یا جو کچھ ہمارے الہامات اور ہامی الہامی  
دعاویٰ کی نسبت اٹکے دلوں میں شبہات اور دوساوس ہیں ان سب اعتراضات کو ایک رسالہ کی صورت  
پر نمبر وار مرتب کر کے چھاپ دین اور پھر انہیں نمبروں کی ترتیب کے لحاظ سے پہلے ایک اعتراض اور  
سوال کا جواب دینا شروع کریں۔ لہذا عام طور پر تمام عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں اور یہودیوں  
اور مجوسیوں اور ہرولین اور برہمنوں اور طبیوں اور فلسفیوں اور مخالف الرائے مسلمانوں وغیرہ  
کو غنی طب کر کے اشتہار دیا جاتا ہے کہ ہر ایک شخص جو اسلام کی نسبت یا قرآن شریف اور ہمارے سید اور  
مقتدا و خیر الہی کی نسبت یا خود ہماری نسبت ہمارے منصب خدا و کی نسبت ہمارے الہامات کی نسبت کچھ  
اعتراضات لکھتا ہے۔ تو اگر وہ طالب حق ہے۔ تو اس پر لازم و واجب ہے کہ وہ اعتراضات و شخط قلم کی صورت  
پر کر کے ہمارے پاس بھیجے تا وہ تمام اعتراضات ایک جگہ اکٹھے کر کے ایک رسالہ میں نمبر وار ترتیب دیکر چھاپ  
دے۔ یہی جائز اور پھر ہر ایک ایک کا مفصل جواب دیا جائے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَائِعِ الْاٰهْلِی -  
اَللّٰهُمَّ حَاكِمًا مِّنَا غَلَامِ اَحْمَدِ زَقَادِیَانِ ضَلَعِ گُورِ اَسَدِ پُرِ بَجَابِ (۱۰) حَاجِی الدِّیْنِ سَنَہِ ۱۲۸۵





اَلَّذِي تَتَمَّ بِاَيَاتِي وَلَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِ

الْجَوْثَمِ اسورة النمل \*

# ضِيَاءُ الْحَقِّ

در مطبع ضیاء الاسلام قزوین به نام حکیم فضل بن حسین  
بهیری مالک مطبع مطبوع هوا

۱۲۹۵ هـ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

# اشہاد کتاب النور

یہ اکب نہایت عجیب، حریف کتاب ہے جسکی طرف قرآن شریف کے بعض جگہ تائیدات ہیں نہ تو  
ولائی سقرانِ عظیم نے یہ ہی دنیا پر ایک پہاڑی احسان کیا ہے جو اختلافات کا اصل فلسفہ بیان کر دیا اور پھر  
اس حقیقی حکمت پر پہلے فلسفہ کا انسانی بولیاں کس متبع اور وعدہ سے نکلی ہیں اور کیسے وہ لوگ جو کہ ہیں  
رہے جنہوں نے اس بات کو قبول کیا جو انسانی بولی کی جڑ خدا تعالیٰ کی تعلیم ہے اور واضح ہو کہ  
اس کتاب میں تحقیق الالسنہ کی رو سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ وہاں صرف قرآن شریف ایک ہی کتاب ہے  
جو اس زبان میں نازل ہوا ہے جو اُمّ الالسنہ اور الہامی اور عام بولوں کا منبع اور جسے چاہتے ہیں  
ظاہر ہے کہ الہی کتاب کی تائید و تائید اور فضیلت اسی میں ہے جو ابی زبان میں ہو جو خدایہ کے نہیں  
اور اپنی خوبیاں میں نام نہادوں سے بڑی ہوئی اور اپنی نظام میں کامل ہو اور جب ہم کسی زبان میں وہ کمال پاویں  
ہیں کہ ہمارے انسانی طاقتیں اور بشری بنا، عین عجز جنہوں اور وہ تو ہاں دکھیں جو دوسری زبان  
ان سے فاصلہ اور محسوس ہو اور وہ خواہ متادمہ کریں جو خدا تعالیٰ کے قدیم اور صحیح علم کے کسی مخلوق کو نہ  
موجود نہ ہو سکے تو یہی ماننا پڑتا ہے کہ وہ زبان خدا خالی کس طرف سے ہے سو کمال اور عین تحقیق کے لئے معلوم ہوا  
کہ وہ زبان عربی ہے اگرچہ بہت سے لوگوں نے ان زبانوں کی تحقیقات میں اپنی عمریں گزار دی ہیں اور  
بہت کوشش کی ہے جو اس بات کا پتہ لگا دیں حوام الالسنہ کون سی زبان ہے مگر چونکہ انکی کوششیں  
خط مستقیم پر نہیں تھیں اور نیز خدا تعالیٰ سے نوبت یافتہ نہ تھے اسلئے وہ کامیاب نہ ہو سکے اور یہی وجہ تھی  
کہ عربی زبان کی طرف انکی پوری توجہ نہیں تھی بلکہ ایک غل نہا انہادہ حقیقت شناسی سے محروم رہ گئے تھے  
خدا تعالیٰ کی تفسیر اور پاک کلام قرآن شریف ہے اس بات کی ہمارے ہر عربی کہ وہ الہامی زبان اور اُمّ الالسنہ

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کز وجودش ہر وجود آشکار  
 ذرہ ذرہ رہ نماید سوے او  
 آن مَخِ بمثل خود جلوہ نما  
 دست ہر شاخ نماید راہ او  
 ہر پلور سے تابع منشور است  
 ہر قدم جوید در باجہ او  
 گمراہی گمست ہر کوی است  
 صد ہزاران کرد ضعت تا پید  
 بی نہایت اندین اسرار است  
 تا از راہ ہمدی دایم یاد  
 کو نما ند خاکیان خاک را  
 تا شناسی از ہزاران آنچه است

حمد و شکر آن حُسن آ کردگار  
 این جہان آئینہ دار روی او  
 کرد در آئینہ ارض و سما  
 برگیا ہے عارف بنگاہ او  
 نور مہر و مہر ز فیض نور او است  
 ہر سرے سرے ز خلوت گاہ او  
 مطلب ہر دل جمال روی او است  
 مہر و ماہ و انجم و خاک آفرید  
 این ہمہ صنّش کتاب کار او است  
 این کتاب ہے پیش چشم ما نہاد  
 تا شناسی آن حُسن پاک را  
 تا شود معیار ہر وحی دوست



تا خیانت را نماند هیچ راه  
 بس جهان شد آنچه آن داد و خواست  
 مشرکان و آنچه پوزش میکنند  
 گر بگوئی غیر را رحمان خدا  
 در تراشی بهم آن یکسایه  
 باز بان سال گوید این جهان  
 نه پدر دارد نه فرزند و نه زن  
 یکدمه گر شرح فیضش کم شود  
 یک نظر قانون قدرت رایه بین  
 کاخ دنیا را چه دید استی بنا  
 عابد آن باشد که پیش فانی است  
 ترک کن ناراستی هم عذر خام  
 راه بدرانیک اندیشیده  
 روزه خود - خود می نماید آن گان  
 آن رخنه کان فعل حق بنموده است  
 و آنچه خود کردی بسته داری براه  
 اے دو چشم بسته از انوار او  
 این چنین در افترا ما چون پری  
 دل چربندی درین دنیا مدون  
 از پئے دنیا بریدن از خدا  
 چون شود بخشایرش حق برکے

تا حجب اگر دو سفیدی از سیاه  
 کار و شش شاهد گفتاری است  
 این کو ان تیر و بزش میکنند  
 تفت زنده بر روی تو اضر سما  
 بر تو بار و لعنت زیر و زبر  
 کان خدا فردست مقیوم گان  
 نه مبدل شد زایام گن  
 این هم خلق و جهان بر هم شود  
 تا شناسی شان رب العالمین  
 کز پئے آن میگذاری صدق را  
 عارف آن گوید شش لافانی است  
 میل سوس راستی چون شد حرام  
 اے هداک الله چه بفهمیده  
 تو کشی تصویر او چوں کو دو کان  
 و حقیقت روزه حق آن بوده است  
 بت پرستی هکنی شام و بگاه  
 چون نه بینی روزه او در کار او  
 یا مگر از ذات بیچون منکری  
 ناگهان خواهی شدن زین جابر  
 بس همین باشد نشان اشتقا  
 دل نمے ماند بدنیائش بے

لیک ترک نفس کے آساں بود  
 آن خدا خود را نمود از کار خویش  
 ہرچہ اور ابو از حسن مزید  
 تو کشی از پیش خود تصویر او  
 آنکہ خود از کار خود جلوہ نما  
 اے شکر این ہمہ مولای ماست  
 ہرچہ قرآن گفت میگوید سما  
 بس ہمین فخر ہے بود اسلام  
 گوید شرف انسان کہ از حدش عیا  
 غیر مسلم خود تراشد پیکرش  
 خود ترا کشیدہ نمیکرد و خدا  
 زمین ترا کشیدن چہاں شد تباہ  
 چون تو کوہے نیستی چشم کشا  
 ہر طرف بشنو صدای القید  
 بیچ مخلوقے خداے خود گیر  
 پیش او لرزد زمین و آسمان  
 گر خد گوی ضعیفے را بزور  
 دل سے داند خدا مجز آن خدا  
 از رہ کین و تعصب دور شو  
 کین ریاض عقل را دیران کسہ  
 کے بشر گرد و خد کے لایزال

مردن و از خود شدن یکسان بود  
 کرد قائم شاہد گفتار خویش  
 حلیہ آن پیش چشم کشید  
 خالق او میشوی سے تیرہ خو  
 آن خدا نے آنکہ خود از دست ہا  
 آنکہ قرآن مارج او جا بجا ہست  
 چشم بکشا تا بہ بینی این ضیا  
 کو نماید آن خدای تام را  
 نے ترا شد از خودش چون گرگ  
 خود ترا شد قامت پا و سرش  
 ہمو طفلان بازی ہست و اقرا  
 کم کسی سے خدا بردست راہ  
 بین چہ ظاہر میکند ارض سما  
 ذوالجلال و ذوالعلیٰ نوز سے منیر  
 کے شود یک کر کے چوں آن تہیر  
 پس تو مشیت خاک را شلش  
 جان تو گوید کہ کذا بی و کور  
 این چنین افتاد فطرت را ابتدا  
 یک نظر از صدق کن پر نور شو  
 عاقلان را گمہ نادان گنہ  
 داوری ہاکم کن اے صید صلال

آب شور اند گفت بہست اعزیز  
 تو ہلا کی گرنجی آن خند  
 ہم بقران بین جلال آن تدبیر  
 مردم اند حسرت این مدعا  
 بہست قرآن در رہ دین رہ نما  
 آن گروہ حق کہ از خود مانی اند  
 فارغ افتادہ ز نام و عز و جاہ  
 دورتر از خود بسیار آمیختہ  
 از برون چون اجنبی دل پر زیار  
 دیدن شان میدہد یاد از خدا  
 آن ہمہ بود سرقان رہ برے  
 آن ہمہ زان دلبر سے جان یافتند  
 چشم شان شد پاک از شرک و شاد  
 نیت شان آنکہ نامش مطہ است  
 مے در شد رو کے حق در رو کے او  
 ہر کمال رہبری بردے تمام  
 اسی خدا سے چارہ آزار ما  
 ہر کہ ہر شہر مدد دل و جان شد  
 کے زمانہ کی برآید آن غراب  
 آنکہ اورا خلسے گیرد براہ  
 تا بعش سحر معانی میشود

ناز ہم کن اگر داری تمیز  
 آنکہ بنماید ترا ارض و سما  
 قول و فعل حق زلال یک غدیر  
 چون نئے خواہند خلق این چشمہ را  
 در ہمہ حاجات دین حاجت روا  
 آب نوش از چشمہ فرقانی اند  
 دل ز کف داز فرق افتادہ کلاہ  
 آبرو از بہر دوسے ریختہ  
 کس نداند راز شان جز کردگار  
 صدق و در زان جناب کسبہ یا  
 ہر یکے زان در شدہ پھول درے  
 جان چہ باشد روی جانان یافتند  
 شد دل شان منزل رب العباد  
 رہبر ہر زمرہ صدق و صفات  
 بوی حق آید ز بام و کوسے او  
 پاک روی و پاک رویان را امام  
 کن شفاعت کے او در کار ما  
 ناگہان جانے دریا نشفتہ  
 کو زمین مشرق صدق و صواب  
 نیستش چون رو احمد ہر ماہ  
 از زمین آسمانی مے شود

ہر کہ در راہ محبت زد قدم  
 تو عجب داری ز فوز این مقام  
 اسے کہ فخر و ناز بر عیسیٰ تربست  
 شد فراموشست خداوندی و دود  
 من ندانم این چه عقل است و کا  
 فانیان را نسبت با او محب  
 چارہ ساز بندگان قادر خدا  
 حافظ و ستار و جواد و کریم  
 توجہ دانی آن خدا سے پاک  
 مان دے ہر دم ز کفارہ زنی  
 نسخہ سہل است گریا بد سزا  
 لیکن زین ششم نئے یانی نشان  
 تا خدا بنیاد این عالم نہاد  
 چون ندارد فاسقے آن را پسند  
 مانگہ گاریم نالان نینہ ہم  
 ز ہر و تر یک است در مستتر  
 ز ہر ما دیدی نہ دیدی چارہ اش  
 چون دو چشمت دادہ اندای جہنم  
 یک نظر بین سوی این دنیا و دین  
 آنچہ داری از مستماع و منزلت  
 بایست تا مدتی جہد سے و راز

انبیاء شد شیل آن محترم  
 پای بند گشتن صبح و شام  
 بندہ عاجز بچشم تو خداست  
 پیش عیسیٰ او خدا دی در سجود  
 بندہ را ساختن ربّ السما  
 از صفات او کمال است و بقا  
 آنکہ نماید تا ابد بروے فنا  
 بیکسان را یار و رحمان کریم  
 آن جلال تو وادی خاک را  
 پس نہ مردستی کہ کمتر از نہ فی  
 زید و گردو بکر زان فعلش را  
 در ورق ہا سے زمین و آسمان  
 ظلمے ہم ننگ دارد زین فناء  
 چون پسند و حضرت پاک بلند  
 او غیور سے ہست رحمان کریم  
 آن کشد این سے دھند جان کر  
 آنکہ بودہ از ازل گفت راہ اش  
 پس چرا پوشی یکے وقت نظر  
 چون بگروی از پیے آن سرنگون  
 بے مشقت بمانگش و صلت  
 تا خدای از کثرت خود مانے فرزند

چون ہمیں قانونِ قدرت اوقناد  
خوب گفت آن قادرب الورد  
ہم دینِ معنی ست گرتو بشنوی  
گندم از گندم برودید جوز جو  
انکہ برکتِ بارہ ناخستہ باد  
دین و دنیا جہد خواہد ہم تلاش

بس ہمیں یاد آرد کشتِ معاد  
لیس لالانِ الہامی  
یادگار مولوی درشنوی  
از مکافاتِ عمل غافل مشو  
عقل و دین از دست خود کیست  
روبرائش جہد کن نادانِ باش

## اما بعد

واضح ہو کہ اس رسالہ کی تحریر کا یہ باعث ہے کہ ہم نے پہلے اس سے چار قطعہ اشتہارِ اتم صاحب کے بارے میں شائع کئے تھے جنہیں پادری صاحبان کو بخوبی سمجھا یا گیا تھا کہ وہ حقیقت وہ پیش گوئی پوری ہو چکی ہے جو ہم نے مشرعب اللہ اتم کے بارے میں کی تھی لیکن افسوس کہ پادری صاحبوں نے ہمارے ان اشتہارات کو توجہ سے نہیں پڑھا۔ اور اب تک بگوی اور بے حدلی اور بے شرم سے باز نہیں آتے۔ اور اس بیہودہ بات پر بار بار زور دیتے ہیں کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ لیکن جتنے جو ہمارے ذمہ فرض تھا ادا کر دیا یعنی یہ کہ اگر اتم صاحب نے رجوعِ حق نہیں کیا جو پیشگوئی کی ضروری اور قطعی شرط تھی تو وہ جلسہ عام میں قسم کھا کر چار ہزار روپیہ بطورِ تادان کے ہم سے لیلین۔ مگر اتم صاحب نے قسم کھانے سے انکار کیا۔ اور ہم چار ہزار کے اشتہار میں ثابت کر چکے ہیں کہ یہ عند ان کا کہ قسم ان کے مذہب میں منع ہے سراسر دروغ بے فروغ ہے۔ اور ان کے نزدیک ہمیشہ قسم کھاتے رہے ہیں۔ مگر اتم صاحب نے ان ثبوتوں کا کچھ جواب نہ دیا۔ ان ڈاکٹر مارٹن کلارک نے امرتسر سے ایک گندہ اشتہار جو انکی بدبو دار فطرت کا ایک نمونہ تھا جاری کیا۔ جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ ہمارے مذہب میں قسم کھانا ایسا منع ہے جیسا

۷  
 کہ مسلمانوں میں سور کا گوشت کھانا۔ مگر افسوس کہ انکو یہ خیال نہ آیا کہ اگر قسم کا کھانا  
 سور کے گوشت کی برابر ہے تو یہ سور قسم کھانے کا پولوس صاحب اپنی  
 تمام زندگی میں کھاتے رہے پطرس نے بھی کھایا تو پھر آتھم صاحب پر کیوں  
 حرام ہو گیا۔ اس بات کو کون نہیں جانتا کہ قسم کھانا عیسائیوں میں صرف جائز ہی نہیں  
 بلکہ بعض مقعون میں واجبات سے ہے۔ انگریزی عدالتیں جو کسی شخص کو خلاف مذہب  
 مجبور نہیں کرتیں انہوں نے بھی عیسائی مذہب کو قسم کھانے سے باہر نہیں رکھا اور خود  
 آتھم صاحب کا عدالتوں میں قسم کھانا ثابت ہے اسلئے چاہئے تھا کہ حضرات پاوی  
 صاحبان یا تو آتھم صاحب کو قسم کھانے پر مجبور کرتے یا ان سے نالش کرواتے تا  
 اسی کی ضمن میں انکو قسم کھانی پڑتی اور یا عام شہاد دیتے کہ حقیقت آتھم صاحب ہی  
 دروغ گو ہیں۔ لیکن انہوں نے بجائے اسکے سراسر سٹ دھرمی سے گالیاں دینی  
 شروع کر دیں اور یہ ناجائز عرض کیا کہ آتھم کھلے کھلے کب اسلام لایا۔ مگر ایک سلیم  
 طبع انسان سمجھ سکتا ہے کہ وہ شرط جو پیش کی گئی ہے اس شرط کے یہ لفظ نہیں ہیں۔ اگر اگر آتھم  
 کھلے کھلے طور پر اسلام لے اوسے کا تو وہ موت سے بچ گیا ورنہ نہیں بچا۔ شکیلی  
 میں صرف رجوع کی شرط ہے اور رجوع کا لفظ پوشیدہ طور پر حق کے قبول کرنے پر بھی دلالت کرتا ہے  
 پس اس صورت میں کھلے کھلے اسلام کا مطالبہ سراسر حماقت ہے۔

سو چنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کا اپنے الہام میں ان الفاظ کا ترک کرنا کہ آتھم کھلے  
 کھلے طور پر اسلام لے آگیا اور اسکے مقابل پر رجوع کا لفظ استعمال کرنا جو ایک ادنیٰ تا  
 اتفاقات الی الحق پر بھی صادق آسکتا ہے۔ صاف یہ پیرایہ بیان دلالت کرتا تھا  
 کہ کھلا کھلا اسلام لانا ضروری منشا پریشگیوں کا نہیں۔ اگر یہی ضروری ہوتا تو اصل الفاظ جن  
 یہ مطلب بوضاحت ادا ہوتا ہے کیوں چھوڑ دیئے جاتے۔ یہ ایک ایسی بات  
 ہے جو ہر ایک منصف کے لئے غور کرنے کی جگہ ہے۔ اور تین یقین نہیں کرتا کہ

نوٹ: خدایم حکیم پریشگیوں کی شرط میں کھلے کھلے اسلام کا ذکر کرنا خود اس بات کی طرف اشارہ ہے

کوئی پاک دل آدمی ایک خط بھی اُس پر غور کر کے پھر شلوک و شبہات کی مشکلات میں پڑے۔  
 مخالفوں کا سارا سیاق و سباق تو اس بات پر ہے کہ اتھم نے اپنی زبان سے عام لوگوں  
 میں اقوال اسلام کیوں نہ کیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا ایسے کھلے کھلے اسلام لانے کی  
 پیشگوئی میں شرط تھی کیا اُس تحریر میں جس پر ذیقین کے دستخط بروز مباحثہ ہو گئے تھے  
 یہ درج تھا کہ مذاہب نہ وارد ہونے کی یہ شرط ہے کہ اتھم کھلے کھلے طور سے شرف  
 اسلام ہو جائے۔ بلکہ کھلے کھلے تو کیا اُس تحریر میں تو اسلام کا بھی کچھ ذکر نہیں تھا صرف  
 رجوع الی الحق کی شرط ہے اور ظاہر ہے کہ رجوع کا لفظ جیسا کہ کبھی کھلے کھلے اسلام  
 لانے پر بولا جاسکتا ہے ایسا ہی کبھی دل میں تسلیم کرنے پر بھی اطلاق پاتا ہے۔ اس  
 سے تو یہی ثابت ہوا کہ اتھم کے کھلے کھلے اسلام لانے پر کوئی قطعی شرط نہ تھی نہ کیا  
 یہ کہ دو احتمالوں میں سے یہ بھی ایک احتمال تھا پھر اسی پر زور دینا کیا ایمانداری کا کام  
 تھا۔ جبکہ ایک احتمال کی رو سے خود اتھم نے اپنی کنارہ کشی اور خوف زدہ حالت  
 دکھلا کر پیشگوئی کی صداقت ظاہر کر دی تو کیا یہ ایک بد ذاتی نہیں جو اُس نتیجہ کو چھپایا  
 جائے جو اسکی خود اپنی کنارہ کشی سے اور خوف حالت سے پیش گوئی کی نسبت قائم  
 ہو گیا۔ بہتے کب اور کس وقت اتھم کے کھلے کھلے اسلام لانے کی شرط درج کی تھی۔ پھر جنوں  
 نے کھلا کھلا اسلام لانا ضروری سمجھا کیا انہوں نے سراسر بددیانتی سے حق پوشی نہیں  
 کی۔ کیا انہوں نے ہمارے الفاظ کو نظر انداز کر کے مجراۓ خیانت کا ارتکاب نہیں کیا  
 کیا یہ سچ نہیں ہے کہ یہ کہنا کہ بشرطیکہ کھلا کھلا لوگوں کے روبرو اسلام لے آوے  
 اور یہ کہنا کہ حق کی طرف رجوع کرے یہ وہ وزن فقرے ایک ہی وزن کی کیفیت نہیں رکھتے  
 اور یہ کہنا کہ زید جو ایک لفرانی ہے اُسے رجوع بھی کیا ہے ہرگز اپنی دلالت میں اس  
 دوسرے قول کے مساوی نہیں کہ زید کھلے کھلے طور پر شرف اسلام ہو گیا۔ بلکہ رجوع حق  
 ہونے کی خبر میں اس بات کا احتمال باقی ہے کہ بعض قراین قویہ سے اسلام لایا گیا نتیجہ نکالا گیا

اور ہنوز کھلے کھلے طور پر زید مشرف باسلام ہوا ہو اسی وجہ سے ایسی خبر کا سننے والا بابا رسول بھی کرتا ہے کہ کیا وہ کھلے کھلے طور پر مشرف باسلام ہوا یا سنور مخفی ہے اور بار بار یہ جواب پاتا ہے کہ نہیں کھلے طور پر نہیں بلکہ بعض قراین سے اُس کا رجوع معلوم ہوا ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ رجوع کا لفظ کھلے کھلے اسلام لانے پر قطعی الدلالت نہیں۔ بلکہ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں دونوں احتمالوں پر مشتمل ہے۔ اور ایک شق میں اسکو محصور کرنا ایسی بے ایمانی ہے جسکو جو ایک خبیث النفس کے اور کوئی شریعت الطبع استعمال نہیں کر سکتا۔ ان ایسے موقع پر مخالف ہم حق رکھتا ہے کہ قراین تو یہ کامطالبہ کرے۔ جن کی وجہ سے کہہ سکتے ہوں کہ فرد در پردہ رجوع بھی کیا گویا زبان سے اُس کا قایل نہیں۔ پس اس جگہ یہ سوال ضرور پیش ہو سکتا ہے کہ آتھم نے اپنے رجوع بحق ہونیکے کون سے قراین ظاہر کئے جن سے پیشگوی کا پورا ہونا ثابت ہو تو اس کا یہ جواب ہے کہ آتھم کا باوجود سخت اصرار یہاں تک کہ نالش کرنا جسکی ضمن میں اسکو ہمارے مطالبہ سے قسم کھانا بھی پڑتا۔ اول قرینہ اُس کے رجوع بحق ہونے کا ہے۔ اور پھر بعد اسکے اُس کا ڈرتے رہنے کا اپنی زبان سے رو رو کر اقرار کرنا یہ دوسرا قرینہ ہے۔ اور پھر ایک خوفناک حالت بنا کر اور سرسیمہ ہو کر شہر بشہر اُس کا بھاگتے پھرنایہ تیسرا قرینہ ہے۔ اور پھر یہ کہنا کہ غنی فرشتوں نے تین مقام پر تین محلے میرے پر کیئے یہ چوتھا قرینہ ہے۔ اور پھر باوجود چار ہزار روپیہ پیش کر نیکیے قسم نہ کھانا یہ پانچواں قرینہ ہے۔ اور تفصیل انکی حسب ذیل ہے۔

(۱) اول یہ کہ آتھم نے اپنا اُس خوف زدہ ہونیکی حالت سے جسکا اسکو خود اقرار بھی ہے۔ جو نور افشان میں شائع ہو چکا ہے بڑی معنائی سے یہ ثبوت دیدیا ہے کہ وہ ضرور ان ایام میں پیشگوئی کی عظمت سے ڈرتا رہا یعنی اُسے اپنی مضطربانہ حرکات اور افعال سے ثابت کر دیا کہ ایک سخت غم نے اسکو گھیر لیا ہے اور ایک جاننا اندیشہ ہر وقت اور ہر دم اس کے دھکی رہے جسکی ڈر آنے والے تشکلات نے آخر اسکو آخرت سے نکال دیا۔

واضح ہو کہ یہ انسان کی ایک فطری خاصیت ہے کہ جب کوئی سخت خوف اور گھبراہٹ اس کے دل پر غلبہ کر جائے اور غایت وجہ کی بھڑاری اور بیانی تک نوبت پہنچ جائے تو اُس خوف کے ہولناک نظارے طرح طرح کے تشکلات میں اوپر وارہ ہوئے شروع ہو جاتا



ہیں اور آخر وہ ڈرائے والے نظارے مضطربانہ حرکات اور بھاگنے کی طرف مجبور کرتے ہیں ایسی طرف تو ریت استثنائیں بھی اشارہ ہے کہ قوم اسرائیلی کو کہا گیا کہ جب تو نافرمانی کرے گا اور خدا تعالیٰ کے قوانین اور حدود کو چھوڑ دے گا تو تیری زندگی تیری نظریں بے ٹھکانہ ہوں گی اور خدا تجھ کو ایک ڈھکڑا اور چکی نمنا کی دیگا اور تیرے پانوں کے تلوے کو قرار نہوگا۔ اور جا بجا بھسکا پھیرے گا۔ چنانچہ بار بار ڈرانے والے مثلثات بنی اسرائیل کی نظر کے سامنے پیدا ہوئے۔ اور خوابوں میں دکھائی دیئے۔ جن کے ڈر سے وہ اپنے جینے سے ناامید ہو گئے۔ اور مجنونانہ طور پر شہر بشہر بھاگتے پھرے۔

غرض یہ ہمیشہ سے سنت اللہ ہے کہ شدت خوف کی وقت کچھ کچھ ڈرانے والی چیزیں نظر آجایا کرتی ہیں۔ اور جیسے جیسے بے آرامی اور خوف بڑھتا جاتا ہے وہ مثلثات شدت اور خوف کے ساتھ ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ اب یقیناً سمجھو کہ آئندہ کو انداز ہی پیشگوئی سننے کے بعد یہی حالت پیش آئی۔

جلتہ مباحثہ کے باوجود حاضرین پر یہ بات پوشیدہ نہیں۔ کہ پیشگوئی کے سننے کے ساتھ ہی آتھم کے چہرہ پر ایک خوفناک اثر پیدا ہو گیا تھا۔ اور اُسکے حواس کی پریشانی اسی وقت سے دکھائی دینے لگی تھی کہ جب وہ پیشگوئی اُسکو سنائی گئی۔ پھر وہ روز بروز بڑھتی گئی۔ اور آتھم کے دل و دماغ پر اثر کرتی گئی۔ اور جب کھل کو پہنچائی۔ جیسا کہ دافشان میں آتھم نے خود شائع کرا دیا تو ڈرائیو والی مثلثات کا نظارہ شروع ہو گیا۔ اور ابند اس سے ہوئی کہ آتھم کو خوفی سانپ نظر آنے لگے پھر تو غیر ممکن تھا کہ سانپوں والی زمین میں وہ بود و باش رکھتا۔ کیونکہ سانپ کی ہیبت بھی شیر کی ہیبت سے کچھ کم نہیں ہوتی۔ پس اُس نے ناچار ہو کر اُس زمین سے جہاں سانپ دکھائی دیا تھا جہاں اسکی نگاہ میں خاص اُسی کے ڈسنے کے لئے آیا تھا اُسی بعد دراز شہر کی طرف کوچ کرنا قرین مصلحت سمجھا۔ یا یوں کہو کہ سانپ کی رویت کے بعد پیشگوئی کی تصویر ایک ایسی جگہ کے ساتھ اُسکو نظر آئی کہ اُس جگہ کے مقابل پر وہ ٹھہر نہ سکا۔ اور اندوئی ٹھہر نہ سکا۔ بھانسنے پر مجبور کیا اور آتھم صاحب کا یہ قول کہ وہ سانپ تعلیم یافتہ تھا اور اُن کے ڈسنے کو ہماری جماعت کے بعض لوگوں نے چھوڑا تھا اُسکی بحث ہم مجدایان کر سکتے۔ بالفعل

یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ بموجب اقرار آتھم صاحب کے آتھم جوڑینکا ہفت وہ صاحب ہی تھا جس نے آتھم صاحب کو خوفناک صورت دکھا کر عین گرمی کے موسم میں انکو سفر کر نیکی تکلیف دی اور بڑی گھبراہٹ کے ساتھ بیوی بچوں سے اہنیں علیحدہ کر کے لڑھیانہ میں پھنچایا۔ مگر افسوس کہ وہ سانپ نہ مارا گیا۔ اور نہ اسکا کوئی چھوڑنے والا بکڑا گیا۔ کیونکہ وہ صرف نظر ہی آتا تھا اور کوئی جسمانی وجود نہ تھا۔ غرض کہ سانپ کی قہرچی جلتی اور اسکو دکھ کر آتھم صاحب کا آتھم کو چھوڑنا ایک ایسا امر ہے کہ ایک نصف حق جو کہ سب عقد و ایسی حل ہو جاتے ہیں۔ دنیا سب اندھی نہیں ہر ایک باتمیز سمجھ سکتا ہے کہ یہ الزام کہ گویا ہننے آتھم صاحب کو ڈسنے کے لئے ایک تعلیم یافتہ سانپ انکی کوٹھی میں چھوڑ دیا تھا عند العقل اصل حقیقت کیا رکھتا ہے۔ غرض یہ پہلا الزام ہے۔ یا یوں کہو کہ یہ وہ پہلا غیبی حملہ ہے جسکو معنی ہم میں اویسا سون میں شازدہ فیہ میں حسین ہمارے مخالف مولوی اور ان کے اوباش چیلے بھی میا بیوں کے ساتھ میں۔

مگر آتھم صاحب نے اس تعلیم یافتہ سانپ کا اوزیر اس بات کا کہ وہ ہماری طرف چھوڑا گیا تھا اب تک کوئی ثبوت نہیں دیا۔ اور ہم ابھی معقولی طور پر بیان کر چکے ہیں کہ یہ سانپ ہرگز باہر سے نہیں آیا۔ بلکہ آتھم صاحب کو ہی دل و دماغ سے نکلا تھا۔

چونکہ آتھم صاحب کے دل پر پیشگوئی کا نہایت قوی اثر ہو چکا تھا اور ہر وقت ایک شدت خوف اسکی نظر کے سامنے رہتا تھا اسلئے ضرور تھا کہ کوئی خوفناک نظارہ بھی انکی آنکھوں کے سامنے پھر جائے۔ لہذا انکی دہشت زدہ تخیل کو خونی سانپ نظر آ گیا جسکو عربی میں حئی کہتے ہیں۔ کیونکہ سانپ انسان کی نسل کا پہلا اور ابتدائی دشمن ہے اور زبان حال کہتا ہے کہ حی علی اللوکی یعنی موت کی طرف آجا اسلئے اس کا نام حئی کہ ہوا۔

پس چونکہ سانپ موت کا اقرار ہے اسلئے آتھم صاحب کو پہلے ہی دکھائی دیا جس کا آتھم صاحب نے نورافشان میں رو رو کر اقرار کیا ہے کہ فرویش موت سے ڈرتا رہا۔ پس ایسے ڈرنا والے کو اگر سانپ نظر آ گیا تو کوئی حقیقت شناس اس سے تعجب نہیں کریگا۔ اور ایسا نظارہ آتھم صاحب پر ہی کچھ محض نہیں کھتا بلکہ یہ تو عام قانون قدرت ہے کہ شدت خوف کی وقت

ایسے عجوبے ضرور دکھائی دیا کرتے ہیں پہلا یہ تو سانپ ہے بعض لوگ کمال خوف کی قوت جب وہ اندھیری رات میں اکیلے چلتے ہیں بھوت کو بھی دیکھ لیتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہوتی ہے کہ جب اندھیری رات اور تنہائی اور قبرستان کے بیابان میں لبرخوف غالب ہوا اور پروہشت تخیلات زبان آتش کی طرح اڑنے لگے تو پہر کیا تھانی الفو اکھوں کے سامنے ایک سیلابی شکل کے ساتھ حاضر ہو گیا۔ اور شکل یہ دکھائی دی کہ گویا ایک کالا بھوت دور سے دوڑا چلا آتا ہے جسکی شکل نہایت ہولناک اک پہاڑ کا پہاڑ کو تہ گردن سیاہ رنگ چوٹی آسمان پر تیز زمین پر موٹے موٹے ہونٹ زرد زرد دانت اور پھر بہت لمبے اور باہر نکلے ہوئے چبھتی ناک دبا ہوا تھا سرخ سرخ آنکھیں باہر نکلی ہوئی سر پر لمبے دو سینک موہنے سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ پس جبکہ ایسی حالتوں میں بھوت بھی نظر آیا کرتے ہیں۔ پھر اگر آتھم صاحب نے سانپ دیکھ لیا تو کیا غضب ہوا۔ ایسا سانپ دیکھنے سے کون انکار کرے گا کلام تو اس میں ہے کہ کوئی تعظیم یافتہ سانپ کسی انسان نے چھوڑا تھا۔ جو آتھم صاحب کی شکل نہایت سے خوب دلائل تھا افسوس کہ آتھم صاحب نے اس کا کوئی ثبوت نہیں دیا۔ کاش وہ قسم ہی کھا لیتے تا وہ اسی طرح اپنے من اس الزام سے بری کرتے جو ان بناوٹ کی باتوں سے اُنپر عائد ہو گیا ہے۔ مگر خیر ہم آپ بھی اُن کے بکلی مکتب نہیں۔ ہمارا تو ایمان ہے کہ ضرور ان کو سانپ نظر آیا تھا۔ مگر یہ سانپ انہیں کے تخیلات کا متبہ تھا۔ اور اس بات پر قطعی دلیل تھا کہ پیگمائی کی پوری عظمت اُن کے دل پر طاری ہو گئی تھی۔

یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح یونٹس کی قوم کو ملائک عذاب کے مثلثات میں دکھائی دیئے تھے۔ اسی طرح انکو بھی سانپ وغیرہ مثلثات دکھائی دیئے مگر ساتھ ہی ضروری طور پر اس بات کو ماننا پڑتا ہے کہ جس شخص کا خوف ایک مذہبی پیگمائی سے اس حد تک پہنچ جائے کہ اسکو سانپ وغیرہ ہولناک چیزیں نظر آویں یہ اتنا کہ وہ ہر اسان اور ترساں اور پریشاں اور بیتا اور دیوانہ سا ہو کر شہر بشہر بھاگتا پھرے۔ اور سڑی سڑی اور خوف زدہ کی طرح جا بجا بھٹکتا پھرے۔ ایسا شخص بلاشبہ یقینی یا ظنی طور پر اُس مذہب کا مصدق ہو گیا ہے جسکی تائید میں وہ پیگمائی کی گئی تھی۔ اور یہی معنی رجوع الی الحق کے ہیں۔ اور یہی وہ حالت ہے جسکو بالفرد رجوع کے مراتب میں سے

کسی مرتبہ پر محمول کرنا چاہیے اور میں جانتا ہوں کہ آٹھم صاحب کا اس پیشگوئی سے جو دین اسلام کی سچائی کے لئے کی گئی تھی جس کے ساتھ رجوعِ بخیر کی شرط بھی تھی اس قدر ڈرنا کہ سانپ نظر آئے اور تیروں اور تلواروں والے دکھائی دینا یہ ایسے واقعات ہیں جو ہر ایک دانشمند جو ان کو نظر کیجائی سے دیکھے گا وہ بلا تامل اس نتیجہ تک پہنچ جائیگا کہ بلاشبہ یہ سب باتیں پیشگوئی کے پُر زور نظارے ہیں۔ اور جب تک کسی کے دل پر ایسا خوفِ مستولی نہ ہو جو کمال درجہ تک پہنچ جائے تب تک ایسے نظاروں کی ہرگز نسبت نہیں آتی جو شخص گدب اسلام ہو۔ اور حضرت عیسیٰ کے دُور تک ہی الہام پر مہر لگا چکا ہو کیا وہ اسلامی پیشگوئی سے اس قدر ڈر سکتا ہے بجز اس صورت کے کہ اپنے مذہب کی نسبت شک میں پڑ گیا ہو۔ اور عظمتِ اسلامی کی طرف جھک گیا ہو۔

اگر باوجود ان قرآن کے پھر بھی آٹھم صاحب کو ان کی حق پوشی پر نہ پکڑا جاسے اور بہت ہی نرمی کیجاسے تاہم یہ مطالبہ اضافاً اُن کے ذمہ باقی رہتا ہے کہ جبکہ وہ اپنے خوف کے وجوہات کو یعنی تین حلوں کو اس پہلو پر ثابت نہیں کر سکے جس سے وہ تمام حلے انسانی حلے سمجھے جاتے تو اب اس سوال سے بچنے کے لئے کہ کیوں یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ بعید از قیاس مشابہات اُن کے جنہیں سے سب سے پہلے سانپ کے حمل کا مشاہدہ ہے اُنہیں کے پُر خوف تخیلات کا نتیجہ اور اُنہیں کے خوفِ زہ و دغ سے متحمل ہو گئے ہیں کم سے کم یہ ضروری تھا کہ وہ اس قریب العقل الزام سے اپنی بریت ظاہر کر نیکے لئے قسحہ کہا جاتے۔

یعنی جلسہ عام میں قسماً یہ بیان کر دیتے کہ وہ الہام کو منجانب اللہ الہام سمجھ کر نہیں ڈرے اور نہ حقیقتِ اسلام کی اُن کے دلیلیں سنا لی بلکہ واقعی طور پر تعلیم یافتہ سانپ سے لیکر اخیر تک تین متواتر حلے ہماری جماعت کی طرف سے اُن پر ہوئے۔ جس سے وہ ڈرتے رہے۔ کیونکہ اس مقدمہ کی صورت ایسی ہے کہ صرف ہمارا ہی الہام انگو لازم نہیں کرتا بلکہ ساتھ اس کے انگو اُنہیں کا قول و فعل بھی لازم کر رہے۔ اور یہ یاد رہے کہ یہ وہی آٹھم صاحب ہیں جنہوں نے بحث سے پہلے ایک اپنی

و متعلق نوشت ہو کر دیدی تھی۔ کہ کوئی نشان دیکھنے پر ضرور نہیں اپنے مذہب کی اصلاح کر لوں گا جس سے ہم تنبیہ نکالتے ہیں کہ وہ کسی قدر اصلاح کی اپنے اندر مجرب بھی رکھتے تھے سو خوفِ نظر سے جو ان کے لئے نشان کے حکم میں تھے اس پوشیدہ رجوع کے محرک ہو گئے۔

(۲) پھر دوسرا قریب یہ ہے کہ جب آتھم صاحبِ امت سے تعلیم سانپ کے حملہ سے ڈر کر بھاگے اور لڑہایا میں اپنے داماد کے پاس پناہ گزین ہوئے تو اس جگہ بھی شدید خوف کے دورہ کی وقت وہی مثلِ نظر آتھم صاحب کی آنکھوں کے آگے چھ گیا جو غلبہ خوف کے وقت پھر اکر رہا ہے۔ مگر ایک دفعہ انکو سانپ دکھائی نہیں دیا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک خوفناک حالت پیدا ہوئی یعنی یہ کہ بعض مسلح آدمی نیروں کے ساتھ انکو دکھائی دیتے کہ گویا وہ ان کے احاطہ کوٹھی کے اندر گریں قریب ہی آ پہنچے ہیں اور قتل کرنے کے لئے مستعد ہیں۔ ہمیں متعدد ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس حملہ کے بعد آتھم صاحب اپنی کوٹھی میں بہت روتے رہے اور کبھی یہ بیان نہیں کیا کہ کسی انسان نے حملہ کیا۔ بلکہ ہر وقت ایک پوشیدہ اتھم کا خوف ان کے چہرہ پر نمایاں تھا اور وہ خوف اور بے آرامی طبعی گئی اور دل کی غمناکی۔ اور وہ طر کا زیادہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ تھڑہ یہودیوں کی طرح پاؤں کے تلوہ نے پھر بقیہ رازی ظاہر کی۔ اور وہ کوٹھی بھی کچھ ڈراونی معلوم ہوئی۔ اور سچ بھی تھا کہ جس کوٹھی کے احاطہ میں ایسے مسلح پیادے یا سوار گھس آئے کہ باوجود سخت انتظام اور اہتمام پولیس کے لوگوں کے جو حفاظت کے لئے دن رات وہیں جے رہتے تھے کچھ نہ ہو گئے اور نہ ان کا حلیہ دریافت ہو سکا۔ اور نہ پتہ لگا کہ کس راہ سے آئے اور کس راہ سے چلے گئے اس خوفناک کوٹھی میں آتھم صاحب کیونکر رہ سکتے تھے۔

انسان فطرتاً ہی عادت رکھتا ہے کہ جب جگہ سے ایک مرتبہ اسکو خوف آوے تو پھر اسی جگہ رات رہنا پسند نہیں کرتا غرض انہیں وجہ سے آتھم صاحب کو لڑہایا بھی چھوڑ دیا لیکن اب بحث یہ ہے کہ کیا حقیقت میں کوئی جماعت نیروں یا تلواروں والی بمقام لڑہایا آتھم صاحب کی کوٹھی میں گھس آئی تھی؟

اس بحث کو ہم صرف ان دو کلموں سے طے کر سکتے ہیں کہ اگر بمقامِ امت سر

آتم صاحب پر فی الحقیقت کسی تعلیم یافتہ سانپ نے حملہ کیا تھا تو پھر آجگاہ بھی نیروں تلواروں والے آتم صاحب پر ضرور آپڑے ہوں گے۔ اور اگر آتم صاحب اُس پہلے حملے کے بیان کرنے میں صادق ہیں تو اس دوسرے حملے میں بھی صادق ہوں گے۔

لیکن افسوس تو یہ ہے کہ جیسے آتم صاحب بمقام آمر سر سانپ پکڑنے سے ناکام رہے اور اُسکو مار بھی نہ سکے یہی ناکامی آتم صاحب کو آجگاہ بھی نصیب ہوئی۔ باوجودیکہ پولیس کا انتظام اور داماد کی احتیاطیں آمر سر سے زیادہ تھیں۔

اور یہ افسوس اور بھی زیادہ ہوتا ہے جب ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ آتم صاحب جیسا ایک تجربہ کار سرکاری ملازم فیشنر جو دت دراز تاک اکثر کشتی کا کام کرتا رہا کیا وہ اس فوجداری قانون سے ناواقف تھا۔ کہ جب اس اقدام قتل تک نوبت پہنچی تھی تو وہ بذریعہ عدالت باضابطہ ہمارا چمکے تحریر کروا کر اس سے کہہ دیتا کہ میں لیٹا رہتا۔

یہ بات کچھ تھوڑی نہیں تھی کہ بقول انکو جو بعد میں بنائی گئی ہے کہ اقدام قتل کے لئے انپر حملہ ہوا۔ مگر ان سے تو اتنا بھی نہ ہو سکا۔ کہ اس ظالمانہ واقعہ کو چند اخباروں میں ہی درج کروا دیتے۔ بلکہ بقول شخصے کہ ”مشتہ کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باند زد“ ان باتوں کو اُسوقت ظاہر کیا کہ وہ وقت ہی گزر گیا۔ اور پندرہ جینے کی سیوا و شفقتی ہو گئی۔ پھر بھی بارہا دوستوں نے بہت زور مارا کہ آتم صاحب اب بھی نالاش کر دیں۔ مگر چونکہ وہ اپنے دل میں جانتے تھے کہ یہ سب آسمانی اُمور میں اور سمجھتے تھے کہ نالاش کرنا تو آپ اپنے ہاتھ سے ہلاکت کا سامان جمع کرنا ہے۔ اور خود اسقدر شوخی بھی خطرناک ہے کہ اپنے خوف اور رجوع کو اور پہلو میں لا کر چھپا دیا اور خدا تعالیٰ کے احسان کو یاد نہ رکھا !!! اسی لئے انہوں نے باوجود ڈاکٹر کمارک کے بہت سے سپاہی کے نالاش نہ کی۔ اور یہ بھی انہیں معلوم تھا کہ نالاش کی تقریب پر قسم بھی دی جائیگی۔ پس اسی خرخشہ سے جو انکی جان پر ڈال لاتا تھا کنارہ کیا۔

مگر تاہم یہ کنارہ کشتی بے سود ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑتا۔ نادان پادریوں کی تمام یاوہ گوئی آتم کی گردن پر ہے۔

اگرچہ آتھم نے نالش اور قسم سے پہلو تھی کر کے اپنے اس طریق سے صاف بتا دیا کہ ضرور رجوع سمجھتی کیا۔ اور تین حملوں کی طرز وقوع سے بھی بتا دیا کہ وہ حملے انسانی حملے نہیں تھے مگر پھر بھی آتھم اس جرم سے بری نہیں ہے کہ اُس نے حق کو علانیہ طور پر زبان سے ظاہر نہیں کیا !!! صرف اُس کے افعال پر غور کر نیسے عقلمندوں پر حقیقت ظاہر ہو گئی۔

(۳) تیسرا قرینہ یہ ہے کہ جب آتھم صاحب تو دیانہ میں بھی آسمانی سلاح پوشو کا مشاہدہ کر چکے تو اُن کا دل وہاں رہنے سے بھی ٹوٹ گیا۔ اور حق کے رب نے اُن کو دیوانہ سا بنا دیا۔ تب وہ اپنے دوسرے داماد کی طرف دوڑے جو فیروز پور میں تھا۔ شاید اس سے یہ غرض ہوگی۔ کہ وہ اپنے ان عزیزوں کی آخری ملاقاتیں سمجھتے ہوئے کہ شاید پوشیدہ رجوع مقبرہ ہو اور دل میں ٹھان لیا ہو گا کہ اگر میں باوجود اندونی توبہ اور رجوع کے پھر بھی بیچ میگوں تو بارے اپنی رڑکیوں اور عزیزوں کو تو مل لوں۔ بہر حال وہ افتان خمیزاں فیروز پور پہنچے اور بیٹگی کوئی کی عظمت نے اُن کی وہ حالت بنا رکھی تھی جس سے ہراس اور ترس اور پریشانی ہر وقت متشرع ہو رہی تھی۔ اور حق سے خائف ہو نیکی حالت میں جو جو ہشتین اور قلع اُس شخص پر وارد ہوتا ہے جو یقین رکھتا ہے یا ظن رکھتا ہے کہ شاید عذاب الہی نازل ہو جائے یہ سب علامتیں اُنہیں باپنی جاتی تھیں

چنانچہ جب خوف آجگاہ بھی اپنی نہایت کہ پہنچا تو دُوری مرض کی طرح وہی نطاف پھر نظر آیا جلد ہیانہ میں نظر آیا تھا۔ مگر ابکی دفعہ وہ کرشمہ قدرت نہایت ہی جلالی تھا جس نے آتھم صاحب کے دل پر بہت ہی کام کیا۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ پھر میں فیروز پور میں دیکھا کہ بعض آدمی تلواریں یا نیزوں کے ساتھ آ رہے۔

غرض مقبرہ وسائل سے معلوم ہوا ہے کہ ابکی دفعہ آتھم خطرناک خوف طاری ہوا اور خواب میں بھی ڈرتے رہے۔ اور اس عرصہ میں ایک حرف بھی اسلام کے برخلاف مونہہ سے نہیں نکلا۔ اور نہ کسی کے پاس یہ شکایت پیش کی کہ میرے پر یہ تیسری مرتبہ حملہ ہوا۔

ان تمام حلوں پر نظر غور ڈالنے سے ہر ایک پہلو سے اتھم صاحب قابل الزام ٹھہر گئے ہیں۔ کیونکہ باوجودیکہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ تین سٹے ہوئے جنمیں سے پہلا حملہ تعلیم یافتہ سائنپ کا حملہ ہے۔ مگر اتھم صاحب نے نہ تو حملہ کرنے والوں کو پکڑا۔ اور نہ حسب ضابطہ کسی تہانہ میں رپوٹ لکھوائی اور نہ کسی عدالت میں نالش کی اور نہ امن حاصل کر نیکی لینے عدالت کے ذریعہ سے ہمارا چمک لکھوایا۔ اور نہ مجرموں کے پکڑ نیکی لینے اندھی پولیس نے کچھ مدد دی اور نہ مجلسوں میں اس بات کا ذکر کیا۔ اور نہ اخباروں میں ان متواتر تین واقعہ کو قبل گزرنے میں آ کے چھپوایا۔ اور نہ مجرموں کا کوئی حلیہ بیان کیا اور نہ ان کے بھاگنے کی وقت کوئی گپڑہ وغیرہ ان کا چھین لیا۔

یہ تمام وہ امور ہیں جو اتھم صاحب کو جاکٹر اسٹنٹی وغیرہ کرتے بڑے ہوئے کامل طور پر ملزم کر رہے ہیں۔ ان کو چاہیے تھا کہ ان الزاموں سے بریت ثابت کرانیکے لئے اگر پہلے نہیں ہو سکا تو بعد میں ہی نالش کر دیتے اور تین حلوں کا عدالت میں ثبوت دیکر ایک تو جھوٹی پیشگوئی کی سزا دلواتے۔ اور دوسرے اقدام قتل کی سزا سے بھی خالی نہ چھوڑتے لیکن وہ ایسے چپ ہوئے کہ انکی طرف سے آواز نہ اٹھی۔

بعض اخبار والوں نے بھی بہت سیاپا کیا مگر انہوں نے کسی کی نہ سنی۔ ڈاکٹر کلارک مارٹن سرکھپا کھپا کر رہ گیا مگر انہوں نے اُسکے جواب میں بھی دونوں ہاتھ کاٹوں پر رکھے حالانکہ عقلاً و اضفاً و قانوناً ان کا دامن اُسی حالت میں پاک ہو سکتا تھا جبکہ وہ اپنے ان دعوؤں کو چنیر خوف کی مینا دہم کی گئی تھی بذریعہ نالش باج طرح چاہتے ثابت کر دکھاتے۔

اور ان کی یہ تین حالتیں کہ ایک طرف تو انہوں نے اپنے اقار اور اپنے افعال و حرکات سے اتنا پیشگوئی میں اپنا سخت درجہ پر ڈرتے رہنا ظاہر کیا۔ اور دوسرے یہ کہ اُس ڈر کی وجہ تین حملے بتلائے جو بغیر ثبوت کے کسی عقلمند کے نزدیک قابل تسلیم نہیں ہیں بلکہ قیاس اور عقل سے بھی دور ہیں اور تیسرے یہ کہ ان تین حلوں اور بیجا الزاموں کا کچھ بھی ثبوت نہیں دیا نہ عدالت کے ذریعہ سے نہ دوسرے کسی طریق سے یہ تینوں حالتیں ان کو اس بابت کی طرف مجبور کرتی تھیں کہ اگر ان کے پاس ان بیجا الزاموں کا



کئی بھی ثبوت نہیں تو وہ قسم ہی کھا لیتے۔

پس اُن کے دروغ گو اور ناحق ہونے پر چوتھا قرینہ ہی ہے۔ کہ وہ قسم سے بھی گریز کر گئے۔ اور پاد بزرگ وہیہ اُن کے لئے نقد پیش کیا گیا۔ مگر اسے خوف کے اہول نے دم نہ مارا۔

ہمارا قسم لینے سے کیا مدعا تھا یہی تو تھا کہ میں ڈر کے وہ اقاربی ہا کر پھر خلافت واقعہ اور خلافت قیاس یہہ عذر پیش کرتے ہیں کہ وہ ڈرتین متواتر نملوں کو جو سے تھا یہہ غیر معقول عذر اُنہوں نے ثابت نہیں کیا۔ اور نہ یہہ ثابت کوسکے کہ یہہ عاجز کوئی مشہور ڈاکو اور خونی ہے جو اُن سے پہلے بھی کئی خون کچکا ہے۔ لہذا انصاف اُن پر لازم تھا کہ ایسی جیا ہمتوں کے بعد جو تاؤ نا بھی ایک سخت جرم کی صورت رکھتے ہیں۔ قسم کھانے سے ہرگز دریغ نہ کرتے۔ اگر واقعی طور پر اُن کے مذہب میں قسم کھانے کی طائف ہوتی تو ہم سمجھتے کہ مذہب نے اُن کو قسم سے جوہیت کا مدعا محرم رکھا لیکن پھر تو اپنی اشتہار چام میں اُن کی بائبل اُن کے سامنے کھول کر رکھ دی اور ثابت کر دیا۔ کہ اُن کے عام بزرگ قسم کھاتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اُن کا پولوس رسول بھی جسکے اجتہاد اور طریق سے مونہہ پھیرنا ایک عیسائی کے لئے کفر اور بے ایمانی میں داخل ہے وہ بھی قسم کھانی سے نہیں بچ سکا۔ [دیکھو قنٹیان ۵ باب ۳۱ آیت]

ان قسموں کے تفصیل کے لیکر ہمارا اشتہار چہارم سورہ ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۹۲ء طرینا چاہیئے تا معلوم ہو کہ جواز قسم میں ہمنے کس قدر ثبوت دیا ہے۔ اور نہ صرف انجیل بلکہ تمام بائبل کے حوالے دیئے ہیں۔ مگر اتھم صاحب نے اپنی انجیل کی ذرہ بھی پروا نہیں کی۔ وجہ یہ کہ وہی استمانی عرب اُن کے دل پر غالب ہوا جسے تین حملوں کا نظارہ دکھایا تھا۔ تب پادریوں کو فکر پڑی کہ آتھم نے ہمارے مونہہ برسیا ہی کا دھبہ لگایا۔ ایسے ڈاکٹر کلارک نے سراسر عرب ایمانی کا طریق اختیار کر کے ایک گندہ اشتہار نکالا جسکا حاصل مطلب یہہ تھا کہ مذہب عیسائی میں قسم کھانا ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ مسلمانوں میں خنزیر کا گوشت کھانا۔ مگر اس جیسا کے دشمن کو ذرہ بھی انجیل اور پطرس اور پولوس کی عزت کا خیال نہ آیا۔ اور

نہیہ سوچا کہ اگر یہی مثال سچ ہے تو پھر پولس رسول کو ایماندار کہنا بیجا ہے جسے سب پہلے اس ناپاک چیز کا استعمال کیا۔

جن حالت میں ایک مسلمان خنزیر کو حلال سمجھنے والا تمام فرقوں کے اتفاق سے کافر ہو جاتا ہے۔ اور اُسکو کھانے والا پرے درجہ کا فاسق بدکار کہلاتا ہے۔ تو پھر ہمیں ڈاکٹر کلارک جیسا اس بات کا ضرور جواب دیں کہ وہ اپنے حضرت پولس کی نسبت ان دونوں خطابوں میں سے کس خطاب کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔

سچی بات کو چھپانا بے ایمانوں اور لعنتیوں کا کام ہے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے؟ کہ پولس نے قسم کھائی پطرس نے قسم کھائی۔ اور زبور میں لکھا ہے کہ جو جھوٹا ہے وہی قسم نہیں کھاتا [ دیکھو زبور ۶۳ آیت ۱۱ ]

کیا! ہم تسلیم کریں کہ نقطہ آتھم صاحب ہی قسم کھانے سے بچے۔ اور دوسرے تمام بزرگ عیسائی قسم کا خنزیر کھاتے رہے۔ اور اب بھی پھر اس قسم کے خنزیر کھانیکے کوئی اعلیٰ درجہ کی ملازمت جو مشہد عہدہ داروں کو ملتی ہے کسی عیسائی کو نہیں مل سکتی ہے۔

اور طرفہ تریہ کہ آتھم صاحب کا دو مرتبہ عدالت میں قسم کھانا ثابت ہو چکا ہے اگر وہ انکار کریں تو ہم نفل لیکر دکھلا دیں۔

سچ تو یہ ہے کہ ان عیسائیوں میں سے شاید شاید نا دور کوئی ایسا ہو جسکو قسم کھانے کا اتفاق نہ ہوا ہو۔ بلکہ انگریزی قانون نے قسم کھانا عیسائیوں کے لئے خاص ہی رکھا ہے اور دوسروں کے لئے اقرارِ صام۔

اب ہم منصفین سے پوچھتے ہیں کہ جن لوگوں نے قسم سے گریز کر نیکی کے لئے عہد اپنے سوانح کو چھپایا اور وہ جانتے تھے کہ پہلے اس سے ہم کئی دفعہ قہیں کھا چکے ہیں مگر اداوائن قسموں کو پوشیدہ رکھا اور ایک نہایت مکروہ جھوٹ بولا اور کہا کہ قسم ہمارے مذہب عیسائی بدکاری کا کام ہے کہ جیسے مسلمانوں میں خنزیر۔ اور اپنے بزرگوں کو اپنی زبان سے فاسق فاجر قرار دیا۔ کیا ان کے اس طریق سے اب تک ثابت نہ ہوا کہ اگر وہ اپنے تئیں حق

جانتے تو اس دلہت اور رسوائی کو ہرگز ہرگز اختیار نہ کرتے۔

پس یہ پانچواں قریب ہے کہ ان لوگوں نے ایک سچائی کے چھانیکے لئے اپنے پولیس رسول کی ایسی آدمی سے تشبیہ دی کہ جو مسلمان کہلا کر پھر سوڑ کھاوے اسی بات سے ایک متقدم سمجھ سکتا ہے کہ درپردہ اٹھم اور اُسکے دوستوں کو کس بات کا رعب کھا گیا کہ انہوں نے یہودہ جیلہ باز یوں اور رسوائی والے طریق کو اختیار کیا۔ مگر اٹھم قسم کھانے سے ایسا ڈر لگا گیا کہ وہ کھا جانے والا جھوٹا ہے۔

دانشمندوں کو چاہیے کہ بار بار ان باتوں کو ذہن میں لاویں کہ کیونکر اول اٹھم صاب نے رد و کر یہ اقرار کیا کہ میں ضرور پیشگوئی کی میعاد میں ڈر مارا۔ اور پھر سوچیں کہ جس پیشگوئی کو یہودہ سمجھا گیا تھا اُس سے اس قدر ڈر ناکیا معنی رکھتا تھا۔ بہتری یہودہ باتیں انسان سنا ہے مگر ان کی کچھ بھی پڑا نہیں کرتا۔ پھر اگر فرض بھی کر لیں۔ کہ اترتسر میں کسی تعلیم یافتہ سانپ نے اسپر حرکت کیا تھا تو اس قدر بھڑکی اور سر اگی دکھانا اور شہر بشہر پھرنایا ضروری تھا۔ کوئی قانونی تدبیر کی ہوتی۔ جس سے امن کے ساتھ اترتسر میں بٹھے رہتے۔ کیا اترتسر کی پولیس ناکافی تھی۔ یا تمام قانونی علاج مسدود تھے جو اس قدر خرچ اخراج کر کے شدت و صوب کے دنوں میں پیرائے میں اپنے آمانگاہ کو چھوڑا اور لطف یہ کہ وہ چھوڑنا بھی بے سود رہا اترتسر میں سانپ نظر آیا۔ لودھیانہ میں نیروں والے دکھائی دیئے۔ فیروز پور میں تلوار کے ساتھ حملہ ہوا یہ بیانات بہت ہی غور کے لائق ہیں۔

ناظرین ان تین حلوں کو سرسری نظر سے نہ دیکھیں اور خوب سوچیں کیا فی الحقیقت سچ ہے کہ پہلا نظر آنے والا فی الحقیقت ایک تعلیم یافتہ سانپ تھا جس پر کسی کا سوا چل نہ سکا۔ اور دو پچھلی مرتبوں میں جو نظر آئے وہ جنگ آدمودہ ہماری جماعت کے سپاہی تھے۔ جنکو کسی موقع پر اٹھم صاحب پکڑ سکے۔ اور نہ ان کے دامادوں کا انپر اتھ و باز ہو سکا نہ لوہوں کے لالین کا شیل اُنکے مقابلہ کی جُرت کر سکے۔ پھر عجیب پر عجیب کہ یہ لوگ ناجائز ہتھیاروں کے ساتھ کئی مرتبہ ریل پر ہوا ہوئے۔ بازاروں میں ہو کر نکلے اٹھم صاحب کو احاطہ میں اور حراہ پھرتے رہے۔ مگر پھر اٹھم صاحب کے کوئی بھی انکو دیکھ نہ سکا۔ کیا ان تمام قریبنوں سے ثابت

نہیں ہونا کہ حقیقت یہ تمام روحانی نظارہ تھا جسے آتھم صاحب کے دل کو حق کی طرف جموع دلایا اور اُن کا دل خوف سے بھر گیا۔ اور مونہ پر مہر لگ گئی۔ اُن کا فرض تھا کہ پہلے حملہ میں ہی تھانہ میں رپورٹ کرتے گوینٹ کو اطلاع دیتے۔ اور علیہ لکھواتے۔ اور صورت شکل اور ردی اور تمام قرآن سے محکام کو مطلع کرتے۔ ناگوینٹ اُسٹنہار دیکر ایسے بدعاشوں کو ماخوذ کرتی۔ اور ایسے پلید مجرموں کو وہی سزا کا مزہ چکھاتی۔ اور کم سے کم یہ تو چاہیے تھا کہ وکیلوں کے مشورہ سے ایک عرضی دیکر مجرموں کو سزا دلائے۔ یا احتیاطی طور پر اس عاجز سے اس مضمون کا چمک لکھواتے کہ اگر آتھم پیشگوئی کی معاد میں بارگیا تو یہ جرم قتل عمدہ سارے ذمہ لگا یا جائیگا۔ کیونکہ جو شخص پہلے ان کی موت کی جھوٹی پیشگوئی کر چکا اور پھر اُسکی جماعت کی طرف سے قتل کر نیکی لڑتین حملے بھی ہوئے کیا ایسے شخص کا چمک لینے سے گوینٹ کو کچھ تاثر ہو سکتا ہے۔

کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ آتھم صاحب پنڈتہ ایک ایک جلتے ہوئے تنو میں پڑے رہے اور بار بار خوفناک حملوں سے کچلے گئے۔ مگر انہوں نے کسی مقام میں باضابطہ تحقیقات کر لئی۔ افسر سے سانپ کے حملہ پر چکے ہی نکل آئے۔ پھر رو حیا نہ مہینچے۔ اور ساتھ ہی حملے والے بھی پتھکے اور مارنے میں کچھ بھی کسر نہ رکھی۔ تب بھی آتھم صاحب نے گوینٹ میں جا کر سیپا پانچیا کہ یہ دشمن میرے قتل کے درپے ہیں۔ میری کوٹھی پر تلخ ہو کر آئے۔ سرکاراں کا چمک لے اور محکومان کے شر سے بچالے۔ بلکہ اُن کو چاہیے تھا کہ تعلیم یافتہ سانپ کے حملہ پر ہی دانی دیتے کہ گو گو دیکھو پیشگوئی کی حقیقت معلوم ہوئی۔

اُب اسے ہمارے ناظرین! اسے اخباروں کے ایڈیٹرو۔ اسے رسالوں کے شائع کرنے والو۔ آپ لوگوں نے آتھم صاحب کی بہرہ ردی تو بہت کی۔ بلکہ بعض نے کہا کہ آتھم صاحب خلق اللہ پر بہت ہی احسان کرینگے۔ اگر ایسے کذاب پزائش کر کے اُسکو سزا دلائیے۔ مگر اُب انکھیں کھول کر دیکھو کہ قرآن قدیہ کسکو کذاب ثابت کرتے ہیں۔

ہم تم سے اسلام کی بہرہ ردی نہیں چاہتے ہم تمکو یہ الزام نہیں دیتے کہ مسلمانوں کی اولاد کو ہلا کر یہ پادریوں کے ناحق کی حمایت کیوں کی۔ کیونکہ یہ بات کہنے والا اور پوچھنے والا ایک ہی ہے۔ جو مطالبہ کے دن میں ظالم کو بے سزا نہیں چھوڑے گا۔

ہم تمہاری گالیوں اور لعنتوں سے بھی ناراض نہیں۔ کیونکہ نسبت پہلے راستبازوں کے یہ بہت ہی تھوڑا کلمہ ہے جو بہکوتم سے پہنچا ہے۔ لیکن اگر ہمیں افسوس ہے تو صرف یہی کہ تنے دین کی سچی حمایت کو بھی چھوڑا اور پادریوں کی ہاں کے ساتھ ہاں ملائی۔ مگر آخری نتیجہ تمہارے لئے اُس ندامت کا حسہ ہوا جس کو دوسرے لفظوں میں *حَسْرَةُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ* کہتے ہیں اس بات کا کہو بھی افسوس ہے کہ باوجود کہ دین کو تنے اس طرح پھینک دیا کہ جس طرح ایک ناکارہ نینکا پھینکا جاتا ہے مگر پھر بھی تم کسی ایسی تعریف کے لائق نہ ٹھہرے جو کسی عقلمند عینِ الہیہ کو بارہا نہیں ہو سکتی ہے۔ بلکہ وہ خفت اور خجالت اٹھائی جو ہمیشہ جلد باز اور شباب کا اٹھایا کرتے ہیں حقیقت جو شخص نفسانی چوٹیں میں اگر جلد بازی کی وجہ سے اللہ اور رسول کی کچھ بھی پروا نہیں رکھتا اُسکو ایسے دن دیکھنے پڑتے ہیں۔

کیا کبھی تنے سنا کہ کسی ایسے مباحثہ میں کہ جس کی حمایت میں عیسائی مذہب کو کوئی زونہنجی ہو یا کسی فرد کی نظر میں اُس مذہب کی پختگی موتی ہو کوئی پادری تمہارے ساتھ ہو گیا ہو بلکہ وہ تو باوجود تعدد اندرونی اختلافات کے اپنی ہوا سگھنے نہیں دیتے۔ پھر تم پر افسوس کہ تنے چند خود غرض مولویوں کے پیچھے لگ کر ایک ویسی معاملہ میں پادریوں کی حمایت کی اور اہل حق کو وہ گالیاں دین کی نظیر کسی قوم میں نہیں پائی جاتی سو اب بھی میں نصیحت کرتا ہوں کہ تو بہ کرو۔ اور پاک دل اور بے لوث نظر کے ساتھ اس پیشگوئی کو دیکھو اور تمام امور کو یکجائی نظر سے تصویب لاکر وہ سچی رائے ظاہر کرو جو تمہاری پہلی جلد بازیوں کا کفارہ ہو جائے۔ یقیناً سمجھو کہ دین اسلام ہی حق ہے اور ہر ایک انسان کو اپنے ان تمام خیالات کا حساب دینا پڑیگا جنکو وہ ردی اور ناپاک پاکر پھر بھی اپنے سینہ سے باہر نہیں پھینکتا۔ اور بغل اور تعصب سے اپنی طبیعت کو الگ نہیں کرتا۔

سو اٹھو اور جاگو اور پھر دوبارہ ایک حق طلب اور سوچنے والا دل لیکر احمدم دانی پیشگوئی پر نظر ڈالو پیشگوئی میں کوئی بھی تاریکی نہیں تھی تمہاری اپنی ہی تاریکی اور موٹی عقل اور جلد بازی نے ایک تاریکی پیدا کر لی۔ اور وہ صریح شرط تمہاری آنکھوں سے نظر انداز کی گئی۔ جو حکیم ازلی نے تمہاری آرایش کے لئے پہلے ہی الہامی عبارت میں داخل کی تھی یہ فعل بھی اُسی حکیم مطلق کا ہے تاہم تمہیں جانچو اور آزماؤ اور تم پر ظاہر کرے کہ تقدیر تم پر اور تقویٰ اور اخوت اسلامی سے

دور جا پڑے - بھائیو جلد توبہ کرو تاہلاک نہ ہو جاؤ - کیونکہ کوئی عمل بد نہیں چھوڑنا خدہ ہو گا - اور کوئی بد دیانتی نہیں جس کی وجہ سے انسان کڑا سچا ہے - جس نے کسی بخل کی وجہ سے اپنا دین خراب کر لیا - اور کسی تعصب کی وجہ سے حق کو چھوڑ دیا وہ کھڑا ہے نہ انسان اور زندہ ہے نہ آدمی - لیکن نیک آدمی ایک پاک خیال کے ساتھ سوچتا ہے - اور اُس کا حکمت اور حق کے ساتھ کلام ہوتا ہے نہ ٹھٹھے اور ہنسی کے رنگ میں اور وہ صداقت اور انصاف کے پاک جذب سے بولتا ہے نہ غضب اور غصہ کی کشش سے اس لئے خدا اُس کی مدد کرتا ہے اور روح القدس اُس کے دل پر روشنی ڈالتا ہے - لیکن ناپاک دل اور گندی طبیعت والا سچائی کے استخراج کے لئے کچھ بھی کوشش نہیں کرتا - اور ایک دھوکہ جو پہلے دن سے ہی اُس کو لگ جاتا ہے اسی کی پیروی کرتا چلا جاتا ہے - اور پھر تعصب اور کج سمجھی کی وجہ سے خدا تعالیٰ اُس کے دل کا نوچھین دیتا ہے - اور اُس کا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہو جاتا ہے -

مگر نیک سرشت آدمی اپنے رے کے بدلنے سے ہرگز نہیں ڈرتا - جب دیکھتا ہے کہ ایک صداقت کی تکذیب میں مجھے غلطی ہوئی تو اُس کا بدن کانپ جاتا ہے - اور آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں اور سچائی کے خوں سے اُس مجرم سے زیادہ ڈرتا ہے جس نے ایک بیگناہ اور معصوم بچہ کو ناحق قتل کر دیا ہو - سو خدا جو کریم و رحیم ہے اُسے قبول کر لیتا ہے - اور اُس کی غفلت دلوں میں ڈال دیتا ہے -

یہی وجہ ہے کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ مجاہدین ایک شخص بہادر دل کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے بولا کہ صاحبو میں ظالم اور میں غلطی پر تھا - اور جو کچھ مینے ایک مدت تک نہیں کیا یا جو کچھ مینے مخالفت ظاہر کی وہ سب نادست امر تھا - اب میں اُس سے محض اللہ رجوع کرتا ہوں ایسے شخص کی ایک ہیبت دلوں میں طاری ہو جاتی ہے - اور ولایت کا نور اُس کے چہرہ پر دیکھائی دیتا ہے - اور دل بول اٹھتا ہے کہ یہ شخص شقی اور قابل تعظیم ہے -

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اُن سے پیار کرتا ہوں کہ جو گناہ اور خطا کا طریق چھوڑ کر حق کی طرف قدم اٹھاتے ہیں - پس جس سے خدا پیار کرے ضرور اُس سے تمام نیک بندے پیار کریں گے کیونکہ نیک روح کو خدا پیار خدا کے پیار کے تابع ہے - سو مبارک وہ جو خدا تعالیٰ کی مرضی کی ہیں

ڈھونڈے۔ اور زید و بکر کی بابک کی کچھ پروا نہ رکھے۔

آب میرے دوستو ذرہ نظر اٹھا کر دیکھو اور اپنی کائناتیں اور نرم قلب سے فتویٰ لو اور ذرا نظر اور فکر کو ہشیاری اور برباری کے ساتھ دوڑا کر دیکھو کہ کیا آتھم کا طریق اور روش اسکی سچائی پر دلالت کر رہا ہے۔ کیا تمہارے دل ان باتوں کو قبول کرتے ہیں کہ ضرور آتھم پر بقیام اور سرکشی تعلیم یافتہ سانپ نے حملہ کیا تھا۔ اور ضرور ہماری جماعت کے بعض لوگ تلواروں اور نیزوں کے ساتھ لدھیانہ اور فیروز پور میں اسکی کوٹھی میں قتل کر نیکے یٹے جا گئے تھے۔

کیا آپ لوگوں کی رو میں اس بات کو نامی ہیں کہ باوجود اس مذہبی مقدمہ کے جسکی بنیاد پر یہہ مباحثہ شروع ہوا تھا۔ یعنی ایک شخص اسماعیل نام کا عیسائی ہونیسے رک جانا۔ اور اس اشتعال سے عیسائیوں کا مباحثہ کرنا اور پھر پیشگوئی کی صداقت ثنائیکے لئے یہ جھوٹی تاویل کرنا کہ ڈاکٹر کی قطعی رائے ہے کہ چھ مہینے کے اندر آتھم مر جائیگا۔ ایسے لوگ جنہوں نے مذہبی حاجت کو خیال سے پہلی ہی جھوٹی تاویل میں شروع کر دین اور فتح کے حلیے سے وہ واقعی طور پر تین چلے ہماری جماعت کی طرف سے دیکھیں اور حلقے بھی وہ جو ایسے شخص کے قتل کر نیکے ارادہ سے

ہوں جو عیسائی پارٹی کا سربرو اور پھر یہ حضرات عیسائی ان خاموش ہیں۔ نہ گونشٹ میں اور حملوں کی حمایت لیجائیں اور نہ تھانہ میں رپورٹ دیں اور نہ حاکم ضلع کے پاس نالش کریں۔ اور نہ ہمارا محکمہ عدالت میں داخل کرائیں۔ اور نہ میاں دے کے اندر اخباروں میں اس واقعہ کا اشتہار دین اور نہ باوجود ہمارے چار ہزار روپیہ نقد پیش کرنے کے قسم کھا دیں اور چار ہزار روپیہ لیکچر میں ہزاروں صاحبو آپ اللہ سوچو کہ آخر مر جانا اور اس نابکار دنیا کو چھوڑ جانا ہے اور نہ غور کرو کہ جس شخص پر یہ ظلم ہو کہ موت کی خبر سن کر ناحق اس کا دل تپا جاوے۔ اور پھر اسی دلنازاری پر کفایت نہ بلکہ برابر سب سے تین چلے بھی ہوں۔ اور معاملہ مذہبی ہو جس میں بالطبع تعصب بڑھ جاتے ہیں کیا ایسی صورت میں آپ قبول کر لینے کہ یہ سب کچھ واقعہ ہوا اگر آتھم اور اس کے دوستوں نے نجات ک بدی کے مقابل پر بدی کریں۔ پھر صاحبو یہ بھی سوچو کہ دنیا میں کوئی دعویٰ نبیوت کے قابل پذیرا نہیں ہوتا۔ پس ایسا دعویٰ جو خود خلافت قیاس اور غیر معقول اور جسکے اثرات نیکو

عیسائیوں کو ضرورتیں پیش آئی تھیں وہ کیوں بغیر ثبوت پیش کر سیکے قبول کیا جاتا ہے۔  
 آتھم صاحب نالاش نہیں کرتے کہ یہ نیکابختی کا تقاضا نہیں قسم نہیں کھاتے کہ مذہب میں  
 ہمارے قسم ایسی ہے جیسے مسلمانوں میں خنزیر کھانا۔ کوئی اور ثبوت نہیں دیتے کہ ہم اب  
 لڑنا اور جھگڑنا نہیں چاہتے۔ پس کیا اب یہ تمام بے ثبوت باتیں آتھم صاحب کی قبول کر لو گے  
 اور کیا آپ کی یہ دے ہے کہ ہماری سب باتیں جھوٹی اور آتھم صاحب کی یہ ساری کہانیاں  
 سچی ہیں۔ اگر یہی بات تو ہم آپ لوگوں سے عرض کرتے ہیں جب تک کہ وہ دن آوے کہ  
 رب العرش کے سامنے ہم سب لوگ کھڑے ہوں گے۔

صاحبو! سچ سچ کہتا ہوں اگر یہ جھگڑا دنیوی جھگڑوں کی طرح چیف کورٹ یا انٹی کورٹ  
 کے جلاس میں پیش ہوتا تو آخر بغور دیکھے جائیکے بعد ہمارے ہی حق میں فیصلہ ہوتا۔  
 عزیزو! آپ لوگوں پر لازم تھا کہ اس نوریان سے کام لیکر حضرت سیدنا مولانا محمد مصطفیٰ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک سچے ایماندار کو خدا تعالیٰ کی طرف عطا کیا ہے۔ آتھم کے اس منصوبہ  
 پر جو گویا اسپر تین محلے ہوئے نظر غور کرتے اور اسکو لازم کرتے کہ جب تک وہ تعلیم یافتہ مسلمان  
 اور مسلح قاتلوں کا پتہ نہ لگاوے۔ یا عدالت میں نالاش نہ کرے یا قسم نہ کھاوے تب تک وہ قاتلوں  
 انصاف کی رو سے دروغ گو اور جانی پوش ہے۔

اور ہماری جماعت کے لیے تو تین سطحوں کا الزام موجب زیادت ایمان اور یقین اور آتھم کے  
 جھوٹے ہونے کا یہ بھی ثبوت ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص ہماری جماعت میں سے یقین دل  
 سے جانتا ہے کہ ایسے حلوں کی مجھے تعلیم نہیں ہوئی۔ اور نہ ایسا پلید مشورہ کبھی اس جماعت  
 میں ہوا۔ ہم اپنی تمام جماعت کو فرد فرد کر کے اس وقت غم طلب کرتے ہیں کہ کیا انکو ایسی صلاح دینی  
 کہ تم کوئی نہریلا اور کالا سانپ لے کر اور اسکو خوب تعلیم دیکر آتھم کو ڈسنے کے لیے اسکی کوٹھی میں  
 چھوڑ دو۔ اور اگر وہاں موقع نہ پائو تو پھر توہیانا میں جا کر اور اگر وہاں بھی موقع نہ ملے تو پھر فیروز پور میں  
 جا کر کام تمام کر دو۔

ہم پھر کہتے ہیں کہ اگر کسی کو کہنے کبھی ایسا مشورہ دیا ہے تو سخت بے ایمانی ہوگی کہ وہ اسکو  
 ظاہر کرے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ مرشد پرمدوں کا اسی وقت تک بچا تھا کہ وہ ہٹتا ہے



کہ جب تک اسکو است باز اور صادق اور حق گو یقین کریں اور دروغ کو اور متغی اور مضروب باز نہ اسکا ثابت نہوا دیجکے یہ بات ہے تو ہمارے مردوں میں سے ہر ایک شخص اپنے دل میں سوچے کہ کیا کوئی زمین سے ہمارے کہنے سے یا خوبخواہ اہم پر حملہ کر نیکی لے امر سر اور لودھیانہ اور فیروز پور گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ سب کو یہی جواب ہوگا کہ میں نہیں گیا اور نہ ایسی گندی تعلیم مجھ کو ہوئی۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اگر اس چھوٹی سی جماعت میں کوئی ایسا پلید مشورہ موتا تو حضرت کے کل اکثر افراد کو ضرور اسکی خبر موتی خاص کر جبکہ اس جماعت کے بہت فاضل احباب اس جگہ جمع رہتے ہیں۔ اور بعض وقت تنہا کے قریب یا زیادہ ہوتے ہیں وہ تو ضرور اس پروردہ کی بات کو پا جاتے۔ اور تو پر تو یہ کرتے کہ ہم نے اس نکار آدمی کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اپنے ایمان کو ضیاع کیا۔ بیشک کوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے بتلائی اور اب کہتا ہے کہ کوئی تم میں سے اہم کو قتل کر دی تاہی طرح پیشگوی پوری ہو۔ اسوقت ہم اپنے فاضل دوست مولوی حکیم نور الدین صاحب کو جنہوں نے اپنے وطن سے ہجرت کر کے کئی برس سے مع اہل دعیال دہلی رایش میرے پاس اور میرے مکان کے ایک حصہ میں اختیار کی ہے۔ اور احباب کے ہر ایک نیک اور پاک مشورہ میں صد نشین ہیں اور صرف نیک ظن کی وجہ سے اپنی جان مال سے حاضر ہیں مخاطب کر کے پوچھتے ہیں کہ کیا کبھی ایسے پلید مشورہ کا آپ سے ذکر آیا۔ ایسا ہی ہم اپنے تمام دوستوں کو مخاطب کر کے پوچھتے ہیں کیا کسی ایسے نالایق مشورہ میں آپ لوگ بھی شریک ہوئے یا کوئی صاحب آپ لوگوں میں سے اہم صاحب کے قتل کر نیکی ہو گیا۔ عجب کیا یقیناً آپ لوگوں کے دل بے لال ٹھیکے کہ ہماری طرف ان باتوں کا منسوب کرنا سراسر افتراء ہے اور یقیناً اس بے اصل منصوبہ کی تصور سے آپ لوگوں کا ایمان زیادہ ہوگا لیکن غیروں کو باعث حشمت یہ حق یقین غیب نہیں

گرافسوس تو یہ ہے کہ وہ ان قرائن قویہ سے بھی کناہ کشی کرتے ہیں جو صریح اہم کو ملزم ٹھہراتے ہیں وہ نہیں سوچتے کہ جس حالت میں اہم نے اپنے خوف کی تین حملوں پر بنا رکھی اور اس بات سے انکار کیا کہ وہ خوف اور گریہ ذرا ہی اسلام کے رعب سے تھا تو ان میں حملوں کا کچھ ثبوت بھی تو پیش کرنا چاہیے تھا۔ کیونکہ خوف کو بیشک کوئی کیطرف منسوب کر نیکی وقت تو

قوانین موجود ہیں۔ وجہ یہ کہ چنگیزی نہایت زور سے لگتی تھی۔ اور نہ صرف آتھم ملکہ اسی وقت اس مجلس کے تمام عیسائیوں پر اُس کا اثر ہو گیا تھا۔ اور پیش بندی کے طور پر اسی آدم کنہ شروع کر دیا تھا کہ آتھم کے مرنے کی تو ایک ڈاکٹر نے بھی خبر دے رکھی ہے۔ کہ چھ ماہ تک مر جائیگا ظاہر ہے یہ نام بائین چنگیزی کا عجب قبول کرنے سے مونہہ سے نکلی تھیں۔ اور آتھم صاحب کے دل پر ایک بھاری موثر کام کر رہا تھا۔ اور یہ تمام قوانین چاہتے تھے کہ آتھم صاحب کو حرکتیں صادر ہوں جو شدت خوف کی وقت صادر ہوا کرتی ہیں۔ اور وہ نظارے انکو نظر آویں جو شدت خوف کی وقت نظارہ کرتے ہیں مگر انہوں نے انسانی حلوں کا کیا نبوت دیا جو اب انکی خوف کی بنیاد قرار دیتے ہیں بھر جس حالت میں کچھ بھی نبوت نہیں دیا تو کیا یہ بیجا مطالبہ تھا کہ وہ اپنی تربیت ظاہر کر نیکی کے لئے قسم کھا لیتے۔ سو اب وہ دنیا پرست مولوی جو عیسائیوں کے ساتھ ادا ہاں میں ہاں ملتا رہے ہیں ہیں جواب دیں کہ انہوں نے کیوں ہماری عداوت کے لئے اپنا مونہہ کالا کیا۔ کیا یہی مونہہ کل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھانگے جن کی دین کی تکذیب کے لئے ناحیہ بیچوب ہوئے کیا وہ قسم کھا سکتی ہیں کہ ان کے نزدیک آتھم ہی سچا ایسے موکر کے مطالبہ میں آتھم کا قسم نہ کھانا ایک قسم کی موت تھی جو اس پر وارد ہوگئی۔ اور وہ بیٹہ کے ساتھ بیشک ہلاک ہو گیا۔ اور جو با نبوت اُس کے ذمہ تھا وہ اُس سے سبکدوش نہ ہو سکا۔ اور جانی موت بھی شوخی کے بعد مل نہیں سکتی لا مَبْدَل لِكَلَامِ اللَّهِ افسوس کہ ہمارے بعض مولویوں اور ان کے مالاہق چلوں نے جو نام کے مسلمان تھے اس جگہ اپنی فطرتی بدذاتی سے بار بار حق کی تکذیب کی اور اسلام کی مخالفت میں یہ سبیل اور تیر مولوی عیسائیوں سے کچھ کم نہ ہے۔ اور بہت ہی زور لگایا کہ کسی طرح اسلام کو سبکی پہنچے۔ اور جہاں مسلمان جو چاہا پائیوں کی طرح تھے ان کے دلوں میں جا دیا کہ اس شخص یعنی اس عاجز نے اسلام کو بذا م کیا اور شکست دلائی۔

ناظرین اب یہ تمام مقدمات اور واقعات آپ لوگوں کی نظر کے سامنے ہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ صرف مذہبی حمایت اور بیجا تعصب سے ہیں سچا ٹھہرا دو۔ اور عیسائیوں اور ان کے ہم ماہ نیم عیسائی مولویوں کو جو بھڑا قرار دو بلکہ مقدمات موجودہ پر ایک گہری اور عمیق نظر ڈالو پھر ان سے

وہ نتیجہ نکالو جو عقل اور انصاف کو پورے متعال کے بعد نکلنا چاہیے۔ ہم اس بات کو قبول کرتے اور مانتے ہیں کہ اگر آتھم صاحب اس پیشگوئی کے بعد اپنی جگہ پر اشتیاق کے ساتھ بیٹھے رہتے۔ اور اپنی جا بجا کی مجوزانہ گردش سے اپنی سرانجامی اور خوف زدہ تھا کہ طاب نہ کرے۔ اور یہ باتیں میاؤں کے بعد مونہ پر نہ لاتے کہ اس جماعت کے بعض لوگ تین دفعہ تین مختلف شہروں میں یزید اور تلواروں اور سانپوں کے ساتھ میرے احاطہ کوٹھی میں گھس آئے۔ اور اپنے مونہ سے رورہ کر یہ اقرار کرتے کہ حقیقت میں میاؤں کے اندر میں ڈر مارا۔ اور پھر قسم پر بلا نیکی لئے بلا توقف حاضر ہو جاتے تو بیشک ہم ہر ایک مخالف اور موافق کی نظر میں جھوٹے ٹھہرتے۔ اور ہمارا آخری الہام کہ شرط رجوع کی پوری ہونے کی وجہ سے عذاب الہی نل گیا ایک یہاں نہ سائیا باطل تاویل سب کو دکھائی دیتا۔

پیارے ناظرین آپ لوگ جانتے ہیں کہ اس پیشگوئی میں تبصرہ یہ شرط موجود تھی کہ اس حالت میں عذاب نازل ہوگا کہ حق کی طرف رجوع کرے۔ اور میں سمجھوں میں کہہ چکا ہوں کہ لفظ رجوع کھلے کھلے اسلام لانے کا ہم وزن اور ہم پایہ نہیں۔ بلکہ ادنیٰ استعداد کا آدمی بھی جانتا ہے کہ کبھی یہ لفظ کھلے کھلے اسلام پر بولا جاسکتا ہے۔ اور کبھی جب انسان پوشیدہ طور پر کیفہ اپنی اصلاح کرے تب بھی وہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے رجوع ہی کیا۔ اور پیشگوئیوں میں یہی قاعدہ قدیم سے ہے۔ کہ اگر کوئی لفظ دو معنوں کا محفل ہو تو پیشگوئی کے انجام کے بعد جو معنی واقعات موجودہ سے ظاہر ہوں وہی لینے جائینگے۔

سو واقعات ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ آتھم صاحب نے پوشیدہ طور پر اسلام کا خوف اپنی دل پر غالب کیا۔ اور اپنے عیسائی تعصب کی اندر ہی اندر اصلاح کی۔ اور اندر ہی اندر رجوع ہی کیا۔ ایسے وہ شرط پوری ہو گئی جو عذاب کے عدم نزول کے لئے بطور روک کے تھی۔ کیا ضرورت تھا کہ خدا تعالیٰ اپنی شرطوں کا لحاظ رکھتا۔

چونکہ ہمارے اس الہام میں صریح اور صاف شرط تھی کہ حق کی طرف رجوع کر نیسے عذاب نل جائیگا۔ اور آتھم کی حرکات مذکورہ بالا نے رجوع کی مفہوم کو پورا کر دیا اس لئے وہ پیشگوئی حقا و صدقاً پوری ہو گئی۔

آتھم کا یہ بیان تھا کہ میں ڈرتا تو ضرور رہا مگر شکیونی کی سچائی سے نہیں بلکہ مجھے بار بار خوفی  
 فرشتے نیروں اور تلواروں کے ساتھ نظر آتے رہے۔ پس یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ  
 ڈر کا عذاب اقرار آتھم کے مونہ سے نکل گیا۔ لیکن آتھم نے اس بات کا کچھ بھی ثبوت نہیں دیا  
 کہ ہمارے جماعت نے فی الحقیقت نیروں اور تلواروں کے ساتھ تین مرتبہ ہر حملہ  
 کیا۔ اور خوف کر لیا وہ سر پہ اسی بات پر مبنی تھا کہ آتھم معبر شہادتوں سے اس بات کا ثبوت  
 دیتا۔ کہ ہماری جماعت کا فلان فلان آدمی نیروں اور تلواروں کے ساتھ تین شہروں میں اُسکی  
 کوٹھی پر پہنچا تھا۔ یا گورنمنٹ کے ذریعہ سے اس بات کو ثابت کرتا۔ اور ہمیں اس بارے میں اللہ  
 کرتا۔ مگر آتھم اس ثبوت کے دینیے عاجز رہا۔ بلکہ ہم نے سنا ہے کہ بعض اُسکے دوستوں نے بھی  
 کہا کہ غلبہ خوف کی وجہ سے کچھ اپنے ہی خیالات نظر آئے ہونگے جو سانپ یا سواروں یا پیادوں  
 کی شکل پر دکھائی دیئے۔ ورنہ تین مرتبہ تین مختلف مقاموں میں نظر آنا اور کڑا سنا۔ بلکہ کچھ بھی  
 پتہ نہ لگنا۔ اور پھر ہر دفعہ صرف آتھم کا ہی مشاہدہ ہونا۔ ایک ایسا امر ہے جسکو عقل سلیم  
 تجویز نہیں کر سکتی یہ تو وہ باتیں ہیں جو ان کے بعض ہم مذہب اور گھر کے بھیدی ہی اپنی جالار  
 میں ذکر کرتے اور آتھم صاحب کے خوف کو مہنسی سمجھتے ہیں اور اُتاتے ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھکر  
 اور بعض خبریں فریڈ پور کی ایک میم کی روایت سے مشہور ہوئیں۔ اور لاہور میں پھیل گئیں۔  
 لیکن اسوقت ہم ناظرین کے سامنے صرف یہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ آتھم نے اپنا خوف  
 ہونا بیان کر کے بلا اپنے افعال اور حرکات سے اپنی سرکاری دیکھا کر پھر یہ ثابت کیا۔ کہ وہ  
 تین حملے جنگی رو سے وہ اپنا ڈر با بیان کرتے ہیں کبھی باہمی طرف سے انہر ہوئے بھی تھے؟  
 اور جب وہ ثابت نہ کر سکے۔ بلکہ یہ بھی ثابت نہ کر سکے کہ ایسی بدچلنی کی پید عادات کبھی پہلے  
 اس سے بھی ہم۔ سے ملو میں آئے تھے۔ تو وہ ڈر یا شکیونی کے اثر کی طرف منسوب ہوگا۔  
 کیونکہ شکیونی جس قوت اور شدت کے ساتھ لگی تھی جیسا ئی ایمان جو ایک مخلوق کو خدا بتاتا  
 ہے ہرگز اُسکے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ خدا تعالیٰ نے خوب جانتا ہے کہ وہ شکیونی کی عظمت  
 سے سی ڈرا۔ اور ہمارے جماعت میں سے کوئی نیزہ باز اور تیغ کش اُسکی کوٹھی پر سرگرم نہیں پہنچا۔  
 پس چونکہ ڈر ماخوذ اس کے اقرار اور قول اور فعل سے ثابت اور ایسی شدید العرب شکیونی ہے

کسی مشرک مخلوق پرست کا ونا قرین قیاس محل ہو تو یہ عندک ہماری جماعت کے تین حملے نيزول تلواروں سانپوں کے ساتھ اسپر ہو سے سراسر دروغ بنے فروغ ہو جسکو آتھم ایک ذرہ بھی ثابت نہیں کر سکا۔ اور جب آتھم کے ہی فائدہ کے لیے یہ ثبوت حلف کے ذریعہ سے اس سے لینا چاہا تو ایک دوسرے بھڑکھڑکے ہو کر جو ہمارے مذہب میں قسم کھانا ہرگز جائز نہیں! گریز اختیار کی۔ غرض ان آئینے نالاش کے ذریعہ سے جس کا اُسکو اسکے بیان کے موافق حق پہنچا تھا خوف کی بنا یعنی تین حملوں کو ثابت کیا اور نہ چند گواہوں کے ذریعہ سے اس بنا کو بپائی ثبوت پہنچایا۔ اور نہ ہماری درخواست قسم سے جو سراسر اُسکی سچائی ظاہر کرنے کے لیے تھی باوجود چار ہزار روپیہ پیش کر کے کچھ بھی توبہ کی۔

تو اب اسے ایماندارو۔ اسے منصفو۔ اسے خدا ترس بندو۔

اسے عقل سلیم والو ذرہ سوچو کہ کیا وہ اس بار ثبوت سے سبکدوش ہو سکا۔ جسکے نیچے وہ اب تک دبا ہوا ہے کیا اس خوف کا اقرار کر کے جو ہماری شہر کا موتی تھا وہ اس بات کو عہدہ باموسکا کہ وہ خوف ان حملوں کی وجہ سے تھا جو اسپر وارد ہونے شروع ہو گئے تھے پھر غریزو کیا اب تک وہ شرط پوری نہ ہوئی جس میں نرم الفاظ میں رجوع بحق کی شرط تھی کھلے کھلے اسلام کا تو ذکر تھا۔ اسے صداقت کے دوستو کیا ان باتوں سے کچھ بھی نتیجہ نکلا کہ آتھم نے اپنے قول و فعل سے خوف زدہ ہونا ظاہر کیا۔ اور جو خوف کی بنا قائم کی تھی یعنی ہماری جماعت کے تین حملے انکو وہ ثابت نہ کر سکا نہ نالاش کے ذریعہ سے نہ شہادت سے نہ قسم کہا نیسے۔ بہتر تھا کہ شیخ بتالوی یا اسکے دوست ہندو زادہ لودھیانوی کو جو یہودی سے عیسائیت کے قریب قریب جا پہنچے ہیں اپنے مکان برٹھارکتا۔ اور جب سانپ تعلیم یافتہ اسکے ڈسنے کو یا نیزوں اور تلواروں دانے اسکے قتل کرنے کو اسپر حملہ آور ہوتے تو ان دونوں کو دکھلا دیتا تاکہ اس کج بحث فرقہ کا ایمان عیسائون کی حمایت میں مفت ضائع نہ جاتا۔ اور پھر کے ساتھ ایسے نحوس مکانوں میں جھیکر فہم کے ساتھ کہہ سکتے کہ حقیقت اس شخص مکار یعنی میں عاجز نے اسلام کو سبکی اور شکست دلائی۔ اور ہم مجسم خود دیکھ آئے ہیں۔ کہ ایک تعلیم یافتہ سپا جو انکی جماعت نے چھوڑا تھا آتھم کو کاٹنے کے لیے بیشک اسکی کوٹھی میں گھس گیا تھا

اگر ہم نہ ہوتے تو ضرور وہ اُسکو بگل ہی تو جانا پہنچے نیم عیاسیت کے لحاظ سے برابر اور  
 آتھم کو سچا لیا تا کچھ تو برادری کا حق ادا ہو۔ پھر پہنچے یہ بھی دیکھا کہ مولوی حکیم نور الدین اور  
 مولوی سید محمد احسن امر وہی۔ اور حکیم فضل الدین اور شیخ رحمت الدین سو اگر اور شفی غلام قادر صاحب  
 اور مولوی عبدالکریم صاحب مالکوثی۔ اور حاجی سیٹھ عبدالرحمان جتیا باجر مدراس۔ اور مولوی حسن علی جتیا  
 بھاگلپوری۔ اور میر مراد علی صاحب تیرا باوی اور ایسے ہی اور بہت سے سردار ان کا زرار اس  
 جماعت کے نیز سے ہاتھوں میں لیے ہوئے اور تلواریں حامل کیئے ہوئے آتھم کی کوٹھی  
 پر موجود تھے۔ اور نہ ایک دفعہ بلکہ تین دفعہ ان مسلح سواروں کا آتھم پر حملہ در ہوا۔ آتھم بچا رہے ان حملوں  
 سے ڈرتا اور بھاگتا رہا۔ اور خوف کے مارے آتھم ہو گیا جو کسی جگہ نہ سکا۔

اگر مولوی ایسا کرتے تو بیشک انکی گواہی کے بعد آتھم کا کام کچھ بن جاتا۔ مگر افسوس کہ اب  
 ان بخت دین فروشوں کا مفت میں ایمان بھی گیا۔ اور آتھم بھی وہی خسر الدنیا والا خسر رہا۔  
 غضب کی بات یہ کہ یہ لوگ اس طرح صداقت کا خون کر رہے ہیں۔ یہ خوب جانتے ہیں کہ  
 آتھم اس اقرار کے بعد کہ وہ پیشگوئی کی عظمت سے نہیں ڈرا۔ بلکہ ہماری جماعت کے حملوں سے  
 ڈرا قانونی اور شرعی طور پر اس مواخذہ کے قابل ٹھہر گیا تھا کہ اپنے اس دعویٰ کو یا تو مالٹس کے  
 ذریعہ سے ثابت کرنا یا شہادتوں سے۔ اور یا بالآخر قسم کھا کر اپنی صفائی ظاہر کرنا۔ پھر جبکہ اسے  
 خوف کا اقرار کسی دفعہ درو کیا۔ مگر تین حملوں کا ثبوت کچھ بھی دے نہ سکا تو کیا اب تک انکی نظر  
 میں آتھم بری الذمہ اور پاک امن رہا۔ کیا ان کے دل قبول کرتے ہیں کہ ہماری جماعت ہتھیار باندھ کر  
 تین دفعہ آتھم کے قتل کرنے کے لیے گئی تھی۔ کیا ان کا کانشن اس بات کو صحیح سمجھتا ہے کہ ہم  
 آتھم پر ایک تعلیم یافتہ سانپ چھڑا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ ہرگز انکا دل یقین نہیں کرتا ہوگا۔ گو یہ تو نید  
 نہیں کہ مونہہ کی بک بک مرتے دم تک بھی چھوڑیں مگر ان کا دل ضرور ان باتوں کو چھوٹا منسوب  
 سمجھے گا۔ کیونکہ اسقدر ناپاک جھوٹ خبیث سے خبیث انسان قبول نہیں کر سکتا۔ تو اب جب  
 خوف کا اقرار موجود اور جو بات پیش کردہ آتھم کے باطل ٹھہرے تو ایسے وقت میں تو ہمارے  
 مخالف مولویوں کی ایسا مداری کو بھی ذمہ ترازو میں رکھ کر وزن کر لو کہ ایک عیسائی کے یہی جھوٹ کو  
 سچے کر کے ظاہر کرنا۔ اور پارٹیوں کی ٹانگ کے ساتھ ٹان لٹانا اور اسلام کا دعویٰ کر کے نصریت

کامی ہو نہ کیا یہ نیک بختوں کا کام ہے یا ان کا جو آخری زمانہ کے دین فروش ہیں۔  
اسے شرمیو مولویو اور ان کے چیلو اور غنی کے ناپاک کہو تمہاری حالت پرست  
اگر تم اس سے پہلے مجاہدے تو کیا اچھا ہوتا مسلمانوں کہ تم نے کافر بنایا! عیسائیوں کو تنے  
ستی ٹھہرایا اور پادریوں کی ہاں کے ساتھ ہاں ملائی۔ اور آخر ہر ایک بات میں جھوٹے اور روپیہ  
نکلے کیا ایسا کرنا عقل یا شرافت یا ایمان کا کام تھا۔

ہم اپنے پہلے اشتہاروں میں ان نبیوں کے ساتھ ثابت کر چکے ہیں کہ یہ فتنہ اور مکر جو  
عیسائیوں کا ہوا یہ مہدی موعود کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اور ضرور تھا  
کہ ایسا ہی ہوتا۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ صاف اشارہ کرتے ہیں کہ مہدی کے وقت میں  
مسلمانوں کا عیسائیوں کے ساتھ کچھ مناظرہ واقعہ ہوگا۔ اور پہلے تھوڑا ہوگا اور پھر اسکو طویل ہوکر  
ایک فتنہ عظیم ہو جائیگا۔ اسوقت آسمان سے یہ آواز آئے گی کہ ”حق آل مہدی میں ہے اور  
شیطان سے یہ آواز کہ حق آل عیسیٰ کے ساتھ ہے۔ یعنی عیسائی سچے ہیں۔ یہ حدیث صاف  
بتلا رہی ہے کہ اُس فتنہ کے وقت جسقدر لوگ عیسائیوں کا ساتھ دینگے وہ شیطان کی درپست  
ہیں اور انکی آواز شیطان کی آواز ہے۔ اور اس حدیث میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ انہیں  
دنوں میں خسوف کسوف بھی رمضان میں ہوگا۔ چنانچہ ایک خسوف کسوف تو مباحثہ کے بعد ہوا  
اور ایک خسوف کسوف رمضان میں اس فتنہ کے بعد آب امریکہ میں ہو گیا۔ یہ دوبارہ خسوف کسوف  
ایک قطعی علامت ظہور مہدی کی تھی جو کبھی کسی مدعی کے ساتھ جب سے کہ دنیا کی بنیاد ڈالی گئی صحیح  
نہیں ہوا اور یہ آسمانی آواز تھی جو مصدق مہدی موعود تھی۔

آب بٹالوی اور گدھیا نوی ہندو زادہ کچھ حیا اور شرم کو کام میں لا کر کہیں کہ انکی آواز میں  
جو عیسائیوں کی حماست میں ہوئیں جنکا باطل ہونا ہم نے ٹھہس کر دیا ہے یہ سب شیطانی آوازیں ہیں  
یا نہیں۔ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ ان آوازوں میں انہوں نے سچائی کو ترک کر دیا۔ اور حرف حرف  
میں ظلم اور خیانت سے کام لیا اور عیسائیوں کی ہاں میں ہاں ملائی تو بلاشبہ وہ اس حدیث کا  
مصدق ظہر گئے۔ غرض اس واقعہ کی صحت کی یہ حدیث بھی ایک گواہ ہے جو گیارہ سو برس  
کتابوں میں درج ہو چکی ہے۔

اور اسی واقعہ پر ایک اور گواہ ہے یعنی ہمارے وہ اہل اسلام جو بڑا اہل حق میں مرجع ہے جسکو قریباً  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے میں اور اسکی عبارت یہ ہے وَلَنْ رَضِيَ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا  
 النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ  
 يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ لَفْظًا أَحَدٌ وَيَكْسِرُونَ وَيُكَلِّمُ اللَّهُ مَنِ ارْتَضَى مِنْ رُسُلِهِ  
 أَنْ يَتْلُوَ عَلَيْهِ آيَاتِهِ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ الْكُتُبُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ  
 [ان سے مراد انجیل یہودی صفت علماء میں] اور نصاریٰ جنہر ہر ایک فتنہ آخری زمانہ کا ختم  
 ہوا ہرگز تجھے راضی نہیں گے جب تک تو انہیں کے خیالات کا تابع نہ ہو۔ ان کو کہہ دے  
 کہ زرا ایک ہے اسکی ذات اور صفات کے ساتھ کوئی بھی شریک نہیں نہ اس طرح پر جو  
 عیسائی کہتے ہیں اور نہ اُس طرح پر کہ جو یہودی صفت مسلمان مسیح میں غلو کر کے کہتے ہیں نہ وہ  
 کسیکا بیٹا نہ کوئی اس کا بیٹا نہ اُس کا کوئی ہم کفو اور یہ مسلمان یہودی صفت اور نیز سیائی آئندہ تجھ سے  
 ایک کر گینگے اور خدا بھی اُن سے ایک کر گینگا۔ اور خدا کا مکر بہتر یعنی چل جانے والا ہے۔  
 اُس وقت ان یہودی صفت مسلمانوں اور عیسائیوں کی طرف سے بالاتفاق ایک فتنہ ہو گا سوتو  
 اُس وقت صبر کر جبکہ اول العزم رسول صبر کرتے رہے۔ ابولہب کے ہاتھ ہلاک ہو گئے  
 اور وہ بھی ہلاک ہو گیا۔ اُسکو نہیں چاہیے تھا کہ اس فتنہ کے درمیان آتا۔ گروٹا ڈرتا ابولہب  
 سے مُراد وہ شخص ہے جسنے فتنہ کی آگ کو مسلمانوں میں بھڑکایا۔ اور اہل اسلام کو کافر قرار دیا اور  
 عیسائیوں کی تائید کی۔ پس چونکہ اُس کا کام آگ کا بھڑکانا اور مسلمانوں کو دہوکہ میں ڈالنا تھا اسلئے  
 اُسکا نام ابولہب ہوا کیونکہ لہب زبانیہ آتش کو کہتے ہیں اور سان عرب میں ایک چیز  
 کے ہوجو اُس کا باپ قرار دیتے ہیں۔ پس چونکہ فتنہ کی آتش کا زبانہ اُس شخص سے یہ ہوا  
 جس کا پیشگوئی میں ذکر ہے اسلئے وہ اُس زبانہ آتش کا باپ ہوا اور اَبُو لَہَب کہلایا اور جہان  
 میں سمجھا ہوں انجیلہ اَبُو لَہَب سے مُراد فیض محمد حسین نالوی ہے اللہ اعلم۔  
 کیونکہ اُس نے کوشش کی کہ فتنہ کو بھڑکا دے۔ اور یہ جو فرمایا کہ اگر دخل دیتا تو چاہیے تھا کہ  
 ڈرتے دخل دیتا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر کوئی بات کسی مجاہد قنف کی کسی کو



سمجھ نہ آوے تو کچھ مضائقہ نہیں کہ ڈرتے ڈرتے نیک نیتی اور پاک دل کے ساتھ اس مسئلہ میں بحث کرے۔ مگر عداوت اور بدزبانی تاک اس معاملہ کو نہ پہنچا دے۔ کہ انجام اس سبب ایمان اور اَبُو کھب کا خطاب ہے۔ اور پھر فرمایا کہ اس فتنہ میں جو تجھے ایذا پہنچے گی وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو اور اُسکی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے۔ کیونکہ ہمیشہ ترقی و تہذیب ہی سے ہوتی ہے۔ ضرور ہو کہ مومن آزما یا جاوے اور اُسکو دکھ دیں اور طرح طرح کی باتیں اُسکے حق میں کہیں اور اُس سے ہنسی اور ٹھٹھہ ہو۔ جب تک کہ تقدیر اپنے وقت مقدر تک پہنچ جائے۔

اب حضرات مفسرین اس پیشگوئی پر بھی انصافاً نظر دالیں کہ یہ قریباً سولہ برس سے کتاب براہین احمدیہ کے پہلے حصے میں چھپ کر تمام پنجاب ہندوستان اور عرب تک شائع ہو چکی ہے کیا یہ صاف اور صریح لفظ نہیں اس واقعہ کی خبر نہیں دیتی جس میں عیسائیوں کے ساتھ یہودی صفت علماء نے اپنی کمر کا بیڑہ کیا۔ کیا یہ پیشگوئی اس واقعہ غلیہ کی خبر نہیں دیتی جسکی طرف حدیث نے اشارہ کیا تھا۔

پس ایک عقل مند کے لئے آثار نبویہ اور یہ الہام حق الیقین تک پہنچانے والا ہے اور جو شرط اتھم کے مقابلہ پر الہام میں درج کی گئی وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس غرض سے تھی۔ کہ وہ دلوں کو پرکھے اور آزماوے۔ اور انسانی عقلوں کا غرور توڑے۔ اور تا وہ پیشگوئی پوری ہو جاوے سو برس پہلے اس زمانہ سے ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ اور تا وہ الہام بھی پورا ہو جاوے اس وقت سے سولہ برس پہلے براہین احمدیہ میں درج اور شائع ہو چکا تھا۔

پس دانشمندان کے لئے یہ خوشی کا موقع تھا کہ اتھم کے مقابلہ پر جو پیشگوئی کی گئی اُسکی تقریباً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔

منصوبات پھر نظر اٹھاؤ اور سوچ لو کہ جبکہ پیشگوئی میں رجوع الی الحق کی صریح شرط موجود تھی۔ اور اتھم سے وہ بدجو اسی وہ سرسنگی وہ سرزدانی اور خوف زدہ حالت ظہور میں آئی تھی کہ وہ اس مواخذہ کے نیچے گیا تھا کہ کیوں اسقدر قلق اور کرب اُس نے ظاہر کیا۔ اور اسقدر اُسکے

ہر اسان ہونے کی جا بجی شہرت پہ لی گئی تھی کہ آخر میاؤ گندرنسب کے بعد خود اُسکو ٹکڑی کر گئی کہ میں  
اس خوف اور گریہ و زاری اور ہزیمت کو کسی طرح چھپا نہیں سکتا، مجھ سے میاؤ کے اندر ظاہر  
ہوتا رہا۔ اسی لئے زخوشی اور ازاں و تابلہ مجبور ہو کر اُس کو خواہ ازار کرنا پڑا اور اس حد تک  
تو اُس نے بیچ بولا کہ مجھ کو تین روزہ - نظر آئے - مگر آگے چل کر دہلی میں رعایت سے جوٹ بول گیا  
کہ وہ انسانی محلے تھے - مگر وہ اس جھوٹے منصوبہ کو ثابت کر سکتا۔

بس اگر ہمارے مولویوں اور اخبار نویسوں میں کچھ بھی دیانت اور حمایت دینی کا جوش ہوتا  
تو وہ ایسی بے ثبوت تہمت پر ہسکو کپڑے لیتے اور سمجھ جاتے کہ اس مکار دنیا پرست نے یہ جھوٹ  
محض اس لئے باندھا ہے کہ تا اس خوف کو جکار دے چھپا - سکتا تھا ان تاویلوں سے پوشیدہ  
کر لے لیکن یہ اندھے مولوی اور جاہل اخبار نویس تو دیوانوں کی طرح اپنے ہی گہرے سہار  
کرنیکے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اگر ذرہ ہوش سنبھالا - بہام کی شرط کو دیکھتے اور ایک باقرت  
دل لیکر اتھم کے اُن حالات پر نظر ڈالتے جو اُس نے میاؤ کے اندر ظاہر کئے تو اُن پر کھل جاتا کہ ضرور  
پیٹنگوئی پوری ہوگئی۔ لیکن بدبخت انسان ہمیشہ شباب کاری سے اپنی عاقبت خواب کرتے  
رہے ہیں۔ افسوس ان لوگوں نے نہ سوچا کہ کیا عیسائی قوم ایسی دستباز قوم ہے جسکی ہر ایک  
بات خواہ خواہ تسلیم ہی کر لینی چاہیئے۔

جب بقول اتھم امرتسر میں اسپر حملہ ہوا یعنی ایک تعلیم یافتہ سانپ نے اُسکو دس کر ہلاک  
کرنا پڑا اسپر اتھم کا یہ جواب ہو کہ چونکہ عیسائی نہایت ہی نیک طینت اور بہت بازمیں  
ہیں اس حملہ کی باسی میں گورنمنٹ میں شکایت نہیں کی گئی۔ اور نہ عدالت میں کوئی تالاش  
ہوئی۔ بلکہ دیدہ و دانستہ مجرموں کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ عیسائی برہمباری ایسی ہی مروت اور درگزر  
چاہتی تھی۔

پھر بقول اُسکے دوسری دفعہ ہماری جماعت کے بعض لوگوں نے بمقام تو دیانہ نیروں  
کے ساتھ اسپر حملہ کیا۔ مگر بقول اُسکے اب بھی اُسکی صاف دلی جو پولس رسول سے بطور وراثت  
چلی آتی ہے انتقام لینے اور مجرموں کے بکڑ نیسے مانع ہوئی اس لئے اس مرتبہ بھی اُس نے  
اپنے خونی دشمنوں کو عہد اچھوڑ دیا، اگرچہ ان سے تو ہوا مگر ہم سے نہ ہو۔ لیکن بد ذات

دشمنوں نے پھر بھی پیچھا نہ چھوڑا اور اُس بڑے نیک بخت محسن کی اتنی برسی بھی کا فائدہ بھی نہ  
 کیا بلکہ جب یہ فیروز چھاؤنی میں گیا تو وہاں بھی سایہ کی طرح اس کے پیٹ پیچھے پیٹنے  
 اور جانب تلافی کے لیے تلواروں کے ساتھ احاطہ کوٹھی میں جاموچ ہو۔ یہ کڑی پختہ اور بڑا  
 نہایت ہی پکڑل کھڑا اور پوری تصویر پوئس رسول کی اپنے اندر رکھتا تھا اس لیے اس نے اپنی دفعہ  
 بھی نہ بکڑا! اور نہ پوس کے لوگوں کو کپڑے دیا۔ اور کہا کہ میں مسلمانوں کی طرح نہیں نہیں بدی  
 کے عوض میں ہرگز بدی نہ کروں گا۔ اور وہ ادبائش بھی کیسے خوش قسمت کہ اس مجراۃ حالت میں  
 کسی بازاری آدمی اور رگدز نے بھی انکو اتے جاتے ہتھیاروں کے ساتھ نہ دیکھا۔ اور اچھ صاحب  
 وہ عالی حوصلہ کہ یہ تو برکنار کہ گورنمنٹ میں ان خونی دشمنوں کی اطلاع دینے یا عدالت فوجداری میں  
 باضابطہ نالش کر کے اس عاجز کا چمک لکھواتے انہوں نے تو میعاد پیشگوئی میں اخباروں  
 میں بھی یہ صفحہ نہیں چھپوایا کہ شاید یہ بھی گناہ میں داخل نہ ہو۔

اے حضرات مولویو اور اخبار نویسو کیا آپ کا یہ گمان ہے کہ یہ ترین متنصرین کا فائدہ  
 ایسا ہی نیک بخت ہو اور ایسے ہی دیانت دار ہیں کہ کبھی جھوٹ موہ نہیں نکلتا۔ اور نہیں جانتے  
 کہ مکر اور مضویہ بازی کیا شے ہے۔ اور جھل۔ فریب اور جمل کسکو کہتے ہیں۔ مگر تین جانتا ہوں  
 کہ تمام دیانتیں شعبہ ایمان میں جن لوگوں نے پیسہ پیسہ کے لیے یا عورتوں کی خواہش سے  
 اپنا دین بیچ ڈالا اور اسلام سے باہر نکل کر استبازی کے چشمہ کی توہین کی ہے انکو نیک  
 سمجھنا نہایت پلید صیح انسان کا کام ہے

اے پیارے دوستو! آپ لوگ اس قوم کو اس قوم کی جلسا یوں کو خوب جانتے  
 ہو کہ کہاں تک ان لوگوں کو جھوٹ کی بندشوں میں کمال ہے یورٹ صاحب اپنی کتاب  
 موتیہ الاسلام میں پادریوں کی مکاریاں نمونہ کے طور پر لکھتے ہیں۔ کہ ایک بزرگ پادری نے  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح میں ایک کتاب لکھی اور اُس میں ایک موقع پر بیان کیا کہ گویا  
 نوحہ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو تر بلایا ہوا تھا کہ وہ آنجناب کے کانوں پر اگر  
 اپنا مونہ رکھ دیتا تھا اور یہ حرکت اس لیے سکھائی گئی تاکہ لوگ سمجھیں کہ یہ روح القدس ہے  
 کہ وحی پہنچاتا اور خدا تعالیٰ کا پیغام لاتا ہے۔ مگر جب اُس پادری کو لوگوں نے سخت بکڑا کہ تمہیں

تو نے کہا ان سے نقل کیا ہے تو کسے صاف اقرار کر دیا کہ میں نے عمدہ جھوٹ بنایا ہے۔  
 - علوم یہ تھا ہے کہ اس شریر پادری کو اس کبوتر کی نسبت شک ہوگا جو انجیل میں بیان کیا گیا ہے  
 جو تمام عمر میں صرف ایک دفعہ حضرت مسیح پر نازل ہوا تھا۔ اور پھر کبھی مونہ نہ دکھلایا۔ اور کہتے ہیں  
 کہ، اس کبوتر نہیں تھا بلکہ روح القدس تھا۔ خیر اس جھگڑے سے تو ہمیں کچھ علاوہ نہیں  
 صرف یہ دکھانا منظور ہے کہ اس بدطینت پادری نے یہ افترا اسی انجیلی قصہ کے تصور سے  
 تراش لیا تھا اگر ایسا خیال حضرت عیسیٰ کی نسبت اسکو پیدا ہوتا تو کچھ بیجا تھا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کی  
 نسبت ایسا یہودہ قصہ انجیلوں میں موجود ہے۔ جس کا کوئی ثبوت اب تک کسی عیسائی نے نہیں  
 دیا۔ اور نہ وہ کبوتر محفوظ رکھا۔ اور پادری صاحبوں کی جلسائیاں صرف اسی پر بس نہیں۔ بلکہ یہ  
 وہی حضرات ہیں جنہوں نے کئی جلی انجیلیں بنوائیں۔ اور خدا تعالیٰ پر بھی افترا کرنے سے ہڈری  
 ابھی حال میں ایک نئی انجیل اسی بزرگ عیسائی نے تبت کے ملک سے برآمد کی ہے جسکی  
 بہت جوش سے خریداری ہو رہی ہے۔ اور ان میں سے ایک بڑے مقدس کا یہ قول ہے  
 کہ دین کی ترقی اور حمایت کے لیے جھوٹ بولنا نہ صرف جائز بلکہ ذریعہ نجات ہے۔ اس قوم کا جھوٹ  
 سے پیار کرنا اپریل قول کی رسم سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ اگر اپریل  
 کی تحریروں اور اخباروں میں خلاف واقعہ باتیں اور خلاف قیاس امور شائع کئے جائیں تو کچھ  
 مضامین نہیں۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ غالباً بہت ساحۃ انجیل کا اپریل میں ہی لکھا گیا  
 ہے۔ اور یقیناً تثلیث کے مسلک کی جڑ بھی جہی مینہ ہے جس میں بدھ مرک جھوٹ بولا جاتا  
 اور خلاف قیاس باتیں شائع کی جاتی ہیں۔ غرض ان لوگوں کے نزدیک کسی ضرورت  
 کیوقت جھوٹ کا استعمال کرنا کچھ کراہت کی بات نہیں۔ جب دیکھتے ہیں کہ کوئی پرہیزگار  
 توفی الفوجھوٹ سے کام لیتے ہیں۔

عَبْدُ الْمَسِيحِ اور عَبْدُ اللّٰہِ ہاشمی کا کیسا جھوٹا قصہ بنالیا۔ کیا ہمارے  
 اور ہمارے وقت میں پاپائیت کا نام و نشان بھی تھا جسکی تائید میں دو فرضی شخصیتیں  
 عربی زبان میں مسمیٰ لکھا گیا۔ پس جلوگ کلہ کی پچاس طرح آئے دن نئے نئے جھوٹ بھی ایجاد  
 کرتے رہتے ہیں۔ وہ کسی سچ میں چنسن کر کیوں جھوٹ نہیں بولینگے۔ یہ ایک ثابت شدہ

۱۸۹۵ء  
 امر ہے کہ ناحق جھوٹ بول دینا انہیں لوگوں کا خاصہ ہے۔ دیکھو نور افشان ۲۵ جنوری کے پرچہ میں بیچارہ آکر کھسیں گھر کو عناد مذہبی کی وجہ سے زندہ درگور کر دیا چنانچہ مذکورہ میر چھپ گیا کہ اکبر سبج شلیٹ، کا دشمن ریل کے صدمہ سے جاں بحق ہوا۔ اور مرتے وقت وہ ایک پادری صاحب کی ہدایت سے تائب ہوا اور حضرت مسیح کی خدائی کا قائل ہو کر -!- اور اپنی مخالفانہ کتابیں جلا دیں اور توبہ کر کے بہت رویا۔ اور قائل ہوا کہ اُن میں سمجھا کہ حقیقت حضرت مسیح خدا ہی ہیں۔ !! حالانکہ اُسکو کوئی ریل کا صدمہ پہنچا اور نہ وہ مرانا توبہ کی نہ کتابیں جلائیں نہ حضرت مسیح کی خدائی کا قائل ہوا بلکہ زندہ موجود اور اب تک شلیٹ کا دشمن ہے۔ ناحق ایک بد ذات عیسائی نے اُس بیچارہ کے عیال اور دوستوں کو کھیت میں ڈالا۔ افسوس کہ ہمارے بھیل طبع مولویوں کو یہ خیال نہ آیا۔ کہ یہ اتھم بھی اسی دروغ بات قوم میں سے ہے اور یہ وہی ناپاک طبع ہے جسے پہلے اس سے ہمارے سید مولوی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نوحہ باللہ اپنی کتاب میں وصال کے نام سے موسوم کیا۔ لَعَنَ اللّٰهُ عَلٰی قَائِلِہٖ اِلٰی یَوْمِہٖ اَلْعِیَاضِہٖ پھر اُسکے بے ثبوت بڑیان کو باور کر نیوالا بھی وصال سے کم نہیں کیا غفلت اور انصافاً اُس پر یہ الزام قائم نہیں ہوا۔ کہ وہ میعاد مشکوئی میں اپنے ڈرنے کا اقرار کر کے پھر ان بیوہ جعل سازوں کا ثبوت نہیں دے سکا کہ وہ مشکوئی کی غلط سے نہیں بلکہ سانپ وغیرہ حملوں کی وجہ سے ڈرنا۔ وہ ان باتوں کو ذریعہ ناش نہایت نہ کر سکا۔ جو ڈر کی بنیاد انہوں نے قائم کی تھی یعنی تن حملے۔ اور اُس نے یہ بھی نہ چاہا کہ قسم کھا کر اپنی صفائی کرے۔ اور جب اس بات پر زور دیا گیا کہ ایسے عذرات کے پیش ہونے پر کیوں نہ یہ سمجھا جاے کہ یہ تین حملوں کا منصوبہ محض اس غرض سے گھڑا گیا ہے کہ تا اس خوف اور جرع فزع کی کچھ پردہ پوشی کیجائے جس سے اتھم خواب سے بھی جھپیں مار کر اٹھا کرے اور امر ترے کے مقام میں بھی تیار ہی کی شدت میں اُس نے ایک چیخ ماری اور کہا کہ مائے من کڑا گیا۔ تو ان باتوں کا کوئی جواب۔ اُس نے صفائی سے نہیں دیا۔ آخر اسی وجہ سے قسم کی ضرورت پیش آئی۔ مگر اُس نے ایک جھوٹے عذر سے قسم کو بھی ٹال دیا۔ ہمارے مولویوں اور اخبار نویسوں میں اگر حق کی تائید کا کچھ مادہ ہوتا تو وہ اُسی وقت دین کی تائید میں تیجہ نکال لیتے

بسکہ اٹھنے اپنے درختے رہنے کی یہ وجہ بیان ہی تھی کہ میرے پر تین گلے ہوئے اور اگر اسپر راتلی بکڑ سکتے تو اٹھ کر قسم پر مجبور کرتے۔ کیونکہ جب انھم اپنے قول و فعل سے خوف شدہ کا قابل ہو چکا تھا تو یہ مطالبہ قانوناً و شرعاً اُس سے واجب تھا۔ کہ کیوں یہ یقین کیا جائے کہ وہ تمام خوف پیشگوئی کی وجہ سے تھا خاص کر جبکہ وہ وجوہ خوف جو بیان کئے گئے بالکل چھوٹے اور نیکے اور بد بودار اور ہنواٹی ثابت ہوئے۔ اور یہ اسکی نہایت ہی رعایت کی گئی تھی کہ باوجودیکہ اسکی دروغ گوئی پر قرآن تو یہ قائم ہو چکے تھے اور نامعقول عند اللہ سے جرم پایہ ثبوت پہنچ گیا تھا پھر بھی ہننے اُس سے قسم کا مطالبہ کر کے وعدہ کیا کہ ہم اسکو قسم کے بذلتاً نہ پیدا ہونے پر راست باز سمجھ لینگے اور نہ صرف یہی بلکہ چار ہزار روپیہ نقد دینگے مگر وہ پھر بھی بھاگ گیا اور قسم نہ کھائی مسلمانوں کو جاہلیئے تھا کہ اُسکے ایسے کھلمے کھلمے گمراہ پر فتح کا تقارہ بجاتے نہ کہ عیسائیوں کے ساتھ اُن میں ٹال مٹالتے۔ لیکن جب تک انسان بخل سے خالی نہ ہو تب تک حقیقت میں اندھا ہوتا ہے۔

اور عیسائیوں کی حالت پر نہایت تعجب ہے کہ اس پیشگوئی پر جو ایسی صفائی سے اپنی شرط کے پہلو پر پوری ہو گئی انہوں نے محض شرارت سے وہ شور اور شر کیا۔ اور وہ پوڑ اور گندی گالیاں دیں اور کوچوں بازاروں میں شیطانی بہرہ دہ دکھلائے جو اپنی ساری فطرت کے پردے کھول دیئے۔ حالانکہ پیشگوئی میں ایک صاف شرط موجود تھی۔ اور قرآن تو یہی کہ وہ شرط پوری ہو چکی تھی۔ اور ہر ایک بات میں قابل الزام اٹھ تھا اور اسکی گفتار سے اسکا مکار اور جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا تھا۔ افسوس کہ انہوں نے اس روشن پیشگوئی سے تو انکار کیا۔ مگر اُن کو حضرت مسیح کی وہ پیشگوئیاں یاد نہ رہیں جو اپنے ظاہر میں نہیں تھیں پوری نہیں۔ بلکہ اُن کا خلاف واقعہ ہونا ایسے طور سے گھٹا کہ کوئی تاویل بھی وہاں نہیں جاسکتی۔ بہر حضرت مسیح کا کس زور سے دعویٰ تھا کہ اس زمانہ کے بعض لوگ ابھی زندہ ہوں گے لیکن پھر آ جاؤ گے۔ لیکن وہ سب مر گئے اور اسپر شمار ہو بس اور بھی گزر گئے اور وہ جیہ کہ عیسائیوں کا خیال ہے اب تک نہ اس کے !!! پھر اس سے عجیب تر یہ کہ پہلی تاویل میں حضرت مسیح کی نسبت یہ پیشگوئی صحیح تھی کہ ضرور ہے کہ پہلے اُس سے ایلیا آوے

یعنی وہ نبی ایلیا نام جو اس جہاں سے مدت پہلے گئے چکا تھا۔ لیکن ایلیا نہ آیا۔ اور یہودیوں نے حضرت مسیح کو الزام دیا کہ ایلیا تو ایچی آسمان سے اُتر ہی نہیں آپ کیونکر نبی ہو سکتے ہیں۔ اس کا جواب حضرت مسیح کچھ بھی نہیں دے سکے بجز اسکے کہ یحییٰ ذکر کیا کا بیٹا ہی ایلیا ہے۔

مگر ظاہر ہے کہ یہ جواب تو ایک تاویل ہے جو پیشگوئی کے ظاہر الفاظ سے بالکل مخالف پڑی ہے۔ اگر ایسی ہی تاویل سے کوئی پیشگوئی پوری ہو سکتی تھی تو ہر ایک شخص ایسی تاویل کر سکتا تھا۔ اور قیبت تو یہ کہ حضرت یحییٰ کو ایلیا ہونی سے انکار ہے۔ اب اس انکار سے تاویل

بھی بیہودہ ہو گئی۔ اور جبکہ تمام مہاجر حضرت مسیح کے سچائی ہونے کا اسی پیشگوئی سے یہودیوں پر تھا اور یہودی نہ ہوئی تو حضرت پادری صاحبان تو حضرت مسیح کی خدائی کو روکنے میں اور یہاں نبوت بھی اچھے سے گئی۔ بلکہ کاذب اور منفری ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ ایلیا کو آنے سے جو شخص پہلے مسیح ہونے کا دعویٰ کرے وہ دعویٰ اسکا صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ

یہودی اب تک یہی بحث پیش کرتے ہیں اور ظاہر نص کتاب اللہ یہودیوں کے ساتھ ہیں انکی یہ حجت ہے کہ اگر ایلیا سے کوئی آدمی شخص مہاجر ہوتا تو خدا تعالیٰ اپنے بند کو وعدہ کہہ دیتا بلکہ صاف لفظوں سے کہہ دیتا کہ ایلیا تو آسمان سے دوبارہ نہیں اترے گا۔ بلکہ اُسکی جگہ یحییٰ

ذکر کیا کا بیٹا پیدا ہوگا۔ اُسکو ایلیا سمجھ لینا۔ یہ پیشگوئی عیسائی مذہب کو نہایت غلطاب میں ڈالتی ہے۔ اگر قرآن حضرت مسیح کی نبوت کا مصدق ہو کر حضرت ابن حریجہ کو نبیوں میں داخل نہ کرتا تو کیا کوئی عقل مند قبول کر سکتا تھا کہ عیسیٰ بھی درحقیقت نبی ہے! کیونکہ کھلی کھلی خبر

کتاب اللہ کی یہودیوں کے ماتھے میں ہے جس سے حضرت مسیح کسی طرح سچے نہیں ٹھہر سکتے۔ بعض مسلمان جہالت سے کہتے ہیں کہ شاید وہ پیشگوئی محرف ہو گئی ہوگی۔ مگر ایسا خیال کرنے

والے سخت جہنم میں۔ تحریف تو بیشک بعض مقامات بائبل میں ہوئی مگر جس مقام کو خود حضرت مسیح نے غیر محرف ٹھہرایا ہے وہ مقام بلاشبہ حضرت مسیح اور یہود کے اتفاق سے تحریف کے الزام سے پاک ہے۔ اور قرآن کریم اور حدیث میں اس قصہ کا کچھ ذکر ہی نہیں۔ تاہم یہ کہہ سکیں کہ یہ قصہ احادیث اور قرآن کریم کے مخالف پڑا ہے۔ پس ہم

ہر حال اس قصہ کی نگاہ سے مجاز نہیں ہیں۔ اتنا کہنا ہمیں ضروری ہے۔ کہ گو نص کتاب اللہ

کئے ظاہر الفاظ یہودیوں کے عذر کے موید ہیں۔ اور اگر ظاہر پر فیصلہ کریں تو بیشک حضرت مسیحؑ کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ کذب اور افتراء ثابت ہو جائے گا۔ اور کذب بھی ایسا کذب کہ جسکو ایلیا قرار دیا گیا وہ خود ایلیا ہونا منظور نہیں کرتا۔ اور وہی مسیحؑ اور گواہیت کا معاملہ نظر آتا ہے۔ مگر چونکہ قرآن کریم نے حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کر دی ہے اسلئے ہم بھر حال حضرت مسیحؑ کو سچا نبی کہتے اور ماننے پر اور انکی نبوت سے انکار کرنا کفر صریح قرار دیتے ہیں۔

اور ایلیا کے قصہ میں یہودیوں کی یہ حجت کہ اگر یہی شخص درحقیقت مسیح موعود تھا تو ایلیا کے دوبارہ آئینکی پیشگوئی میں خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو قبول و قبول دیا۔ اس طرح پیشگوئی کے الفاظ کیوں نہ لکھے کہ ضرور ہے کہ مسیح سے پہلے یحییٰ بن زکریا آوے۔ اور جبکہ نص کتاب کے ظاہر الفاظ پر ایمان لانا ضروری ہے تو ایسے موقع پر تاویل میں کرا کھ رہے۔ یہ وہ حجت ہے جو اب تک یہودی لوگ انکا نبوت مسیح میں پیش کرتے ہیں۔

لیکن انبہم قرآنی معارف سے قوت پا کر کہہ سکتے ہیں کہ جبکہ مسیحؑ کی نبوت قرآن کے نزول سے پایہ صداقت پہنچ گئی ہے تو گو ظاہر الفاظ پیشگوئی سے کیسے ہی ان کے خلاف پڑے ہوں تب بھی ہمیں انکی تاویل کر لینی چاہئے۔ چونکہ پیشگوئیوں میں کفر و تنہات بھی ہوتے ہیں جنسے خلق اللہ کا ابتلا منظور ہوتا ہے تو کیوں ایلیا کی پیشگوئی کو بھی استعارات کی قبیل سے سمجھا جائے۔ یہودی لوگ خدا تعالیٰ کی ان سنتوں سے اچھی طرح واقفیت نہیں رکھتے تھے کہ کہی آئی پیشگوئیوں میں اسطورہ کے استعارات بھی واقع ہو جاتے ہیں کہ نام کسی کا لیا جاتا ہے اور قرآن کی رو سے مراد کوئی اور ہوتا ہے۔ لیکن قرآن کریم نے اس امت یا احسان کیا کہ یہ تمام حقائق اور سنن اللہ سمجھا دیئے۔ بلکہ ان طریقوں کو کئی مواضع میں آپ اختیار کر کے بخوبی تفہیم کر دی۔ دیکھو کہ اپنے راز کے یہودیوں کو ملزم کیا کہ تم سے پہلے کی نافرمانی کی۔ ہمارے کانٹا لکھا۔ حالانکہ اس جرم کو مجرم وہ تو نہیں تھے۔ بلکہ ان کے باپ دادا سے تھے۔ اور بخوبی بار بار سمجھا دیا کہ کئی شخص دوبارہ دنیا میں نہیں آیا کرتا۔ مگر یہ سمجھ یہودیوں کو نہیں دیکھی تھی۔ اور توریت کے طرز و طریق نے انکو قیامت کی نسبت بھی شک شبہ میں رکھا تھا۔ اور قرآن شریف کی طرح نصوص صریح و تورات



سے آپ نہیں کھلا تھا کہ کوئی شخص اس جہان سے گزر کر پھر اس دنیا میں آباد ہو سکے یا نہیں اس کے  
 ایسے وہ اس گداب میں پڑے اور ان کا بس بات پر نہ دینا سراسر حماقت تھا کس طرح  
 حضرت ایلیا علیہ السلام دوبارہ آسمان پر سے مسیح موعود سے پہلے تشریف لے آئے۔ اور  
 ان کے پاس اس طرح دوبارہ آجانکی۔ کوئی نظیر بھی نہیں تھی۔ ان جہل کے خاصہ بنی ہم ملاؤں طرح  
 صرف الفاظ پر زور تھا۔ اور ایک نادان کی نظر میں ظاہر یہودیوں کی حجت ایلیا کو دوبا آئینی مشکوٰۃ  
 میں تو ہی معلوم ہوتی تھی۔ اور حضرت عیسیٰ کی تاویل کچھ رکلیک اور بودی جانی جاتی تھی۔ کیونکہ ظاہر  
 نص یہودیوں کا مؤید تھا۔ لیکن اس بہت اللہ پر لڑوانے کے بعد قرآن کریم سے مفصل  
 معلوم ہوتا ہے یہ سلسلہ بالکل باطل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں کسی۔ کہ دوبارہ آئے اور  
 دنیا میں دوبارہ آباد ہونے کے بارے میں یہ کتاب کریم صاف فیصلہ کرتی ہے کہ ایسا ہوتا ہے  
 کے خلاف ہے۔

پس جبکہ دوبارہ آنا دنیا میں متنع ہوا تو پھر حضرت ایلیا علیہ السلام کا آسمان سے نازل  
 ہونا اور یہودیوں کے دلوں کو مسیح موعود سے پہلے اگر درست کرنا بدیہی البطلان ہوا۔ ان ہم  
 سلسلہ تیسرے قرآن کریم پر ایمان لانیکے سمجھ میں نہیں آتا۔ اور اگر تواریت پر ہی حصر رکھا جائے تو افسوس  
 کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ مسیح برگزینی صادق نہیں تھا!!! ایک مصیبت تو مسیح کے بارے میں  
 یہی پیش آتی تھی۔ دوسرے ظالم عیسائیوں نے اپنے ہاتھوں سے مسیح کو تواریت آتشا بلی  
 کا مصلوق ٹھہر کر پتے نبیوں کے طریق اور شان سے بجلی بے نصیب اور محروم کر دیا۔

اور یاد رہے کہ نظریہ عیسیٰ کے بعد حضرت مسیح کی تاویل یہودیوں کے شک بانہا ہوتے  
 غالب ہے۔ گو ایک جلد باز اور دھوکہ کھانے والا حضرت مسیح کی تاویل پر ٹھٹھا اور ہنسی کر گیا کہ  
 اپنی نبوت کے ثابت کرنیکے لیے تاویلات رکبکے سے کام لیا ہو۔ لیکن جو شخص قرآن کا  
 علم رکھتا ہے۔ اور سنت اللہ کے سلسلہ پر اسکو نظر ہے وہ خوب جانتا ہے کہ حتمی وعدہ  
 خدا تعالیٰ کا یہی ہے کہ اس جہان سے گزرنے والے پھر آسمان سے نہیں اتر کرتے وہ  
 نہ صرف حضرت مسیح کی تاویل کو قبول کر گیا بلکہ اس تاویل سے لذت بھی اٹھا سکا۔ کیونکہ وہ تاویل  
 عہد قدیم کے مطابق ہے۔ اگرچہ نا بجا یہودی۔ اب تک یہی روئے ہیں کہ مسیح نے اپنی جھوٹی

نبوت کو لوگوں میں جانیکے لڑی پاک کتابوں کی ظاہر نص کو چھوڑ دیا ہے اور جب اس سے کبھی گفتگو کا اتفاق پڑے تو بھی دبوکہ دینے والا عذر پیش کرتے ہیں اور ایک ناقص آدمی جب اس کے اس عذر کو سن کر تو ضرور وہ حضرت مسیح کی نبوت کی نسبت کچھ تذبذب ہو جائیگا اور قریب ہی جو اگونی جی اور جھوٹا انگلیک اپنے تئیں ہلاک کرے۔ اور غالباً یہ اعتراض حال کے لمحوں نے یہودیوں سے ہی لیا ہے کہ جس حالت میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح مردے زندہ کرتے تھے بلکہ ایک دفعہ تو تمام مردے اور تمام مقدس نبی زندہ ہو کر شہر میں آج بھی گئے تھے تو وہ ایلیا علیہ السلام جتنے دوبارہ آئینکی وجہ سے حضرت مسیح نے ناچار ہو کر تاویلات رکیکہ سے کام لیا۔ کیونکہ انکو اپنی تصدیق نبوت کیلئے بموں یہودیوں کو دکھانا اس جھگڑے کو طے نہ کر لیا۔ اور کیونکہ تاویلات رکیکہ کی مسیبت میں پڑے۔ جس شخص اپنے اقتدار سے مردہ کو آپ زندہ کر سکتا تھا چاہیے تھا کہ ہنگوئی کی علامت پوری کر نیکی لینے زندہ کیا آسمان سے ہی اُتارا ہوتا خدائی کے کام تو کن فیکون سے چلتے ہیں مگر اس خدا کو کیا پیش کیا کہ شہر یہودی اُسپر غالب ہو گئے اور انکی حجت کو توڑ نہ سکا اور ظاہر نص کو چھوڑ کر یوں ایک تاویل سے جہان کو تباہی اور قفسہ میں ڈال دیا۔ تاکسی طرح مسیح موعود بن جائے جس شخص کے ہاتھ میں زندہ کرنا ہو بلکہ اسکا معجزہ ہی احیاء موتی ہو۔ اُسپر کیا مشکل تھا کہ فی الغور ایلیا نبی کو زندہ کر کے یا آسمان سے اُتار کر یہودیوں پر ظاہر الفاظ نص کے موافق اپنی حجت پوری کر دیتا۔ مگر ایسے عہد میں وہی کر گیا جاپانی جہالت دنیا میں دوبارہ مردوں کے انیکا قابل ہو گا۔

ہمارے اس وقت کو نام کے مولوی جو رجبا بالغیب کہتے ہیں جو شاید ایلیا نبی کے دوبارہ انیکا حقہ محرف ہو یہ سرسہ انکی خیانت ہے۔ جس قفسہ کی حضرت عیسیٰ نے تصدیق کی۔ اور تمام یہودیوں کا اُپر اتفاق ہے وہ کوئی کثوف ہو سکتا ہے۔ اور پھر بطریق تنزل ہم کہتے ہیں کہ اللہ اور رسول نے انکی تحریف کی ہلکونہ نہیں ہی۔ لہذا ہم بموجب حدیث صحیح کے ملذیب کر نیکیے مجاز نہیں ہیں اگر لا قصہ تو اپر نظر تو لا لکھو ابھی ساتھ یاد رکھو۔ لیکن اس نص میں تو ہمارے مولوں کو یہ دہر کہ مشروع موا کہ اگر حضرت عیسیٰ کی اس تاویل کو تسلیم کر لیں اور قصہ کو صحیح سمجھیں پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنیسے بھی ناقدہ ہو لیا چاہیے۔ جب ایک مرتبہ فیصلہ دیکھا نو تو ہی مقدسہ اُٹھانا یہودی بن جانا ہے۔ جس وہ ہوتا ہے جو دوسرے کے حال سے عہت پکڑے۔ اُنزول کا لفظ احادیث میں موجود ہے تو سوت عیسیٰ کے

الفاظ قرآن اور حدیث میں موجود ہیں اور توفیق کے معنی سخت معنی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے بجز  
ماروینہ کے اور ثابت نہیں ہو سکتے۔ بس یہ سب اس مسئلہ کی حقیقت پر کھلی توفیق اس کی طرح ہے اس کے  
وہی معنی کرنے چاہئیں جو اس کے طالبین ہوں۔ اگر تمام دنیا کے مولوی شفیق مکر آیت یا عیسائی اتنی  
ہتوفیات۔ اور آیت فلما اتوا قہقنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے بجز ماروینہ  
کے کو بھی اتنی معنی ثابت کرنے چاہیں تو ان کے لئے ہرگز ممکن نہیں اگرچہ اس ہم میں مرجائیں اسی چ

سے امام ابن حزم اور امام  
مالک اور امام بخاری اور دیگر  
بڑے بڑے اکابر کا یہی  
ذہب ہے کہ وہ حقیقت  
حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے  
ہیں۔ افسوس کہ جابلو لوگوں  
نے مانتی شور مچایا۔ اور آخر  
حضرت عیسیٰ کی موت ثابت ہوئی  
جس کے ثبوت سے وہ ایسے  
نادوم ہوئے کہ یس مر گئے  
وحی اللہ پر کم تو جہ رکھنے  
سے یہ تمام عقیدتیں انہیں  
پڑیں۔ بلویوں کی یہی سوچا کہ  
خدا تعالیٰ نے آج سے ٹھوکر مار دی  
اہم مند جبکہ ابن احمد میں اس طرح کا  
نام ہے لکھا ہو کہ انسان انسانی  
منسوب کر سکتا ہے کہ جو اس ٹھوکر پر  
بود کرتا تھا اس کی تہذیبی مدت ہے

مگر فہم جا لے کج دل رواست  
لیکن آن فہم کہ ہشت ہشتی  
نسبے باید کہ تا فہم کے  
کار بے نسبت نئے آید بہت  
نسبتے میداشت باخیر الام  
جان او بشناخت رو پاک  
آنچہ بازوں دید آن قارون یہ  
کے ہاند با نرید سے مایہ  
ظلمتے در ہدم گیرد براہ  
دیگر سے را بر کردہ کور و کر  
ایں زکوری اور انکار و ابا  
ہمچنین صدیق و چشمان گبر  
ان مروچوں تو نے تہمت ہاش  
خانہ ات ویراں تو در فکر و گر  
روچہ نالی بہر کفر دیگران  
نکتہ چیں را چشم می باید سخت  
اونہ را بخویش رسوا کند  
لعنت آن ہشد کہ از حال بود

وحی نئی راز اشارات خداست  
چشمہ فصیحت وحی انوری  
وحی قرآن راز دارو ہے  
واجبہ اند نسبت اند و سخت  
آن سعیدے کش ابو بکر است نام  
نیں نشد محتاج تفتیش و راز  
ہست فرقتے و لفظ اسی سعید  
بود ہادوں پاک اس کرے پلید  
گر نباشد نسبت در جائے گاہ  
آن کے راسہ عیاں پیش نظر  
آن نشستہ با نگار و لر با  
مہ نئے آید نظر در وقت ابر  
اسے برادر از تامل کن تلاش  
اسے بے تکفیر با بستہ تکر  
صد ہزاراں کفر و جانت نہان  
خیز و اول خویشین را کن دست  
لفظی گر لعنتے بر اکند  
لعنت اہل جفا اسان بود

راہم خاں صاحب از اعلام احمد قادیانی

جمادی اور خدا نے جو یہ سب ایسی ہست دیدی جس کی دنیا میں حسیہ دنیا شروع ہوئی کوئی نظیر نہیں پائی جاتی والسلام علی من اتبع الهدی

جسکے لئے پارسیوں نے اپنی عکباد اور عبرانی والوں نے اپنی مگہ اور تیریوم نے اپنی مگہ دعوسے کہو کہ انہیں کی وہ زبان ہے وہ عربی مبین ہے اور دوسرے تمام دعیدیا غلطی پر اور خطا پر ہیں اگرچہ چنے اس کو عصری طور پر ظاہر نہیں کیا بلکہ اپنی مگہ پر پوری تحقیقات کی ہے اور ہزار الفاظ سنسکرت وغیرہ کا قلابہ کر کے ادھر تک لغت کے ماہروں کی کتابوں کو سن کر ادو غریب عین نظر دلا کر اس نتیجہ تک پہنچیں کہ زبان عربی کے سامنے سنسکرت وغیرہ زبانوں میں کچھ بھی غوی نہیں پائی جاتی بلکہ عربی کے الفاظ کے مقابلہ ان زبانوں کے الفاظ لنگڑوں تو ان ادھون بہروں مہر و صولن جنہو من کے مشابہ ہیں جو فطری نظم کو کبھی کہتے ہیں اور کافی ذخیرہ مفردات کا جو کمال زبان کے لئے شرط ضروری ہے اپنے ہتھ نہیں لیکیں مگر کسی گنہیہ صاحب یا کسی پادری صاحب کی رائے میں غلطی پر ہیں اور ہماری یہ تحقیقات انہی راہ میں سوجہ کے صحیح نہیں ہے کہ ہم ان زبانوں سے ناواقف ہیں تو اول ہماری طرف سے یہ جواب ہے کہ جس طرز سے ہمیں اس بحث کا فیصلہ کیا ہے اس میں کچھ ضروری نہ تھا کہ ہم سنسکرت وغیرہ زبانوں کے املا و انشاء سے بخوبی واقف ہو جائیں یہیں صرف سنسکرت وغیرہ کے مفردات کی ضرورت تھی سو چنے کافی ذخیرہ مفردات کا جمع کر لیا اور پندرہ توں اور پندرہ کے زبانوں کے ماہروں کی لکائی گئی سن مفردات کے ان معنوں کے ہی جہان تک کہن نہا نتیجہ کر لی۔ اور انگریز محققوں کی کتابوں کو بھی بخوبی غور سے سن لیا اور ان باتوں کو مباحثات میں نکال کر بخوبی صاف کر لیا اور پھر سنسکرت وغیرہ کی زبانوں کو سن کر شہادت ملی جس سے یقین ہو گیا کہ حقیقت ایک سنسکرت وغیرہ زبانیں ان خوبوں سے عاری ہیں بے بہرہ ہیں جو عربی زبان میں ثابت ہوئیں ۔

پھر دوسرا جواب ہے کہ اگر کسی صاحب یا کسی اور مخالف کو یہ تحقیقات ہماری منظور نہیں تو انکو ہم بذریعہ شش ماہہ کے اطلاع دیتے ہیں کہ ہم نے زبان عربی کی فضیلت اور کمال اور فوق الاسنہ جو نیچے دلائل اپنی اس کتاب میں بطور طور پر لکھ دیے ہیں جو تفصیل فرمیں ۔

۱۔ عربی کی مفردات کا نظام کامل ہے ۔ ۲۔ عربی ہلی درجہ کی علمی و تمدنی پیشگی جو حقیقی اعلاوت ہیں ۔ ۳۔ عربی کا سلسلہ اطوار و مواد اتم و ماحول ہے ۔ ۴۔ عربی کی ترکیب الفاظ کم از کم کافی زیادہ ہیں ۔ ۵۔ عربی زبان انسانی خاتمہ کا پورا نقشہ اپنے کیلئے پوری پوری طاقت اپنے ہتھ میں رکھتی ہے ۔

اب ہر ایک کو اختیار ہے کہ ہماری کتاب کے چہرے کے بعد اگر ممکن ہو تو یہ کتاب سنسکرت یا کسی اور زبان میں لکھی

یا اس اہلکار کے پہنچنے کے بعد میں اپنے منشاء سے اطلاع دے کہ وہ کیونکر اور کس طرز سے ایسی قتل کرنا چاہتا ہے یا  
 اگر اس کو ان میں سے کچھ کلام ہی یا سنگت وغیرہ کی کوئی ذاتی خوبیاں بتلانا چاہتا تو جب تک میں کہہ نہ دوں تو اس کی بات کو سیکھ کر کچھ نہ کہتا  
 فریادیں بھی ہر ایک قوم میں پائے جاتے ہیں کہ یہ عدل نہ خود دل میں باقی رہتا ہے کہ شاید شکرت وغیرہ میں کوئی ایسی چہی  
 ہر شے کمالات ہوں جو انہیں کوگوں کو معلوم ہوں جو ان زبانوں کی کتابوں کو پڑھتے پڑھتے ہیں اسلئے ہم نے ان کی  
 کے ساتھ پانچ سو روپیہ کا انعامی اشتہار شائع کر دیا ہوا ہے یا پانچ سو روپیہ صرف کی کوئی بات نہیں بلکہ کسی اور چاہت کسی مالدار  
 صاحب کے درخواست کے آنے پر پہلے ہی ایسی جگہ جمع کر دیا جائیگا جس میں وہ آ رہا ہو اور صاحب بخوبی مطمئن ہوں  
 اور یہ کہ جس نوع یا کی حالت میں بغیر حرج کے وہ روپیہ کو وصول کرے گا یا نہ کرے کہ وہ یہ جمع کرانے کی درخواست کرتے  
 آئی چاہتے ہیں بلکہ تحقیق السنہ کی کتاب پر پکڑ کر شائع ہو گا اور میں کرانے کے لئے اس امر کے بارے میں ایک تقریری اور نوٹ لکھا  
 کہ اگر وہ پانچ سو روپیہ جمع کرانے کے بعد مقابلہ سے گریز کر جائے یا اپنی لان و گرانف کو انہیں کچھ نہ کہے تو وہ تمام حرج و ادا کر  
 جو کیا جاتی رہے ہو کسی شے میں نہ ہو گی ان میں سے کوئی توقع ہے۔ والسلام علی من اتبع الهدی

## عبدالحق غزنوی کو مبارکباد

عبدالحق غزنوی نے اپنے بیوہ اشتر مارین مبارکباد میں فتحیاب ہونیکا بہت سچ حکم کے بعد یہ جیل بنگالہ تھا کہ بہائی کے خرمیہ  
 اسکی بیوی میرے قبضہ میں تھیں اور یہی اشارہ کیا تھا کہ آئندہ لڑکا پیدا ہوئیگی آئندہ ایکے جواب میں تہنہ پانچ سو روپے  
 انوار اسلام میں لکھ دیا تھا کہ بہائی کا نام اور اسکی ضعیف بیوہ کو بخل میں لانا کوئی مراد یا بی کی بات نہیں بلکہ اسکا ذکر کرنا  
 ہی جائز نہیں ہے وہ ضعیف جو اپنی جوانی کا اکثر حصہ کہاں کی توجہ اسکو بخل میں لکر تو باقی عبدالحق نے مدنی کا حج اپنے گھر لایا  
 اسلئے ہم ہر ایک کا ایسے بیوہ بخل سے کہہ کر مراد یا بیوہ کی ہوشی باقی رہا لڑکا پیدا ہونا اسکا عبدالحق نے اسکا کوئی شہنشاہ بن  
 دیا شاید وہ پہلے اندر ہی اندر گم ہو گیا یا بوجب آیت وفاقی لڑکی پیدا ہوئی اور وہ نہ کالا ہو گیا لیکن میں خدا تعالیٰ کی عطا  
 کی یاد گری کے جواب میں بشارت ہی کہ تجھے ایک لڑکا دیا جائیگا جیسا کہ ہم ہی سالہ اول اسلام میں اس بشارت کے  
 شایع ہو کر چکے ہیں الحمد للہ اللہ تعالیٰ اس ہام کے ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۸۳ھ بمطابق ۲۴ مئی ۱۸۶۷ء میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا  
 جسکا نام شریف احمد رکھا گیا والسلام علی من اتبع الهدی

ماہنامہ غلام احمد غفری



# مہدی کے تعلق عقیدے

بہم ضروری ہے کہ ان گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ پر ظاہر کر دیں کہ مہدی معبود کے باریں فرقہ داریہ کا جو اپنے تئیں اہل حیت کے نام سے موسوم کرتے ہیں جن کا سرگروہ مولوی ابو سعید محمد حسین بنالوی اپنے تئیں خیال کرتا ہے کیا عقیدہ ہے۔ اور اس باریں ہر اور میری جماعت کا کیا عقیدہ ہے کیونکہ اس تمام اختلاف اور باہمی عداوت کی جڑ یہی ہے کہ میں ایسے مہدی کو نہیں مانتا اس لئے ہں ان اگر کوئی نظریں کا فرہوں اور میری نظریں یہ لوگ غلطی پر ہیں۔ سو میں ذیل میں بمقابل اپنے عقیدہ کے ان لوگوں کا عقیدہ لکھتا ہوں جو مہدی کے باریں رکھتے ہیں۔ اگرچہ یہ عقیدہ جو مہدی کی نسبت اہل حدیث کو ہے جن کا اصلی نام دہابی ہے اس کے صد بار سالوں کے کتابوں میں پایا جاتا ہے لیکن میں مناسب دیکھتا ہوں کہ نواب صدیق حسن خان کی کتابوں میں سے اس عقیدہ کا کچھ حال بیان کر دوں کیونکہ مولوی محمد حسین جو ان کا سرگروہ ہے صدیق حسن خان کو اس صدی کا مجدد مان چکا ہے (ریکھوا شامۃ اللہ) اور اسکی کتابوں کو ایک مجدد کی ہدایات کی حیثیت سے ہر ایک اہل حدیث کے لئے واجب العمل سمجھتا ہے

## ہمارے مخالف مہدویوں کا عقیدہ اور وہ یہ ہے میرا اور میری جماعت کا عقیدہ مہدی کی نسبت

مہدی اور مسیح موعود کے درمیں جو میرا عقیدہ اور میری جماعت کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس قسم کو امام ربین جو مہدی کے ایکے بارے میں ہیں ہر گر قابل وثوق اور قابل اعتبار نہیں ہیں۔ میرے نزدیک "برتن" نام کا جو ہے ہو تو ہے ایوں کہ وہ وہ تین قسم میں باہر نہیں (۱) اول وہ حدیثیں کہ موضوع اور غیر صحیح اور غلط ہیں اور ان کے راوی خائنات اور کذب سے متہم ہیں اور کوئی دیندار مسلمان ان پر ایمان نہیں کرے (۲) دوسری وہ حدیثیں ہیں جو صحیفہ اور مجروح ہیں اور باہم متناقض اور اختلافات کی وجہ سے پایہ اعتبار سے ساقط ہیں اور حدیث کے نامی اماموں نے مانتا تھا قطعاً دیکھ ہی نہیں کیا اور اچھ اور بے اعتباری کے عقد کے ساتھ ذکر کیا ہے اور تو شیخ روایت نہیں کی بچے راویوں کی صحیح

نواب صدیق حسن خان اپنی کتاب حج آیہ کے موسم ۳۰۳ میں مہدیز اس کا شیعہ فرامین خان اپنی کتاب "تقریب السامعہ" کے صفحہ ۱۶۱ میں مہدی کی نسبت اہل حدیث کے عقیدہ کا اصرار بیان کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مہدی ظاہر ہوتے ہی اس قدر میاں میں کو قتل کرے گا کہ وہاں میں سے باقی بچائیں گے اس حکومت اور بادشاہت کا حوصلہ نہیں رہیگا اور ریاست کی برائے دغا سے کچھ چلے گی اور ذلیل ہو کر ہلاک حائل گئے پھر اسی حج الکوہ کے صفحہ ۷۳ میں لکھتا ہے کہ اس نوع کے بعد مہدی ہندوستان پر چڑھائی کرے گا اور ہندوستان کو فتح کرے گا اور ہندوستان کے بادشاہ کو گردن میں طوق ڈالے گا اس کے سامنے حاضر کیا جائیگا اور تمام خزانے اور بنگ گورنمنٹ کے لوٹ لیکے گا اور میری ایک زیادہ تشریح کتاب "تقریب السامعہ" کے صفحہ ۲۴۱ میں اس پر مرقی ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي

رَبَّنَا افْخُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ

وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ

اے رحیم و مہربان و رہنما  
اے کہ از تو نیست چیزے مستتر  
گر تو دید استی کہ ہستم بگہر  
شاد کن ایں زمرہ اغیار را  
ہر مرادش آن فضل خود بر آ  
دشمنم باش و تبہ کن کار من  
قبلہ من آستانت یافتی  
کز جہاں آن را زرا پوشیدہ  
اندکے افشاو آن اسرار کن  
واقفی از سوز ہر سو زندہ  
زاں محبت ہا کہ در دل کاشتم  
اے تو کہت و لمجا و ماوا احر من  
وز دم آں غیر خود را سوختی  
دیں شبہ تارم مبدل کن بروند

اے قدیر و خالق ارض و سما  
اے کہ میداری تو بردلہا نظر  
گر توے بینی مرا پر فسق و شر  
پارہ پارہ کن من بدکار را  
بر دل شاں ابر رحمت ہا ببار  
آتش افشاں بر در و دیوار من  
ور مرا از بند گانت یافتی  
در دل من آن محبت دیدہ  
با من از روئے محبت کار کن  
اے کہ آئی سوئے ہر جویندہ  
زاں تعلق ہا کہ با تو داشتم  
خود بروں آ از پئے ابراہ من  
آتشی کا نذر دلم افروختی  
ہم از اں آتش رخ من بر فرو



چشم بکشا میں جہان کور را ز آسماں نور نشان خود نما میں جہان بنیم پر از فسق و فساد از حقائق مائل و بیگانه اند سر و شد و لہا ز مہر بوئے دوست	اے شدید البطش بنا زور را یک گلے از بوستان خود نما غافلان را نیست وقت موت یاد ہمچو طفلان مائل افسانہ اند روئے دلہا تافہ از کوئے دوست
---	---

سپیل در جوش است و شب تاریک تار  
از کر مہا آفتابے را بر آر

چونکہ قدیم سے ہی زمانہ کی عادت ہے کہ جب کسی قوم میں کوئی ایسا فرقہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قوم کی نظریں اس فرقہ کے اصول اور عقائد اُنکے اپنے اصول اور عقیدہ کے برخلاف ہوتے ہیں تو اس قوم کے سرگروہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ اس فرقہ کو کسی طرح نابود کر دیں اور ہمیشہ ہی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ قوم کے سامنے اور نیز گورنمنٹ کے سامنے اُنکو بدنام کریں۔ سو یہی معاملہ اس ملک کے بعض مولویوں نے مجھ سے کیا ہے جن میں سے پکا دشمن اور مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ ہے۔ اس پچار سے نے میری بدخواہی کے لئے اپنا آرام حرام کر دیا۔ بناد سے بنارس تک اپنا قابل شرم انتقالیکر میرے کفر کی نسبت مہر میں لکھوا تا پھر اور چہر جفٹے اسی کارروائی پر اس کی طبیعت خوش نہ ہوئی تو گورنمنٹ تک خلاف واقعہ یہ باتیں میری نسبت پہنچا تا رہا کہ یہ شخص درپردہ باغی ہے اور مہر دی سودانی سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ حالانکہ آپ ہی اپنے اشاعت السنہ میں میرے بار میں یہ مضمون شائع کر چکا تھا کہ اس شخص کی نسبت بغاوت کا خیال دل میں لانا کمال درجہ کی بے ایمانی ہے اور بار بار کہہ چکا تھا کہ میں اپنی ذاتی واقفیت سے گواہی دیتا ہوں کہ یہ شخص اور اس کا والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب گورنمنٹ انگریزوں کے خیر خواہ جان نثار ہیں۔ غرض جب اس دانا گورنمنٹ نے اس حاسد کی باتوں کی طرف کچھ توجہ نہ کی تو پھر اپنی قوم

کو اکسا نا شروع کیا اور میری نسبت یہ فتویٰ شایع کیا کہ اس شخص کا قتل کرنا موجب ثواب ہے چنانچہ اس فتویٰ کو دیکھ کر اور کئی مولویوں نے بھی قتل کا فتویٰ دیدیا۔ پس بلاشبہ یہ سچ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے یہ سامان پیدا نہ کرتا کہ اس گورنمنٹ عالیہ کے زیر سایہ مجھے پناہ دیتا تو معلوم نہیں کہ ایسے فازی جہاد تک کیا کچھ نہ دکھاتے۔ یہ شخص بار بار مجھے امیر کابل کی دھمکی دیتا رہا ہے کہ وہاں چلو تو پھر زندہ نہ آؤ گے۔ یہ تو ہمیں معلوم تھا کہ یہ شخص امیر کابل کے پاس ضرور گیا تھا۔ مگر یہ مجید اہلک نہیں کھلا کہ امیر نے اس شخص کو میرے قتل کی نسبت کیوں اور کس وجہ سے وعدہ دیا۔ مگر یاد رہے کہ میرے منافقانہ اصول نہیں ہیں۔ اگر اس شخص نے امیر کو میری نسبت یہ کہہ کر پرگشتہ کیا ہے کہ یہ شخص اس جہدی اور مسیح کے آنے سے منکر ہے جس کا انتظار جہانی خیالات کے لوگ کر رہے ہیں تو مجھے حق بات کے بیان کرنے میں امیر کابل کا کیا خوف ہی میں بر ملا کہتا ہوں کہ اس فازی جہدی اور فازی مسیح کے آنے کا میں منکر ہوں گو یہ کلمات کسی بے ادبی پر حمل کئے جائیں۔ مگر کچھ خدا نے میرے پر ظاہر کیا میں اس کو چھوڑ نہیں سکتا۔ میں اس بات کا قائل ہوں کہ روحانی طور پر اسلام کو ترقی ہوگی اور امن اور صلح کاری سے سچائی پھیلے گی۔ مگر اس شخص کی حالت پر سخت افسوس ہے کہ کئی رنگ بدلاتا ہے۔ مولویوں کو درپردہ کچھ کہتا ہی اور گورنمنٹ انگریزی کو کچھ اور۔ پھر امیر کابل کے پاس اُس کے خوش کرنے کے لئے اسکی مرضی کے موافق عقائد ظاہر کرتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس شخص نے کابل میں جا کر اپنے وجود کو عقیدہ کے رو سے امیر کے اغراض کے موافق ظاہر کیا ہے۔ کیونکہ اگر امیر کابل ایسا ہی شخص ہے جو اپنے مخالف عقیدہ کو پا کر فی الفور قتل کر دیتا ہے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ ایسے امیر سے یہ کیوں کر بچکر آگیا۔ کیا یہ شخص اقرار کر سکتا ہے کہ یہ امیر کابل کا ہم عقیدہ ہی رہے میرے عقائد سو جیسا کہ وہ واقعی سچے ہیں ایسا ہی وہ ہر ایک فتنہ سے پاک اور مبارک ہیں۔ ایک دانا سوچ سکتا ہے کہ ہمارے یہ عقائد کہ کوئی جہدی یا مسیح ایسا آنے والا نہیں ہے جو زمین کو خون سے سرخ کر دے گا اور بڑا کمال اس کا یہ ہوگا کہ جبر سے

لوگوں کو مسلمان کرے۔ یہ کیسے عمدہ اور نیک عقائد ہیں جو سراسر امن اور علم کے اصولوں پر مبنی ہیں۔ جبکی وجہ سے نہ کسی مخالفت کو یہ موقع ملتا ہے کہ اسلام پر کسی قسم کے جبر کا الزام قائم کرے اور نہ بنی نوع سے خواہ تنخواہ کی درندگی کا برتاؤ کرنا پڑتا ہے اور نہ اخلاقی حالت پر کوئی دھبہ لگتا ہے اور نہ ایسے پاک عقیدہ کے لوگ کسی مخالفت المذہب گورنمنٹ کے نیچے منافقانہ زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ عقیدے جو ہمارے عقائد کے مخالف ہیں جن کے لئے یہ لوگ امیدیں کئے بیٹھے ہیں انہی تصریح کی ضرورت نہیں۔ ہماری دانا گورنمنٹ کو یاد رکھنا چاہیے کہ مسلمانوں کے متفرق فرقوں میں سے خطرناک وہ گروہ ہے جنکے عقائد خطرناک ہیں محمد حسین بنالوی کا مجھے مہدی سوڈانی سے مشابہت دینا کقدر گورنمنٹ کو دھوکہ دینا ہے۔ ظاہر ہے کہ نہ میں جہاد کا قائل اور نہ ایسے مہدی کو مانتے والا اور نہ ایسے کسی مسیح کے آنے کا انتظار رکھتا ہوں جن کا کام جہاد اور خوریزی ہو تو پھر سوڈانی کو مجھ سے کیا مشابہت اور مجھے اس سے کیا مناسبت۔ جہان تک میرا خیال ہے میں جانتا ہوں کہ مہدی سوڈانی کو عقیدہ سے ان لوگوں کے عقیدے بہت مشابہ ہیں۔ اگر محمد حسین اور اسکے دس بیس دوست مولویوں کے ایک دوسرے کے روبرو حلقہ اظہار لئے جائیں تو فی الفور پتہ لگ جائے گا کہ مہدی سوڈانی کے عقائد سے میرے عقائد ملتے ہیں یا ان لوگوں کے۔

بچے کچھ ضرورت تہا کہ میں ان باتوں کا ذکر کروں۔ گورنمنٹ عالیہ خوب دانا ہے وہ کسی کا دھوکا کھا نہیں سکتی۔ لیکن چونکہ محمد حسین نے بار بار میرے پر یہ الزام لگایا ہے کہ گویا مہدی سوڈانی سے میرے حالات مشابہ بلکہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہیں اس لئے ضرورت تہا کہ اس افترا کا میں جواب دیتا۔ خدایتعالیٰ کا شکر ہے کہ منافقانہ کارروائیوں سے اُس نے مجھے محفوظ رکھا ہے۔ یہ نہیں کہ محمد حسین کی طرح گورنمنٹ انگریزی کی کچھ بتلاؤں اور اپنے ہم جنس مولویوں پر کوئی اور عقائد ظاہر کروں۔ یہ کس قدر قابلِ ستہرم اور کینہہ نضلت ہے کہ محمد حسین بنالوی نے دوسرے مولویوں سے اُنکے مہدی کے متعلق

عقائد سے اتفاق رائے ظاہر کیا اور اسی طرح امیر کابل کو بھی خوش کیا اور اُس سے بہت سارے ہتھیار و اسلحہ حاصل کیا۔ اور گورنمنٹ کے پاس یہ بیان کیا کہ گویا وہ ایسے عقائد سے بیزار اور ایسی حدیثوں کو سراسر غلط اور موضوع سمجھتا ہے۔ کیا یہ قابلِ تعریفِ نصیحت ہے؟ ہرگز نہیں۔ منافقوں سے نہ خدا تعالیٰ راضی ہو سکتا ہے اور نہ کوئی دانا گورنمنٹ راضی ہو سکتی ہے۔ ظاہر و باطن ایک ہونا نہایت عمدہ نصیحت ہے۔ گورنمنٹ سوچ سکتی ہے کہ یہ لوگ مجھ سے کیوں ناراض ہیں اور اصل جڑ ناراضگی کی کیا ہے۔ گورنمنٹ کے لئے سرسید احمد خاں کے سی ایس آئی کی شہادت کافی ہے جسکو وہ آخری وقت میں میری نسبت شایع کر گئے بلکہ تمام مسلمانوں کو نصیحت دی کہ اس شخص کے اُس طریقِ عمل پر چلنا چاہیے جو گورنمنٹ انگریزی کی نسبت اس کے خیالات ہیں۔ کون نیک دل انسان ہے جو اس بات پر اطلاع پا کر انہیں نہیں کرے گا کہ محمد حسین نے نہایت کینہ پن سے مسلمانوں کو میرے دُکھ دینے کے لئے آمادہ کر دیا۔ میں اپنے طور پر روحانی امور کی دعوت کرتا تھا اور کبھی میں نے محمد حسین کو مخاطب نہیں کیا تھا کہ یک دفعہ اُس نے خود بخود میرے لئے استفادہ اختیار کیا اور یہ کوشش کرنا چاہا کہ لوگ مجھے کافر اور دجال قرار دیں۔ پہلے وہ فتویٰ پتھر استاذِ تدریس دہلوی کے سامنے پیش کیا۔ چونکہ تدریس مذکور اُسی کا ہم مشرب اور ہم مادہ ہے اور حواس بھی پیرانہ سالی کے ہیں اور فطرتاً کو تہ اندیش ملاؤں کی طرح بغض اور بغل بھی بہت ہے اس لئے نفیِ لغو بلا توقف میرے کفر پر گواہی دی۔ پھر کیا تھا تمام اس کے فضلہ غوار شاگردوں نے تکفیر کا فتویٰ دیدیا۔ خیر یہ تو وہ امر ہے کہ مرنے کے بعد ہر ایک شخصِ مسلم کو لے گا کہ کون کافر اور کون مومن ہے لیکن اسبیکہ صرف یہ ظاہر کرتا منظور ہے کہ محمد حسین نے خواہ مخواہ سراسر غنا دکی وجہ سے فتویٰ طیار کیا۔ اور ہندوستان میں جا یا سیر کر کے صدیاں چہرے اس پر لگائیں کہ یہ شخص کافر اور دجال ہے اور پھر اُس وقت سے آج تک توہین اور تحقیر اور گالیاں دینے سے باز نہ آیا اور گندی گالیوں کے مضمون اپنے ہاتھ سے لکھے اور محمد بخش جعفر زئی لاہوری اور ابوالحسن تینی کے نام پر چھپوا دیئے اور پھر اکثر مضمونوں کو نقل کے طور پر اپنے رسالوں میں لکھتا رہا۔ یہ تمام ثابت شدہ امور ہیں صرف غلطی باتیں نہیں ہیں۔ اور پھر اس پر بھی اکتفا نہ کی اور میرے قتل کا فتویٰ دیا۔ بارہا مبالغہ کی درخواست کی اور پھر اعراض کیا

اور مجھ پر نام کیا کہ مباہلہ تھا، کرتے یہی موجبات تھے بنی وجہ سے میں نے اشتہار مباہلہ  
۲۱ نومبر ۱۹۵۸ء کو شائع کیا۔ میں نے یہ سن کر کہ میں نے ایک چھری خریدی جس سے مجھے اس  
در سے بدنام کرنا تھا، یہ کہہ کر بائیں، ستر قتل کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن جس شخص نے پہلے اس کے  
دوسرے قتل کا دعویٰ دیا اس کا پوری شہرہ فاش بات پر دلالت کرتا ہے سوچنا چاہیے کہ میں نے  
اپنی پیشگوئی کے معنی صاف طور پر اشتہار میں درج کئے تھے کہ اس سے مراد کسی کی موت وغیرہ  
نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ جو شخص مجھ کو ہے وہ علماء اور اہل انصاف کی نظر میں ذلیل ہوگا اور اذیت  
کو قانون سے کچھ تعلق نہ تھا بلکہ ہم بعض اہل عرض نے بچے قانون کا نشانہ بنانا مدعا رکھ کر حکام تک اس  
بات کو پہنچایا۔ اگر دو چار عربی جاننے والوں سے اس الہام کے حلقے سے پوچھے جاتے اور سب سے  
پہلے چند عربی دان لوگوں کا میرے رویہ پر اظہار کیا جاتا تو یہ مقدمہ ایک قدم بھی نہ چل سکتا کیونکہ  
ایسی ذلت کو جو علماء کے قوت پر موقوف ہے موقوف ہی قانون سے کچھ بھی تعلق نہ تھا مگر ایسا نہ ہوا اور یہی  
وجہ سے بڑا راج پیش آیا۔ حالانکہ اشتہار ۱۸ نومبر اور ۳ نومبر ۱۹۵۸ء میں اسکی تشریح بھی موجود  
تھی۔ محمد حسین نے اپنی پورانی عادت کے موافق اہتمام اور لیکچرہم کی نسبت جو پیشگوئی تھی اس سے اس طور سے  
فائدہ اٹھا نا چاہا کہ گویا وہ تمام مشورہ اور خونریزی میرے مشورہ اور ایسا سے ہوئی تھی اور ایسی پیشگوئیاں  
میرا قدیم شیوہ ہے۔ مگر افسوس کہ کسی کو اب تک یہ خیال نہیں آیا کہ وہ دونوں پیشگوئیاں ان دونوں  
شخصوں کے سخت اصرار کے بعد ہوئی تھیں اور انھوں نے خود اپنی رضا مندی سے ان پیشگوئیوں  
کو میرے شائع کرنے سے پہلے شائع کیا تھا جس کے ثبوت کافی طور پر موجود ہیں تو پھر میرے پر کو نسا  
الزام تھا۔ ان پیشگوئیوں کے مضمون کے موافق ان دونوں نے وفات پا کر پیشگوئیوں کو سچا  
کر دیا ایک اپنی موت سے مراد دوسرا کسی کے مارنے سے۔ عبداللہ آتھم جو اپنی موت سے مراد تھا  
اس نے زمانہ پیشگوئی میں کبھی ظاہر نہ کیا کہ اس کے مارنے کے لئے کبھی کوئی حملہ ہوا چونکہ پیشگوئی  
شرعی تھی اس لئے اس نے اسلام و عظمت کا خوف دلیں پیدا کر کے اس قدر فائدہ اٹھا لیا کہ جب تک وہ  
خاموش رہا زندہ رہا اور جب اس نے عیسائیوں کی تعلیم سے یہ کہنا شروع کیا کہ میں نے اسلامی

عظمت سے کچھ خوف نہیں کیا تو اس بھڑبھڑانے کی وجہ سے خدا نے اس کو جلد تر اٹھالیا تا پیشگوئی کا پورا ہونا لوگوں پر ظاہر کرے جیسا کہ میرے الہام میں پہلے سے ہی درج تھا۔ یہ عبد اللہ رحمہ اللہ کی نسبت دو طور سے پیشگوئی پوری ہوئی۔ اول الہامی شرط کے موافق اسلامی عظمت سے خوف کرنے اور پندرہ مہینے تک تحقیر اسلام سے زبان بند رکھنے کی وجہ سے خدا نے رحیم نے اسکو مہلت دی جیسا کہ وعید کی پیشگوئیوں میں سنت اللہ ہے اور پھر بندہ جیسے یعنی مہلہ و پیشگوئی گزرنے کے بعد اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس نے اس خوف کی وجہ سے فائدہ مہلت اور تاقید کا نہیں اٹھایا بلکہ اتفاقاً ایسا ہی ہو گیا۔ سو اس خیال پر جب اس نے اصرار کیا اور چند فقرے بھی کئے اور سمجھا کہ اب میں سچ گیا تو خدا یتقائے نے اس سے اپنی امان کو واپس لے لیا اور میرے آخری اشتہار سے چھ مہینے کے اندر وہ فوت ہو گیا نا لوگوں کو معلوم ہو کہ صرف شرط سے اس نے فائدہ اٹھایا تھا شرط کو توڑا اور فوراً پکڑا گیا۔ پس اتھم میں دو پیشگوئیاں پوری ہوئیں (۱) شرط سے فائدہ اٹھانے کی۔ (۲) اور شرط توڑنے کے بعد فوراً پکڑے جانے کی۔ اور لیکھرام کی پیشگوئی میں کوئی شرط نہ تھی۔ اس لئے وہ ابک ہی پہلو پر پوری ہوئی۔ کیسے نادان اور ظالم اور خائن وہ شخص ہیں کہ جو کہتے ہیں کہ اتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی ہم ان کو یہ خبر اس کے کیا کہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ بعض بخیل طبع دل کے اندھے ایک دو اور پیشگوئیوں پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئیں۔ مگر یہ سراسر ان کا افتراء ہے اور سچ اور واقعی یہی بات ہے کہ میری کوئی ایسی پیشگوئی نہیں کہ جو پوری نہیں ہو گئی۔ اگر کسی کے دل میں شک ہو تو وہ سیدھی نیت سے ہمارے پاس آجائے اور بالمواجہ کوئی اعتراض کر کے اگر شافی کافی جواب نہ سنے تو ہم ہر ایک نادان کے سزاوارٹھہر سکتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ ایسے لوگ بخل سے اعتراض کرتے ہیں نہ انصاف سے۔ اگر یہ لوگ انبیاء علیہم السلام کو دقتوں میں ہوستے تو انہیں بھی ایسے ہی اعتراض کرتے جو سمجھ کرتے ہیں۔ جو شخص انکھیں دکھتا ہے اس کو ہم راہ دکھلا سکتے

ہیں۔ مگر جو بھل اور خود غرضی اور تکبر سے اندھا ہو گیا ہو اس کو کیا دکھا سکتے ہیں۔ تین ہزار یا اس سے بھی زیادہ اس عاجز کے الہامات کی مبارک پیشگوئیاں جو امن وامان کے مخالفت نہیں پوری ہو چکی ہیں۔ صدائیک دل انسان گواہ ہیں۔ بہت سی تحریریں پیش از وقت شائع ہو چکی ہیں پھر بھی اگر کوئی بخل کی راہ سے خواہ مخواہ شکوک اور اعتراضات پیش کرتا ہے اور سیدھے طور پر صحبت میں رہ کر تجربہ نہیں کرتا اور نہ اہل تجربہ سے دریافت کرتا ہے اور دجل اور خیانت کی راہ سے دھوکہ دینے والے اعتراضات مشہور کرتا ہے اور خیانت اور دغلوئی سے باز نہیں آتا وہ اُن منکرین کا وارث ہے جو اس سے پہلے خدا کے پاک نبیوں کے مقابل پر گذر چکے ہیں۔ خدا اپنے بندوں کو ایسے منصوبہ باز لوگوں کے ہتھانوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ اس بات کا کیا سبب ہو کہ یہ لوگ چوروں کی طرح دور دور سے اعتراض کرتے ہیں اور صاف باطن لوگوں کی طرح بالمقابل اگر اعتراض نہیں کرتے اور نہ جواب سنانا چاہتے ہیں اس کا یہی سبب ہو کہ یہ لوگ اپنے دجل اور بددیانتی سے واقف ہیں اور ان کا دل انجوہر قیمت جلتا ہے کہ اگر تم نے ایسے یہودہ اور جہالت اور خیانت سے بھرے ہوئے اعتراض رو بروکے پیش کئے تو اس صورت میں تمہاری سخت پردہ دری ہوگی اور تمہاری دھوکہ دینے والی باتیں یکذبحہ کا لحد ہو جائیں گی تب اس وقت ندامت اور خجالت اور رسوائی رہ جائیگی اور اعتراض کا تمام نشان نہ رہے گا۔

خوب یاد رکھنا چاہیے کہ میری پیشگوئیوں میں کوئی بھی امر ایسا نہیں ہے جس کی نظیر پہلے انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں میں نہیں ہے۔ یہ جاہل اور بے تمیز لوگ چونکہ دین کے بایک علوم اور معارف سے بے بہرہ ہیں اس لئے قبل اسکے جو عادات اللہ سے واقف ہوں بخل و جش سے اعتراض کرنے کے لئے دوڑتے ہیں اور ہمیشہ بموجب آیت کریمہ **میتروصون علیکم الدوائر** میری کسی گردش کے منتظر ہیں اور علیہم **دائرۃ السوء** کے مضمون سے بے خبر۔ انہیں سے ایک نے علم حیر کا دعویٰ کر کے میری نسبت لکھا ہے کہ ”بذریعہ جفر میں معلوم ہوا ہے کہ شخص

کاذب ہے۔ مگر یہ نادان نہیں سمجھتے کہ جزدہی جھوٹا اور مردود علم ہے جس کے ذریعہ سے شیعہ یہ باتیں نکالا کرنے ہیں کہ ابوبکر اور عمر رضو با قند ظالم اور دائرہ ایمان سے خارج ہیں۔ پس ایسے جھوٹے طریق کا وہی لوگ اعتبار کریں گے جن کے دل سچائی سے مناسبت نہیں رکھتے۔ اگر اس قسم کے حساب سے کوئی ہندو یہ جواب نکالے کہ فقط ہندو مذہب ہی سچا ہے اور باقی تمام بیوں کے مذاہب جھوٹے ہیں تو کیا وہ مذہب جھوٹے ہو جائیں گے۔ افسوس یہ لوگ مسلمان کہلا کر کن کینہ خیالات میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ کشف اور غراب بھی ہر ایک کے یکساں نہیں ہوتے۔ وہ کامل کشف جسکو قرآن شریف میں انظار علی الغیب سے تعبیر کیا گیا ہے جو دائرہ کی طرح پورے علم پر مشتمل ہوتا ہے وہ ہر ایک کو عطا نہیں کیا جاتا صرف برگزیدوں کو دیا جاتا ہے اور ناقصوں کا کشف اور الہام ناقص ہوتا ہے جو بالآخر انکو بہت شرمندہ کرتا ہے۔ انظار علی الغیب کی حقیقت یہ ہے کہ جیسے کوئی اونچے مکان پر چڑھ کر اور گرد کی چیزوں کو دیکھتا ہے تو بلاشبہ آسانی سے ہر ایک چیز اُسکو نظر آسکتی ہے۔ لیکن جو شخص نشیب کے مکان سے ایسی چیز دیکھنا چاہتا ہے تو بہت سی چیزیں دیکھنے سے بچاتی ہیں۔ اور برگزیدوں سے خدا کی یہ عادت ہے کہ انکی نظر کو اُسکے مکان تک محدود رکھتا ہے۔ تب وہ آسانی سے ہر ایک چیز کو دیکھ سکتے ہیں اور انجام کی خبر دیتے ہیں۔ اور نشیب کا آدمی انجام کی خبر نہیں دے سکتا۔ اسی لئے بلعم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پہچاننے میں دھوکہ کھایا اور اُسکو اٹکا وہ عالی مرتبہ برگزیدگی کا معلوم نہ ہو سکا جس سے ڈر کر وہ ادب اختیار کرتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی یہودیوں میں کئی ملہم اور غراب بین تھے۔ مگر چونکہ وہ نشیب میں تھے اور انظار علی الغیب کا اُن کو مرتبہ نہیں دیا گیا تھا اس لئے وہ حضرت عیسیٰ کو شناخت نہ کر سکے اور اپنے جیسا بلکہ اپنے سے ہی کمتر ایک انسان سمجھ لیا اور غراب بینوں اور الہام یابوں کے لئے یہ ایک ایسا ابتلا ہے کہ اگر خدا کا فضل نہ ہو تو اکثر اس میں ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور نیم تلافیٰ اور ایمان کی مثل انپر صادق آجاتی ہے۔ اس لئے قیام نشیب اور انظار علی الغیب کا فرق یاد رکھنے کے لائق ہے۔ بہت سی لمبے آئینا ملہم چکے پیر گڑھے میں سے نہیں نکلے ہماری نسبت ایسی پیشگوئیاں کرتے ہیں کہ گویا اب



ہمارے سلسلہ کا خاتمہ ہے۔ وہ اگر توبہ کریں تو ان کے لئے بہتر ہے، انکو بار کھنا چاہیے کہ زندگی کے درمیانی حصوں میں انبیاء علیہم السلام بھی بلاؤں سے محفوظ نہیں رہے مگر انجام بخیر ہوا۔ اسی طرح اگر ہمیں بھی اس درمیانی مراحل میں کوئی غم پہنچے یا کوئی مصیبت پیش آوے تو اسکو خدا تعالیٰ کا اجر ہی حکم سمجھنا چاہیے۔ خدا تعالیٰ کا حکم وہ ہے کہ وہ ہمارے سلسلہ میں برکت ڈالے گا اور اپنے اس بندہ کو بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ اس بندہ کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے وہ ہر ایک ابتلا اور پیش آمدہ ابتلا کا بھی انجام بخیر کرے گا اور دشمنوں کے ہر ایک بہتان سے انجام کار بریت ظاہر کر دے گا۔ اس بارہ میں اس کے پاک الہام اس قدر ہوئے ہیں کہ اگر سب لکھے جائیں تو یہ اشتہار ایک رسالہ ہو جائے گا۔ لہذا چند الہام اور ایک خواب بطور نمونہ ذیل میں لکھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہیں۔

مجھے ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۱۶ھ جمعہ کی رات میں جس میں انتشار روحانیت محمد مجوس ہوتا تھا۔ اور میرے خیال میں تھا کہ یہ لیلۃ القدر اور آسمان سے نہایت آرام اور آسٹنگی سے منہ بہرہ رس رہا تھا ایک رویا ہوا۔ یہ رویا اُنکے لئے ہر جو ہماری گورنمنٹ عالیہ کو ہمیشہ میری نسبت شک میں ڈالنے کے لئے کوشش کرتے ہیں میں نے دیکھا کہ کسی نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ اگر تیرا خدا تو خدا ہے تو تو اس سے درخواست کر کہ یہ پتھر جو تیرے سر پر ہے بھینس بیچائے تب میں نے دیکھا کہ ایک وزنی پتھر میرے سر پر ہے جسکو کہیں میں پتھر اور کبھی لکڑی خیال کرتا ہوں۔ تب میں نے یہ معلوم کر لیا کہ اُس پتھر کو زمین پر بھینک دیا پھر بعد اس کے میں نے جناب الہی میں دعا کی کہ اس پتھر کو بھینس بنا دیا جائے اور میں اس اعانہ محو ہو گیا۔ جب بعد اس کے میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھا ہوں کہ وہ پتھر بھینس بن گیا۔ سب سے پہلے میری نظر اُسکی آنکھوں پر پڑی۔ اُسکی بڑی روشن اور لیلی آنکھیں تھیں۔ تب میں یہ دیکھ کر کہ خدا نے پتھر کو جسکی آنکھیں نہیں تھیں ایسی خوب صورت بھینس بنا دیا جسکی ایسی لیلی اور روشن آنکھیں تھیں اور پتھر اور عید چاند اس کے خدا کی قدرت کو یاد کر کے بعد میں لکھا اور بلا توقف مجدد میں گرا اور میں

سمجھ میں بلند آواز سے خدا تعالیٰ کی نذر کی کا ان الفاظ سے اُتر کر آنا تھا کہ ربی الاعلیٰ۔ ربی  
 الاعلیٰ۔ اور اسقدر اوجھی آواز غنی کہ جس خیال کر اہوں کہ وہ آواز دور دور جانی تھی۔ تب میں  
 نے ایک عورت کے جسم سے پاس کھڑی تھی جس کا نام بھانوتہ تھا اور غالباً اس دعا کی اُس نے درخواست  
 کی تھی یہ کہا کہ دیکھو ہمارا خدا کیسا قادر خدا ہے جس نے تیرے کو مجھ سے بنا کر آنکھیں عطا کیں اور  
 جس نے اُسکو کبریاں بنا کر خدا تعالیٰ کی قدرت کے تصور سے میرے دل نے جو جن مارا  
 اور ہر دل اُس کی تعریف پر چھوڑ دیا ہے اور میری پہلی طرح وجد میں آکر سمجھ میں کر پڑا  
 اور ہر وقت یہ تصور میرے دل کو خدا تعالیٰ کے آستانہ پر یہ کہنے ہوئے گرا آنا تھا کہ یا الہی  
 بتیری کسی لمحہ نہ مان ہے نہ میرے جسے عجب کام ہیں کہ تو نے ایک بچہ کو حیش بنا دیا  
 اُسکو لمبی اور روشن آنکھیں عطا کیں جن سے وہ سب کچھ دیکھتا ہے اور نہ صرف ہی بلکہ اُسکے  
 وعدہ کی بھی امید ہے قدرت کی بانس ہیں کہ کتنا دور کیا ہو گا۔ میں سمجھ میں ہی تھا کہ آنکھ کھل  
 گئی۔ قرآن اُس وقت رات کے چار بج چکے تھے۔ فالحمہ لند علی ذالک۔ میں نے اسکی یہ تعبیر  
 کی ہے کہ وہ ظالم طبع مخالف حمیر سے ہر حلاف و اتقاد سر اسر ہو ٹھہرائیں بنا کر گورنمنٹ تک  
 پہنچا دیتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہونگے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے خواب میں ایک پتھر کو جیس  
 بنا دیا اور اُسکو لمبی اور روشن آنکھیں عطا کیں اسی طرح انجام کار وہ میری نسبت حکام کو بعیر  
 اور منائی عطا کرے گا اور وہ اصل حقیقت تک پہنچ جائیں گے۔ یہ خدا کے کام ہیں  
 اور لوگوں کی نظر میں عجیب۔

شکر کی بات یہ کہ جس حکام کے ہم مامست کئے گئے ہیں وہ سچائی کے بھروسے

اور پیار سے ہیں۔ اگر وہ فطرت کریں تو۔ پاکستانی سے غلطی کرتے ہیں اور اصل بات کی کھوج میں  
 لگے رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں جو یہ مجھے الہام ہوا ہے وہ اسی رویا کے متقید ہیں وہ بھی ذیل میں لکھا  
 ہوں تاکہ اُس آخری وقت میں جب یہ اس پوری ہوں لوگوں کے ایمان قوی ہوں۔ مگر میں  
 نہیں جانتا کہ یہ کیسے پورا ہو گا اور کس کے ہاتھ پورا ہو گا اور اس کا وقت کونسا گ میں یقیناً

جانشانوں کو یہ دھوکہ دیا کہ گورنمنٹ کو ایجا آتے رہے گا اور آخر کار یہ پہنچا  
 کہ نظام انصاف بن خدا اور دست اور نصبت اور روشن ضمیری سے میرے اصلاحات  
 پر مطلع ہو جائیں گے تب اُس کے موافق جو جس سے دیکھا ہو بغیر وسیلہ انسانی ہاتھوں کے  
 اس کی مدد سے ایک پتھر کو ایک خوبصورت سفید رنگ بھینس بنا دیا اور اسکو نہایت  
 روشن آنکھیں عطا فرمائیں میری اصل حقیقت حکام پر کھل جائے گی۔ وہ گھڑی اور وہ دن  
 خدا کو معلوم ہے مگر جلد ہو یا دیر سے ہو گورنمنٹ عالیہ پر میری صفائی اور نیک چلنی اور  
 گورنمنٹ کی نسبت کمال وفاداری۔ ایک شخص پر کھل جائے گی۔ اور وہ خیالات جو میری نسبت  
 مشہور کئے جانے میں غلط ثابت ہونگے۔ اور الہامات جو اس خواجے کے متبذ ہیں یہ ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا اَلَّذِيْنَ هُمْ يَحْسَنُوْنَ - اَنْتَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا - وَاَنْتَ  
 مَعَ يٰۤاِبْرٰهِيْمَ - يٰۤاَتِيْتُكَ بَصُوْلٰى اِنِّىۤ اَنَا الرَّحْمٰنُ - يٰۤاِدْرُضْ اَبْلٰغِىۤ مَآءُ ثَ -  
 بَعْضُ الْمَآءِ وَفَصِي الْاَمْرِ - سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبِّ رَحِيْمٍ - وَاَمْتَا ذَا الْيَوْمِ  
 اِيْهَا الْمُحْرَمُوْنَ - اِنَّا تَخَالَدْنَا فَاَنْفَطَعَ الْعَدُوُّ وَاَسْبَابُهُ - وَاِلٰى لَہُمْ اَتٰى يُّوْفٰکُوْنَ -  
 بَعْضُ الظَّالِمِ عَلٰى يَدَيْهِ وَاُتُوْکُ - وَاِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْاَبْرَارِ - وَاِنَّہٗ عَلٰى نَصْرِهِمْ  
 لَقَدِیْرٌ شَآہَتِ الْوُجُوْہُ - اِنَّہٗ مِّنْ اٰیَةِ اللّٰہِ وَاِنَّہٗ فَضٌّ عَظِيْمٌ - اَنْتَ اَسْمٰى  
 الْاَعْلٰی وَاَنْتَ مَنِّیۤ بِمَنْزِلَةِ مُّحِبِّیِّیْنَ - اَخْتَرْتُکَ لِنَفْسِیۤ - قُلْ اِنِّیۤ اَمَرْتُ  
 وَاَمَّا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ - یٰعْنِیْ خُذْ اَبْرَہِمَ زَکَرِیَّا وَاِسْمٰعٰلَہُمْ اَوَّلَ اَوَّلِ الْاَوَّلِ  
 سَاطِحٌ ہُوَ اور تو میرے ساتھ ہے اسے ابراہیم - میری مدد تجھے پہنچے گی میں رحمان  
 ہوں - اسے زمین اپنے پانی کو بیٹھے خلاف واقعہ اور فتنہ انگیز شکایتوں کو جو زمین پر  
 پھیلائی گئیں ہیں نکل جا - پانی خشک ہو گیا اور بات کا فیصلہ ہوا تجھے سلامتی ہے یہ  
 رب رحیم نے فرمایا اور اسے ظالمو! آج تم الگ ہو جاؤ - ہم نے دشمن کو مغلوب کیا  
 اور اُس کے تمام اسباب کاٹ دیئے اُسے ادا دیا ہے کیسے اقرار کرتے ہیں - ظالم اپنا ہاتھ

کاٹنے گا۔ اور اپنی شرارتوں سے روکا جائے گا۔ اور خدا نیکوں کے ساتھ ہوگا۔ وہ انکی مدد پر قادر ہے۔ منتر  
بگڑیں گے۔ خدا کا یہ نشان ہے اور یہ فتح عظیم ہے۔ تو میرا وہ اسم ہے جو سب سب بڑا ہے اور تو مجھ میں  
کے مقام پر ہے۔ میں نے تجھے اپنے لئے چنا۔ کہہ میں مامور ہوں اور تمام مومنوں میں سے پہلا ہوں۔

## گورنمنٹ عالیہ کے سچے خیر خواہ کے پہچاننے کے لئے ایک کھلا کھلا طریق آزمائش

(گورنٹ عالیہ یو ایب الہامیہ کہ اس مضمون کو خود سے دیکھا جائے اور ادب متاثر نہ ہو عادت ہر روز اس کا احسان لیا جائے)

چونکہ مولوی ابوسعید محمد حسین بنالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ ہمیشہ پوشیدہ طور پر کوشش کرتا رہا ہے کہ گورنٹ  
عالیہ انگریزی کو میرے پر بدعنوان کرے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ کئی سال سے اُس کا یہی شیدہ ہے اسلئے  
میں نے مناسب دیکھا ہے کہ محمد حسین اور میری نسبت ایک ایسا طریق آزمائش قائم ہو جس سے  
گورنمنٹ عالیہ کو سچا خیر خواہ اور پھپھا ہوا بدخواہ معلوم ہو جائے۔ اور آئندہ ہماری دانا گورنمنٹ اسی بیانا  
کے رو سے دونوں میں سے مخلص اور منافق میں امتیاز کر سکے۔ سو وہ طریق میری دانست میں یہ ہے  
کہ چند ایسے عقائد جو غلط فہمی سے اسلامی عقائد کے گڑبگڑ اور ایسی ہی کچھ جو شخص اپنا عقیدہ بناوے وہ گورنمنٹ  
کے لئے خطرناک ہوں ان عقائد کو اس طرح پر آئے شائنت مخلص و منافق بنایا جائے کہ عرب سینہ مکہ اور  
مدینہ وغیرہ عربی بلاد اور کابل اور ایران وغیرہ میں شایع کرنے کے لئے عربی اور فارسی میں دو عقائد ہم  
دونوں فریق لکھنؤ اور چھاپ کر سرکار انگریزی کے حوالہ کریں تاکہ وہ اپنے اطمینان کے موافق شایع  
کر دے۔ اس طریق سے جو شخص منافقانہ طور پر برتاؤ رکھتا ہے اُس کی حقیقت کھل جائے گی۔ کیونکہ  
وہ ہرگز ان عقائد کو صفائی سے نہیں لکھے گا اور اُن کا اظہار کرنا اُسکو موت معلوم ہوگی۔  
اور اُن عقائد کا شایع کرنا اُس کے لئے محال ہوگا۔ اور مکہ اور مدینہ میں ایسے اشتہار بھیجتا تو اُس  
موت سے بدتر ہوگا۔ سو اگرچہ میں عرض نہیں کر سکتا کہ ایسی کتابیں عربی اور فارسی میں تالیف  
کر کے ممالک عرب اور فارس میں شایع کر رہا ہوں لیکن اس امتحان کی غرض سے اب بھی  
اس اشتہار کے ذیل میں کچھ عربی اور فارسی میں اپنے پُر امن عقائد کی نسبت اور ہمدردی اور  
سیح کی غلط روایات کی نسبت اور گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت شایع کرتا ہوں۔ میرے نزدیک

یہ ضروری ہے کہ اگر محمد حسین جو اہل حدیث کا سرگروہ کہلاتا ہے میرے عقائد کی طرح اس کو صلہ کاری کے عقائد کا پابند ہے تو وہ اپنا اشتہار عربی اور فارسی میں چھاپ کر دوسو کا پی اسکی میری طرف روانہ کرے تاہیں اپنے ذریعہ سے مکہ اور مدینہ اور بلاد شام اور روم اور کابل وغیرہ میں شایع کروں۔ ایسا ہی مجھ سے دوسو کا پی میرے اشتہار عربی اور فارسی کی لئے تا بطور خود انکو شایع کرے۔

ہماری دانا گورنمنٹ کو بخوبی یاد رہے کہ یونہی گورنمنٹ کو خوشش کرنے کے لئے صرف مجھن کوئی رسالہ ذومعین لکھنا اور پھر اچھی طرح اُسکو شایع بکرنایہ طریق اخلاص نہیں ہے یہ اور بات۔ ہے اور ہے۔ اسے اور پورے جوش سے کسی ایسے رسالہ کو جو عام خیالات مسلمانوں کے برخلاف ہو درحقیقت غیر ممالک تک بخوبی شایع کر دینا یہ اور بات ہے اور اُسکی کام کا کام ہے جس کا دل اور زبان ایک ہی ہو اور جس کو خدا نے درحقیقت یہی تسلیم دی ہے۔ بھلا اگر یہ شخص نیک نیت ہے تو بلا توقف اُسکو یہ کارروائی کرنی چاہیے۔ ورنہ گورنمنٹ یاد رکھے اور خوب یاد رکھے کہ اگر اُس شخص مقابل پر ایسا رسالہ عربی اور فارسی میں شایع نہ کیا تو پھر اس کا نفاق ثابت ہو جائے گا۔ یہ کام صرف چند گھنٹہ کا ہے اور بجز بدینتی کے اس کا کوئی مانع نہیں۔ ہماری عالی گورنمنٹ یاد رکھے کہ یہ شخص سخت درجہ کے نفاق کا برتاؤ رکھتا ہے اور جن کا یہ سرگروہ کہلاتا ہے وہ بھی اسی عقیدے اور خیال کے لوگ ہیں۔

اب میں اپنے وعدہ کے موافق اشتہار عربی اور فارسی ذیل میں لکھتا ہوں اور سچائی کے اختیار کرنے میں بجز خدا تعالیٰ کے کسی سے نہیں ڈرتا۔ اور میں نے حسن ترتیب اور دونوں اشتہاروں کی موافقت ائمہ کے لحاظ سے قرین مصلحت سمجھا ہے کہ عربی میں اصل اشتہار لکھوں اور فارسی میں اُسی کا ترجمہ کر دوں تا دونوں اشتہار اپنے اپنے طور پر لکھے جائیں اور نیز عربی اشتہار جبکہ ہر ایک غیر زبان کا آدمی آسانی پڑھ نہیں سکتا اُس کا ترجمہ بھی ہو جائے چنانچہ وہ دونوں اشتہار لکھ کر اس لکھے ساتھ شامل کرتا ہوں۔ و بامر اللہ تعالیٰ

الراحم خاگ میرزا غلام احمد از قادیاں  
۲۱ فروری ۱۸۹۹ء

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيُ عَلَى سَيِّدِ الْكَرِيمِ

السلام علیکم یا اہل بیروت و برکاتہ۔ اما بعد فاسمعوا منی یا عباد اللہ

و السلام اسے براہِ حق و محسوس برکت ادا باد بشنوید از من اسے بندگانِ نیکو کا

الصلحین۔ و یا اخواننا من بلاد الروم و الشام و الارض المقدسة مکه و مدینة

و اسے برادرانِ ما از دیارِ روم و شام و خاکِ پاک کہ دشمنِ سیدنا خاتم النبیین

القریبی و اوجیب سیدنا و نبینا خاتم النبیین۔ و فارس و مصر و کابل و غیرہا من الارضین۔ و حکم

و فارس و مصر و کابل و دیگر زمین ا خدا تعالیٰ بر شما

اللہ وایتد کہ دکانِ معلم فی الدنیا و یوم الدین۔ و ہدانا و ہدکم الی حق مبین۔

رحم کند و در دنیا و روزِ آخرت باشما باشد و ما را و شما را سوسے راہِ راست ہدایت

انی اذعوکم الی امر اضی اللہ الرحیم۔ و اذعو الی وصایا نبی اللہ الکریم۔ علیہ

فرماید۔ من شمارا سوسے رضامندی ہائے او تعالیٰ می خوانم و سوسے وصیت ہائے نبی کریم صلی اللہ

المت علیہ صلوات من اللہ الکریم العظیم۔ و ابشروکم بما ظہر فی ہذہ الدیار۔

علیہ وسلم دعوت می کنم و شمارا اذان و اقامہ بشارت می دهم کہ دریں

بفضل اللہ الودود العفاد۔ و ابشروکم باایام اللہ و تنفس صبح الصادقین۔ و

لک بفضل ایزد و ہر بان ظہور گرفته است۔ و شمارا بر روزائے خداوند عز و علا و صبح صادقان

و ابشروکم بر رحمتہ نزلت من دینا و ہوا رحم الراحمین۔ یا عباد اللہ انہ عزوجل

در رحمت ازلہ مژدہ می رسانم اسے بندگانِ خدا و تعالیٰ سو کہ

نظر الی الارض خرابی ان افتقر فیہا کثرت و الدیالۃ قلت و القلوب قت۔ و الصدور قضا و ما من یوم یحیی

زمین نہ کہ رودید کہ فتنہ اورد و بیا شدہ اند و دیانت کم گردید و رہا سخت گشت و سیرانگ شدہ و پنج روزے نمی گزرد

و لا شہر ینقضی۔ الا تزید الفتن۔ و تشد المحن۔ و ملئت الارض بانواع

و بیچ لہے سپری نمی شود مگر آن فتنہ اروزا فروں ہستند و محنت ہاست شدہ اند و زمین باقسام بہارات

الهدیات - و تَرَكْتُ السَّنةَ وَالْقُرْآنَ وَظَهَرَ الْفَسَادُ فِي النِّيَّاتِ - وَغَلِبَتْ عَلَى الْقُلُوبِ  
 پُر شدہ و مردم سنت و قرآن را ترک کردہ و از بنہا فساد ظاہر شدہ و بر دلہا محبت شہوت  
 حب الشهوات - وَزَالَتْ مِنَ الْحَيَاةِ أَنْوَاعُ الْحَسَنَاتِ - بِإِلْهَامِ الرَّجُلِ مِنْ فُسَادِ الْقُلُوبِ  
 اسنیلا یافتہ و از پستیانی انور ہائے نیکی دور شدہ بلکہ بر رو با از فساد دلہا سیاهی و  
 سواد و قحول - وَضُمَّ وَذُبُولٌ - وَجِبْنَ وَنَحَامٌ - وَوَسَاوَسَ وَادْهَامٌ - وَجَلُّوا كَلِمًا  
 زشتی است و لاغری و ذوبان و نامردی و پست شدن و وسوساوس و ادھام پیدا اند و آنچہ سیدنا  
 اَوْ قَامَ مِنَ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى - وَنَسُوا وَصَايَا الْقُرْآنِ وَمَا قَالَ خَيْرُ الْوَدَى - وَبَقِيَ قَوْلُهُمْ  
 و مولانا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت پا دادہ بودیمہ را یک لخت فراموش کردہ اند و وصت ہائے  
 قشروا ضاعوا لب الایمان - وَاقْبَلُوا عَلَى الدُّنْيَا وَشَهَوَاتِهَا وَاتَّزُوا سَبِيلَ الشَّيْطَانِ -  
 قرآن را اندیا دادہ و در دست شان پوستے ماندہ است و متز ایمان را بر باد دادہ و بر دنیا و شہوات آن  
 و ما تجددون اکثرهم الا فاسقين - مجتربین غیر خائفین - و ترون اکثر العلماء  
 - مر. ائمہ را ہائے شیطان را اختیار کردہ و اکثر ایشان را فاسق و بیباک و ناتر سہدہ خواہید یافت -  
 يَهْلِكُونَ وَلَا يَفْعَلُونَ - وَالزُّهْدُ عِبْرَةٌ وَلَا يَخْلُصُونَ - وَلَا يَتَّقُونَ إِلَى اللَّهِ وَلَا  
 و اکثر علماء را خواہید دید کہ بگویند و نمی کنند و زاہدان را خواہید دید کہ ربامی کنند و اخلاص نمی ورزند و سوجہ انقطاعی  
 يَتَّقُونَ - وَتَرُونَ عَامَّةَ النَّاسِ تَمِيلُوا عَلَى الدُّنْيَا وَ إِلَى الْآخِرَةِ لَا يَلْتَفِتُونَ - وَتَبْعَانِ  
 شوند و نفوی نمی درند - و عامہ مردم را مشاہدہ خواہید کرد کہ بر دنیا بنگوں سار شدہ اند و بسوئے آخرت التفاتی  
 وَلَا تَبْصُرُونَ - وَبَيْنَهُمْ مَسْتَوِيحِينَ - وَلَا يَسْتَقِظُونَ - وَبَيْنَهُمْ الْخَائِفُونَ يَبْذُلُونَ  
 نمی کنند و اندہ حتم و را کور می کنند و نمی بینند - و در خواب غرض استند و بیدار نمی شود - و قوجہائے دیگر را ہائے  
 اموالهم و جہدہم لا شأنة الا ضلالات - وَكَذَلِكَ فَسَدَتْ الْأَرْضُ مِنْ سُوءِ  
 خود را و کوشش خود را برائے اشاعت نامراتی خرج می کنند و ہم چنین زمین از بد اعتقادہا فاسد گر وید  
 الارتفاعات - وَخَرَجَتْ أَنْفَالُهَا مِنْ أَنْوَاعِ الْمَكَائِدِ وَالْخَزَعِيَلَاتِ - فَاقْتَضَتْ  
 و انواع اقسام باطل مشرشد  
 پس عنایت  
 العناية الإلهية - أَنْ يَبْعَثَ عَبْدًا مِّنْ عِبَادِهِ لَتَنْوِيرِ الْقُلُوبِ الْمُظْلِمَةِ - وَبِصْلَاحِ  
 الہیہ تقاضا فرمود تا بفرستد را از بندگان خود برائے روشن کردن دلہا سے تاریک معوث کند و بر دست او

علی یدیه مواد المفسد الموحدة - فانخار فی فضل ورحمة من عنده لهذه الخطیة

اصلاح مواد فساد ہائے موجودہ فرماید پس از فضل محض و رحمت خاص مرا برائے این کار بزرگ

العظيمة - واعطانی حظا کثیرا من المعارف الرحمانية - و تغفایا العلوم النبویة -

برگزید و مرا از معارف روحانیہ و علوم پرشبدہ نبوت و باریکی ہائے کلام اللہ بہرہ وافر بخشد -

والدقایق الفرقانیة - و سمانی مسیحا موعود الاحی القلوب المائتة - بتدریة و حکمت -

و تمام من سیح موعود نہاد تا من دلہائے مردودا بقدرات کاملہ او زائدہ

واجدد امر التوحید و اشیئہ مبانی الملة - و انی انا آیتہ اللہ الی جلاہا لوقتہا رحما

گردانم و کار و بار توحید را آنگی بختم و بنیاد ہائے ملت را بلند و محکم گردانم - و من نشان خدا تعالی ہستم کہ بروقت

علی الخلیقة - فعل انتم تقبلوننی او ترحون من انا کون من الحضرة - و قد بلغت ما

خود از مرت و فصل ظاہر کردہ شد پس آیات ما را قبول می کنید یا آن کسی را در خواہید کرد کہ از حضرت عزت پیش

امرت فکونوا من الشاہدین - و الذین کن بونی فما کان تکذیبہم الا من العیة -

شما آمدہ است - و من ہر چه مرا حکم بود بشمار ساندیدم پس گواہ باشید - و انکندہ کذیب من کردہ اند پس تکذیبشان

خانہم ما تہر و ادقایق اخبار خیر البویة - علیہ الصلوٰۃ والسلام من حضرت العزیز

بجز این سبب نہ داشت کہ ایشان را چشم کشادہ نبود چہ کہ او شان در باریکی ہائے احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ

و کا فوادی الرای مستعجلین - فاخذہم بجل و عناد نشاء من اھوانہم - و استو

و سلم برچ تکرے و غورے نمودہ اند و ایشان مردم سطحی خیال بودند و نیز شباب کار پس ایشان را بخیل و عناد و

علیہم سبل شخنائہم فما کوا مہتدین - و قالوا ان المسیح ینزل من السماء - و ان

کہ از ہوائے نفس شان پیدا شد فرو گرفت و سیلاب کینہ بر ایشان غالب گردید پس راہ راست را ندیدند و گفتند کہ مسیح

المہدی ینخرج من بنی الزھراء - و انہما یتقلدان الاسلحة - و یحاربان الکفر -

از کسان خواہد آمد و بعد از بنی قاضی خارج خواہد کرد و ایشان اسلحہ خواہند پوشید و با کافران جنگ خواہند کرد

و یسفکان الدماء و لا یجأت الھال من النساء - و لا یرکان ولا یدخلان السیوف فی ارجائہما حتی یكون الناس کلهم

و خونریزی خواہند نمود و نہ بر مردان و نہ بر زنان رحم خواہند کرد و نہ خواہند گذشت و نہ شمشیر را با دھانم خواہند کرد و نہ بیکدیگر

مسلمین - و قالوا ان المہدی یغم الکفر بالتعزیرات السیاسیة - لا بالایات السماویة

مسلمان نخواہند زد و گفتند کہ مہدی با سزا ہائے سیاسیہ دان مردم بند خواہد کرد نہ با نشان ہا -



ولا یرک فی الارض بیت کافر۔ و یضرب عتق کل مقیم و مسافر۔ الا ان یکونوا  
دبر روئے زمین سج خاند کافر سے خواہ گزشت و گردن ہر قیم و مسافر خواہ زود مگر اینکه ایمان آند

مومنین۔ و یجارب النصاری و کل من قبل الملة النصرانية۔ و یوم ملو الهند و غیرہ  
و انصاری جنگ با خواہد کرد  
قصیدہ ساسانی ہمدستان

و ینال الفتوح العظيمة۔ و یقتل و ینهب و یغیم و یسبی الرجال و النسوة۔ و للیج  
نزد و فتوحات عظیمہ اور حاصل خواہند شد و قتل و غارت گری و بربہ ساختن و کفار را در حلقہ غلامان  
بیزل من السماء لیعانونہ کالخند ماء۔ و لا یقبل الجزية و لا الفدية و یحب ان  
آوردن کار او خواہد بود۔ و مسیح از آسمان نازل خواہد شد تا ہجو خادمان مدد مہدی کند و جزئیہ و فدیہ را قبول

یقتل من فی الارض من الکفار و جمعین۔ و کذا لک یطاء افواجہما ارض اللہ  
خواہد کرد و دوست خواہد داشت کہ تمام کفار را کہ بر روی زمین باشند کشد و ہم چنین فوجہا کے ایشان بر زمین  
سفالین۔ غیر را حسین۔ و قالوا هذه عقائد اتفق علیها ائم من العلماء۔ و نقلها  
خون کنندگان را راہبہ کہ در پیج کس رسم خواہند فرمود۔ وی گویند کہ این آں عقائد ہستند کہ بر انہا اولین و آخرین  
خلفہا من سلفہا و حاضرہا من خابرہا و کثیر من الکبراء۔ و اما نحن یا عباد  
اتفاق کردہ اند و خلعت و سلف بر آن متفق اند  
مگر ما سے بندگان خدا

اللہ الرحیم۔ فما وجدنا هذه العقائد صحيحة صادقة بل وجدناها سقاطا و  
این عقائد را صحیح نیافتیم  
بلکہ ردی و خلاف واقعہ

رد یا لا من الرسول الکریم۔ و علمتی ربی ات خطاء و ما آتاد رسولنا شیان من مثل  
یا قتیتم نہ از رسول کریم۔ و ہر ارب من پیامخت کہ آں خطاست و رسول کریم

هذه التعليم۔ و انهم من الخاطئين۔  
این تعلیم ندادہ است۔ و ایشان خطا کردہ اند۔

فالذهب الذي اقامنا الله عليه هو مذهب حلم و رفق و وقدة۔ لا قتلي و  
پس مذہب کہ خدا تعالی ما را بر آن قائم کردہ است آں مذہب حلم و رفق و آسگلی است نہ قتل و  
سبی و اشد غنیمت۔ و هذا هو الحق الواجب فی زماننا و ائامن المصیین۔ فان امر الجاهل  
غلام گرفتن و تاراج ال دشمنان۔ و ہمیں حق و واجب در زمانہ ماست و ابر صواب ہستیم چرا کہ حکم جہاد

کان فی بدو ایام الاسلام - وکان فقط نفوس المسلمین موقوفه علی قتل القاتلین و  
 در زمان ابتدائی اسلام بود و بجهانی جان مسلمانان موقوف برین بود که کشتگان را بکشتند و ظالمان را سزاوار  
 الانتقام - بمال و اقلیلین و کان الکفار غالبین کثیرین سفاکین - و ما امر المؤمنین  
 کردار دهند چنانکه مسلمانان در آنوقت جماعتی اندک بودند - و کفار بوج قلبه و کثرت خود خونریزیهای کردند و  
 للحرب و القتال - الای بعد ما لبثوا عملاً مظلومین مضروبین و ذبحوا کالمغز و الجبال سو  
 مسلمانان را حکم جنگ و قتال صرف در آنوقت شد که چون تا عمره دراز جور کشیدند و سختی باچشیدند - و هم چو  
 حال علیهم الجور و الجفاء - و قوی الظلم و الایذاء - حتی اذا اشتد الاعتداء - و سمع  
 گو سپندان و شتران کشته شدند و برایشان جور و جفا از حد و اندازه بیرون شد رستم و این امر تا آنکه در بین چین  
 عویل المستضعفین و البکاء - فاذن للذین قتل الذین - اخوانهم و البینین - و جیل -  
 آن تجاوز را از حد و نهایت نمادند و فریاد کردند و آن و گریه شان بدرگاه خداوند عز و جل رسید پس خدا عادل را  
 القاتلین و المعاونین - و کانت قد افاق الله لایحیی المعتدین - هذا لکشی جاعاً امر الجهاد -  
 اجازت نمادند و محاربه و ادوار که عزیزان و برادران و پسران شان از دست ظالمان کشته شده بودند و گفته شد که  
 و ما کان الکوا فی الدین و ما جبر علی العباد - و ما یبعث نبی سفاکاً بل جاءوا کالعباد - و ما  
 قاطن و در گذران ایشان را بکثرت و از حد تجاوز بخندید که خدا اتحاد کند گان را دوست نمی دارد - پس در آنوقت  
 قاتلوا الای بعد الا کثیری و القتل و النهب و السبی من ایدی العدا و غلوه هم فی  
 امر جهاد و جنگ آمده بود و هرگز این امر ادا نه بود که اگر او و جبر مردم را در دین اسلام داخل کنند - و بی هیچ نیاهن  
 الفساد - فرضت هذه السنة برفع اسبابها فی هذه الایام - و امرنا ان نعد للکافرین  
 کشته و دنیا ده است - بلکه هر انبیا چون ایمان رحمت آمده اند و هر جنگ مجرور و اندر گرد آید صورت که مدتی دانه  
 كما یعدون لنا و لا ترفع الحسام قبل ان تقتل بالحسام - و ترون ان النصارى لا یقتلوننا  
 زیرا که کشیدند و قتل و قمارت و قلم گرفتن از دشمنان دیدند و همدان و جوش او دشان را مشاهده کردند - پس برین طریق  
 فی امر الدین - و لا تقوم اعزرون من البعید و القیمین - فهذه السیرة عاد و لا اسلام - ان  
 صابین زمانه بنی و چه متروک شد که سبب آن مردم شدند و را حکم شد که بمقابل کافران همان طرز اختیار کنیم که او دشان  
 نترک الرفق المقوم رفقا معنوا یا معشر الکرام - وقد جاء فی صهیح البخاری ان المسیح  
 اختیار کرده باشد و بمقابل آن که ما را به شمشیر نمی کشد و بشتی نه و ازیم و شمای بینیکو میسائلان و ما درین باره نمی کشد و تو می

الموعود يضع الحرب - یعنی لا يستعمل الطعن ولا الضرب - فما كان لي ان اخالف

وہجرت تزدیکان و دوران سرائے مذہب جنگ می کنند - پس این سیرت برائے اسلام جائے عار است کہ با نری کنندگان

امر النبی الکریم - علیہ سلام اللہ الرؤف الرحیم - وقد جرت علیہ سنتہ نبیتنا

نری مکروه آید - و در صبح بخاری آمده اسب کہ مسیح و موعود جنگ نخواہد کرد - و شکیبہ و نیزہ را سخا بہ گرفت - میں سزا کہ مسیح

خاتم النبیین - فاتی امر افضل منه یا معشر العاقلین - و یکنی لکم ما قال سیدنا خاتم

موعود ہم نمی سزد کہ حکم نمی صلی اللہ علیہ وسلم اغذارم و وصیت اور اگر سلام خدا بر و باد ترک کنم چرا کہ با نری کنندگان

النبیین - علیہ صلوٰۃ اللہ و الملائکۃ و الصالحین من الناس اجمعین - ثم معد الث

نری کردن امرے است کہ بر آن سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم رفتہ است - پس از ہی بر برگزیدہ کلام امر خواہد بود کہ

قد ثبت ان الاحادیث التي جاءت فی المهدی الغازی الطارب من نسل الفاطمۃ

پہر وی آن کنم - و شمارا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائی بہر وی کافی است برود و خدا و فرشتگان و تمام مخلوق را با

الزہراء - کلاما ضعیفۃ مجردۃ بل اکثرها موضوعۃ و من قسم الاقتراء - و لا وثق

باز این ہمہ این امر نیز بنیایہ ثبوت رسیده است کہ ہمہ آن حدیثہا کہ دوبارہ جہدی غازی آمدہ اند کہ بر ہم علماء از اولاد فاطمہ رضی اللہ

روا تھا - و اشکل علی المحدثین اثباتہا - و لاجل ذلک ترکہا الامام البخاری و المسلم و

عناہا خود بود ضعیف و مجرد ہند بلکہ اکثر آن حدیثہا موضوع و از قسم اقتراہات شدہ اند و راویان آن حدیثہا را نظر محمد بن

الامام الہمام صاحب الموطاء و جرحہا کثیر من المحدثین - فمن زعم ان المہدی

معتبر بنیہند - و بہ علماء من حدیث اثبات صحت آن حدیث ہا بسیار شکل گردودہ و از ہمیں سبب امام بخاری و امام مسلم و امام مالک

المعہود و المسیح الموعود و جلالت یخرجان کل الجاہدین - و یسلان السیف علی المصا

رضی اللہ عنہم آن احادیث را در کتب خود ذکر فرمودہ اند و بسیار سے از محدثان بر آن حدیث ہا جرح کردہ - پس آنہا کیس اعتقاد

والمشترکین - فقد افتری علی اللہ و رسولہ خاتم النبیین - وقال قولہ لا اصل لہ فی

می دادند کہ جہدی درج و دکان ہستہ کہ ہجو بہا و کنندگان خروج غاہنہ کہ دو بہر عیسیائیاں و سترکان شمشیر غاہنہ کفہ ایشان

القرآن و کلامی الحدیث و لای فی اقول الحقیقین - بل الحق الثابت انہ المہدی الخلیفۃ

بر خدا و رسول ادا فرمودہ اند و قولے گفتہ اند کہ اصل آن از قرآن و احادیث صحیحہ و بیان محققین سابقہ ثبوت نمی رسد - بلکہ حق

و لا حرب و لا یؤخذ السیف و لا القنا - ہذا ما ثبت من نبیتنا المصطفی - و ما کان حدیثا

ثبت ہستہ امرے است کہ نہ مسیح و موعود کچ کس جہدی نیست و داوید شمشیر و نیزہ نخواہد گرفت - میں قول است کہ نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہ

نہبت ہستہ امرے است کہ نہ مسیح و موعود کچ کس جہدی نیست و داوید شمشیر و نیزہ نخواہد گرفت - میں قول است کہ نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہ

نہبت ہستہ امرے است کہ نہ مسیح و موعود کچ کس جہدی نیست و داوید شمشیر و نیزہ نخواہد گرفت - میں قول است کہ نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہ

ہنری۔ و شہد علیہ الصلوٰۃ فی الفرون الاولیٰ۔ مما ترکنا تلك الاحادیث وان فی هذا

دایں حد یہ ہے کہ اگر اسے نہ ہو تو صحیح صحیح ہی اس میں اس طرح گواہی دادہ اند کہ اس احادیث سے روک کر دہ و دین

ثبوت الاولیٰ النبی۔ و تلك شهادة عظمتی۔ فانظر ان كنت من اهل التقیٰ۔ و اعلم ان

عقلدان را روایتی ماسوئے واضح اس۔ پس اگرستی سنی و دین نامل کی ویدان کہ

عیسیٰ المسیح نبی اللہ فدمات ولحق برسلا خلوا و ترکوا هذه الدنيا۔ و قد شهد

حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات بائند و امیاء وفات یا مکان پیوستہ و خدا اے ا

علیہ ربنا فی کتابہ الاجلی۔ و ان شئت فاقرو فلما تو فیتنی ولا تتبع قول الذین ترکوا

در قرآن بر آن گواہی دادہ و اگر بخوایں اس آیت بخوانیں فلما تو فیتنی و پیردی قول آنحساں کس

القرآن بالهویٰ۔ و ما تو اعلیہ ببرهان اقویٰ۔ و قالوا وجدنا علیہ آباءنا و لو کان

کرد آن را ہوا سے نفس خود ترک کردہ اند و براں دلیلے نیاوردہ اند۔ و می گویند کہ ما پدران خود را بریں یافتہ ایم اگرچہ پدر

آباء ہم بعدہ و امن الہدیٰ۔ و انانریکم آیات اللہ فکیف تکفرون۔ هذه اما قال

استاد اربعہ اور فنادہ استند و ما آیتلے قرآن شتاے غایم ہیں چگونہ انکار آیتاے کبید

اللہ فبای حدیث بعد کلام اللہ و منکر۔ ان ترکون القرآن باقوال لا تعرفون۔

و بعد کلام الہی کدام سخن را باور خواہید کرد۔ آ با قرآن را باقوال لا تعرفون ترک خواہید نمود

اتبعولون و زکم انکم تکذبون۔ و تو ثرون الشاک علی الیقین۔ و لا قول کقول رب

آیتاے شاک ہیں است کہ کذب کلام الہی کتید و شک را بر یقین بگزینید و بیج توسلے چون قول خداوند

العلیین۔ و انا اثبتنا فی علیہ السلام ہاجر من وطنہ بعد واقعة الصلیب۔ و

عالمیان یقینست و ما ایت کردہ ایم کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد از واقعتہ صلیب از وطن خود ہجرت کردہ بود

الہجرۃ من سنن المسکین باذن اللہ المجیب القریب۔ ثم سافر الی هذه الدیار۔

و اہریت منینست اثبتار علیہم السلام است از سوئے این ملک کہ ملک ہند و سیل

دیارا الہند کما جاء فی الآثار۔ و کل اللہ عمل الی مائتہ و عشرين کما جاء فی الحدیث

است سفر کرد چنانچہ در آثار آمدہ است و خدا تعالیٰ او را ایک صد و بیست سال عمر عایت فرمود چنانکہ در حدیث مذکور

من النبی المختار۔ ثم مات و دفن فی ارضی قریبہ من هذه الاقطار۔ و قبرہ لا یجوز

نبی علیہ السلام آمدہ اس و از ملک اند قریب تر۔ پس و فرستہ و مراہ در

فی سری نکر الکشمیر الی هذه الزمان - ومشهد بین العوام والخواص والاعیان - و

سری نگر کشمیر تا این زمان موجود است و در خاص و عام مشہور است و مردم زیارت آن قبر

یزار و یتبرک به فاسئل اهلها العارفین - انکنت من المتقیین - وانظر کیف مزلت

می کند میں اگر شک باشد از اہل کشمیر پیر پرسید و غور بادر کرد کہ چگونگی آن

تلك الخیالات - ولم یبق لها اثر و بطلت تلك الرایات - فانكشف ان المراد من السیح

خیالات پاره پاره شدند و از آنها اثری نہ ماند و روایت اہل شدند پس متحقق شد کہ مراد از این لشکر سیح

النازل رجل أعطي لمخلوق المسیح - وهو الذي يكلمكم يا اولی النبی والفهم الصالح -

نازل خدا پدر شد و مردی است کہ بر خلق مسیح باشد و او ہاں مرد است کہ با کلام می کند ای ارباب فہم صحیح

واعلموا ان وقت الجہاد السیفی قد مضی - ولم یبق الا جهاد القلم والدعا وآیات عظمی و

بہ انید کہ وقت جہاد سیفی در گذشت - و بجز جہاد قلم و دعا و نشانہای عظمی هیچ چیز بے باقی نہ ماند و

الذین یعتقدون ان الجہاد السیفی سیمجب عند ظهور الاحام - فقد اخطاوا - واذ الله

آنکہ این اعتقاد می داردند کہ جہاد سیفی مستحب بر وقت ظهور امام جدی واجب خواهد شد پس ایشان خطا کرده اند

على زلة الاقدام - وما هذه الاخطاء نشاء من قلة المتدبر فی احادیث خیر الانام - ومن

و بر لغزش قدم شان جائے اما اینکہ گفتن است و این خطا بود قلت تدبر در احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقدر

عدم التفريق بین الموضوعات والصالح واتباع الاحام - والاسف کل الاسف على

آمدہ است و نیز این بہت کہ در موضوعات و احادیث صحیحہ فرستہ نموده اند و افسوس بر آن مردم است کہ می مانند

رجال یعلمون ان احادیث المہدی النازی بمرحۃ غیر صحیحۃ - ثم یعتقدون

کہ احادیث آمدن مہدی نازی ضعیف و مرجوح اند

بجیسۃ من غیر بصیرۃ - ولا یقولون فکما علی وجه البصیرۃ - ولا یتبعون نور ان نصیر

اومی دارند و بجز سخر و در بصیرت نمی گویند و از نصیر من تقلید و دلائل عقلیہ

التقلید توالد لکل العقلیۃ - وکافرا عاہد وان یؤمنوا بخطط الاسلام - ولا یتبعوا قولہ مخالف

نور سے نمی خواہد و کافر اہد و ان یؤمنوا بخطط الاسلام و لا تتبعوا قولہ مخالف

قول سید ناخیر الانام - فلا شک ان رجوع کلہ من احدی مصائب النبی صبت

کہ مخالف قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باشد بی روی نخواہند کہ در هیچ شکست کہ وجود این مردم یکے از ان مصیبتہا

على الدين المتين - فانهم لا يتبعون قورايل يمشون كالعميين - وما كان علمهم مطهرا

کبر اسلام اول شده اند - زیرا که او شان پیروی نورانی کنند بلکه هیچ مایه ایان می روند و علم شان از شک و ریب پاک

من الشك والريب - وما رثعت على قلوبهم فيرض من الغيب بين يديهم يقولون واليس

نیت و بر دلهاست شان فیضهاست غیب نازل نمی شوند بلکه شان چیزهست با پیروی می کنند

لهم به من علم ولا بصيرة - ويتبع بعضهم بعضا من غير دراية ومعرفة - وكذا المثلث

که بر حقیقت آن مطلع نیستند و هیچ بصیرت ندارند و بعضی بعض را پیروانند بغیر اینکه علم داشتند باشند و همچنین

جعلوا دين الله يحققهم عرضة المعترضين المتعصبين - ولعبة الاحبيين الغافلين

از نادانی ایست خود دین الهی را شانه معرفتشان متعصب کرده اند و بازی گاه بازی کنندگان غفلت شما

قوم جعلوا معرفة الامور الدينية والدقائق الشرعية وصاروا امة قوم جاهلين -

نموده اند - ایشان قوم هستند که معارف و مینیه و دقائق شریعه را غماز مس کرده اند و چند نادانان را پیرو خود ساختند -

يفتون ولا يعلمون - ويؤمنون ولا يتفقهون - ويقولون ولا يفعلون - لا يحسبون شيئا

فترى اعمى و هند و جابیح را نمی دانند و پیشروی شوند و دین تفقه نمی دارند و می گویند و نمی کنند - از معارف قرآن

من معارف الفوقان - ولا يتبعون رجال هذا الميدان - ويعطون ولا ينفسون

چیزهست را مس نمی کنند و نه مردان این میدان را پیروی می گردند و مردم را دهانی کنند و نمی دانند

ما يخرج من افواههم وما كانوا مبصرين ولا مفكرين - وكأخلى الله مقبلين ورائ

که چیزیست از زبان شان بیرون نمی آید و چشم بسته نمی دارند و نه فکر نمی کنند و نه از خدا حمایت می خواهند - و مانند

بضاعتهم من حجارة ناقصة - وان قلوبهم على الدنيا مأثلة ساقطة - فكيف يفهمون

علم شان بیا آنکه ناقص افتاده و دل شان بر دنیا انگون گردیده پس چگونه

معضلات الدين - وكيف يطالعون على معارف شرع المتين - فان معارف الله

شکلات دین را نمی بینند و چگونه بر معارف شرع متین اطلاع داده شوند چرا که معارف الهیه

لا تكشف الا على قلوب صافية و الاواب الدين لا تفهم الا على هم على الله مقبلات -

قطر بر آن دلها نکشفت می شوند که صاف باشد و بهای دین تفقه بر این است ای کشایند که بخدا آورند

ولا يتجلى للعقائ الا على افكار الى الرحمان حافظا - ثم معذالك وجب على رجال

و عقا ئل بر آن فکر را پرورد می اندازد که سوخته رحمان رونده باشند از این همه بر مردانی که میباید از آن متاثر

یتصدون لمواطنی المباحثات و یقتضون سیول المباحثات ان یتقوا استواء ما بینہ -  
 راسخ می آیند و در سیلابهاست مباحثات داخل می شود واجب است که در علوم به یاد آید نام است به یاد  
 العلوم العربیة - و مرونین من العیون الادیة - و مطلعین علی قنون الکلام والاسیاء  
 و از پیشانی ادب سران انصیب شان باشد - و بر قنون کلام و طرر ان عجیبه فریب آید  
 الغریبة المعجیبة - و قادریں علی محاسن الکنایات - و مقتدرین علی طرق التفهیمات  
 مطلع باشند و بر محاسن کنایات و طریقه باشد تفهیم قدرتی حاصل دارند

و عارفین لمعادرات اللسان - و ضابطین لقوانین العاصمة من الخطا فی الفهم  
 و بر معادرات زبان عرب سرفت حاصل کرده باشد - و آن قواعد در ضبط شان بوده باشد که بدان با خطا در فهم و  
 و الغلط فی البیان - و فی المکالمات - فلیس فی ایدیم الا المخرافات -  
 غلطی کردن در بیان محفوظ و معصوم باشد - و این مردم را این کمالات کجا حاصل اند و در دست شان بجز خرافات چیزی  
 فلیسک علیم من کان من البالین - اینتظرون المهدی الغازی لیسفک الدعاء  
 نیست - پس هرگز گریستن می خواهد برایتان محرم - آیا انتظار آن مهدی جنگ کننده می کنند که ناخوشا بریزد  
 و یقتل الاعداء - و یقطع الهام - و بالسیف یشیع الاسلام - مع انه لبس بنایت  
 و دشمنان را قتل کند و سر را ببرد و به زور شمشیر شاعت اسلام کند او خداوند این امر از

من الاحادیث الصحیحة - و لا النصیر من الفرقانیة - بل ثبت علی خلافة عند  
 احادیث صحیحة ثابت نیست و نه از نصیر فرقا نیه ثابت است بلکه نزدیک محققین بر خلافت آن ثابت  
 المحققین - ثم معذالک هذا امر ینکره العقل السلیم - و یابی الفهم المستقیم - فاسئل  
 شده است بار ما و جوادان امر که بچوایان خور تر بیاورند و آن وحدت ثبات مسدود بر طریقی خود رد عقل سلیم فاعل  
 المنه بترین - و انت تعلم ان زمانها هذه ازمان لا یسطو احد علیها المذمومة  
 پذیرا نیست و از قبول آن فهم مستقیم بخاری کند پس از ترک گدگان بیس - و تدبیرانی که اس را در پیشان زانیت  
 بالسبب والسنان - و لا یجبر احد للشیع دینه و نترک دین الله خیر الادیان -  
 کیج کس برائے دهب - پیغمبر و بر احد می کند و شکست بر می جری کند تا اگر او دین او داخل شود و دین اسلام را که  
 فلاختیاج فی هذه الايام لی الحرب والانتقام - و لا لی تحقیف العولی و تشهیر  
 خیر الادیان است ترک کنیم پس ماضی را در آید و بپوشد و انتقام علاج میستیم و سوره این امر عظیم که بپوشد و آید

الحسام۔ بل صارت هذه الامور كشرعية فسخت۔ وطرق بدلت۔ فلما ما بقي  
 راست بکرم و شمشیر را از نیام برون آیدیم بکدامین امر مشابہ شریعت شده اند که منسوخ شده باشد و مشابہ راه انحراف  
 حاجت الی الغش والفساد۔ اقیم مقام هذا اتمام الحجة بالادلة الواضحة  
 تبدیل یافته باشد۔ پس ہر گاہ هیچ حاجت سوائے جنگ و محاربتہ نماند قائم مقام آن دلائل واضحہ قطعیت شدند۔

القطعية۔ واثبات الدعاوی بالبراهین الصادقة الصحيحة۔ وكذا ان في صحت  
 وبراہین صادقہ صحیحہ برائے اثبات دعوی کافی شمرده شدند و ہمچنین بجای دیگر

موضعها الايات للثبوت۔ والخوارق الكبيرة۔ فان الحاجة قد اشتدت في وقتنا  
 نشان اذخوارق باقرار یافتند چرا کہ در زمانہ ما بے تقویت ایمان ضرورتی

هذا الى تقوية الايمان۔ وتنزل الايات الجلية من الرحمان۔ ولا يفيدهم سفك  
 شدید است وخلق اندر سوائے این محتاج است کہ نشانہائے روشن ما بہ بنید و ایشان را خون بخین

الدما و ضرب الاغناق۔ بل يزيد هذا اقلع الشكوك والشقاق۔ فاللهدي  
 و گردن زدن پنج فائدہ نمی بخشد بکدامین طریق از دست محکوم و مخالفت مای افرائد پس مہدی

الصدوق الذي اشتدت ضرورته لهد الزمان۔ ليس رجل يتقلا السلاح ويعلم  
 راست باز کہ ضرورت او درین زمان است چنان مردی نیست کہ سلاح بہ بندد و

فنون الحرب واستعمال السيف والسمان۔ بل الحق ان هذه العادات۔ يضرب الدين  
 فنون حرب را باند و تیغ و نیزه را استعمال کند بکدامیچو این عادات درین زمانہ دین را ضرری رسانند

في هذه الاوقات۔ ويختلج في صدور الناس۔ من انواع الشكوك والوسواس۔  
 و انواع اقسام و دساوس در دلہائے مردم می گذرند

ويزعمون ان المسلمين قوم ليس عندهم الاسيف والتقوي بالسمان۔ ولا يعلمون  
 و گمان می کنند کہ مسلمانان قومی ہستند کہ نزدشان نیزہ و شمشیر ترسانیدن و نیزہ و چنیزہ و بگرنیت و بجز

القتل الانسان۔ فالامام الذي تطلبه في هذا الزمان قلوب الطالبين۔ و  
 کشتن مردم چنیزہ دیگر نمی دانند۔ پس آن امام کہ درین زمانہ دلہائے طالبان و داعی جوہند و

تستقر في النفوس كالجائعين۔ رجل صالح مهذب بالاخلاق الفاضلة۔ ومتصف  
 جانہا بچو گرسنہ تلاش او می کنند آن مردی بھوکار است کہ باخلاق فاضلہ آراستہ و بصفات





لتذوب بالكلية ولا تنازع الله في كبريائه - وكان متركلاً متواضعاً مبتلياً لآلِ

بکلی بگذازد و در عزت و کبریا فی حضرت حلشاند و متارکت ترند و غیر متوک و متواضع و برائے اعدا و کلمہ

الشریعة الغراء صابراً مع ما على يدا الله ومحجته المبعقة الهمة والاحراج فالاعلاء

اسلام تضرع کنند و باشند و محجته و بیدگان خدا استعفت و اندوه و بعقد همت و زور و دادن بر و فایا کامیابی شان و جامه بیجا

ولا ينسى احدا من المخلصين ولو كانوا في البعد اقاليم - ويحادل الله في اشتياق

و نه یامی کسی که از نماز مسجود فراموش نکند اگر چه او را دورترین ولایت باشد و همچو ابراهیم از بهر بیخندان جرات

جماعته كابراهيم - وكان وجهها في حضرة رب العالمين - فان مثل الامام

خود به خدا اتعاض می نمود کند و در حضرت رب العالمین و جیم باشد چرا که مثل امام مثل آن

مثل رجل قوي تعلق باهدابه ضعيف او شيخ كبير يتخاذلان رجلا - و

شخصی است که قوی باشد و بدامن او چنان کند که پیروی ساطع زده پیچیده باشد که هر دو پلست و دست و

ضعفت عيناه - فياخذ هذا الفتى الضعيف - والشيخ الغزالي المغزى الضيف -

پس مثل آن فتیله و در چشمان آنکس در اند - پس این جوان آن ضعیف و شیخ فانی مسلوب المراس را می گیرد

و يعصمه من ان يظلم نفسه ويحيف - وكذا لك ياخذ كلن خيف عليه المثار

و در بیکه بر جان خود ظلم کند که می دارد و هم چنین آن جاها آن پیروی را می گیرد که ضعف

لضعف من اللربرج - ويعطى غضاظا كلن احتاج الى امتراء الميكة - ويبلغ

قوت خود خطره لغزش دارد و هر کجی را که محتاج قوت لایبوت است بیدار می ترند و نازده می دهد و کمزورمان و

المستضعفين اللاحقين الى ديارهم كفتيان ناصرين - فالذي ما اوتي قلبه

در آید گمان را همچو جوان مردان تا وطن شان می رساند پس شخصی که دل او را صفت

صفة الشفقة والمواساة - وماله قوت وشجاعة كالابطال والكماة - ولا يقبل

شفقت و غمخیزی نراده اند و نه در دو همچو دلیران و بهادران قوت شجاعت است و نه از خفا

على الله لخلق با لبكاء والتضرعات - ولا يوجد فيه زخم اكثر من دم الوالدات -

به تضرع بهتر می بخونق اومی غمخیزد و در دردم زیاده تر از دم مادران یافته نمی شود

فلا يوتي له هذا المنصب ولا يوجد فيه شيء من هذه الايامات - وليس هو وارث

پس چنین کسی را این منصب - می دهند و از این نشان کمینگی ندیافته نمی شود - واد وادش آنحضرت

امام الکونین و سید الکائنات - و اما الذی اَعْطٰی له هذا القنن و التسفت و

صلی اللہ علیہ وسلم بیت

مگر اُن سے کہ اور ایں جہاں موقت دادہ شد اور ان سے

مِلّا قلبہ بہذہ الصفات - مع انصلاحہ من اھواء النفس و الشهوات - و استھلا

صفت پر کردہ شد

و پائیں جہاں از ہوائے نفس و شہوایاں بہ روی آمدہ و درجبت

فی حب اللہ و محبتہ فی ابتغاء وجه اللہ و الرضاۃ - فھو کبریت احمد و مد رقام

الہی تراکتہ

او کبریت احمد و بدر تمام است

و دروختہ مبارکۃ للکائنات - لیتفضی الی الناس ظلالہ - و یاترکہ لجلب البرکات -

دبرائے مردم و درختے مبارک است تا مردم زیر سایہ او بپایند و برای حصول برکات پیش او را تر

وھو دادا من لیجوس المظرون خلالہا - و لیاخذہ کفعا عند الاقات - وھو مبارک

شوند - و او خانہ امن و سلامتی است تا بچہ قرآن درود داخل شوند و بوقت آفات او را

دورک من حولہ و بشری لمن لا قاعہ و راۃ - و اسمع منہ بعض الکلمات انہ رجل یوالی

پناہ خود بگیرند - و او مبارک است و پیرو آن کسی مبارک است کہ گرد او نہ گردد -

اللہ من و راۃ - و یعادى من عاداه - و یاتی السعداء من کل فج عین و دیا ربیعۃ - وھو

و بشارت باد کسی را کہ با او ملاقات کرد و او را دید و بعضی کلمات او شنید - و مردی

کہف اللیلۃ و اسان من اللہ لکل مسلم و مسلمۃ - و من علامات صدقہ انہ یوذی فی لیل لمرۃ

است کہ خدا دوستدارندگان او را دوست می دارد و دشمن دارندگان او را دشمن

و یسلط علیہ الاستراذ - و یسطو الخیار - مستقرین مکذبین - و یقولون فیہ اشیاء و یسبون

سے دارد - و نیک مردان را بہ راہ ہائے دور و دراز پیش او سے آیند و او

مجتربین - وھو یدج علی الذمق و یتج الخیار - و یشی ہا لک الخیار - و یجری السیئۃ بالسیئۃ

پناہ ماست و امان خدا برائے ہر مسلم و مسلمہ می گردد و از علامات صدق او این

و یدفع بالحق ہی احسن و انشعب لعباد الحضرة - حتی اذا تم ایام الابتلاء - و ما فیہ علیہ من

است کہ او را در اول امر خود ایذا دادہ می شود و در حق او چیز ہائے گونید و

چون جو رجوعا بجمال سے رسد پس در دل او می دمک کہ سوئے خدا عز و جل تو بود

فتتحرک فی باطن۔ ہذا الارادات۔ فیض ساجد اللہ فتستیجی اب الدعوات۔ رفقون لہ  
و مدد او نخواستہ پس وہا سے او قبول کردہ می شود و انجام کار فتح اور امی باشد و خدا را ہمیں بارت  
النصیب و الفتح فی اسرار الامر فی المال۔ و یخلق اللہ لہ اسبابا من السماء بالطوف و  
با اولیائے خود است کہ او شان با دل حال مغلوب و مقهور و نشانه ایزد و شمنان می باشد و انجام  
النوال۔ و یفعل لہ افعالا یخیر الخلق من تلك الافعال۔ و یقلب الامر کل المقلب  
کار فتح و ظفر نصیب ایشان می گردد۔ و این چنین مردم بعد از مرور سالہائے دراز ببعوث می شود و چون  
و یومنه من الخوف والاحتیال۔ و کذا الک جرت عادته با ولیائے فات۔ یجعل  
فساد در زمین ظاہر شود و موجها زند و مردم حدود خداوند عزوجل را فراموش کنند۔ و علماء را برائے  
اعدائهم غالبین فی اول الامر تم یجعل الخواتیم لهم و قد کتب ان العاقبة للمتقین۔  
اصلاح مردم قوت و قدرت نماند بکہ خود ست و قاطل و مغلوب تنہائے خود شوند پس  
و کایبعت کثل هذه الرجال لا یجد مرد من القرون باذن اللہ الفعال۔ و بعد  
دریں ہنگام از تزداد تعلقے مردے صلح پیدا می شود و ادرا علم و معرفت می بخشند و عنایت  
نماد فی الارض و وصول الہدای و سیل الضلال۔ فاذا ظهر الفساد فی الارض و زاد  
البیہ تعاضاے فرماید کہ بنی یا محدث را ببعوث کند و خدمت دین سپرد فرماید و او بوقتے  
العدوان۔ و کثر الفسق و العصیان۔ و قل المعرفه و صا د الناس کالجمین۔ و جعلوا  
مے آید کہ دلہائے سلیم در آنوقت ضرورت این امر محسوس می کنند و ہر نفس بیدار می دریابد  
حدود اللہ رب العالمین۔ و تطرق الفساد الی الاحمال و الاعمال و الاحوال۔ و صا د  
کہ دریں وقت حاجت تا ئید الہی است و وقت شامہ ارواح شاہ خوشبویے اور محسوس  
امر الدین متشیئا و مشرفا علی الزوال۔ و الاعداء مہ و ایدیم الی بیضة السلام۔ و انتقی  
می کند۔ پس مے آید و سیل فتنہ ہشتک می شود و بر منکران حجت تمام می گردد و محدث یابی بجز وقت  
شعاع الدین الی الاعداء۔ و مابقی فی وسع العلماء۔ ان یردوا الناس الی الصلاح و التقاء۔  
ضرورت نمی آید و شمشیر نمی کشد مگر بر آناں کہ شمشیر کشیدہ باشند۔ بدانکہ اکثر مردم  
بل العلماء و ہنوا و ہنوا خدمۃ الدین۔ و تمایلوا علی البینا الدینیۃ و مابقی ہم حظ من ایمان  
در امر مہدی محدود خطا کردہ اند و اورا بجز نیریزی و قتل نصاری و یہود متسویب

والیقین۔ وبلغ امر الفساد والفسق والضلالة۔ الى منتهی القی کعله کانت فی الدیجة الثالثة۔  
 کرده اند بلکه علماء اس دیار می گویند که در وقت مهدی شاہان ہندوستان را کہ پرچم  
 وماتقی رجاء ان بدء الناس بمحو القال والقیل۔ فعند ذلک یورسل مصلح ویعطى لمن  
 باشند ما خود کرده و طوق در گردن انداخته پیش مهدی حاضر خواہند ساخت۔ لیکن باید  
 لدن دہ علم و معرفت و صدق و طرق اقامۃ الدلیل۔ وطہارت و استقامت و علیہ ہجرت عادت  
 دانست کہ این سخنان محض افترا بستند و بدست شاہ سیح حدیث صحیح نیت و ایشان نور  
 الرب للجلیل۔ فلما حصل ان العناية الالهیة تنفقى بالفضل والاحسان۔ ان یبعث نبیا و بعدا  
 ثبوت را نمی جویند کہ موجب اطمینان نفس گردد و حقیقت منکشف شود و ہرچہ محققان نظر را  
 فی ذلک الزمان۔ و یفوض الیہ هذه الحظۃ و یجتبئہ لاصلاح نوع الانسان۔ فیجئ فی وقت تشہد  
 نمی دو اند۔ ہرچہ خانہ مانے خالی اند یا ہرچہ درختان بے بر۔ و تر و شاہ اگر چہ ہست ہمس ریشہا  
 فیہ القلب السلیمة لضرر الداع من حضرة الکبریاء۔ و تخص کل نفس متیقظۃ حاجۃ الی تأیید رب السماء  
 ہستند کہ دراز گزاشتہ اند و بینی ہا کہ بہ بچہ بلند کردہ و رو ہا کہ ترش اند و زبا نہا کہ بہ بد گوئی و راز اند  
 و یحدون و یحی۔ و یفانہ۔ تنزع شامة ارواحہم فعند ذلک یتظہر سامر اللہ و ینفیس سبل الفتن و یتلجج  
 و در لہا کہ گنج اند و ایشانرا آرزو ہستند کہ ترک آنہا نمی کنند و خواہش ہستند کہ پوشیدہ می دارند و در چہ نہا  
 علی الکافرین۔ و کایاتی التحدی و الدات۔ و کایسل السیف الالہی الذین سلوہا من الظالمین۔ و العصاة۔  
 یتمیق و ارد نمی شوند و ما ہا بے بار یک بینی را نمی جویند و کہ تشہد خود را بر اوی دین حق خرج نمی کنند  
 ثم اعلم الیہا السعید ان اکثر الناس قد خطوا و غلطوا فی امر المہدی المعہود۔ و نسبوا الیہ سفک  
 و اشیع سعی بجائمی آرد تا مردم را بے یقین برسانند۔ و آخر کلام دریں باب  
 الدماء و قتل کثیر من النصاری و الیہود۔ و قالوا ان ملوک النصاری الذین ہم ملوک الہند من اهل  
 این است کہ من سیح موعود و مهدی ام و برات جنگہا  
 للخریب اعنی الیوروفین۔ یوخذون و یطوقون ثم یحصرون فی حفرة المہدی صاعقرین۔ و ما لہم بہ من علم  
 نیا مردم بلکہ بر قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام آمدہ ام  
 ان یقولوا الا خلفترین۔ و ما عندہم الا حدیث ضعیفہ و وضع من الواضیع۔ و لا یجحد فی ایدیہم حدیثا  
 تا کہ مردم را سوئے مکارم اخلاق و سوئے رب رحیم و کریم بخوانم۔ و من اشیع

محبیان خاتم النبیین۔ فاقوا الله ولا تعدوا واکل هذه العقائد۔ ولا تستروا شریعة الله تحت الزوائد۔ تمجیدین۔

حاجت سوئے کشیدن شمشیر نہ می بینم بلکه این کار برائے آن مذہب طارات  
والذین لا یترون هذه الاقاول۔ ولا یستقرون البرهان والدلیل۔ ولا یطلبون ذوالیشقی النفس۔ و  
کہ در ذات خود روشنی می دارد۔ آری حاجت ما سوئے قلم باست تا مردم  
ینقی اللبس۔ ویکشف عن حقیقة الحق۔ ویرفع المعنی۔ ولا یعمنون النظر المحققین۔ بل ینبع بصیرت بعض  
را از گمراهی را و طوفان آن گمراهی را نجات دهم۔ و من چون سوء را  
کالعمین۔ وکایسرون الطرف کالغششین۔ فاولئک قوم یشاهدون جمالاً وخبلاً۔ ویمضون متصفاً  
این دیار آدم بر کفر من فتوی دادند و کشیدند من کردند و گفتند کہ دجال  
قلبا۔ و هم کبروت عرق۔ وکانتها غيرة مشرقا۔ لیس عذم من غیر طی طولت۔ وائف نمت۔ ووحی است  
است که خدا بتعالی ایشان را نشانها نمود و پیشگوئیا بظهور آمدند و برکتها  
السن سلطت۔ وقلوب داغت۔ وایمانی لا یترونها۔ واهوا یخفونها۔ فلا ترون مآهل الحقیق۔ و  
ظاهر شدند واد و مهر در رمضان شکست شدند لیکن ایچ دے نرم  
یستقرن جاهل التدقیق۔ وکامدون جدم لرب الحق اللبیب۔ وکاجاهدون لایصال الناس الی ذری البقیة  
نشد و از گمراهی باز نیامدند و برائے ایشان کنایه بے ضخیم تالیف  
وآخر الکلام فی هذا الباب۔ انی انا السیاح المهدی من رب الارباب۔ وراجعت للمجربات۔ واما منی بقی  
کردم پس قبول نکردند بلکه همچو سفها و شتام دادند و در گمراهی  
للعزاة۔ انی جئت علی قدم ابن مریم لادعوا الناس الی مکارم الاخلاق الی رب الوم وادهم۔ و لا اری حاجة  
و افراط در ظلم قدم پیش نهاده اند و او شانرا بصدق علامات واضح  
لی سلسلیون من اجفانها بل هی عارضة لحال البلاء بلعانها۔ نعم حاجة الی بری الاقام لاجلها الحق  
شد که من از طرف خدا تعالی هستم مگر بجز محض گفتن و ایذا دادن

الناس من الضلال ووظیفاتها۔ واذ اجئت هاهنا هذه الدیار فکفر فی وکذبت فی بالاحوار۔ واعدت من الحق بالاشکال۔

ایچ کار ایشان نبود و از خداوند من نشانها دیدند مگر قبول نکردند و  
وقالوا دجال افتری۔ فادهم الله الایة الکبری۔ وظهرت نبأ الغیب وبرکات علی وخفض القمر وانشأ  
باز نیامدند و من در غیر وقت نزد ایشان نیامدم بلکه در وقت غیبت  
فماقلب قلب الی الحق والیقین۔ وروضت علیهم سبل الهدایة فما استغفروا من العیة والغیابة والوقت لهم حيلة اخفیة۔ وکتبا  
اسلام ظاهر شد و در نظام فساد و ظهور کردم که سوئے آن

مطلوبہ مبسوطة۔ فما قبلوا الحق بل سبوا السفهاء۔ وزادوا في النفي والاعتداء۔ وقد وضع لهم بصيرة العلماء۔

انصرفت صلى الله عليه وسلم اشارت کرده بود و بر سر صدی آمدہ ام و این  
انتق من الله رب السموات۔ فما كان امهم الا الفحش والافشاء۔ والنشتم والازدراء۔ وقد رؤوا من ربى آيات۔

مردم این صدی را انتظار می کردند و این را مبارک می دانستند و چون  
انواع تائیدات۔ فما قبلوا ظلماء و ملأوا مناهجهم۔ و اجتمع في غير وقت بل حجت عند غرة الاسلام۔ و

نزو شاں آدم ہمہ علوم خود را پس پشت انداختند و اول دشمنان شدند  
في زمان فساد اشار اليه سيدنا خير الانام۔ و على راس المائت۔ و كانوا من قبل ينتظرون وقت هدم المائت۔ و

و اگر خوف شمشیر دولت برطانیہ نبودے مراقل کردندے پس خدا را و این دولت  
يحبسونها مباركة للملة۔ فلما اجتمع بهم ذوا علمهم و ذوا ظهورهم و صا و اهل المعادين۔ و كلوا خوف سيف الدولة

برطانیہ را شکر می کنیم کہ موجب نجات ما گردید و ما لها مے ما و اجانبہ مے ما و آبر و ما  
**البرطانية۔** لفتونى بالسيوف والاسنة۔ ولكن الله منهم بتوسط هذه الدولة المحسنة۔ فشكروا الله وشكروا

از خلیفہ ظالمان محفوظ ماندند وزیر سایہ این دولت با من بسمی یریم و از انقضای عذابا برستم و نزول  
عذبة الدولة التي جعلها الله سببا لفتاننا من ایدی الظالمین۔ انما حققت اعراضنا ونفسنا و اموالنا من الناهبین۔

بیتنا یرا۔ اعمانی عزت و برکت گردید و ہم امید ما یونیوی را یافتیم۔ پس بربا واجب گردید کہ اطاعت او کنیم و  
ولیت لاشکروا و اناعیش تحت هذه السلطنة بالامن و فراخ البال۔ و نجینا من انواع النكال۔ و صار نزولها

رونا و سلامت و اقبال او بصدری نیت کرده باشیم۔ این دولت بدستہ مے شوکت خود  
لنا نزول العز والبرکت۔ و لنا غاية رجاء ما من الدنيا والعافية۔ فوجب اطاعتها و دعاء اقبالها و سلامتها بصحة

ما را اسیر نموده است بلکه به ایادی منت و احسان خود و لها مے ما را اسیر گردانیده است پس  
النية۔ انما ما اسرنا بایدی السطوة بل جعل قلوبنا اسارى بایادی المنة والنعمة۔ فوجب شکرها و تشکر بہر تہا۔ و

واجب است کہ شکر او و شکر احسان او کنیم و طاعت او و طاعت حکام او بجا آریم  
وجب طاعتها و طاعت خدمتها۔ اللهم اجزمنا هذه الملكة للعظيمة واحفظها بدولتها و عزها یا ارحم الراحمین۔ آمین۔

ای خدا این ملکہ معطر را از اجزائے خیر بدہ۔ آمین۔

الراقم المرزا غلام محمد القادیانی ۲۱ فروری ۱۸۹۹ء

اور دست پر تہاد ہوں دی ۱۰-۳) مسری وہ حدیثیں ہیں جو حقیقت  
صحیح ہوں اور طریق متعدد سے انکی مصحف کا تالما ہے لکن یا تو وہ کسی  
پیلے زمانہ میں ردی ہو چکی ہیں اور مدت ہوئی کہ ان لڑائیوں کا حاکم ہرچا  
ہے اور اب کوئی حالت منظرہ ماتی نہیں اور یا نہ مان ہے کہ ان میں  
دامری خلافت اور دھاری لڑائیوں کا کچھ بھی ذکر نہیں بلکہ ایک  
مہدی بیٹے ہر است یافتہ انسان کے تسے کی خوشخبری دیتی ہے اور  
اسامات سر کفہ صاب لعلوں میں ہی بیان کیا گیا ہے کہ اسکی ظاہری  
ماشاہد اور خلاف ہیں ہونگی اور نہ وہ لڑے گا اور نہ خود پڑے گی  
کرے گا اور نہ اسکی کوئی قور ہونگی اور روحانیت اور دلی توجہ کے  
رو سے دو میں دوبارہ اسان قائم کر دے گا صفا کہ حدیث کا لکھا  
اکہ عجمی حواہن مادہ کی کتاب میں جو اسی نام سے مشہور ہے اور  
مستقر رکہ آب مشد رک میں اسرہن مالک سر روایت کی گئی ہے  
اور بہ روایت محمد بن خالد حدی لے امان بن صالح سر ادا بان بن  
خاٹھ نے جس بصری سے اور حسن بصری لے اس میں مالک سر اصانس  
میں مالک نے حباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور اس میں  
کے سے نہ ہیں کہ محض اس شخص کے جو بیسی کی خواہ طبعیت پر تے گا  
اور کوئی ہی مہدی نہیں آئے گا نہ وہی مسیح موعود ہو گا اور  
دی مہدی ہو گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خواہ طبعیت اور طریق  
تعلیم پر آنے کا یہی بدری کا نقابہ بنوے گا اور نہ لڑے گا اور پاک فناء  
اور آسمانی لٹاؤں سے ہر ایت کو چھیلے گا اور اسی حدیث  
کی تائید میں وہ حدیث ہے جو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں



اس نشان کے ساتھ ہدی کا طابہ ہوا صراحہ سے بیچہ حدیث کی چھ عنبر کناروں سے ماس ہو رہے۔ پھر صفحہ ۵۹ پر صبح الکرۃ میں وہ اب صدیق حس حال لکھتا ہے کہ۔ مارہ طور ہمدی کا اب بہت قریب ہے عام ملاسن طابہ ہو چکی ہیں اور اسلام بہت کمزور ہو گیا ہے اور پھر صبح الکرۃ کے صفحہ ۴۲۷ میں لکھتا ہے کہ عیسٰی عی ہمدی کی طرح لوہار کے ساتھ اسلام پھیلائے گا وہی انہیں ہونگی ماقبل اور یا اسلام۔ اور کتاب احوال الاخرہ کے صفحہ ۳۱ میں یہی لکھا ہے کہ عیسائی ایمان نہیں لائیں گے وہ سب مل کر دینے جاویں گے۔ غرض یہ عقائد محمد میں اور ان کے اس گروہ کے ہیں حکو اب اہل حدیث کے نام سے پکارتے ہیں۔ عوام مسلمان انکو دباؤ کی ہتھکڑی ہیں اور محمد حسین انکا سرگروہ اور ایڈوکیٹ ایسے تئیں ظاہر کرتا ہے۔ اور ان عقیدوں کا ماخذ یہ لوگ اپنی فطرت سے وہ حدیثیں سمجھتے ہیں جو احادیث کی ایک سہول کتاب میں جس کا نام مشکوٰۃ ہے اب الملاحم میں ذکر کیا گئی ہیں۔ غرض اس ملاحم بڑی ٹائپو گرافی میں ادبیہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ وہ لڑائیاں ہیں جو ہمدی عیسائیوں وغیرہ کے ساتھ کریں گے۔ اب کتاب منظر حق کو کتاب مشکوٰۃ کی شروع ہے اس کے جلد چارم صفحہ ۳۳۱ سے شروع ہوتا ہے مگر اسوں کہ ان سیرتوں کے بچنے میں ان لوگوں کی بڑی فطرت کھانی ہے۔ غرض محمد حسین اللہ کر اہل حدیث گروہ آجولے ہمدی کی نسبت یہی عنبر کنارے ہیں اور جیسا کہ یہ لوگ خطرناک اور نقص اس کا بہت کمزور والا مادہ اچھا اندر رکھتی ہیں اسکو لکھنا کی ضرورت نہیں اور انکو مسائل پر دوسرے کام میں بہتر عقیدہ میں اور نیز میری جماعت کے فقط

راتھرنہ ایک مزرعہ اعلام اچھا زمانہ

لکھی۔ ہے جسکے لفظ یہ ہیں کہ یضیع المحرم بے دہ ہمدی ہر یکا اور ملازم صبح موعود ہے دینی لڑائیوں کو قطعاً قوت کر دینگا اور اس کی بہادری سوگی کہ دین کے لئے لڑائی مست کرد ملک دین کو مدد سے سچائی کے قدروں اور اخلاقی معجزات اور صاف کے ترب کے مثالوں کے پھیلاؤ۔ سو میں صبح کھتا ہوں کہ درخص اس وقت دین کے لئے لڑائی کرنا ہے یا کسی لڑے والے کی تائید کرنا ہے یا ظاہر یا پوشیدہ طور پر اب اسٹورہ دیتا ہے یا دل میں ایسی آرزوئیں رکھتا ہے وہ حد اور سرحد کا تاخران ہے انہی وصیتوں اور حدود اور مراعات سے ماہر چلا گیا ہے۔ اور میں اس وقت اپنی محسن گورنٹ کو اطلاع دیتا ہوں کہ وہ صبح موعود خدا سے ہدایت یا منتہی صبح علیہ السلام کے احلاق پر چلے والا میں ہی ہوں ہر ایک کو چاہیے کہ ان اخلاق کو بچے آزادی۔ اور غرض اس اپنی دل سے دیکھ کر میری بیس برس کی تعلیم جو برابر میں تھوڑی سے شروع ہو کر راز حقیقت۔ تک پہنچ چکی ہے اگر غور کریں دیکھا جاتا ہے کہ لڑکھو میری باطنی صفائی کا کوئی گواہ نہیں۔ میں اپنی پاس ثبوت کھتا ہوں کہ میں انسان کتاب کو سمجھتا ہوں اور تمام انسان کو اہل غیر ممالک میں پھیلاؤ ہے اور اس لہر سے منظر منظر ہوں کہ آسمان کے سلسلے لڑائیوں کو صبح نازل ہوگا اور کوئی شخص ہمدی کا نام نہ جانتی مگر یہی ہوا بادشاہ وقت ہوگا اور وہ لڑائی لکھ کر یہاں ترہ بار دیکھے خدائے عظیم بڑا پر کیا کرے یہ بات ہم مگر صبح میں ہوتی ہوئی کہ حضرت صبح علیہ السلام نہلت چاکر کشمیر میں غلام یار میں تپکا مزار وجودی سوج باک صبح کا آسمان ہر اہل ثابت ہوا ایسا ہی کی ہمدی فاضل کا ناظر اب جو شخص چاہے ہمدی کا جو وہ اسکو قبول کرے فقط

الحمد لله

وسلام على المرسلين والذين اتبعوا

# درمان



مطبع ضیاء الاسلام قزوین و طبع اولی در تهران

حکیم فضل الدین حسام‌الک مطبع چمپی

قیمت ۳۰۰ / تعداد جلد ۷۰۰

# اطلاع

واضح ہو کہ اس کتاب میں حضرت اقدس مجددِ اوقات ہمدی و مسیح موعود و جناب میرزا غلام احمد  
 رئیس قادیان علیہما السلام کی تصنیف کردہ کتب نامروزہ میں سے کل  
 اشعار فارسی وارد و چھانٹ کر جمع کئے گئے ہیں۔ قبل اس کے جو درمیں چھپی تھی اس میں  
 بہت سے اشعار رہ گئے تھے جو کہ اب اس میں داخل کئے گئے۔ یہ کتاب چند باتوں کو  
 مد نظر رکھ کر بہت شوق کے ساتھ طبع کرائی گئی ہے۔ کئی دفعہ کے تجربہ سے ثابت ہوا کہ  
 جب ان اشعار کو مجلس میں پڑھا جاتا ہے تو ایک خاص اور عجیب اثر سامعین کے دلوں پر  
 پڑتا ہے۔ بہت سے مخالف رجوع کر گئے۔ ان اشعار میں یہ کمال ہے کہ اگر کوئی انکا ورد  
 رکھے اسکا اثر پڑھا کرے تو ممکن نہیں کہ سچا محب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم اور اسلام کا نہ بن جائے۔ کیونکہ یہ اشعار۔ محبت الہیہ۔ تصوف۔ توحید اور بہت  
 حقائق و معارف قرآنیہ کے مضامین سے بھرے ہوئے ہیں۔ شاء اللہ طرز کو بھی اعلیٰ طور  
 پر ادا کیا گیا ہے۔ یہ اشعار شوق و محبت اور جوش کے بڑھانے اور تزکیہ نفس کیلئے  
 ایک نہایت نیک اور عمدہ ذریعہ ہیں۔ ان اشعار کے پڑھنے سے حضرت اقدس کے  
 بہت سے مضامین اور بہت سے دعویٰ و معادلائل سے آگاہی ہو جاتی ہے۔ بعض  
 لوگ دیوانوں کے پڑھنے کا بہت شوق رکھتے ہیں انہیں چاہیے کہ اس کتاب کو  
 پڑھیں۔ دل بھی بہلا دیں اور ثواب بھی حاصل کریں۔ قیمت علاوہ محصول ۳۰۔ صاحبزادہ  
 منظور محمد صاحب قائم مقام ہتم کتب خانہ حضرت اقدس بیقام قادیان ضلع گورداسپور دہلی کے ہیں۔  
**نشان آسمانی**۔ اب بار دوم چھپی ہے۔ نعمت اللہ ولی کا تمام تصنیف  
 صحیح کیا گیا ہے۔ ایک شخص کے اعتراض کا جواب بھی حضرت نے دیا ہے وہ بھی  
 اس میں درج کیا گیا ہے۔ یہ تہوڑا سا مضمون نیا ہے قابل دید ہے۔ قیمت وہی ۳۰ علاوہ محصول

## باب بسم اللہ الرحمن الرحیم

باری تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت اور مناجات میں اور اس امر کے اثبات میں کہ تمام ذرات کائنات پر ہر آن میں اسکا تصرف واختیار محکمان ہے فرماتے ہیں۔

براہین احمدیہ مفہم

کہ یکیش بانی دینا سازیت  
نے بکارش و خیل و ہزاریت  
و از جہان برترست و ممتازیت  
لم یزل لایزال سر دہیہ  
خالق درازق و کریم و رحیم  
ہادی و ملہم علوم یقین  
بر تر از احتیاج آل و عیال  
رہ نیابد و نفا و زوال  
نہ ز چیز نیست اد نہ چون چیزے  
نے توان گفتن این کہ دورا زاست  
توان گفتن زیر دست و گز  
ذات اد برترست زان و سواس  
و ز محدود و قیود از دست  
نہ کسے در صفات اد انباز  
کثرت شان گواہ وحدت اد

نہ دم از کاخ عالم آوازیت  
نہ کس اورا شریکے انبازیت  
این جہان را عمارت اندازیت  
و حدی لا شریک حتی و قدیر  
کار ساز جہان و پاک و تدبیر  
رہ نہ از دست ہم رہ دین  
متصف با ہمہ صفات کمال  
بریکے حال ہست در ہمہ حال  
نیست از حکم او بردن چیزے  
توان گفتن لاس اشیاست  
ذات اد گرچہ ہست بالا تر  
ہرچہ آید بفہم و عقل و قیاس  
ذات یچون و چندان افتادست  
نہ وجود سے بذات او انباز  
ہمہ پیدا ز دست قدرت او

گر شریکیش بدے ز خلق دگر  
 هر چه از وصف خاکی و خاکست  
 بند بر پائے هر وجود نهیاد  
 آدمی بنده هست و نفس بند  
 همچنین بنده آفتاب و قمر  
 ماه را نیست طاقت این کار  
 نیز خورشید را نه یار اے  
 آب هم بنده هست زین که ملام  
 آتش تیز نیز بنده او  
 گریه آری به پیش او فریاد  
 پائے اشجار در زمین بندست  
 این همه بستگان آن یکذات  
 اے خداوند خلق و عالمیان  
 چه مهیب است شان شوکت تو  
 حمدا را با تو نسبت از آغاز  
 تو وحیدی و بی نظیر و تدیم  
 کس نظیر تو نیست در دو جهان  
 زور تو غالب است بر همه چیز  
 ترست ایمن کند ترست خطر  
 خلق جوید پناه و سایه کس  
 هست یادت کلید هر کار اے  
 هر که نالد بر گهت به نیاز  
 لطف تو ترک طالبان نکند  
 هر که با ذات تو سر اے دارد

گشته این جمله خلق زیر و زبر  
 ذات بیچون او ازان پاکست  
 خود ز هر قید و بند هست آزاد  
 در دو صدمه حرص و آس و بیکند  
 بند در سیر گاه خویش و قمر  
 که بتابد بروز چون اصرار  
 که نه بر سر بر شب پائے  
 بند در سر و لیست نه خود کام  
 در چنین سوزش فگنده او  
 گریه کس که نه گرد او اے استاد  
 سخت در پاسا سل انگذست  
 بر وجودش دلائل و آیات  
 خلق و عالم ز قدرت حیران  
 چه عجیب است کار و صنعت تو  
 نه در آن کس شریک نه انباز  
 متنزه ز هر تقسیم و سهم  
 بر دو عالم تو فی خدا اے یگان  
 همه چیز اے به جنب تو ناچیز  
 هر که عارف ترست ترسان تر  
 و ان پناه همه تو هستی و بس  
 خاطر اے بے تو خاطر آزار اے  
 بخت گم کرده را بیاید باز  
 کس بکار رهت زیان نکند  
 پشت بر رو اے دیگر اے دارد

زینکہ چون کار بر تو بگدازد  
ذات پاکت بس ست یار یکے  
ہر کہ پوشیدہ با تو در سازد  
ہر کہ گیرد درت بصدق و حضور  
ہر کہ راہت گرفت کارش شد  
ہر کہ راہ توجبت یافتہ است  
دانکہ از ظل قربت تو رسید  
اے خداوند من گناہم بخش  
روشنی بخش در دل و جانم  
دستانی و دل ربائی کن  
در د عالم مرا عزیز توئی

رو بہ اعیسار از چہ رو آرد  
دل یکے جان یکے نگار یکے  
رحمت آشکار بنوازد  
از در و بام او ببارد نور  
صد امید سے بروز گارش شد  
تافت آن رو کہ سرتافتہ است  
بر در ہر کہ رفت ذلت دید  
سو سے در گاہ خویش را ہم بخش  
پاک کن از گناہ پینہاںم  
بہ نگاہ گہ کشائی کن  
و آنچه سے خواہم از تو نیز توئی

بر این احمدیہ صفحہ

فرد کمال مکمل رحمت عالم و عالمیان ہادی انام علیہ الصلوہ والسلام کی نعت  
بین میں نہایت لطیف طور پر توحید شریف کی بعض آیتوں کے انحضرت  
کو وجود باوجود پر منطق بنیوی کی طرف اشارہ کیا ہوا اور آنحضرت کو وجود پاک کو  
جسمانی اور روحانی دونوں پر درست نشا و نکال کا کمال منظر ثابت کیا ہوا اور آخر  
میں ضرورت وجود انبیاء علیہم السلام پر یہ مودیان آیتوں کو سخت الزام دیا ہے

آنکہ در خوبی ندارد ہم سر سے  
آنکہ در خوش واصل آن دلبر سے  
ہمچو طفلے پروریدہ در بر سے  
آنکہ در لطف اتم یکتا در سے  
آنکہ در فیض و عطایک خاور سے

در دلم جو شد ثنائے سرور سے  
آنکہ جانش عاشق یا رازل  
آنکہ مجذوب عنایات حقست  
آنکہ در برد کرم بحر عظیم  
آنکہ در وجود سخا بر بہار

آن رحیم و رحیم حق را آیت  
 آن رخ فرخ که یک دیدار او  
 آن دل روشن که روشن کرده است  
 آن مبارک پی که آمدات او  
 احمد آخر زمان کز نور او  
 از بنی آدم فزون تر در جمال  
 بر لبش جاری ز حکمت چشمه  
 بهر حق دامن ز غیرش بر نشاند  
 آن چراغش داد حق کش تا ابد  
 پہلوان حضرت رب جلیل  
 تیرا تیزی بهر میدان نمود  
 کرد ثابت بر جہان عجزتبان  
 تا نماند بے خبر از زور حق  
 عاشق صدق و سدا دو باستی  
 خواجہ و مرعاجزان را بندہ  
 آن تر تمہا کہ خلق از وی بیدید  
 از شراب شوق جاناں بیخودے  
 روشنی از دے بہر قوے رسید  
 آیت رحمن براے ہر بصیر  
 ناوانان را بہ رحمت دستگیر  
 حسن رویش بہ زماہ و آفتاب  
 آفتاب دمہ چہ مے ماند بدو  
 یک نظر بہتر ز سمر جادوان  
 منکہ از خشنش ہے دارم خبر

آن کریم وجود حق را منظر ہے  
 زشت رو راے کند خوش منظر ہے  
 صد درون تیرہ را چون اختر ہے  
 رحمتے زان ذات عالم برور ہے  
 شد دل مردم ز خور تابان تر ہے  
 دزلالی پاک تر در گوہر ہے  
 درد لش پُر از معارف کوثر ہے  
 ثانی او نیست در بحر و بر ہے  
 نے خطر نے غم ز باد صحر ہے  
 بر میان بستہ ز شوکت خجور ہے  
 تیغ او ہر جا نمودہ جوہر ہے  
 و انمودہ زور آن یک تار ہے  
 بت ستاؤبت پرست و بت گر ہے  
 دشمن کذب و فساد و ہر شر ہے  
 بادشاہ و بے کسان را چاکر ہے  
 کس ندیدہ در جہان از مادر ہے  
 در سرش بر خاک بہادہ سر ہے  
 نور او خشید بر ہر کشور ہے  
 حجت حق بہر دیدہ و ر ہے  
 خستہ جاناں را بہ شفقت غفور ہے  
 خاک کویش بہ ز مشک و مہر ہے  
 درد لش از نور حق حد نیر ہے  
 گرفتہ کس را بران خوش بیکر ہے  
 جان فشانم گرد و دہل دیگر ہے

یاد آن صورت مرا از خود برد  
 سے پریدم سوئے کوئے او علم  
 لاله و ریحان چہ کار آید مرا  
 خوبی او دامن دل سے کش  
 دیدہ ام کو ہست نور دیدہ ہا  
 تافت آن روئے کز ان روئے نشت  
 ہر کہ بے اوزد قدم در بحر دین  
 امی در علم و حکمت بے نظیر  
 آن شراب معرفت دادش خدا  
 شد عیان ازوئے علی الوجہ الاتم  
 ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال  
 آفتاب ہر زین و ہر زمان  
 مجمع البحرین علم و معرفت  
 چشم من بسیار گردید و ندید  
 ساکنان رانیست غیر از وی امام  
 بجائے او جائے کہ طیر قدس را  
 آن خداوندش بدلائل شرع و دین  
 تافت اول برد بار تازیان  
 بعد از ان آن نور دین و شرع پاک  
 خلق را بخشید از حق کام بیان  
 یک طرف حیران از وہابان و  
 نے جلش کس رسید و نہ بزور  
 او چہ سے دارد بھج کس نیاز  
 ہست او در روضہ قدس و جلال

ہر زمان مستم کند از ساغر سے  
 من اگر میداشت تم بال پر سے  
 من سر سے دارم بآن رو و سر سے  
 مو کشانم سے برد زور آور سے  
 در اثر مہر شش چو مہر افروز سے  
 یافت آن در مان کہ بجز نیاں سے  
 کرد در اول قدم گم مہر سے  
 زین چہ باشد حجتے روشن تر سے  
 کز شعا شخیرہ شد ہر اختر سے  
 جو ہر انسان کہ بود آن مضمحل سے  
 لاجرم شد ختم ہر تعمیر سے  
 رہبر ہر اسود و ہر احمر سے  
 جامع الاسمین ابر و خاود سے  
 چشمہ چون دین او صافی تر سے  
 رہروان رانیست جز وی رہبر سے  
 سوزد از انوار آن بال دپر سے  
 کان نگرود تا ابد متغیر سے  
 تازیانش را شود در مان گر سے  
 شد محیط عالمے چون چنبر سے  
 دار ہائیدہ ز کام اثر سے  
 یکطرف بہوت ہر دانشور سے  
 در شکستہ کبر ہر متکبر سے  
 مدح او خود فخر ہر مدحت گر سے  
 از خیال ما و حان بالاتر سے



اسے خدا برو سے سلام مارسان  
 ہر رسو لے آفتاب صدق بود  
 ہر رسو لے بود ظلمے دین پناہ  
 گردنیا نامد سے این خیل پاک  
 ہر کہ شکر بعث شان نارد بجا  
 آن ہمہ از یک صدف صد گوہرند  
 امتے ہر گز نبودہ در جہان  
 اول آدم آخر شان احمد ست  
 انبیاروشن گہ ہستند لیک  
 آن ہمہ کان معارف بودہ اند  
 ہر کہ را علمے ز توحید حق ست  
 آن رسیدش از رہ تعلیم ہا  
 ہست قوسے کچ رو دنیا پاک راہ  
 دیدہ شان روئے حق ہر گز ندید  
 شور بختی ہائے بخت شان یہ بین  
 چشتم گرو دے غنی از آفتاب  
 ہر کہ کورست و براہش صد مغاک  
 قوم دیگر را چنین رائے رکیک  
 کان خدا ملکہ دیگر اند جہان  
 ہمد گرو دے چور و خوب شان  
 لاجرم اذا بتدائش تا ابد  
 ملک دیگر گرچہ میرد در ضلال  
 داد مر یک ذرہ حقے را کتاب  
 چون بروزا بتدائش تقسیم کرد

ہم برا خوالش زہر پیغمبر سے  
 ہر رسو لے بود مہر انور سے  
 ہر رسو لے بود باغے شمر سے  
 کار دین ماند سے سراسر ابر سے  
 ہست ادا لائے حق را کافر سے  
 متحد در ذات واصل دگوہر سے  
 کا ندر آن نامد بوقتے منذر سے  
 اسے خنک آنکس کہ بینا آخر سے  
 ہست احمد زان ہمہ روشن تر سے  
 ہر یکے از راہ مولیٰ مخبر سے  
 ہست اصل علمش از پیغمبر سے  
 گو شود کنون ز خوت منکر سے  
 آنکہ زین پاکان ہی پچید سر سے  
 بس سیمہ کردند روی دقتر سے  
 ناز بر چشم دگر یزان از خود سے  
 کس نبود سے تیز ترین چون شہر سے  
 داسے برو دے گرنار در ہر سے  
 در شستہ از جہالت در سر سے  
 از دیار شان ندیدہ خوشتر سے  
 نامدش مرغوب طبع و خاطر سے  
 ماند و خواہد ماند آنجا بستر سے  
 مے نگر دزد و گے مستقر سے  
 ترک کردہ صد ہزاران معشر سے  
 در میان خلق از خیر و شر سے

راستی در حصہ اوشان فتاد  
 قول شان این ست کاند غیر شان  
 بیک نامد نزد شان بیک نیز ہم  
 آنکہ ایشان را نمودے راہ حق  
 تاشدے دادار را حجت تمام  
 الغرض نزدیک شان دادار پاک  
 کو گذارد علے رادر ضلال  
 خود ہے دارد بیک قومے ملام  
 انجین پر حق راے۔ این قوم را  
 عاقبت این را کشت و بد خیال  
 چشم پوشیدند از صد چشمہ  
 سخت ورزیدند کین با انبیا  
 آنچہ کین شان بپاکان ثابت است  
 خرد اندر حماقت بے نظیر  
 نے سر تحقیق دارند و ثبوت  
 نے دوائے راشناسند از اثر  
 نے زکس پر سنازد و کینیا  
 نے بدل پرواے این تقیش با  
 بریکے اکل عدو صد ہزار  
 نے بدل خوف خداے کردگار  
 تیرہ جاتان دیدہ باراد وختہ  
 دیدہ و دانستہ از حق قاصر اند  
 از برائے حق تراشیدہ زجہل  
 آن خداے شان محب باشد خدا

دیگران را کذب شد آب بخورے  
 آمدہ صد کاذب و حیلست گرے  
 آنکہ بودے از خدا دین گسترے  
 در کشودے کذب ہر کذب آورے  
 بر سر ہر مسلم و متنفترے  
 ہست ظالم تر از ہر ظالم ترے  
 مبتلا در پختہ ہر کارے  
 ہچو شیدائے کسے میل دسرے  
 حق دیگر این کہ بردے فخرے  
 کرد ایشانرا عجب کور و کرے  
 سرنگون گشتند بیک آخورے  
 الا مان از کین ہر متکبرے  
 از شیاطین کس ندارد بادورے  
 بیک ایشانرا بہر موصد خورے  
 نے زنت از صدق پابر ہرے  
 نے درختے راشناسند از برے  
 نے بصرف فکر خود متفکرے  
 کز ہمہ دین پاکدین بہترے  
 فلان از فرق اہل و اکثرے  
 نے بخاطر بیم روز محشرے  
 سوختہ در کین درسی چون اژدرے  
 دل نہادہ در چہان غادرے  
 داسما در خائے خود منبرے  
 کو تغافل داشت از ہر کشورے

بہر لہام آمدش داسم پسند  
 انجین رائے کجا باشد درست  
 کے گمان بد کند بر نیکو ان  
 ماہ را گفتن کہ چیز سے نیست این  
 کو رگر گوید کجا ہست آفتاب  
 در غرتا بان مکن شک و گمان  
 گو خدا خواہی چرا کچ سے روی  
 چون نے ترسی ز روز باز پرس  
 افتر سے شان چپان گشت یقین  
 نور شان یک عالمے را در گرفت  
 لعل تابان را اگر گوئی کشف  
 طعنہ بر پاکان نہ بر پاکان بود  
 بغض با مردان حق نامردی ست  
 دانکہ در کین دکر اہست سوخت  
 صد مراتب بہ چشم اہل کین  
 بر سر کین و تعصب خاک باد  
 جز بہ پابندی حق بند دگر  
 ما ہمہ پیغمبران را چہا کریم  
 ہر رسولے کو طریق حق نمود  
 اسے خداوند مہ خیل انبیا  
 معرفت ہم دہ چو بخشدی دلم  
 اسے خداوند مہ بنام مصطفی  
 دست من گیر ازہ لطف و کرم  
 تکیہ بر زور تو دارم گر چہ من

یک زبان یک خط کو تہ ترے  
 کسے خرد گرد و بسویش بہرے  
 آنکہ باشد نیک و نیکو محضرے  
 ہست دشنامے نہ زین افزون ترے  
 میشود در کوری اش رسوا ترے  
 تاملت را نہ گردی در غورے  
 چون نے ترسی ز تہر قاہرے  
 چون نہ ترسی از حضور داورے  
 یا ضایت و انمودہ دفترے  
 تو ہنوز اکی کو در رشور و شرے  
 زین چہ کا ہد قدر دشن جوہرے  
 خود کھنی ثابت کہ ہستی فاجرے  
 آن بشر باشد کہ باشد بے شرے  
 نفس و دن را ہست صید لانغے  
 چشم تابنا و کو روا غورے  
 ہم بغرق کین در ان خاکسترے  
 در نہ گیر دبا خداے اکبرے  
 ہچو خاکے او فتادہ بردرے  
 جان ما قربان بران حق پردرے  
 کش فرستادی پفضل اوفرے  
 مے بدہ زان سان کہ دادی سانغے  
 کش شدے در ہر مقامے ناصرے  
 در ہمہ باشش یار و یادرے  
 ہچو غاکم بلکہ زان ہم کمترے

# خلق خدا کی سچی ہمدردی اور مخلصانہ خواہی میں

براہین احمدیہ صفحہ ۸۵

نہ نے گرد و بیان آن درد از تقریر کوتاہم  
کہ نہ از دل خبر دارم نہ از جان خود آگاہم  
ازین در لذت کم کز دردے خیزد دل آہم  
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسم ہمیں راہم  
کہ ہمدردی بردا تجاہد جبر و زور واکراہم  
گرش صد جان بہار پریم ہنوزش عذری خواہم  
خدا بر دے فردا آرد دعا ہائے سحر گاہم

بدل در دے کہ دارم از بر سے طالبان حق  
داں جانم چنان مستغرق اندر فکر اوشانست  
بدین شادم کہ غم از بہر مخلوق خدا دارم  
مراد قصود و مطلوب تمنائے خدمت خلقست  
نہ من از خود ہم در کوچہ پند و نصیحت پا  
غم خلق خدا صرف از زبان خود من چہ کارست  
چو شام پر غبار و تیرہ حال عالمے بینم

براہین احمدیہ صفحہ ۸۶

یاعلم اللہ کہ کج نسبت غبار سے مارا  
جلوہ حسن کشت بجانب یار سے مارا

خاکساریم و سخن از رہ غربت گوئیم  
مانہ بیہودہ پئے این سر و کار سے برویم

طالبان حق کو انصاف کی طرف توجہ دلانے اور عدم توجہ او بر انصافی  
کی سوجاقت سے ڈرانے اور اس بات کی اظہار میں کہ حضرت کریم حکیم مسیح  
موعود نے دنیا کی مذاہب مشہورہ متعارفہ میں ایک زمانہ دراز غور و فکر  
کرنے اور منصفانہ تدبیر کے بعد آخر اسلام کو سچا دین اور اللہ تعالیٰ  
کی رضامندی کا راہ نمائے پایا

براہین احمدیہ صفحہ ۹۳

بخوان از سر غرض و فکر این کتاب  
بدانی کہ تا جنت این ست راہ  
کہ انصاف مفتاح دانشورست  
دل روشن و دیدہ دور بین

بیا سے طلبگار صدق و صواب  
گرت بر کتابم فتدیک نگاہ  
مگر شرط انصاف و حق پرورست  
دو چیزست چہ بان دنیا و دین

کے کو خرد دارد و نیسزداد  
 نہ پیر پیر از آنچه پاکست و راست  
 چو بیند نمن راز حق پوری  
 الا اے کہ خواہی نبات از خدا  
 بحق گم دو حق را بخاطر نشان  
 مشو عاشق زشت روزینہار  
 زمین از زراعت ہی داشتن  
 اگر گرد دست دیدہ عقل باز  
 طلبگار گردی بصدق دلی  
 بگیر ہی دے استراحت از ان  
 اجل بر سرستی ات چون جباب  
 بآباد اجداد پیشین نگر  
 بیاد ت نمائند انجام شان  
 نودت با اجل چیست از مکر و بند  
 چوناکہ ہنگ اجل در کشد  
 بدنیائے دون دل بند ایچوان  
 بہ دنیا کسے جاودانہ نمائند  
 بہت خود از حالت دردناک  
 چو خود دفن کردیم خلقے کشیر  
 ز خاطر حوایا دشان انگنیم  
 بترس اے معاند ز قہر خدا  
 بہناکردن ترس پروردگار  
 از ان سبے ہر اسان نشانی نمائند  
 ہمہ زیر کی در ہر سیدن ست

نخواہد مگر یاہ صدق و سداد  
 متاہد بخ از آنچه حق و سباست  
 دگر در سخن کم کند داور ہی  
 بقصر نجات از در حق در آ  
 منہ دل بہ باطل ہو کر ضابطہ ان  
 و گر نبوب گم گرد از روزگار  
 بہ از تخم خار خشک کاشتن  
 بجوئی رہ حق ز بخت و نیاز  
 بخواب اندر اندیشہ ہم نعلی  
 مگر چون ز حق باز یابی نشان  
 تو زین سان سر اند نہادہ بخواب  
 کہ پون در گذشتند زین رہگذر  
 فراموش کردی در اندک زمان  
 چہ دیوار دار سی کشیدہ بلند  
 چرا آدمی این چنین سر کشد  
 تماشاے آن بگذر دنا گہان  
 بہ یک رنگ وضع زمانہ نمائند  
 سپردیم بسیار کس را بجاک  
 پرا یا دتا ریم روز اخیر  
 نہ ما آہنیں جسم و روین قتیم  
 کہ سخت ست قہر خداوند ما  
 بسا شہر و دیان شدند و دیار  
 نشانے چہ یک استخوانے نمائند  
 دگر نہ بلا بر بلا دیدن ست

بہ ناپاکی و خبیث ہا زلیستن  
 بیا و بنہ سوے انصاف گام  
 یقین دان کہ تو لم زحق پروریت  
 بہر مذہبے نور گردم بسے  
 بخواندم زہر ملتے و فترے  
 ہم از کونکی سوئے این تا ختم  
 جوانی ہمہ اندرین با ختم  
 ماندم درین غم زمان دراز  
 نگہ کردم از روی صدق و سداد  
 چو اسلام دینے قوی و متین  
 پیمان دارد این دین صفایش پیش  
 نماید از ان گو نہ راہ صفا  
 ہمہ حکمت آموزد و عقل و داد  
 ندارد دگر مثل خود در بلاد  
 اصولش کہ ہست آن ماریجات  
 اصول دگر کیش ہا ہم عیان  
 اگر نامسلان خبر داشتے  
 محمد مہین نقش نور خداست  
 ہی بود از راستی ہر دیار  
 خدایش فرستاد حق گسترید  
 نہایت از بلغ قدس و کمال

بہ از این چنین زلیست ناز یقین  
 زکین تو بہ کردن چرا شد خوار  
 نلاف گزاف ست و نو سرسیت  
 شنیدم بدل حجت ہر گسے  
 بدیدم زہر قوم دان شورے  
 درین شغل خود را بیندا ختم  
 دل از غیر این کار پردا ختم  
 محقق ز فکر کش شبانے دراز  
 بہ ترس خدا و بعدل و بہ داد  
 ندیدم کہ بر منبعش آن سرین  
 کہ حاسد بہ بیند دروئے خویش  
 کہ گرد لب و تش خسر در نہما  
 رہاند زہر نوع جہل و فساد  
 خلافتش طریقے کہ مثلش مباد  
 چو خورشید تابد بصدق و ثبات  
 نہ چیزے کہ پوشیدنش مے توان  
 بجان جنس اسلام گنڈا شتے  
 کہ ہر گز چنوے بجیتی نخواست  
 بگردار آن شب کہ تاریک و تاریک  
 زمین را بدان مقدم جان و مید  
 ہمہ آل او بچو گل ہا سے آل

اس بات کے اظہار میں کہ مقابلہ و مخالفت سے حقیقی صداقت کو  
 ادب ہی قوت و مدد ملتی ہے اور اخلاص کا مقابلہ استمراری عادت الہیہ ہے

برایں احمدیہ صفحہ ۹۸

کس چہ دانستے جمال شاہ کلفام را  
کے شدے جوہر عیان شمشیر خون آشام را  
در جہالت ہاست عز و قدر عقل تام را  
مذرتا معقول ثابت مے کند الزام را

گرنہ بودے در مقابل روی مکروہ و سیه  
گر نہ قنادے بخصمے کار در جنگ و نبرد  
روشنی را قدر از تاریکی است و تیرگی  
حجت صادق ز نقص و قبح روشن تر بود

اسمین دکھلایا ہر کہ صادقون اور ماموران بنجانب الدکوکن کن رنگونین  
حضرت عمرؓ پر حکیم حل شانہ سی تائید اور نصرت پہنچتی ہر اور کسطح ان کے  
دشمن ہلاک ہوتے رہے ہیں

برایں احمدیہ صفحہ ۱۱۱

جب آتی ہر توہر عالم کو اک عالم دکھاتی ہر  
دہ ہو جاتی ہر اک اور ہر مخالف کو جلاتی ہر  
کبھی ہو کر دہ پانی اپنے اک طوفان لاتی ہر  
بھلا خالق کے آگ خلق کی کچھ پیش جاتی ہر

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہر  
وہ بنتی ہر ہوا اور ہر خس رہ کو اڑاتی ہر  
کبھی دہ خاک ہو کر دشمنوں کو کسر پہنچتی ہر  
غرض رکتے نہیں ہر گز خدا کو کام بند و نسو

دنیا کی بود و نمود کی ناپائیداری کا موثر طریق سی نقشہ کہینچہ نفسانی مآلوفات  
و محبوبان کو راہ حق میں ٹھوکرا کاپتہ ثابت کیا ہر اور عاشقان و شیدائیان حضرت  
حق سبحانہ و تعالیٰ کو دل لہجانی و اوصاف کو بیان کر کے مخالفان حق کو بیجا سخت  
اور غرور و غرور و خلاف حق سے ڈرایا ہر اور آخر میں اسلام و قرآن کی طرف دعوت  
کرتے ہوئے دین اسلام اور قرآن سے اپنی فوق العادۃ دل چسپی اور  
محبت کا ثبوت دیا ہے

برایں احمدیہ صفحہ ۱۳

عیش دنیا ئے دون دچھندست  
 این سرائی زوال و موت و فناست  
 یک دم رو بسوئے گورستان  
 کہ آل حیات دنیا چہیست  
 ترک کن کنین و کبر و ناز و دلال  
 چون ازین کار گم بہ بندی بار  
 اسے ز دین بے خبر جو ز غم دین  
 ہاں تغافل کن ازین غم خویش  
 دل ازین درد و غم نگار بکن  
 ہست کارت ہمہ بان یکذات  
 بخت گرد و چو زو بگردی باز  
 چون تبری ز این چنین یا رے  
 این جہان ست مثل مردارے  
 خاک آن مرد کو ازین مردار  
 چشم بند ز غیر و داد دہد  
 این ہمہ جو ش حرص و آزد ہوا  
 چشم دل اندکے چو گرد باز  
 اسو رس ہائے آزر کردہ دراز  
 دولت عمر دہم بزد و ال  
 خویش و قوم و قبیلہ پر ز وفا  
 این ہمہ را بخت آہنگ  
 خاک بر رشتہ کہ پیوندت  
 ہست آخر بان خدا کارت

آخر شش کار با خداوندست  
 ہر کہ بخت اندرین برخواست  
 و ز خموشان آن پیرن نشان  
 ہر کہ پیدا شدست تا کے زیست  
 تا نہ کارت کشد بسوئے ضلال  
 ہا ز نائی درین بلا دو دیار  
 کہ نجات معلق ست بدین  
 کہ ترا کار شکل ست بہ پیش  
 دل چہ جان نیز ہم نثار بکن  
 چون صبری کنی از وہیہات  
 دولت آید آمدن بہ نیاز  
 چون بدین اہلی کنی کارے  
 چون گئے ہر طرف طلب گارے  
 رونے آرد بسوئے آن دادار  
 در سیرای سر ببا دودہد  
 ہست تا ہست مرد نامینا  
 سر گرد و بر آدمی ہمہ آزد  
 زین ہو س ماچرا نیبائی باز  
 تو پریشان بگرد دولت و مال  
 تو بریدہ براسے شان زخا  
 کہ بصلحت کشند و گاہ بجنک  
 بگسلاند ز یار دل بندت  
 نہ تو یار کسے نہ کس یارت



قدم خود بنه بخوت اتم  
 تا خداات محب خود سازد  
 یاده نوشی ز عشق و زان باده  
 نیست این جائے که مقام مام  
 مهر آن زنده نورست افزاید  
 لقمه و معده و سر و ستار  
 حق باری شناس دشمر مدار  
 رد از دوازچه رو بگردانی  
 ترس باید ز قادرے اکبر  
 فاسقان در سیاه کاری اند  
 اے خاک دیدہ که گریانش  
 اے مبارک کیک طالب است  
 هر که گیر دره خدا اے یگان  
 لاجرم طالب رضا اے خدا  
 شیده اش اے شود فدا گشتن  
 در رضا خداشن چون خاک  
 دل نهان در آنچه مرضی یار  
 تو بحق نیز دیگرے خواهی  
 گر دهنوت بصیرت و مردی  
 در حقیقت بس ست یار یکے  
 هر که اد عاشق یکے باشد  
 کوئے اد باشدش زبستان به  
 هر چه دلبر بد کند آن به  
 پایہ زنجیر پیش دلدارے

تاروی از جهان بصدق قدم  
 نظر لطیف بر تواندازد  
 مست باشی دب خودانتاده  
 هوش کن تانه بد شو دانجام  
 مہر این مردگان چه کار آید  
 سر بسر هست بخشش دادار  
 پیش از ان کز جهان به بندی بار  
 سگ وفاے کند توانسانی  
 هر که عارف ترست ترسان تر  
 عارفان در دعا و زاری اند  
 اے ہایون دے که بریانش  
 فارغ از عمر و زید بارخ دوست  
 آن خدایش بس ست درد و جهان  
 بگسلد از ہمسے براے خدا  
 بہر حق ہم زبان جدا گشتن  
 نیستی و فنا و استہلاک  
 صبر زیر مجساری اقتدار  
 این خیال ست اصل گمراہی  
 از ہمسے خلق سوئے حق گردی  
 دل یکے جان یکے نگار یکے  
 ترک جان پیشش اندکے باشد  
 روئے اد باشدش زریحان به  
 دین دلبرش ز صد جان به  
 بہ زہجران و سیر گلزارے

ہر کہ دار و یکے دلارامے  
 شب بہ بستر تپد ز فرقت یار  
 تانہ بیند صبور ہی اش ناید  
 در دل عاشقان قسار کجا  
 حسن جانان بگوش خاطر شان  
 ہم چنین ست سیرت عشاق  
 جان منور بشمع صدق و یقین  
 کام یا بان دزین جہان ناکام  
 از خود و نفس خود خلاص شدہ  
 در خداوند خویش دل بستہ  
 پاک از دخل غیر منزل دل  
 دین و دنیا پکار او کردند  
 ریزہ ریزہ شد انگینہ شان  
 نقش ہستی بشت جلوہ یار  
 گر بر آرنڈ شعلہ ہاے درون  
 نے ز سر ہو کش نے ز پا خبرے  
 ہر کے را بخود سرو کارے  
 ہر کے را بعزت خود کار  
 تو سر خویش تافتہ از دین  
 در عناد و فساد متادہ  
 سرکشیدہ بناؤ کبر و پیا  
 چون خدات ندانور درون  
 کھر گوئی عبادت انگاری  
 صد حجابت بچشم خویش فرا

جز بوصلش نیابد آراے  
 ہمہ عالم بخواب داد بیدار  
 ہر دش سبیل عشق بر باید  
 تو بہ کردن زروے یار کجا  
 گفت رازے کہ گھٹش نتوان  
 صدق و رزان بایزد خلاق  
 نور حق تافتہ بلوح جبین  
 زیر کان دور تر پریدہ ز دام  
 مہبط فیض نور خاص شدہ  
 باطن از غیر یار بگستہ  
 یار کردہ بجان و دل منزل  
 بردرش ادفندہ چون گردند  
 بوے دلبر دم ز سینہ شان  
 سر زد آخر مجیب دل دلدار  
 دو دخیس ز تربت محنون  
 در سر دستان بخاک سرے  
 کار دل دادگان بدلدارے  
 فکر ایشان ہمہ بعزت یار  
 حاصل روزگار تو ہمہ از کین  
 داد و دانش زدست خود دادہ  
 وز تدین نہادہ بیرون پا  
 عقل و ہوش تو گشت جملہ نگوں  
 فسق و رزی ثواب پنداری  
 باز گوئی کہ آفتاب کجا

پردہ بردار تا بہ بینی پیش  
 تافتی سرز منعم و منان  
 دل نہادن درین سراچہ دون  
 ترک کوئے حق از وفادورست  
 دانی و باز سرکشی از دوسے  
 ہر چہ غیر خدا بجا طرست  
 پر حذر باش نین بتان نہان  
 چہیست قدر کئے کہ شرکش کار  
 صدق مے و رز و صدق پیشہ بگیر  
 دیدہ تو بصدق بجشاید  
 صادق آن ست کو لقب سلیم  
 دین پاک ست ملت اسلام  
 دین کہ دین از براہو آن باشد  
 دین صفت ہست خاصہ فرقان  
 بابرہین روشن و تابان  
 من گراموز سیم داشتے  
 الداند چہ پاک دین ست این  
 آفتاب رہ صواب ست این  
 مے بر آرزو جہل و تاریکی  
 مے نماید لطا لبان رہ راست  
 گر ترا ہست بیم آن دادار  
 چون بود بر تو رحمت آن پاک

جان ما سوختی بجوری خویش  
 این بود شکر نعمت او نادان  
 عاقبت مے کند ز دین بیرون  
 دل بغیر مے مدہ کہ غیورست  
 این چہ بر خود ستم کنی ہر ہر  
 آن بت تست ای ایمان ست  
 دامن دل زدست شان بران  
 چون زن زانیہ ہزارش یار  
 جانب صدق را ہمیشہ بگیر  
 یار رفتہ بصدق باز آید  
 گیر دآن دین کہ ہست پاک قدیم  
 از خدا مے کہ ہست علمش تام  
 کہ دباطل بحق کشان باشد  
 ہر اصولش منوثی از برہان  
 مے نماید رہ خدا مے بگان  
 آن براہین بزرنگا شتمے  
 رحمت رب مالین ست این  
 سجدا بہ ز آفتاب ست این  
 سوئے انوار قرب و نزدیکی  
 راستی موجب رضا و خداست  
 بہ پذیر و ز خلق بیم مار  
 دیگر از لعن و طعن غلط چہ پاک

لعنت خلق سہل و آسان ست  
 لعنت آن ست کوزر جان ست

راستی کے مخالفوں کو سزائیں کرنے اور ضد و تعصب سے متحرک کرنے کو فرمائی ہیں

برایں احمدیہ صفحہ ۱۳۸

خوابی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں  
حق کی طرف رجوع ہی لاؤ گے یا نہیں  
آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں  
کچھ ہوش کر کے عذر سناؤ گے یا نہیں  
پہر ہی یہ منہ بھانکو دکھاؤ گے یا نہیں

یا رخدوسی سے باز ہی آؤ گے یا نہیں  
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں  
کب تک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوٹے  
کیونچو کرو گے رجوع حق ہی ایک بات  
سچ سچ کہو اگر نہ بناتم سے کچھ جواب

قرآن کریم کی مدح میں اور اس امر کے اظہار میں کہ یقیناً اور صرف یقین ہی  
سے نجات ملتی ہے اور یہ راہ قرآن ہی وظیماری ہے

برایں احمدیہ صفحہ ۱۵۲

تا برتت از گمان سوئے یقین  
تا کشندت سوئے رب العالمین  
تا دہندت روشنی دیدہ جا  
تا رسی در حضرت قدس و جلال  
کان نماید قدرت تمام خدا  
جان اور سوئے یقین ہرگز نذیر  
باز میانی ہمان کول و غوسی  
کاش سعیت تخم حق را کاشتے  
از گمان ہا کسے شود کار یقین  
از یقین نے از گمان ہا بودہ است  
این ندانی کت جز از دوی یار نیست  
صد خبر از کو چہ عرفان دہد  
کان نہ بیند کس بصد عالم ہے

ہست فرقان آفتاب علم و دین  
ہست فرقان از خدا جل المتین  
ہست فرقان روز روشن از خدا  
حق فرستادین کلام بے مثال  
داروے شکست الہام خدا  
ہر کہ روئے خود ز فرقان در کشید  
جان خود را سے کبی در خود روی  
کاش جانست میل عرفان داشتے  
خود نگہ کن از سر انصاف و دین  
ہر کہ را سولیش دوسے بکشودہ است  
قدر فرقان تروت او فدا نیست  
وحی فرقان مردگان را جان دہد  
از یقین ہا سے شاید عالمے

الہام کی ضرورت میں اور اس بیان میں کہ محض عقل کی مدد سے بلا انضمام الہام  
معرفت الہی حاصل نہیں ہو سکتی

براہین احمدیہ صفحہ ۱۵۶

اگر عقل تو عقل را بد نام  
این چه آئین و کیش آوردی  
راز توحید را چه سان یابد  
کے بہ پاک و پلید فرق کنی  
رست از ابلع حرص دہوا  
مہبط فیض نور خاص شدہ  
آنچہ ناید بو ہم آن گشتہ  
بے خدائیم سخت ناکارہ  
اے بسا عقد ہائے ما کہ کشاد  
آسیائے تہی چه گردانی  
فرق بین از کجاست تا بکجا  
دیگرے چشم انتظار بہ در  
دیگرے ہرزہ گرد در کوے  
دیگرے موختہ بھکوت کام  
خود ز خود دم زنی زہے پندار  
وہ چه کارت بعقل خام افتاد

اے در انکار ماندہ از الہام  
از خمدار و بخویش آوردی  
تا نہ کس سر ز خویشتن تا بد  
تا نہ بر فرق نفس پا بزنی  
ہر کہ شد تابع کلام خدا  
از خود و نفس خود خلاص شدہ  
برتر از رنگ این جہان گشتہ  
ما اسیران نفس امارہ  
تا میان بست وحی حق بر شاد  
نہ شود از تو کار رتانی  
تو د علم تو ما د علم خدا  
آن یکے را لگا خویش بہر  
آن یکے ہمنشین بمہر روئے  
آن یکے کام یافتہ بہ تمام  
عارت آید ز عالم اسرار  
ہمہ کار تو تا تمام افتاد

الہام کی ضرورت کی اثبات میں اور اس امر کے بیان میں کہ الہام کے حصول  
کے کوئی ذریعہ نہیں اور یہ کہ ساری صد اقبوتوں کا اصلی سرچشمہ اور انذار نبی  
علیہ السلام کا ایک وجہ ہی اور یہ کہ اہل برہم و نادان فلسفی اور انکار ہمہ گنج پر کا غلط  
استعمال کرنا یا الارہاقی نہ کہ مقدر دور جا پڑی ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی پکار بجز

اور انکار اور تدلل اور اسکے حضور میں کالمیت گریبان سے حاصل ہوتی ہے

براہین احمدیہ صفحہ ۱۲۳

این چنین افتاد قانون خدا  
کے چنین چشمے خداوند آفرید  
پس چرا بردیگران سر میزنی  
چون رواداری کہ نبود رہنما  
تا رہ پست تو از بار شدید  
اے عجب تو عاقل و این اعتقاد  
پس چرا پوشی یکے وقت نظر  
قدرت گفتار چون ماند نہان  
پس چرا این وصف ماند مستتر  
چارہ ساز قفلش پیغام دوست  
این چه عقل و فکر است ای خود نما  
عاشقان را چون بفکدے زیاد  
چون نہ بخشیدے دوا و آن الم  
چون نہ کردے از سر خطاب  
گر چه پیش دید با باشد نگار  
کے تو ان کردن صبری از خطا  
در طریق عاشقی افتاده است  
بے نظر و رکے بود خوش متظرے  
در طریق عشق خود بینی بدست  
نیست ممکن جز بہ وحی ایزدی  
آن ز وحی آسمانی یافت ست  
درد از اہام شد آتش نشان

حاجت نورے بود ہر چشم را  
چشم بینا بے خورتا بان کہ دید  
چون تو خود قانون قدرت بشکنی  
آنکہ در ہر کار شد حاجت روا  
آنکہ اسپ و گاؤ خرا آنرید  
چون ترا حیران گذارد در معاد  
چون دو چشمت دادہ اندای بخبر  
آنکہ زد ہر قدر تے گشتہ عیان  
آنکہ شد ہر وصف پاکش جلوہ گر  
ہر کہ او فاضل بود از یاد دوست  
تو عجب داری ز پیغام خدا  
لطف او چون خاکیمان بلوشت داد  
عشق چون بخشید از لطف اتم  
خود چو کردار عشق خود دلہا کباب  
دل نیا را مدیجہ گفتار یار  
پس چو خود دلبر بود اندر حجاب  
لیک آن داند کہ او دل دادہ است  
حسن را با عاشقان باشد سرے  
عاشق آن باشد کہ او گم از خود ست  
لیکن اتصالین کبر و خودی  
ہر کہ ذوق یار جانی یافت ست  
عشق از اہام آمد در جہان

شوق و انس و الفت و مهر و وفا  
 هر که حق را یافت از الهام یافت  
 توفیق اهل محبت زین سبب  
 عشق می خواهد کلام یا را را  
 این گوگرد گمشدش دوریم ما  
 دانند آن مردی که روشن جان بود  
 دل نمی گیرد تسلی جز خدا  
 دل ندارد صبر از قول نگار  
 آنکه انسان را چنین فطرت بداد  
 کار حق که از بشر گرد داد  
 ما همه جلدیم داودا ناسی راز  
 با خدا هم دعوی فرزانگی  
 تافتن روا از خود تابان که من  
 علی را که در دست این خیال  
 ناز بر فطنت کن گر فطنتی ست  
 عقل کان پاکیر می دارند خلق  
 کبر شهر عقل را دیران کند  
 آنچه افزاید غرور و مسجی  
 خود روی در شرک اندازد ترا  
 هست مشرک از سعادت دور تر  
 از خدا باشد خدا را یافتن  
 تانیای پیش حق چون طفل خورد  
 شرط فیض حق بود عجز و نیاز  
 حق نیاز می جوید آنجا از نیست

جمله از الهام می دارد دنیا  
 هر رنخی که تافت از الهام تافت  
 از کلام یا را می داری عجب  
 رد به پرس از عاشق این اسرار را  
 ربط او با مشت خاک ما بجا  
 کین طلب در فطرت انسان بود  
 این چنین افتاد فطرت را ابتدا  
 کاشتن این تخم از آغاز کار  
 چون کمال فطرتش داد به باد  
 که شود از کرکے کار خدا  
 ما همه کوریم و او را دیده باز  
 سخت جهلست در گدیوانگی  
 خود برابر م روشنی از خویش تن  
 سرنگون انگند در پناه ضلال  
 دوره تو این خردمندی بتیست  
 هست حق و عقل پندارند خلق  
 عاقلان را گمراه و نادان کند  
 چون رساند تا هدایتی غوی  
 تو به کن از خود روی اے خود را  
 در فیوض سردی بهجور تر  
 نه به مکر و حیل و تدبیر و فن  
 هست جهل تو سرا سر پر زرد  
 کس ندیده آب بر جالے فراز  
 از پر خود تا درشش پرواز نیست

عاجزان را پرورد ذات اجل  
 چون نیائی زیر تاب آفتاب  
 آب شور اندر کفست هست ای عزیز  
 آب جان بخشی ز جانان آیدت  
 هست آن آب بقا بس ناپدید  
 آن خیالاتی که بینی از خرد  
 یک چشم دیدنت چون باز نیست  
 سرکشی از حق که من دانا دلم  
 لغزشش تو حاجت پیداکند  
 عقل تو گوی مجبص از بردن  
 منتها عقل تعلیم خداست  
 هر که ملے یافت از تعلیم یافت  
 بازبان مال گوید روزگار  
 طبع زاد ناقصان هم ناقصست  
 حق منزله از خطا تو پر خطا  
 عقل تو مغلوب صد حرص دواست  
 از کس و ناکس بیاموزی فنون  
 از تکبر راه حق بگذاشتی  
 ای ستگر این جهان مولا دواست  
 ابرو باران و مه و مهر آفرید  
 تا بفضل او غذائے خود خوریم  
 آنکه بر تن کرد این لطف اتم  
 وحی فرقانست جذب ایندی  
 هست قرآن طبع شرک نهان

سرکشان محروم و مردود ازل  
 کے فتنہ بر تو شعاعے در حجاب  
 نازها کم کن اگر داری تمیز  
 و طلب میکن اگر جان بایدت  
 کس بجز مصلح حق را هوش ندید  
 پر تو آن هم ز وحی حق رسد  
 زین دل تو محروم این راز نیست  
 حاجت و حیش نداهم عاقلم  
 در دے عقل ترا سوا کند  
 و اندر دلت چیست بیک لاشی زبون  
 هر صداقت را ظهور از انبیاست  
 تافت آن ردی کرد و وحی تافت  
 اسے قصیر العمر گیر آموزگار  
 گر ترا گوشے بود حوض نیست  
 داور یہا کم کن و بر حق بیسا  
 تکیہ بر مغلوب کار اشقیاست  
 عار داری زان حکیم بچگون  
 این چه کردی این پستے کاشتی  
 کز عطیاتش همه ارض و سماست  
 کرد تابستان و سرما را پدید  
 زنده مانیم دتن خود پروریم  
 کے کند محروم جان را از کرم  
 تا بر ندست از خودی در بخودی  
 تا مرا و را هم از ویایی نشان



تارہی از کبر و خود بینی دُناز  
 دور شود از کبر تا رحم آیدش  
 زندگی در مردن و عجز و کجاست  
 هست جام نیستی آپ حیات  
 عاقل آن باشد کہ جوید یار را  
 ابلی بہتر از ان عقل و خرد  
 طالب حق باش و بیرون از خود  
 من ندانم این چہ ایمان ست دین  
 تو کجا دان قادر مطلق کجا  
 یک دمے گر شرح فیض کم شود  
 بست ہستی لاف استعلام زن  
 عابد آن باشد کہ پیش فانی است  
 خویشتن را نیک اندیشیدہ  
 این چنین بالا و بالا چون پری  
 کلخ دنیا را چہ دیدستی بنا  
 دل چرا عاقل بہ بند داند رین  
 از پئے دنیا بیدن از خدا  
 چون شود بختایش حق بر کسے  
 ہوش کن کین جا کہ جامہ فناست  
 زیر قاتل گر بدست خود خوری  
 آن گر وہے بین کہ از خود فانی اند  
 فارغ افتادہ ز نام عز و جاہ  
 دود تر از خود بہ یار آمیختہ  
 دیدن شان مے دہیاد از خدا

تاشوی ممنون فضل کار ساز  
 ہنگی کن بندگی مے بایش  
 ہر کہ افتاد دست او آخر نجات  
 ہر کہ نوشید دست او دست از مہات  
 دزد تذل ہا بر آرد کار را  
 کت بچاہ کبر و نخوت افکند  
 خود روی ہا ترک کن بہر خدا  
 دم زدن در جنب رب العالمین  
 توبہ کن این ابلی ہا کم من  
 این ہمہ غلتی و جہان برہم شود  
 دزد کلیم خویش بیرون پا مزن  
 عارف آن کو گویدش لاثانی است  
 اسے ہدایک اللہ چہ بد فہمیدہ  
 یا مگر زان ذات یحیون منکری  
 کت خوش افتاد ستلین فانی سرا  
 ناگہان باید شدن بیرون ازین  
 بس ہمین باشد نشان اشقیاء  
 دل نئے ماند بدنیایش بے  
 با خدا مے باش چون آخر خداست  
 من چہ سان دانم کہ تو دانشوری  
 جان فشان برگفتہ زبانی اند  
 دل زکف و ز فرق افتادہ کلاہ  
 آب روا ز بہر روئے ریختہ  
 صدق و رزان در جناب کبریا

تو ز استکبار سر بر آسمان  
 تانہ گرد عجز در نفست عیان  
 تا خمیر ددانہ اندر زمین  
 نیست شوتا بر تو فیضانے رسد  
 تا تو زار و عاجز و مضطرب  
 چیست ایمان و مدہ پنداشت  
 چون ز آموزش خرد را یافتی  
 اندرون خویش را روشن بدان  
 کورست این دیدہ کش بن نورست  
 صالحین و صادقین و اتقیا  
 آن کجا عقلے کہ از خود داندش  
 عقل بے وحیش تجو داری براہ  
 پیش چیست گردش این بت میان  
 لیک از بد قسمتی چیست نماند  
 عقل در اسرار حق بس نارساست  
 گر خرد پاکیزہ راسے آورد  
 تو بہ عقل خویش در کبر شدید  
 در قیاسات ہنی جہانت اسیر  
 نیک دل بانیکوان دارد سرے  
 هست بر اسرار اسرار دیگر  
 این چراغ مرده از زور ہوا  
 وحی یزدانی زہ آگہ کند  
 مافتادہ بے ہنر در جسم و جان  
 پیست دین خود را فنا گشتن

پا زده بیرون ز راہ بندگان  
 نور حقانی چسان تا بدبران  
 کے زیک صد میشود تو خود بین  
 جان بیفشان تا دگر جانے رسد  
 لائق فیضان آن رہبر نہ  
 کار حق را با خدا بگذاشتن  
 پس ز تعلیمش چرا سر تافتے  
 آنچہ مے تا بد بتا بد ز آسمان  
 گورست آن سینہ کز شک دور نیست  
 جملہ رہ دیدن از وحی خدا  
 فہم آن شخصے کہ ادھماندش  
 بت پرستی ہا کنی شام و بگاہ  
 از سر شک تو شدی جوہر روان  
 بت پرستی آخرت چون بت نشاند  
 آنچہ گہہ گہہ میرسد ہم انقد است  
 آن نہ از خود ہم زجاے آورد  
 مافداے آنچہ او عقل آفرید  
 جان با قربان علم آن بصیر  
 برگہر تفسے ز نذہ گوہرے  
 تا کجا تا ز خرف فکر و نظر  
 چون رہ باریک بنماید ترا  
 تا بمنزل نور را ہمرہ کند  
 حق باشد دم زنی با آن یگان  
 دز سر ہستی قدم برداشتن

کس ہے خیر زد کہ گرد دست گیر  
 رحم بر کورے کند اہل بصر  
 مر ضعیقان را قوی آرد بیا د  
 رحم یزدان از ہمہ باید فزون  
 یسح رحمت را فرو نگذاشت ست  
 شرمست آید از چنین انکار و کین  
 یاد کن آخر وفا ہائے خدا  
 مبتلا ہستند در سہو و ذہول  
 بار ہا زین عقل ماندی بے مراد  
 دزد لیری میردی نادیدہ پیش  
 ترک خود کن تا کنز رحمت نزول  
 مردن و از خود شدن یکسان بود  
 کان بود پاک از غرور و کینت  
 گو ہمہ از بودی صورت مردم اند  
 عقل و دین از دست خود در دادہ  
 کار نور محض از دودے بھو  
 تو بھو با کبر و خود بینی و ناز  
 یادگار مولوسی در منشوی  
 زیر کی بگذار و با کوی بساز  
 دست و پا باشد نہادہ در کنار

چون بفتی باد و صد درد و نفیر  
 با خبر ادا دل تپد ہر بے خبر  
 ہم چنین قانون قدرت اذیت د  
 چون ازین قانون شود رحمان برن  
 آنکہ او ہر بار ما برداشت ست  
 چون ز ما غافل شود در امر دین  
 دل منہ در خاکدان بے وفا  
 بار ہا شد بر تو ثابت کاین عقول  
 بار ہا دیدی بعقل خود فساد  
 باز نخوت میکنی بر عقل خویش  
 نفس خود را پاک کن از ہر فضول  
 یک ترک نفس کے آسان بود  
 این چنین دل کم بود در سینہ  
 در حقیقت مردم معنی کم اند  
 ہوش کن ای در چھے افتادہ  
 غیر محدود دے بہ محدودے بھو  
 آنچہ باید جست با عجز و نیاز  
 وہ چہ خوبست این اصول ہروی  
 زیر کی خند شکست ست و نیاز  
 زانکہ طفل خود در اما در نہار

قرآن کریم کی روح میں عاشقانہ ترانہ اور اس امر کے بیان میں کہ قول خداوندی  
 اور قول بشر میں فرق بین ہونا ضروری ہے اور اسلئے قرآن کریم لا ریب قول  
 خداوندی ہے

جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلمان ہے  
 نظیر اسکی نہیں جتنی نظر میں غور کر دیکھا  
 بہار جادو ان پیدا ہو اسکی ہر عبارتیں  
 کلام پاک یزدان کا کوئی ثانی نہیں ہرگز  
 خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو  
 ملائک جبکی حضرت میں کرین اقرار لاعلمی  
 بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑا بشیر ہرگز  
 ارے لوگو کرو کچھ پاس شان کبر یا جیگا  
 خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کھران ہو  
 اگر اقرار ہے تمکو خدا کی ذات واحد کا  
 یہ کیسے پر گئی دل پر تمہارے جہل کے پردے  
 ہمیں کچھ کہیں نہیں بھائیوں نصیحت سے غور یا نہ

قمر ہے چاند اور دیکھا ہمارا چاند قرآن ہے  
 بہلا کیونکر نہ ہو بیکتا کلام پاک رحمان ہے  
 نہ وہ خوبی چمن میں نہ اس سا کوئی بہستان  
 اگر لولو سے عمان ہو وگرنہ لعل بہشتان ہے  
 وہاں قدرت یہاں در ماندگی فرق نمایان  
 سخن میں اس کے ہمتائی کہاں مقدہ اسکان  
 تو پہر کیونکر بنانا نور حق کا اسپہ آسان ہے  
 زبان کو تہام لواب ہی اگر کچھ بوی ایمان ہے  
 خدا سے کچھ درو یا رویہ کیسا کذب بہتان  
 تو پھر کیوں اسقدر دل میں تمہاری شکر نہاں  
 خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوف یزدان ہے  
 کوئی جو پاک دل ہو ورنہ دل جان اسپہ قربان ہے

اسبات کے اثبات میں کہ قرآن کریم کامل کتاب الہی اور تمام متفرقہ صد اقتوبہ کا  
 یکجائی مجموعہ ہے اور خدا ہی عزوجل کے وجود مقدس کا بین نشان اور ثبوت ضرر  
 اسی کتاب نے دیا ہے اور اس کتاب مجید کے فیضان سے انکار کرنا والا کافر  
 ہے اور پھر حدیث بالتمت کی طور پر اپنی مبارک وجود کو فیضانِ حدی کا مہبط  
 منزل بیان فرمایا ہے

براہین احمدیہ صفحہ ۲۰۷

تمکس خویش تن را بہ ترک جیسا  
 کہے شرمیت آید ز گھبہاں خدا  
 برد ہر چہ بند سی بود الہی  
 بدانت مردم کہ بد گوہری  
 غبار و وحشت شود آشکار

الا اے کھر بستہ بر افترا  
 بخاصان حق کینہات تا محبا  
 چو چہرے بود روشن اندر بھی  
 چو بر نیک گوہر گھسان بد بری  
 چو کوئی در پاک را پر غبار

سخن ہائے پر خبیث و بھیخیز و خام  
 ندائید گفتن سخن جز دروغ  
 نیارید یاد از حق بے چگون  
 بہ دنیا کسے دل بہ بند و پیرا  
 سر انجام این خانه رنجست و درد  
 بدین گل میالاسی دل چون خسے  
 زمان مکافات آید فراز  
 فریبے مخور از زربسیم و مال  
 نہ آورده ایم و نہ با خود بریم  
 الا تاتنا بانی سر از روی دوست  
 خدائے کہ جان بر رہ او خدا  
 ابو القاسم آن آفتاب جہان  
 بشر کے بے از ملک نیکتر  
 نیاید ترا شرم از کردگار  
 پس انکہ شوی منکر آن رسول  
 ز بہو و ز غفلت رہیدہ نہ  
 نیاید ز تو کار رب العباد  
 مان ناقص و ابکش چون جہاد  
 تو خود ناقصی و ذنی القصات  
 خیالات بہودہ کردت تباہ  
 خیالت شبے ہست تاریک تار  
 نہ دل را چو زدن بشب شاد کن  
 اگر در ہوا ہم چو مرغان پری  
 و گرزالتش آئی سلامت بر دین

بود بر خبیثان نشانی تمام  
 بر حق نذار در دوش فروغ  
 پسنداد فتادست دنیا و دین  
 کہ ناگاہ باید شدن زین سرا  
 بہ پیش نیایند مردان مرد  
 کہ عہد بقایش نماند بے  
 تو بر عیش دنیا بدین سان مناز  
 کہ ہر مال را آخر آید زوال  
 تہی آمیم و تہی بجذریم  
 جہانے نیرزد بیک سو دوست  
 نیایی رہش جز پے مصطفی  
 کہ روشن شد از وزین زمان  
 نہ بودے اگر چون محمد بشر  
 کہ اہل خرد با شتی و با وقار  
 کہ یابد از د نور چشم عقیل  
 ز طور بشر پاکشیدہ نہ  
 مکن داو رہا ز چہل مناد  
 کمال خدا را میقلن زیاد  
 منہ ہمت نقص بر پاکذات  
 خود از پاسے خود اوقات دی بچاہ  
 خودہ بر آن شب زکین صد غبار  
 بترس و ز روز سزا یاد کن  
 و گریہ سر آہ با بگذری  
 و گر خاک را ز کفی از ضنون

نیاری کہ حق را کنی زیر دست  
 خدا هر که را کرد مهر منسیر  
 دل خود بهر زه مسوزا سے دنی  
 بهارست و باد صبا در چین  
 ز نسیم گل بائے فصل بهار  
 تو اے ابله افتاده اندر خزان  
 به قران چہ را بر سر کین دوسی  
 اگر نامدے در جهان این کلام  
 جهان بود افتاده تاریک و تار  
 به توحید را ہے از و شد عیان  
 و گر نہ بہ بین حال آبا ئے خویش  
 بود آن فرومایہ بد گوہرے  
 ز اندازہ خویش برتر میہر  
 یقین دان کہ این کاریزدانی است  
 شد این دین بفضل خدا و رحمت  
 در خشد در و نور چون آفتاب  
 بہ ناپاکی دل مشو بد گمان  
 بہ شوق دل آویختن را بساز  
 گرین کن ز تو مت یکے انجمن  
 بہا هست فضل خداوند پاک  
 بجوشست فیض احد درو لم  
 خدا را در لطف ہا هست باز  
 کے کو تبا بد سر از عدل دداد  
 کلام خدا ہر دم از عز و جاہ

مکن ترا خانی چو مجنون دست  
 نہ کرد و دست تو خاک حقیر  
 نہ کاہد ز مکر تو افسزد و دنی  
 کمندنازا ہا با گل و یاسمن  
 نسیم صبا سے وزد عطر بار  
 ہمسہ برگ افتانہ چون مفسلسان  
 نہ دیدی ز قران مگر نیکوئی  
 نہ ماندے بہ دنیا ز توحید نام  
 از و شد منور رخ بہر دیار  
 ترا ہم خبر شد کہ ہست آن یگان  
 بہ اصاف بہر در آن مین کیش  
 کہ از منم خود تبا بد سرے  
 پڑشکی کمن چون ندانی ہنر  
 نہ از و خل و تہ پیر انسانی ہست  
 نہ کار فریبست و سالوس بند  
 تو کوری نئے بینی اش زین حجاب  
 و گر جھتے است بنما عیان  
 پس انگہ بہ بین قدرت کار ساز  
 کہ با یک تن از ما کند یک سخن  
 ز باطل پرستان نداریم پاک  
 کہ تا بندہ طالبے بگم  
 نسیم عنایات در اہتر از  
 کجا دم ز ند پیش صدق و سداد  
 کمند و می ناشر ماسر ش سیاہ

کہ طغیانِ نفس بگردن فگند  
دوجوہر بود لازم یک دگر  
ماد از سواد عیون رنجیتند  
خودت داد نان تا گردی ہلاک  
کشود از ترحم و دوست عطا  
کہ در علم خود را نظیرش نہی  
تغوی بر چنین عقل و ادراک راو  
بکوشش نیاریم گردن بلند  
کہ آن خواہش درای بر دان بود

چسان را سے شخصے بگرد بلند  
دل پاک و جولان فکر و نظر  
چو صوف صفا در دل آیتختند  
خدا آفریدت ز یکشت خاک  
بہر حاجت گرد حاجت روا  
چہ پاداشش چو دش چین میدی  
چہ خود را بہر ابر کنی با خدا  
خدا چون کسے را بہ پستی فگند  
بکوشیم و انجام کار آن بود

قرآن کریم کی عظمت و جلالت کو بیان کرتے اور پرہیزتِ تقدی اور  
معجزانہ دعویٰ سے عیسائیوں کو دعوت الی الحق کرتے ہیں۔

براین احمدیہ صفحہ ۲۶۸

نور حق دیکھو راہ حق پاؤ  
کہین انجیل میں تو دکھلاؤ  
یون ہی مخلوق کو نہ بہکاؤ  
کچھ تو سچ کو بھی کام فرماؤ  
کچھ تو لوگو خدا سے شراؤ  
اس جہان کو بقا نہین پیارو  
کوئی اس میں رہا نہین پیارو  
ہاتھ سے اپنے کیوں جلاؤ دل  
ہائے سو سوائے ہی دلیں ابال  
کس بلا کا پڑا ہے دل پہ حجاب  
کیوں خدایا دے گیٹا یکبار  
دل کو تہر نسا دیا ہیہات

آو عیسائیو ادھر آؤ  
جس قدر خوبیاں ہیں قرآن میں  
سر پہ خالق ہے اسکو یاد کرو  
کب تلک جھوٹے کرو گو پیار  
کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو  
عیش دنیا نہین پیارو  
یہ تو رہنے کی جا نہین پیارو  
اس خرابہ میں کیوں لگاؤ دل  
کیوں نہین شکو دین حق کا خیال  
کیوں نہین دیکھتے طریقِ صواب  
اس قدر کیوں ہو کین و استکبار  
تمنے حق کو بہلا دیا ہیہات

اے عزیز دس نو کہ بے قرآن  
جن کو اس نور کی خبر ہی نہیں  
ہے یہ فرقان میں اک عجیب اثر  
جس کا ہے نام قسا در اکبر  
کوئے دلبر میں کہیں لانا ہے  
دل میں ہر وقت نور بہتا ہے  
اسکے اوصاف کیا کرو نہیں بیان  
وہ تو چمکا ہے تیر اکبر  
وہ ہمیں دستان تلک لایا  
بھر حکمت ہے وہ کلام تمام  
بات جب اسکی یاد آتی ہے  
سینہ میں نقش حق جہاتی ہے  
در دمن دون کی ہے دو اوہی ایک  
ہم نے پایا خوب دہی دہی ایک  
اسکے منکر جو بات کہتے ہیں  
بات جب ہو کہ میری پاس آوین  
مجھے اُس دستا کا حال سنیں  
آنکھ بھڑوئی تو خیر کان سہی

حق کو ملت انہیں کبھی انسان  
اُن پہ اُس یار کی نظر ہی نہیں  
کہ بناتا ہے عاشق دلبر  
اُسکی ہستی سے دی ہو پختہ خبر  
پہر تو کیا کیا نشان دکھاتا ہے  
سینہ کو خوب صاف کرتا ہے  
وہ تو دیتا ہے جان کو اور اک جان  
اُس سے انکار ہو سکے کیونکر  
اُسکے پانے سے یار کو پایا  
عشق حق کا پلار ہا ہے جام  
یاد سے ساری خلقت جاتی ہے  
دل سے فیہ خدا اٹھاتی ہے  
ہے خدا سے خدا نما دہی ایک  
ہم نے دیکھا ہو دلبر با دہی ایک  
یون ہی اک واہیات کہتے ہیں  
میرے مونہ پر وہ بات کہہ جاوین  
مجھے وہ صورت و جمال سنیں  
نہ سہی یون ہی امتحان سہی

فرقان میس کی مدح میں عاشقانہ غزل سرائی کرتے ہیں

براہین احمدیہ صفحہ ۲۷

بر غنچہ ہاے دلہا باد صبا وزیدہ  
دین دلبر ہی و خوبی کس در تفریدہ  
دین یوسفے کہ تن ہا از چاہ بر کشیدہ  
قد ہلال تازک زان ناز کی خمیدہ

از نور پاک تران صبح صفا و میدہ  
این روشنی و لمعان ہمیں الضعی ندارد  
یوسف بقدر چاہے مجھ کوں ماند تنہا  
از مشرق معانی صدا فائق آورد



شہدیت آسمانی از وحی حق پیکر  
ہر بوم شب پرستی در کنج خود خیزد  
الا کسے کہ باشد بار ویش آرمیدہ  
وان بیخبر ز عالم کین عالمے نذیر  
بد قسمت آنجا از دہ سو و دگر دیدہ  
آنرا بشد بانم کنہر شرے رہیدہ  
تو نور آن خدائی کین خلق آفریدہ  
زیرا کہ زان نغان رس نورت ہماریدہ

کیفیت علوش دانی چہ نشان دارد  
آن نیز صداقت چون رو ب عالم آورد  
روئے یقین نہ بیند ہرگز کسے بدینا  
آنکس کہ عالمش شد مخزن معارف  
باران فضل رحمان آمد بمقدم او  
میل بدی نباشد الا رگے ز شیطان  
اس کاں دلربائی دانم کہ از کجائی  
میل نہ مذاکس محبوب من توئی بس

دیگر

پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا  
ناگہان غیب سے یہ چشمہ اسفی نکلا  
جو ضروری تھا وہ سب امین مہیا نکلا  
سے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا  
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا  
پہر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا  
ایسا چمکا ہے کہ صد نیر مہیا نکلا  
جنکا اس نور کے ہوتے ہی ل اعمی نکلا  
جنکی ہر بات فقط جھوٹ کا پتلا نکلا

نور فرقان ہے جو سب نور و نسو اعلیٰ نکلا  
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودہ  
یا الہی تر فرقان ہے کہ اک عالم ہے  
سب جہان چہاں چو ساری دکانیں پکیز  
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہان میں نشیب  
پہلے سمجھے تو کہ مونی کا عصا ہو فرقان  
ہے قصور اپنا ہی اندھونکا و گردنہ نور  
زندگی ایسوی کی کیا خاک ہے اس دنیاں  
جلنے سے آگے ہی یہ لوگ تھما جائیں

وحی الہی یعنی قرآن کریم ہی سے تمام صداقتوں کا ظہور ہوا ہے

براہین صفحہ ۲۹۹

چشمیکہ نذیر آن صحت پاک چہ دیدہ  
وان یارب یاد کہ ز ما بود رسیدہ  
حقا کہ ہمہ عمر و کوری نہ رسیدہ  
سو گند تو ان خورد کہ بولیش نشیدہ

از وحی خدا صبح صداقت بدیدہ  
کارخ دل باشد زہان نانہ معطر  
آن دیدہ کہ نور و نوریت ز فرقان  
آن دل کہ جزا زو گل گذار خداست

صد خور کہ بہ پیر امن او حلقہ کشیدہ  
سر تافتہ از سخت و بیوزد بریدہ

با خورند ہم نسبت آن نور کہ بینم  
بے دولت و بد بخت کس ایچہ از آن نور

اس امر کے بیان میں کہ قرآن کریم نے دنیا کو کیا کیا فیوض و فوائد پہنچائے  
میں اور اس کے عشاق میں کیسی صفات و خواص پیدا ہو جاتی ہیں اور وہ پاک  
جماعت اپنی کن نشاۃ ثانیہ دنیا میں پہنچانی جاتی ہے اور ہر صدی کے سر پر  
ایک عارف القرآن ضرور آتا ہے جو بدعات و ملت کو پاک صاف کرتا اور  
دشمنوں کو حملہ نکور د کرتا ہے اور اس صدی پر عارف القرآن منبع الفیوض ذات  
پاک حضرت مسیح موعود کی ہی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس بات پر افسوس کیا  
ہے کہ بہرہ من اور انکو حقیقی بھائی فلسفی مسلمانوں (نیچری) ذالہ تعالیٰ کو  
اسکی صفات کاملہ غیر منفکہ سے مسلوب کر کے جماد کی طرح معطل اور بیکار  
قرار دیا ہے اور نظام کائنات سے استدلال کر کے نظام روحانی یعنی سلسلہ  
وحی والہام و مکالمات الہیہ اور کشفیات صادقہ کا وجود ثابت کیا ہے  
کہ بلا بالائی مدد کی کوئی سفلی کارخانہ چل نہیں سکتا۔ اور اس بیان میں کہ خودی  
اور عجب کی کینچی اتار کر جیتاک فنا فی اللہ کا جدید جامہ نہ پہنا جائے  
وصول الی اللہ حاصل نہیں ہو سکتا اور عقل محض مجر د بلامد و وحی والہام  
سخت رہزن اور ٹھوکر کا پتھر ہے

براہین احمدیہ صفحہ ۳۸۰

پا ہنسا دہ بہ لہجہ طغیان  
تو بہ کن از فسوس و بازیب  
کافتا بے دروچو ذرہ نمود

اے سر خود کشیدہ از فرقان  
بانگ کم کن بہ پیش نور ہدا  
این چہ چشے ست کو ر و بخت و کبود

تا نگیری کناره زین ره و نحو  
 با خدایت عناد و گین تا چند  
 خویشتن را کمش به ترک حیا  
 مہر تابان چو بر فلک رخسید  
 شب توان کرد صد فریبہاں  
 نور فرقان نہ تافت است چنان  
 آن چراغ ہدایت دنیا را  
 رحمت از خداست دنیا را  
 مخزن راز ہائے ربانی  
 برتر از پاپے بشر بکمال  
 کار سازاتم بعلم و عمل  
 ہر کہ بر عظمتش نظر بکشد  
 دانکہ از کبر و کین ندید آن نور  
 وہ چہ دارد از ان یگان اسرار  
 پر ز نور جلال حضرت پاک  
 وہ چہ دارد خزان اسرار  
 ہست آئینہ بہر و سو خدا  
 بے زبانان از و نصیح شدند  
 میوہ از و رضہ منہا خوردند  
 دست غیبے کشید دامن دل  
 بود آن جذبہ کلام خدا  
 سینہ شان ز غیر حق پر دخت  
 چون شد آن نور پاک شان شان  
 ددر شد ہر حجاب ظلمانی

ہست دور از کنار کشتی تو  
 خندہ و بازیت بدین تا چند  
 بجائے گریہ مشو باستہزا  
 چون توانی بخاک و خس پوشید  
 لیک در روز روشن این نتوان  
 کو بسا ندنہاں ز دیدہ و ران  
 رہبر و رہماست دنیا را  
 نعمتے از سماست دنیا را  
 از خدا آکہ خدا دانی  
 دستگیر قیاس استدلال  
 حجتش اعظم و اثر احمس  
 بے توقف خدایش آبیاد  
 کور ماند و ز نور حق مہجور  
 دل و جانم فدای آن اسرار  
 خورتا بان ز اوج حق بر خاک  
 دل و جانم فدائے آن انوار  
 عالے را کشید سو سو خدا  
 زشت رویان از و صبح شدند  
 و ز خود و آرزوئے خود مردند  
 پا بر آور و جذب یار ز گل  
 کہ دل شان ر بود از دنیا  
 وز مے عشق آن یگان پر خست  
 تافت از پردہ بدر کامل شان  
 شد سر اسرار وجود نورانی

خاطر شان بجز پنهانی  
 آن چنان عشق تیز مرکب راند  
 نے خودی ماندنے ہوا دہوس  
 عاشقان بجلال روئے خدا  
 پر ز عشق دہی زہر آرزے  
 پاک گشتہ زلوث ہستی خویش  
 آن چنان یار در کمن انداخت  
 قدم خود زودہ براہ عدم  
 ذکر دلبر غذا ئے نغز حیات  
 سوختہ ہر غرض بجز دلدار  
 دل و جان بر رخے فدا کردہ  
 مردہ و خوبش فتنہ فدا کردہ  
 از دیار خود می شدند جدا  
 لاجرم یافتند نور خدا  
 تن چو قرص سود و لسان آمد  
 عشق دلبر بردے شان بارید  
 ہست این قوم پاک لا جاہے  
 دست بہر دعا چو بردارند  
 کشف رازے گرا خدا خواهند  
 کس بسر وقت شان ندارد  
 گر نمایند خدا یکے زمان  
 این ہمہ عاشقان آن یکت  
 گرچہ ہستند از جہان پنهان  
 ہم چو خورشید و مہ برون آیند

کرد مائل بہ عشق ربا نی  
 کہ از ان مشت خاک بیج نماند  
 او قتادہ بخاک و خون سر کس  
 طالبان زلال جوئے خدا  
 کشت و زایشان نجاست آواز  
 رستہ از بند خود پرستی خویش  
 کہ ندانند با دگر پرداخت  
 گم بیادش ز فرق تا بقدم  
 حاصل روزگار و مغز حیات  
 دوختہ چشم خود ز غیر نگار  
 وصل ادا صل مدعا کردہ  
 عشق جو شید و کار ہا کردہ  
 سیل پر زور بود بردارنجا  
 چون خودی رفت شد ظہور خدا  
 دل چو از دست رفت جان آمد  
 ابر رحمت بکوے شان بارید  
 کہ ندارد جہان بد و راہے  
 مورد فیض ہائے دادارند  
 ملہم از حضرت شہنشاہ اند  
 کہ نہان اند در قباب الد  
 بر کابش دوند سلطانان  
 نور با بند از کلام خدا  
 باز گہہ گہہ ہستے شوند عیان  
 غیر را چہرہ نیز بنمایند

یا مخصوص آرد او خزان  
 دل پر بندد و فنا  
 جیفه را کنند مع و ثنا  
 عاشق زرشوند و دولت و بیا  
 شرکت و شان این سرگز و ال  
 برزبانها شود مقام خدا  
 اندرین روزها سے چون شب تار  
 سے فرستد بخلق صاحب نور  
 تازشور و فغان عاشق زار  
 تاشناسند مردمان ره راست  
 این چنین کس چو رنهد بجهان  
 چون بیاید بهار باز آید  
 وقت دیدار یار باز آید  
 ما هر دے نگار باز آید  
 باز خند و بنا ز لاله و گل  
 دست غیبش پروردگارم  
 نذر الهام همچو باد صبا  
 سے شود لهم از امور نهان  
 تا نساید عیان حقیقت کار  
 هم چنین آن کریم و پاکست قدیر  
 دیدها سے کند بد و بینا  
 بر که آمد بد و بصدق صفا  
 گفت پنجه برستود و هفتات  
 بر سر هر صدمی بردن آید

باغ مهر و وفا کند ویران  
 لب کشاید بهر حوت و دنیا  
 و از خداوند وجود استغنا  
 سر و گرد و محبت آن شاه  
 خوشش نباید بدیده بهال  
 اندرون پر شود ز حرص هوا  
 درست گیرد عنایت دادار  
 تا شود تیرگی ز نورش دور  
 خلق گردد ز خواب خود بیدار  
 تا بداند منکران که خداست  
 بر جهان عظمش گفته عیان  
 موسم لاله زار باز آید  
 بیدلان را قرار باز آید  
 خور به نصف انهار باز آید  
 باز خیزد ز بلبان غفل  
 صبح صدش کمنه ظهور آید  
 نزدش آرد ز غیب خوشبخت  
 زان سراپر که خاصه یزدان  
 تا زند سنگ بر سر انکار  
 سے کند روشنش چو مهر بنیر  
 گوشها سے کند بد و شنوا  
 یابد از دے شفا بحکم خدا  
 از خدا سے علیم مخفیات  
 آنکه این کار را سے شاید

تا شود پاک ملت از بدعات  
 الغرض ذات ادیاء کرام  
 این گوین گزاف و لغو خطاست  
 اسے یکے ذرہ ذلیل و خوار  
 ہمہ این راست ست لائیت  
 و عدہ کج بطلان نہ ہم  
 من خود از بہر این نشان نادم  
 این سعادت چو بود قمت ما  
 نغیر بامیز نم برابر زلال  
 تا مگر تشنگان باد یہ ہا  
 لیک شرط است بجز و صدق و صفا  
 جستن از غربت و تذلل دل  
 گر کمون ہم کسے بتا بدسر  
 نے زما پرسد نہ خود اند  
 آن نہ انسان کہ کر مک دوست  
 سر و کار سے بحتی نے دارد  
 حجت بمومنان برا دست تمام  
 انہما الجاحون فی الشہوات  
 رفتی است این مقام فنا  
 عمر ادل بہ بین کجا رفت ست  
 پارہ عمر رفت در خوردی  
 تازہ رفت و بماند پس خورده  
 صد چو تو میجھے بخورد زمین  
 بشنوا و وضع سالم گذران

تا بسا بند خلق زد بر کات  
 ہست مخصوص ملت اسلام  
 تو طلب کن ثبوت آن براست  
 چہ شود عاجز از تو آن دادار  
 امتحان کن گرا عترت نے نیست  
 کا ذیم گرازد نشان نہ ہم  
 دیگر از ہر منے دل آزاد م  
 رفتہ رفتہ رسید نوبت ما  
 ہچو مادر دو ان پٹے اطفال  
 گردم آیند زین فغان و صلا  
 آمدن باین از خوف خدا  
 دار خلوص و اطاعت کامل  
 گیر د از راہ عدل راہ دگر  
 نے زکین رو سے خود بگر داند  
 راندہ بارگاہ بیچون ست  
 لاجرم لعنتش بر د یارد  
 کار ما پختہ کھڑا و ہمہ خام  
 اکثر و اذکر ہا دم اللہ اذکر  
 دل چہ بندی درین دور و زہ سرا  
 رفت و بنگر ز تو چہ ہارفت ست  
 پارہ را بر کشتی بردی  
 دشمنان شاد و یار آزرده  
 سر ہنوزت بر آسمان از کین  
 چون کند از زبان حال بیان

کین جهان با کسے وفا نکند  
 مگر بود گوشش بشنوی صد آه  
 که چہ روت با فتم ز خدا  
 قدر این ره پیرس از اموات  
 بجائے آنست که چنین جاے  
 ہر چہ اندازدت زیار جدا  
 آخر اے خیرہ سرکشی تاجند  
 روئے دل را بتاب از اغیار  
 رو بدو کن کہ رو رخ یارست  
 تو برون از خود لقائینست  
 ہر کہ غافل ز ذات بیچونست  
 تا بکے رو بتابی از رخ دوست  
 در دو عالم نظیر یار کجاست  
 چو بدل آتش ز عشق افروخت  
 لیکن اینست بختش یزدان  
 آن کان با عطا شود ز خدا  
 زیر حکم کلام حق بروند  
 دیگرے رائے دہند این جا  
 غیر را آن وفا و مہر کجاست  
 عاقلانے کہ بر خرد نازند  
 ہچو گورے سپید کردہ برون  
 مر خدا را چو سنگ دادہ قرار  
 آن خداے کہ حی و قیومست  
 آن حفیظ و قدیر و رب بباد

کھند صبر تاجہ انکند  
 از دل مردہ درون تباہ  
 دل نہاد م در آنچہ گشت جدا  
 اے بسا گور ہا پر از حسرات  
 از تورع برون ہنی پائے  
 باش زان جملہ کار و بار جدا  
 کس زد دلدار بگلد پیوند  
 باش ہر دم بحیث جو نگار  
 ہمہ رو ہا فدائے دلدارست  
 تو در و محو شو بقائینست  
 ادنہ دانا کہ سخت مجنونست  
 دیگرے را نشان دہی کہ چو اوست  
 عاشقان را بغیر کار کجاست  
 دستان ماند و غیر ادہمہ بوخت  
 تا نہ بختند یا منت نتوان  
 کہ کھند ز خود می شوند رہا  
 و ز سر این اد برون نشوند  
 در دہندش ثبوت آن ہنہا  
 ز ہد خشکست غایت عقلا  
 بے خبر از حقیقت و رازند  
 اندرون پر ز خبث گوناگون  
 عاجز از لطف و ساکت از گفتار  
 نزدشان یک وجود مودہمست  
 نزدشان ادفا دہ ہچو جہاد

خود پسندان بعقل خویش اسیر  
 آن که خود بین و محجب افتادست  
 خوئے عشاق بجز هست و نیاز  
 گر بگوئی سواد این راه راست  
 اندر آنجا بگو که زور نماند  
 فانیان را بهانیان نرسند  
 خلق و عالم همه ببتور و شراند  
 تانہ کار دلت بجان برسد  
 تانہ از خود روی جدا گردی  
 تانہائی ز نفس خود بیرون  
 تانہ خاکت شود بهسان غبار  
 تانہ خونت چکد بر ای کسے  
 چون دہندت بگوئی جانان راہ  
 نیست این عقل مرکب آن راہ  
 اصل طاعت بوی فنا زہوا  
 تو نشسته بکبر از اصرار  
 این چه عقل تو این چه دانش را  
 این چه استاد ناقصت آموخت  
 این چه از فکر خود خطا خوردی  
 چون شود عقل ناقصت چو خدا  
 آنچه صد سہو و صد خطا دارد  
 سہو کن را نشا کنی ہیبت  
 آنچه لغزد بہر قدم صد بار  
 این سرابست سوئی آن مشتاب

فارغ از حضرت علیم و قدیر  
 حضرت اقدسش کجایا دست  
 نشنیدیم عشق و کبر انباز  
 اندر آنجا بگو کہ گردنجاست  
 خود نہائی و کبر و شور نہاند  
 جانیان را زبانیان نرسند  
 عشق بازان بعالم دگراند  
 چون پیامت ز دستان برسد  
 تانہ قربان آشنا گردی  
 تانہ گردی بر اسے او بجنون  
 تانہ گرد دغبار تو خون بار  
 تانہ جانست شود فدای کسے  
 خود کن از راہ صدق و سوز نگاہ  
 ہوش کن ہوش کن مشو گراہ  
 تو کجا و طریق عشق کجا  
 کردہ ایمان فدائے استکبار  
 کہ کنی ہم سری بآن یکتا  
 این چه قہر خدا و چیست دخت  
 اول الدن دردی آوردی  
 خاک زادی چه سان پردہا  
 علم آن پاک از کجا آرد  
 اینچہ سہو و خطا کنی ہیبت  
 چون ز دریا سازدت بکنار  
 سے نماید ز دور چشمہ آب



کشتی تو شکسته است خراب  
 ناز کم کن برین چنین کشتی  
 نه رسی تا یقین ز راه قیاس  
 گرز مخرد نظر گداز شوی  
 گردد و صد جان تو ز تن برود  
 هست دار و سه دل کلام خدا  
 هست بر غیر راه آن بسته  
 آتش مشعل ز غیب پدید  
 باید ایخا ز کبرها دور سی  
 این چه غفلت که خوش بین گیتی  
 رو طلب کن وصال یار زیار  
 تانم گردد و نگویند سرت به نیاز  
 آتانه ریزد ترا همه پرو بال  
 ناتوانی ست قوت ایخا  
 پرده نیست بر رخ و لدار  
 هر که را دولت ازل شد یار  
 آن در آمد به حضرت بیچون  
 حق شناسی ز خود روی ناید  
 از خود سی حال خود خراب کن  
 تا بشر پر بود باستکبار  
 چون رسد عجز کس بحد تمام  
 اے که چشمت ز کبر پوشیده  
 گرترا در دل ست صدق طلب  
 راز راه خدا بجو ز خدا

باز افتاده در تک گرداب  
 کم خرام اے دنی بدین زشتی  
 همه بر ظن و وهم هست اساس  
 این نه ممکن که اهل راز شوی  
 این نه ممکن که شک ظن برود  
 کے شوی ست جز بجام خدا  
 همه ابواب آسمان بسته  
 از شب تا ریحل کس نرسید  
 تو بعقل و قیاس مغروری  
 دزد خدا هیچکس نیندیشی  
 بکیم بر زور خود مکن ز نهار  
 پرده از نفس تو نگرده باز  
 اندر ایخا پریدن ست محال  
 این چنین قوتت بیار و بیا  
 تو ز خود پرده خود می بردار  
 کار او شد تذلل اندر کار  
 که شد از تنگناے کبر برون  
 خود روی خود روی بیغزاید  
 شب پری کار آفتاب مکن  
 اندر و نش تھی بود از یار  
 شورش عشق راز بدین گام  
 چه کنم تا کسایت دیده  
 خود روی ها مکن ز ترک ادب  
 تو نه چون خدا بجو خود آ

بند گانیم بنده را باید  
 منصب بنده نیست خود رائی  
 هر که بر وفق حکم مشغول است  
 و آنکه بے حکم خود تراشید کار  
 ما ضعیفیم و ادنتاده بخاک  
 ما همه یسج اوست کامل ذات  
 ذات بیچون که نام اوست خدا  
 آنکه او آید دست از بریار  
 آنچه مانی الضمیر تست نهان  
 پس تو مانی الضمیر آن داور  
 آن که چشم آفرید نور دهد  
 چشم ظاہر بر بین که چون زکرم  
 از بر اے مصلح دوران  
 این چنین است حال چشم درون  
 هوشش دار اے بشر که عقل بشر  
 سر کشیدن طریق شیطانی است  
 تا نه فضلش ره تو بختاید  
 در سدا بر چه جائے استباط  
 تو نه با خبر از ان کوئے  
 خبر سے زو بحر دمان چه دہی  
 سخن یار و سینہ افسردہ  
 گر بر ہی ریگ را بزرگ بلند  
 هست ما را ایچکے کہ ہر فیضان  
 آن خدا کے کہ آفرید جہان

کہ کند ہر چه خواجہ فرماید  
 خود نشستن بکار فرامی  
 بر سر اجرت رست و مقبول است  
 مزد واجب نئے شود ز نہار  
 خود چه دانیم را ز حضرت پاک  
 علم ما چون شود چو او ہیاست  
 کے خیال خرد رسد آنجا  
 اور ساند ز دستان اسرار  
 کے چو تو داندش دگر انسان  
 مثل او چون بدانی او غدار  
 آن کہ دل داد او سرور دهد  
 خالقش داد نیت را عظم  
 گاہ پیدا نمود گاہ نہان  
 آفتابش کلام آن بیچون  
 دار داند نظر ہزار خطہ  
 بر خلاف سرشت انسانی است  
 صد فضولی بکن چه کار آید  
 شتر سے چون خزد بہم خیاط  
 تو نہ دانی جمال آن روئے  
 ماہ ناویدہ را نشان چه دہی  
 جامہ زندہ است بر مردہ  
 جنبش باد خواہشش انگند  
 سے شود زان محافظ تن و جان  
 هست ہر آفریدہ را نگردان

ہر چہ باید برائے مخلوقات  
 خود مہیا کند بمنّت و جود  
 چشم خود کن بکشت صحرا باز  
 ہمہ از بہر ماست تا بخوریم  
 آن کہ از بہر چند روزہ حیات  
 چون نہ کردے برائے دار بقا  
 سنگ افتد برا یچنین فرہنگ  
 گر کنی سوئے نفس خویش خطا  
 خود ندائے بیادیت ز درون  
 ناید اندر قیاس و فہم کے  
 پس یہ ممکن کہ ذرہ امکان  
 شان داد ارباب را بشناس  
 خویش تن را شریک اوسازی  
 این چہ عقل ست ای ہر ز دواب  
 گر کے گودیت با ستحقار  
 نیستی از کے بعقل مزون  
 مشعل مٹیوی بکین خیزی  
 آنچه بر خود روا نمیداری  
 چون پسندی کہ کار ساز امور  
 چون پسندی کہ واپس ہر نور  
 چون پسندی کہ حضرت غیور  
 بہر تعظیم ہست مذہب و دین  
 آنکہ او خلق را ز باہنہ داد  
 چون بود گنگ بیزبان ہیات

از لباس و خوراک راہ نجات  
 کہ کریم ست و قادر ست و ودو  
 خوشہ با خوشہ ایستادہ بنار  
 در دور خج گر سنگی نہ بریم  
 اینقدر کردہ است تائیدات  
 نظر سے کن بعقل و شرم و حیا  
 کہ ز صدق ست دو صد فرسنگ  
 کہ پسانت گذر شود بجناب  
 کہ ز تائبہ حضرت بیچون  
 کہ شہد کار پیل از گے  
 خود کند کار حق بزور و توان  
 وز چنین کسر شان ادبہر اس  
 پیش او دم زنی بانہازی  
 این چہ بر فہم تو فتاد حجاب  
 کہ درین شہر چو توست ہزار  
 با تو ہم پایہ اند مردم دون  
 در دل آری کہ خون ادریزی  
 چون پسندی بجہرت باری  
 ابکمے ہست وز سخن معذور  
 بخل و رزید یا شدست قصور  
 ہست عاجز چو مردگان قبور  
 تقہ بران دین کہ میکند توہین  
 خاک رطاقت بیانہا داد  
 شرمست آید ز پاک کالذات

جامع هر کمال و عز و جلال  
همه اوصاف او چو گشت عیان  
دیده آخر بر اے آن باشد  
وہ چه این چشم هست این دیدہ  
گر بدل باشد خیال خدا  
از دل و جان طریق او جوئی  
هر کرا دل بود بدلدارے  
گر نباشد لقاے مجربے  
بے دلارام نایدش آرام  
آنکہ داری بدل محبت او  
فرقت او اگر اتفاق افتد  
دلت از هجرا و کباب شود  
باز چون آن جمال و آن روحو  
دست در دامنش زنی بجنون  
این محبت بذره امکان  
لاؤ بالی فتاده زان یار  
مردگان را سبے کشتی بکنار  
کس شنیدی کہ قانع از یارست  
آنکہ در قعر دل فرود آید  
تو دل خود بہ دیگران داده  
این بود حال و طور عاشق زار  
عاشقان را بود ز صدق آثار  
تا ز تو هستی است بدر نہ رود  
پائے سعیت بلند تر نہ رود

چون بود ناقص اے اسیر ضلال  
چون بماندی تکملش پنهان  
کہ بدو مرد راہ دان باشد  
کہ برو آفتاب پوشیده  
این چنین ناپیدا تو استغنا  
وز سر صدق سوے او پوئی  
خبرش پرسد از خبردارے  
جوید از نزد یار کم تو بے  
گہہ بردیش نظر گہہ بکلام  
نایدت صبر جز بہ صحبت او  
در تن و جان تو فراق افتد  
چشم از رفتش پر آب شود  
شد لصبیب دو چشم در کوئے  
کہ ز ناو دیدت دلم شد خون  
وز دل افکنده خدای یگان  
فارغی زان جمال و زان گفتار  
وز دلارام زندہ بیزار  
عشق و صبر این دو کار و شوارست  
دیده از دیدنش نیاساید  
یکسر از یار فارغ افتاده  
این بود قدر دلبر اے مردار  
اے سیہ دل ترا بعشق چه کار  
تخم شرک از دل تو بر نہ رود  
تا ترا دود دل بر نہ رود

یار پیدا شود دران هنگام  
 تانہ سوزی ز سوز و غم نہی  
 چیست آن ہرزہ جان تن کہ نہ سخت  
 کلبہ جسم خود بکن بر باد  
 پائے خود را بجا کن از تن خویش  
 هیچ چیز ہے چو ذات بیچون نیست  
 گنج ہائے جہان فدائے نگار  
 ہر چہ از دست اورسد آن بہ  
 ذلت از بہر او عزت بہ  
 مردن از بہر او حیات مدام  
 اے کہ در کوئے دلستان گندی  
 صادقانے کہ طالب یار اند  
 گریہ باند راہ آن دلبر  
 از دلارام رنگ میدارند  
 لذت خود بدردے بیند  
 تو کہ چون خر بگل فرومانی  
 سہل باشد حکایت از غم و درد  
 آفرین خدا بران جانے  
 منزل یار خویش کرد بدل  
 از خود ہی در شد و خدا را یافت  
 توجہ یابی کہ فانی زین راہ  
 ہمہ کارست بعقل خام افتاد  
 ہرچو طوطی ہمین سخن یادست  
 اسے کہ دیوانہ سپئے اموال

کہ تو گردی نہان ز خود تہام  
 تا نمیری از موت ہم نہی  
 آتش اندر دل بزن کہ نہ سخت  
 چون نئے گردد از خدا آباد  
 چون بگر در ہی صداقت پیش  
 جگرے خون شود کرد خون نیست  
 بہ ز صد گنج خاک پای نگار  
 غار او از ہزار بہستان بہ  
 قلت از بہر او ز کثرت بہ  
 صد لذائذ فدائے آن الام  
 با وفا باش در نہان گزنی  
 جان نشانان ز بہر دلہ ارند  
 از غمش جان کنت دیر و زہر  
 وز رہ نام ننگ میدارند  
 حسن در روی زردے بیند  
 ہمت آن یلان چہ میدانی  
 داند آن کس کہ رو بہ غمہا کرد  
 کہ ز خود شد برای جانانے  
 وز ہوا ہار مید صد منزل  
 گم شد و دست رہنما را یافت  
 وز جلال خدا نہ آگاہ  
 ہمہ سعی تو نامت اسام افتاد  
 کہ بشر عاقل ست آزادست  
 دہ کہ در کار دین چنین اہمال

رو سے دل را بجانب دین کن  
 حصر تو بر قیاس در همه حال  
 تا نه فرمان رسد با علایق  
 تا نه حکم شود ظہور پذیر  
 تا نه گرد و کسے ز حق مامور  
 تا نیاید اشارتے ز نگار  
 فرق در سرکش و مطیع خدا  
 شرط تعمیل حکم چون حکم است  
 ورنہ این دعوی غلط بگذار  
 خود ترا شنیدن از خودی فزاین  
 نہ بعرفست و نہ بعقل روا  
 حکم اد آن بود کہ او فرمود  
 کہ ازین شد ثبوت وحی خدا  
 گرد ہندت بصیرت دینی  
 بنگر آخر بعقل و فکر و قیاس  
 تا نہ باشد رفیق او دگرے  
 تا نہ بینی بدید ہا جائے  
 خود نہ گوید ترا خرد ز بہار  
 پس چہ ممکن کہ دم ز ندیمعاد  
 این چہ حقست اینچہ بیراہی  
 چون روی از قیاس خود برہی  
 چون شد از عالم دگر غربت  
 ورنہ دیدست کس چہان دانی  
 تو کہ داری ز انبیا انکار

فکر آخر غم نخستین کن  
 ہست بر حق تو یک استدلال  
 چون شود کس مطیع فرمانے  
 چون توانی شدن مطیع امیر  
 کفر و ایمان چہان کنند ظہور  
 چہ بر آید ز دست عاشق زار  
 جز بہ حکمش چہان شود پیدا  
 پس وجودش بچوخت است اہمیت  
 کہ روم زیر حکم آن دادار  
 آن نہ حکم خداست ای نادان  
 کہ شود ظن خویش حکم خدا  
 پس چو فرمود خود نگہ کن زود  
 شد ضرورت مسلش نین جا  
 در گم نہا ہلاک خود بینی  
 کہ خرد را نہ محکمست اساس  
 تا ییش از رہ یکتین خبرے  
 یا نہ یا بی خبر ز بنیائے  
 کہ چنین دارد آن مکان آثار  
 کہ چنین اند آن دیار و بلاد  
 کہ بچہلست لاف آگاہی  
 کہ ندیدی بمرغوش گہے  
 مادوت دیدہ بود یا پرت  
 کہ خدام اسی دنی بخریانی  
 این ہمہ کوری است استغبار

یک نظر کن بفطرت انسان  
 مختلف اوقات و ہر بشر سے  
 پس جو یک پیش و دیگر رستگے  
 خود نگہ کن کمون ز صدق مضاف  
 شب تارست و نوبتیں انبیز  
 پس دیوار چون نئے دانی  
 در شکفتم کہ با چنین نقصان  
 این چه عقل است ایچہ معرفت  
 این جہانت چو عید خوش افتاد  
 بشنوا ز حی حق چہ گوید راز  
 کان خرد ہا کہ در دل عقلاست  
 آن کلام خدا نہ بر فلکست  
 یا بگوئی کہ کار ہست محال  
 نے بزیر زمین کلام خدا  
 چون ز قعر زمین برون آرم  
 قطع عذر تو کرد او را پاک  
 گر ترا رحم آن یگان بکشد  
 الداء لدیہ رحمت از انوار  
 جہل گر دوز دیدنش یکسو  
 نوز بار آورد تلاوت او  
 چشم بد دور ایچہ ہست جمال  
 تا بہان رسم دلبری بہاد  
 آن شعاعے کہ روشد رتعیان  
 چند بر عقل خام ناز کنی

کہ نثار ند جوہر سے یکسان  
 کس بخیر سے فزود کس بشر سے  
 ہم چنین در قبول فیض ہمے  
 کہ چہ ثابت ہمی شود ز نیجا  
 از سر خود روی مدہ سرخویش  
 چون بدانی غیوب ربانی  
 از چہ بر عقل سے شوی تازان  
 ایچہ قہر خدا و چشمت بہت  
 دان و عید خدا نذر سی یاد  
 از جناب و حیدوبے انباز  
 ہمہ یک ذرہ ز آتش ہست  
 تا بگوئی کہ ہست دور از دست  
 بر فلک رفتنم کدام مجال  
 تا بگوئی کہ چون خرم اسجا  
 خود چنین طلقتے نئے دارم  
 نور عرش آمد دست بر سر خاک  
 دولت سوی اوعیان بکشد  
 ہست رشع دگر دران گفتار  
 رود ہر صد گشتایشے زان رو  
 عالمے زیر بار منت او  
 ہست یک چشمہ ز آب زلال  
 کس چو او دلبری ندارد یاد  
 کس ندیدہ ز مہر و مہ بہان  
 چہ کنم تا تو دیدہ باز کنی

نقص خود بگر و کمال خدا  
 از ره عقل راه رب مجید  
 اندر آنجا که سوختن باید  
 تا نشد و حی حق مدد فرما  
 عقل را زان چمن نه بود خبر  
 آن صبا بگفتی زیار آورد  
 بارها آب خود بنگار آورد  
 وقت عیش است و موسم شادی  
 تن باد و بخواه از دادار  
 در خور و نه شکے گیر در راه  
 گمیری تا دمی که سرتابی  
 نیستی طالب حقیقت را ز  
 بر وجودش ز صنعت استدلال  
 وصلش از آله مجازی نیست  
 گر بر آتش و دود جگر سوزی  
 خبر نیست ز جنانان  
 آن یقینے کہ بخت است دادار  
 آن یکے از دہان دلدارے  
 و ان دگر از خیال خود بگمان  
 اسے کہ مغرور راہ مظلونی  
 آن خدا را کز دست منت ہا  
 این خدا سے مجیب بدل تست  
 تانہ از عاقلان مدد ہا یافت  
 کے پسند و خرد کہ آن اکبر

ذلت خویش تن جلال خدا  
 کس ندید ست و کس نخواہد دید  
 چون رہے از قیاس بکشاید  
 تا نیاید و بونیم صبا  
 طائر فکر بود سوختہ پر  
 تا خرد نیز رو بکار آورد  
 تا بخیل قیاس بار آورد  
 توجہ در سوگ و ماتم افتادی  
 تا خس و خوار تو پر دیک بار  
 تو ز دلدار خویش دیدہ بخواہ  
 چون بجوئی ز صدق دل - یابی  
 بس بہین شکل ست اسما ساز  
 این مجازست فی حواصل مصالح  
 باز کن دیدہ جاوہ بازی نیست  
 نیست از قیاس پیروزی  
 سے زنی ہرزہ گام کورانہ  
 چون قیاس خودت نہد بکثار  
 بگفتہ ہا سے شنید و اسرارے  
 پس کجا باشد این دیو کس یکسان  
 تونہ عاقل کہ سخت مجنون  
 بشمری زیر منت عقلا  
 کہ چنین ست زار و ماندہ دست  
 نتوانست سو مخلوق شتافت  
 شہر تے یافت از طفیل بشر



شب تارست و دشت و بیم دوان  
 خیز و بر حال خود نگاہ بکن  
 خیز و از نفس خود بہ پرس نشان  
 مے تپد از برائے رخ حجاب  
 افلا بصر و ن گفت خدا  
 تو اسیری بصد ہزار خطا  
 عجب این گوری است و بصری  
 سخن راست است از خطا  
 سر سربستہ و در اسے و را  
 راز ذات نہان کہ گوید باز  
 مشت خاک کے قتادہ است پراہ  
 تو نہ ہمی ہنوز این سخنم  
 اسے در لنگاہ ول زد و دگر گشت  
 اسے خورد وے یار زو و برا  
 یک نگاہ ہے بس ست در دین ہا  
 آشکارا است کفر و ایمان ہم  
 ترک خوف خدا و بد عملی  
 ورنہ روے نگار نیست نہان  
 از رگ جان قریب تریاوست  
 ہر کہ بر خواست از خود سی بیکار  
 حتی و قیوم و قادر است نگار  
 میل رفتن گریست جانب یار  
 در شگے ہست خیز و تجر بہ کن  
 گر خرد پاک از خطا بودے

چون بخوابی بخت ای نادان  
 خطر راہ بہ بین و آہ بکن  
 کہ چہ خواہد مرا تب عرفان  
 یا قیاسش بس ست در ہر باب  
 خیز و در نفس چو تعطش ہا  
 ہر خطاے تر ز اثر در ہا  
 کہ ازین کار خام بے خبر ہی  
 تو نہ ہمی سخن خطا اینجا ست  
 کہ کشاید بد و ن و سی خدا  
 جز خدا سے کہ ہست محرم راز  
 تند باد سے بچوید از در گاہ  
 در دلت چون فرو شوم چکنم  
 در دما را مخا طے نشا گشت  
 کہ دل آزد از شب یلدا  
 کاش دیدے کسی خوف خدا  
 گفتت آشکار و پنهان ہم  
 این دو چیز اند تخم تیرہ دلی  
 ہر حجابے زنت ای بیجان  
 ہر زہ از تو درازی کار ست  
 خود نشیند بکار او دادار  
 تو پندار مرده اسو مردار  
 جانب صدق را عزیز بردار  
 تا شکوکت بر آدم ازین  
 ہر خرد مند با خدا بودے

کس نرست از ذہول و سہو و خطا  
 نظر سے کن ز رو سے استقر  
 ورنہ باز آ ز شورش و انکار  
 آخرت با خداقتد سرو کار  
 در خرابات و قناد دے  
 رو بہ باطل نہادہ باز آ  
 در مزابل فتادہ باز آ  
 آخر اسے لافزن ز عقل و خرد  
 دم زدن در خیالہا محال  
 ہر کہ رخت افگند بویرانہ  
 چون چین سرنی ز راہ صواب  
 پاسے تولک منزل تو دراز  
 خود چینت فطرت انسان  
 اول از زور و تاب طاقت خویش  
 تا مگر کار بستہ بجشاید  
 چون بہ بیند کہ کار رفت از دست  
 رو نہد سوئے کو چہ یاران  
 زور دست برادران جوید  
 چون بماند ز ہر طرف ناچار  
 نعر ہائے زند بحضرت پاک  
 در خود بندد و بگریذار  
 گنہ من بجنش و پردہ پوشش  
 چون چین فطرت بشر افتاد  
 آن حکیمش ز لطف بے پایان

بجز خدا و ند عالم الاشیاء  
 گر کسے رستہ است باز نہا  
 حقیقت کذب را محو ز نہار  
 خود نگہ کن بترس زان دادار  
 خود بخود چون بدون شود ز گنگ  
 دل بہ بد رو سے دادہ باز آ  
 این کجاست مادہ باز آ  
 ہوش کن پامنہ بدون از حد  
 ہست شوریدہ مشرب و ضلال  
 سے نہاید بترزد دیوانہ  
 چہ نہ دانی کہ آخرت حساب  
 ترسمت چون رسی ازین تک و تاز  
 کہ چو بیند کہ مشکل ست گران  
 میکند سعی و جہد بیش از بیش  
 زیر بار سپاس کس تاید  
 رسن اختیار رفت از دست  
 مدد سے جوید از مدد گاران  
 نزد ہر کار دان سے پوید  
 نالہ آخر بدرگہ دادار  
 وز تضرع جبین نہد بر خاک  
 کائے کشائندہ رہ و دشوار  
 تانہ دشمن زند بشادی ہوش  
 زان سہگونہ صفت کہ گردم یاید  
 حسب فطرت بداد ہم سامان

جهد خویش عقلش داد  
 کار با همین امداد  
 ب قبال واقوام  
 و رب حاجت فیوض خدا  
 تار سد کار آدمی بکمال  
 تا بحدیقین رسد تسلیم  
 زان دو گونه مناسبت تلقین  
 هر طبیعت بحسب فهم و خیال  
 غرض آن میل فطرتی که خدا  
 آن همی خواست وحی ربانی  
 فطرت چون قتاده است چنان  
 مقتضای طبیعت انسان  
 که بشر را کشد بسوے قیاس  
 گاه دیگر کشد بمنقولات  
 زینکه آرام قلب اطمینان  
 نیز چون واجب است در تعلیم  
 لاجرم ره کشاده اند و تا  
 تا ذکی و غبی و اشرف و دون  
 دیگر این ست نیز هم برهان  
 که چنین شهرت خدا می یگان  
 گر نه گفته خدا انا الموجود  
 این همه شور هستی آن یار  
 خود بینداخت آن خدا و جهان  
 ای درین ایچه آدمی زادند

راه فکر و قیاس و غرض کشاد  
 رحم در قلب یکدگر بنهاد  
 کرد کار نظام و ربط تمام  
 کرد الهام را ز رحم عطا  
 تا میسر شود ایچه آمال  
 تا دو گونه شود ره تفهیم  
 مے کشاید ره حصول یقین  
 مے براید بدان ز چاه ضلال  
 کرد در فطرت بشر پیدا  
 نظر مے کن بجور تا دانی  
 چون کشی سر ز فطرت ای نادان  
 که نهادست ایرد منان  
 تا نه کار را بعقل اساس  
 تا بیا را مد از بیان ثقات  
 جز با خبر صفا و قان نتوان  
 که بقدر خرد بود تفهیم  
 تار سد هر طبیعتی بخدا  
 ره بیا بند سوے آن بیچون  
 بر ضرورت وحی آن رحمان  
 هر گز از جهد عقلها نتوان  
 چون قتاده مے جهان برین بیچون  
 که از دوا عالم ست عاشق زار  
 نه بشر کرد بر سرش احسان  
 که ز خدا در خود میقتادند

عقل چون شد چو فیض وحی نہ بود  
 ادا گر نور خود نہ بخشیدے  
 بیل از فیض گل سخن آموخت  
 ہمہ عالم گواہ آلایش  
 مہر پاکان بجان خود بنشان  
 این خرد جملہ خلق سے دارند  
 چارہ ما بعینہ یار کجا  
 زہر فرقت چشتی و نا کامی  
 جان تو برب از خوردن آب  
 کور ہستی و کین بدیدہ و ران  
 دارو سے درد دل ز فطنت ماست  
 نشود عین ز تصور زر  
 ہست بر عقل منت الہام  
 آن گمان بردوین نمود فراز  
 آن فردر یخت این بخت سپرد  
 آن کہ بشکست ہر بت دل ما  
 آنکہ ما را رخ نگار نمود  
 آنکہ داد از یقین دل جاے  
 وصل دلدار دوستی از ہما مش  
 وصل آن یار اصل ہر کامیت  
 بے عطیات ما ہمہ بے زاد

دیدہ را ز اتماب ہست وجود  
 چشم ما خود بخود جہان دیدے  
 منکر ازو سے ہمان کہ چشم بدوخت  
 ابلہ منکر ز وحی و القایش  
 تا شوی جان من ہم از پاکان  
 تا ز کم کن کہ چو نتو بسیار آمد  
 ما کجا ایم و عقل زار کجا  
 باز منکر ز وحی و الہامی  
 باز از آب زندگی روتاب  
 وہ چہ داری شقاوت و حسرت  
 آن بدل الشفاے وحی خداست  
 زر ہماست کو منتدیہ نظر  
 کہ از و بخت ہر تصور خام  
 آن نہان گفت و این کشود آن را  
 آن طمع دادوین بجا آورد  
 ہست وحی خدا بی ہمتا  
 ہست الہام آن خدا و دود  
 ہست گفتار آن دلارائے  
 ہمہ حاصل شدہ ز الہامش  
 و آنکہ زین اصل غافل آن غایت  
 بے عنایات ما ہمہ برباد

الذیل شانہ کے کثرت انعامات اور بارش کی طرح فیضان الہامات کو  
 محسوس کر کے بڑے ناز و نیاز سے اسکی ذات پاک کو خطاب کرتے

ہیں اور اے کے ضمن میں اپنے وجود طیب کو آیۃ الہدایہ نشان راہ حق بنا  
کرتے ہیں اور دشمنان خدا کے اعتراض کو جو وہ تعداد ازواج بہت  
بنوت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کرتے ہیں عجیب دلائل سے دفع  
کرتے ہیں اور بالآخر عاشقان الہی کی صفات بیان کرتے ہوئے  
بڑی باریب توحیدی سے اپنے تئیں دلیل صداقت اور مظہر و  
مظہر خوارق علامات الہیہ ثابت کرتے ہیں

براین اسمیہ صفحہ ۵۲۲

اے علاج گریہ ہائے زار  
اے تو دلدار دل غم کیش  
وز تو ہر بار و ہر شجر بار  
بیکان را یا ربی از لطف اتم  
ناگہان درمان بر آری از میان  
ناگہان آری برو صد مہر و ماہ  
صحبتے بعد از لقائے تو حرام  
شمع بزم ہست آنکہ او پروانہ است  
ناگہان جانے در ایمانش فتد  
یوئے تو آید ز بام و کوئے او  
مہر و مہر را پیش آری در سجود  
روئے تو یاد او فتد از دید او  
سے سنائی بہر اکرامش عیان  
خود ہی رونق تو آن بازدار  
کر ظہورش خلق گیر در روشنی  
از زمینی آسمانی سے کئی

اے خدا اے چارہ آزار  
اے تو مہم بخش جان ریش  
از کرم برداشتی ہر بار  
حافظ و ستار می از جود و کرم  
بندہ در ماندہ باشد دل طیان  
عاجز سے را غفلتے گیرد براہ  
حسن و خلق تو لبری بر تو تمام  
آن خردمند سے کہ او دیوانہ است  
ہر کہ عشقت در دل مجانش فتد  
عشق تو گرد و عیان بر روئے او  
صد ہزار ان نعمتش بخشی ز جود  
خود نشینی از پسے تا پیداو  
بس نمایان کار ہا کا ندر جہان  
خود کنی و خود کمنانی کار را  
خاک را در یک و چہیز و کئی  
بر کسے چون مہربانی سے کئی

صد شمعش میدهی چون آفتاب  
 تا ز تاریکی بر آید عالمی  
 زین نشانها بدرگان کور و کراند  
 عشق خلعت و شبنمی با آفتاب  
 آن شبه عالم که نامش مصطفی  
 آنکه هر نورے طفیل نور اوست  
 آنکه بهر زندگی آب روان  
 آنکه بر صدق و کمالش در جهان  
 آنکه انوار خدا بر روی او  
 آنکه جمله انبیا و راستان  
 آنکه مهرش میرساند تا سما  
 می دهد فرعونیان راه زمان  
 آن نبی در چشم این کوران زار  
 شرمش آید ای سگ ناپسندوست  
 این نشان شهوتی هست ای کسیم  
 در شبی پیدا شود روزش کند  
 منظر انوار آن بے چون بود  
 اتباعش آن دهد دل را کشتاد  
 اتباعش دل فروزد جهان دهد  
 اتباعش سینه نورانی کند  
 منطق او از معارف پر بود  
 از کمال حکمت و تکمیل دین  
 و ز کمال صورت و حسن اتم  
 تابعش چون انبیا گردد نور

تا نماند طالب دین در حجاب  
 تا نشان یا بنده از کویت بے  
 صد نشان بیند و قافل بگذرند  
 شب پران سرمدی جهان در حجاب  
 سید عشاق حق شمس الضحی  
 آنکه منظور خدا منظور اوست  
 در معارف همچو بحر بے کران  
 صد دلیل و حجت روشن عیان  
 منظر کار خدا بے کوسه او  
 خدا مانع همچو خاک آستان  
 میکند چون ماه تابان در صفا  
 چون ید بیضای موسی صد نشان  
 هست یک شهوت پرست کین شمار  
 بے نبی نام یلان شهوت پرست  
 کوز خش رختان بود نور قدیم  
 و رخران آید دل افروزش کند  
 در خرد از هر بشر افزون بود  
 کش نه بیند کس بعد سال جهاد  
 جلوه از طاقت یزدان دهد  
 با خبر از یار پنهانی کند  
 هر بیان او سر اسد در بود  
 پانصد بر اولین و آخرین  
 جمله خوبان را کند زیر قدم  
 نورش افتد بر همه تر دیکه و در

شیر حق پر ہیبت از رب جلیل  
 این چنین شیر سے بود شہوت پرست  
 بدیت اے کورک فطرت تباہ  
 شہوت شان از سر آزادی است  
 خود نگہ کن آن یکے زندانی است  
 گرچہ در یکجاست ہر دو رقرار  
 کار پاکان بر بدان کردن قیاس  
 کاٹان کز شوق دلبر سے روند  
 این کمال آمد کہ با فرزند وزن  
 در بہان و باز پیرون از بہان  
 چون ستور سے زیر بار افتد بہر  
 این چنین اسے کجا آید بکار  
 اسپاں اسپست کو بار گران  
 کالمے گرزین بدار و صد ہزار  
 پس گرفتار حضور اوستور  
 نیست آن کامل نہ مرد زندہ جان  
 کامل آن بان شد کہ با فرزند وزن  
 با تجارت با ہمہ بیع و شرا  
 این نشان قوت مردانہ است  
 سوختہ جانے ز عشق دلبر سے  
 او نظر دارد بغیر و دل بہ یار  
 دل چسبان در فرقت مجبور خویش  
 اوفتادہ دور از رو سے کے  
 خنم شدہ از غم چو ابرو سے کے

دشمنان پیشش چو رو باہ ذلیل  
 ہوش کن اے رو بہے ناچیز و پست  
 طعنہ بر خوبان بدین رو سیاہ  
 نے امیر آن چو تو آن قوم مست  
 وان دگر داروغہ سلطانی است  
 لیک فرتے ہست در وی آشکار  
 کارنا پاکان بودا سے بد خواہیں  
 با دو صد بار سے سبکتر سے روند  
 از ہمہ فرزند وزن یکو شدن  
 بس ہمین آمد نشان کاٹان  
 ورتہی رفتن سیل و تیز تر  
 نابکار ست این در اسپانش مار  
 مے کشد ہم میر و دبس خوش عثمان  
 صد کینزک صد ہزاران کار و بار  
 نیست آن کامل از قربت ہست  
 گر خرد مندی ز مردانش مخوان  
 با عیال و جملہ مشغولی تن  
 یک زمان غافل نگردد از خدا  
 کاٹان را بس ہمین پیمانہ است  
 کے فراموشش کند باد دیگرے  
 دست در کار و خیال اندک کار  
 سینہ از ہجران یار سے ریش ریش  
 دل دو ان ہر لحظہ در کو سے کے  
 ہر زمان چچان چو کیسوئے کے

دلبرش در شد بجان و مغز و پوست  
 جان شد او که جان فراموش شود  
 دیده چون برد لب مرست او فتد  
 غیر گو در بر بود و دست دور  
 کار و بار عاشقان کار جداست  
 تو م عیارست دل در دلبرے  
 جان خردشان از پئے مه پیکرے  
 فانیان را مانے از یار نیست  
 باد و صد زنجیر هر دم پیش یار  
 تو بیک خارے برای صد فغان  
 عاشقان در عظمت مولی نسا  
 کین و مهرشان همه بهر خداست  
 آنکه در عشق احد محو و قناست  
 فانی است و تیر او تیر حق است  
 آنچه بے باشد خدا را در صفات  
 خوے حق گردد در ایشان آشکار  
 لطف شان لطف خدا هم قهرشان  
 فانیان هستند از خود دور تر  
 گرفتار شسته تبض جانے میکند  
 این همه سختی و نرمی از خداست  
 هم چنین میدان مقام انبیا  
 فانی اند و آل ربانی اند  
 سخت پنهان در قباب حضرتند  
 اختران آسمان زیب و فر

راحت جاننش بیاد روک و ست  
 هر زمان آید هم آغوشش شود  
 هر چه غیر اوست اردست او فتد  
 یار دور افتاده هر دم در حضور  
 برتر از فکر و قیاسات شماست  
 چشم ظاهر بین بدیوار دورے  
 بر زبان صد قصها از دیگرے  
 بچه اوزن بر سر شان بار نیست  
 خار با او گل گل اند جبر خار  
 عاشقان خندان پانچان نشان  
 غرقه در یائے و حید از وفا  
 قهر شان گهرست آن قهر خداست  
 هر چه زو آید و ذات کبریاست  
 صیدا و دراصل نخچیر حق است  
 خود و در فانیان آن پاکذات  
 از جمال و از جلال کردگار  
 قهر حق گردد نه همچون دیگران  
 چون ملائک کار کن از داد و گر  
 یا کرم بر نا توانے مے کند  
 او ز خواہشهای نفس خود جداست  
 و اصلا و فاصلان از ماسوا  
 نور حق در جسامه انسانی اند  
 گم ز خود در رنگ آب حضرت اند  
 رفته از چشم ضلالت دور تر



کس ز قدر نور شان آگاه نیست  
 کور کورانہ ز ندر اسے دنی  
 ہم چنین تو اسے عدو مصطفیٰ  
 بر قمر عمو کنی از سگ رگی  
 مصطفیٰ ائیمہ روے خداست  
 گر ندیدیستی خدا اورا بہ بین  
 آنکہ آویز دبستان خدا  
 دست حق تائیڈ این مستان کند  
 منزل شان بر تر از صد آسمان  
 یا فشرده درو قلمے دلبرے  
 جان خود را سوخته بہر نگار  
 صاحب چشم انداختہ بے تمیز  
 روے شان آن آفتابے کاندن  
 تو خودی زن را تو ہیچون زنان  
 خوب گر نزد تو زشت و تباہ  
 کوریت صد پردہا بر تو نمکند  
 اسے بسا محبوب آن رب جلیل  
 اسے بسا کس خوردہ صد جام فنا  
 گر ناندے از وجود تو نشان  
 زاغ گر ز ادے بجایت مادرت  
 زانکہ کذبے فسق و کفر در سرت  
 تو ہلا کی اسے شقی سردی  
 اسے در انکار و شکے از شاہ دین  
 کس ندیدہ از بزرگات نشان

زانکہ ادنی را با علی راہ نیست  
 چشم کورش بے خبر زان روشنی  
 سے نہائی کور می خود را بسا  
 نور مہ کمتر نہ گردد زین سگی  
 منعکس دروے ہان خودی خداست  
 من را نی قدرا ہی الحق این یقین  
 خصم او گردد جناب کبریا  
 چون کہے باد مست حق مستان کند  
 بس نہان اند نہان اند نہان  
 وز سرش بر خاک افتادہ سرے  
 زندہ گشتہ بعد مرگ صد ہزار  
 چشم کوران خود نباشد ہیچ چیز  
 چشم مردان خیرہ ہم چون نہران  
 ناقص ابن ناقص ابن ناقصان  
 پس چہ خواہم نام تو اسے رو سیاہ  
 دین تعصب ہائے تو ہیجت بکند  
 پشت از کوری حقیرست و ذلیل  
 پیش این چہشت پر از حرص و ہوا  
 نیک بود زین حیات چون بگان  
 نیک بود از فطرت بد گوہرت  
 دین نجاست خواریت زان بدست  
 زانکہ از جان جہان سرکش شدی  
 و دمان و چاکرائش را بہ بین  
 نیست در دست تو بیش از دستان

یک گرو خواهی بیابن گرزا  
 بان بیا اے دیدہ بستر احمد  
 صادقان را نور حق تابدمام  
 مصطفیٰ مهر درخشان خداست  
 این نشان لعنت آمدکاین خان  
 سنے دل صافی نہ عقل راہ بین  
 جان کنی صد کن بکین مصطفیٰ  
 تانہ نور احمد آید چارہ گر  
 از طفیل دوست نور ہر بنی  
 آن کتابے ہجو خور دادش خدا  
 ہست فرقان طیب طاہر شجر  
 صد نشان راستی درو پدید  
 پر ز اعجازست آن عالی کلام  
 از خدائی ہا بخودہ کارا  
 آفتاب ست و کند چون آفتاب  
 اے مزور گریبائی سوے ما  
 وز سر صدق و ثبات و مخوری  
 عالمے بینی ز ربانی نشان  
 مگر غلات واقعہ گفتیم سخن  
 راضیم گر خلق بردارم کشند  
 راضیم گر باشند این کیفرے  
 راضیم گر مال و جان و تن رود  
 گرور و غم رفتہ باشد بزبان  
 لیک گر تو زین سخن سچی پسرے

صد نشان صدق شان مصطفیٰ  
 تا شعاعش پردہ تو بردرد  
 کاذبان مردند و شدت کی تمام  
 بر عدوش لعنت ارض و سماست  
 ماندہ اند ظلمتے چون شہران  
 راندہ در گاہ رب العالمین  
 رہ نہ بینی جز بدین مصطفیٰ  
 کس نے گیر نہ تا ریگی بدر  
 نام ہر مرسل بنام او جلی  
 کز رخش روشن شد این ظلمت  
 از نشانہا سے دہم مردم شمر  
 نے چو دین تو بنائیں پر شنید  
 نوزیر دانی در ورشد تمام  
 بر دریدہ پردہ کفار را  
 گر نہ کوری بیابن گر شتاب  
 وز و فارخت آگنی در کوس ما  
 روزگار سے در حضور ما بری  
 سوے رحمان خلق و عالم را گمان  
 راضیم گر تو سرم بری ز تن  
 از سر کین با صد از ارم کشند  
 خون روان بر خاک افتادہ سرے  
 و آنچه از قسم بلا بر من رود  
 راضیم بر ہر سترے کاذبان  
 بر تو ہم نفرین رب اکبرے

زین سختیہا ہر کہ روگردان بود  
 اسے خدایہی خستہا نے برار  
 دل نے دارند و چشم و گوش ہم  
 دین شان برقصہ ہا دارد مدار  
 فرق بسیارست در دید و شنید  
 دید را کن جتو اسے نام تمام  
 برسماعت چون ہمہ باشد بنا  
 صد ہزار ان قصہ از رو گشتید  
 دین ہمان باشد کہ نورش باقی است  
 دل مدہ الا بخوبے کز جمال  
 کورنی خود ترک کن ماہے بین  
 رو بہ بین و قد بہ بین و خدیہ بین  
 یکدم از خود دور شو بہر خدا  
 دین حق شہر خدا سے امجد است  
 درد سے نیک خوش اسلوبی کند  
 جانب اہل سعادت پے بزن  
 اسے بعد انکار و کین از کو دنی  
 ناہا کن کے خدا و نیکان  
 تا مگر زان ناہا نے دردناک  
 بے عنایات خدا کارست تمام

آن نہ مرد سے رہن مردان بود  
 کز بغا با حق نے دارند کار  
 باز سر چپان ازان بدرا تم  
 گفتگو ہا بر زبان دل بے قرار  
 خاک بر فرق کے کین را ندید  
 ورنہ در کار خودی بس سرد و خام  
 آن نیفزاید جو سے صدق و صفا  
 نیست یکسان با جو سے کان بہت یاد  
 و ز شراب دید ہر دم ساقی است  
 و انما یدبر تو آیات کمال  
 اسے گدا بر خیزد آن شا کا بہ بین  
 و ز محاسنہاے خوبان صد بہ بین  
 تا مگر نوشی تو کاسات لقا  
 داخل او در امان ایز دست  
 ہم چو خود زیبا و محبوبے کند  
 آشوسی روز سے سید کا جانن  
 رو در حق زن چراسے زنی  
 بگسلان از پاک من بند گران  
 دست غیبے گیردت ناگزہ خاک  
 پختہ داند این سخن را و السلام

برایں احمدیہ جلد ۱ صفحہ الف

کر مک پروانہ را چون موت آید فراز  
 سے قند بر شمع سوزان از رہ شوخی و ناز

برایں احمدیہ جلد ۱ صفحہ و

پناہم آن توانا نیست ہر آن  
 ز بخل ناتوانا نام مترسان

برایین احمدیہ صفحہ ۱۰۲

ہم کہ تفت انگند بہ مہر منیر	ہم برویش فتدلف تحقیر
تاقیامت تفت است برویش	قدسیان دور تر ز بد بویش

برایین احمدیہ صفحہ ۱۶۱

ترا عقل تو ہر دم پاسے بند کبر میدارد	برو عقلے طلب کن کت ز خود بینی بروند
ہمان بہتر کہ ما آن علم حق از حق بیاموزیم	کہ این علمے کہ ما داریم صد سہو و خطا دہ
کہ گوید بہتر از قولش گرا و خاموش بنشیند	کہ گیر و دست است از نادان گرا و دست تو بگردد
برو قدرش بہ بین و حجت و اہل دم و دین	کہ این حجت کہ سے آری باہا بر سر تہ آورد

برایین احمدیہ صفحہ ۳۲۵

تا تو انان را کجایاب و توان	تا نشان یا بند خود زان بچ نشان
عقل کوران رہنما جوید براہ	رہبری از دانش کو زان بجاء
عقل ما از بہر زاری و بکا ست	دفع آزار جہالت از خدا ست
عقل طفل ست اینکہ گرید ز آزار	شیر جز ما در نیاید زینہار

برایین احمدیہ صفحہ ۴۱۰

ہنہن محصور ہر گز راستہ قدرت نہائی کا	خدا کی قدر تو نگاہصر دعویٰ ہیو خدائی کا
--------------------------------------	---

برایین احمدیہ صفحہ ۴۵۴

عشق ست کہ بر خاک مذلت غلطاند	عشق ست کہ بر آتش سوزان مہشانند
کس بہر کس سر نہد جان نفشانند	عشق ست کہ این کار لب صد صندق کمانند

برایین احمدیہ صفحہ ۵۰۲

پایچ مجھو بے تماندہ مجھو یار دلبرم	مہر و مہر انیسیت قدر سے در دیار دلبرم
آن کجا روئے کہ دار و مجھو رویش آب تاب	وان کجا باغے کہ میدارد بہار دلبرم

برایین احمدیہ صفحہ ۵۰۶

چشم و گوش دیدہ بندہ حق گزین	یا دکن فرمان قل للمؤمنین
تا شود خود زین دان یکسر بر آرد	تا شود بر خاطر حق آشکار

تا شاید چہرہ آن محبوب جان  
تو بگوری با حیات این چنین  
تا بگو سے دستا نے رہ سہی  
صد جنون باید کہ تا ہوش آید

زیر پا کن دلبران این بہان  
کا لان حی اند ہم زیر زمین  
سالہا باید کہ خون دل خوری  
کے آسانی رہے بکشایدت

برایں احمدیہ صفحہ ۵۱۱

بیکدم سے کند وقت خزان فصل بہار لڑا

ہمیں مرگ ست کیا ران ہوشد رو کیا لڑا

برایں احمدیہ صفحہ ۵۱۲

نوناہل و نیک پود و سایہ دار و پر ز فہر  
گر خرد مندی مجنباں پیدا رہے شمر  
حسن آن شاہد پیرس از شاہدان با خود نگر  
آدمی ہر گز نباشد بہت او بدتر ز نگر

ہست فرقان مبارک از خدا طیب شجر  
میوہ گر خواہی بیا زیر درخت میوہ دار  
ور نیاید با ورت در وصف فرقان مجید  
دا حکمہ اد نامہ پئے تحقیق در کین مبتلاست

برایں احمدیہ صفحہ ۵۱۳

دانی تو آن ورد مرا کنز دیگران بہان کنم  
تا چون بخود دیا ہم ترا دل خوشتر از بستان کنم  
ز انسان ہے گریم کنز و یک عالمے گریان کنم  
خواہی بکشی یا کن رہا کے ترک آن دلمان کنم

اسے خالق ارض و سما بر من در رحمت کشا  
از بس لطیفی دلبر اور ہر گز و تارم در آ  
در سر کشی اسے پاک خو جان بر کنم در ہجر تو  
خواہی بقرم کن جدا خواہی بملغم رو نما

تخلو تاریخ طبع برایں احمدیہ منہ

اکدم بین کرے ہے دین حق سے آگاہ  
تاریخ ہی **یا غفور** نکلی وہ واہ  
۱۲۹۶

کیا خوب ہے یہ کتاب بجان اللہ  
از بس کہ یہ معجزت کا بتلاتی ہے راہ

سر مرہ چشم آریہ صفحہ نائل

اشد از کہ صواب صدق ظاہر  
کہ عاقل از دل و جان دوست دلد چشم نائل  
ہانا کزین تو تیا فاضل اند

بحمد اللہ کہ این کسل الجواہر  
متلب از سر مرہ و گر روشنی چشم سے باید  
کسانے کہ پوشیدہ چشم و دل اند

سرمه چشم آریہ صفحہ ۱

اے دلبر و دلستان و دلدار  
 لرزان ز تجلیت دل و جان  
 و رذات تو جز تیرے نیست  
 در غیبی و قدرت ہویدا  
 دوری و قریب تر ز جان ہم  
 آن کیست کہ منتہائی تو یافت  
 کردی و دو جهان عیان ز قدرت  
 دین طرفہ کہ بیج کم نہ گردد  
 حسن تو غنی کند ز ہر حسن  
 حسن نمکینست از نہ بودے  
 شوخی ز تو یافت رو کھویان  
 سیمین ذقنان کہ سیب دارند  
 این ہر دو ازان دیار آیند  
 از بہر نشایش بہالت  
 ہر برگ صحیفہ مہدایت  
 ہر نفس بتو رہے نماید  
 ہر ذرہ نشان از تو نورے  
 ہر سوز عجائب تو شورے  
 از یاد تو نور ہا بہ بینم  
 آنکس کہ بہ بند عشقت افتاد  
 اے مونس جان چہ دستانی  
 از یاد تو این دے بنم غرق  
 چشم و سر ما فداے رویت

و سے جان جهان و نور انوار  
 حیران ز رخت قلوب و البصار  
 ہنگام نظر نصیب افکار  
 پنہانی و کار تو نمودار  
 نوری و نہان تر از شب تار  
 دان کو کہ شود محیط اسرار  
 بے مادہ و بے نیاز انصار  
 با آنکہ عطائے تست بسیار  
 مہر تو بخود کشد ز ہر یار  
 از حسن نہ بودے بیج آثار  
 رنگ از تو گرفت گل بہ گلزار  
 آمد ز ہمان بلند اشجار  
 گیسوئے بتان و مشک تار  
 بنیم ہم چیز آئینہ وار  
 ہر جوہر و عرض شمع بردار  
 ہر جان بدد صلاے این کار  
 ہر قطرہ براند از تو انہار  
 ہر جاز غرائب تو اذکار  
 در حلقہ عاشقان خون بار  
 دیگر نہ شنیدند اغیار  
 کہ خود بر بودیم بہ نیکیار  
 دار دیگرے نہان صدف دار  
 جان و دل ما بتو گرفتار

شوق تو بہ نقد جان خریدیم  
میرا تو کہ سرزد سے زمیں ہم  
سمرست کہ ترک خویش پیوند

تا دم نہ زند دگر خدیار  
در برج و لہم نمائند یار  
کردیم و دست جزا تو دشوار

سمرست چشم آریہ صفحہ ۱۸۸

کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدل الانوار کا  
چاند کو کل دیکھ کر میں جنت بیکل ہو گیا  
اُس بہار دین کا دل میں ہمارا جوش ہو  
ہو بہ بے جلدی تری قدرت کا پیار ہر طرف  
چشمہ نور شید میں موحین تری مشہودین  
تو نہ خود رو و چونہ اپنی ہاتھ سے چہر کا رنگ  
کیا عجیب تو فی ہر اک ذرہ میں رکھیں ہیں خوا  
تیری قدرت کا کوئی ہی انتہا پاتا نہیں  
ذہر و یون میں ملاحست تری و اس حسن کی  
چشم مست ہر حسین ہر دم دکھاتی ہو تجھے  
آنکھ کے اندھو کچھ حائل ہو گئی سو سو بچا  
ہیں تری پیاری نگاہیں دلبر اکتیخ تیر  
بترے ملنے کے لہو ہم مل گئی ہیں خاک میں  
ایک دم بھی گل نہیں پڑتی مجھے تیری سوا  
شور کیسا ہو ترے کو پہ میں بجلدی خبر

بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا  
کیونکہ کچھ کچھ تہا نشان اس میں جمال باری کا  
مست کرو کچھ ذکر ہے ترک پاتا نامہ کا  
بس طرف دیکھیں وہی رہا ترے دیدار کا  
ہر ستارے میں تہا شاہ تری چمکار کا  
اس سے ہو شور و محبت عاشقان زار کا  
کوہن پڑھ سکتا ہو سارا فقر ان اسرار کا  
کس سے کہل سکتا ہو حج اس عقدہ شمار کا  
ہر گل و گلشن میں ہو رنگ اُس تری گلزار کا  
ہاتھ تری تیری طرف ہر گیسوئے فہر کا  
ورنہ تہا قید تراں کا فرو دیندار کا  
سب سے کٹ جاتا ہو سب جگہ افغانیا کا  
تا مگر در مان ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا  
جان گھٹی جاتی ہو جیسے دل گھٹ جیہا کا  
خون نہ ہو جیہا کسی دیوانہ مجنون دار کا

سمرست چشم آریہ صفحہ ۱۸۹

دنیا کی حرص و آرز میں کیا کچھ بکرتی ہیں  
زر سے پیار کرتے ہیں اور دل لگا دیتی ہیں  
جب اپنی دلبر و نکو نہ جلدی پاتے ہیں  
پر انکو اُس سخن کی طرف کچھ نظر نہیں

نقصان جو ایک پیسہ کا دیکھیں تو میر تہین  
ہوتے ہیں زکریا کو بس مری جا تہین  
کیا کیا نہ اتنے تہیر میں آنسو بہا دیتی ہیں  
آنکھیں بنیں ہیں کان نہیں دل میں نہیں

انکے طریق و دھرم میں گولا کہہ ہوسدا  
پر تپ ہی مانتے ہیں اسکو بہر سبب  
دل میں مری ہی ہے کہ مرنا نہیں کہی  
اسے غافلان و فاختہ دین سر اکہ نام

کیسا ہی ہوعیان کہ وہ ہی جھوٹ افتقاد  
کیا حال کر دیا ہے تو صب کچھے نصب  
ترک اس عیال و قوم کو کرنا نہیں کہی  
دنیا سے دون نمازد و نماز کس مدام

سر مرہ چہم آریہ صفحہ ۱۰۱

اسے ز تسلیم وید آوارہ  
آن قدیرے کنیت زو چارہ  
بشنوی گرو د بخت روے  
آنکہ با ذات ا بقا و حیات  
تا توانی ست طور مخلوقات  
کے پسند و خرد کہ رب قدیر  
نظرے کن بستان ربانی  
این چہ دین ست و ایچہ آیین ست  
گر بدین دین و کیش سہتی شاد

منکر از فیض بخش ہموارہ  
نزد تو عاجز ست و نا کارہ  
شور تا لاولی ز ہر سوے  
چون نباشد بدیع ما آن ذات  
کے خدا ایچن بود ہیہات  
تا توان باشد و ضعیف و حقیر  
داور سی لکمن بنا دانی  
کہ خدا تا توان و مسکین ست  
مایہ عمر را د ہی بر باد

سر مرہ چہم آریہ صفحہ ۱۰۲

اُن کو سودا ہوا ہے وید و نگا  
آریو اس قدر کہ و کیون جوش  
نہ کیا ہے نہ کر کے پیدا  
عقل رکھتے ہو آپ ہی سوچو  
بے خدا کوئی چیز کیونکر ہو  
ناستک مت کو وید ہیں حامی  
ایسے مذہب کہی نہیں چلتے  
جس نے پیدا کیا وہی جانے  
غیر کو غیر کی خبر کیا ہو

انکا دل مبتلا ہے وید و نگا  
کیا نظر آ گیا ہے وید و نگا  
سوچ لو یہ خدا ہے وید و نگا  
کیون بہر و سا کیا ہے وید و نگا  
یہ سراسر خطا ہے وید و نگا  
بس یہی مدعا ہے وید و نگا  
کال سر پر کھڑا ہے وید و نگا

صفحہ ۱۸۳

دوسرا کیونکر اسکو بچانے  
نظر دور کار گر کیا ہو



سرمد چہم آریہ صفحہ ۲۰۶

آنجا کہ سجتے نمک میریزد	ہر پردہ کہ بود از میان بر خیزد
این نفس دنی کہ صد ہزارش بہت	خاموش شود چو عشق شورا نگیزد
چون رنگ خودی رود کسور از عشق	یارش ز کرم برنگ خویش آمیزد

سرمد چہم آریہ صفحہ ۲۱۰

سینہ سے باید تہی از غیر یار	دل ہے باید پر از یاد نگار
جان ہے باید براہ افسا	سر ہے باید بیائے اوشا
پسح دانی صیت دین عاشقان	گو میت گر بشنوی عشاق وار
از ہمہ عالم فرو بستن نظر	لوح دل شستن ز غیر دوستا

سرمد چہم آریہ صفحہ ۲۳۲

ترک خوبی سے کھاند خوبتر	عشق را در مان بود عشق دگر
شیر با شیر سے نماید زور تن	مے تو ان آہن یا ہن کو فتن
گر غریق اندر نجاست باستن	رو بدیائے در آرد غوطہ

سرمد چہم آریہ صفحہ ۲۳۹

چون گمانے کنم اینجا مدد روح قدس	کہ مرا در دل شان دیو نظر سے آید
این مدد ہاست در اسلام چو خورشید عیان	کہ ہر عصر میجائے دگر سے آید

سرمد چہم آریہ صفحہ ۲۵۰

تا بردلم نظر شد از مہر ماہ مارا	کہ دست سیم خالص قاب سیاہ مارا
لطف عمیم دلبر ہر دم مرا بجا اند	ہر چند سے ز مند این اغیار راہ مارا
در کوسے دستاںم چون خاک گوشہ روز	دیگر نشان چہ باشد اقبال و جاہ مارا

سرمد چہم آریہ صفحہ ۲۵۹

گر چہ ہر کس زرہ لات بیافہ دارد	صادق آنست کہ از صدق نشا دارد
--------------------------------	------------------------------

تختہ حق صفحہ ۳

نمی ترسیم از مردن چنین غمناز دل کنندیم	کہ ما مر دیم زان روز کہ دل از غیر بکنیم
--	---

دل و جان در ره آن دوستان خود فدا کریم | اگر جان ما ز ما خواهد بصد دل آرزو مندیم

تاریخ طبع شحنة حق منہ صفحہ ۸۰

آن صید تیرہ بخت کہ بندی پیاوی اوست | شیر مثال بغض خوری اختیار کرد  
فرعون شد و عناد کلیہ بدل نشاند | یکسر خزان شد و گلہ ہا از بہار کرد  
چون شحنة حق از پے تغیر اوجاست | چندان بکوفتش کہ تنش چون عبا رکرد  
تاریخ رد آن ہدیان شہ حاجت است | صید رکبیک بود کہ موسی شکار کرد

۱۱۴۴ - بالخان بندہ پیاوی صید

فتح اسلام صفحہ نائل

کیا شک ہوا تے میں تمہیں اس سچ کے | جسکی ممانعت کو خدا نے بتا دیا  
حاذق طبیب پاتھن تے ہی خطاب | خوبو نکو بہی تو تم نے سیحا بنا دیا

فتح اسلام صفحہ ۶

اے خدا اے چارہ ساز ہر دل اندوگین | اسے پناہ عاجزان آمر زگار مذنبین  
از کرم آن بندہ خود را بہ بخشش ہا نواز | دین جدا افتادگان را از ترجمہ ہا بین  
اور دیست درد کم کہ گرانیش آب چشم | بردارم استین برود تا بدامنم

موشیہ تفرقہ (فتح اسلام صفحہ ۵۷) حالت اسلام

مے سز و گر خون مبارک دیدہ ہر اہل دین | بر پریشان حالی اسلام و قحط المسلمین  
دین حق را گردش آمد صعبناک سہلگین | سخت شورے اوقات اندر جہاں با کفر و کین  
آنکہ نفس اوست از ہر خیر و خوبی بکفییب | مے ترا شد عیب ہا در ذات خیر المسلمین  
آنکہ در زندان ناپاکی ست محبوس و اسیر | ہست در شان امام پاکجا زان بخت چین  
تیر بر معصوم مے یار و خبیثہ بد گھر | آسمان را مے سز و گر سنگ بار و بر زمین  
پیش چشمان شما اسلام در خاک افتاد | چیت عذری پیش حق ہو جمع المتعین  
ہر طرف کفرست جو شان بچو افواج یزید | دین حق پیار و یکس ہجو زین العابدین  
مردم ذمی مقتدرت مشغول شرتہا کویش | خرم و خندان نشستہا بآنان نازین  
عالمان را و ذوق شہاب ہم فساد از خوش نفس | ز ابدان غافل سر اسرار فرہارتے دین  
ہر کسے از ہر نفس دون خود طرے گرت | طرف دین خالی شد و ہر شے بخت از کین

اسے مسلمانان پچہ آزار سامانی چہرست  
 کلاس، نیار اچہ استحکام و چشم شہادت  
 رحمت آمد قریب آغا خان مجریش کہ بند  
 نفس خود را بتہ دنیا دار اسی ہوشمند  
 دل بہ آلا بالہ از چشمہ شہدائیم ست  
 آن نور و نہ سے کہ دیوانہ یاش بود  
 ہر سہ جام شہدائے آب حیات، الا زوال  
 اسے برادر دل زندہ در دولت و قیادون  
 تا توانی جبہ کن از بہر دین با جان و مال  
 از عمل ثابت کن آن نور کہ در ایمان است  
 یاد ایا سے کہ این دین مرجع ہر کیش بود  
 بر زمین گستر و ظل تربیت از نور علم  
 این زمانے آچختان آتہ کہ ہر ابن الجہول  
 صد ہزاران اہلہان از دین برون بردند  
 بر مسلمانان ہمہ ادباز دین رہا رفتاد  
 گر بگردو عالمے از راہ دین مصطفیٰ  
 فکر ایشان غرق ہر دم درہ دنیا گون  
 ہر کجا در مجلسے فسق است ایشان صدرا  
 باختر بات آشنا بیگانہ از کوئے بدی  
 رو بگردانید و لہذا کہ صد اخلاص داشت  
 آن زمان دولت و اقبال ایشان در گزشت  
 از رہ دین پروری آمد عروج اندر نخست  
 یا الہی باز کے آید تو وقت مدد  
 این دو فکر دین احمد مغز جان گدخت

دین بین ابر شہاد در بیغہ دنیا رہن  
 یا مار از دل برون نہ دید موت اولین  
 ورنے تاکے زبان لطیف و حقہ بزمین  
 و نہ تلخی با بزمینی و نہ زلف از اناس پسین  
 تا نہ ورد اسمی یا بی نایب الحسین  
 ہر شہید آتہ ستارہ آن یار حسین  
 ہر کہ نوشید ست او بہر گز نمیرد بعد زین  
 زہر خوریز ست در ہر قطرہ این گنجین  
 تا زرب العرش یا بی خلعت صد آفرین  
 دل چودادی یوسفے را راہ کنعان گزین  
 عالمے را و ارا نید از رہ دیو لعین  
 پائے خود سے زہر و جہا بہر چرخ برین  
 از سفاهت می کنند کذب این دین متین  
 صد ہزاران با ہلان گشتند صید الماکرین  
 کز پئے دین بہت شان نیست بانی تفریز  
 از رہ غیرت نمی جہند ہم مثل حبیبین  
 مال ایشان غارت اند راہ نسوان بینین  
 ہر کجا بہت از معاصی حلقہ ایشان گنین  
 نفرت از ارباب دین بامی پرستان شیر  
 چون ندید اند دل این قوم صدق الخلیفین  
 شومی اعمال شان آورد ایا سچینین  
 یا ز چون آید باید ہم ازین رہ بالیقین  
 باز کے پیغم آن فرخندہ ایام و سینین  
 کثرت اعدا ملت قلات انصار دین

یا مبردار یارب زین مقام آتشین  
گمربان را چشم کن روشن تر آیات مبین  
نیست امیدم که ناکامم بمیرانی درین  
صادقان را دست حق باشد نهان و پستین

۱۔ سے خدا زود آو بر ما آب نعت ہا بار  
اسے خدا نور ہدیٰ از مشرق رحمت بر آو  
چون مرا بخشدہ صدق اندرین روز و گدا  
کار و بار صادقان ہرگز نہ اند تا تمام

### نتیجہ اسلام صفحہ ۲۳

آپنچنان از خود جدا شد کہ میان با تمامیم  
پیکر او شد سر اسر مروت رب رحیم  
ذات حقانی صفاتش منظر ذات قدیم  
چون دل احمد نمی بینم و گریہ شے عظیم  
صد بلارامی بخرم از ذوق آن عین انعم  
ر شمن فرعونیا نم بہر عشق آن کھیم  
گفتے گردیدے طبعے درین را، سلیم  
این تمت این دعا این دلم غم مہیم

شان احمد کہ داند جز خداوند کریم  
زان نمط شد محو لبر کز کمال اتحاد  
بوئی محبوب حقیقی میدوزان رو پاک  
گرچہ منسوبم کند کس سوکجا، و شلال  
منت ایزد را کہ من بر نعم اہل روزگار  
از عنایات خداوند فضل آید داد ایاک  
آن مقام و رتبت خاصش کہ بر شین بیان  
در رہ عشق محمد این سر و جانم رود

### ازالہ اوہام صفحہ ۳

خویشتن را زود تر بر بندہ الحار آورد  
ہرچہ پنهان خاصیت دارد جهان بار آورد  
تا صداقت خویشتن را خود یا ظہار آورد  
نور پنهان بر عین مرد انوار آورد  
ہر زمان رویش سرور واصل یار آورد  
بدین آمدم و بدین بگذریم

آن نہ دانا بود کز ناشکیبائی نفس  
صبر باید طالت حق را کہ تخم اندر جهان  
اندکے نور فراست باید اینجا مرد را  
صادقان را صدق پنهانی نمی ماند نہان  
ہر کہ از دست کسی خورد دست کاست و مال  
ز عشاق فرقان و پیغمبر ہم

### ازالہ اوہام صفحہ ۴

امیان را سے دہی فہم و ذکا  
در جہالت ہا مرا نشود نہاست  
من محب تر از مسیحے ہے پد

اسے خدا جانم بر اسرار ت خدا  
در جہانت ہجو من امی کجاست  
کر کے یو دم مرا کردی لبشر

جائے کہ از مسیح و نزولش سخن روا  
 کاندردلم دید خداوند کردگار  
 موعودم و بحالیہ ماوراء آدم  
 رنگم چون گندم است و بمو فرق بین است  
 این مقدم نہ چاک شکوکت و التباس  
 از کلمہ منارہ شرقی عجب مدار  
 اینک منم کہ حسب بتارات آدم  
 آن را کہ حق بہ جنت خلدش مقام داد  
 چون کافر از ستم پرستند مسیح را  
 رویک نظر بجانب فرقان غفور کن  
 یارب کجاست محرم راز کاشفات  
 آن قبلہ رو نمود بگیتی بچار دہم  
 جو شیدا آچنان کرم منبع فیوض  
 اسے معترف بخوف الہی مہر باش  
 آخر سخاوندہ کہ گمان نکو کنید  
 بر من چراکشی تو چنین خجہ زبان  
 مامورم و مرا چہ درین کار اختیار  
 اسے آنکہ سوکن بدویدی بصدتبر  
 حکم است از آسمان بزین میرسانش  
 اسے قوم من بگنہ من تشکّل مباح  
 من خود نگویم این کہ بلوح خدا ہمین است  
 در تنگنا و حیرت و فکرم ز قوم خویش  
 ز چشم ماندہ است نہ گوش و نہ نور دل

گویم سخن اگر چہ ندارند باورم  
 کان برگزیدہ راز رہ صدق مظهرم  
 حیف است گر بیدہ نہ بیند منظرم  
 ز انسان کہ آمدست در اخبار سرورم  
 سید جدا کند زمیجان احمرم  
 چون خود ز مشرق است تجلی نیرم  
 عیسی کجاست تا بہ نہد پا بمنبرم  
 چون بر خلاف وعدہ بروں آید ازارم  
 عینوری خدا بسرش کرد ہمسرم  
 تا بر تو منکشف شود این راز مخفرم  
 تا نور باطنش خبر آرد ز مخبدم  
 بعد از ہزار و سہ کہیت افکند و حرم  
 کا مدنا سے یار ز ہر کوی و معبدم  
 تا خود خدا میان کند آن نور اخترم  
 چون میروسی بروں ز صدوشن بر آدم  
 از خود نیم ز قادر ذو الجہد اکبرم  
 رو این سخن بگو بخداوند آمرم  
 از باغبان ترس کہ من شاخ مشمرم  
 گر بشنوم نگویشش آرزو کجا برم  
 ز اول چنین مجوشش بہین تا باخرم  
 گر طاقتت بخو کن آن نقش داورم  
 یارب عنایتی کہ ازین فکر مضطرم  
 جز یک زبان شان کہ نیز زد بیکدرم

بد گفتم ز نوع عبادت شمرده اند  
 ایدل تو نیز خاطر اینسان نگاها دار  
 اے منکر پیام سر و ش و ندا حق  
 جانم گداخت از غم ایمانت ای عزیز  
 خواهی که روشنت شود احوال صدق  
 گوش دلم بجانب تکبیر کس کجاست  
 از طعن دشمنان خبر چون شود مرا  
 من میزیم بوحی خدا که با من است  
 من رخت برده ام بعمارات یار خویش  
 عشقش بتار و پود دل من درون بخت  
 راز محبت من و او فاش گرشده  
 ابتداء روزگار ندانند از من  
 بعد از بهم هر آنچه پسندید بخت  
 هر لحظه می خوریم ز جام وصال دوست  
 باد بهشت بر دل پر سوز من و زد  
 بد بوی حاسدان نرساند زبان به من  
 کام ز قرب یار بجای رسیده است  
 پایم ز لطف یار بخت خزیده است  
 بوش اجابتش که بوقت دعا بود  
 هر سوی و هر طرف رخ آن یار بنگرم  
 ای حسرت این گروه عزیزان مرانید  
 گر خون شد دست دل ز غم و درویشان  
 هر شب هزار غم بمن آید ز در و قوم  
 یارب یارب چشم من این گل شان بشو

در چشم شان پلید تر از هر مزوم  
 کاخر کنند دعوی حب پیبرم  
 از من خطا بیسن که خطا در تو بنگرم  
 دین طرفه تر که من بجان تو کافرم  
 روشندی بجواه از ان ذات ذوالکرم  
 من مست جامها می عنایات دلبرم  
 کاندر خیال دوست بجواب خوش اندم  
 پیغام اوست چون نفس روح پرورم  
 دیگر خبر پیس ازین تیره کشورم  
 مهرش شد دست در ره دین مهر اورم  
 بسیار تن که جان بفشاند و بدین درم  
 من نور خود نهفته ز چشمان شپهرم  
 بد قسمت آنکه در نظرش هیچ محترم  
 هر دم انیس یار علی رغم منکرم  
 صد نگهت لطیف دهد و دود مجرم  
 من هر زمان ز نایب یاوش معطرم  
 کاسخ از فهم و دانش اغیار برترم  
 در فضل آن حبیب بدست ساغر  
 زان گونه زاریم نشنیدست ما درم  
 آن دیگرے کجاست که آید بخاطرم  
 وقتی به بیندم که ازین خاک بگذرم  
 هست آرزو که سر بروم درین سرم  
 یارب نجات بخش ازین روز پر شرم  
 کامر فرد تر شدست ازین درد بترم

در باب چو کج آب بهر تور بختیم  
تا بیخی غموم با خسر نه رسد  
دل غم نشدست از غم این قوم ناشناخته  
گر علم خشک کوری باطن نه زده زد  
پرسنگ میکتد اثر این منظمه مگر  
سلم آن بود که نور است رفیق اوست  
او در قوم من نشناسد مقام من  
ای قوم من اصبیه نظر بر وی غیب دار  
کز چوین خاک پیش تو قدم بود چه پاک  
اداهت و نقل او که نواز دو گریه من  
زانگونه دست او دلم از غیر خود کشید  
ایب از خدا بشتی محمد محرم  
به تارا بود من بسراید بشتی او  
من در حریم قدس چرخ صد آتم  
هر دم فلک شهادت صد تمهید  
والله که هیچ کشتی نوحم ذکر دگار  
این آتشی که دامن آخر زمان بر خفت  
من بنیتم رسول دنیا درده ام کتاب  
یا رب بزاریم نظری کن بلطف و فضل  
جامه خدا شود بهره دین مصطفی

در باب چو کج آب بهر تور بختیم  
تا بیخی غموم با خسر نه رسد  
دل غم نشدست از غم این قوم ناشناخته  
گر علم خشک کوری باطن نه زده زد  
پرسنگ میکتد اثر این منظمه مگر  
سلم آن بود که نور است رفیق اوست  
او در قوم من نشناسد مقام من  
ای قوم من اصبیه نظر بر وی غیب دار  
کز چوین خاک پیش تو قدم بود چه پاک  
اداهت و نقل او که نواز دو گریه من  
زانگونه دست او دلم از غیر خود کشید  
ایب از خدا بشتی محمد محرم  
به تارا بود من بسراید بشتی او  
من در حریم قدس چرخ صد آتم  
هر دم فلک شهادت صد تمهید  
والله که هیچ کشتی نوحم ذکر دگار  
این آتشی که دامن آخر زمان بر خفت  
من بنیتم رسول دنیا درده ام کتاب  
یا رب بزاریم نظری کن بلطف و فضل  
جامه خدا شود بهره دین مصطفی

ازاله او هام صفحه ۵۳۶

ز موت و ز فو تش ربانی نبود  
تو هم کن چنین ابن مریم توئی

در آن ابن مریم خدائی نبود  
رها کرد خود را از شرک و دوی

ازاله او هام صفحه ۶۶۵

جو ہمارا تہا وہ اب دلبر کا سارا ہو گیا  
 شکر لے دے گیا ہم کو وہ محل سے بدل  
 آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا  
 کیا ہو اگر قوم کا دل سنگ خارا ہو گیا

ازالہ صفحہ ۶۳

امت احمد تہان وارد دو حضور اور وجود  
 زمرہ زیشان ہمہ بدینستان را آجائنگ  
 مے تواند شد مسیحا میت تواند شد یہود  
 زمرہ دیگر بجائے انبیا دارد قعود

ازالہ صفحہ ۶۴

کیون نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال  
 ابن مریم مر گیا حق کی قسم  
 مارتا ہے اسکو فرقان سر بسر  
 وہ نہیں باہر رہا اموات سے  
 کوئی مردون سے کبھی آیا نہیں  
 عہد شد اذکر دگار بیچگون  
 اسے عزیز و سوچ کر دیکھو ذرا  
 یہ تو رہنے کا نہیں پیار و مکان  
 ہاں نہیں پاتا کوئی اس سے نجات  
 کیون تمہیں انکار پر اصرار ہے  
 برخلاف نص یہ کیا جوش ہے  
 کیون بنایا ابن مریم کو خدا  
 کیون بنایا اسکو با شان کبیر  
 مر گئے سب پر وہ مریضے بچا  
 ہے وہی اکثر پرندون کا خدا  
 مولوی صاحب یہی توحید ہے  
 کیا یہی توحید حق کا راز تہا  
 کیا بشر میں ہو خدائی کا نشان  
 دل میں اٹھتا ہو میری سو سو ابال  
 داخل جنت ہوا وہ محترم  
 اُسکے مرجانی کی دیتا ہے خبر  
 ہو گیا ثابت یہ تیں آیات سے  
 یہ تو فرقان نے ہی بتلایا نہیں  
 غور کن در انھد کلا یہ جعوت  
 موت سے بچتا کوئی دیکھا ہلا  
 چلے بسے سب انبیا و راستان  
 یونہی باتیں ہیں بنائیں و اہیات  
 ہے یہ دین یا سیرت کفار ہے  
 سوچ کر دیکھو اگر کچھ ہوش ہے  
 سنت الہی وہ کیوں باہر رہا  
 غیب دان و خالق وحی و قدیر  
 اب تلک آئی نہیں اس پر فنا  
 اس خدادانی پتیر سے مرجبا  
 سچ کہو کس دیو کی تقلید ہے  
 جسہ بر سنوں تمہیں اک تاز تہا  
 الامان ایسے گمان سو الامان



ہے تعجب آپ کے اس جوش پر  
کیون نظر آتا نہیں راہ صواب  
کیا یہی تسلیم فرقان ہے بھلا  
مومنوں پر کفر کا کرنا گمان  
ہم تو کہتے ہیں مسلمانوں کا دین  
شرک اور بدعت سی ہم بیزار ہیں  
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہو  
دے چکے دل اب تن غاکی رہا  
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب  
سخت شور سے اوقتا داند زمین  
کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا

فہم براور عقل پر اور ہوش پر  
پڑ گئے کیسے یہ آنکھوں پر حجاب  
کچھ تو آخر چاہیے خوف خدا  
ہے یہ کیا ایمان داروں کا نشان  
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین  
خاک راہ احمد مختار ہیں  
بہان و دل اس راہ پر قربان ہو  
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ ہی خدا  
کیون نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب  
رحم کن بر خلق اسے جان آفرین  
تجھ کو سب قدرت ہو اور رب الورا

ازالہ صفحہ ۸۲

عزیزان بے خلوص صدق کھٹائیں گارا  
مصفا قطرہ باید کہ تا گوہر شود پیدارا

آسمانی فیصلہ صفحہ ۸۱

اے خداوند رہنما سے جہان  
آتش اقدار جہان ز باد  
صادقان را ز کاذبان برہان  
الغیاث ای معینت عالمیان

آسمانی فیصلہ صفحہ ۱۸

اے خدا اے مالک ارض و سما  
اے رحیم و دستگیر و رہنما  
سخت شور سے اوقتا داند زمین  
امر فیصل از جناب خود نما  
اک کرشمہ اپنی قدرت کا دکھا  
حق پرستی کا مٹا جاتا ہو نام  
اے پناہ حزب خود در ہر بلا  
ایکے در دست تو فضلست و تقنا  
رحم کن بر خلق اسے جان آفرین  
تا شود قطع نزاع دفتنہا  
تجھ کو سب قدرت ہو اور رب الورا  
اک نشان دکھا کہ ہو حجت تمام

آسمانی فیصلہ ۳۶

گر خدا از بندہ خوشنود نیست گر سگ نفس دنی را پروریم اے خدا اے طالبان رازینما بر رضا کے خویش کن انجسام خلق و عالم جملہ در نور و شراند آن یکے را نور سے بخشی بدل چشم و گوش و دل ز تو گیر و ضیا	ہیج حیوانے چوا و مرد و دنیست از سگان کو چہ با ہم کتیم اے کہ مہر تو حیات روح ما تا بر آید درد و عالم کام ما طالبات در مقام دیگر آند وان دگر را می گذاری پا بگل ذات تو سر چشمہ فیض مہدی
---	---

## آسمانی فیصلہ صفحہ ۷۲

ہمان بہ کہ جان در رہ او نشانم | اہمان را چہ نقصان اگر من نامم

## نشان آسمانی

این ست نشان آسمانی یا صوفی خویش را بروں آ اے سخت اسیر بدگمانی سوزم کہ چنان شوی مسلمان اگر خود آدمی کامل نباشد تلاش حق رحمت خالق کہ جز اولیاست خدا سے وہی لوگ کرتی ہیں پیار اسی فکر میں رہتی ہیں روز و شب اے دیکھکے مال و جان بار بار الگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے چہ خوش بودے اگر کہی امت نور دین	مثلش نہ با اگر توانی یا تو بہ یکن ز بدگمانی وے بستہ کمر بہ بد زبانی وین طرفہ کہ کافرم بخوانی خدا خود راہ بناید طلب کار حقیقت را ہست پنهان زیر لنت اخلق جو سب کچھ ہی کرتی ہیں اسپر نثار کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہو کب ابھی خوف دل میں کہ میں نابکار وہی پاک جانتے ہیں اس خاک سے ہیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقین بودے
---	---

## برکات الدعا صفحہ

اے اسیر عقل خود بر ہستی خود کم نیاز غیر را ہرگز نمی باشد گذرد کو سے حق	کین سپہر بوالعجب چو تو بسیر آورد ہر کہ آید از آسمان اور از آن یار آورد
---	---

خود بخود فهمیدن قرآن گمان باطل است

هر که از خود آورد او بخس و مرم دارد آورد

برکات الدعاء صفحه ۲۸

روے دلبر از طلبکاران نمی دارد حجاب  
لیکن آن روح حسین از غافلان مانند نهان  
ذا من پاکش ز نخوت با نمی آید بدست  
بس خطرناک است راه کوچه یار قدیم  
تا کلامش فهم و عقل ناسزایان کم رسد  
مشکل قرآن نه از انبار دنیا حاصل شود  
ایکم آگاه هی ندادندت ز انوار درون  
از سر وعظ و نصیحت این سخن ها گفته ایم  
از و عاکن چاره آزار انکار دعا  
ایکم گوئی گرد دعاها را اثر بود کجاست  
هان مکن انکار زین اسرار قدرت های حق

می درخشد در نور و می تابد اندر استار  
عاشقے باید که بردارند از بهرش نقاب  
پایع راه ہے نیست غیر از مجر و درد و اضطراب  
جهان سلامت بایدت از خود روی سرتیاب  
هر که از خود گم شود او باید آن راه صواب  
ذوق آن می داند آن مستی که نوشدن مستی  
در حق ما هر چه گوئی نیستی جان و عتاب  
تا مگر زین مرہے برگردد آن رخ و خراب  
چون علاج می ز می وقت خمار و التیاب  
سوئی من بشتاب بنمایم ترا چون آفتاب  
قصه کو تیکن به بین از ناد عالمی مستجاب

برکات الدعاء صفحه ۳۲

بیکے شد دین احمد پیچ خویش یار نیست  
هر طرف سیل ضلالت صد ہزاران تن بود  
این خداوندان نعمت اینچنین غفلت پرست  
اے مسلمانان خدا را یک نظر بر حال دین  
آتش افتادست در خشت بنجیند یار دین  
ہر زمان از بہر دین در خون دل من می تپد  
آنچہ بر ما میرود از غم کم داند جز خدا  
ہر کسے غمخواری اہل و اقارب می کند  
خون دین بنیم روان چون کشتگان کر بلا  
حیرتم آید چو بنیم بذل شان در کار نفس

ہر کسے در کار خود با دین احمد کار نیست  
حیث بر چشمے کہ اکنون نیز ہم ہشیار نیست  
ایجو دار تو امید یا خود بخت دین بیدار نیست  
آنچہ می بینیم بلا ہا حاجت اظہار نیست  
دیدنش از دور کار مردم دیندار نیست  
محرّم این درد ما جز عالم اہل سرار نیست  
ز ہر سے نوشیم لیکن ز ہر کھفتا بنیت  
اسے دیر لغ این بیکے رایح کس غمخوار نیست  
ای عجوب این مردمان را ہر آن دلدار نیست  
کاین ہمہ چو دو سخاوت درہ دادار نیست

لطفت کن مارا نظر بر اندک و بسیار نیست  
آنکے مثل او بزرگ نبند و وار نیست  
جز د عاصی بامداد و گریہ اسحٰی نیست  
آنکے اورا فکر دین احمد مختار نیست  
دائما عیش و بہار گلشن و گلزار نیست

اسے کہ داری مقدرت ہم غم تائیدات دین  
بین کہ چون در خاک می غلطد بجز ناکسان  
اندرین وقت مصیبت چارہ مابیکسان  
اسے خدام ہرگز مکن شاد آن دل تاریک  
اسے برادر پنج روز ایام عشرت با بود

انیمہ کمالات اسلام سہرورق

بہار و رونق اندر و ضہ طبت شود پیدا  
با صاحب بنی نزد خدا نسبت شود پیدا  
کمال اتفاق و خلعت و الفت شود پیدا  
ز بہر ناصران دین حق نصرت شود پیدا  
شمار اینہر والہد تقویت و عزت شود پیدا  
ہم از بہر شما تا گہ یہ قدرت شود پیدا  
خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا  
کہ آخر ساعت رحلت بصدتر شود پیدا  
ز صد نو میدی یاسن الم رحمت شود پیدا  
کہ از تائید دین حشر شہید دوست شود پیدا  
بقا سے جاودان یابی گران بستر شود پیدا  
قضا سے آسمانست این ہم حالت شود پیدا  
کہ باز آن قوت اسلام و آن شوکت شود پیدا  
بلائے او بگردان گر گہ الفت شود پیدا  
کہ در ہر کار و بار و حال او جنت شود پیدا  
ز بہر دے ہم بندش گر عزت شود پیدا  
گر وقتیکہ خوف و غمت و خشت شود پیدا  
نمی دانم چرا از نور حق نفرت شود پیدا

بکوشیدای جوانان تابدین قوت شود پیدا  
اگر یاران کتون بر غربت اسلام رحم آید  
نفاق و اختلاف ناشناسان از میان غیر آید  
بجہنید از پئے کوشش کہ از درگاہ ربانی  
اگر امر و فکر عزت دین در شما جوشد  
اگر دست عطا نصرت اسلام بکشاید  
ز بذل مال در راهش کسے مفلس نمی گردد  
دو روز عمر خود در کار دین کوشیدای یاران  
امید دین رو اگر دان امید تو رو اگر درد  
در انصاف نبی بنگر کہ چون شد کار تادانی  
بجو از جان دل تا خد متے از دست تو آید  
بمعت این اجر نصرت را دہنتا می ورنہ  
ہمی بینم کہ دارا قدر و پاک مے خواهد  
کر یا صد کر مکن بر کس کو ناصر دین ست  
چنان خوش دارا و احداثی قادر مطلق  
دیخ و در دو قوم من نہا گمن نمی شنود  
مرا با دہ نمی آید کہ چشم خویش بکشاہند  
مرا دجال و کذاب و تبر از کافران ہمند

عجب دارید ای ونا آشنایان خافلان ز دین  
چرا انسان تجوب ها کند در مکر این معنی  
فرا موشت شد ای قوم احادیث بنی السد  
که از حق چشمه حیوان درین ظلمت شود پیدا  
که خواب آلودگان را رافع غفلت شود پیدا  
که نزد هر صدی یک مصلح است شود پیدا

برکات الی عا شیه صفی

اے نیچر شون ایچ اید است  
آن کس که ره کجاست پسندید  
لیکن چوز غور و فکر بیستم  
متر و ک شدست درس فرقان  
نیچر نه باصل خویش بد بود  
بر قطره نگویند شدن یکبار  
بر جنت و حشر و نثر خندند  
چون ذکر فرشتگان بیاید  
اے سید سرگروه این قوم  
پیرانه سر این چه در سرافتاد  
ترسم که بدین قیاس یک روز  
اے خواجہ برو که فکر انسان  
آخر قیاس ها چه خیزد  
اے بنده بصیرت از خدا خواه

از دست تو فتنه هر طرف خاست  
دیگر نگزید جانب راست  
از ماست مصیبتی که بر ماست  
زان روز هجوم این بلاهاست  
وین گم شد و نور عقل باکاست  
رو تافته زان طرف که دریاست  
اکنون قصه بعید از خرد هاست  
گویند خلاف عقل داناست  
هشدار که پا تو نه بر جاست  
رو تو به کن این نه راه تقواست  
گوئی که خدا خیال بیجاست  
در کار خدا از نوع سود است  
بنشین که نه بجا ستور و غوغاست  
اسرار خدا نه خوان نییاست

آئینه کلمات اسلام صفی

محبت تو دوا اے هزار بیماریست  
پناه روئے تو جتن نه طورستان  
متاع مهر رخ تو بهان نخواهم داشت  
بر آن سرم که سر و جان فدای تو بکنم

برو که تو که ربائی درین گرفتاریست  
که آمدن به پناهی کمال بهشیاریست  
که خفیه داشتن عشق تو ز غدار است  
که جان بیار سپردن حقیقت یاریست

آئینه کلمات اسلام صفی

یار آمیز دگر با باجاک آسختیم  
وز پئے وصل بخارے عیدہ بانگختیم

تنگ نام و عزت دنیا ز دامن بختیم  
دل بدادیم از کف و جان در گناختیم

## در لغت و مدح حضرت سیدنا و سید القلین محمد مصطفیٰ و محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آئینہ نکالات اسلام صفحہ ۲۲

چون زمن آید ثنا سرور عالی تبار  
آن مقام قرب کو دارد بدلدار قدیم  
آن سنایت ہا کہ محبوب ازل دارد بدو  
سرور خاصان حق شاہ گروہ عاشقان  
آن مبارک چو کہ آمد ذات با آیات او  
آنکہ دارد قرب خاص اند جناب پاک حق  
احمد آخر زمان کو اولین را جاسے فخر  
ہست در گاہ بزرگش کشتی عالم پناہ  
از ہمہ چیز سے فزون تر در ہمہ نوع کمال  
مظہر نور سے کہ پنهان بود از غمہ ازل  
صدر بزم آسمان و حجتہ المدبر زمین  
ہر رگ تار وجودش خانہ یار ازل  
حسن رو او یہ از صد آفتاب ماہ تاب  
ہست او از عقل و فکر و وہم مردم دورتر  
روح او در گفتن قول بے اول کہے  
جان خود داد و نپو خلق خدا در نظرش  
اندر ان وقتے کہ دنیا پر شرک کفر بود  
ہیچکس از جنبت شرک و جہنم است اگر نشد

عاجز از مدحش زمین و آسمان و ہر دو دار  
کس ندان نشان آن از واصلان کردگار  
کس بخوابے ہم ندیدہ مثل آن اندویار  
آنکہ روحش کرد طوطی ہر منزل وصل نگار  
رحمتے زان ذات عالم پرور و پروردگار  
آنکہ شان او نہ فہم کس از خاصان کبار  
آخرین را مقتدا و الحجا و کہف و حصار  
کس نگردد در دوزخ شہر جز پناہش رستگار  
آسمانہا پیش او جہمت او ذرہ وار  
مطلع شمس کے کہ بود از ابتدا و راستار  
ذات خالق را نشانے بس بزرگ و استوار  
ہر دم و ہر ذرہ اش پر از جمال دوستدار  
خاک کو سے او بہ از صد نافہ شک تار  
کے مجال فکر تا آن بجز ناپید اکھار  
آدم توحید و پیش از آدمش پیوندار  
یعنی پہلا کتب و حیدر آدم کشن کان  
جان نشا و حسہ جاتان ہمد لا ز ائمہ گسار  
ہیچکس را خون نشد دل جز دل آن شہر یار  
این خبر شد جان احمد را کہ بود از عشق زار  
ملک السعید و سلم

کس چه میدانند که از آن تالہ ہایا شد خبر  
من نمی دانم چه در کج بود و اندوہ دشمنی  
نے ز تار یکی تو خش نے ز تنہائی ہر اس  
کشتہ قوم و فدا و خلق و قربان جہان  
نعرہ ہا پر در دین و از پی خلق خدا  
سخت شور و جگر فلک افتاد زان عجز و دعا  
آخر از عجز و مناجات و تضرع کردنش  
در جہان از مصیبت ہا بود و طوفان عظیم  
ہمچو وقت فح و دنیا بود پر از ہر فساد  
مرشیا طین را تسلط بود بر ہر روح و نفس  
منت او بر ہمہ سرخ و سیاہی ثابت است  
یا بنی السد توئی خود شیدرہ ہا کی ہر اے  
یا بنی السد لب تو چشمہ جہان پر و رست  
آن یکے جوید حدیث پاک تو از زید و عمر و  
زندہ آن شخصے کہ نوشد جر از چشمہ است  
عارفان را منتہای معرفت علم رخت  
بے تو ہرگز دولت عرفان نمی یابد کہے  
نیکہ بر اعمال خود بے مشق روت اہل بیت  
در دے حاصل شود و زویش رویتو  
از عجاہ ہا و عالم ہر چه عجیب و غریب است  
خوشتر از دوران عشق تو نباشد هیچ دور  
منکہ رہ بر دم بخوبی ہا بے پایاں تو  
ہر کہے اندر نماز خود دعا می کند  
یا بنی السد دعا می ہر سر موئے تو ام

کان شفیعی کرد از بہر جہان در کنج غار  
کا نذران غار می در آوردش خزینہ دلفکار  
نے ز مردن غم نہ خوف کرد و نمی بیم بار  
نے بچہم خویش میلش نہ بفرغ خویش کار  
شد تضرع کار او پیش خدا لیل و نہار  
قدسیان را نیز شد چشم از غم آن اشکیار  
شد نگاہ لطف حق بر عالم تار یکے تار  
بود خلق از شرک و عصیان کد و کرد و ہر دیار  
ہر سج دل خالی نبود از ظلمت و گرد و غبار  
پس تجلی کرد بر روح محمد کردگار  
آنکہ بہر نوع انسان کرد جان خود شد  
بے توانار و دروہر آعارف پر ہیزگار  
یا بنی السد توئی در را حق آموزگار  
وان دگر از خود و ہانت بشنود و انتظار  
زیرک آن مردیکہ کرد امتابعت اختیار  
صدا دقان را منتہای صدق و عفت قرار  
گر چه میر و در ریاضت با و ہجد ہیشمار  
غافل باز رویت نہ بیند و نیکی زمینہار  
کان نباشد سالکان را حاصل اندر و نگار  
شان آن ہر چیز بنیم در وجود استکار  
خوبتر از وصف و روح تو نباشد هیچ کار  
جان گذارم بہر تو گر دیگر خود متکزار  
من دعا ہا می برد و بار تو ای بلخ بہار  
وقت راہ تو کنم گر جان دہندم صبر ہار

ابتلع و عشق رویت از حد تحقیق صحبت  
 دل اگر خون نیست از بهر تپش پیر اندلی  
 دل نمی ترسد بهر تو مرا از موت هم  
 راغب اندر رحمت یا رحمتہ الدائم  
 یا نبی الدنثار و رے محبوب تو ام  
 تا بمن نور رسول پاک را بنموده اند  
 آتش عشق از دم من بجو بر تپ می جلد  
 بر سر وحدت دل تا دید رو و بجزاب  
 صد هزاران یوسف بنیم درین چاقدن  
 تا جدار هفت کشور آفتاب شرق و غرب  
 کا مران آندل که زد در راه او از صدق گلم  
 یا نبی الدنجان تاریک شد لشکر کفر  
 بیتم انوار خدا در روئے تو اے دلبر  
 اہل دل ہمند قدرت عارفان اند حال  
 ہر کسے دار در سر یاد لبرے اند جهان  
 از ہمہ عالم دل اندر و کجویت بستہ ام  
 زندگانی چیت جان کردن براہ تو خدا  
 تا وجودم هست خواهد بود عشقت در دلم  
 یا رسول الدبر ویت عہد دارم استوار  
 ہر قدم کا ندر جناب حضرت چوں زدم  
 درد و عالم نسبتہ دارم بتواز بن بزرگ  
 یاد کن و تنیکہ در کشف نمودی شکل خویش

گیمیا ئے ہر دلی اکسیر جان ہر نگار  
 ورنثار تو نگردد جان کجا آید بہ کار  
 پائنداری با بیدن خوش میر و متا پا دار  
 ایچہ چون ما بردر تو صد ہزار امیدوار  
 وقف راہت کردہ ایم این ہر کہ بردویش  
 عشق او در دل ہی جوشد چو آب آتش  
 یکطرف! ای ہمدان خدام از گرد و جوار  
 اے بران رو و مشر جان در رویم نثار  
 و ان مسیح ناصر ہی شد از دم او بشمار  
 بادشاہ ملک و ملت مجاہد ہر خاکسار  
 نیکیخت آن سر کہ میدار دسر آن شہسوار  
 وقت آن آمد کہ بنامی رخ خورشید و آ  
 مست عشق رو تو بنیم دل ہر ہوشیار  
 از دو چشم سپران پنهان خورشفت الہار  
 من فدائے رویتو ای دستان گلزار  
 برو جو و خوشیتن کردم وجودت اختیار  
 رستگاری چیت در بند تو بودن میدوار  
 تا دلم دوران خون دار دبتو دار مدار  
 عشق تو دارم از ان روز کہ بودم شیر خوار  
 دیدمست پنهان معین حاجی نفرت شکار  
 پرورش دادی مرا خود چو طفلی در کنار  
 یاد کن ہم وقت دیگر کا مدنی مشتاق دار



یا دکن آن لطفت رحمتها که با من داشتی  
یا دکن وقتے چو بنمودی به بیداری مرا  
آنچه مارا زد و شیخ شوخ آزار د رسید  
حال ما و شوقی این هر دو شیخ بد زبان  
نام من دجال و ضال کافر سے بنهادند  
هیچکس را بر من مظلوم و غمگین دل نسخت  
هان خداوند کریم و دلبر و محبوب من  
صبر کردیم از عنایتش برین صدف کفایت  
ایکجه تکفیر مسلمانان کنی از بخل و کسین  
سهل باشد از زبان خویش تکفیر کے  
کلمه گویان را چرا کافر بنی نام اداخی  
پیر گشتی خلق پیران بلنئے دانی هنور  
گر کنی تکفیر قوم خود چه کار سے کرده  
چون نسیم صبح محشر پرده بردارد ز کار  
گر خرد مندی برو کن فکر نفس و نخت  
چند بر تکفیر تازی چند است هزار کنی  
نئے ز فردوسم حکایت کن بنه از آلام تار  
اندر آن وقتیکه یاد آید مهم دین مرا

و ان بشارت ها که میدادی مرا از کردگار  
آن جماعے آن رخنے آن صبور رشک بهار  
یا رسول اللہ پر س از عالم ذوالاقتدار  
جمله میدانند خدا سے حال دان بر دیار  
نیست اندر غم شان چون من بلید و خوار  
جز تو کا ندر خواہا رحمت نمود می یار یار  
داد و هر دم میداد تسکین مرا چون نگار  
بسر مه در چشمے نیاید تانمی گرد و غبار  
شرمت آید از خدا و عادل و ذی اختیار  
مشکل افتد آن زمان چون پر از و گردگار  
گر تو داری خوف حق رویح کفر خود بر آ  
ایزدت بخشد چو پیران صدق و سوز و استیلا  
روا اگر مردی بهر دو کار با سلام اندر آ  
کیست کافر کیت مومن خود برگردد از کجا  
لاف ایمان خود چه چیز می تو را ایمان بیار  
رو بایمان خود و مارا بکفر ما گذار  
کز غم دین محمد میسریم شوریده وار  
بس فراموشم شود هر عیش فرج هر دو دوا

صفحه ۳۲

ایکجه دجالم بچشت نیز ضال  
موسے را نام کافر سے بنی  
چون نترسی از خدا و الجلال  
کافر مگر مومنی با این خیال

صفحه ۵۵

بده از چشم خود آبه در حقان محبت را  
 مه اسلام در باطن حقیقتها همه دارد  
 من از یار آمدم تا خلق را این ماه بنامیم  
 اگر از چشم تو پنهنجاست شاتم دم مزن باک  
 چون چشم حق شناس نور عرفانت نه بخشیدند  
 کجا از آستان مصطفی ای ابله بگریزم  
 بخدمت که خود قطع تعلق کرد این قوم  
 چه دوزخها که میدیدم بیدار چنین روها  
 چه میسوزی از آن توبه که یاد او میداد  
 به نجاتها نمی آید بدست آن دامن پاکش  
 اگر خواهی ره مولی ز لاف علم غالی شو  
 من نه دل در تنگها گدازم اگر خدا نخواهی  
 مصفا قطره باید که تا گوهر شود پیدا  
 نمی باید مرا یکدزد عزتها را این دنیا  
 همه خلق و جهان خواهد برافتن خود عزت  
 همه در دور این عالم مانده عافیت خواهند  
 مرا هر جا که می بینم رخ جانان نظر آید  
 حریص غریب و عجزم از آن روز که انتم  
 من آن شاخ خودی خود روی نیخ برکنند  
 اگر از روضه جهان دل من پرده بردارند  
 فردغ تو عشق او ز بام و قصر روشن  
 نگاه رحمت جانان غایتها بمن کرد

مگر روز که دهندت میوه پاک صلاوت را  
 کجا باشد خبر زان مه گرفتار آن صورت را  
 گرام و زم نمی بینی به بینی روز حسرت را  
 که بد پر بهیز بیمار نه بیند و صحت را  
 نهادی نام کافر لاجرم عشاق ملت را  
 نمی یابیم در جا و گرا این جاده و دولت را  
 خدا از رحمت و احسان میسر کرد خلوت را  
 بنازم دلبر خود را که بازم داد چنت را  
 اگر زور گیت در دست بگردان رزق را  
 کس عزت از ویابد که سوز درخت عزت را  
 که ره ندهند در کویش اسیر کبر و نخوت را  
 که میخواید نگار من تهیدستان غرت را  
 کجا بیند دل ناپاک رو پاک حضرت را  
 من نه از بهر ماکر سی که ماموریم خدمت را  
 خلاف من که میخوایم براه یار دولت را  
 چه افتاد این سر مار که میخواید مصیبت را  
 در خشت در خور و در ماه بنماید راحت را  
 که جاده خاطرش باشد دل محروم غرت را  
 که می آرد ز ناپاکی بر نفرین لعنت را  
 به بینی اندان آن دلبر پاکیزه طلعت را  
 مگر بیند کس آنرا که میداد بصیرت را  
 و گرنه چون من که یابد آن شد و سعادت را

ز دست خود فکندہ معنی ہونے حقیقت را  
چنان خواہند این خمر کہ پاکان جام قربت را  
کہ این نخوت کند ابلیس ہر اہل عبادت را  
دے از ہر مہنی ہانمی یا بند فرصت را  
کہ غافل از حقائق کے نمود اند شریعت را  
مگر مدفون پیرب را ندانند این فضیلت را  
پسندیدند در شان شہ خلق این بذلت را  
ز علم تا تمام شان چہا گشت ملت را  
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را  
زمان فریاد میداد کہ ثناید نصرت را  
کجا زین غم روم یار نگاہ خودت قدرت را  
نہان کے ماندان نور کہ حق بخشید فطرت را  
کہ صادق بزد و بنود و گریزند قیامت را

نظر باز ان علم ظاہر اندر علم خود تا ز ند  
ہمہ فہم و نظر در پردہ ہا سے کبر پوشیدند  
خدا خود قصہ شیطان بیان کردست تا داند  
بلفاطمی لبس کردند عمر خود بلا حاصل  
گزاف و لاف شان در ظاہر شہرست ہمہ علم  
مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند  
ز بوسے نافہ عرفان چو محروم ازل بودند  
ہمہ در ہائی قرآن را پوچھا تا بیفکندند  
ہمہ عیسائی را از مقال خود مدد دادند  
درین ہنگام بر آتش خواب خوش حیاں چشم  
شب تاریک ایم زد و قوم با چنین غافل  
بجاک انگیزی شان بر ضیاع خود غنی تر ہم  
کجا غوغا شان بر خاطر من و حشمتے آرد

صفحہ ۱۱۲

از مسیح ناصری اے طفل ضام  
چون تو ان گفتن کہ از روحش جداست  
یکدم از جبریل بعدش چون بدست  
چون نئے ترسید از قبر خدا

مصطفیٰ را چون فرد تر شد مقام  
آنکہ دست پاک او دست خداست  
آنکہ ہر کردار و قولش دین ماست  
برا ما مانیسا این انترا

صفحہ ۱۱۳

کوئی دین دین محمد سناہ یا ہم نے  
یہ مثر باغ محمد سے ہی کہا یا ہم نے  
نور اٹھو دیکھو سنا یا ہم نے

ہر طرف فکر کو دور کیا ہم نے  
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشان دہلا  
ہم نے اسلام کو خود تجزیہ کر کے دیکھا

اور دیون کو جو دیکھا تو کہیں نذر نہ تھا  
 تہک گئی ہم تو انہیں باتوں کو کہتے کہتے  
 آزمائش کے لٹو کوئی نہ آیا ہر چند  
 یونہی غفلت کو لحافوں میں پرستوتین  
 جل رہے ہیں یہ بھی بعضوں میں اور کینوں میں  
 آو لو گو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے  
 آج اُن نذر و نکاک زور ہواں عزیز  
 جب کہ یہ نور لا نور ہمیر سے ہمیں  
 مصطفیٰ پر تر ابے صد ہو سلام اور مست  
 ربط ہر جان محمد سے مری جاں کو دام  
 اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں  
 موردِ قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کسے ہم  
 زعم میں انکے مسیحائی کا دعویٰ میرا  
 کافر و محدود و جال ہمیں کہتے ہیں  
 گالیان سنکے دعا دیتا ہوں انلوگو کو  
 تیرے مونہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد  
 تیری الفت ہی میں معمور مرا ہر ذرہ  
 صف و دشمن کو کیا ہمنے پر حجت پامال  
 نور دکھلا کے تر اس کو کیا ملزم و خوار  
 نقش ہستی تری الفت سے مٹایا ہمنے  
 تیرا میخانہ جو اک مریض عالم دیکھا  
 شان حق تیرے شامل میں نظر آتی ہی

کوئی دکھلا سے اگر حق کو چھپایا ہمنے  
 ہر طرف دعا توں کا تیر چلایا ہم نے  
 ہر مخالفت کو مقابل پہ بلایا ہم نے  
 وہ نہیں جاگتے سو یا جگایا ہم نے  
 باز آتے نہیں ہر چند ہٹایا ہم نے  
 لو تمہیں طور تلی کا بتایا ہم نے  
 دل کو ان نذر و نکاح ہر رنگ دلایا ہمنے  
 ذات سے حق کے وجود اپنا لایا ہم نے  
 اُس سے یہ نور لیا بار خدا یا ہم نے  
 دلو وہ جام لبالب ہی پلایا ہم نے  
 لاجرم غیر و نسی دل اپنا پہوڑایا ہمنے  
 جب کس عشق اسکا تہ دل میں بٹایا ہمنے  
 افترا ہے جسے از خود ہی بنایا ہمنے  
 تام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہمنے  
 رحم ہی جوش میں اور غیظ گھٹایا ہمنے  
 تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے  
 اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے  
 سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہمنے  
 سب کا دل آتش سوزان میں بھلایا ہم نے  
 اپنا ہر ذرہ تری رہ میں اڑایا ہمنے  
 ختم کا خم مونہ سے بصد حرص لگایا ہم نے  
 تیرے پالنے ہی اُس ذرا کو پایا ہمنے

چہو کے دامن تراہر دامن ملتی و بختا  
دلبر اچھکو قسم تیرے بختانی لگی  
بجدا دلے مگر کتب غیب غیر کو نقش  
دیکھ کر تجھ کو عجیب نور کا جلوہ دیکھا  
ہم ہو کھیر اہم تجھ سے ہی اخیر رسل  
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے ہی تمام  
قوم کے ظلم و تنگ کو مری پیکار آج

لاجرم در پہ ترے سر کو بکایا ہمنے  
آپ کو تیری محبت میں بہلایا ہمنے  
جب کہ دل میں تیرا نقش جمایا ہمنے  
نور سے پتیر شیطا میں کو بدایا ہمنے  
تیرے برہاسی قدم آگے بڑھایا ہمنے  
مدح میں تیری وہ گاہیں جو گایا ہمنے  
شور محشر تری کو چہ میں مچایا ہمنے

صفحہ ۲۸

پیشگوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا  
بہوٹ اور سچ میں جو بک فرق وہ پیدا ہوگا

قدرت حق کا عجیب ایک تماشا ہوگا  
کوئی پا جائیگا عزت کوئی رسوا ہوگا

صفحہ ۳۵۸

چون مرا لڑکے قوم سیحی دادہ اند  
سے در ختم چون قمر تا ہم جو قوس آفتاب  
بشنویدا اسطالبان کو رغیب بختند این  
صادق و ظرف مولیٰ با نشان ہا آدم  
آسمان بار و نشان الوقت میگویند

مصلحت را بن مریم نام من بہادہ اند  
کو چشم آنا کجہ در انکار ہا افتادہ اند  
مصلحے باید کہ در ہر جا مفسد زادہ اند  
صد در علم و ہدیٰ بر رو من بکشا دہ اند  
این دو شاہد از پی تصدیق من استادہ اند

دوستان خود را نشان حضرت جاناں کیند  
آن دل خوش باش کا ندہ جہان جو غیبی  
از تعیش با برون آئید اس مردان حق

در رہ آن یار جانی جان دل قربان کیند  
از پشہ دین محمد کلبہ احزان کیند  
نخویشتن را از پی اسلام سرگردان کیند

حضرت مقدس فخر المہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت و شائین عجیب عاشقانہ نظم جسکے  
مغمن میں اپنے خادم الزبول ہونیکا اشلہ کر کو حریف کو اپنے مقابلہ کی ڈرایا ہی

عجب نوریت در جان محمد  
 ز ظلمت هادے انگه شود صاف  
 عجب دارم دل آن ناکسان را  
 ندانم پیچ نفی در دو عالم  
 خدا از آن سینه بزرگ صد بار  
 خدا خود سوز دآن کرم دنی را  
 اگر خواهی نجات از مستی نفس  
 اگر خواهی که حق گوید ثنایت  
 اگر خواهی دلیل عاشقش باش  
 سر دارم خدا خاک احمد  
 بکیسوی رسول الله که هستم  
 درین ره گر کشندم و لبوزند  
 بکار دین نترسم از بهانه  
 بے سہلت از دنیا بریدن  
 خدا شد در ریش ہر ذرہ من  
 دیگر استاد را نامے ندانم  
 بدیگر دلبرے کار ندانم  
 مرا آن گوشہ چشم بباید  
 دل زارم بہ پہلویم جویید  
 من آن خوش مرغ از مرغان قدیم  
 تو جان ما نمود کردی از عشق  
 دریغا گر دہم صد جان دین راہ

عجب لعلست در کان محمد  
 کہ گرد دازد از محبان محمد  
 کہ روتا بند از خوان محمد  
 کہ دار دشوکت و شان محمد  
 کہ هست از کینہ داران محمد  
 کہ باشد از عدوان محمد  
 بیا در ذیل مستان محمد  
 بشو از دل ثنا خوان محمد  
 محمد هست برہان محمد  
 دلم ہر وقت قربان محمد  
 نثار رو سے تابان محمد  
 نتاجم روز ایوان محمد  
 کہ دارم رنگ ایمان محمد  
 بیا دھن و احسان محمد  
 کہ دیدم حسن نہان محمد  
 کہ خواندم دردستان محمد  
 کہ ہستم کشتہ آن محمد  
 نخواہم جز گلستان محمد  
 کہ بستیش بدمان محمد  
 کہ دار دجا بہستان محمد  
 فدایت جانم اسو جان محمد  
 نباشد نیز شایان محمد

چه هیبت با بداندن این جوان را  
الا اے دشمن نادان پیراه  
ره مولی که گم کردند مردم  
الا اے منکر از نشان محمد  
کرامت گر چه بچشم نشان

که ناپید کس بمیدان محمد  
بترس از تیغ یران محمد  
بجو در آک و اعوان محمد  
هم از نور نمایان محمد  
سیا بنگر ز غلمان محمد

اے عزیزان مدد دین متین آن کارستان

که بصد زهد میسر نشود انسان را

خاتمه اشعار در مدح و حمد حضرت علی پروردگار تعالی شاه جلال اسمته بکیمح الا نوار

قربان تست جان من آید محسنم  
هر مطلب و مراد که می خواهم ز غیب  
از جود داده همه آن مدعا من  
همچو آگهی بنود ز عشق و وفا مرا  
این خاک تیره را تو خود اکسیر کرده  
این صیقل دلم نه بنزد و تعبدست  
صد منت تو هست برین مشت خاک من  
سهل است ترک هر دو جهان گر رضا تو  
فصل بهار و موسم گل نایم به کار  
چون صلیب بود با دیب دگر مرا  
زان سان عنایت ازلی شد قریب من  
یلدب مرا هر قدم استوار دار  
در کوچه تو اگر سر عشاق رازمند

با من کدام فرق تو کردی که من کنم  
هر آرزو که بود بخاطر معینم  
و ز لطف کرده گذر خود بسکنم  
خود بخیتی متاع محبت بدامنم  
بود آن جمال تو که نمود دست احسنم  
خود کرده بلطف و عنایات رؤفم  
جانتم رهین لطافت عیثم تو هم تنسم  
آید بدست او پنه و کف و نامنم  
کاند خیال روست تو هر دم بگشتم  
من تربیت پذیر زرب میدنم  
کام ندانسته یار زهر کوی و برزخم  
و ان روز خود مباد که عهد تو بشکنم  
اول گفته که اوست عشق ز منم

## ست پین

جان فدائے آنکہ او جان آفرید  
 جان از و پیداست زین می جویدش  
 گرد و جو د جان نبود ریو عیان  
 جسم و جان را گرد پیدا آن یگان  
 او نمک ہار بخت اندر جان ما  
 ہر وجود نقش ہستی زو گرفت  
 بر کہ نزدش خود بخود بجائے بود  
 گر وجود مانہ زان رحمان بدے  
 آنکہ جان ما بچانش ہمسرت  
 سر مفہوم خدائی قدرت ست  
 گردانی صدق این گفتار را  
 گفت ہر نور کہ نور حق بتافت  
 ویدی می گوید کہ ہر جان چون خداست  
 لیکن این مرد خدا اہل صفا  
 گفت ہر جان بخود دستش شد پدید  
 فکر کن در گفتہ این عارفان  
 بود تا تک عارف و مرد خدا  
 دید زان راہ معارف و ورتر  
 این نصیحت گرز تا تک بشنو جا  
 او نہ از خود گفت این گفتار را  
 ویدرا از نور حق ہجو ریافت

دل نثار آن کہ زد شد دل پدید  
 ربنا اللہ ربنا اللہ گویدش  
 کہ شدے مہر جالش نقش جان  
 زین دود دل سوکاو چو عاشقان  
 جان جان ماست آن جانان ما  
 جان عاشق رنگ مستی زو گرفت  
 او نہ دانا سخت نادانے بود  
 جان ما با جان او یکسان بدے  
 چاک سنگ عار نے پر میسرست  
 منکر آن لائق صلعت ست  
 ہم ز تا تک بشنو این اسرار را  
 ہر وجود نقش خود زان دست یافت  
 خود بخود نے کردہ رب الود است  
 آنکہ کرد از کذب تو مے رارہا  
 قادرست او جسم و جان را آفرید  
 روپہ نالی بہر وید آریان  
 ما ز ہا مے معرفت را رہ کشا  
 سادہ کی مہا سجانے بے ہنر  
 درد و عالم از شقاوت ہا رہی  
 گوش او بشنید این اسرار را  
 از خدا تر سید و راہ نوریافت

اسے برا در ہم تو سوئے اوینا دل پیر نبی در جہان ہے وفا



آنا مجھ گشت کو چہ جہان مقام شان  
ہرگز نہیں دانتھ دلش زندہ شد بعشق  
اسے مردہ دل کو شہ پی ہو اہل دل

بت است بر جریۃ عالم دوام شان  
میرد کیسکہ نیست مراش مرام شان  
جہل و قصورت نفہمی کلام شان

یہی پاک چولاہی سکھن کا تاج  
یہی ہے کہ نور و نئے معمور ہے  
یہی جنم سا کہی مین مذکور ہے  
اسی پر وہ آیات ہین بینات  
یہ ناناک کو خلعت ملا سر قرار  
اسی سے وہ سب راز حق پا گیا  
اسی نے بلا سے بچایا اُسے  
وہ اسوچو سکھو یہ کیا چیز ہے  
یہ اُس بہت کار کیا اک نشان  
گر تحقیق مین ہو شک کا اک احتمال  
جو چوچھے سے کہتے کہا تو رہے  
اکمان ہو کہ نقل و مین ہو کچھ خطا  
مگر یہ تو محفوظ ہے یا لہ فتن  
ات سر پہ رکھتے تھے اہل صفا  
جو ناناک کی روح و ثنا کرتے تھے  
کہ دیکھانے ہو چٹ وہ پار سا  
جسے اسکے مرت کی نہ ہو و غیر  
اسے چوم کر کرتے رو رو دعا

یہی کاہلی مل کے گہر مین ہوا ج  
جو دور اس سے اُس خدا دور ہو  
جو انگد سے اس وقت مشہور ہے  
کہ جن سے مل جاودانی حیات  
خدا سے جو تہا در کا چارہ ساز  
اسی سے وہ حق کی طرف آگیا  
ہر اک بد گہر سے چھوڑا یا اسے  
یہ اس مرد کے تن کا تو بڑی  
نصیحت کی باتیں حقیقت کی جان  
کہ انسان کے ہاتھوں سے ہو مثال  
خدا جانے کیا کیا بنا کر ہے  
کہ انسان نہ ہو و خطا سے جدا  
وہی ہے جو تہا اس مین کچھ شک نہیں  
تدلل سے جب پیش آتی بلا  
وہ ہر شخص کو یہ کہا کرتے تھے  
وہ چو کہ کو دیکھو کہ ہے رہنا  
وہ دیکھے اُسی چو کہ کو اک نظر  
تو ہو جاتا تھا نضل قادر خدا

اسی کا تو تھا معجزانہ اثر  
 بچا آگ سے اور بچا آب سے  
 ذرہ دیکھو انگد کی تحریر کو  
 یہ چولا ہے قدرت کا جلوہ نما  
 جو شایق ہو نانک کے درشن کا آج  
 برس گزرے ہیں چار سو قریب  
 یہ نانک سے کیوں رہیا اک نشان  
 یہی تھی کہ اسلام کا ہو گواہ  
 خدا سے یہ تھا فضل اس مرد پر  
 یہ مخفی امانت ہے کرتار کی  
 محبت میں صادق وہی ہو گین  
 سنو مجھ سے ای لوگو نانک کا حال  
 وہ تھا آریہ قوم سے تیکذات  
 ابھی عمر سے تھوڑے گزیرے تھوڑے سال  
 اسی جستجو میں وہ رہتا مدام  
 اسے وید کی رہ نہ آئی پسند  
 جو دیکھا کہ یہ ہیں سر اور گلے  
 کہا کیسے ہو یہ خدا کا کلام  
 ہوا پھر تو یہ دیکھ کر سخت غم  
 وہ رہتا تھا اس غم سے ہر دم اداس  
 یہی فکر کہتا اس صبح و شام  
 کبھی باپ کی جبکہ پڑتی نظر

کہ نانک بچا جسے وقت خطر  
 اسی کے اثر سے نہ اسباب  
 کہ لکھتا ہے اس ساری تقریر کو  
 کلام خدا اسپہ ہے جا بجا  
 وہ دیکھے اسی چہرے کا کام کلج  
 یہ ہر نوبت اک کراست عجیب  
 بہلا سین حکمت تہی کیا دہان  
 بتا دو وہ پچھلو کو نانک کی راہ  
 ہوا اسکے درد و کجا اک پارہ گر  
 یہ تھی اک کلید اسرار کی  
 کہ اس چولہ کو دیکھ کر روہین  
 سنو قصہ قدرت ذو الجلال  
 خرد مند خدو شہو مبارک صفت  
 کہ دل میں پڑا اسکو دین کا خیال  
 کہ کس راہ سے چکوپاوسی تمام  
 کہ دیکھا بہت آگنی باتوین گند  
 لگا ہونے دل اسکا اور تلے  
 ضلالت کی تعلیم ناپاک کام  
 مگر دل میں رکھتا وہ رنج و الم  
 زبان بند تھی دل میں سو سو برس  
 نہ تھا کوئی ہمارا نے ہم کلام  
 وہ کہتا کہ اچھ میرے پیارے پسر

مین حیران ہوں تیرا یہ کیا حال ہے  
 نہ وہ تیری صورت نہ وہ رنگ ہے  
 مجھ پر سچ بتا کہوں کر اپنا حال  
 وہ رو دیتا کہہ کر کہ سب خیر ہے  
 پھر آخر کو بکھلا وہ دیوانہ وار  
 اتار اپنے موندھوٹوں دنیا کا بار  
 خدا کے لہو ہو گیا دردمند  
 طلب میں چلا بیخود و بچواس  
 جو پوچھا کسی نے چلے ہو کدھر  
 کہا روکے حتیٰ کا طلبگار ہوں  
 سفر میں وہ رو رو کر تار دعا  
 مین عاجز ہوں کچھ ہی نہیں خاک ہو  
 مین قربان ہوں دل سرتی راہ کا  
 نشان تیرا پا کر وہیں جاؤنگا  
 کرم کر کے وہ راہ اپنی بتا  
 بتایا گیا اسکو الہام میں  
 مگر مردعارف فلان مرد ہے  
 ملا تب خدا سے اسے ایک پیر  
 وہ بیعت سوا کے ہوا فیضاب  
 پھر آیا وطن کی طرف اسکو بعد  
 کوئی دن تو پردہ میں مستور تھا  
 نہان دل میں تھا درد و تڑو نیاز

وہ غم کیا ہے جسے تو پا مال ہے  
 کہو کس سبب تیرا دل تنگ ہے  
 کہ کیوں غم میں رہتا ہے امیر لال  
 مگر دل میں اک خواہش میر ہے  
 نہ دیکھو بیابان نہ دیکھا پہاڑ  
 طلب میں سفر کر لیا اختیار  
 نتعم کی راہ میں نہ آئین پسند  
 خدا کی عنایات کی کر کے اس  
 غرض کیا ہے جس سے کیا یہ سفر  
 بتا رہے پاک کرتار ہوں  
 کہ اکو میر کرتار مشکل کشا  
 مگر بندہ درگاہ پاک ہوں  
 نشان دیکھو مرد آگاہ کا  
 جو تیرا ہو وہ اپنا ہیرا ونگا  
 کہ جس میں ہو۔ امیر تیرسی رضا  
 کہ پائیکا تو مجھکو اسلام میں  
 وہ اسلام کے راہ میں فرد ہے  
 کہ حشتی طریقہ میں تھا دستگیر  
 سنا شیخ سے ذکر راہ صواب  
 ملے پیر کے فیض ہی نجات سعد  
 زبان چپ تھی اور سینہ میں فدا تھا  
 مشریتوں کے چپ چپ کے پڑھتا خان

پہر آخر کو مارا صداقت منجوش  
 ہو اپہر تو حق کے چہا پنچہ تنگ  
 کہا یہ تو مجھے ہوا اک گناہ  
 یہ صدق و وفائے بہت دور تھا  
 تصور سے اسبا تگے زار  
 ترے نام کا جھکو اقرار ہے  
 بلا ریب تو سخی و قدوس ہے  
 مجھے بخش اے خالق العالمین  
 میں تیرا ہوں امیر گنہگار پاک  
 ترے در پہ جان میری قربان ہے  
 وہ طاقت کہ ملتی ہے ابرار کو  
 خطا وار ہوں جھکو وہ رہ بیتا  
 اسی عجز میں تھا تذلل کے ساتھ  
 ہوا غیب سے ایک چولہ میان  
 شہادت تھی اسلام کی جا بجا  
 یہ لکھا تھا اسمین بخط جلی  
 ہوا حکم بین اسکو اے نیک مرد  
 جو پوشیدہ رکھنوی تھی اک خطا  
 یہ ممکن ہے کشتی ہو یہ ماجرا  
 پہر اس طرز پر یہ بنایا گیا  
 مگر یہ ہی ممکن ہے اسی پختہ کار  
 کہ پردہ میں قادر کو اسرار میں

تعشق سے جا رہا ہے اسکی ہوش  
 محبت نے بڑھ بڑھ کے دکھلا رنگ  
 کہ پوشیدہ رہی سچائی کی راہ  
 کہ بغیر و بکھو فوسدی دل چور تھا  
 کہا رو کے اسی میر پر در دگار  
 تر انا م غفار و ستار ہے  
 ترے بن ہر اک راہ سالوس ہے  
 تو سبوح وانی من الظالمین  
 انہیں تیری راہوں میں خوف ہوا  
 محبت تیری خود مری جان ہے  
 وہ دے جھکو دکھلا کی اسرار کو  
 کہ حاصل ہو جس سے تیری مہا  
 کہ پکڑا خدا کی عنایت نے ہاتھ  
 خدا کا کلام اُس پہ تھا بیگمان  
 کہ سچا وہی دین ہے اور رہنا  
 کہ اللہ ہی اک اور محمد نبی  
 اتر جائیگی اس سے ساری گرد  
 یہ کفارہ اسکا ہے اسے با وفا  
 دکھایا گیا ہو حکم خدا  
 بحکم خدا پہر لکھا یا گیا  
 کہ خود غیب سے ہو یہ سب کلام  
 کہ عقلمند وہاں پہنچ و بیکار ہیں

تو یک قطرہ داری ز عقل و خرد  
 اگر بشنوی قصہ صادقان  
 تو خود را خردمند فہمدہ  
 غرض اُس نے پہنا وہ فرخ لباس  
 وہ پہرتا تھا کو چو نین چو کہ ساتھ  
 کوئی دیکھتا جب آدور سے  
 جسے دور سے وہ نظر آتا تھا  
 وہ ہر لحظہ چو لے کو دکھاتا تھا  
 غرض یہ تہی تابا نور بند ہو  
 جو عشاق اُس ذات کو پہنچیں  
 وہ اُس یار کو صدق دکھلا سکیں  
 وہ جہاں اسکی رہ میں فکر نہ تھیں  
 وہ کہوتے ہیں سب کچھ بصفتِ صفا  
 یہ دیوالھی عشق کا ہر نشان  
 غرض جوش الفت مجذوب وار  
 مگر اُس سے راضی ہو وہ دلستان  
 خدا کے جو ہیں وہ ہی کرتے ہیں  
 وہ ہو جاتے ہیں سارے دلدار کے  
 وہ جان دیکھتی ہی نہ گہرا ہیں  
 وہ دلبر کی آواز نہ جانتے ہیں  
 وہ نادان جو کہتا ہی در بندہ  
 نہیں عقل اسکو نہ کچھ غور ہے

مگر قد تلش بجز بچہ و عد  
 مجنباں سرخو چو ستریان  
 مقامات مردان کجا دیدہ  
 نہ رکھتا تھا مخلوق کی کچھ ہراس  
 دکھاتا تھا لوگوں کو قد و کما تہ  
 تو ملتی خبر اسکو اُس نور سے  
 اُسے چولہ خود بہید بھاتا تھا  
 اسی میں وہ ساری خوشی پاتا تھا  
 خطا و دوہو بختہ پیوند ہو  
 وہ ایسی ہی ڈر درو جان کہوتے ہیں  
 اسی غم میں دیوانہ بجاتے ہیں  
 وہ ہر لحظہ سو سو طرح مرتے ہیں  
 مگر اسکی ہو چکا حاصل رضا  
 نہ سمجھ کوئی اسکو جز عاشقان  
 یہ نانا کے نے چولا بنایا شعار  
 کہ اُس بن نہیں لکوتا ہے توان  
 وہ لعنت و لوگوں کو کب درہن  
 نہیں کوئی اسکا بجز یار کے  
 کہ سب کچھ وہ کہو گرا سہی پاتے ہیں  
 وہ اُس جان کچھ نہ بجاتے ہیں  
 نہ الہام ہی اور نہ پیوند ہے  
 اگر وید ہے یا کوئی اور ہے

یہ سچ ہے کہ جو پاک ہو جاتے ہیں  
 اگر اس طرف سے نہ آویں خبر  
 طلبگار ہو جائیں اسکے تباہ  
 مگر کوئی معشوق ایسا نہیں  
 خدا پر تو پہر یہ گمان عیب ہے  
 اگر وہ نہ بولے تو کیونکر کوئی  
 وہ کرتا ہی خود اپنے بہگتو کو یاد  
 مگر وید کو اس سے انکار ہے  
 کرے کوئی کیا ایسے طومار کو  
 وہ ویدون کا ایشوریہ یا کجگر  
 تو پہر ایسے ویدون حاصل ہی کیا  
 وہ انکار کرتے ہیں الہام سے  
 ہی سا کون کا تو تھا مدعا  
 اگر یہ نہیں پہر تو وہ مر گئے  
 یہ وید و نجاد عوی ستا ہی ابھی  
 وہ کہتے ہیں یہ کو چہ مسدود ہی  
 وہ غافل ہیں رحمان جس دابست  
 اگر ان کو اس رہے ہوتی خبر  
 تو انکار کو جانتے جاتے شرم  
 نہ جانتا کہ الہام ہے کیمیا  
 اسی سے تو عارف ہو باوہ نوثر  
 یہی ہے کہ تائب ہی دیدار کا

خدا سے خدا کی خبر لاتے ہیں  
 تو ہو جائے یہ راہ زیر و زبر  
 وہ مرجائیں دیکھیں اگر بند راہ  
 کہ عاشق سے رکھتا ہو بغض کین  
 کہ وہ راحم و عالم الغیب ہے  
 یقین کر کے جانے کہ ہی محقق  
 کوئی اسکی رہ میں نہیں نامراد  
 اسی سے تو بے خبر و بیکار ہی  
 بلا کر دکھاوے نہ جو یار کو  
 کہ بولے نہیں جیسو اک گنگر  
 فرہ سوچو اسے یار و بہر خدا  
 کہ ممکن نہیں خاص اور عام سے  
 اسی سے تو کہلتی تھیں آنکھیں فل  
 کہ بیسود جاکوفدا کر گئے  
 کہ بعد انکے ہم نہ ہو گا کہی  
 تلاش اسکی عارف کو بیسود ہی  
 کہ رکھتا ہی وہ اپنے احباب سے  
 اگر صدق کا کچھ ہی رکھتے اثر  
 یہ کیا کہہ دیا وید نے ہانسی شرم  
 اسی سے تو ملتا ہی گنج لغت  
 اسی سے تو آنکھیں کہلین لوگوثر  
 یہی ایک چشمہ ہی اسرار کا

کہ ہر جہت شمار نکلا زور و بخت  
 بہر زمان بدلم این ہوس ہی شد  
 کہ ہر جہت شمار نکلا زور و بخت  
 بہر زمان بدلم این ہوس ہی شد  
 کہ ہر جہت شمار نکلا زور و بخت  
 بہر زمان بدلم این ہوس ہی شد  
 کہ ہر جہت شمار نکلا زور و بخت  
 بہر زمان بدلم این ہوس ہی شد  
 کہ ہر جہت شمار نکلا زور و بخت  
 بہر زمان بدلم این ہوس ہی شد

اسی سے ملے انکو نازک علوم  
خدا پر خدا سے یقین آتا ہے  
کوئی یار سے جب لگاتا ہر دل  
کہ دلدار کی بات ہر اک غذا  
ہنیں تھکواں رہ کی کچھ ہی خبر  
وہ ہے مہربان و کریم و قدیر  
جو ہوں دل سے قربان ربہ لعل  
اسی سے تو ناک ہو اکامیاب  
بتایا گیا اسکو الہام میں  
یقین ہے کہ ناک تھا ہم ضرور  
دیا اسکو کرتار نے وہ گیان  
اکیلا وہ بہاگا ہنود و نکو چوڑ  
گیا خانہ کعبہ کا کرنے طواف  
لیا اسکو فضل خدا نے اٹھا  
اگر تو بھی چھوڑا یہ ملک ہوا  
تو کہتا ہنیں ایک دم ہی روا  
مگر وہ تو پھرتا تھا دیوانہ وار  
ہر اک کہتا تھا دیکھ کر اک نظر  
محبت کی تھی سینہ میں اک غلش  
کبھی شرق میں اور کبھی غرب میں  
پرند سے ہی آرام کر لیتے ہیں  
مگر وہ تو اک دم نہ کرتا قرار

اسی سے تو انکی ہوئی جگ میں ہم  
وہ باتوں سے ذات اپنی سمجھاتا  
تو باتوں سے لذت اٹھاتا ہر دل  
مگر تو ہر منکر تجھے اس سے کیا  
تو واقف تھی اس سے کبے ہنر  
قسم اسکی - اسکی ہنیں ہر نظر  
نہ نقصان اٹھادیں ہم وہیں دلیل  
کہ دل سے تھا قربان عالی جناب  
کہ پائے گا تو مجھکو اسلام میں  
نہ کروید کا پاس اسے پر غرور  
کہ وید و نہیں اسکا ہنیں کچھ نشان  
چلا کہ کوہند سے منہ کو موڑ  
مسلمان بنا پاک دل بخلاف  
ملی دو لون عالم میں عزت کی جا  
تجھے ہی یہ رتبہ کرے وہ عطا  
جو بیوی سے اور بچوں ہو جدا  
نہ جی کو تھا چین اور نہ دل کو قرار  
کہ ہر اسکی آنکھوں میں کچھ جلوہ گر  
لئے پہرتی تھی اسکو دلکی تپش  
رہا کہو متعلق اور کرب میں  
مجانیں ہی یہ کام کر لیتے ہیں  
ادا کر دیا عشق کا کاروبار

۲ رسید شدہ کہ ایام نو بہار آید  
جگوش ہوش شاد زین اسکھ من  
کہ من گواہ بدین کردگار خود بخند

تعلقات دارا رام خویش نہایم  
مگر توفیق با رہا شتی ہمدار  
ہم سے ادب سہلا ست شکار و بخت  
مگر نہ گریہ بر غلش رخو بخت ہم

کسی نے یہ پوچھی تھی عاشق سربات  
کہا نہیں کی ہو دو اسوز و درد  
وہ انہیں نہیں جو کہ گریان نہیں  
تو انکار سے وقت کہوتا ہو کیا  
مجھے پوچھو اور میرے لیے یہ راز  
جو برباد ہونا کر کے اختیار  
جو اسکے لہو کھو تو ہین پاتے ہین  
وہی وعدہ لاشریک اور عزیز  
اگر جان کروں اسکی رہ میں فدا  
میں چولے کا کرتا ہوں پہر کچھ بیان  
ذرا جہنم سا کہی کو پڑا ہی جو ان  
کہ قدرت کے ہاتھ تو کچھ تو وہ رقم  
دہ کیا ہی ہو کہ الودہ ایک  
بغیر اسکے دل کی صفائی نہیں  
یہ معیار ہو دین کے تحقیق کا  
ذرا سوچو یا روگر اضاف ہو  
یہ ناک سے کرنی لگے جب جدا  
کہا دور ہو جاؤ تم ہار کے  
بشر سے نہیں تا اتار سے بشر  
دعا کی تھی اُس نے کہ اسے کر دگا  
یہ چولہا تھا اُس کی دعا کا اثر  
یہی چور کر وہ ولی مر گیا

وہ نسخہ بتا جس سے جلگے تو رات  
کہاں نیند جب غم کرے چہرہ زرد  
وہ خود دل نہیں جو کہ بریان نہیں  
تجھے کیا خبر عشق ہوتا ہے کیا  
مگر کون پوچھے بجز عشق باز  
خدا کے لٹو ہے وہی بختیار  
جو مرتے ہین وہ زندہ ہو جاتے ہین  
نہیں اسکی مانند کوئی ہی چیز  
تو پہر ہی نہوش کر اسکا ادا  
کہ ہو یہ پیارا مجھے جیسے جان  
کہ اگلے نے لکھا ہو اسمین عیان  
خدا ہی نے لکھا ہے فضل و کرم  
محمد نبی اسکا پاک اور نیک  
بجز اسکے غم سے رہائی نہیں  
کہلا فرق و جال و صدف کا  
یہ سب کشمکش اسگہری صاف ہو  
رہے زور کر کے بے مدعا  
یہ خلعت، ہاتھونسو کرتار کے  
خدا کا کلام اسپہ ہے جلوہ گر  
بتا بھکوروہ اپنی خود کر کے پیار  
یہ قدرت کے ہاتھ تو کچھ تو ہاں  
نصیحت تھی مقصد ادا کر گیا

کہ گرا زار شمس مرے بی غور بخیم

مقیم بر سر اسے شستہ ام موزم  
گھر و لاش چو دالیش و قلاؤد بخیم

مگر چہرہ روان آب شستہ غور بخیم  
ہر دے یاد کر از تیر نعمت بخیم

صورت جبر و تان خزانہ جبر



منہ جان و دم خدا جمال محمست

خاکم نشا کر پیتا مال محمست

دیوم بعین تلقی شہنشاہ گشت

دور مکان ندان جمال محمست

اُسے مرده کہتا تھا ہی خطا  
وہ تن گم ہوا یہ نشان رہ گیا  
کہاں ہے محبت کہاں ہے وفا  
وفادار عاشق کا ہی یہ نشان  
لگتا ہے آنکھوں سے ہو کر خدا  
مگر جبکہ دل میں محبت نہیں  
اٹھو جلد تر لاؤ فو تو گراف  
کہ دنیا کو ہرگز نہیں ہے بقا  
سو لو عکس جلدی کہ اب ہر اس  
یہ چو لاکہ قدرت کی تحریر ہے  
یہ انگہ نے خود لکھ دیا صفا  
وہ لکھا ہے خود پاک کرتار نے  
خدا نے جو لکھا وہ کب ہو خطا  
یہی راہ ہے جسکو ہولے ہو تم  
یہ نور خدا ہے خدا سے ملا  
ارے لوگو تمکو نہیں کچھ خبر  
زمانہ تعجب کر کہتا ہے رنگ  
وہی دین کے راہنوی سنتا ہے بات  
مگر دوسرے سارے ہیں پر عناد  
بناتے ہیں باتیں سراسر دروغ  
بہا بعد چولے کے اچھر غرور  
تو ڈرتا ہے لوگوں سے ڈہنر

کہ زندون میں وہ زندہ دل جالما  
ذرا دیکھ کر اسکو آنسو بہا  
پیار و نکاح چلا ہوا کیوں برا  
کہ دلبر کا خط دیکھ کر ناگہان  
یہی دین ہے دلدادگان کا سدا  
اسے ایسی باتوں سے غبت نہیں  
ذرا کہنچو تصویر چولے کی صفا  
فتاسب کا انجام ہے جز خدا  
مگر اُسکی تصویر بچائے پاس  
یہی رہتا اور یہی پیر ہے  
کہ ہے وہ کلام خدا بے گزاف  
اسی سچی و قیوم و غفار نے  
دہی ہے خدا کا کلام صفا  
اٹھو یار و اب مت کرو راہ گم  
ارے جلد آنکھوں سے اپنے لگا  
جو کہتا ہوں میں اس پر رکمتا نظر  
کرین حق کی تکریم سب بند  
کہ ہو متقی مرد اور نیک ذات  
پیارا ہے انکو غرور اور فساد  
نہیں بات میں آج کچھ ہی فروغ  
وہ کیا کسر باقی ہے جس سے تو دور  
خدا سے تجھے کیوں نہیں خطر

یہ تحریر چو لہ کی ہے اک زبان  
 کہ دین خدا دین اسلام ہے  
 محمد وہ نبیوں کا سردار ہے  
 تجھے چولہ سے کچھ تو آویجا  
 کہو جو رضا ہو مگر غلو بات  
 کہ حق جو سے کرنا کرتا ہے پیار  
 کہو جبکہ پوچھے گا مولیٰ حساب  
 میں کہتا ہوں اک بتاؤ نیک نام  
 کہ بیشک یہ چولہ پر از نور ہے  
 دکھائیں گے چولہ تمہیں کہول کر  
 یہی پاک چولا رہا اک نشان  
 اسی پر دو شالے چڑھوا درزر  
 یہی ملک دولت کا تاک ستون  
 خدا کے لوی پہوڑ و آب بغض فکین  
 وہ صدق و محبت وہ مہر و وفا  
 دکھاؤ ذرا آج اُس کا اثر  
 گرو نے تو کر کے دکھایا تمہیں  
 کہان ہیں جو ناک کے ہیں خاکپا  
 کہان ہیں جو اسکے لوی مرہ ہیں  
 کہان ہیں جو ہوتے ہیں اُس پر نثار  
 کہان ہیں جو کہتے ہیں صدق و ثبات  
 کہان ہیں کہ جب اس کے چہرہ پائے

سنو وہ زبان سے کرو کیا بیان  
 جو ہو منکر اُس کا بد انجام ہے  
 کہ جسکا عدو مثل مردار ہے  
 ذرہ دیکھہ ظالم کہ کرتا ہے کیا  
 وہ کہنا کہ جہین نہیں یکش پات  
 وہ انسان نہیں جو نہیں حق گنا  
 تو ہا یو بتاؤ کہ کیا ہے جواب  
 ذرہ غور سے اسکو سنو تمام  
 تمر و وفا سے بہت دور ہے  
 کہ دواں کا اثر ذرا بول کر  
 گرو سے کہ تھا خلق پر مہربان  
 یہی فخر سکہو نکا ہے سرسیر  
 عمل بد کئے ہو گئے سرنگون  
 ذرہ سوچو یا تو نکو ہو کر امین  
 جو ناک سے کہتے تھے تم بر ملا  
 اگر صدق ہے جلد دوڑوا دہر  
 وہ رستہ چلو جو بتایا تمہیں  
 جو کرتے ہیں اسکے لوی جان فدا  
 جو ہر داک اُسکا وہی کرتو ہیں  
 جھکاتے ہیں سر اُس کو کر کر پیار  
 گرو سے جیسے شیر و نبات  
 عشق سے قربان ہو جاتا ہے

دین آیت من تا بیت اللہ بحیرت منہ  
 این آیت من تا بیت اللہ بحیرت منہ  
 ایک نظروں جو کمال بحیرت  
 این چشمہ روان کہ بخالت خدا دیم

منہ۔ تو انہی کے کہیں جو بد و بیاں کہیں۔ کہ جان دردہ شوق فریاد کہیں + قائم کہ سہم درین۔ وہ داسم۔ دے یہ گمان را چہ در مان کہیں۔

کہان ہیں جو الفت سے سر شاہین  
کہان ہیں جو وہ بخل سے دور ہیں  
کہان ہیں جو اس رہ میں پر پوش ہیں  
کہان ہیں وہ نانک کے عاشق ہیں  
کہان ہیں جو ہر تہہ میں الفت کا دم  
ادھر آئیں دیکھیں یہ تصویر ہر  
گرو جس کے اس رہ پہ ہو وین فدا  
اگر ہاتھ سے وقت بچاؤ نکل  
نہ مردی ہی تیر اور تلوار سے  
سنو آتی ہر طرف سے صدا  
کوئی دن کہان ہیں ہم سب بھی  
گرو نے یہ چولا بنایا سٹار  
وہ کیونکر ہواں ناسعد و شاد  
اگر مان لو گے گرو کا یہ واک  
وہ احق ہیں جو حق کی رہ ہو ہیں  
وہ سوچیں کہ کیا کہہ گیا پیشوا  
کہ اسلام ہم اپنا دین رکھتے ہیں  
اٹھو سو نیوالو کہ وقت آگیا  
نہ بچے تو آخر کو پھتاؤ گے

جو مرنے کو ہی دل سے تیار ہیں  
محبت سے نانک کے معمول ہیں  
گرو کے عشق میں مدوش ہیں  
کہ آیا ہے نزدیک یا متحان  
اطاعت سے سر کو بنا کر قدم  
یہی پاک چولہا بن گیا ہے  
وہ چید نہیں جو نہ دس رہا  
تو پہر ہاتھ مل کے رونا ہو کل  
بنو مرد مردوں کے کردار  
کہ باطل ہو ہر چہ حق کے سوا  
نہر کیا کہ پیغام آوے ابھی  
دکھایا کہ اس رہ پہ ہو نہیں نثار  
جو در کہتے نہیں اس کے کچھ اعتقاد  
تو راضی کرو گے اس کے ہو پاک  
عبث ننگ ناموس کو رو تہین  
و صیت میں کیا کہہ گیا بر ملا  
محمد کی رہ پر یقین رکھتے ہیں  
تمہارا گرو تم کو سمجھ گیا  
گرو کے سرالون کا پہل پاؤ گے

یہ تمام ہیں اس کو جو پڑا ہے

کوئی نہیں پلک سے بدل گاؤں  
کرے پاک آپ کو تب اس کو پاؤں  
تمت

الحمد لله والمنته

کہ رسالہ تالیف کردہ مجدد دوران مسیح الزمان

مرزا غلام محمد صاحبائیس قادیان موسوم بہ

الہامی

الہامی

کہ یہ کتاب مسیح کے زمانے میں لکھی گئی تھی اور اس کے بعد مسیح کے زمانے میں لکھی گئی تھی۔  
میں نے اس کتاب کو لکھنے میں بہت سی محنت لگائی ہے۔

# توضیح

مسیح کا دوبارہ دنیا میں آنا

ہر دو روزہ ایک بار

بہ تمام شیخ نور احمد ملک مطبع ریاض مہند پرست

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا

قیمت بلا محصول لداک .... ۴۰



## مسیح کا دوبارہ دنیا میں آنا

مسلمانوں اور عیسائیوں کا کیسے قدر اختلاف کیساتھ یہ خیال ہے کہ حضرت مسیح بن مریم اسی غصہ فوجی سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں۔ اور پھر وہ کسی زمانہ میں آسمان سے اترینگے۔ میں اس خیال کا غلط ہونا اپنے اسی رسالہ میں لکھ چکا ہوں۔ اور نیز یہ بھی بیان کر چکا ہوں کہ اس نزول سے مراد درحقیقت مسیح بن مریم کا نزول نہیں بلکہ استعارہ کی طور پر ایک مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی گئی ہو جس کا مصداق حسب احلام و الہام الہی ہی عاجز نہ ہے۔ اور مجھے یقیناً معلوم ہے کہ میری اس رائے کے شایع ہونے کے بعد جس پرینتیں الہام سے قائم کیا گیا ہوں بہت سی قلمین مخالفانہ طور پر پھینکی اور ایک تعجب اور انکار سے بھرا ہوا شور و غما میں پیدا ہو گا۔ اور میرا ارادہ تھا کہ بالفعل میں کلام کو طویل دینے سے مجتنب رہوں اور اعتراضات کے پیش ہونے کے وقت ان کے دفع دفع کے لئے مفصل جواب دلائل جیسے معترضین کے خیالات کے حالات موجودہ ہوں پیش کروں۔ لیکن اب مجھے اس ارادہ میں نقص معلوم ہوتا ہے کہ میری کوتاہ قلبی کی حالت میں نہ صرف عوام الناس بلکہ مسلمانوں کے خواہس بھی جو ان کے بعض مولوی ہیں بباحث اپنے تصور فہم کے جو ان کی حالت متزلزلہ کو لازم پکڑا ہوا ہے اور نیز بوجہ متاثر ہونے کے ایک پورا نے خیال سے خواہ مخواہ میری بات کو رد کرنے کے لئے مدعیانہ لکھ رہے ہیں اور اپنے دعوے کے طرفدار بن کر ہر حال اسی دعوے کی سچائی ثابت ہو جانا چاہیں گے۔ پس مدعی ہو کر مقابل پر کھڑے ہو جانا ان کے لئے سخت حجاب ہو جائے گا۔ جس سے باہر نکلنا اور اپنی شہوت کردہ رائے سے رجوع کرنا ان کے لئے مشکل بلکہ محال ہو گا۔ کیونکہ ہمیشہ یہی دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی مولوی ایک رائے کو کلی رُوس الا شہاد و ظاہر کر دیتا ہے اور اپنا فیصلہ مطلق اُسکو قرار دیتا ہے تو پھر اس رائے سے عود کرنا اُسکو موت سے بدتر دکھائی دیتا ہے۔ لہذا میں نے ترجیحاً یہ چاہا کہ قبل اسکے کہ وہ مقابل پر آکر بہت اور ضد کی باجین جھنجھائیں آپ ہی انکو ایسے صاف اور مدلل طور پر سمجھا دیا جا کہ



کھل گئی کہ آخر اترے تو کس طرح اترے۔ مگر مسیح کے اترنے کے بارے میں اب تک بڑے جوش سے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ عمدہ اور شاہانہ پوشاک قیمتی پارچہ کی پہنے ہوئے ۱۰ ذشتون کے ساتھ آسمان سے اتریں گے۔ مگر ان دو قوموں کا اس اتفاق نہیں کہ کہاں اتریں گے۔ آیا مکہ معظمہ میں یا لندن کے کسی گرجا میں یا اسکو کے شاہی کلیسیا میں۔ اگر عیسائیوں کو پرانے خیالات کی تقلید بہتر نہ ہو تو وہ مسلمانوں کی نسبت بہت جلد سمجھ سکتے ہیں کہ مسیح کا اترنا اسی تشریح کیہ وافی چاہیے جو خود حضرت مسیح کے بیان سے صاف لفظوں میں معلوم ہو چکی ہے۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ ایک ہی صورت کے دو امر دو متناقض معنوں پر محمول ہو سکیں۔ یہ بات اہل الہیہ کے غور کے قابل ہے اگر حضرت مسیح کی وہ تاویل جو انھوں نے یوحنا کے آسمان سے اترنے کی نسبت کی ہے فی الواقع صحیح ہے تو کیا حضرت مسیح کے نزول کے مقدمہ میں جو اسی پہلے مقدمہ کا ہم شکل ہے اسی تاویل کو کام میں نہیں لانا چاہیے جیسا کہ تین ایک نبی اس سلسلہ راز کی اصل حقیقت کھول چکا ہے اور قانون قدرت بھی اسی کو چاہتا اور اسی کو مانتا ہے تو پھر اس صاف اور سیدھی راہ کو چھوڑ کر ایک پیچیدہ اور قابل اعتراض راہ اپنی طرف سے کھودنا کیونکر قبول کرنے کے لائق ٹھہر سکتا ہے۔ کیا ذی علم اور ایماندار لوگوں کا کشنش جبکہ مسیح کے بیان سے بھی پوری پوری مدد ملتی ہے کسی اور طرف پناہ کر سکتا ہے اور مسیحی لوگ تو اس وقت سے دس برس پہلے اپنی یہ پیشگوئی بھی انگریزی اخباروں کے ذریعہ سے شائع کر چکے ہیں کہ تین برس تک مسیح آسمان سے اتریں والا ہے۔ اب جو خدا تعالیٰ نے اُس اترنے والے کا نشان دیا تو مسیحیوں پر لازم ہے کہ سب سے پہلے وہی اُسکو قبول کریں تا اپنی پیشگوئی کے آپ ہی مکتبہ نہ جھڑپیں۔

عیسائی لوگ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ حضرت مسیح اٹھائے جانے کے بعد بہشت میں داخل ہو گئے۔ لوگ انخیل میں خود حضرت مسیح ایک چوکھٹلی دیکر کہتے ہیں کہ ”آئی تو میرے ساتھ بہشت میں داخل ہوگا“ اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ بھی متفقِ حلیہ ہے کہ کوئی شخص بہشت میں داخل ہو کر پھر اس سے نکلا نہیں جائیگا گو کیسا ہی ادنیٰ درجہ کا آدمی ہو چنانچہ یہی عقیدہ

حاشیہ۔ یہ پاجات از قلم شہینہ بابر شیم ہوئے جیسے چوہا۔ مجلہ۔ مجلس۔ کوفہ۔ زریعت۔ ندی۔ وہی باسولی سوئی کپڑے جیسے بن کھترن زریہ۔ ہنگ۔ چکن۔ گلشن۔ مل۔ حالی۔ خاصہ۔ ڈوبیا۔ چارخانہ۔ او کس نے آسمان میں بنے اور کس نے سیسے ہوئے ہنگ کی شکل میں ان عیسائیوں میں سے۔ کا کچھ پتہ نہیں دیا

مسلمانوں کا بھی ہے۔ اللہ جل شانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرِجِينَ۔ یعنی جو لوگ بہشت میں داخل کئے جائیں گے پھر اُس سے نکالے نہیں جائیں گے۔ اور قرآن میں اگرچہ حضرت مسیح کے بہشت میں داخل ہونے کا بہ تصریح کہیں ذکر نہیں لیکن ان کے وفات پا جانے کا تین جگہ ذکر ہے ﴿اور مقدس بندوں کیلئے وفات پانا اور بہشت میں داخل ہونا ایک ہی حکم میں ہے۔ کیونکہ بر طبق آیت قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ۔ وادْخُلِ الْجَنَّةَ﴾ وہ بلا توقف بہشت میں داخل کئے جاتے ہیں۔ اب مسلمانوں اور عیسائیوں دونوں کو وہ پروا ہے کہ اس امر کو غور سے جانچیں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک مسیح جیسا مقرب بندہ بہشت میں داخل کر کے پھر اُس سے نکال دیا جائے؟ کیا اس میں خدا تعالیٰ کے اس وعدہ کا تخلف نہیں ہو سکتا؟ تمام پاک کتابوں میں بتواتر تصریح موجود ہے کہ بہشت میں داخل ہونے والے پھر اُس سے نکالے نہیں جائیں گے؟ کیا ایسے بزرگ اور حتمی وعدہ کا ٹوٹ جانا خدا تعالیٰ کے تمام وعدوں پر ایک سخت زلزلہ نہیں لاتا؟ پس یقیناً سمجھو کہ ایسا اعتقاد رکھنے میں نہ صرف مسیح پر ناجائز مصیبت وارد کر دے بلکہ ان لغو باتوں سے خدا تعالیٰ کی کسر شان اور کمال درجہ کی بے ادبی بھی ہوگی۔ اس امر کو ایک بڑے غور اور دیدہ تہق سے دیکھنا چاہیے کہ ایک ادنیٰ اعتقاد سے جس سے نجات پانے کیلئے استعارہ کی راہ موجود ہے بڑی بڑی دینی صداقتیں آپس کے ہاتھ سے فوت ہوتی ہیں۔ اور درحقیقت یہ ایک ایسا فاسد اعتقاد ہے جو بین ہزاروں خرابیاں سخت الجھن کیساتھ گرہ در گرہ لگی ہوئی ہیں۔ اور مخالفون کو ہنسائی اور ٹھٹھے کیلئے موقع ہاتھ آتا ہے۔ مینے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ یہی معجزہ کفار مکہ نے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا تھا کہ آسمان پر ہمارے روبرو چڑھیں اور روبرو ہی اتریں اور انھیں جواب ملا تھا کہ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ عَنَّا۔ یعنی خدا تعالیٰ کی حکیمانہ شان اس پاک ہے کہ ایسے کھلے کھلے خوارق اس دارالابتلا میں دکھائے اور ایمان بالغیب کی حکمت کو تلف کرے۔

﴿حاشیہ﴾۔ قال اللہ تعالیٰ۔ فَلَمَّا تَوْفِيتِنِي كُنْتَ انت الرقيب علیہ۔ دیکھو سورہ  
 النہ الجزو نمبر ۱ وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ سورہ النساء الجزو نمبر ۱۔  
 اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی۔ سورہ آل عمران الجزو نمبر ۳۔ منہ۔



اب میں کہتا ہوں کہ جو امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو افضل الانبیاء تھے جانتے نہیں اور سنت اللہ سے باہر سمجھا گیا وہ حضرت مسیح کے لئے کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟ یہ کمال بے ادبی ہوگی کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایک کمال کو مستبعد خیال کریں اور پھر وہی کمال حضرت مسیح کی نسبت قریب قیاس مان لیں۔ کیا کسی سچے مسلمان سے ایسی گستاخی ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور یہ امر بھی قابلِ اظہار ہے کہ یہ خیال مذکورہ بالا جو کچھ عرصہ سے مسلمانوں میں پھیل گیا ہے صحیح طور پر بخاری کتابوں میں اس کا نام و نشان نہیں بلکہ احادیث نبویہ کی غلط فہمی کا یہ ایک غلط نتیجہ ہے جس کے ساتھ کئی بیجا شایعے لگا دیئے گئے ہیں اور بے اصل موضوعات سے انکسور رونق دی گئی ہے اور تمام وہ امور نظر انداز کر دیئے گئے ہیں جو مقصود اصلی کی طرف رہبر ہو سکتے ہیں۔ اس بارے میں نہایت صاف اور واضح حدیث نبوی وہ ہے جو امام محمد اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لکھی ہے اور وہ یہ ہے:-

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا اَنْزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فَيُكْمِرُ وَاَمَّا كُمْ مِّنْكُمْ عَيْنٌ اَسَدَنَ تَحَارًا كَيْفَ اَحَالُ

ہوگا جب ابنِ مریم تم میں اترے گا۔ وہ کون ہے؟ وہ تمہارا ہی ایک امام ہوگا جو تم ہی میں سے پیدا ہوگا۔ پس اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمادیا کہ ابنِ مریم سے یمت خیال کرو۔ پس سچے مسیح بنِ مریم ہی اترائے گا بلکہ یہ نام استعارہ کی طور پر بیان لیا گیا ہے۔ ورنہ درحقیقت وہ تم میں سے تمہاری ہی قوم میں سے تمہارا ایک امام ہوگا جو ابنِ مریم کی سیرت پر پیدا کیا جائے گا۔ ابھی کہ پرانے خیالات کے لوگ اس حدیث کے معنی اس طرح کرتے ہیں کہ جب حضرت مسیح آسمان سے اتریں گے تو وہ اپنے منصبِ نبوت سے مستعفی ہو کر آئیں گے انجیل سے انہیں کچھ غرض نہیں ہوگی۔ امتِ محمدیہ میں داخل ہو کر قرآن شریف پر عمل کر نیکیں پانچ وقت نماز پڑھیں گے اور مسلمان کہلاؤں گے!!! مگر یہ بیان نہیں کیا گیا کہ کیوں اور کس وجہ سے یہ تنزل کی حالت انہیں پیش آئے گی۔ بہر حال اس قدر ہمارے بھائیوں مسلمان محدثوں نے آہٹ مانی ہے کہ ابنِ مریم اس دن ایک مرد مسلمان ہوگا جو اپنے تئیں امتِ محمدیہ میں سے ظاہر کرے گا اور اپنی نبوت کا نام بھی لے لے گا جو پہلے اس کو عطا کی گئی تھی۔ اور درحقیقت یہی ایک ہمارا فیصلہ ہے کہ جو استعارہ کو حقیقت پر عمل کرنے سے ہمارے بھائیوں کو بخوش آگئی ہوگی وجہ سے انہیں ایک نبی کا اپنے منصبِ نبوت سے محروم ہو جانا تجویز کرنا پڑا۔ اگر وہ ان صاف اور سیدھے معنوں کو مان لیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک الفاظ سے پائے جاتے ہیں جن کے

مطابق پہلے حضرت مسیح یوحنا بنی کے بارے میں بیان فرما چکے ہیں تو ان تمام سرگتلف مشکلات سے مخلصی پاجائینگے نہ حضرت مسیح کی روح کو بہشت سے نکالنے کی حاجت پڑیگی اور نہ اُس مقدس نبی کی نبوت کا خلع تجویز کرنا پڑیگا۔ اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو مایع کے مرتکب ہوں گے اور نہ احکام قرآنی کے منسوخ ہونے کا اقرار کیا جائیگا۔

شاید آخری عند ہمارے بھائیوں کا یہ ہو گا کہ بعض الفاظ جو صحیح حدیثوں میں حضرت مسیح کے علامات میں بیان کئے گئے ہیں انکی تطبیق کیونکر کریں۔ مثلاً لکھا ہے کہ مسیح جب آئے گا تو صلیب کو توڑے گا اور جزیہ کو اٹھا دیگا اور خنزیر کو قتل کر دے گا۔ اور اسوقت آئے گا کہ جب یہودیت اور عیسائیت کی بدخصلیتیں مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہوں گی۔ میں کہتا ہوں کہ صلیب کے توڑنے سے مراد کوئی ظاہری جنگ نہیں بلکہ روحانی طور پر صلیب مذہب کا توڑ دینا اور اُس کا بطلان ثابت کر کے دکھا دینا مراد ہے۔ جزیہ اٹھا دینے کی مراد خود ظاہر ہے جس سے یہ اشارہ ہے کہ ان دونوں خود بخود دل سچائی اور حق کی طرف کھینچے جائینگے کسی لڑائی کی حاجت نہیں ہوگی خود بخود ایسی ہوا چلیگی کہ جوق در جوق اور فوج در فوج لوگ دین اسلام میں داخل ہوتے جائیں گے۔ پھر جب دین اسلام میں داخل ہونے کا دروازہ کھل جائے گا اور ایک عالم کا عالم اس دین کو قبول کر لیگا تو پھر جزیہ کس سے لیا جائے گا۔ مگر یہ سب کچھ ایک دفعہ واقع نہیں ہو گا۔ مان بھی سے اسکی بنا ڈالی جائیگی۔ اور خنزیروں سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں خنزیر یعنی عادتیں ہیں۔ وہ اس ردِ حجت اور دلیل سے مغلوب کئے جائیں گے۔ اور دلائلِ پیتہ کی تلوار انھیں قتل کریگی نہ یہ کہ ایک پاک نبی جہنگل میں خنزیروں کا شکار کھیلتا پھرے گا۔

اے میری پیاری قوم! یہ سب استعارے ہیں جو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے فہم دیا گیا ہے وہ نہ صرف آسانی سے بلکہ ایک قسم کے ذوق سے سمجھ جائینگے۔ ایسے عمدہ اور بلیغ حجازی کلمات کو حقیقت پر اتارنا گویا ایک خوبصورت معشوق کا ایک دیو کی شکل میں خاکہ کھینچنا ہے۔ بلاغت کا تمام مدار استعارات لطیفہ پر ہوتا ہے۔ اسبوجہ سے خدا تعالیٰ کے کلام نے بھی جو بلیغ الکلم ہے جسقدر استعاروں کو استعمال کیا ہے اور کسکی کلام میں یہ طرزِ لطیف نہیں ہے۔ اب ہر جگہ اور ہر محل میں اُن پاکیزہ استعاروں کو حقیقت پر حمل کرتے جانا گویا اُس کلام معجز انعام کو خاک میں ملا دینا ہے۔ پس اس طریق سے نہ صرف خدا تعالیٰ کی عجب بلاغت کلام کا اصلی منشاء درہم برہم ہوتا ہے بلکہ ساتھ ہی اس کلام کے اعلیٰ درجہ کی بلاغت کو بر بار دکھانا

ہاتا ہے خواہجہورت اور دلچسپ طریقے تفسیر کے وہ ہوتے ہیں جن میں حکم کی علی شان بلاغت اور اسکے روحانی اور بلند ارادوں کا بھی خیال رہے نہ یہ کہ نہایت درجہ کے عقلی اور بدنام اور بے طرح موٹے معنی جو جو طرح کے حکم میں ہوں اپنی طرف سے گھڑے جائیں اور خدا تعالیٰ کی پاک کلام کو جو پاک اور نازک و دقیق پر مشتمل ہے صرف دہقانیاں لفظوں تک محدود خیال کر لیا جائے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ ان نہایت دقیق اسرار کے مقابلہ پر جو خدا تعالیٰ کے کلام میں ہونے چاہیں اور بکثرت ہیں کیونکر شکل اور موٹے اور کہ یہ معنی پسند کئے جاتے ہیں؟ اور کیوں ان لطیف معنوں کی وقعت نہیں جو خدا تعالیٰ کی حکیمانہ شان کی موافق اور اسکے عالی مرتبہ کلام کے مناسب حال ہیں؟ اور ہمارے علما کے دماغ اس ہیوجہ سرکشی سے کیوں پڑ ہیں کہ وہ الہی فلسفہ کے نزدیک آنا نہیں چاہتے؟ جن لوگوں نے ان تحقیق بین اپنا خون اور پسینہ ایک کر دیا ہے انکو بیشک ہمارے اس بیان سے نہ انکار بلکہ مزہ آئے گا اور ایک تازہ صداقت انکو ملیگی جسکو وہ بڑے مدوشد کیساتھ تو مین بیان کریں گے اور مسلک کو ایک روحانی فائدہ پہنچائیں گے۔ لیکن جنہوں نے صرف سرسری نگاہ تک اپنی فکر اور عقل کو ختم کر رکھا ہے وہ بجز اسکے کہ ناحق کے اعتراضات کی میزان بڑھا دیں اور بجا رستخیز قائم کریں اور کچھ اسلام کو اپنے وجود سے فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔

اب ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے ہادی اور سید مولیٰ جناب ختم المرسلین مسیح اول اور مسیح ثانی میں ماہیہ الایمان قائم کرنے کے لئے صرف یہی نہیں فرمایا کہ مسیح ثانی ایک مرد مسلمان ہوگا اور شریعت قرآنی کی موافق عمل کرے گا اور مسلمانوں کی طرح صوم و صلوٰۃ وغیرہ احکام فرمائی کا پابند ہوگا اور مسلمانوں میں پیدا ہوگا اور ان کا امام ہوگا اور کوئی جداگانہ دین نہ لایگا اور کسی جداگانہ نبوت کا دعویٰ نہیں کریگا بلکہ یہ بھی ظاہر فرمایا ہے کہ مسیح اول اور مسیح ثانی کے حلیہ میں بھی فرق ہیں ہوگا۔ چنانچہ مسیح اول کا حلیہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات میں نظر آیا وہ یہ ہے کہ درمیانہ قد اور سرخ رنگ گھنگریالے بال اور سینہ کشادہ ہے دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۴۸۹۔ لیکن اسی کتاب میں مسیح ثانی کا حلیہ جناب ممدوح نے یہ فرمایا ہے کہ وہ گندم گون ہے اور اسکے بال گھنگریالے نہیں اور کانوں تک لٹکتے ہیں۔ اب ہم سوچتے ہیں کہ کیا یہ دونوں علامتیں جو مسیح اول اور ثانی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں کافی طور پر یقین نہیں دلاتیں کہ مسیح اول اور ہے اور مسیح ثانی اور؟ ان دونوں میں مریم کے نام سے پکارنا ایک لطیف استعارہ ہے جو باعتبار مشابہت طبع

اور روحانی خاصیت کے استعمال کیا گیا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اندرونی خاصیت کے مشابہت کے رو سے دونیک آدمی ایک ہی نام کے مستحق ہو سکتے ہیں اور ایسا ہی دوسرا آدمی بھی ایک ہی بارہ میں شریک مساوی ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے قائم مقام کہلا سکتے ہیں مسلمان لوگ جو اپنے بچوں کے نام احمد اور موسیٰ اور عیسیٰ اور سیمان اور داؤد وغیرہ رکھتے ہیں تو درحقیقت اسی تعادل کا خیال انہیں ہوتا ہے جس کی نیک فال کیلچر پر ارادہ کیا جاتا ہے کہ یہ بچے بھی اُن بزرگوں کی روحانی شکل اور خاصیت ایسی اتم اور اکمل طور سے پیدا کر لیں کہ گویا انہیں کاروبار ہو جائیں اس جگہ اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثل ہی نبی چاہیے کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ انیسویں صدی مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرائض کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کر سکتا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں ماسوا اس کے ایمین کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس اُمت کیلئے محدث ہو کر آیا ہے اور حضرت عیسیٰ ایک مسیح بنی ہی ہوتا ہے گو اس کی نبوت نامہ نہیں لکھا ہے مگر نبی کی طرح وہ ایک نبی ہی ہو گیا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی کالک شرف رکھتا ہے اور غیبی ظاہر کو جانتی ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اُس کی وحی کو بھی وحل شیطان سے منتر کیا جاتا ہے اور منتر شریعت اُس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اُس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنی امتیں باوازا بلند ظاہر کرے اور اُس سے انکار کرے اور الائیک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بزرگوں اور کچھ نہیں کہ امور مذکورہ بالا اُس میں پائے جاتے ہیں۔

اور اگر یہ حذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اُس پر فہر لگ چکی ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور پر وحی پر ہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس اُمت موجودہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے مگر اس بات کو بخیر و دل یاد رکھنا چاہیے کہ یہ نبوت حسبکام ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہے گی نبوت نامہ نہیں ہیں بلکہ عیساکہ میں ابی بیان کر چکا ہوں وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محمدیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل کے اقتدا سے ملتی ہے جو مستحق جمیع کمالات نبوت نامہ ہے۔ یعنی ذات ستودہ صفات حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فاعلم انشدك الله تعالى ان النبى محدث والمحدث بنى

باعتبار حصول نفع من الزايع النبوت وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يبق  
من النبوت إلا المبشورات أي لم يبق من أنواع النبوت إلا أنواع واحد وهي المبشورات  
من تقاسم الرويا الصادقة والمكاشفة الصالحة والوحى الذى ينزل على  
خواص الأولياء والنور الذى يتجلى على قلوب قوم موجه فالظاهر ايها الناقل للصائغ  
الفهم من هذا اسد باب النبوة على وجه كل بل الحديث يدل على ان النبوت  
التامة حصلت لوحى الشريعة قد انقطعت ولكن النبوة التى ليس فيها الا المبشورات  
هى باقية الى يوم القيامة لا القطاع لها ابداء وقد علمت وقوات فى كتب الحديث  
ان الرويا الصالحة جزء من سنته واسرعين جزء من النبوة أى من النبوة  
التامة فلما كان للرويا نصيباً من هذا المرتبة فكيف الكلام الذى يوحى من الله  
تعالى الى قلوب المحذنين فاعلم ايديك الله ان حاصل كلامنا ان ابواب النبوة المجرىة  
مفتوحة ابداء وليس فى هذا النوع الا المبشورات او المنذرات من الامور والمغيبات  
او اللطائف القرآنية والعلوم الدينية - واما النبوة التى تامة كاملة جامعته  
جميع كمالات الوحى فقد آتينا بالقطاعها من يوم نزل فيه - وما كان محمد ابا الحد  
من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين - اگر یہ استفسار ہو کہ جس خاصیت اور قوت  
روحانی میں یہ عاجز اور سچ بن مریم مشابہت رکھتے ہیں وہ کیا شے ہے تو اس کا جواب یہ ہے  
کہ وہ ایک مجبوی خاصیت ہے جو ہم دونوں کے روحانی قوی میں ایک خاص طور پر رکھی گئی ہے  
جس کے سلسلہ کی ایک طرف نیچے کو اور ایک طرف اوپر کو جاتی ہے - نیچے کی طرف سے مراد وہ  
اعلیٰ درجہ کی دوسوی اور غمخواری خلق اللہ ہے جو داعی الی اللہ اور اس کے مستند شاگردوں  
میں ایک نہایت مضبوط تعلق اور جوڑ بخش کر نورانی قوت کو جو داعی الی اللہ کے نفس پاک میں موجود  
ہے ان تمام سرسبز شاخوں میں پہیلیاتی ہے - اوپر کی طرف سے مراد وہ اعلیٰ درجہ کی محبت  
قریٰ ایمان سے ملی ہوئی ہے جو اول ہذہ کے دل میں بارادہ الہی پیدا ہو کر رب قدیر کی محبت  
کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور پھر ان دونوں محبتوں کے ملنے سے جو درحقیقت نرا درامادہ  
کا حکم رکھتی ہیں ایک مستحکم رشتہ اور ایک شدید مواصلت خالق اور مخلوق میں پیدا  
ہو کر الہی محبت کے چمکنوالی آگ سے جو مخلوق کی ہریم شال محبت کو کپڑا لیتی ہے ایک تیسری  
چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام دوح القدس ہے جو اس درجہ کے انسان کی روحانی

پیدائش اس وقت سے بھی جاتی ہے جب کہ خدا تعالیٰ اپنے ارادہ خاص سے اس میں اس طرح کی محبت پیدا کر دیتا ہے اور اس مقام اور اس مرتبہ کی محبت میں بطور استعارہ یہ کہنا بیجا نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے بہری ہوئی روح اس انسانی روح کو جو بارادہ الہی اب محبت سے بہرگئی ہو ایک نیا تولد بخشتی ہے اسی وجہ سے اس محبت کی بہری ہوئی روح کو خدا تعالیٰ کی روح سے جو نافع الحبت ہو استعارہ کے طور پر بنیت کا علاقہ ہوتا ہے اور چونکہ روح القدس ان دونوں کے ملنے سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کیلئے بطور این ہے اور یہی پاک تثلیث ہے جو اس درجہ محبت کے لئے ضروری ہے جسکو ناپاک طبیعتوں نے مشرکانہ طور پر سمجھ لیا ہے اور ذرہ امکان کو جو بالکثہ الذات باطلۃ الحقیقت ہے حضرت اعلیٰ واجب الوجود کے ساتھ برابر بٹھا دیا ہے۔

لیکن اگر اس جگہ یہ استفسار ہو کہ اگر یہ درجہ اس عاجز اور سچ کے لئے مسلم ہے تو پھر جناب سیدنا مولانا سید النکل و افضل الرسل حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کونسا درجہ باقی ہے سو واضح ہو کہ وہ ایک اعلیٰ مقام اور برتر مرتبہ ہے جو اسی ذات کامل الصفات پر ختم ہو گیا ہے جسکی کیفیت کو پہنچنا ہی کسی دوسرے کا کام نہیں چہ جائیکہ وہ کسی اور کو حاصل ہو سکے۔

آپچنان از جو جدا شد کز میان افتاد مہم	شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم
پیکر او شد سرا سر صورت رب رحیم	زان منطشد محو لبر کن کمال اتحاد
ذات حقانی صفاتش منظر ذات قدیم	بوئے محبوب حقیقی سید ہدیان دوی پاک
چون دل احمد نغمہ نیم و گریہ عرش عظیم	گر چہ منسوبم کند کس سو کو الحاد و ضلال
صد ہارا میوزم از فوق آن عین النعم	منت ایزد را کہ من بر زعم اہل روزگار
دشمن فریبونیانم عبر عشق آن کلیم	از عنایات خدا و از فضل آن دادار پاک
گفتے گردیدے طبعی درین راستے سلیم	آن مقام و رتبت خاصش کہ بر من شد عیان
این تمنائیں دعا میں درد و دم عزم صمیم	در رہ عشق محمد این سرو جانم رود

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ عالی کی شناخت کے لئے اس قدر کہنا ضروری ہے کہ مراتب قرب و محبت باعتبار اپنی روحانی درجات کے تین قسم پر منقسم ہیں سب کو

درجہ وجود حقیقت وہ بھی بڑا ہے یہ سب کہ آتش محبت الہی لوح قلب انسان کو گرم تو کرے اور ممکن ہے کہ ایسا گرم کرے کہ بعض آگ کے کام اُس محروم سے ہو سکیں لیکن یہ کسر باقی رہے گا کہ اُس متاثرین آگ کی چمک پیدا نہ ہو اس درجہ کی محبت پر جب خدا تعالیٰ کی محبت کا شعلہ واقع ہو تو اس شعلہ سے جس قدر روح بین گرمی پیدا ہوتی ہے اُس کو سکینت و اطمینان اور کبھی فرشتہ و ملک کے لفظ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

دوسرا درجہ محبت کا وہ ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں جس میں دونوں محبتوں کے ملحق سے آتش محبت الہی لوح قلب انسان کو اس قدر گرم کرتی ہے کہ اُس میں آگ کی صورت پر ایک چمک پیدا ہو جاتی ہے لیکن اُس چمک میں کسی قسم کا اشتعال یا ہلک نہیں ہوتی فقط ایک چمک ہوتی ہے جسکو روح القدس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

تیسرا درجہ محبت کا وہ ہے جس میں ایک نہایت افروختہ شعلہ محبت الہی کا انسانی محبت کے مستعد فقیلہ پر پڑ کر اُسکو افروختہ کر دیتا ہے اور اُس کے تمام اجزا اور تمام رگ و ریشہ پر استیلا کر اپنے وجود کا اتم اور اکمل مظہر اُسکو بنا دیتا ہے اور اس حالت میں آتش محبت الہی لوح قلب انسان کو نہ صرف ایک چمک بخشی ہے بلکہ محض اُس چمک کے ساتھ تمام وجود ہلک اٹھتا ہے اور اُس کی لوئیں اور شعلے ارد گرد کو روز روشن کی طرح روشن کر دیتے ہیں اور کسی قسم کی تاریکی باقی نہیں رہتی اور پورے طور پر اور تمام صفات کاملہ کے ساتھ وہ سارا وجود آگ ہی آگ ہو جاتا ہے اور یہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے اسکو روح امین کے نام سے بولتے ہیں کیونکہ یہ ہر ایک تاریکی سے امن بخشی ہے اور ہر ایک غبار سے خالی ہے اور اس کا نام شدید فیض بھی ہے کیونکہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی ترویجی مقصود رہنمائی اور اس کا نام ذوالاحق الاعلیٰ بھی ہے کیونکہ یہ وحی الہی کے انتہائی درجہ کی تجلی ہے اور اس کو رایہ راکو کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات سے قیاس اور گمان اور وہم سے باہر ہے اور یہ کیفیت صرف دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے جو انسان کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے۔ اور دائرہ استعدادات بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے اور وہ درحقیقت پیدائش الہی کے خط تمت کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے۔ جو ارتقاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے حکمت الہی کے ماتہ نے ادنیٰ سی ادنیٰ خلقت اور اسفل سے افضل



مخوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس کے منہ میں کہ نہایت تعریف کیا گیا ہے ایسے کمالات نامہ کا مظہر سو جیسا کہ فطرت کے روسے اُس نبی کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا ایسا ہی خارجی طور پر یہی اعلیٰ و ارفع مرتبہ وحی کا اس کو عطا ہوا اور اعلیٰ و ارفع مقام محبت کا ملا یہ وہ مقام عالی ہے کہ میں اور شیخ و دونوں اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے اس کا نام مقام جمع اور مقام وحدت نامہ ہے پہلے نبیوں نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر دی ہے اسی پتہ و نشان پر خبر دی ہے اور اسی مقام کی طرف اشارہ کیا ہے اور جیسا مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر انبیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں ایسا ہی یہ وہ مقام عالی شان مقام ہے کہ گذشتہ نبیوں نے استعارہ کے طور پر صاحب مقام ہذا کے ظہور کو خدا تعالیٰ کا ظہور قرار دیا ہے اور اُس کا آنا خدا تعالیٰ کا آنا بھرایا جیسا کہ حضرت مسیح نے یہی ایک مثال کو پیش کر کے فرمایا کہ اگر کوستان کا پہل بیٹھ کیلئے اول باغ کے مالک نے (جو خدا تعالیٰ ہے) اپنے نوکر کو بھیجا یعنی ابتدائی کے قرب والوں کو جس سے مراد وہ تمام صلحا ہیں جو حضرت مسیح کے نام میں اور اُسی صدی میں مگر کعبقراؤں سے پہلے آئے۔ پہر جب باغبانوں نے باغ کا پہل دینے سے انکار کیا تو باغ کے مالک نے ناگید کے طور پر اپنے بیٹے کو اُن کی طرف روانہ کیا تا اُس کو میاں سمجھ کر باغ کا پہل اُس کے حوالہ کریں بیٹے سے مراد اس جگہ مسیح ہے جنکو دوسرا درجہ قرب اور محبت کا حاصل ہے مگر باغبانوں نے اُس بیٹے کو یہی باغ کا پہل نہ دیا بلکہ اپنی زعم میں اُسے قتل کر دیا بعد اس کے حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ اب باغ کا مالک حضور آئیگا یعنی خدا تعالیٰ خود ظہور فرمائیگا تا باغبانوں کو قتل کر کے باغ کو ایسے لوگوں کو دیدے کہ اپنے وقت پر پہل دیدیا کریں اس جگہ خدا تعالیٰ کے آنے سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا ہے جو قرب اور محبت کا تعبیر اور جہ اپنے لئے حاصل رکھتے ہیں اور یہ سب

ہمارے سید و مولیٰ جناب قدس خاتم الانبیاء کی نسبت صرف حضرت مسیح نے ہی بیان نہیں کیا کہ آنجناب کا دنیا میں تشریف لانا درحقیقت خدا تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہے بلکہ اس طرز کا کلام دوسرے نبیوں نے بھی اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اپنی اپنی پیشگوئیوں میں بیان کیا ہے اور استعارہ کے طور پر آنجناب کے ظہور کو خدا تعالیٰ کا ظہور قرار دیا ہے بلکہ بعض فضلاء



روحانی مراتب میں کہ جو استغارہ کے طور پر مناسب حساب الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں یہ نہیں کہ حقیقی اہمیت اس جگہ مراد ہے یا حقیقی الوہیت مراد لی گئی ہے۔

اس جگہ اس بات کا بیان کرنا بھی بے موقعہ نہ ہو گا کہ جو کلیہ ہے روح القدس اور روح الامین وغیرہ کی تعبیر کی ہے یہ حقیقت ان عقاید سے جو اہل اسلام ملائیک کی نسبت رکھتے ہیں منافی نہیں ہے کیونکہ محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ ملائیک اپنے شخصی وجود کے ساتھ انسانوں کی طرح پیروں سے چلکر زمین پر اترتے ہیں اور یہ خیال بہ ہدایت باطل ہی ہے۔ کیونکہ اگر یہ ہی ضرور ہوتا کہ ملائیک اپنی اپنی خدمات کی بجا آوری کے لئے اپنی اصل وجود کے ساتھ زمین پر اتر کر رہتے تو ہر اُن سے کوئی کام انجام پذیر ہونا بغایت درجہ محال تھا مثلاً ذشتہ ملک الموت جو ایک سکیٹ میں ہزار ایسے لوگوں کی جائیں لگا لگا ہے وہ مختلف بلاد و اقصاء میں ایک دوسرے سے ہزاروں کوسوں کے فاصلہ پر رہتے ہیں اگر ہر ایک کے لئے اس بات کا محتاج ہو کہ اول پیروں سے چلکر اُس کے ملک اور شہر اور گھر میں جاوے اور پھر اتنی مشقت کے بعد جان لگا لئے گا اُس کو موقع ملے تو ایک سکیٹ کیا اتنی بڑی کارکنڈ

۱۳۱ کے منظر اتم ہونے کے آنجناب کو خدا کر کے پکارا ہے چنانچہ حضرت داؤد کے زبور میں لکھا ہے  
 ۱۳۲ توشن بن بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے تیرے لبوں میں نعمت بنائی گئی اس لئے خدا نے تجھے  
 ۱۳۳ کو بادشاہ مبارک کیا دیکھتے تو خاتم الانبیاء (شہداء) اے پہلوان تہجد و جلال سے اپنی تلوار حاصل کر کے اپنی ران پر لگا امانت اور علم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبال مندی سے سوار ہو کر تیرا دھننا تھا تجھے میریت ناک کام دکھائیگا۔ بادشاہ کے دشمنوں کے دلوں میں تیرے  
 تیر تیزی کرتے ہیں لوگ تیرے سامنے گر جاتے ہیں اے خدا تیرا تخت اب الہ آباد ہے  
 تیری سلطنت کا آثار راستی کا عصا ہے تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی  
 ہے اسی لئے خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے رومن سے تیرے مصائبوں سے زیادہ  
 تجھے سطر کیلے دیکھو زبور ۴۵۔

اب جانتا چاہیے کہ زبور کا یہ فقرہ کہ اے خدا تیرا تخت اب الہ آباد ہے تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے یہ محض بطور استغارہ ہے جس سے عرض یہ ہے کہ جو روحانی طور پر شان محمدی ہو اُس کو ظاہر کر دیا جائے پہلے یہ کتاب نبی کی کتاب میں ہی ایسا ہی لکھا ہے چنانچہ

کے لئے تو کئی چیز کی جہالت ہی کافی نہیں ہو سکتی کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص انسانوں کی طرح حرکت کر کے ایک طرفۃ العین کے یا اس کے کم عرصہ میں تمام جہان گھوم کر چلا آوے ہرگز نہیں بلکہ فرشتے اپنے اصلی مقامات سے جو انکے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں ایک ذرہ کے برابر بھی آگے پیچھے نہیں ہوتے جیسا کہ خدا تعالیٰ انکی طرف سے قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وما منا الا لامقام معلوم وانا للحن الصاخون۔ سورۃ صافات جز ۲۳۔ پس اصل بات یہ ہے کہ جس طرح آفتاب اپنے مقام پر ہے اور اسکی گرمی و روشنی زمین پر پھیل کر اپنے خواص کے موافق زمین کی ہر یک چیز کو فائدہ پہنچاتی ہے اسی طرح روحانیات سماویہ خواہ اونکو

۱۳۱ اسکی عبارت یہ ہے دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالوں گا میرا برگزیدہ جس سے میرا بی راضی ہو ۱۳۲ میں نے اپنی روح اُس پر رکھی وہ قوموں پر راستی ظاہر کر لگا وہ پچلا بیگا اور اپنی صدا بلند نہ کر لگا اور ۱۳۳ اپنی آواز بانادوں میں دسنایا گا وہ سلی ہوئے سینٹھو کو نہ توڑ لگا اور سن کو جس سے دہواں اُٹتا ہے نہ بچائے گا جب تک کہ راستی کو اسن کے ساتھ ظاہر نہ کرے وہ نہ گھٹکا نہ ہٹکے گا جب تک کہ راستی کو زمین پر قائم نہ کرے اور جزیرے اُس کی شریعت کے منتظر ہو دیں ..... خداوند خدا ایک بہادر کی مانند نکلیگا وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت کو اُس کا بیگا۔ الخ اب جاننا چاہیئے کہ یہ فقرہ کہ خداوند خدا ایک بہادر کی مانند نکلیگا یہ بھی بطور استعارہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑھیت ظہور کا اظہار کر رہا ہے دیکھو یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۴۲۔ اور ایسا ہی اور کئی نبیوں نے بھی اسی استعارہ کو اپنی پیش گوئیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں استعمال کیا ہے مگر چونکہ ان سب مقامات کے لکھنے سے طول ہو جاتا ہے اس لئے بالفعل اسقدر پر کفایت کرتا ہوں اور میں نے جو اس جگہ تین مراتب قرب اور محبت کے لکھ کر تیسرا مرتبہ کہ جو بزرگترین مراتب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کیا ہے یہ میری طرف سے ایک اجتہادی خیال نہیں بلکہ الہامی طور پر خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا ہے۔ منہ

یونانیوں کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ کہیں یا وساتیر اور وید کی اصطلاحات کے موافق  
 ارجک کو اکب سی انگونا مزدکرین یا نہایت سید ہے اور موجدانہ طریق سے ملائک اللہ کا  
 انگولتق دین ہے درحقیقت یہ عجیب مخلوقات اپنے اپنے مقام میں مستقر اور قرار گیرے  
 اور حکمت کاملہ خداوند تعالیٰ زمین کی ہر ایک مستند چیز کو اُس کے کمال مطلوب تک پہنچانی  
 کے لئے یہ روحانیات خدمت میں لگی ہوئے ہیں ظاہری خدمات  
 بھی انجام دیتے ہیں اور باطنی بھی جیسے ہمارے جسم اور ہماری تمام ظاہری  
 قوتوں پر آفتاب اور ماہتاب اور دیگر سیاروں کا اثر ہے ایسا ہی ہمارے دل اور وظائف  
 اور ہماری تمام روحانی قوتوں پر یہ سب ملائک ہماری مختلف استعدادوں کے موافق اپنا  
 اپنا اثر ڈال رہے ہیں جو چیز کسی عمدہ جوہر بننے کی اپنے اندر قابلیت رکھتی ہے وہ اگرچہ خاک کا  
 ایک ٹکڑا ہے یا پانی کا وہ قطرہ جو صدف میں داخل ہوتا ہے یا پانی کا وہ قطرہ جو رحم میں پڑتا  
 ہے وہ اُن ملائک اللہ کی روحانی تربیت سے لعل اور الماس اور یاقوت اور نیلم وغیرہ  
 یا نہایت درجہ کا آبدار اور وزنی موتی یا اعلیٰ درجہ کے دل اور دماغ کا انسان بن جاتا ہے۔  
 دسائیر جسکو مجوسی لوگ الہامی مانتے ہیں جس نے اپنی مدت ظہور کی وہ لمبی تاریخ بتلائی ہے جس کا  
 کمبوڑوان حصہ ہی وید کی مدت ظہور کی نسبت بیان نہیں کیا گیا یعنی وید کی نسبت تو صرف  
 ایک ارب چھیانوین کروڑ مدت ظہور محض دوسروں کے دھم اور گمان سے قرار دی گئی ہے  
 مگر وساتیر تن سنکھ سے کچھ زیادہ اپنی مدت ظہور آپ بیان کرنا ہے بلکہ یہ تو جس نے ڈرتے  
 ڈرتے لکھا ہے وہ ان تو سنکھوں کی مدد سے زیادہ تین صدھ اور بھی درمیان ہیں۔ یہ کیا  
 ان روحانیات کو جو کو اکب اور سموات سے تعلق رکھتی ہیں نہ صرف ملائک قرار دیتی ہے  
 بلکہ انکی پرستش کے لئے ہی تاکید کرتی ہے ایسا ہی وید ہی اُن روحانیات کو صرف  
 وسایط اور درمیان خدمتگذار نہیں مانتا بلکہ جا بجا انکی اُستت اور ہما کرتا ہے اور ان سے  
 مرادین مانگنے کی تعلیم دیتا ہے اور ممکن ہے کہ ان کتابوں میں تحریف اور الحاق کے طور

ملائک اس معنی سے ملائک کہلاتے ہیں کہ وہ ملاک اجرام سماویہ اور ملاک اجسام  
 الارض ہیں یعنی اُنکے قیام اور بقا کے لئے روح کی طرح ہیں اور نیز اس معنی سے  
 ہی ملائک کہلاتے ہیں کہ وہ رسولوں کا کام دیتے ہیں: منہ

۱۶

پر یہ کہ تعلیم ناکہ لگتی ہوں جیسی دید میں اور یہی بہت سی جیا تعلیم پانی جاتی ہیں مثلاً یہ تعلیم کہ اس جہان کا کوئی خالق نہیں ہے اور ہر ایک چیز اپنے اصل مادہ اور اصل حیات کے رُو سے قدیم اور واجب الوجود اور اپنے وجود کی آپ ہی خدا ہے یا یہ تعلیم کہ کسی وجود کو تاسخ کے منحوس چکر سے کہی اور کسی زمانہ میں منطقی حاصل ہو ہی نہیں سکتی یا یہ تعلیم کہ ایک شوہر دار شوہر اولاد زینہ نہ ہونے کی حالت میں کسی غیر آدمی سے مجاہب ہو سکتی ہے تا اس سے اولاد حاصل کرے یا یہ تعلیم کہ بڑے بڑے مقدس لوگ بھی گوید کے ہی رشی کیوں نہ ہوں جن پر چاروں دیداترے ہوں ہمیشہ کی نجات کہی نہیں پاسکتے اور نہ لازمی طور پر مسمیہ بزرگوار اور عزت کے ساتھ یاد کرنے کے لائق ٹہر سکتے ہیں بلکہ ممکن ہے کہ تاسخ کے چکر میں اگر اور اور جانداروں کی طرح کچھ کا کچھ بن جائیں بلکہ شاید بن گئے ہوں اور انکے زعم میں خواہ کوئی انسان اوتاروں سے بھی زیادہ مرتبہ رکھتا ہو یا دید کے رشیوں سے بھی بڑھ کر ہو اس کے لئے ممکن بلکہ قانون قدرت کی رو سے ضروری پڑا ہوا ہے کہ کسی وقت وہ کیڑا مکوڑا یا نہایت مکروہ اور قابل نفرت جانور بن کر کسی خسیس مخلوق کی نوع میں جنم لبوے۔ یہ سب باطل تعلیمیں ہیں جو انسانوں کے رذیل خیالات نے ایجاد کی ہیں اور جن لوگوں نے یہ تمام بے شرمی کے کام اور دیر از عزت انتقالات اپنی بنی نوع بلکہ اپنی بزرگوں اور پیشواؤں کے لئے جائز رکھے ہیں اور انہوں نے بھی جائز رکھ لیا کہ کو اکب کی روحوں سے مراد بن مانگی جائیں اونچی ایسی پرستش کیجائے جیسے خدا تعالیٰ کی کرنی چاہئے لیکن قرآن شریف جو ہر ایک طور سے تصید اور تہذیب کی راہ کہولتا ہے اس نے ہرگز رد انہیں رکھا کہ اس کے ساتھ کسی مخلوق کی پرستش ہو یا اسکی ربوبیت کی قدرت صرف ناقص اور ناکارہ طور پر تسلیم کریں اور اسکو ہر ایک چیز کا مبدع اور سرچشمہ نہ ٹھہرائیں یا کوئی اور بے شرمی کا کام اپنے طریق معاشرت میں داخل کر لیں۔

اب پھر میں تلائیک کے ذکر کی طرف عود کر کے کہتا ہوں کہ قرآن شریف نے جس طرز سے تلائیک کا حال بیان کیا وہ نہایت سیدھی اور قریب قیاس راہ ہے اور کچھ اس کے ماننے کے انسان کو کچھ بن نہیں پڑتا قرآن شریف پر بدیدہ تمنع خود کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بلکہ جمیع کائنات الارض کی تربیت ظاہری و باطنی کے لئے بعض وسایط کا مونا ضروری ہے اور بعض بعض اشارات قرآنیہ سے نہایت صفائی سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض وہ نفوس طیبہ جو ملائیک سے موسوم ہیں انکے تعلقات طبقات سماویہ سے الگ الگ

ہیں بعض اپنی تاثیرات خاصہ سے ہوا کے چلائے والے اور بعض مینہ کے برسائیوا لے اور بعض  
 بعض اور تاثیرات کو زمین پر اتارنے والے میں پس اس میں کچھ شک نہیں کہ بوجہ مناسبت  
 نوری وہ نفوس طیبہ ان روشن اور نورانی ستاروں سے تعلق رکھتے ہوئے تھے کہ جو آسمانوں  
 میں پائے جاتے ہیں مگر اس تعلق کو ایسا نہیں سمجھنا چاہیے کہ جیسے زمین کا ہر ایک جاندار اپنی  
 اندر جان رکھتا بلکہ ان نفوس طیبہ کو بوجہ مناسبت اپنی نورانیت اور روشنی کے جو روحانی طور  
 پر انہیں حاصل ہے روشن ستاروں کے ساتھ ایک جھول الگ تعلق اور ایسا شدید تعلق  
 جو کہ اگر ان نفوس طیبہ کا ان ستاروں سے الگ ہونا فرض کر لیا جائے تو پھر ان کے تمام قوی  
 میں فرق پڑ جائے گا انہیں نفوس کے پوشیدہ ہاتھ کے زور سے تمام ستارے اپنے  
 اپنے کام میں مصروف ہیں اور جیسے خدا تعالیٰ تمام عالم کے لئے بطور جان کے ہے ایسا  
 ہی ان کے جگہ تشبیہ کامل میں (انہیں) وہ نفوس نورانیہ کو اکب اور سیارات کے لئے  
 جان کا ہی حکم رکھتے ہیں اور ان کے جدا ہوجانے سے اسکی حالت وجود یہ بین لکلی فساد راہ پا جانا  
 لازمی و ضروری امر ہے اور اجنبک کسی نے اس امر میں اختلاف نہیں کیا کہ جس قدر آسمانوں  
 میں سیارات اور کو اکب پائے جاتے ہیں وہ کائنات الارض کی تشکیل و تربیت کے لئے  
 ہمیشہ کام میں مشغول ہیں غرض یہ نہایت سچی ہوئی اور ثبوت کے چرخ پر چڑھی ہوئی صداقت  
 ہے کہ تمام نباتات اور جمادات اور حیوانات پر آسمانی کو اکب کا دن رات اثر پڑ رہا ہے اور جاہل  
 سے جاہل ایک دھقان بھی اس قدر توفور یقین رکھتا ہو گا کہ چاند کی روشنی پہلوں کے  
 موٹا کرنے کے لئے اور سورج کی دھوپ اُن کو کھلانے اور شیریں کر نیکے لئے اور بعض موانع  
 بکثرت پہل آنے کے لئے بلاشبہ موثر ہیں اب جبکہ ظاہری سلسلہ کائنات کا ان چیزوں  
 کی تاثیرات فائدہ سے تربیت پارہا ہے تو اس میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ باطنی سلسلہ پر  
 بھی باذنہ تعالیٰ وہ نفوس نورانیہ اثر کر رہی ہیں جسکا اجرام نورانیہ سے ایسا شدید تعلق ہے  
 کہ جیسے جان کہ جسم سے ہوتا ہے۔

اب اس کے بعد یہ بھی جاننا چاہیے کہ اگرچہ بظاہر یہ بات نہایت دور از ادب  
 معلوم ہوتی ہے کہ خدا نے تعالیٰ اور اُس کے مقدس نبیوں میں افاضہ انوار وحی کے لئے  
 انہی اور واسطہ تجویز کیا جائے لیکن ذرا غور کرنے سے بخوبی سمجھ آ جائیگا کہ اس میں کوئی  
 عیب نہ ہے کی انتہا نہیں بلکہ ہر اس طرف تعالیٰ کے اُس عام قانون قدرت کے مطابق ہے

جو دنیا کے ہر ایک چیز کے متعلق پہلے پہلے طور پر شہود و محسوس ہو رہا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام بھی اپنے ظاہری جسم اور ظاہری قومی کے لحاظ سے انھیں وسایط کے محتاج ہیں اور یہی کی آنکھ بھی گو کیسی ہی نوزمانی اور بابرکت آنکھ ہے مگر پھر بھی عوام کی آنکھوں کی طرح آفتاب یا اس کے کسی دوسرے قائم مقام کے بغیر کچھ دیکھ نہیں سکتے اور فیروز وسط ہوا کے کچھ سن نہیں سکتے لہذا یہ بات بھی ضروری طور پر مانتی پڑتی ہے کہ نبی کی روحانیت پر بھی ان سیارات کے نفوس نوزانہ کا اثر پڑتا ہو گا بلکہ سب سے زیادہ اثر پڑتا ہو گا کیونکہ حسب قدر استعداد صافی اور کامل ہوتی ہے اس قدر اثر بھی صافی اور کامل طور پر پڑتا ہے۔ قرآن شریف سے ثابت ہو کہ یہ سیارات اور کواکب اپنے اپنے قالبوں کے متعلق ایک ایک روح رکھتے ہیں جنکو نفوس کواکب سے بھی نامزد کر سکتے ہیں اور جیسے کواکب اور سیارات میں باعتبار اُنکے قالبوں کے طرح طرح کے خواص پائے جاتے ہیں جو زمین کی ہر ایک چیز پر حسب استعداد اثر ڈال رہی ہیں البتہ اُنکے نفوس نوزانہ میں بھی انواع اقسام کے خواص ہیں جو باذن حکیم مطلق کائنات الارض کے باطن پر اپنا اثر ڈالتے ہیں اور یہی نفوس نوزانہ کامل بندوں پر شکل کھمائی مشکل ہو کر ظاہر ہو جاتے ہیں اور بشری صورت سے مستمل ہو کر دکھائی دیتے ہیں۔ اور یاد رکھنا چاہیے کہ یہ تقریر از قبیل خطابیات نہیں بلکہ یہ وہ صداقت ہے جو طالب حق اور حجت کو ضرور مانتی پڑے گی۔ کیونکہ جب ہمیں ماننا پڑتا ہو کہ ضرور کائنات الارض کی تربیت اجرام سماویہ کی طرف سے ہو رہی ہے اور جہاں تک ہم بطور استقرار اجسام ارضیہ پر نظر ڈالتے ہیں اس تربیت کے آثار ہر ایک جسم پر خواہ وہ نباتات میں سے ہے خواہ جمادات میں سے خواہ حیوانات میں سے ہے بدیہی طور پر ہمیں دکھائی دیتے ہیں پس اس صریح تجزیہ کے ذریعہ سے ہم اس بات کے ماننے کو لئے بھی مجبور ہیں کہ روحانی کمالات اور دل اور دماغ کی روشنی کا سلسلہ بھی جہاں تک ترقی کرتا ہے بلاشبہ ان نفوس نوزانہ کا اس میں بھی دخل ہے اس دخل کی رو سے شریعت غزالی استعارہ کے طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں میں ملائکہ کا واسطہ ہونا ایک ضروری امر ظاہر فرمایا ہے جس پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے گردانا گیا ہے جن لوگوں نے اپنی نہایت مکروہ نادانی سے اس الہی فلسفہ کو نہیں سمجھا جیسے آریہ مذہب واسے یا یہو مذہب واسے انہوں نے جلدی سے باعث اپنی میوجہ نخیل اور بعض

کے جو ان کو لون میں بھرا ہوا ہے تعلیم و قافی پر یہ اعتراض جڑو یا کہ وہ اللہ اور اس کے  
رسوینان میں ملائکہ کا واسطہ ضروری ٹھہراتا ہے اور اس بات کو نہ سمجھا اور نہ خیال کیا کہ  
خدا تعالیٰ کا سا قانون تربیت جو زمین پر پایا جاتا ہے اسی قاعدہ پر مبنی ہے ہندوؤں کے  
رشی جن پر بقول ہندوؤں کے چاروں وید نازل ہوئے کیا وہ اپنی جسمانی قوی کے ہیک  
ہیک طور پر قائم رہنے میں تاثرات اجرام سماویہ کے محتاج نہیں تھے کیا وہ بغیر آفتاب  
کی روشنی کے صرف آنہوں کی روشنی سے دیکھنے کا کام لے سکتے تھے یا بغیر ہوا کے ذریعہ  
کے کسی آواز کو سن سکتے تھے تو اس کا جواب بدیہی طور پر ہی ہو گا کہ ہرگز نہیں بلکہ وہ بھی اجرام  
سماویہ کی تربیت اور تکمیل کے بہت محتاج تھے ہندوؤں کے ویدوں نے ان ملائکہ  
کے بارے میں کہاں انکار کیا ہے بلکہ انہوں نے تو ان وسایط کے ماننے اور قابل قدر  
جانشین بہت ہی ملو کیا ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کے درجہ سے ان کا درجہ برابر ٹھہرا دیا ہے  
ایک رنگ وید پر ہی نظر ڈالو دیکھو کہ کس قدر اسمین اجرام سماویہ اور عناصر کی پرستش موجود ہے  
اور کیسی اٹھی استقامت و ہمت اور شامین درقون کے مدد سیارہ کر دیئے ہیں اور کس عزت و  
اور گراڈانے سے ان سے دعائیں مانگی گئی ہیں جو قبول ہی نہیں ہوئیں مگر شریعت و قافی  
میں تو ایسا نہیں کیا بلکہ ان نفوس نذاریہ کو جو اجرام سماویہ سے یا عناصر یا دھاتات ہی ایسا  
رکتے ہیں جیسے جان کا جسم سے تعلق ہوتا ہے صرف ملائکہ یا جنات کے نام سے موسوم کیا  
ہے اور ان نذرائی فرشتوں کو جو نذرائی ستاروں اور سیاروں پر اپنا مقام رکھتے ہیں اپنی  
ذات پاک میں اور اپنے رسولوں میں ایسے طور کا واسطہ نہیں ٹھہرایا جس کے روی ان  
فرشتوں کو با اقتدار یا با اختیار مان لیا جائے بلکہ ان کو اپنی نسبت ایسا ظاہر فرمایا ہے کہ جیسے  
ایک بچان چیز ایک زندہ کے ماتحتین ہوتی ہے جس سے وہ زندہ جس طور سے کام لینا چاہتا  
ہے وہی اسے ہر بعض مقامات قرآن شریف میں اجسام کے برائیک ذرہ پر بھی ملائکہ کا  
نام اطلاق کر دیا گیا ہے کیونکہ وہ سب ذات اپوزب کریم کی آواز سننے میں اور وہی کرتے  
ہیں جو ان کو حکم دیا گیا ہو مثلاً جو کچھ توہرات بدن انسان میں مرض کی طرف یا صحت کی طرف ہوتے  
ہیں ان تمام مواد کا ذرہ ذرہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق آگے پیچھے قدم رکھتا ہے۔

اب ذرا آگے بھول کر دیکھ لینا چاہیے کہ اس قسم کی وسایط کے ماننے میں  
جو قرآن شریف میں قرار دیئے گئے ہیں کو کس قدر لازم آتا ہے اور خدا تعالیٰ کی شان مقدسہ

میں کو نسا فرق آجاتا ہے بلکہ یہ تو اسرار معرفت و وقایق حکمت کی وہ باتیں ہیں جو قانون قدرت کے صفحہ صفحہ میں لکھی ہوئی نظر آتی ہیں اور بغیر اس انتظام کے ماننے کے خدا تعالیٰ کی قدرت کا ثبوت ہی نہیں ہو سکتی اور نہ اسکی خدائی اصل سکتی ہے بلکہ جب تک ذرہ ذرہ اس کا فرشتہ بنکر اس کی اطاعت میں نہ لگا ہوا ہو تب تک یہ سارا کارخانہ اسکی مرضی کے موافق کیونکر چل سکتا ہے؟ کوئی یہین سمجھا تو سہی اور نہ اگر ملائیک سماویہ کے نظام روحانی سے خدا تعالیٰ کی قادرانہ شان پر کچھ وہم لگ سکتا ہے تو پہچان لیا وجہ ہے کہ انہیں ملائیک کے نظام جسمانی کے ماننے سے کہ جو نظام روحانی کا بعینہ ہر رنگ و ہر شکل ہی خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر کوئی وہم نہین لگ سکتا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ آریہ وغیرہ ہمارے مخالفوں نے فطرتاً بینائی سے ایسے ایسے ججائے اعتراضات کر دیئے ہیں جن کی اصل بنا بہت سے مشرکانہ حوائش کے ساتھ ان کے گھر میں ہی موجود ہے اور ناسحق بوجہ اپنی بے بصیرتی کے ایک عمدہ صداقت کو بطالت کی شکل میں سمجھ لیا ہے۔

چشم بداندیش کہ رکندہ بادہ عیب نماید ہنرش در نظر۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اسلامی شریعت کے رو سے خواص ملائیک کا درجہ خواص بشر سے کچھ زیادہ نہیں بلکہ خواص الناس خواص الملائیک سے افضل ہیں اور نظام جسمانی یا نظام روحانی میں انکا وسایط قرار پانا ان کی فضیلت پر دلائل نہیں کرتا بلکہ قرآن شریف کی ہدایت کے رو سے وہ خدام کی طرح اس کام میں لگائے گئے ہیں جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ *وسخا لکھ الشمش والقمح یغزوہ خدامہ* سورج اور چاند کو تمہاری خدمت میں لگا رکھا ہے مثلاً دیکھنا چاہیے کہ ایک پٹری رسائیک شاہ وقت کی طرف سے اس کے کسی ملک کے صوبہ یا گورنر کی خدمت میں چٹائیانا پہنچا دیتا ہے تو کیا اس سے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ چٹائی رسان جو اس بادشاہ اور گورنر جنرل زین واسطہ سے گزرتی ہے جنرل سے افضل ہے سو خوب سمجھ لو یہی مثال ان وسایط کی ہے جو نظام جسمانی اور روحانی میں قلو۔

مطلق کے ارادوں کو زمین پر پہنچاتے اور اعلیٰ انجام دی میں مصروف ہیں اللہ جل شانہ قرآن شریف کے کئی مقامات میں تبصریح ظاہر فرماتا ہے کہ جو کچھ زمین و آسمان میں پیدا کیا گیا ہے وہ تمام چیزیں اپنے وجود میں انسان کی طفیلی ہیں یعنی محض انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور انسان اپنے مرتبہ میں سب سے اعلیٰ و ارفع اور سب کا خدوم ہے جس کی خدمت میں یہ چیزیں لگا دی گئی ہیں جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ *وسخا لکھ الشمش والقمح یغزوہ* *والم ایل والنہار وانشامہ من کل ماسا لقوہ وان تعدوا نعمت اللہ لا*



مختصوہا۔ هو الذی خلق لکھما فی الارض جمیعاً۔ اور سخن کیا تمہاری لئے سورج اور چاند کو جو ہمیشہ پہرنے والے ہیں یعنی جو باعتبار اپنی کیفیات اور خاصیات کے ایک حالت پر نہیں رہتے۔ مثلاً سورج کے ہمینوں میں آفتاب کی خاصیت ہوتی ہے وہ خزان کے ہمینوں میں ہرگز نہیں ہوتی پس اس طور سے سورج اور چاند ہمیشہ پہرتے رہتے ہیں کبھی انکی گردش سی بہار کا موسم آتا ہے اور کبھی خزان کا اور کبھی ایک خاص قسم کی خاصیتیں ان سے ظہور پذیر ہوتی ہیں اور ہی اس کے مختلف خواص ظاہر ہوتے ہیں پہر آگے فرمایا کہ سخن کیا تمہارے لئے رات اور دن کو اور دیا تم کو ہر ایک چیز میں سے وہ تمام سامان جس کو تمہاری فطرت نے مانگا یعنی ان سب چیزوں کو دیا جن کے تم محتاج تھے اور اگر تم خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو گنتا چاہو تو ہرگز گن نہیں سکو گے وہ وہی خدا ہے جس نے جو کچھ زمین پر ہے تمہارے فائدہ کے لئے پیدا کیا ہے اور پہر ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ یعنی انسان کو ہم نے نہایت درجہ کے اعتدال پر پیدا کیا ہے اور وہ اس صفت اعتدال میں تمام مخلوقات سے احسن و افضل ہے اور پہر ایک اور مقام میں فرماتا ہے کہ انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انه کان ظلوماً جهولاً۔

یعنی ہم نے اپنی امانت کو جس سے مراد عشق و محبت الہی اور سرور و ابتلا ہو کہ پہر پوری اطاعت کرتا ہے آسمان کے تمام فرشتوں اور زمین کی تمام مخلوقات اور پہاڑوں پر پیش کیا جو بظاہر قوی بیکل چیزیں تھیں سو ان سب چیزوں نے اس امانت کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس کی عظمت کو دیکھ کر ڈر گئیں مگر انسان نے اس کو اٹھا لیا کیونکہ انسان میں یہ دو خوبیاں تھیں ایک یہ کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے نفس پر ظلم کر سکتا تھا۔ دوسری یہ خوبی کہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت میں اس درجہ تک پہنچ سکتا تھا جو غیر اللہ کو کبھی فراموش کر دے پہر ایک اور جگہ فرمایا ہے۔ واذ قال ربک للملئکة انی خالق بشرا من طین فلا اسویتہ وخلق فید من روحی فقعوا له ساجدين۔ فسجد الملائکة کلہم اجمعون الا ابلیس۔ یعنی یاد کرو وہ وقت کہ جب تیرے خدا نے جبکہ تو منظر اتم ہے فرشتوں کو کہا کہ میں مٹی سے ایک انسان پیدا کر نیوالا ہوں سو جب میں اس کو کمال اعتدال پر پیدا کروں اور اپنی روح میں اس میں چھونک دوں تو تم اس کے لئے سجدہ میں کرو یعنی کمال بخسار

سے اسکی خدمت میں مشغول ہو جاؤ اور ایسی خدمت گزار میں جہک جاؤ کہ گویا تم اسے سجدہ کر رہے ہو پس سارے کے سارے فرشتے انسان مکمل کے آگے سجدہ میں گر پڑے مگر شیطان جو اس سعادت سے محروم رہ گیا۔ جانتا چاہیے کہ یہ سجدہ کا حکم اسوقت سے متعلق نہیں ہے کہ جب حضرت آدم پیدا کئے گئے بلکہ یہ علیحدہ ملائیکہ کو حکم کیا گیا کہ جب کوئی انسان اپنے حقیقی انسانیت کے مرتبہ تک پہنچے۔ اور اعتدال انسانی اوسکو حاصل ہو جائے اور خدا تعالیٰ کی روح انہیں سکونت اختیار کرے تو تم اس کامل کے آگے سجدہ میں اگر کرو یعنی آسمانی اوزار کے ساتھ اس پر اترو اور انہیں صلوٰۃ بھیجو سو یہ اس قدیم قانون کی طرف اشارہ ہے جو خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ ہمیشہ جاری رکھتا ہے جب کوئی شخص کسی زمانہ میں اعتدال روحانی حاصل کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی روح اس کے اندر آباد ہوتی ہے پھر اپنے نفس سے فانی ہو کر یقیناً باللہ کا درجہ حاصل کرتا ہے تو ایک خاص طور پر نزول ملائکہ کا اظہار شروع ہو جاتا ہے اگرچہ سلوک کی ابتدائی حالات میں بھی ملائیکہ اس کے نصرت اور خدمت میں لگے ہوئے ہوتے ہیں لیکن یہ نزول ایسا اتم اور اکمل ہوتا ہے کہ سجدہ کا حکم رکھتا ہے اور سجدہ کے لفظ سے خدا تعالیٰ نے یہ ظاہر کر دیا کہ ملائکہ انسان کامل سے افضل نہیں ہیں بلکہ وہ شاہی خادموں کی طرح سجدات تعظیم انسان کامل کے آگے بجا لیا ہے ہاں ایسا ہی خدا تعالیٰ نے سورۃ الشمس میں نہایت لطیف اشارات و استعارات میں انسان کامل کے مرتبہ کو زمین آسمان کے تمام باشندوں سے اعلیٰ و برتر بیان فرمایا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ والشمس وضحاہ والقریٰ اذا نزلہا والنہار اذا جملہا واللیل اذا بشتہا والسماء وما بہا والارض وما طہا ونفس وما سواہا فالہم ہا جنور ہا وثقوا ہا قل افلح من زککھا وقد خاب من دسہا کذبت ثمود بطغوانہا اذ ابغث اشقہا فقال لہم رسول اللہ ناقة اللہ وسقیاہا فلکن بوءہ فقروا فلعلہم علیہم دہم بذنہم فسولہا ولا یخاف عقبہا۔ یعنی تسمیہ ہر سورج کی اور اسکی وجہ کی اور تسمیہ ہر چاند کی جب وہ صبح کی پیروی کرے اور تسمیہ ہر دن کی جب اپنی روشنی کو ظاہر کرے اور تسمیہ ہر مٹی جو بالکل تالیب ہو اور تسمیہ ہر زمین کی اور اسکی جسٹن اسے سجایا اور تسمیہ ہر انسان کو نفس کی اور اسکی جسٹن اسے اعتدال کامل اور وضع استقامت کو جسے کمالات متفرق عنایت کئے اور کسی کمال کو محرم نہ رکھا بلکہ ہر کمالات متفرق ہر پہلی تسمیہ کو نیچے ذکر کر گئے ہیں انہیں جہر کر دی اس طرح ہر کہ انسان کامل کا نفس

آفتاب اور اُسکی دھوپ کا بھی کمال اپنی اندر رکھتا ہے اور چاند کے خواص بھی اُس میں پائے جاتے ہیں کہ وہ اکتساب فیض دوسرے سے کر سکتا ہے اور ایک نور سے بطور استفادہ اپنے اندر بھی نور لے سکتا ہے اور اُس میں روز روشن کے بھی خواص موجود ہیں کہ جیسے محنت اور مزدوری کرنے والے لوگ دن کی روشنی میں کماتے ہیں اور بار کو انجام دے سکتے ہیں ایسا ہی حق کے طالب اور سلوک کی راہوں کو اختیار کرنے والے انسان کامل کے نمونہ پر چل کر بہت آسانی اور صفائی سے اپنی جہات دینیہ کو انجام دیتے ہیں سو وہ دن کی طرح اپنے تئیں بجاں صفائی ظاہر کر سکتا ہے اور ساری خاصیتیں دن کی اپنے اندر رکھتا ہے ۞

انہی رات سے ہی انسان کامل کو ایک مشابہت ہے کہ وہ باوجود غایت درجہ کے انقطاع اور تبتل کے جو اُس کو بجانب اللہ حاصل ہو چکے مصلحت الہی اپنی نفس کی ظلمانی خواہشوں کی طرف بھی کبھی کبھی متوجہ ہو جاتا ہے یعنی جو جو نفس کے حقوق انسان پر رکھے گئے ہیں جو بظاہر نورانیت کے مخالف اور مزاحم معلوم ہوتے ہیں جیسے کہا نا پینا سونا اور بیوی کے حقوق اور انا یا بچوں کی طرف التفات کرنا یہ سب حقوق بجا لانا ہے اور کچھ تھوڑی دیر کے لئے اس تاریکی کو اپنے لئے پسند کر لیتا ہے نہ اسوجہ سے کہ اُسکو حقیقی طور پر تاریکی کی طرف میلان ہے بلکہ اس وجہ سے کہ خداوند علیم و حکیم اُسکو اس طرف توجہ بخشتا ہے تا روحانی تعب و مشقت سے کس قدر آرام پا کر پھر اُن مجاہدات شاقہ کے اٹھانے کے لئے تیار ہو جائے جیسا کہ کسی کا شعر ہے۔

چشم شبہا ز کاروانان شکار ۞ از بہر کشادن ست گرد و ختہ اند ۞  
سوا سی طرح یہ کامل لوگ جب غایت درجہ کی کوفت خاطر اور گرد از ش اور ہم و غم کے غلبہ

۞ سورج جگمگات الہی رات سو تیں تعینات میں اپنے تئیں تشکل کر کے دنیا پر مختلف قسموں کی تاثرات ڈالتا ہے اور ہر ایک تشکل کی وجہ سے ایک خاص نام اُس کو حاصل ہے اور کثرت و مشتبہ و شبہ وغیرہ و حقیقت باعتبار خاص خاص تعینات و لوازم و تاثرات کے سورج کے ہی نام میں جب یہ لوازم خاصہ بولنے کے وقت ذہن میں محفوظ نہ رہے جائیں اور صرف مجرد اصطلاحی حالت میں نام لیا جاتا تو اُس وقت سورج کہیں گے لیکن جب اسی سورج کے خاص خاص لوازم اور تاثرات اور مقامات ذہن میں محفوظ رہ کر بولیں گے تو اُسکو کبھی

سورج  
تاریکی  
نور  
شبہ  
شبہ

کے وقت کس قدر حفظ نفسانیہ سے متنع حاصل کر لیتے ہیں تو پھر جسم نا توان الکا روح کی رفعت کے لئے از سر نو قوی اور توانا ہو جاتا ہے اور اس تہوڑی سی محبوبیت کی وجہ سے بڑے بڑے مراحل نورانی طے کر جاتا ہے اور اسوا اس کے نفس انسان میں رات کے اور دوسرے خواص و قیصر بھی پائے جاتے ہیں جنکو علم سیت اور نجوم اور طبعی کی باریک نظر نے دریافت کیا ہے ایسا ہی انسان کامل کے نفس کو آسمان سے بھی مشابہت ہے مثلاً جیسے آسمان کا پول اس قدر وسیع اور کشادہ ہے کہ کسی چیز سے پر نہیں ہو سکتا ایسا ہی ان بزرگوں کا نفس ناطقہ غایت درجہ کی وسعتیں اپنے اندر رکھتا ہے اور باوجود ہزار ہا معارف و حقائق کے حاصل کرنے کے کچھ بھی ماحر فناء کا غرہ مار تا ہی رہتا ہے اور جیسے آسمان کا پول روشن ستاروں سے پر ہے ایسا ہی نہایت روشن قوی آسمین بھی رکھے گئے ہیں کہ جو آسمان کے ستاروں کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ایسا ہی انسان کامل کے نفس کو زمین سے ہی کامل مشابہت ہے یعنی جیسا کہ عمدہ اور اول درجہ کی زمین یہ خاصیت رکھتی ہے کہ جب اس میں تخم ریزی کی جائے اور پھر خوب قلبہ رانی اور آبپاشی ہو اور تمام مراتب محنت کشا و ریزی کے اس پر پورے کر دیئے جائیں تو وہ دوسری زمینوں کی نسبت ہزار گونہ زیادہ پہل لاتی ہے اور نیز اس کا پہل بہ نسبت اور پہلوں کے نہایت لطیف اور شیرین و لذیذ اور اپنی کیت و کیفیت میں انتہائی درجہ تک بڑا ہوا ہوتا ہے اسی طرح انسان کامل کے نفس کا حال ہے کہ احکام الہی کی تخم ریزی سے عجیب سرسبزی لیکر اس کے اعمال صالحہ کی پوری نکلے ہیں اور ایسے عمدہ اور غایت درجہ کے لذیذ اس کے پہل ہوتے ہیں کہ ہر ایک دیکھنے والے کو خدا تعالیٰ کی پاک قدرت یاد آکر سبحان اللہ سبحان اللہ کہنا پڑتا ہے سو یہ آیت و نفس و ماسوا مہار صاف طور پر بتلا رہی ہے کہ انسان کامل اپنی منہ اور کیفیت کی رو سے ایک عالم ہے اور عالم کبیر کے تمام شیون و صفات و خواص

۱۳ دن کہیں گے اور کہیں رات کہیں اسکا نام اتوار کہیں گے اور کہیں پیر اور کہیں سانون اور  
۱۴ کہیں پہاڑوں کہیں سوچ کہیں کانک عرض یہ سب سورج کے ہی نام ہیں اور نفس انسان  
۱۵ ہی باعتبار مختلف تعینات اور مختلف اوقات و حالات مختلف ناموں کو موسوم ہو جاتا ہے کہی  
۱۶ نفس زکیہ کہلاتا ہے اور کہی امادہ کہی لوامہ اور کہی مطمئنہ عرض اس کے بھی اتنے ہی نام

اجمالی طور پر اپنے اندر جمع رکھتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ نے شمس کی صفات سے شروع کر کے زمین تک جو ہماری سکونت کی جگہ ہے سب چیزوں کے خواص اشارہ کے طور پر بیان فرمائے ہیں بطور قسموں کے انکا ذکر کیا بعد اس کے انسان کا کل کے نفس کا ذکر فرمایا تا معلوم ہو کہ انسان کا کل کے نفس ان تمام کمالات متفرقہ کا جامع ہے جو پہلی چیزوں میں جسکی تسبیح کہائی گئیں الگ الگ طور پر پائی جاتی ہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق چیزوں کے جو اس کے وجود کے مقابل پر بے بنیاد و بیچ بین کیوں تسبیح کھائی تو اسکا جواب یہ ہے کہ تمام قرآن شریف میں یہ ایک عام عادت و سنت الہی ہے کہ وہ بعض نظری امور کے اثبات و حقائق کے لئے ایسے امور کا حوالہ دیتا ہے جو اپنے خواص کا عام طور پر بین اور کھلا کہلا اور بدیہی ثبوت رکھتے ہیں جیسا کہ آسمین کسی کو بھی شک نہیں ہو سکتا کہ سورج موجود ہے اور اس کی دھوپ بھی ہے اور چاند موجود ہے اور وہ نور آفتاب سے حاصل کرتا ہے اور روز و روشن بھی سب کو نظر آتا ہے اور رات بھی سب کو دکھائی دیتی ہے اور آسمان کا پول بھی سب کی نظر کے سامنے ہے اور زمین تو خود انسانوں کی سکونت کی جگہ ہے اب چونکہ یہ تمام چیزیں اپنا اپنا کہلا کہلا وجود اور کھلے کھلے خواص رکھتی ہیں جنہیں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا اور نفس انسان کا ایسی چھپی ہوئی اور نظری چیز ہے کہ خود انکو وجود میں ہی صد ہجڑے برپا ہو رہی ہیں بہت سے فرقے ایسے ہیں کہ وہ اس بات کو مانتے ہی نہیں کہ نفس یعنی روح انسان بھی کوئی مستقل اور قائم بالذات چیز ہے جو بدن کی مفارقت کے بعد ہمیشہ کے لئے قائم رہ سکتی اور جو بعض لوگ نفس کے وجود اور اسکی بقا اور ثبات کے قائل ہیں وہ بھی اسکی باطنی استعدادات کا وہ قدر نہیں کرتے جو کرنا چاہیے تھا بلکہ بعض تو اتنا ہی سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہم صرف اسی غرض کے لئے دنیا میں آئے ہیں کہ جیو کر دنیا کی طرح کہانہ بنیں اور محفوظ نفسانی میں ٹھہر کر یہ بات کو جانتے بھی نہیں کہ نفس انسانی کے تدراعلیٰ درجہ کی طاقتیں اور قوتیں اپنے اندر رکھتا ہے اگر وہ کسب کمالات کی طرف متوجہ ہو تو کیسے تہوڑے ہی عرصہ میں تمام عالم کے مستغرق کمالات و فضائل و انوار پر ایک دائرہ کی طرح محیط ہو سکتا ہے سو اللہ جل شانہ نے اس سورہ مبارکہ میں

نقیہ شامیہ ہیں بمقدور سورج کے مگر خوف طول اسقدر بیان کرنا کافی سمجھا گیا۔ مندر

نفس انسان اور پھر اُس کے بے نہایت خواص فاضلہ کا ثبوت دینا چاہیے پس اول اُس نے  
 خیالات کو رجوع دلانے کے لئے سُنس اور قروغیرہ چیزوں کے متفرق خواص بیان کر کے  
 پھر نفس انسان کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ جامع اُن تمام کمالات متفرقہ کا ہے اور جس حالت  
 میں نفس انسان میں ایسے اعلیٰ درجہ کے کمالات و خاصیات بہ تمامہا موجود ہیں جو اجرام  
 سماویہ اور ارضیہ میں متفرق طور پر پائے جاتے ہیں تو کمال درجہ کی نادانی ہوگی کہ ایسی  
 عظیم الشان اور مجمع کمالات متفرقہ کی نسبت یہ وہم کیا جائے کہ وہ کچھ بھی چیز نہیں جو مشق  
 کے بعد باقی رہ سکے یعنی جبکہ یہ تمام خواص جو ان مشہور و محسوس چیزوں میں ہیں جن کا  
 مستقل وجود ماننے میں تمہیں کچھ کلام نہیں یہاں تک کہ ایک انداز بھی دہوپ کا احساس  
 کر کے آفتاب کے وجود کا یقین رکھتا ہے نفس انسان میں سب کے سب یکجائی طور پر  
 موجود ہیں تو نفس کے مستقل اور قائم بالذات وجود میں تمہیں کیا کلام باقی ہو گیا ممکن ہے کہ جو  
 چیز اپنی ذات میں کچھ بھی نہیں وہ تمام موجود بالذات چیزوں کے خواص جمع رکھتے ہو اور انکے قسم  
 کہانی کی طرز کو اس وجہ سے اللہ جل شانہ نے پسند کیا ہے کہ قسم قائم مقام شہادت کے ہوتی  
 ہے ایسی وجہ و حکام مجازی ہی جب دوسرے گواہ موجود نہ ہوں تو قسم پر انحصار کر دیتی  
 ہیں اور ایک مرتبہ کی قسم سے وہ فائدہ اٹھالیتے ہیں جو کم سے کم دو گواہوں سے اٹھا  
 سکتے ہیں سو چونکہ عقلاً و عرفاً و قانوناً و شرعاً قسم شاہد کے قائم مقام سمجھی جاتی ہے لہذا اسی  
 بنا پر خدا تعالیٰ نے اسجگہ شاہد کے طور پر اُسکو قرار دیا ہے پس خدا تعالیٰ کا یہ کہنا کہ قسم پر سورج  
 کی اور اُسکی دہوپ کی حقیقت اپنی مرادی معنی یہ کہتا ہے کہ سورج اور اسکی دہوپ یہ دونوں نفس انسان کے  
 موجود بالذات اور قائم بالذات ہونیکو شاہد حال ہیں کیونکہ سورج میں جو جو خواص گرمی اور روشنی وغیرہ پائے جاتے ہیں  
 خواص معنی شے زاید انسان کے نفس میں بھی موجود ہیں مکاشفات کی روشنی اور توجہ کی گرمی  
 جو نفوس کا طہ میں پائی جاتی ہے اُس کے عجائبات سورج کی گرمی اور روشنی سے کہیں بڑھکر  
 ہیں سورج کہ سورج موجود بالذات ہے تو جو خواص میں اس کا ہم مثل اور ہم ملیہ ہیں بلکہ سن و  
 بڑھکر یعنی نفس انسان کہ کیونکہ موجود بالذات نہ ہوگا اسی طرح خدا تعالیٰ کا یہ کہنا کہ قسم ہے  
 چاند کی جب وہ سورج کی پیروی کرے۔ اس کے مرادی معنی یہ ہیں کہ چاند اپنی کس  
 خاصیت کے ساتھ کہ وہ سورج سے بطور استفادہ نور حاصل کرتا ہے نفس انسان  
 کے موجود بالذات اور قائم بالذات ہونے پر شاہد حال ہے کیونکہ جس طرح چاند سورج

سے کتاب نور کرتا ہے اسی طرح نفس انسان کا جو مستعد اور طالب حق ہے ایک دوسرے انسان کامل کی پیروی کر کے اس کے نور میں سے لے لیتا ہے اور اُس کے باطنی فیض سے فیضیاب ہو جاتا ہے بلکہ چاند سے بڑھ کر استفادہ نور کرتا ہے کیونکہ چاند تو نور حاصل کر کے پھر چوڑا ہی دیتا ہے مگر یہ کبھی نہیں چوڑا تا پس جبکہ استفادہ نور میں یہ چاند کا شریک غالب ہو اور دوسری تمام صفات اور خواص چاند کے اپنے اندر رکھتا ہے تو پھر کیا وجہ کہ چاند کو تو موجود بالذات اور قائم بالذات مانا جا مگر نفس انسان کے مستقل طور پر موجود ہونے سے نکلی انگا کر دیا جائے غرض اسی طرح خدا تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو جو نگاہِ ذکر نفس انسان کی پہلے قسم کہا کر کیا گیا ہے اپنے خواص کے رو سے شواہد اور ناظر گواہ قرار دیکر اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ نفس انسان واقعی طور پر موجود ہے اور اسی طرح ہر ایک جگہ جو قرآن شریف میں بعض بعض چیزوں کی قسمیں کہاں ہیں اُن قسموں سے ہر جگہ یہی مدعا اور عقیدہ ہے کہ امارہ بدیہہ کو اسرافِ غصہ کے لئے جو اُن کے ہمزنگ ہیں بطور شواہد کے پیش کیا جائے لیکن اس جگہ یہ سوال ہو گا کہ جو نفس انسان کے موجود بالذات ہونے کے لئے قسموں کے پیرایہ میں شواہد پیش کئے گئے ہیں اُن شواہد کے خواص بدیہہ طور پر نفس انسان میں کہاں پائے جاتے ہیں اور اس کا ثبوت کیا ہے کہ پائے جاتے ہیں۔ اس وجہ کے رفع کر نیکیے لئے اللہ جل شانہ اس کے بعد فرماتا ہے۔ **فَالْهَامُ مَا فُجِّرَ هَا وَقَوَّهَا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ** **مَرَّ كَهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّهَا** یعنی خدا تعالیٰ نے نفس انسان کو پیدا کر کے ظلمت اور نورانیت اور ویرانی اور سرسبزی کی دونوں راہیں اُس کے لئے کھول دی ہیں جو شخص ظلمت اور فوجور یعنی بدکاری کی راہ میں اختیار کرے تو اسکو اُن راہوں میں ترقی کے کمال درجہ تک پہنچایا جاتا ہے یہاں تک کہ اندھیری رات سے اُسکی سخت مشابہت ہو جاتی ہے اور بجز مصیبت اور بدکاری اور پُر ظلمت خیالات کے اور کسی چیز میں اُسکو مزہ نہیں آتا ایسے ہی ہم صحت اُسکو اچھے معلوم ہوتے ہیں اور ایسے ہی شغل اُس کے جی کو خوش کرتے ہیں اور اُسکی بطبعیت کے مناسب حال بدکاری کے الہامات اُسکو ہوتے رہتے ہیں یعنی ہر وقت بدیہہ اور بدیہہ کی کوئی خیالات اُسکو سوچتے ہیں کبھی اچھے خیالات کہ لین پیدا ہی نہیں ہوتے اور اگر یہ سب بگاری کا نورانی راستہ اختیار کرتا ہے تو اُس نور کو مدد دینے والے الہام اُسکو ہوتے رہتے ہیں یعنی خدا تعالیٰ اُس کے دلی نور کو جو ختم کی طرح اُس کے دل میں موجود ہے اپنے الہامات خاصہ سے کمال تک پہنچا دیتا ہے اور اُس کے روشن مکاشفات کی آگ کو فروغ دے دیتا ہے تب وہ اپنے چمکتے ہوئے نور کو دیکھ کر اور



اُس کے افاضہ اور متقاضی کی خاصیت کو آن کر پورے یقین سے سمجھ لیتا ہے کہ آفتاب اور  
ماہتاب کی نورانیت مجہد میں ہی موجود ہے اور آسمان کے وسیع اور بلند اور پر کو اکب ہونے کے  
موافق میرے سینہ میں ان اشباح صدر اور عالی ہمتی اور دل اور دماغ میں ذخیرہ روشن قوی  
کا موجود ہے جو تاروں کی طرح چمکے ہیں تب اُسے سب کچھ کیلئے اور کسی خارجی ثبوت کی کچھ بھی ضرورت نہیں ہوتی  
بلکہ اسکی اندر ہی ایک کامل شہ کا چشمہ ہر وقت جوش لاتا ہے اور اس کے پیاسے دل کو سیراب کر رہا ہوتا  
ہے اور اگر یہ سوال پیش ہو کر سلوک کے طور پر کیونکہ ان نفسانی خواص کا مشاہدہ ہو سکے  
تو اس کے جواب میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے قل افلاح من سألکھا وقد حجاب من  
دشہا یعنی جس شخص نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور کئی رزائل اور اخلاق ذمیمہ سے دست بردار  
ہو کر خداوند کے حکموں کے نیچے اپنے تئیں ڈال دیا وہ اس مراد کو پہنچے گا اور اپنا نفس اُس کو  
عالم صغیر کی طرح کمالات متفرقہ کا منبع نظر آئے گا لیکن جس شخص نے اپنے نفس کو پاک نہیں کیا  
بلکہ بجا خواہشوں کے اندر گار دیا وہ اس مطلب کے پانے سے نامر اور بگیا حاصل اس تقریر کا  
یہ ہے کہ بلاشبہ نفس انسان میں وہ متفرق کمالات موجود ہیں جو تمام عالم میں پائے جاتے ہیں  
اور ان پر یقین لانے کے لئے یہ ایک سید ہی راہ ہے کہ انسان حسب منشاء قانون الہی تزکیہ  
نفس کی طرف متوجہ ہو کیونکہ تزکیہ نفس کی حالتیں نہ صرف علم الیقین بلکہ حق الیقین کے طور  
پر ان کمالات مخفیہ کی سچائی کھل جائیگی پھر بعد اس کے الشیوئل شانہ ایک مثال کے طور پر غور  
کی قوم کا ذکر کر کے فرماتا ہے کہ انہوں نے باعث اپنے جلی سکرشی کے اپنے وقت کے نبی کو  
جہٹلایا اور اُس تکذیب کے لئے ایک بڑا بد بخت انہیں سے پیش قدم ہوا اُس وقت کے  
رسول نے انہیں نصیحت کے طور پر کہا کہ ناقۃ اللہ یعنی خدا میتھالے کی اُٹھنی اور اُس کے پانی  
پینے کی جگہ تعرض مت کرو مگر انہوں نے نہ مانا اور اُٹھنی کے پانون کاٹے سو اس جرم کی شامت  
سے اللہ تعالیٰ نے اُن پر موت کی مار ڈالی اور انہیں خاک سے ملا دیا اور خدا تعالیٰ نے اس بات  
کی کچھ بھی پروا نہ کی کہ اُنکے مرنے کے بعد اُن کی میوہ عورتوں اور یتیم بچوں اور سیکس عیال کا کیا  
حال ہو گا یہ ایک نہایت لطیف مثال ہے جو خدا تعالیٰ نے انسان کے نفس کو ناقۃ اللہ سے  
مثابست دینے کے لئے اس جگہ لکھی ہے مطلب یہ ہے کہ انسان کا نفس ہی درحقیقت اس شخص  
کے لئے عدا کی گاہ ہے کہ تا وہ ناقۃ اللہ کا کام دیوے اسکی فانی اللہ ہو چکی حالت میں خدا تعالیٰ  
اپنی پاک بخشی کے ساتھ اُس پر سوار ہو جیسے کوئی اُٹھنی پر سوار ہوتا ہے سو نفس بہت لوگوں



کو جو حق سے سو غم پھیر رہے ہیں تہدید اور انداز کے طور پر فرمایا کہ تم لوگ بھی قوم شہود کی طرح ناقہ اللہ کا رقیبا لینے اس کے پانی پینے کی جگہ جو یاد الہی اور معارف الہی کا چشمہ ہے جس پر اس ناقہ کی زندگی موقوف ہے اس پر بند کر رہے ہو اور نہ صرف بند ملک اس کے پیر کاٹنے کی فکر میں ہو تا وہ خدا کا اس کی راہوں پر چلنے سے بالکل رہ جائے سو اگر تم اپنی حیرانگتے ہو تو زندگی کا پانی اس پر بند مت کرو اور اپنی بے جا خواہشوں کے تیر و تیر سے اس کے پیر مت کاٹو اگر تم ایسا کرو گے اور وہ ناقہ جو خدا نے اس کی سواری کے لئے مخلوق دی گئی ہے مجروح ہو کر مر جائیگی تو تم بالکل شکستے اور شکستک لکڑی کی طرح منقور ہو کر کاٹ دیئے جاؤ گے اور پھر آگ میں ڈالے جاؤ گے اور تمہارا رے مرنے کے بعد خدا تعالیٰ تمہارا رے پس ماندوں پر برکات رحم نہیں کرے گا۔ بلکہ تمہاری معصیت اور بدکاری کا وبال اٹکھو بھی آگے اٹکھا اور نہ صرف تم اپنے شامت اعمال سے مرے گا بلکہ اپنے عیال و اطفال کو بھی اسی تباہی میں ڈالو گے۔

ان آیات میں ان سے صاف صاف ثابت ہو گیا کہ خداوند کریم نے انسان کو سب مخلوقات سے بہتر اور افضل بنایا ہے اور ملائک اور کوکب اور غنا صر وغیرہ جو پہلے انسان میں اور خدا تعالیٰ میں بطور وسائل کے دخیل ہو کر کام کر رہے ہیں وہ ان کا درمیانی واسطہ ہونا اٹکی افنیلت پر دلالت نہیں کرتا اور وہ اپنے درمیانی ہونے کی وجہ سے انسان کو کوئی عزت نہیں بخشتے بلکہ خود انکو عزت حاصل ہوتی ہے کہ وہ ایسی شریف مخلوق کی خدمت میں لگا رہے گئے ہیں سو درحقیقت وہ تمام خادم ہیں نہ مخدوم اور اس بارہ میں حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ نے کیا اچھا کہا ہے۔

تا تو نائے کف ابری و بغفلت نوزی  
شہ طالضاف نباشد کہ تو فرمان نہ بری

ابو ہادہ وہ و خورشید و فلک در کار اند  
این ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار

اور پھر ہم بقیہ تقریر کے طرف عود کر کے کہتے ہیں کہ ملائک اللہ جیسا کہ ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں ایک ہی درجہ کی عظمت اور بزرگی نہیں رکھتے نہ ایک ہی قسم کا کام انہیں سپرد ہے بلکہ ہر ایک مرتبہ علیحدہ علیحدہ کاموں کے انجام دینے کے لئے مقرر کیا گیا ہے دنیا میں جس قدر تم تغیرات و انقلابات دیکھتے ہو یا جو کچھ ممکن قوت سے حق فعل میں آتا ہے یا جس

قدر ارواح واجہام اپنے کمالات مٹھویہ تک پہنچتے ہیں ان سب پر تاثیرات مساویہ کام کر رہی ہیں  
 ایک ہی ایک ہی فرشتہ مختلف طور کی استعدادوں پر مختلف طور کے اثر ڈالتا ہے مثلاً جبرائیل  
 جو ایک عظیم الشان فرشتہ ہے اور آسمان کے ایک نہایت روشن نیر سے تعلق رکھتا  
 ہے اسکو کئی قسم کی خدمات سپرد ہیں انہیں خدمات کیسے ملتی ہیں جو اس کے نیر سے لئے جاتے  
 ہیں سو وہ فرشتہ اگرچہ ہر ایک ایسی شخص پر نازل ہوتا ہے جو وحی الہی سے مشرف کیا گیا ہو  
 (نزول کی اصل کیفیت جو صرف اثر اندازی کے طور پر ہے نہ واقعی طور پر یاد رکھنی چاہئے)  
 لیکن اس کے نزول کی تاثیرات کا دائرہ مختلف استعدادوں اور مختلف ظروف کو ملحوظ  
 سے چھوٹی چوٹی یا بڑی بڑی شکلوں پر تقسیم ہو جاتا ہے نہایت بڑا دائرہ اسکی روحانی تاثیرات  
 کا وہ دائرہ ہے جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی سے متعلق ہے اسکی وجہ سے جو مومن  
 وحقائق و کمالات حکمت و بلاغت قرآن شریف میں اکمل اور اتم طور پر پائے جاتے ہیں عظیم الشان  
 مرتبہ اور کسی کتاب کو حاصل نہیں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے (جیسا کہ پہلے ہی ہم اسکی طرف اشارہ  
 کر چکے ہیں) کہ ہر ایک فرشتہ کی تاثیر انسان کے نفس پر دو قسم کی ہوتی ہے اول وہ تاثیر جو جسم  
 میں ہونے کی حالت میں باذنہ تعالیٰ مختلف طور کے تخم پر مختلف طور کا اثر ڈالتی ہے دوسری  
 وہ تاثیر جو بطوری وجود کے اس وجود کی منفی استعدادوں کو اپنی کمالات ممکنہ تک پہنچانیکے  
 لئے کام کرتی ہے اس دوسری تاثیر کو جب نہ بنی یا کامل ولی کے متعلق ہو وحی کے نام سے  
 موسوم کیا جاتا ہے اور یوں ہوتا ہے کہ جب ایک مستعد نفس اپنی نور ایمان اور نور محبت  
 کے کمال سے مبدع فیوض کے ساتھ دوستانہ تعلق پکڑ لیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی زندگی  
 بخش محبت اس کی محبت پر پر توہ انداز ہو جاتی ہے تو اس حد اور اس وقت تک جو کچھ انسان  
 کو آگے قدم رکھنے کے لئے مقدر حاصل ہوتا ہے یہ دراصل اس پنہانی تاثیر کا اثر ظاہر ہوتا ہے  
 کہ خدا نے تعالیٰ کے فرشتہ نے انسان کو جسم میں ہونے کی حالت میں ہی ہر بعد اس کے  
 جب انسان اس پہلی تاثیر کی کشش کو بہ ترتیب حاصل کر لیتا ہے تو پھر وہی فرشتہ از سر نو  
 اپنا اثر نور سے بہرا ہوا اس پر ڈالتا ہے مگر یہ نہیں کہ اپنی طرف سے بلکہ وہ درمیانی خام  
 ہونے کی وجہ سے اس نالی کی طرح جو ایک طرف سے پانی کو کھینچتی اور دوسری طرف آبیانی  
 کو پہنچا دیتی ہے خدا تعالیٰ کا نور فیض اپنے اندر کھینچ لیتا ہے پر میں اس وقت تک کہ جب انسان  
 بوجہ اقراران محبت میں روح القدس کی نالی کے قریب اپنے متین رکھ دیتا ہے معاً اس نالی

میں سے فیضِ وحی اُس کے اندر گر جاتا ہے یا یوں کہو کہ اس وقت جبریل اپنا نورانی لباس اُس سے اتار  
 دل پر ڈال کر ایک عکسی تصویر پر اپنی اس کے اندر رکھ دیتا ہے تب جیسے اُس فرشتہ کا جو آسمان  
 پر مستقر ہے جبریل نام ہی اس عکسی تصویر کا نام بھی جبریل ہی ہوتا ہے یا مثلاً اُس فرشتہ کا نام روح  
 القدس ہے تو عکسی تصویر کا نام بھی روح القدس ہی رکھا جاتا ہے سو یہ نہیں کہ فرشتہ انسان کے  
 اندر گرس آتا ہے بلکہ اُس کا عکس انسان کے آئینہ قلب میں نمودار ہو جاتا ہے مثلاً جب تم نہایت  
 مصطفیٰ آئینہ اپنے منہ کے سامنے رکھ دو گے تو موافق دائرہ مقدار اُس آئینہ کے تمہاری شکل کا  
 عکس بلا توقف آئین پر لگایا یہ نہیں کہ تمہارا منہ اور تمہارا سر گردن سے ٹوٹ کر اور الگ  
 ہو کر آئینہ میں رکھ دیا جائیگا۔ بلکہ اُس جگہ پر لگایا جائیگا جہاں چاہیے صرف اُس کا عکس پڑے گا اور عکس بھی  
 ہر ایک جگہ ایک ہی مقدار پر نہیں پڑے گا بلکہ جیسی جیسی وسعت آئینہ قلب کی ہوگی اُسی مقدار  
 کے موافق اثر پڑے گا مثلاً اگر تم اپنا چہرہ اُسی کے شیشے میں دیکھنا چاہو کہ جو ایک چوڑا سا شیشہ  
 ایک قسم کی انگشتری میں لگا ہوا ہوتا ہے تو اگرچہ آئینہ ہی ظہورِ نظر آئیگا مگر ہر ایک عضو اپنی اصلی  
 مقدار سے نہایت چوڑا ہو کر نظر آئیگا لیکن اگر تم اپنی چہرہ کو ایک بڑے آئینہ میں دیکھنا چاہو جو  
 تمہاری شکل کے پورے انعکاس کے لئے کافی ہے تو تمہارے تمام نقوش اور اعضا چہرہ  
 کے اپنے اصلی مقدار پر نظر آجائیں گے پس یہی مثال جبریل کے تاثیرات کی ہے ادنیٰ سے ادنیٰ  
 مرتبہ کے ولی پر جبریل ہی تاثیرِ وحی کی طاقت ہے اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 ولی پر بھی وہی جبریل تاثیرِ وحی کی طاقت رہا ہے لیکن ان دونوں وحیوں میں وہی فرق مذکورہ بالا آری  
 کے شیشے اور بڑے آئینہ کا ہے یعنی اگرچہ بظاہر صورت جبریل وہی ہے اور اُسکی تاثیرات بھی  
 وہی مگر ہر ایک جگہ مادہ قابلہ ایک ہی وسعت اور صفائی کی حالت پر نہیں اور یہ جو اس جگہ میں  
 نے صفائی کا لفظ بھی لکھ دیا تو یہ اس بات کے اظہار کے لئے ہے کہ جبریل تاثیرات کا اختلاف صرف  
 کمیت کے ہی متعلق نہیں بلکہ کیفیت کے بھی متعلق ہے یعنی صفائی قلب جو شرط الحکاس ہے  
 تمام افرادِ مہدیین کے ایک ہی مرتبہ تک پہنچ نہیں ہوتے جیسے تم دیکھتے ہو کہ سارے آئینے ایک  
 ہی درجہ کی صفائی ہرگز نہیں رکھتے بعض آئینے ایسے اعلیٰ درجہ کے آبدار اور مصفیٰ ہوتے ہیں  
 کہ پورے طور پر جیسا کہ چاہیئے دیکھنے والے کی شکل ان میں ظاہر ہو جاتی ہے اور بعض ایسے  
 کثیف اور کدھر اور پُر غبار اور دو آئینہ جیسے ہوتے ہیں کہ صاف طور پر انہیں شکلِ نظر نہیں ملتی  
 بلکہ بعض ایسے بگڑے ہوئے ہوتے ہیں کہ اگر مثلاً اُن میں دو وزن لبِ نظر آویں تو ناک دکھائی

نہیں دیتا اور اگر ناک نظر آگیا تو آنکھیں نظر نہیں آتیں سو یہی حالت دلوں کے آئینہ کی ہے جو نہایت درجہ کا مصعق دل ہے مصفا طور پر انکاس ہوتا ہے اور کسی قدر کمزور ہے اُس میں اسی قدر کمزور دکھائی دیتا ہے اور اکل اور اتم طور پر یہ صفائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو حاصل ہے ایسی صفائی کسی دوسرے دل کو ہرگز حاصل نہیں۔

اس جگہ اس نکتہ کا بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ جو علت العلل ہے جس کے وجود کے ساتھ تمام وجودوں کا سلسلہ وابستہ ہے جب وہ کبھی مریض یا قاصرانہ طور پر کوئی خنثی اور حرکت ارادی کسی امر کے پیدا کرنے کے لئے کرتا ہے تو وہ حرکت اگر اتم اور اکل طور پر ہو تو جمیع موجودات کی حرکت کو مستلزم ہوتی ہے اور اگر بعض شیوں کے لحاظ سے یعنی جزئی حرکت ہو تو اُسی کے موافق عالم کے بعض اجزاء میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ خدا نے عزوجل کے ساتھ اسکی تمام مخلوقات اور جمیع عالموں کا جو علاقہ ہے وہ اُس علاقہ سے مشابہ ہے جو جسم کو جان سے ہوتا ہے اور جیسے جسم کے تمام اعضا روح کے ارادوں کے تابع ہوتے ہیں اور جس طرف روح جھپکتی ہے اُسی طرف وہ جھپک جلتے ہیں یہی نسبت خدا تعالیٰ اور اسکی مخلوقات میں پائی جاتی ہے۔ اگرچہ میں صاحب فصوص کی طرح حضرت واجب الوجود کی نسبت یہ تو نہیں کہتا کہ خلق الاشیاء ہو عینہا مگر یہ ضرور کہتا ہوں کہ خلق الاشیاء ہو عینہا۔ ہذا العالم کصرح ممدوحین قواریر دماء الطاقات العظمی بحیثی تختہا ویفعل بامیر یخیل فی عیون قاصرة کا نہا ہو بحیون الشمس والقمر والنجوم موثرات بذاہد لا موثر الا ہو۔

حکیم مطلق نے میرے پر یہ راز سر بہتہ کہہ لیا ہے کہ یہ تمام عالم مع اپنی جمیع اجزاء کے اُس علت العلل کے کاموں اور ارادوں کی انجام دہی کے لئے سچے سچ اُس کے اعضا کی طرح واقع ہے جو خود بخود قائم نہیں بلکہ ہر وقت اُس روح اعظم سے قوت پاتا ہے جیسے جسم کی تمام قوتیں جان کی طفیل سے ہی ہوتی ہیں اور یہ عالم جو اُس وجود عظم کے لئے قائم مقام اعضا کا ہے بعض چیزیں اُس میں ایسی ہیں کہ گویا اُس کے چہرہ کا نور میں جو ظاہری یا باطنی طور پر اُس کے ارادوں کے موافق روشنی کا کام دیتی ہیں اور بعض ایسی چیزیں ہیں کہ گویا اُس کے ماتھے میں اور بعض ایسی ہیں کہ گویا اُس کے سر میں اور بعض اُس کے سانس کی طرح ہیں عرض یہ مجموعہ عالم خدا تعالیٰ کے لئے بطور لیکچر ائم کے واقع ہے اور تمام آب

و کتاب اُس اندام کی اور ساری زندگی اُسکی اُسی روحِ عظیم سے ہے جو اُسکی قیوم ہے اور چونکہ اُس قیوم کی ذات میں ارادی حرکت پیدا ہوتی ہے وہی حرکت اُس اندام کے کل اعضا یا بعض میں جیسا کہ اُس قیوم کی ذات کا تقاضا ہو پیدا ہو جاتی ہے۔

اس بیان مذکورہ بالا کی تصویر دکھانے کے لئے تخیلی طور پر ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا جو عظم ہے جسکے بیشمار ہاتھ بیشمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تندوی کی طرح اُس وجود عظم کی تارین بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں اور کشش کا کام دے رہی ہیں یہ وہی اعضاء ہیں جو ہر دوسرے نقطوں میں عالم نام سے جب قیوم عالم کوئی حرکت جزوی یا کلی کرے گا تو اُسکی حرکت کے ساتھ اُس کے اعضا میں حرکت پیدا ہو جائے گی ایک لازمی امر ہو گا اور وہ اپنی تمام ارادوں کو انہیں اعضا کے ذریعہ سے ظہور میں لائے گا کسی اور طرح سے پس یہی ایک عام فہم مثال اُس روحانی امر کی ہے کہ جو کہا گیا ہے کہ مخلوقات کی ہر ایک جزو خدا تعالیٰ کے ارادوں کی تابع اور اُس کے مقاصد مخفیہ کو اپنے خادمانہ چہرو میں ظاہر کر رہی ہے اور کمال درجہ کی اطاعت سے اُس کے ارادوں کی راہ میں محو ہو رہی ہے۔ اور یہ اطاعت اس قسم کی ہرگز نہیں ہے جسکی صرف حکومت اور زبردستی پر بنا ہو بلکہ ہر ایک چیز کو خدا تعالیٰ کی طرف ایک مقناطیسی کشش پائی جاتی ہے اور ہر ایک ذرہ ایسا بالطبع اُسکی طرف جھکا ہوا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک وجود کے متفرق اعضا اُس وجود کی طرف جھکے ہوئے ہوتے ہیں پس حقیقت یہی سچ ہے اور بالکل سچ کہ یہ تمام عالم اُس وجود عظم کے لئے بطور اعضا کے واقع ہے اور اسی وجہ سے وہ قیوم العالمین کہلاتا ہے کیونکہ جیسی جان اپنے بدن کی قیوم ہوتی ہے ایسا ہی وہ تمام مخلوقات کا قیوم ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو نظام عالم کا بالکل بگڑ جاتا۔

ہر ایک ارادہ اُس قیوم کا خواہ وہ ظاہری ہو یا باطنی یعنی یا دنیوی یا اسی مخلوقات کو توسط ظہور و زیرینا ہے اور کوئی ایسا ارادہ نہیں کہ بغیر ان دونوں کے نہیں پہنچتا ہوتا یہی قیدی قانون ہے کہ جو ابتدا سے خدا ہوا چلا آتا ہے مگر ان لوگوں کی سمجھ پر سخت تعجب ہو کہ وہ ظاہری بارش ہو سکے لئے جو بادلوں کے ذریعہ سر زمین پر ہوتی ہے بخارات مائیکہ کا توسط ضروری خیال کرتے ہیں اور خود بخود قدرت سے بغیر بادل کے بارش ہو جانا محال سمجھتے ہیں لیکن الہام کی بارش کے لئے جو صاف دلوں پر ہوتی ہے تلائیک کے بادلوں کا توسط جو عند اللشع ضروری ہے اُسے جہالت کی نظر سے

ہستے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا خدا میتالی بغیر ایک کے توسط کے خود بخود الہام نہیں کر سکتا تھا وہ اس بات کے قائل ہیں کہ بغیر توسط ہوا کے آواز میں لینا خلاف قانون قدرت ہے مگر وہ ہوا جو روحانی طور پر خدا میتالی کی آواز کو ملبھوں کے دلوں تک پہنچاتی ہے اُس قانون قدرت سے غافل ہیں وہ اس بات کو مانتے ہیں کہ ظاہری آنکھوں کی بصارت کے لئے آفتاب کی روشنی کی ضرورت ہے مگر وہ روحانی آنکھوں کے لئے کسی آسمانی روشنی کی ضرورت یقیناً نہیں رکھتی۔

اب جبکہ یہ قانون الہی معلوم ہو چکا کہ یہ عالم اپنے جمیع قوی ظاہری و باطنی کیساتھ حضرت واجب الوجود کے لئے بطور اعضا کے واقعہ ہے اور ہر ایک چیز اپنے اپنے محل اور موقعہ پر اعضا ہی کا کام دے رہی ہے اور ہر ایک ارادہ خدا میتالی کا انہیں اعضا کے ذریعہ سے ظہور میں آتا ہے کوئی ارادہ بغیر ان کی توسط کے ظہور میں نہیں آتا تو اب جانتا چاہیے کہ خدا میتالی کے وحی میں جو پاک دلوں پر نازل ہوتی ہے جبریل کا تعلق جو شریعتِ مسلمہ میں ایک ضروری مسئلہ سمجھا گیا اور قبول کیا گیا ہے یہ تعلق ہی اسی فلسفہ حق پر ہی مبنی ہے جسکا اہی ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حسب قانون قدرت مذکورہ بالا یہ امر ضروری ہے کہ وحی کے اقتداء ملکہ وحی کے عطا کر نیکے لئے بھی کوئی مخلوق خدا میتالی کے الہامی اور روحانی ارادہ کو بمعہ ظہور لانے کے لئے ایک عضو کو بطرح منکر خدمت بجا لاوے جیسا کہ جسمانی ارادوں کے پورا کرنے کے لئے بجالا رہے ہیں سو وہ وہی عضو ہو جسکو دوسرے لفظوں میں **جبریل** کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جو بہ تبعیت حرکت اُس وجودِ اعظم کے سچ مچ ایک عضو کی طرح بلا توقف حرکت میں آجاتا ہے یعنی جب خدا تعالیٰ محبت کرنے والے دل کی طرف محبت کے ساتھ رجوع کرتا ہے تو حسب قاعدہ مذکورہ بالا جسکا اہی بیان ہو چکا ہے جبریل کو بھی جو سانس کی ہوا یا آنکھ کے ذریعہ طرح خدا میتالی سے نسبت رکھتا ہے اُس طرف ساتھ ہی حرکت کرنی پڑتی ہے یا یوں کہو کہ خدا میتالی کی جنبش کیساتھ ہی وہ ہی بلا اختیار و بلا ارادہ اسی طور سے جنبش میں آجاتا ہے کہ جیسا اصل کی جنبش سے سایہ کا ہونا طبعی طور پر ضروری امر ہے پس جب جبریل نور خدا تعالیٰ کی کشش اور تحریک اور غرض دنیا سے جنبش میں آجاتا ہے تو اس کی ایک عکسی تصویر جسکو روح القدس کے ہی نام سے موسوم کرنا چاہیئے محبت صادق کے دل میں منقش ہو جاتی ہے اور اسکی محبت صادق کا ایک عضو

لازم ٹہر جاتی ہے تب یہ قوتِ اعداءِ تعالیٰ کے آواز سُکنے کے لئے کان کا فائدہ بھٹتی ہے اور اُس کے عجائبات کے دیکھنے کے لئے آنکھوں کی قائم مقام ہو جاتی ہے اور اُس کے الہامات زبان پر جاری ہونیکے لئے ایک ایسی محرک حرارت کا کام دیتی ہے جو زبان کے پسیدہ کو زور کے ساتھ الہامی خط پر چلاتی ہے اور جب تک یہ قوت پیدا نہ ہو اس وقت تک انسان کا دل اندر کی طرح ہوتا ہے اور زبان اُس ریل کی گاڑی کی طرح ہوتی ہے جو چلنے والے اجن سے الگ پڑی ہو لیکن یاد رہے کہ یہ قوت جو روح القدس سے موسوم ہے ہر ایک دل میں یکساں برابر پیدا نہیں ہوتی بلکہ جیسے انسان کی محبت کامل یا ناقص طور پر ہوتی ہے اسی اندازہ کی موافق یہ جبریلی نور اُس پر اثر ڈالتا ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ روح القدس کی قوت جو دونوں محبتوں کے ملنے سے انسان کے دلیں جبریلی نور کے پرتو سے پیدا ہو جاتی ہے اُس کے وجود کے لئے یہ امر لازم نہیں کہ ہر وقت انسان خدا تعالیٰ کا پاک کلام سُنتا ہی رہے یا کشتی طور پر کچھ دیکھتا ہی رہے بلکہ یہ تو انوارِ سماویہ کے پانے کے لئے اسبابِ قریب کی طرح ہے یا یوں کہو کہ یہ ایک روحانی روشنی روحانی آنکھوں کے دیکھنے کے لئے یا ایک روحانی موارِ روحانی کانوں تک آواز پہنچانے کے لئے سخائب اللہ ہے اور ظاہر ہے کہ جب تک کوئی چیز اسے موجود نہ ہو تو جو روشنی کچھ دکھانہیں سکتی اور جب تک مشکلم کے موہنے سے کلام نہ نکلیں جو وہ موارِ کانوں تک کوئی خبر نہیں پہنچا سکتی سو یہ روشنی یا یہ موارِ روحانی جو اس کے لئے محض ایک آسانی مویہ عطا کیا جاتا ہے جیسے ظاہری آنکھوں کے لئے آفتاب کی روشنی اور ظاہری کانوں کے لئے ہوا کا ذریعہ مقرر کیا گیا ہو اور جب باری تعالیٰ کا ارادہ اس طرف متوجہ ہوتا ہے کہ اپنا کلام اپنے کسی ملہم کے دل تک پہنچا دے تو اُسکی اس مستحکم نہ حرکت سے معجز جبریلی نور میں اتار کے لئے ایک روشنی کیوجہ یا یوں کہو کہ ملہم کی تھوڑیکہ لسان کے لئے ایک حرارت کی موج پیدا ہو جاتی ہے اور اُس توجہ یا اُس حرارت سے بلا توقف وہ کلام ملہم کی آنکھوں کے سامنے لکھا ہوا دیکھائی دیتا ہے یا کانوں تک اُسکی آواز پہنچتی ہے یا زبان پر وہ الہامی الفاظ جاری ہوتے ہیں اور روحانی حواس اور روحانی روشنی جو قبل از الہام ایک قوت کی طرح ملتی ہے یہ دونوں قوتیں اس لئے عطا کی جاتی ہیں کہ تا قبل از نزول الہام الہام کے قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو جائے کیونکہ اگر الہام ایسی حالت میں نازل کیا جاتا کہ ملہم کا دل



حواس روحانی سے محروم ہوتا یا روح القدس کی روشنی دل کی آنکھ کو پہنچی نہ ہوتی تو وہ الہام الہی کو کن آنکھوں کی پاک روشنی سے دیکھ سکتا سو اسی ضرورت کی وجہ سے یہ دونوں پہلے ہی سے بلہین کو عطا کی گئیں اور اس تحقیق سے یہ بھی ناظرین سمجھ لیں گے کہ وحی کے متعلق جبریل کے تین کام ہیں۔

اول یہ کہ جب ہم میں ایسے شخص کے وجود کے لئے لفظ پڑتا ہے جب کی فطرت کو اللہ جل شانہ اپنی رحمانیت کے تقاضا سے جس میں انسان کے عمل کو کچھ دخل نہیں ملتا نہ فطرت بنانا چاہتا ہے تو اس پر اسی لفظ ہنوز کی حالتیں جبریل نور کا سایہ ڈال دیتا ہے تب ایسے شخص کی فطرت منجانب اللہ الہامی خاصیت پیدا کر لیتی ہے اور الہامی حواس اس کو مل جاتے ہیں۔

پھر دوسرا کام جبریل کا یہ ہے کہ جب بندہ کی محبت خدا تعالیٰ کی محبت کے ذریعہ اپڑتی ہے تو خدا تعالیٰ کی مریدانہ حرکت کی وجہ سے جبریل نور میں بھی ایک حرکت پیدا ہو کر محبت صادق کے دل پر وہ نور جا پڑتا ہے جس سے اس نور کا عکس محب صادق کے دل پر پڑ کر ایک عکسی تصویر جبریل کی اُس میں پیدا ہو جاتی ہے جو ایک روشنی یا مہوا یا گرمی کا کام دیتی ہے اور بطور ملکہ الہامی کے ملہم کے اندر رہتی ہے ایک میرا اسکا جبریل کے نور میں غرق ہوتا ہے اور دوسرا ملہم کے دل کے اندر ڈال ہو جاتا ہے جس کو دوسرے لفظوں میں روح القدس یا اس کی تصور کر کے کہتے ہیں۔

تیسرا کام جبریل کا یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی کلام کا ظہور ہو تو مہوا کی طرح موج میں اگر اس کلام کو دل کے کانوں تک پہنچا دیتا ہے یا روشنی کے پیرایہ میں افزودہ ہو کر اس کو نظر کے سامنے کر دیتا ہے یا حرارت محرکہ کے پیرایہ میں تیزی پیدا کر کے زبان کو الہامی الفاظ کی طرف چلاتا ہے۔

اس جگہ میں اُن لوگوں کا دہم بھی دور کرنا چاہتا ہوں جو ان شکوک اور شبہات میں مبتلا ہیں جو اولیا اور انبیاء کے الہامات اور مکاشفات کو دوسرے لوگوں کی نسبت کیا محض ہو سکتی ہے کیونکہ اگر نبیوں اور ولیوں پر امور غیبیہ کہتے ہیں تو دوسرے لوگوں پر بھی کہی کہی کہل جاتی ہیں بلکہ بعض فاسقوں اور فایت درجہ کے بدکاروں کو بھی یہی خوابیں آجاتی ہیں بلکہ بعض پرلے درجہ کے بدعاش اور شریر آدمی اپنے ایسے مکاشفات بیان کیا کرتے ہیں کہ آخر وہ سچے فکرت ہیں پس جبکہ اُن لوگوں کے ساتھ جو اپنے تئیں نبی یا کسی اور خاص درجہ کے آدمی تصور کرتے ہیں ایسے ایسے بدچلن آدمی بھی شریک ہیں جو بدچلنیوں اور بدعاشیوں میں چھپے ہوئے



اور شہرہ آفاق ہیں تو نبیوں اور ولیوں کی کیا فضیلت باقی رہی سو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ درحقیقت یہ سوال جس قدر اپنی اصل کیفیت رکھتا ہے وہ سب درست اور صحیح ہے اور جبریلؑ نور کا پہلا لیسواں حصہ تمام جہان میں پھیلا ہوا ہے جس سے کوئی فاسق اور فاجر اور پرے درجہ کا بدکار بھی باہر نہیں بلکہ میں یہاں تک ماننا ہوں کہ تجویز میں اچکا ہے کہ بعض اوقات ایک نہایت درجہ کی فاسق عورت جو کنجریوں کے گروہ میں سے ہے جسکی تمام جوانی بدکاری میں ہی گزری ہے کبھی سچی خواب دیکھ لیتی ہے اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت کبھی ایسی رات میں بھی کہ جب وہ بادہ لبر و اشتیاب سے کامیاب ہو جاتی ہے کوئی خواب دیکھ لیتی ہے اور وہ سچی نکلتی ہے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا کیونکہ جبریلؑ نور آفتاب کی طرح جو اسکا ہیڈ کو آرٹھ ہے تمام معمرہ عالم پر حسب استعداد انکی اثر ڈال رہا ہے اور کوئی نفس بشر دنیا میں ایسا نہیں کہ بالکل تاریک ہو کم سے کم ایک ذرہ سی محبت وطن اصلی اور محبوب اصلی کی ادنیٰ سی ادنیٰ سرشت میں بھی ہے اس صورت میں نہایت ضروری نہ تھا کہ تمام بنی آدم پر یہاں تک کہ انکے مجاہدین بھی کیسے جبریلؑ کا اثر ہوتا اور فی الواقع ہے بھی کیونکہ مجاہدین ہی جنکو عوام الناس مجذوب کہتے ہیں انکو بعض حالات میں بوجہ اپنی ایک طرح کے انقطاع کے جبریلؑ نور کے نیچے جا پڑتے ہیں تو کچھ کچھ انکی باطنی آنکھوں پر اس نور کی روشنی پڑتی ہے جس سے وہ خدا تعالیٰ کے تعارفات خفییہ کو کچھ کچھ دیکھ سکتی ہے مگر ایسی خوابوں یا الیر کا شفا سے نبوت اور ولایت کو کچھ صدمہ نہیں پہونچتا اور انکی شان بلند میں کچھ ہی فرق نہیں آتا اور کوئی التباس حیران کرنے والا واقعہ نہیں ہوتا کیونکہ درمیان میں ایسا فرق میں ہے کہ جو بدیہی طور پر ہر ایک سلیم العقل سمجھ سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خواص اور عام کی خوابیں اور کاشفات اپنی کیفیت اور کیفیت انصافی والفضالی میں ہرگز برابر نہیں ہیں جو لوگ خدا تعالیٰ کے خاص بندے ہیں وہ خارق عادت کے طور پر نعمت غیبی کا حصہ لیتے ہیں دنیا ان نعمتون میں جو انہیں عطا کی جاتی ہیں صرف ایسے طور کی شریک ہی جیسے شاہ وقت کے خزانہ کے ساتھ ایک گداورینہ ایک آدم کے حامل رکھتی کیونکہ سے شریک خیال کیا جائے لیکن ظاہر ہے کہ اس ادنیٰ مشارکت کیونکہ سے نہ بادشاہ کی شان میں کچھ شکست آسکتی ہے اور نہ اُس گدا کی کچھ شان بڑھ سکتی ہے اور اگر ذرہ غور کر کے دیکھو تو یہ ذرہ مثال مشارکت ایک کرم شب تاب ہی جیسوٹ بیچنا یا جکھو ہی کہتے ہیں آفتاب کے ساتھ رکھتا ہے تو کیا وہ اس مشارکت کیونکہ سے آفتاب کی عزت

میں سے کوئی حصہ لے سکتا ہے سو جاننا چاہیے کہ درحقیقت تمام فضیلتیں باعتبار اعلیٰ درجہ کمال کے جو کمیت اور کیفیت کے رو سے حاصل ہو پیدا ہوتی ہیں یہ نہیں کہ ایک حرف کی شناخت سے ایک شخص فاضل اجل کا ہم پایہ ہو جائیگا یا اتفاقاً ایک مصرع بن جانے سے بڑے شاعر کا ہم پلہ کہلائیگا۔ ذرہ مثال شراکت سے کوئی نوع حکمت یا حکومت کے خالی نہیں اگر ایک بادشاہ سارے جہان کی حکومت کرتا ہی تو ایسا ہی ایک مزدور آدمی اپنی جیونپٹری میں اپنی بچوں اور بیوی بیوی پر حاکم ہے۔ رہی یہ بات کہ خدا تعالیٰ نے نیک بختوں اور بد بختیوں میں مشارکت کیوں رکھی اور تم کے طور پر غافلین کے گروہ کو نعمت غیبی کا کیوں حصہ دیا اس کا جواب یہ ہے کہ الزام اور انعام محبت کیلئے تاس مخفی شراکت کی وجہ سے ہر ایک منکر کالموں کی حالت کا گواہ ہو جائے کیونکہ جبکہ وہ اپنے چھوٹے سے دائرہ استعداد میں کچھ نمونہ ان باتوں کا دیکھتا ہے جو ان کالموں کی زبان سے سننا ہے پس اس تو بڑی سی جہلک کی وجہ سے اس کے لئے یہ ممکن نہیں کہ اپنے پیچھے دل سے ان الہامی امور کو بکلی غیر ممکن سمجھے سو وہ اس روحانی خاصیت کا ایک ذرا سا نمونہ اپنے اندر رکھنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے الزام کے نیچے ہی جکے رو سے بحالت انکار وہ بڑا جا بیگا جیسا کہ اجکل کے آریہ خیال کر رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے چاروں دیدوں کو نازل کر کے پھر ایک لغت ہمیشہ کیلئے الہام کی صفت کو لپیٹ دیا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کا قانون قدرت انہیں ملازم کر لے ہے جبکہ وہ چشم خود دیکھتے ہیں کہ یہ سلسلہ انکشافات غیبیہ کا ابتک جاری ہے اور انہیں ہی فاسق آدمی بھی کہی کہی کچی خواہیں دیکھ لیتے ہیں پس ظاہر ہے کہ وہ خدا جسے اپنا روحانی فیض نازل کر رہے اس زمانہ کے فاسقوں اور دنیا پرستوں کو یہی محرم نہیں رکھا اور ان پر بھی باوجود فقدان کامل مناسبت کے کہی کہی رشتات غیض نازل کرتا ہے تو اپنے نیک بندوں پر جو اسکی مرضی پر چلیں اور اکل اور اتم طور پر اس کی مناسبت رکھیں کیا کچھ نازل کرتا نہیں ہوگا اور ملک پسند اس مخفی مشارکت میں یہ کہتا ہے کہ ایک شخص کو وہ کیسا ہی فاسق اور بدکار یا کافر و منحور ہو اس مشارکت پر غور کر رہے سمجھ لیو کہ خدا تعالیٰ نے اسی ہلاک کر نیلے لئے پیدا نہیں کیا بلکہ اُس نے اُس کے اندر ترقی کی راہ رکھی ہے اور اسکو ہی ختم کی طور پر ایک نمونہ دیا ہے جس میں وہ آگے قدم بڑھ سکتا ہے اور وہ نظر نا خدا تعالیٰ کی خوان نعمت و محرم نہیں ہیں ہاں اگر آپ بے راہی اختیار کر کے اُس نور کو جو اُس کے اندر رکھا گیا ہے غیر مستعمل چھوڑ کر آپ محرم بخاچی اور ان طبعی طریقوں کو جو بحیات پانے کے طریق ہیں دیدہ و دانستہ چھوڑ دیوے تو یہ خود اس کا ساتھ پر داختہ ہے جس کا بد نتیجہ اُسے پہگنتا پڑے گا۔

یاد دہانی

جو کچھ ہم نے رسالہ فتح اسلام میں الہی کارخانہ کے بارے میں جو خداوند  
عزوجل کی طرف سے ہمارے سپرد ہوا ہے پانچ شاخوں کا ذکر کر کے دینی  
مخلصوں اور اسلامی ہمدردوں کی ضرورت امداد کے لئے لکھا ہے اسکی  
طرف ہماری باخلاص اور پرجوش بھائیوں کو بہت جلد توجہ کرنی چاہیے  
کہ تا یہ سب کام باحسن طریق شروع ہو جائیں ۛ

الراقم من اعلام احمد انقادیان ضلع گورداسپور

اطلاع بخیرست علما اسلام

جو کچھ اس عاجز نے منیل مسیح کلمہ باطریقہ میں لکھا ہے یہ مضمون متفرق طور پر تین رسالوں میں دہر ہے یعنی فتح اسلام اور توضیح مراسم اور ازاد آدمین پس مناسب ہے کہ جب تک کوئی صاحب ان تینوں رسالوں کو غور سے نہ دیکھے لیکن تب تک کسی مخالفانہ رائے ظاہر کر نیکی لئے جلدی نہ کریں۔ والسلام علی من اتبع الهدی

الراحمہ خاں احمد

البراقم خا کسٹا مرزا غلام احمد

[illegible]

بقلم شیخ ظہور احمد کاتب  
۱۰ اگست ۱۹۹۷ء

مطبعة ضياء الاسلام

# سراج مبین

مشتل بر نشا ہائے ربیب



قانون وکلاء و الاصل و الامان  
سنة ۱۳۹۶

# ایک مبارک تجویز

براہین احمدیہ مسند حضرت امام صادق رحمۃ اللہ علیہ الموعود والمہدی السعدی کی اشد ضرورت معلوم کر کے میرے بعض دوست تجویز فرماتے ہیں کہ یہ مبارک کتاب دوبارہ چھپوائی جائے اسطور پر کہ جو برادران طریقت ایک یا زیادہ نسخہ لینا چاہیں وہ اپنے نام نامی سے خاکسار کو اطلاع دیں۔ دو۔ و نام کے رتبہ منسوب پر یہ کتاب چھپوائی جائیگی ہر ایک بھائی کو بطور چندہ مبلغ آٹھ روپے فی نسخہ کے حساب میں میرے دوبارہ لکھنے پر بھیجنے ہوں گے۔ خریداروں کی نقد ادائیگی پر رہنمائی پندہ کم بھی ہو سکتی ہے۔ جس قدر نسخہ طبع ہوں گے ان میں سے خریداروں کو واپس بقیہ باقی کل بلدین حضرت اقدس امام مہم کے مکتب خانہ میں داخل کی جائیں گی اس معاملہ میں خط و کتابت خاکسار سے ہونی چاہئے۔

## نیز رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب متعقدہ لاہور

آخر مئی ۱۹۹۷ء تک شائع ہو جائیگی اس میں حضرت اقدس امام کامل کی معجزہ تقریر و لہجہ کے علاوہ بیسے شکر غیر مذاہب بالاتفاق صداقت اسلام کے معترف ہو کر وہ تقریریں بھی درج ہیں جو اس جلسہ میں دیگر علماء اسلام و کلائے مذاہب دیگر نے کیں۔ قیمت ایک روپیہ بلا محصول ڈاک بھیجنے پر یا بذریعہ ویلیو ایبل پارس جی پی ایف خواہ غلام محی الدین صاحب تاجر پشیمہ محلہ چل بی بی لاہور سے رپورٹ مل سکتی ہے۔

خاکسار خواجہ کمال الدین بی اسے پروفیسر  
اسلامیہ کالج لاہور یکم مئی ۱۹۹۷ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
سُبْحَانَكَ يَا مَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

# جاء الحق والحق طالع السكندر كان هوقا

بنگہای قوم نشان ہائی خداوند قہر  
رو بدو آکر کہ گر او پذیرد روانت  
چون بتابی سرخوزان ملک انفس سما  
قر و شمس وزین و فلک و آتش و آب  
قدسیان جملہ بلرند از ان مہیت پاک  
جنت و دوزخ سوزندہ از دوسے لرزند  
چند این جنگل جہل با بخت خواہی کرد  
من اگر در نظر یار مقام سے دارم  
لغت آن است کہ از سوی خدای بارد  
ایمان برادرہ دین است رہے بس فشار  
قرطائی اگر از کبر بتابی سرخویش  
آن خدا سے کہ از خلق و جہان بچیزاند

چشم بکشا کہ چشم نشانے است کینر  
ور نہ این روی سیم ہست ہزار خمریہ  
گر گیرد ز غضب پس چہ پتہ ہست فہمیر  
ہمہ در قبضہ آن یار عزیز اند اسیر  
انبیا را دل و جان خون و المہ دایگیر  
تو چہ چیزی چہ ترا مرتبہ اسے کریم غیر  
توبہ کن توبہ مگر در گذرد از تقصیر  
پس چہ نقصان ز نگوسیدن تو و دیگر غیر  
لعنت بہ گہران است یکے ہرزہ بغیر  
خاک شو خاک مگر باز کنندش لکیر  
من از و آدمم و با تو بگویم چو نذر  
بر من او جلوہ نمودست گراہی بیز

ابا بعد واضح ہو کہ اس وقت میں خدا تعالیٰ کے ایک بھاری نشان کو بیان کر رہا ہوں باریک  
وہ لوگ جو اس کو غور سے پرھیں اور پھر اس سے فائدہ اٹھائیں۔ یقیناً یاد رکھیں کہ خدا کا ذکر  
وہ عزت نہیں دیتا جو اس کے پاک نبیوں اور برگزیدوں کو دی جاتی ہے۔ مردار خواہ کا ذہب کا  
کیا حق ہے کہ آسمان اس کے لئے نشان ظاہر کرے اور زمین اس کے لئے خارق عادت اچھوٹے دکھلائے

سوائی قوم کے بزرگوار اور دانشمند و اذرہ ٹھنڈے ہو کر واقعات پر غور کرو۔ کیا یہ واقعات کاذبوں سے ملتے ہیں۔ یا سچوں سے کبھی کسی نے سنا کہ کاذب کیلئے آسان پر نشان ظاہر ہوئے۔ کبھی کہیں دیکھا کہ کاذب اپنے عجوبوں میں صاد و قنہ غالب آسکا۔ کیا کیوں یاد ہے کہ کاذب اور منقری کو اقرآن کے دن سے پچیس برس تک مہلت دی گئی جیسا کہ اس بندہ کو۔ کاذب یوں ملاحتا ہے جیسے مثل اور ایسا نابو دیکھا جاتا ہے جیسا کہ ایک بلیبلہ۔ اگر کاذبوں اور منقریوں کو اتنی مدتوں تک مہلت دیجاتی اور صاد و قن کے نشان انکی تائید کیلئے ظاہر کئے جاتے تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا اور کارخانہ الوہیت بگڑ جاتا۔ پس جب تم دیکھو کہ ایک مدعی پر بہت شور مٹھا۔ اور اسکی مخالفت کی طرف دنیا جھک گئی اور بہت آندھیاں چلیں اور طوفان آئے پر اُسپر کوئی زوال نہ آیا تو فی الفور سنبھل جاؤ اور تقویٰ سے کام لو۔ ایسا نہ ہو کہ تم خدا سے لڑنے والے ٹھہرو۔

صادق تمہارے ہاتھ سے کبھی ہلاک نہیں ہوگا۔ اور استباز تمہارے منصوبوں کے تباہ نہیں کیا جائے گا۔ تم بد قسمتی سے بات کو دور تک مت پہنچاؤ کہ جب قدرتم سختی کرو گے وہ تمہاری طرف ہی عود کرے گی۔ اور جب قدرتم کی رسوائی چاہو گے وہ الٹ کر تم پر ہی پڑے گی۔ اسی بد قسمتی کی تمہیں خدا پر بھی ایمان ہے یا نہیں۔ خدا تمہاری مرادوں کو اپنی مرادوں پر کیونکر مقدم رکھ لے۔ اور اس سلسلہ کو جس کا قدیم سے اُسے ارادہ کیا ہے کیونکر تمہارے لئے تباہ کر ڈالے۔ تم میں سے کون ہے جو ایک دیوانہ کے کہنے سے اپنے گھر کو مسمار کر دے اور اپنے باغ کو کاٹ ڈالے۔ اور اپنے بچوں کو گلا گھونٹ دے۔ سوائی نادانوں! اور خدا کی حکمتوں سے محروم! یہ کیونکر ہو کہ تمہاری احقانہ دعائیں منظور ہو کر خدا اپنے باغ اور اپنے گھر اور اپنے پروردہ کو نیت و نابود کر ڈالے۔ ہوش کرو اور کان رکھ کر سنو! کہ آقاؐ نے کیا کہہ رہا ہے۔ اور زمین کے وقفوں اور موسموں کو پہچانو تا تمہارا بھلا ہو۔ اور تا تم خشک درخت کی طرح کاٹے نہ جاؤ اور تمہاری زندگی کے دن بہت ہوں۔ یہ وہ اعتراضوں کو چھوڑ دو۔ اوصاف کی نکتہ چینیوں پر ہیز کردار و فاسقانہ خیالات سے اپنے تئیں بچاؤ جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ کیا تم نے نہیں

پڑھا کہ محدث بھی ایک مُرسل ہوتا ہے۔ کیا قوائد و کلام محدث کی یاد نہیں رہی۔ پھر یہ کسی مہر و  
نلتہ چینی ہے کہ مُرسل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اسی نادانوں! بھلا تبارک و کجہ بھیجا گیا ہے اسکو  
عربی میں مُرسل یا رسول ہی کہینگے یا اور کچھ کہینگے۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں ابجگہ حقیقی مُراد  
نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مُرسل ہی ہوتا ہو۔ یہ  
سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا انہیں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول  
اور مُرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو حقیقی معنوں پر معمول نہیں ہیں۔ ولکل ان یظلم سو  
خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اسنے ایسے لفظ استعمال کیے۔

ہم نام تکے قاضی اور مترجمین کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد انحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نیابتی آسکتا ہے اور نہ پورا نا۔ قرآن ایسے نبیوں کے لئے ہے  
مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مُرسل کے لفظ سے یاد  
کرے۔ کیا تمنے وہ حدیثیں نہیں پڑھیں جن میں (رسول رسول للہ) آیا ہے۔ عرب کے لوگ اب تک  
انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں۔ پھر خدا کو کیوں یہ حرام ہو گیا کہ مُرسل کا لفظ مجازی  
معنوں پر ہی استعمال کرے۔ کیا قرآن میں ہے فقال انا الیک رسولا من ربک یا دہین یا  
الضاقا دیکھو کیا یہی تذکرہ بنا ہے۔ ارضہ الیٰ تصور میں پوچھے جاؤ تو بتاؤ کہ یہ سے کا فر شہر نے  
کیلئے تمہارے ہاتھ میں لوسی دیل دیے۔ بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مُرسل اور نبی  
میسر الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے مشکوک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر معمول نہیں  
ہیں۔ اور جیسے یہ معمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پکا ناجو حدیثوں میں مسیح موعود کیلئے آیا ہے  
وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ ملہم ہے جو خدا نے نہ بھیج دیا ہے۔ جسے سمجھنا ہو  
سمجھ لے۔ میری پوری کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دو اذکار خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کئی  
بند ہیں۔ اب کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کے رو سے آسکتا ہو اور نہ کوئی قدیم نبی۔ مگر ہمارے عالم میں  
ختم نبوت کے دروازوں کو کھول کر دیکھو پر بند نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کے نزدیک مسیح ارسلی نبی کے



واپس آنے کیلئے ابھی ایک کھڑکی کھلی ہے۔ پس جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی نبی آگیا اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا تو کہو کہ ختم نبوت کیونکر اور کیسا ہوا۔ کیا نبی کی وحی وحی نبوت کہلا سکی یا کچھ اور کیا یہ عقیدہ ہے کہ تمھارا فخری مسیح وحی سے کبلی بنے بغیر ہو کر آئے گا؟ تو بد کرو اور خدا سے تیرا واحد سے مت بڑھو۔ اگر دل سخت نہیں ہو گئے تو اس تسدیر کیونکر لیری ہے کہ خواہ مخواہ ایسے شخص کو کافر بنایا جاتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی معنوں کی رو سے خاتم الانبیاء سمجھتا ہے اور قرآن کو خاتم الکتب تسلیم کرتا ہے۔ تمام نبیوں پر ایمان لاتا ہے اور اہل قبلہ ہے اور شریعت کے احوال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہے۔

ای مفسری لوگو! میں نے کسی نبی کی توہین نہیں کی۔ میں نے کسی عقیدہ صحیحہ کے برخلاف نہیں کہا۔ بلکہ تم خود نہ سمجھو تو میں کیا کروں۔ تم تو قائل ہو کہ جزئی فضیلت ایک ادنیٰ شہید کو ایک بزرگ نبی پر ہو سکتی ہے۔ یہ ہے کہ میں خدا کا فضل اپنے پر مسیح سے کم نہیں دیکھتا۔ مگر یہ کفر نہیں یہ خدا کی نعمت کا شکر ہے۔ تم خدا کے ارادہ کو نہیں جانتے اسلئے کفر سمجھتے ہو۔ اُس کو کیا کہو گے جو کہ گیا اُفضل من بعض الانبیاء اگر میں تمھاری نظر میں کافروں تو بس ایسا ہی کافر نہی کہ ابن مریم یہودی فقیہوں کی نظر میں کافر تھا۔ میرے پاس خدا کے فضل کی اس سے بھی بڑھ کر باتیں ہیں مگر تم انکی برداشت نہیں کر سکتے۔ خوب یاد رکھو کہ جبکہ کافر کہنا آسان نہیں۔ تیسے ایک بھاری بوجھ سر پر اٹھایا ہے اور تم سانپ با توں کا جواب پوچھا جائے گا۔ !!

ای ہنست لوگو! تم کہاں گرے کو نہی چھپی ہوئی بد اعمالیاں تھیں جو تمہیں شپش آگین۔ اگر تم میں ایک ذرہ بھی نیکی ہوتی تو خدا تمہیں ضائع نہ کرتا۔ ابھی کچھ تھوڑا وقت ہے اور بہت سا ثواب کھو چکے ہو باز آ جاؤ۔ کیا خدا سے اُس یوقوت کی طرح لڑائی کر دو گے جو زود آور کے آگے سے نہیں ہٹ جاتا یہاں تک کہ مار سے پیلا جاتا اور کچلا جاتا ہے اور آخر ہڈیاں پور ہو کر اور مودہ یا بکر زمین پر گر پڑتا ہے۔ یہودیوں نے لڑائی سے کیا کیا اور تم کیا لو گے؟ ہذا و بعد الموت عن غناہم۔ بہت کچھ صوفیوں نے ہی انسانی کمالات کا اقرار کیا تھا کہ ان تک انسان پہنچتا ہے

آج وہ بھی سو گئے۔ اسی فغان و امیر کے کاموں سے مجھے پہچانو۔ اگر مجھے وہ کام اور وہ نشان  
ظاہر نہیں ہوتے جو خدا کے تائید یافتہ سے ظاہر ہونے چاہیں تو تم مجھے مت قبول کرو لیکن  
اگر ظاہر ہوتے ہیں تو اپنے سینہ دانستہ طاقت کے گڑھے میں مت ڈالو۔ بدظنیاں چھوڑو۔ بدگمانیاں  
سے باز تباؤ کو ایک پاک کی توہین نہ دو۔ یہ آسمان سرخ ہو رہا ہے اور تم نہیں دیکھتے۔ اور  
دشت تو کئی آنکھوں سے خون ٹپک رہا ہے، اور تمہیں نظر نہیں آتا۔ خدا اپنے جلال میں ہے۔ اور  
دردیوار لڑ رہا ہے۔ کہاں ہے وہ قتل جو سچہ سچہ ہے۔ کہاں ہیں وہ آنکھیں جو وقتوں کو  
پہچانتی ہیں۔ آسمان پر ایک حکم لکھا گیا۔ کیا تم اس سے ناراض ہو گیا تم رب العزت سے پوچھو  
کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اسی نادان انسان! باز آجا کہ صافحہ کے سامنے کھڑا ہونا تیرے لئے  
اچھا نہیں۔ !!!

اپنے ظلم کو دیکھو اور اپنی شوشیوں پر غور کرو کہ خدا نے اول کی نشان قلم کیا اور اتم  
کو دو طور کی موت دی۔ اول یہ کہ وہ اخلاقی حق اور دروغ گوئی کا ملزم ٹھہر کر اپنی سفالی کسی  
طور سے ثابت نہ کر سکا۔ نہ نالاش سے نہ قسم سے نہ کسی اور ثبوت سے۔ دوسرے یہ کہ خدا کے وعدہ  
کی موافق اٹھا پر اصرار کرنے کے بعد جلد ذلت ہو گیا۔ اب بتلاؤ کہ اس پیشگوئی کی ناسمیت میں  
تمہیں کیا مشکلات پیش آئیں؟ کیا آتم نہیں دیکھ سکتا؟ کیا آخر وہ نہیں مر گیا؟ کیا بدستوری نہیں  
صاف اور صریح طور پر یہ شرط نہ تھی کہ حق کی طرف رجوع کر نیسے موت میں ناخیر ہو گی۔ پھر کیا  
تم میں سے کوئی قسم کھا سکتا ہے کہ اتم پر قرآن عظیم کی ہر دوسری بات لازم قائم نہیں ہو کر اس نے  
اپنے اقوال اور افعال اور یہ وعدہ خدا رب سے یہ ثابت کر دیا کہ وہ پیشگوئی کے بعد نہ وردہ نہ رہا  
اور وہ اس بات کا ثبوت نہیں دے سکا کہ کیوں اس ڈر کو جب ڈر اس کو خدا فرار تھا تعلیم یافتہ سانپ  
وغیرہ بیدار دل کی طرف نہ گیا۔ حالانکہ اس ثبوت کو دلوں میں جانے کیلئے یہ قسم اور  
نالاش و دوزخ و جہنم کے کھلی ٹھکانے تھے۔ اب بتلاؤ کیا اس نے قسم کھائی؟ کیا اس نے نالاش  
کی؟ کیا اس نے اپنے ہتھانوں کوئی اور ثبوت دیا؟ کچھ تو مونہہ سے کہہ! کچھ تو چھوٹا کر اس نے

نوٹ! اہل علم کے ہونے کی وجہ سے ان کے اندر یہ اندیشہ نہیں کہ کوئی ہماری غلطی یا سچ غلطی خود کر گیا ہے تمام باتیں ابھی  
کے خیال میں بلکہ ہم اس میں کمالی شہادت اور حجت لائے ہیں۔ ساتھ ہی ان کے لئے یہ حجتیں ہیں کہ ان کے دل میں یہ باتیں

خوف کا اقرار کر کے اور محض بہتان اور اقرار سے سانپ غیرہ کو اپنے خوف کی بنا قرار دیکر ان خود تراشہ  
 عنادت کے ثابت کر نیکے لئے کیا کیا دلائل پیش کئے۔ اسی کم محبت متعصبہ! کیا تم کہی نہیں مر گئے؟  
 کیا وہ دن نہیں آئے گا جب تم رب العالمین کے حضور میں کھڑے کئے جاؤ گے۔ اگر اشیء کی شکل کا  
 کوئی دُنیا کا مقدمہ ہونا اور تم اس کے اسیر یا نصف مقرر کئے جاتے تو بیشک تم ایسے شخص  
 کہ آہم کی طرح اپنے عنادت کا کچھ ثبوت نہ دیکھتا جھوٹا ٹھہرتے اور انسانی عدالت سے ڈر کر  
 سچے اظہار لکھوا دیتے۔ مگر اب تم سمجھتے ہو کہ خدا تم سے دور ہے اور کچھ ستا نہیں اور مواخذہ  
 کا دن بہت فاصلہ پر ہے۔ !!!

سچ کہو کیا آہم پاکدامن مر گیا؟ اور اپنے سر پر ہمارے کونئی الزام نہیں لگیا؟  
 تھیں قسم ہے ذرہ مجھے سناؤ کہ کیا تم نے میرے اشتہاروں میں نہیں پڑھا کہ آہم اخفاء  
 حق پر اصرار کرتے تھے بعد جلد مر جائے گا۔ سو ایسا ہی ہوا۔ اور وہ ہمارا آخری اشتہار ہے جو  
 اتمام حجت کی طرح عقاسات ماہ کے اغدقوت ہو گیا۔ پس کیسی بے ایمانی ہے جو اس قوم کے  
 خبیث طبع لوگوں نے عیسائیوں کیساتھ ہاتھ جاملانے اور آسمانی آواز کی مخالفت کی اور  
 شیطانی آواز کے مصدق ہو گئے۔ پر یہ تو اچھا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو  
 پورا کیا۔ کم محبت سعد اللہ فو مسلم اور محمد علی واعظ اب تک کہ جلاتے ہیں جو پیشگوئی پوری نہیں  
 ہوئی۔ اسی شیطانی کج گروہ تم راہی کو کب تک چھپاؤ گے؟ کیا تمہاری کوششوں سے  
 حق نابود ہو جائے گا۔ خدا سے لڑو جب قدر سکتے ہو۔ پھر دیکھو کہ فتح کس کی ہے کیونکہ حکم خواتم  
 پر ہے۔ اسے بھیا قوم آہم مقابل پر آئیے ڈرا کر تم نہ ڈرے۔ وہ لعنتوں کیساتھ چلا گیا مگر  
 مقابل پر نہ آیا۔ اسکو چار ہزار روپیہ کے انعام کا وعدہ دیا گیا۔ اسکو جرأت نہ ہوئی کہ ایک قدم  
 بھی ہماری طرف آوے۔ یہاں تک کہ قبر میں پہنچ گیا۔ وہ نالاش کر نیسے بھی ڈرا۔ اور جب  
 عیسائیوں نے اُس پر زور دیا تو اُس نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیا تو کیا ابھی تک ثابت نہ ہوا کہ وہ اپنے  
 مقابلہ کو خلاف حق جانتا تھا۔ اور دل میں خوف بھرا ہوا تھا۔ مگر پھر بھی اخفاء حق کی وجہ سے خدا نے

اُسکو نہ چھوڑا۔ اور خدا کے وعدہ کی موافق اور ٹھیک ٹھیک اُسکے الہام کے مشاؤ کے مطابق وہ مر گیا۔ اور مولویوں اور عیسائیوں کا مونہہ سیاہ کر گیا۔ وہ چھبے عمر میں پچھتر سال کچھ زیادہ نہ تھا۔ سعد اللہ نو مسلم کی بد ذاتی ہے کہ اُسکو پیر فرقت قرار دیتا ہے۔ یہ یہودی چاہتا ہو کہ کی طرح پیشگوئی ٹھنی ہو جائے۔ سوائے مخالفو ابھیائی سے جس قدر بچا ہوا نکار کر دے۔ مگر حقیقت کھل گئی اور عقلمندوں نے سمجھ لیا ہو کہ پیشگوئی نہ ایک پہلو سے بلکہ چار پہلو سے پوری ہو گئی۔  
 آتم کو اُس رجوع اور خوف کا فائدہ دیا گیا جو اُس نے پہلو میں لکھا تھا۔ الہامی شرط تھی اور پیشگوئی کا ایک جزو تھا۔ اور یہ رجوع پیشگوئی کیلئے ہی آئین پیدا ہو گیا تھا کیونکہ وہ اسلامی مرتد تھا۔ اور یسوع کی خدائی کے بار میں خود ہمیشہ کھٹکے میں رہتا تھا اور تاویلین کیا کرتا تھا۔ اور مجھ پر تباد سے اُسکو نیک ظن تھا کیونکہ وہ اس مسلح میں بکر میرے ابتدائی حالات سے خوب واقف تھا۔ یہ ممکن تھا کہ وہ مجھے جھوٹا سمجھتا۔ اس وجہ سے پیشگوئی کے نکلنے کی وقت اُس کا رنگ نہ ہو گیا تھا اور اُسکی حالت متغیر ہو گئی تھی۔ اور جب میں نے کہا کہ تم نے اپنی کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہا ہے یہ اُسکی سزا ہے جو تمکو ملیگی۔ تو اُسکے مونہ پر ہوا ثیان اُٹنے لگیں اور دونوں ہاتھ اُسنے اپنے کانوں پر رکھے گویا وہ اس وقت توبہ کر رہا تھا۔ میر خیال میں ہے کہ اس وقت ستر آدمی کے قریب اُس جلسہ نصاریٰ میں ہونگے۔ غرض اُس کا رجوع نہ دیر کے بعد بلکہ اسی دم شروع ہو گیا تھا۔ اور اخیر معاد تک اُسنے دیوانہ کی طرح دونوں کو بسر کیا۔

اب اس سے زیادہ بد ذاتی کیا ہوگی کہ باوجود ایسے صاف واقعات کے پھر کہا جاتا ہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ۔ رجوع کا لفظ جو شرط میں داخل ہو ایک دل کا فعل تھا جو اُس وقت شروع ہو گیا تھا۔ کھلے کھلے اسلام کا شرط میں کہاں لفظ ہے کیا ایک شرک ایسی سخت پیشگوئی کی وقت مستقیم رہ سکتا تھا۔ ہر ایک کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ پیشگوئی اُسی دن سے شروع نہیں ہوئی بلکہ براہین کھیر میں بارہ برس پہلے اسکی خبر دی گئی ہو اور ساتھ ہی ایک حکم کی پیشگوئی کی خبر تھی۔ اگر تم غور سے صفحہ (۲۳۹) اور (۲۴۰) اور (۲۴۱) براہین احمدیہ کا پڑھو تو یہ تمام

یہ بیان نہ سنانا کہ کھلے کھلے کہ باوجود ایسے صاف واقعات کے پھر کہا جاتا ہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔

۱) ایک پہلو یہ کہ الہام میں شرطیں اس شرک کی بنا پر سے آئیں کہ اس وقت میں تیرہ ہوں (۲) ہم یہ کہ کتنے خاتم شہادت کے موافق الہام چار فوت ہو گیا۔  
 (۳) سوم یہ کہ عیسائیوں کے کماؤ دلوں کی ابھی سزا سے پہلے الہام کی پیشگوئی تھا ۲۳۹ پوری ہو گئی (۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی جو

تمہاری آنکھوں کے سامنے بھائے گا۔ آثار سابقہ اور احادیث نبویہ میں جہدی آخر زمان کی نسبت یہ لکھا گیا تھا کہ اَوَّلِ حَالِ مِیْنِ اسکو بیدار اور کافر قرار دیا جائے گا۔ اور لوگ اُس سے سخت بغض کریں گے اور مذمت کیساتھ اسکو یاد کریں گے اور دجال اور بے ایمان اور کذاب کے نام سے اسکو پکاریں گے اور یہ سب مولوی ہونگے۔ اور اُس ان مولویوں سے بدتر زمین پر اس امت میں سے کوئی نہیں ہوگا سو کچھ مدت ایسا ہوتا رہیگا۔ پھر خدا آسمانی نشانوں سے اُسکی تائید کریگا۔ اور اُسکے لئے آسمان سے آواز آئے گی کہ یہ خلیفہ امت المہدی ہے۔ مگر کیا آسمان بولے جیسا انسان بولتا ہو وہ نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ہبیت ناک نشان ظاہر ہوں گے جنسے دل اور کلیجہ مل جائیں گے۔ تب خدا کو جو اسکی محبت کی طرف پھیر دے گا اور اسکی قبولیت زمین میں پھیلا دی جائیگی۔ یہاں تک کہ کسی جگہ چار آدمی ملکر نہیں بیٹھیں گے جو اُسکلے ذکر محبت اور ثنا کیساتھ بکرتے ہوں۔ سو براہین کے یہ صفحات مذکورہ بالا انھیں واقعات کا نقشہ کھینچ رہے ہیں۔ اول جبکہ مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ لوگ تجھ کو گمراہ اور جاہل اور شیطانی خیال کا آدمی خیال کریں گے۔ دکھ دین گے۔ اور طرح طرح کی باتیں بولیں گے اور ٹھٹھے کریں گے۔ اور پھر فرمایا کہ میں سب ٹھٹھا کر نیوالوں کیلئے کافی ہوں گی۔ اور پھر فرمایا قُلْ عِنْدِی شَہَادَاتُ مِنَ اللہِ فَلَی اَتِمُّوا مَوٰمِنُوْنَ یہ اساتحی طرف اشارہ کیا کہ ان دونوں میں آسمانی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ پھر بعد اسکے صفحہ ۲۴ میں اتم کی نشانی کا ذکر فرمایا اور ساتھ ہی خبر دیدی کہ اس نشان پر عیسائیوں اور یہودی صفت مسلمانوں کا بلوہ ہوگا۔ اور وہ مکر کریں گے اور خدا بھی مکر کریگا۔ اور خدا کے مکر غالب آتے ہیں۔ پھر بعد اسکے فرمایا کہ ان مکروں کے بعد خدا حق کو ظاہر کر دے گا۔ اور فتح عظیم ہوگی۔ سو لیکن اہم کسے واقعہ کو کھلنے سے فتح عظیم کر کے دکھلایا۔ اور پھر خدا کے یہ کسی قدم میں نہ تھا کہ ایسے مکر کے انجام کی خبر دیتا اور غلبہ کی بشارت سُنا تا۔ !

دوسری پیگنوٹی لیکچر اہم کے بارے میں ہے جسکی نسبت براہین کے انھیں اہامات میں اشارہ ہے۔ اور براہین احمدیہ میں عیسائیوں کے مکر کے بعد یہ اہم لکھا ہے اَلْفَتْتَہُ ھُنَا فَاصْبِرْ کَاَصْبِرْ اِلٰی الْعِزِّ یعنی جب وہ مکر کریں گے تو ایک بڑا فتنہ برپا ہوگا اور ملک میں

ہل کی حمایت میں شور مچا بیگا۔ اور صادق کو کاذب ٹھہرا دیا بیگا۔ اور کاذبوں کو حق بجانب سمجھ لینگے اب آؤ آنکھوں والو! اس قدر سچائی کا خون کر کے جہنم کی آگ میں مت پڑو۔ دیکھو کس قدر عظمت اس شکیونی میں ہے کہ بارہ برس پہلے اس نقشہ کھینچ کر دکھلایا گیا ہو۔ اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی ایک اثر منقول ہو کہ عیساٰ بنوئے جھگڑا ہو گا تب زمین سے آواز آئیگی کہ آل عیسیٰ حق پر ہو اور آسمان سے آواز آئیگی کہ آل محمد حق پر ہے۔ اس پر کہو کہ ابھی تک آواز آئی یا نہیں؟ اگر تم شرارت میں بڑھو گے تو وہ اپنی قدرت غائی میں بڑھیکا۔ کیا کوئی ہو جو اسکو تھکا سکے؟

اب ہم لیکرام کی پیشگوئی کو مفصل طور پر حاصل عبارات ان کتابوں کے ابجد مروج کرتے ہیں جن میں یہ پیشگوئی موجود ہو اور ناظرین کو توجہ دلاتے ہیں کُھدا تعالیٰ کا خوف کر کے ان مقامات کو غور سے پڑھیں اور پھر سوچیں کہ کیا یہ انسان کا کام ہو یا اس مَکد کا جزو میں آسمان کا مالک اور تمام طاقتوں کا خداوند ہو۔ یاد رہے کہ جن کتابوں کی ذیل میں عبارتیں لکھی جاتی ہیں وہ تمام عبارتیں ابجد بعینہ مروج کی گئی ہیں۔ ایک حرف کی زیادتی یا کمی انہیں نہیں یہاں تک کہ پیشگوئی کے سر پر کی وہ غل جیسی ابتدا میں یہ مصرع ہو ۵ عجبت لیست دجان محمد۔ اُسکے نیچے جو پیشگوئی کے دکھلانیکے لئے ماتھہ بنایا گیا تھا وہ ماتھہ بھی بعینہ اُسی موقعہ پر لگا دیا ہو تا اس سالہ کے پڑھنے والے ہلکی اُس نقشہ پر مطلع ہو جائیں جو لیکرام کے مرنیے چار برس پہلے اسکی موت کیلئے کھینچا گیا تھا اور بابر این ہمد ہر یک شہر میں یہ کتابیں مل سکتی ہیں۔ اور کئی برسوں پہلے پنجاب اور ہندوستان میں شائع ہو رہی ہیں جس کا جی چاہے اصل کتابوں میں دیکھ لے۔

ابجد ایک ضروری بات جو یاد رکھنے کے لائق ہو اور جو چارے اس کتاب کی روح اور علت غائی ہے وہ یہ ہے کہ یہ پیشگوئی ایک بڑا مقصد کے ظاہر کرنے کے لئے لگی تھی یعنی اس بات کا ثبوت دینے کیلئے کہ آریہ مذہب بالکل ہل اور دید خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ اور ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے پاک رسول اور برگزیدہ نبی اور اسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے سچا مذہب ہے۔ اور یہی بار بار لکھا گیا تھا اور اسی مقصد کے پورا

کرنیکے لئے دُعا میں کی گئی تھیں۔ سواسن شیکوٹی کو نرمی آپیشٹیکوٹی خیال نہیں کرنا چاہیے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک آسمانی فیصلہ ہے۔ کچھ مدت سے ہندوؤں میں تیزی بڑھ گئی تھی۔ خاص کر کے یہ لیکھرام نوکویا اس بات پر اعتقاد نہیں رکھتا تھا کہ خدا بھی ہے۔ سو خدا نے ان لوگوں کو جھکاتا ہوا منہ دکھلایا۔ چاہیے کہ ہر ایک شخص اس سے عبرت پوچھے جو شخص خدا کے مقدس نبیوں کی امانت میں زبان کھولتا ہو کبھی اس کا انجام اچھا نہیں ہو سکتا۔

لیکھرام اپنی موت سے آریوں کو ہمیشہ کی عبرت کا سبق دے گیا ہے۔ چاہیے کہ ان شرارتوں سے دست بردار ہوں جو دیا آند نے ملک میں پھیلائی ہیں اور نرمی اور لطافت اور سچی محبت اور تعلیم کیساتھ اسلام سے برتاؤ کریں۔ آئندہ انہیں اختیار ہے۔ بعض احمق جو مسلمان کہلا کر آریوں کی طرف جھکے تھے اب ان کی توبہ کا وقت ہے انہیں دیکھنا چاہیے کہ اسلام کا خدا کیسا غالب ہے؟ آریوں کو اس پیشگوئی کی بدلتی بدلیہ جیسے ہو کر اشد تہارونکے اطلاع دی گئی تھی کہ اگر تمھارا دین بچا ہے اور اسلام ہل تو اس کی ہی نشانی ہو کہ اس پیشگوئیکے اثر سے اپنے وکیل لیکھرام کو بچا لو اور جہاں تک ممکن ہو اس کے لئے دُعا میں کرو اور دُعاؤں کیلئے مہلت بہت تھی۔ لیکن خدا کے قہری ارادہ کو وہ لوگ بدل نہ سکے۔ یقیناً بچنا چاہیے کہ جو چھری لیکھرام پر چلائی گئی یہ وہی چھری تھی جو وہ کئی برس تک ہمارے دیو والی اعلیٰ اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی میں چلاتا رہا۔ پس وہی زبان کی تیزی چھری کی شکل میں ہل ہو کر اس کے پیٹ میں گھس گئی۔ جب تک آسمان پر چھری نہ چلے زمین پر ہرگز چل نہیں سکتی۔ لوگ سمجھتے ہو گئے کہ لیکھرام اب ماما گیا۔ لیکن میں تو اس وقت سے مقول سمجھتا تھا جب میرا پاس ایک فرشتہ غنی شکل میں آیا اور اُس نے پوچھا کہ ”لیکھرام کہاں ہے“ چنانچہ یہ سب مضمون ان پیشگوئیوں میں پڑھو گے جو ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔

اول (اشتہار بیٹل فروری ۱۸۸۶ء میں پنڈت لیکھرام کی نسبت صرف اتنے صغیر میں پیشگوئی ہے) کہ لیکھرام صاحب شادی کی تصاویف و روغیر کے متعلق غالباً اس سالہ میں بقیہ وقت و تاریخ کچھ تحریر ہو گا۔ اگر کسی صفا پر کوئی ایسی پیشگوئی شاق گزرے تو وہ بچا نہیں

کہ یکم چ ۱۸۶۱ء سے یا اس تاریخ سے جو کسی اخبار میں پہلی دفعہ یہ مضمون شائع ہو ٹھیک ٹھیک دو ہفتہ کے اندر اپنی دستخطی تحریر سے مجھ کو اطلاع دین تا وہ پیشگوئی جس کے ظہور سے وہ ڈرتے ہیں اندراج رسالہ سے علیحدہ رکھی جائے اور موجب دل زاری بھجوا کر لیکو اور پھر مطلع نہ کیا جا۔ اور سیکو اسکے وقت ظہور سے خبر نہ دیجائے۔ پھر بعد اسکے پنڈت لیکھرام کا کارٹو پھونچا کہ میں اجازت دیتا ہوں کہ میری موتی نسبت پیشگوئی کی جائے مگر معاذ مقرر ہونی چاہیے۔ پھر بعد اس کے مفصلہ ذیل الہامات ہوئے۔

دوم۔ الہام منہ رجب رسالہ کرامات الصادقین مطبوعہ صفر ۱۳۱۱ ہجری وعدنی ربی واستجاب دعائی فی رجل مفسد عن الله ورسوله المسی لیکھما الفشاوری واخبرنی انه من الہا لکین۔ انه کان یسب نبی اللہ ویتکلم فی شانہ بکلمات خبیثہ۔ فدعوت علیہ۔ فبشرنی ربی بموتہ فی ستۃ سنۃ ان فی ذالک لایۃ للطالبین۔ یعنی خدا تعالیٰ نے ایک دشمن اللہ اور رسول کے باریں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالتا ہو اور ناپاک کلمے زبان پر لاتا ہو جس کا نام لیکھرام ہو مجھے وعین دیا اور میری دعا سنی اور جب میں نے اُس پر بددعا کی تو خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ چھ سال کے اندھا لک ہو جاگا۔ یہ انکے لئے نشان ہو جو پتے مذہب کو ڈھونڈتے ہیں۔ سوم۔ الہام منہ بچہ شہناہم رفروری ۱۸۹۳ء بشمول کتاب آئینہ کلمات اسلام۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عجب نیست دجان محمد	عجب بطلست درکان محمد	ز غفلت آمد لے شوخ شاد محمد	کہ گرد از جہان محمد
عجب نام دل آں کسان	کہ روتا بند از خوان محمد	نام هیچ نفسے در دلو	کہ دارد شوکت و شان محمد
خدا زان سینہ بیزارست	کہ ہست از کینہ داران محمد	خدا نمود روزان کہم ذرا	کہ باشد از عدوان محمد
اگر خواہی نجات از تنی	بیاد ز دلستان محمد	اگر خواہی کہ حق گوی شانت	بشو از دل شانخوان محمد
اگر خواہی دلچسپ باش	محمد ہست بران محمد	سر دایم فدائاک احمد	دلہم ہر وقت قربان محمد



گیسوی رسول اللہ کہ ہم  
بکار دین ترسم انجہانے  
فدا شدہ ہر فدا من  
بریکو دلبر سے کار کمدارم  
دل زارم بہ پہلویم جو کد  
تو جان مندو کردی نعمت  
چہ ہیبت ہایدنیلین جوار  
رہ مولی کہ گم کہ فدا دم

نثار سے تاجان محمد  
کہ دارم رنگ لیان محمد  
کہ ہم حسن پہان محمد  
کہ ہستم کشتہ آن محمد  
کہ سببیش بدلیان محمد  
فدایت جہانم آجان محمد  
کہ ناید کہ میدان محمد  
بجو در آل دیوان محمد

دین رہ کر کشم نہ زند  
بے پہل سے فدا لین  
دگر آستانے ندیم  
مرا آن گوشہ چشے باید  
سرخ شمع زارم فدا  
درینا گرد ہم صبر دین  
الا ای دشمن نادان بیاہ  
الا ای نکر از شان محمد

نہا ہم روزایوان محمد  
بیاد حسن دیوان محمد  
کہ خواندم درد بان محمد  
سخا ہم جہنگستان محمد  
کہ دارد جاپستان محمد  
نہا شید ز ثلیان محمد  
تیرس فیتخ بران محمد  
ہم ز نور نمایان محمد

بیانگر ز غلمان محمد



کرامت گرچہ بے نام نشان است

## لیکھرام پشاور کی نسبت ایک پیگونی

واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۱۲ فروری ۱۸۸۶ء میں جو اس کتاب کیساتھ شامل کیا گیا تھا اندر من مراد آبادی اور لیکھرام پشاور میں کو اس باپچی دعوت کی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو اسکی تقاضا قدر کی نسبت بعض پیگونیان شائع کی جائیں۔ سو اس اشتہار کے بعد اندر من نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گیا۔ لیکن لیکھرام پشاور میں دلیکی سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیگونی چاہو شائع کرو و میری طرف سے اجازت ہے۔ سو اسکی نسبت جب توجہ کی گئی تو اندر من کی طرف سے یہ الہام ہوا

عجل جسدہ الخوار لہ نصیب وعذاب

یعنی یہ صرف ایک سوجان گو سالہ ہو جسکے اندر سے ایک مکروہ تو انکل رہی ہے۔ اور اہل مکہ نے

ان کسان میں سے جو عرصہ میں سزا اور سزا اور عذاب مقدم ہے جو ضرور اس کو مل چکا  
اور اسکے بعد آج جو ۲۰ فروری ۱۹۹۲ء کو ہر مذہب و مذہب ہی اس عذاب کا وقت معلوم کر نیکے لئے توجہ  
لیگئی تو خداوند کریم نے ہم پر ظاہر کیا کہ ابھی تاریخ سے جو پیش فروری ۱۹۹۳ء ہے چھ برس کے  
عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانی و سزا میں یعنی اُن بے ادب و بیوقوفی سزا میں جو اس شخص نے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائیگا۔ سو اب میں  
اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور مسیحائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں  
کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں ابھی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہو جو معمولی تکلیفوں سے  
نرالا اور عار و عادت اور اپنے اندر الہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور  
نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے۔ اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتے  
کیلئے میں طے کیا ہوں۔ اور اس بات پر رضی ہوں کہ مجھے گلے میں رستہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے  
اور بلو جو دیکر اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلا خود تمام  
رسولانوں سے بڑھ کر سُوائی ہے۔ زیادہ اس سے کیا کہوں۔

واضح رہے کہ اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبیان کی  
ہیں جنکے تصور سے بھی بدن کا پتا ہے۔ اس کی کتاب میں عجیب طور کی تحقیر اور توہین اور دشنام ہی  
سے بھری ہوئی ہیں کون مسلمان ہے جو اُن کتابوں کو سننے اور اس کا دل اور جگر ٹھٹھے ٹھٹھے  
نہ ہو۔ اے این ہمہ دشمنی و خیرگی یہ شخص جہاں ہے عربی سے ذرہ مٹ نہیں۔ بلکہ دقیق اردو لکھنے  
کا بھی مادہ نہیں۔ اور یہ پیشگوئی اتفاقی نہیں بلکہ اس علما نے حاصل اسی مطلب کے لئے دعا کی جس کا یہ  
جواب ملا۔ اور یہ پیشگوئی مسلمانوں کیلئے ہی نشان ہے کاش وہ حقیقت کو سمجھتے اور اُنکے دل  
نرم ہوتے۔ اب میں اُسی محمد مکرمل کے نام پر ختم کرتا ہوں جس کے نام سے شروع کیا تھا۔ واللہ اعلم  
والصلوٰۃ والسلام علی رسول محمد بن المصطفیٰ افضل الرسل وخیر الوری سیدنا و سید  
کل صافی الارض والسماء کا سیدنا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ (۲۰ فروری ۱۹۹۳ء)

اب آریوں کو چاہیے کہ سب ملکر دعا کریں کہ یہ عذاب اُنکے اس وکیل سے مل جائے۔

چہارم جواب اعتراض مندرجہ بالا پیرکات، الدعا معہ خبر مندرجہ حاشیہ صفحہ نمائیل پیچ

### نمونہ دُعائے مُستجاب

### انیس ہند میرٹھ اور ہماری پیشگوئی پر اعتراض

اس اخبار کا پیرچہ مطبوعہ ۲۵ مارچ ۱۹۹۳ء جمین میرٹھ کی پیشگوئی کی نسبت جو لیکچر ہمشاہی کے بایرین نے شائع کی تھی کچھ نہ سمجھتی ہے بھکھولا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض اور اخباروں پر بھی یہ کلمہ الحق شاق گندا ہے۔ اور حقیقت میں میرٹھ نے خوشی کا مقام ہے کہ یوں خود مخالفوں کے ہاتھوں اسکی شہرت اور اشاعت ہو رہی ہے۔ سو میں اسوقت اس شخصہ چینی کے جواب میں صرف اس قدر لکھنا کافی سمجھتا ہوں کہ جس طور اور طریق سے خدا تعالیٰ نے چاہا اسی طور سے کیا میرا ایمین غل نہیں۔ مان یہ سوال کہ ایسی پیشگوئی مفید نہیں ہوگی اور اس میں نہ بہت باقی رہ جائیگی اس اعتراض کی نسبت میں خوب سمجھتا ہوں کہ یہ پیش از وقت ہو۔ میرا اس بات کا خود اقرار ہی ہوں اسباب پھر اقرار کرتا ہوں کہ اگر جیسا کہ مترضوں نے خیال فرمایا ہو پیشگوئی کا حاصل آخر کار یہی نکلا کہ کوئی معمولی تپ آیا یا معمولی طور پر کوئی درد ہوا یا ہیضہ ہوا اور پھر اصلی حالت صحت کی قائم ہو گئی تو وہ پیشگوئی منصوص نہیں ہوگی اور بلاشبہ ایک کرا اور فریب ہوگا۔ کہونکہ ایسی بیماریوں سے تو کوئی بھی خالی نہیں۔ ہم سب کبھی نہ کبھی بیمار ہو جاتے ہیں۔ پس اس صورت میں بلاشبہ اس سزا کے لائق ٹھہرون گلیں کا ذکر پینے کیا ہے۔ لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہوا کہ جمین قہر اہی کے نشان صاف صاف اور کھلے طور پر دکھائی دیں تو پھر کچھ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو۔

اصل حقیقت یہ ہو کہ پیشگوئی کی ذاتی عظمت اور ہیبت و خون اور وقوت کے مقرر کرنے

کی محتاج نہیں۔ اسباب میں تو نہ انزل و غلب کی ایک حد مقرر کر دینا کافی ہے۔ پھر اگر پیشگوئی

فی الواقعہ ایک عظیم الشان ہیبت کیساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود و لونچو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے

اور یہ سارے خیالات ہیبت تمام تختہ چینان جو پیش از وقت دلون میں پیدا ہوتی ہیں ایسی معدوم

ہوجاتی ہیں کہ نصف مزاج اہل الرے ایک انفعال کیساتھ اپنی راپوں کی طرح حرکت کرتے ہیں ساسوا

اسکے یہ عاجز بھی تو قانونِ قدرت کے تحت میں ہیں۔ اگر میرے بیٹا اس بیٹگی کی طرف سے استفادہ  
 کہہ سکتے ہیں یا وہ کوئی کیلچر پر چند تھالی چار یونٹوں میں رکھ کر اور اس کے کام لیکر یہ بیٹگی  
 شائع کی ہے تو جس شخص کی نسبت یہ بیٹگی ہے وہ بھی تو ایسا کر سکتا ہے۔ کہ انہیں انٹرویو بنیاد  
 پر میری نسبت کوئی بیٹگی کوئی کر دے۔ بلکہ میں رہتی ہوں کہ بچائے چھ برس کے جینے اسکے  
 حقیقین میعاد مقرر کی ہے وہ میرے دل برس لکھ دے۔ لیکر ہم کی عمر اس وقت شاید زیادہ سے  
 زیادہ تیس برس کی ہوگی اور وہ ایک جوان قوی پیکل عمدہ صحت کا آدمی ہے۔ اور اس طرح کی عمر  
 اس وقت پچاس برس سے کہ زیادہ ہے اور ضعیف اور دائم المرض اور طرح طرح کے عوارض پر مبتلا  
 ہے۔ پھر باوجود اسکے مقابلہ میں خود معلوم ہو جائیگا کہ کونسی بات انسانی طرف سے ہو اور کونسی  
 بات خدا تعالیٰ کی طرف سے۔

اور معترف کیا کہنا کہ ایسی بیٹگیوں کا اب زمانہ نہیں ہے ایک معمولی قمر ہے جو اکثر لوگ  
 مودہ سے بول دیا کرتے ہیں۔ میری دانست میں تو مضبوط اور کامل صداقتوں کے قبول کر نیکے لو  
 یہ ایک ایسا زمانہ ہو کہ شاید اس کی تیسری پہلے زمانوں میں کوئی بھی مل سکے۔ ہاں اس زمانہ سے کوئی فریب  
 اور مگر غی نہیں رہ سکتا۔ مگر یہ تو استبازوں کے لئے اور بھی خوشی کا مقام ہے کیونکہ جو شخص فریب  
 اور پس میں فرق کرنا جانتا ہے وہی سچائی کی دلے عزت کرتا ہے اور بخوشی اور دور کر سچائی کو قبول  
 کر لیتا ہے۔ اور سچائی میں کچھ ایسی کشش ہوتی ہے کہ وہ آپ قبول کرالیتی ہے۔ ظاہر ہے کہ زمانہ  
 صدائیں نئی باتوں کو قبول کرتا جاتا ہے جو لوگوں کے باپ دادوں نے قبول نہیں کی تھیں۔ اگر زمانہ  
 صداقتوں کا پیاسا نہیں تو پھر کیوں ایک عظیم الشان انقلاب، ایمین شروع ہے۔ زمانہ بیشک  
 حقیقی صداقتوں کا دوست ہو نہ دشمن۔ اور یہ کہنا کہ زمانہ غفلت نہ ہو اور سیدھے سادھے لوگوں کا  
 وقت گزر گیا ہو۔ یہ دوسرے لفظوں میں زمانہ کی مذمت ہو۔ گویا یہ زمانہ ایک ایسا بزمِ زمانہ ہے کہ سچا سچ  
 واقعی طور پر سچائی پا کر ہر اس کو قبول نہیں کرتا۔ لیکن میں ہرگز قبول نہیں کروں گا کہ فی الواقع ایسا  
 ہی ہے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ زیادہ تر میرے لطیف رتبہ کر نیوالے اور مجھے فائدہ اٹھانے والے

وہی لوگ ہیں جو نو تعلیم یافتہ ہیں جو بعض انہن سے بی اے اور ایم اے تک پہنچے ہوئے ہیں اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ یہ نو تعلیم یافتہ لوگوں کا گروہ صد اقدو کھڑے شوق سے قبول کرتا جاتا ہے۔ اور صرف اس قدر نہیں بلکہ ایک نو مسلم اور تعلیم یافتہ یوریشین انگریزوں کا گروہ جبلی سکونت مدراس کے احاطہ میں ہو ہماری جماعت میں شامل اور تمام صد اتنو پیر یقین رکھتے ہیں۔

اب میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے وہ کام باتیں کہہ دی ہیں جو ایک خدا ترس آدمی کے سمجھنے کیلئے کافی ہیں۔ تریوں کا اختیار جو کہ میرے اس مضمون پر بھی اپنی طرف سے جملے چاہیں حاشیہ پر رہا میں مجھے اس بات پر کچھ بھی نظر نہیں کہ جو کہ میں جانتا ہوں کہ اس وقت اس ٹیگ یوٹیک تبدیلی کرنا یا مذمت کرنا دونوں برابر ہیں۔ اگر یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو اور میں خوب جانتا ہوں کہ اسی کی طرف سے تو ضرور ہریت ناک نشان کیسا خدا کا و قود ہو گا اور دلوں کو ہلا دیگا۔ اور اگر اس کی طرف سے نہیں تو پھر میری ذات ظاہر ہوگی اور اگر میں اس وقت کر گیا۔ تہا و یلین کروں گا تو یہ اور بھی ذلت کا موجب ہو گا۔ وہ ہر قہیم اور وہ پاک قدوس جو تمام غذیات اپنے ہاتھ میں رکھتا ہو وہ کاذب کو کبھی غرت نہیں دیتا۔ یہ بالکل غلط بات ہے کہ ایک کلام سے مجھ کو کوئی ذاتی عداوت ہو۔ مجھ کو ذاتی طور پر کسی سے بھی عداوت نہیں بلکہ اس شخص نے سچائی سے دشمنی کی اور ایک ایسے کامل اور مقدس کو جو تمام سچائیوں کا چہنمہ تھا تو میں سے یاد کیا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے ایک پیارے کی دنیا میں غرت ظاہر کرے۔ والسلام علی من ابینہ۔

**لیکھرام پشاور کی نسبت ایک اور خبر (من بعد ایشیائے اٹلی پر بکارت)**

آج جو ۲۲ اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۴ ماہ رمضان ۱۴۱۴ء صبح کی وقت تھی وہی غنودگی کی حالت میں دیکھا کہ میں ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوا ہوں اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں۔ اتنے میں ایک شخص قوی بیکل جہیز لگ گیا اس کے چہرے پر سے خون پکنا ہے میرا سمجھنے آکر کھڑا ہو گیا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شامل کا شخص ہے گویا انسان نہیں بلکہ شہداء غلابی ہے۔ اور اس کی حیثیت ملوچطاری تھی اور میں اس کو دیکھتا ہی تھا کہ اس نے مجھے دیکھا کہ لیکہ ہم کہاں ہو، اور لیکہ اس شخص کا نام کیا کہ وہ کہاں ہے۔ تب میں نے اس وقت دیکھا کہ یہ شخص لیکہ ام اور اس کو دیکھ کر شخص کی سزا دی کی گئی ماسو کی گئی ہے۔ مگر میں معلوم نہیں کہ وہ دو سر شخص کون ہے۔ یا ان کی تعلیمی طور پر یاد رہا ہے کہ وہ دو سر شخص انھیں چند آدمیوں تھا جس کی نسبت میں ہمتا رہا دیکھا ہوں اور یہ کیشہ کا دن اور یہ بچے صبح کا وقت تھا۔ وَاللّٰہُ لَعَلَّہُ دَالِت۔

# لیکھرام کی نسبت اریون کے خیالات اسکے قتل کو جاننے کے بعد

اخبار عام مطبوعہ چہار شنبہ ۱۰ رابع ۱۹۹۷ء میں میری نسبت اشارہ کر کے یہ لکھا ہوا کہ ایک عیسائی ڈپٹی صاحب کی نسبت پیشگوئی فوت ہونے کی در عرصہ ایک سال شہر کی گئی تھی اور اخباروں میں اسکی چرچا تھی۔ اور خدا نخواستہ اُن ایام میں اگر ڈپٹی صاحب کے ساتھ ایسا واقعہ ہو جاتا (یعنی قتل کا واقعہ) جس کا خیازہ لیکھراج صاحب کو بھگتنا پڑا ہے تب اور صورت تھی، اب ہر ایک سمجھتا ہے کہ ایڈیٹر صاحب کی اس تقریر کا کیا مطلب ہو۔ یہی مطلب ہو کہ اگر ڈپٹی اتھم صاحب قتل ہو جاتے تو ایڈیٹر صاحب کے خیال میں گورنمنٹ کو پیشگوئی کر نیوالے کی نسبت فی الفور توجہ پیدا ہوتی اور وہ تفتیش ہوتی جو اب نہیں ہے۔ غالباً اس تقریر سے ایڈیٹر صاحب کی کوئی نیت نیک ہوگی۔ مگر چونکہ وہ ایک سطحی خیال اور ضلالت واقعہ سمجھ کا ایک داغ ساتھ رکھتی ہے اس لئے افسوس کی جگہ ہے۔ ایڈیٹر صاحب کی تقریر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ لیکن ہم مختصر طور پر یاد دلاتے ہیں کہ وہ پیشگوئی پوری معافی سے پوری ہوئی۔ اتھم صاحب میرے ایک پورا نے ملاقاتی تھے۔ انھوں نے ایک مرتبہ تباہی اور ایک خاص رقم کے ذریعہ سے بھی الحاح کیا تھا کہ اگر میری نسبت کوئی پیشگوئی ہو اور وہ سچی نکلی تو میں کسی قدر اپنی اصلاح کروں گا۔ سو خدا نے اُنکی نسبت یہ پیشگوئی ظاہر کی کہ وہ پندرہ مہینے کے عرصہ میں ماویہ میں گرینگے مگر اس شرط سے کہ اس عرصہ میں چھکی طرف انھوں نے رجوع نہ کیا ہو۔ پس چونکہ خدا کی پیشگوئی میں ایک شرط تھی اور اتھم صاحب خوفناک ہو کر اس شرط کے پابند ہو گئے تھے پس ضرور تھا کہ وہ اُس شرط سے فائدہ اُٹھاتے۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ خدا کی شرط پر کوئی عمل کر کے پھر اس سے نفع نہ اُٹھائے۔ لہذا شرط کی تاثیر سے انکی موت میں کسی قدر تاخیر ہو گئی۔ اگر کہو کہ اسکی ثبوت ہے کہ دل میں انھوں نے اسلام کی طرف رجوع کر لیا تھا یا اپنی اسلامی پیشگوئی کا خوف غالب آگیا تھا تو جواب اسکی یہ ہے کہ جب خدا نے مجھے اطلاع دی کہ اتھم نے شرط سے فائدہ اُٹھایا ہے اور انکی موت میں ہمنے کچھ تاخیر الدی تو جتنے اتھم صاحب کو چار ہزار روپیہ کے انعام پر قسم کھانی کے لٹو لٹوایا کہ اگر وہ پھر وہ اسلام کی طرف رجوع نہیں کیا یا اسلامی ہدیت اُنکے دل پر طاری نہیں ہوئی تو پھر

کہ میں ان میں اگر قسم کھاؤں۔ یا اگر قسم نہیں تو نالاش کر کے اپنے اس خوف کے وجہ کو جبر کا انکو  
 اقرار ہے پایہ اثبات پہنچاؤں۔ مگر انھوں نے قسم کھانی نہ نالاش کی باوجود دیکھو کھٹا اقرار  
 تھا کہ میں میعاد پیشگوئی کے اندر ڈرتا رہا۔ مگر اسلامی ہیبت سے نہیں بلکہ تعلیم یافتہ سانپ  
 اور حملوں وغیرہ سے اور چونکہ وہ خوف کو چھپانے کے اسلئے یہ بہانے بنائے اور ثبوت کچھ نہ دیا  
 اور اسی وجہ سے انکو قسم کی طرف بلایا گیا تھا۔ تا اگر وہ سچے ہیں تو قسم کھا لیں۔ مگر باوجود چار ہزار روپے  
 نقد دینے کے قسم نہ کھائی۔ نہ نالاش سے اپنے ان بہتانوں کو ثابت کیا۔ یہاں تک کہ قبر میں داخل ہو گئے  
 میر سید الہام میں یہ بھی تھا کہ اگر آتمہ سچی گواہی نہیں دیگا اور نہ قسم کھاے گا تب بھی اصرار ہے  
**بعد جلد مرے گا۔** چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آتمہ صاحب پیکر آخری ہشتہار سے سات  
**مہینے** کے اندر مر گئے۔ اور عجیب تزیہ کہ اُسکے اس تمام قصہ کی بارہ برس قبل از وقوعہ برائین  
 کے الہامات میں خبر موجود ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۴۱ براہین احمدیہ۔ پھر ایسی صاف اور روشن پیشگوئی کی نسبت  
 یہ گمان کرنا کہ وہ پوری نہیں ہوئی کہ قدر انصاف کا خون کرنا ہے۔ کیا آتمہ صاحب کی اس پیشگوئی  
 میں کوئی شرط نہیں تھی؟ اور اگر تھی تو کیا آتمہ صاحب نے اپنے اقوال اور افعال سے اُس  
 شرط کا پورا ہونا ثابت نہیں کیا؟ کیا آتمہ صاحب میر اس الزام کو قبر میں ساتھ نہیں لے گئے  
 کہ انھوں نے خوف کا اقرار کر کے پھر یہ ثابت کر کے نہ دکھلایا کہ وہ خوف کسی تعلیم یافتہ سانپ وغیرہ حملوں  
 کی وجہ سے تھا نہ اسلامی پیشگوئی کے رعب کی وجہ سے۔ وہ ہمیشہ مباحثات کرتے تھے مگر پیشگوئی کے  
 بعد ایسے چپ ہو کر چپ ہوئی کی حالتیں ہی گذر گئے۔

پس پیشگوئی تین طرز سے پوری ہوئی **اول** اپنی شرط کی رو سے کہ شرط پر عمل کرنے  
 سے اُس کا فائدہ آتمہ کو دیا گیا۔ **دوم** اخلاقی شہادت کے بعد جو وعدہ موت تھا اس وعدہ  
 کے رو سے۔ **سوم** براہین احمدیہ کے اس الہام کے رو سے جو اس واقعہ سے بارہ برس  
 پہلے ہو چکا تھا۔ اب سوچو کہ اس سے بڑھ کر اگر کسی پیشگوئیں صفائی ہوگی تو اور کیا ہوگی۔  
 اگر کوئی سچائی کو چھوڑ کر باتیں بناوے تو ہم اس کا مونہ بند نہیں کر سکتے۔ لیکن آتمہ کی نسبت  
 جو الہام کے الفاظ ہیں وہ ایسے صاف ہیں کہ ایک حق کے طالب کو بجز انکے ماننے کے کچھ  
 بن نہیں پڑتا۔ اور براہین احمدیہ کا الہام جو آتمہ صاحب کی نسبت ہی جو بارہ برس پہلے اس  
 پیشگوئی سے تقریباً تمام اسلامی دنیا میں شائع ہو چکا ہے اس پر غور کرنا تو سچہ میں کر سکتے

کہ کبسا عالم الغیب خدا ہے جس نے پہلے سے ان تمام آئندہ واقعات اور جھگڑوں کی خبر دیدی۔ چونکہ اکثر اہل دنیا کو ابکل اُس برتر ہستی پر ایمان نہیں ہے اس لئے اُنکے خیالات نسبت اسکے کریک غلطی کی طرف جاتیں بدلتی کی طرف زیادہ جاتے ہیں۔ یہ بالکل غلطی ہے اور نمٹنے لیکر اہم کے مقدمہ میں سستی کی ہے اور اتم کے مقدمہ میں اگر قتل ہو جاتا تو سستی بخوشی ہو کہتے ہیں کہ بیشک یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ہندو اور مسلمانوں کو دو دو نون آنچو کی طرح برابر دیکھے۔ کسی کی رعایت نہ کرے جیسا کہ فی الواقعہ یہ عادل گورنمنٹ ایسا ہی کر رہی ہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا کوئی گورنمنٹ خدا سے بھی لڑ سکتی ہے۔ بیشک گورنمنٹ کا فرض ہے کہ کسی ناپاک رجحان کو پکڑے اسکو بھانسی دے اور بدتر سے بدتر سزا کیسا تھہ اسکو تہیہ کرے تا دوسرے عبرت پکڑیں اور ملک میں امن قائم رہے۔ اگر اتم قتل ہو جاتا تو بیشک وہ شخص بھانسی ملتا جو اتم کا قاتل ہوتا۔ اسی طرح جب ثابت ہو گا کہ پیکرام کا فلان شخص قاتل ہے اور وہ گرفتار ہو گا تو ایسا ہی وہ بھی بھانسی ملے گا۔ گورنمنٹ کا اس میں کیا تصور ہے؟ اور کونسی سستی؟ کونسا قاتل کو آریہ جیسا کہ شہوت کیساتھ گرفتار کرنا چاہتے ہیں جبکہ پکرام نہیں گورنمنٹ متاثر ہے؟ لیکن گورنمنٹ خدا کی پیشگوئی نہیں چل نہیں دیکھتی۔ جبکہ گورنمنٹ اسکی طرف توجہ کر لگی ہے یہ عقیدہ ان پیشگوئیوں کو آسمانی اور بے لوث اور پاک پائیگی۔ آخر یہ گورنمنٹ اہل کتاب ہو اور اُس خدا سے منکر نہیں ہے جو پوشیدہ بھیج دیکھ جاتا ہے۔ اور آئندہ زمانہ کی ایسے طوفان سے خبر دیکھنا ہو گا گویا وہ موجود ہے۔ کیا چھ سال کی میعاد بیان کرنا اور عید کے دوسرے دن کا پتہ دینا اور صورت موت بیان کر دینا یہ خدا سے ہونا محال ہے؟ اگر خدا سے محال ہے تو ان قیدوں کیساتھ انسان کی اپنی پیشگوئی کیونکر ممکن ہو گی۔ کیا دور دراز عرصہ سے ایسی میم خبریں دینا انسان کا کام ہو گا اگر ہے تو اسکی دنیا میں کوئی نظیر پیش کرو۔ گورنمنٹ کو یہ فخر ہونا چاہیے کہ اس ملک میں ادا اسکے زمانہ بادشاہت میں خدا اپنے بعض بندوں سے وہ تعلق پیدا کر رہا ہو کہ جو قصوں اور کہانیوں کی طور پر کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ اس ملک پر یہ رحمت ہو کہ آسمان زمین سے نزدیک ہو گیا ہے۔ ورنہ دوسرے ملکوں میں اسکی نظیر نہیں!

یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ مختلف مقامات پنجاب سے کئی خطا میرے پاس پہنچے ہیں جن میں بعض آریہ صاحبوں کی جوشون اور نامنا سب مندرجہ یوں تذکرہ ہو گی۔ میرے پاس وہ خطا جھٹا طست موجود ہیں اور اسجگہ کے بعض آریہ کو پیتے وہ خط دکھلا دیئے ہیں۔ چنانچہ ایک خط جو گجرانوالہ سے



ایک معزاد اور شہسب کا بچہ کو ہونچا ہے۔ اس کا مضمون یہ ہے کہ مدد ہجگہ دو دن تک جلسہ ماتم کیہاں ہوتا  
اور قاتل کے گرفت رکندہ کے لئے ہزار روپیہ انعام قرار پایا ہے اور دوسرا اسکے لٹو جو نشان دہی  
کرے۔ اور خراجاٹ نکایا ہے کہ ایک نغیمہ انجن آپ کے قتل کیلئے منعقد ہوئی ہے X اداس  
انجن کے ممبر قریب قریب شہرون کے لوگ (جیسے لاہور، امرتسر، بالہ اور انخاص کو جزاوالہ کے ہیں)  
منتخب ہوئی ہیں۔ اور تجویز یہ ہے کہ بیس ہزار روپیہ چندہ ہو کہ کسی شیر طامع کو اس کلم کیلئے مامور کریں  
تادہ موقعہ پاکر قتل کر دے۔ پچہ چنانچہ دو ہزار روپیہ تک چندہ کا بندوبست ہو بھی گیا ہے۔ باقی دوسرے  
شہرون اور دیہات سے وصول کیا جائیگا۔ پھر امبد اسکے صاحب راقم لکھتے ہیں کہ اگرچہ آپ قضا  
حقیقی کی حمایت میں ہیں تاہم رعایت اسباب ضروری ہے۔ اور یہ کہ نزدیک ایسے وقتیں شہر میلانوں  
سے بھی پرہیز لازم ہے۔ کیونکہ وہ طامع اور بد باطن ہیں۔ کچھ نوجوب نہیں کہ وہ بظاہر معیت میں داخل  
ہو کر اریوٹی طبع دہی سے اس کلم کیلئے جرات کریں۔ پھر صاحب راقم لکھتے ہیں کہ مجھے یہ بھی معلوم ہوا  
کہ اس شور و قتل کے سرگرم وہ اس شہر کے بعض کبیل اور چند عہدہ دار سرکاری اور بعض آریہ شہر سرکردگان  
لاہور کے ہیں۔ جنہ۔ مجھے خبر ہو چکی ہے میں عرض کر دیا واللہ اعلم۔ اور اسکی مصدق ایک خط شداد خان  
سے اور کئی اور جگہ سے پہنچے ہیں اور مضمون قریب قریب یہ ہے۔ یہ سب خط محفوظ ہیں۔ اور جس میں  
کو بعض آریہ صاحبو کے اخبار نے ظاہر کیا ہے وہ بتلا رہا ہے کہ ایسے جوش کو بوقت یہ نیالات بعینہ ہیں  
ہیں۔ چنانچہ غیر اخبار پنجاب سماچار لاہور میں میری نسبت یہ چند سطرین لکھیں ہیں۔ ”ایک حضرت  
نے شاید اپنی صفحہ کتاب موعود مسیحی میں یہ پیشگوئی بھی کی کہ پنڈت لیکھام چند سال کے عرصہ میں عید  
کے دن نہایت دردناک حالتیں مرے گا۔ پیشگوئی اب قریب تھی کیونکہ غالباً ۱۹۹۱ء چھ سال تھا اور  
۱۹۹۶ء اتنی ہی عید چھٹے سال کی تھی۔ علانیہ بذریعہ تحریروں تقریر کہا کرتے تھے کہ پنڈت کو  
مار ڈالینگے۔ اور مزید بیان یہ کہ پنڈت اس عرصہ میں اور فلاں دن میں ایک دردناک حالتیں مرے گا۔

برائیں احمدیہ کا وہ ابوالہامی یا عیسائی متوفیق جو ستر برس شائع ہو چکا ہے اسکے اس وقت خوب  
معنے کھلے یعنی یہ ابوالہام حضرت عیسیٰ کو اس وقت بطور علی ہوا تھا جب وہ آٹھ مصلوب کر کے لٹو کر لٹا کر  
تھے۔ اور ہجگہ بجا ہو رہا ہو کہ شکر ہے ہیں۔ ابوالہام کے یہ معنی کہ میں تجھے ایسی دلیل اعلیٰ تو توں سے  
بچاؤں گا۔ پھر اس واقعہ نے عیسیٰ کا نام اس عاجز پر کیسے چسپاں کر دیا ہے۔ منہ

کیا آریہ دھرم کے اس مخالف اور چند ایک کتب کے ایک خاص مصنف کو (یعنی اسطوژکو) اس سازش سے کوئی تعلق نہیں ہے؟“ اس اخبار والے نے اور ایسا ہی دوسروں نے اس پیگمٹی سے نتیجہ نکالا ہو کہ یہ ایک منصوبہ تھا جو پیگمٹی کے طور پر مشہور کیا گیا جیسا کہ وہ اسی اخبار کے دوسرے صفحہ میں لکھا ہے کہ وہ قتل کئی ایک شخص کی مدت کی سوچی اور بھی ہوئی اور پختہ سازش کا نتیجہ ہے۔ ہم سب انکو جو دانتے اور قبول کرتے ہیں کہ پیگمٹی کی تشریح میں باور با تقیم الہی سے ہی لکھا گیا تھا کہ وہ ہیبت ناک طور پر ظہور میں آئی۔ اور نیز یہ کہ ایک ہر کی موت کسی یا ایسے نہیں ہوگی۔ بلکہ خدا کی ایسے کو اُسپر مسلط کرے گا جبکہ اسکو دے خون پیکتا ہوگا۔ مگر چونکہ اپنا چار دہم پانچ سترہ میں الہام کے حوالہ سے عید کا دن لکھا ہے یہ اسکی غلطی ہے۔ الہام کی عبارت یہ ہو سکتی ہے یوم العید والعیہ اقرب یعنی تو اس شان کے دن کو جو عید کی مانند ہے پہچان لے گا۔ اور جو اس شان کے دن سے بہت قریب ہوگی۔ یہ خدا نے فردی ہے کہ عید کا دن قتل کے دن کے ساتھ ملا ہوا ہوگا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ عید جمعہ کو ہوئی اور شنبہ کو جو شوال ۱۳۱۲ھ کی دوسری تاریخ تھی لیکر قتل ہو گیا۔

یہ اس تمام پیگمٹی کا گھل پھل ہے کہ یہ ایک ہیبت ناک واقعہ ہو گا جو چھ سال کے اندر وقوع میں آئے گا۔ اور وہ دن عید کے دن سے ملا ہوا ہوگا۔ یعنی دوسری شوال کی ہوگی۔

اب سوچو کیا یہ انسان کا کام ہے کہ تاریخ بتلائی گئی۔ دن بتلایا گیا۔ سبب موت بتلایا گیا۔ اور اس حادثہ کا وقوع ہیبت ناک طرز سے ظہور میں آتا بتلایا گیا۔ اس کا تمام نقشہ برکات اللہ کے مضمون میں کھینچ کر دکھلایا گیا۔ کیا یہ کسی منصوبہ باز کا کام ہو سکتا ہے کہ چھ برس پہلے ایسے صریح نشانوں کے ساتھ خبر دیدے اور وہ خبر پوری ہو جائے۔ تو ریت گواہی دیتی ہے کہ جو شخص نے یہ پیگمٹی کہی پوری نہیں ہو سکتی۔ خدا اس کے مقابل پر کھڑا ہوتا ہے تا دُنیا تباہ نہ ہو جیسا کہ لیکر ام نے ہی ایک یوٹی جالا کی سے انھیں دلون میں میری نسبت یہ اسٹہ تہار دیا تھا کہ تم تین برس عرصہ تک مر جاؤ گے۔ پس کیوں وہ کسی قاتل سے سازش نہ کر سکا تا اسکی بات پوری ہوتی۔

ایک اور بات سوچنے کے لائق ہے کہ یہ بدگمانی کی کُنٹھ کسی مُرد نے دیا ہوگا یہ شیطانی خیال ہے۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ مُردوں کا مُرشد کیساتھ ایک نازک تعلق ہوتا ہے اور اعتقاد کی بنا تقویٰ اور طہارت اور نیکو کاری پر ہوتی ہے۔ لوگ جو کسی کے مُرد ہوتے وہ اسی نیت سے مُرد ہوتے ہیں کہ وہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ شخص با خدا ہو اس کے

دل میں کوئی فریب اور فساد کی بات نہیں۔ پس اگر وہ ایک ایسا بدکار اور لعنتی شخص ہے کہ کسی کی موت کی جھوٹھی پیشگوئی اپنی طرف سے بناتا ہے اور پھر جب اسکی میعاد ختم ہونی پر ہوتی ہے تو کسی مرید کے آگے ہاتھ جوڑتا ہے کہ اب میری عزت۔ کھلے اور اپنے گلے میں رسہ ڈال اور مجھے سچا کر کے دکھلا۔ اب میں مضمفون سے پوچھتا ہوں کہ کیا ایسے پیداوار لعنتی انسان کا یہ چال اپلین دیکھ کر اور یہ شیطانی منصوبہ نہ کہ کوئی مرید اس کا مستفادہ کر سکتا ہو؟ کیا وہ مرشد کو ایک بدکار ملعون اور فاسق فاجر خیال نہیں کریں گے؟ اور کیا وہ اسکو یہ نہیں کہنے لگا کہ اسی بدکار ہمارے ایمان کو خراب کر نیوالے کبائیری پیشگوئی کی صلیت ہی تھی۔ کیا تیرا یہ منشاء ہے کہ جھوٹے توبہ لے اور رسہ دوسرے کے گلے میں پڑے اور اس طرح تیری پیشگوئی پوری ہو۔

جستہ دنیا میں بنی اور مرسل گذرے ہیں یا آگے مامور اور محدث ہوں کوئی شخص اُنکے مریدوں میں اسحاقین داخل نہیں ہو سکتا تھا اور نہ ہو گا جبکہ اُنکو مکار اور مضبوط باز سمجھتا ہو۔ یہ رشتہ پیری مریدی نہایت ہی نازک رشتہ ہے۔ ادنیٰ بدظنی سے اس میں فرق آجاتا ہے۔ میں نے ایک دفعہ اپنے مریدوں کی جماعت میں دیکھا کہ بعض انہیں سے صرف اسوجہ سے میسری نسبت شبہ میں پڑ گئے کہ میں نے ایک عذیبیاری سے جسکی انھیں اطلاع نہیں تھی نہ ان کے قعدہ البتحات میں دہننے پیر کو کھڑا نہیں رکھا تھا۔ اتنی بات میں دو آدمی باتیں بنائے لگے اور شبہات میں پڑ گئے کہ یہ خلاف سنت ہے۔ ایک مرتبہ چائو کی پیالی بائیں ہاتھ سے سینے پکڑی کیونکہ میرے دہننے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی اور کمزور رہے۔ اسی پر بعض نے نکتہ چینی کی کہ خلاف سنت ہے۔ اور ہمیشہ ایسا ہوتا رہتا ہے کہ بعض نو مرید ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر اپنی نا فہمی سے ابتلا میں پڑ جاتے ہیں۔ اور ادنیٰ ادنیٰ خانگی امور تک نکتہ چینیان شروع کر دیتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کو بھی اسی طرح تکلیف دیتے تھے۔ کیونکہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اُسکے پیروہر ایک انسان کے قول و فعل کو مستباز می اور تقویٰ کے پیمانہ سے ناپتے ہیں۔ اور اگر اُسکے مخالف پاتے ہیں تو پھر فی القدر اُس سے الگ ہو جاتے ہیں۔

سوسو چن چا پیسہ کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایسے لوگ اس بد معاش شخص کیساتھ دفا کیون جہ کا تمام کاروبار کر دن اور منصوبہ بناتے بھرا ہوا ہے اور لوگوں کو ناحق کے خون کر نیکیے نو مامور

کرنا چاہتا ہے تا اس کا تک نہ کئے اور پیشگوئی پوری ہو۔ کوئی انسان محمد اپنے ایمان کو بیا کر نہیں چاہتا پھر اگر ایسی سازش میں بغرض محال کوئی مُرید شریک ہو تو تمام مُرید دین میں یہ بات کیونکر پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ہمارے جماعت میں بڑے بڑے معزز و اہل بین۔ بی اے۔ ایم اے۔ اور تحصیلدار اور ڈپٹی کلکٹر اور کسٹرس اسٹنٹ اور بڑے تاجر۔ اور ایک جماعت علماء و فضلا۔ تو کیا ایسا ممکن ہے اور بد معاشوں کا گروہ ہو؟ ہم باور بند کہتے ہیں کہ ہمارے جماعت نہایت نیک چلن اور مہذب اور پرہیزگار لوگ ہیں۔ کہاں ہے کوئی ایسا پلید اور یعنی ہمارا مُرید جس کا یہ دعویٰ ہو کہ ہم نے اس کو لیکر اہم کے قتل کے لئے مامور کیا تھا؟ ہم ایسے مُرید کو اور ساتھ ہی ایسے مُرید کو کون سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہیں کہ جہاں اپنے گھر سے پیشگوئیوں بنا کر کھڑے اپنے ہاتھ سے اپنے گھر سے اپنے فریب سے اُنکے پوری ہونیکے لئے کوشش کرے اور کراؤ۔

پس افسوس کہ اخبار پنجاب سماچار مطبوعہ دارالریح میں سازش کے الزام جو ہم پر لگایا ہے یہ کس قدر سچائی کا خون ہے۔ میں صاحب اخبار سے پوچھتا ہوں کہ آپ لوگوں میں بھی بڑے بڑے اوتار گندے ہیں۔ جیسے راجہ راجندر پٹنا۔ اور راجہ کرشن صاحب۔ کیا آپ لوگ اُنکی نسبت یہ گمان کر سکتے ہیں کہ انھوں نے پیشگوئی کر کے پھر اپنی عزت رکھنے کے لئے ایسا جیلہ کیا ہو کہ کسی اپنے جیلہ کی منت خوشامدی ہو کہ اُس کو اپنی کوشش سے پوری کر کے میری عزت رکھ لے اور پھر اُنکے جیلے انکو اچھا آدمی سمجھتے ہوں۔ ہاں یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک بد معاش ڈاکو کیساتھ اور چند بد معاش جمع ہوں اور ایسے کام خفیہ طور پر کریں۔ لیکن اس جیکر مُریدوں کے سلسلے میں جسکے ساتھ میری موعود اور مسیح موعود ہوں کا دعویٰ بھی بڑے زور سے یہ حرمزدگی کے کام میلان نہیں کھاتا۔ ہر ایک مُرید اس نبرد دعویٰ کو دیکھ کر نہایت اعلیٰ سے اعلیٰ پرہیزگار کی نمونہ دیکھنا چاہتا ہے۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ دعویٰ تو یہ ہو کہ میں وقت کا عیسیٰ ہوں اور بھو بھی پیشگوئیوں کا سطر چر لیا کرتا ہے کہ مُریدوں کے آگے ہاتھ جوڑے کہ مجھے قصہ ہو گیا میری پردہ پوشی کرو جاؤ آپ مرد اور کسی طرح میری پیشگوئی سچی کرو۔ کیا ایسا مُردار ایک پاک جماعت کا مالک ہو سکتا ہے؟ کہاں ہے تمھارا پاک کشش ایو مہذب آریو؟ اور کہاں ہو فطرتی زیر کی اسے مدیہ کو دانشمند و ہمارا یہ مول ہے کہ کل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اُسکے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اُٹھتا کہ آگ بجھائیں مدد دے تو میں سچ کہتا ہوں

کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص چاکر کر دیوں میں سے دیکھتا ہو کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہو اور وہ اُسکے چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو میں تعین بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اسلام اس قوم کے بد معاشوں کا ذمہ دار نہیں ہے۔ بعض ایک ایک روپیہ کی لالچ پر بچوں کو خون کر دیتے ہیں۔ ایسی وارداتیں اکثر نفسانی اغراض سے ہوا کرتی ہیں۔ اور پھر بالخصوص ہمارا جہالت جو نیکی اور برائی کا پیمانہ ہے اس کے لیے میرے پاس جس ہے وہ اس کے لیے میرے پاس نہیں آتے کہ وہ ان کو کما کام مجھے سیکھیں اور اپنے ایمان کو برباد کریں۔ میں حلفا کہتا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہیں۔ ہاں جہانگیر ممکن ہے اُنکے عقائد کی اصلاح چاہتا ہوں۔ اور اگر کوئی گالیان دے تو ہمارا شکوہ خدا کی جناب میں ہے نہ کسی اور عدالت میں۔ اور بایں ہمہ نوح انسانی ہمدردی ہم لائق ہے۔ ہم اس وقت کیونکر اور کن الفاظ سے آریہ صاحبوں کے دل کو خوش دین کہ بد معاشی کی چالیں ہمارا طریق نہیں ہیں۔ ایک انسان کی جان جلیسے تو ہم دردمند ہیں اور خدا کی ایک پیشگوئی پوری ہوئی ہے ہم خوش بھی ہیں۔ کیوں خوش ہیں؟ صرف قوموں کی جھلائی کے لئے۔ کاش وہ چوں اور بچہ ہیں کہ اس اعلیٰ درجہ کی صفائی کے ساتھ کئی برس پہلے خبر دینا یہ انسان کا کام نہیں ہے۔ ہمارا دل کی اس وقت عجیب حالت ہو۔ در دہی ہے اور خوشی بھی۔ در داسٹے کہ اگر ایک ہرام رجوع کرنا زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرنا کہ وہ بد مذہبوں سے باز آجاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہو کہ میں اس کے لئے دعا کرتا۔ اور میں امید رکھتا تھا کہ اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا تب بھی زندہ ہو جاتا۔ وہ خدا جسکو میں جانتا ہوں اُس سے کوئی بات ان ہونی نہیں۔ اور خوشی اس بات کی ہے کہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ آتم کی پیشگوئی پر بھی سستہ، بارہ روشنی ڈال دی۔ کاش اب لوگ سوچیں اور سمجھیں اور قوموں کے درمیان کچھ بھڑکے نہ رہیں۔ کیونکہ عداوت اور دشمنی کی زندگی فرسکے قریب قریب ہو۔

اور اگر اب بھی کسی شک کر نیوالے کا شک دور نہیں ہو سکتا۔ اور مجھے اس قتل کی سازش میں شریک بتایا ہے جیسا کہ ہندو اخباروں نے ظاہر کیا ہے تو میں ایک ٹیکہ صلح دیتا ہوں کہ ہم یہ سارا مقدمہ فیصلہ کر لیں جو چاہئے اور وہ یہ ہے کہ ایسا شخص میرا دشمن ہے۔ پھر وہ اپنے اپنے طریقہ پر رہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شخص سازش قتل میں شریک یا اس کے حکم سے واقعہ فعلی ہوا ہے۔ پھر یہ نہیں ہو تو اس کا خدا ایک پیرس کے اندر بچے وہ خدا نازل کر جو ہمیں نہایت غصہ ہو۔ مگر کسی انسان کے ہاتھوں نہ ہو۔ اور نہ انسان کے منصوبوں کا میں کچھ نہیں

متصور ہو سکے۔ پس اگر شخص ایک برس تک میری بددعا سے بچا تو میں مجرم ہوں اور اس شخص  
 کے لائق کہ ایک قاتل کے لئے ہونی چاہیے۔ اب اگر کوئی بہادری سے والا آ رہا ہے جو اس طرح سے  
 تمام دنیا کو شبہات سے بچھڑا دے تو اس طریقہ اختیار کرے۔ یہ طریق نہایت سادہ اور مستی کا  
 فیصلہ ہے۔ شاید اس طریقے سے ہمارے مخالف مولویوں کو بھی فائدہ پہنچے۔ مینے سچے دل سے یہ لکھا ہے۔ مگر  
 یاد رہے کہ ایسی آزمائش کرنیوالا خود قادیان میں آوے اس کا یہ میرے ذمہ ہوگا۔ جاہلین کی تحریرات  
 چھپ جائیں گی۔ اگر خدا نے اسکو ایسا عذاب دے گا کہ انکی جبین انسان کے ہاتھوں کی آئینہ نشین نہ بنو تو ان کا ذہن  
 ٹھہر جائے گا۔ اور تمام دنیا گواہ رہے کہ اس دور میں میں ہی سزا کے لائق ٹھہروں گا جو میری قتل کا وہی شکار  
 میں آجکے دن سے دو ستر تمام زمین جاسکتا۔ مقابلہ کرنیوالی کو آپ آنا چاہیے۔ مگر مقابلہ کرنیوالا ایک ایسا شخص ہو  
 جو دل کا بہت بہادر اور جوان اور مضبوط ہو۔ اب بعد اسکے سخت پیمانے ہو گئی کہ کوئی غائبانہ میرے پیچھے  
 پانچ شبہات کرے مینے طریق فیصلہ آگے رکھ دیا ہے۔ اگر میں اس کے بعد روگردان ہو جاؤں تو مجھ پر  
 خدا کی لعنت اور اگر کھنی اعتراض کرنیوالا بہت اٹھائے اور آوے اور اس طریق فیصلہ سے طالب تحقیق نہ ہو تو  
 اس پر لعنت۔ اس شبہ کار کو جیسا کہ تمہارا گمان ہے مجھے کسی قوم سے عداوت نہیں۔ ہر یک نفع انسان  
 سے ہمدردی ہے اور جہاں تک میرے زمین طاقت ہو اس ہمدردی کے لئے مشغول ہوں۔ اور میں جیسا کہ  
 قوموں کی ہمدردی ہوں ایسا ہی گزشتہ زمین کی ملک گنہگار اور سچو دوسرے اس کا خیر خواہ ہوں اور فائدہ دہندہ اور قبول نذرین  
 ایک اور نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ پندت یکہلم کی نسبت جو شکیوں کی گئی تھی اسکے وقوعے  
 سترہ برس پہلے برابرین حمیہ میں شکیوں کی خبر دی گئی ہے جیسا کہ برابرین حمیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں یہ  
 اہام ہے لَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى - وَخَرَقُوا بَيْنَ وَبَيْنَ  
 بَغْيٍ عَلِيمٍ۔ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ  
 وَيَكْرَهُنَّ وَيَكْرَهُنَّ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ۔ الفتنۃ ۴۰۔ ھذا فاصبر کما صبر

۴۰ حاشیہ برابرین حمیہ میں تین فتنوں کا ذکر ہے۔ اول فتنہ عیسائی پادریوں کے جنہوں نے کھارے تمام جاہلین  
 شہر مجاڑا کو آتھم کی شکیوں کی جھوٹی نکل اور یہودی صفت مولویوں اور ان کے ہم شراب مسلمانوں کو سناٹا لایا  
 دیکھو صفحہ ۲۴۱۔ دوسرا فتنہ جو دوسرے دور پر ہے جس میں بنالو کی فتنہ ہے جس فتنہ کی نسبت  
 برابرین کے صفحہ ۱۰۵ میں یہ کہا ہے۔ واذا جبرک الہ الذی کفر او قدی یا ہامان علی اطعم الی

اولوا العزم۔ قل رب ادخلني مدخل صدق ولا تخرجني من روع الله الا ان روح الله قریب۔ الا ان نصر الله قریب۔ یا تیک من کل فج عقیق۔ یا قون من کل فج عقیق۔ ینصرت الله من عندہ۔ ینصرت رجال نوحی الیہم من السماء۔ لامبدل لکلمات الله۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ یعنی پادری لوگ اور یہودی صفت مسلمان تجھے رضی نہیں ہونگے۔ اور خدا کے بیٹے اور میثان انھوں نے بنا رکھی ہیں۔ انکو کہہ دے کہ خدا وہی ہے جو ایک ہی اور بے نیاز ہے نہ اس کا کوئی بیٹا اور نہ وہ کسی باپ اور نہ کوئی اس کا ہم کفو اور یہ لوگ مکر کرینگے (یہ آتم کی ظہور شکیو کی کی طرف اشارہ ہے) اور خدا بھی مکر کرینگا کہ ان کو ذرہ جہلت دیگا تا اپنے جھوٹے خیالات سے خوش ہو جائیں۔ اور پھر فرمایا کہ اس وقت پادریوں اور یہودی صفت مسلمانوں کی طرف سے ایک فتنہ برپا ہوگا۔ پس تو صبر کر جیسا کہ اولوا العزم نبیوں نے صبر کیا۔ اور خدا سے اپنے صدق کا ظہور مانگ یعنی دعا کر کہ شکیو کی کے چھپانین جو جو پادریوں اور یہودی صفت مسلمانوں نے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں وہ دھوکے دور ہو جائیں۔ اور پھر فرمایا کہ خدا کی رحمت سے نو میدانہ ہو۔ کیونکہ خدا کی رحمت

الہ موسیٰ۔ وانی اظننہ من الکاذبین۔ تب تب اباہی لہب وتب ماکان لہ ان یدخل فیہا الا کثافا۔ وما اصابک من الله الفتنۃ ھھنا فاصبر کما صبر الوالعزم۔ الا انھا فتنۃ من الله لیصبت حلتاجا۔ حقا من الله العزیز الکریم عطوا غیر محمد و۔ یعنی وہ نہ نہ اود کہہ کہ بیک شکر تجھے مکر کرینگا اور اپنے دوست امان کو کچھ کا فتنہ کی آگ بھڑک میں دہی کے خدا پر اطلاع پانا چاہتا ہوں اور میں کمان کرنا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔ ابوہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے اور وہ آپ بھی ہلاک کیا اسکو نہیں چاہیے تھا کہ تکبر اور تکذیب کے امر میں دخل دیتا مگر یہ کہ ڈرتا ہوا ان باتوں کو پوچھ لیتا کہ جو اسکو سمجھ نہیں آتی تعین۔ اور کچھ جو پوچھ رہے تھے کہ وہ خدا کی طرف سے ہوا تھا ایک فتنہ ہوگا پس تجھ صبر کرنا چاہیے جیسا کہ اولوا العزم نبی صبر کرتے۔ ہے۔ یاد رکھ کہ وہ فتنہ خدا کی طرف سے ہوگا تا وہ تجھے بہت ہی پیار کرے خدا کا پیار ہر ملہ ویزا کریم ہے۔ یہ وہ عطا ہے جو دین میں لینا چاہیگی۔ اس وقت مجھے یہ سمجھ آیا ہے کہ الہام میں امان سے مراد نذر حسین محدثہ ہلوسی ہے کیونکہ پہلے سب محمد حسین کی طرف التجا لیا گیا۔ اور یہ کہا کہ اوقد لی باھامان اس کا یہ مطلب ہو کہ تکبر کی بنیاد والد سے اود سے اسکی پیروی کریں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نذر حسین کی عاقبت تباہ ہے اگر توبہ کر کے نہ مرے۔ اور ممکن ہو کہ ابوہب سے مراد نبیؐ حسین ہی ہو۔ اور محمدؐ کا انجام اس سے بہتر ہو امنت بالادی امنت بسم بنو اہوائیل کیونکہ بعض روایات میں اس کا وکیل کی موید ہیں۔ پس خدا کے فضل سے کچھ تعجب

اس ابتلا کے دنوں کے بعد جلد ایٹگی۔ خدا کی نصرت ہرگز یاد سے آئیگی۔ لوگ دور دور سے تیرے پاس آئیں گے۔ خدا نشان دکھلائیے لڑو اپنے پاس سے تیری مدد کریگا یعنی بلا واسطہ نشان دکھائے گا اور نیز وہ لوگ بھی ہو کرینگے جنکے دلون پر ہم خود آسمان سے وحی نازل کرینگے یعنی بعض نشان بالواسطہ بھی ہم ظاہر کریں گے۔ مطلب یہ کہ بعض پیگمبیان پر بارہ راست ظہور میں آئیں گی اور بعض کے ظہور کیلئے ایسے انسان واسطہ ٹھہر جائیں گے جنکے دلون میں ہم ذالذہبیگے۔ خدا کی باتن بھی نہیں ملیگی اور کوئی نہیں جو اسخو روک سکے۔ ہم پادریوں کے کر کے بعد ایک کھلی فتح جھکو دیں گے۔

ان الہامات میں خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں فرمادیا کہ اول پادری لوگ اور یہود صفت مسلمان مکر کے رو سے ایک شیطانی حقیقت کو چھپائیں گے تا تیری سچائی چھپی رہے اور ظاہر نہ ہو۔ ہم بعد اسکے یوں ہو گا کہ ہم ارادہ فرمائیں گے کہ تیری سچائی ظاہر ہو اور تیری پیشگوئی حقیقت کھل جائے تب ہم دو قسم کے نشان ظاہر کریں گے۔ ایک وہ جن میں انسانوں کے افعال کا دخل نہیں جیسے مذہبی جلسہ پیراں پہلے سے ظاہر کیا گیا کہ میضمون تمام مضامین پر غالب رہے گا اور اس پیشگوئی پر اگر نہ بین انسانوں کا ذرہ دخل نہیں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

نہیں کہ یہ متواتر امید دیکھو دیکھو آخر تو بہ کر سہ اور ہامان مارا جائے۔ تیسرا قسم جو تیسرے درجہ پر ہو چکا ہے اس کی موت کا فتنہ ہے یعنی آریونکی بدگمانیاں اور ضرر رسانی کے لئے پوشیدہ کوششیں جیسا کہ یہ اخبار میں بھی اسنے قتل کے ارادوں کا ذکر ہے اور براہین احمدیہ کے صفوہ ۵۵ میں اس فتنہ اور اسکے ساتھ کے نشان کی نسبت یہ الہام ہے میں اپنی چیمکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت ثانی سے جھکد اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا ہے دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے اور بڑے زور اور حملو سے اسکی سچائی ظاہر کروں گا۔ الفتنۃ ہما فاضل کا صبرا ولوا العزم فلما تجل دتہ لجنہ جعلہ ذکا۔ یعنی جھکے ایک فتنہ ہو گا پس صبر کرو اور جب خدا مشکلات کے پہاڑ چلی کرے گا تو اسخین پاش پاش کر دیگا۔ یہ براہین احمدیہ کے الہام ہیں۔ مگر اس تحریر کے وقت ابھی ایک الہام ہوا اور وہ یہ ہے۔

سَلَامَتٌ بَرْتَوَا مَرَدَسَلَامَت



بلکہ لفظاً کوششیں ہوئیں اور ہر ایک چاہتا تھا کہ میرا مضمون غالب رہے آخر پیشگوئی کے منہ و ن کی موافق  
ہوا مضمون غالب ہوا اور دوسرا ان البتہ تارہیں احمدیہ میں یہ وعدہ تھا کہ ہم وہ نشان ظاہر کریں گے جیسا انسانوں  
کے افعال کا ذیل ہو گا سو اسکے مطابق لیکھرام کی نسبت پیشگوئی ظہور میں آئی کیونکہ یہ نشان بالواسطہ ظاہر ہوا  
اور کسی نے لیکھرام کو قتل کر دیا۔ پس ظاہر ہے کہ اس پیشگوئی میں کسی انسان کے لکھو خدا نے ابعاداً ناممکن قتل کر دیا اور ہر  
پہلو سے اسکو موقع دیا کہ تا وہ اپنا کام خاتم تک پہنچا دے پس خدا تعالیٰ نے جو فتح عظیم کے ذکر کیلئے پہلے  
پیشگوئی کے ظاہر کر نیئے تھے وہ مختلف طور و نحو ذکر فرمایا اول یہ کہ **بِیْنِیْ وَدَا اللّٰہِ مِنْ عَذَابٍ** دوم یہ کہ **بِیْنِیْ وَدَا**  
**وَجَالَ فِیْ حِیِّ الِیْہِم مِّنَ السَّمَاوَاتِ** ان تقسیم کی ہیں جو وہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے پادریوں کو شرمندہ کر نیئے لئے  
فرمایا اگر تیسے ہمارا ایک نشان کو بھی کرنا چاہا تو کیا حرج ہے ہم اسکے عوض میں وہ نشان ظاہر کریں گے۔ ایک  
نشان جو بلا واسطہ ہمارا ہاتھ ہے ہو گا اور دوسرا وہ نشان جو ایسے لوگوں کے ہاتھ سے ظہور میں آجائے گا  
جنکے دونوں میں ہم ذالذبح کے تمام ایسا کر دو تب فتح عظیم ہوگی۔ اب انصاف سے دیکھو ادبائے ملت نے فکر کر  
کہ یہ دون نشان یعنی نشان جلسہ مذاہب اور نشان موت لیکھرام کے ابرس بعد شل ہوئے برائیں احمدیہ  
سکھ نہ ہو میں آئے ہیں کیا یہ انسانی طاقت ہو سکتی ہے؟

یہ بھی ظاہر ہے کہ جلسہ مذاہب پہلے جو شتہا را الہامی شلئے گئے تھے ان میں خدا صوبہ رکھا گیا  
تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ مضمون تمام مضامین پر غالب ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دیکھو انبار رسول مٹری  
انبار بندہ در جہر دکن۔ پیاخبار مسراج الاخبار شیرمند۔ وزیر ہند سیالکوٹ صادق الاخبار ہا واپو  
پہن یہ خدا کا بلا واسطہ فعل تھا کہ ہر ایک دیکھے خواہش کے مخالف انسب قرار کیا کہ وہی مضمون غالب رہا  
ما دوسرے نشان میں قاتل کے ولیہ قتل کے خواہش ڈال دی اور اس طرح دونوں نشان بلا واسطہ ادبائے ملت  
خلق اللہ کو کھلا کر پادریوں اور اسلامی مولویوں اور ہندوؤں کے ملکر کو ایک مین پاش پاش  
کر دیا۔ اور ممکن نہ تھا کہ وہ اپنی شرارتوں سے باز آجائے جب تک خدا ایسے کھلے نشان ظاہر نہ کرے۔  
اسی کی طرف وہ بلا میں احمدیہ کے صفحہ ۶۵ میں اشارہ فرماتا ہے کہ کہتا ہے لیکن الذین کفر ولعن  
اہل الکتاب والمشرکین مُتَفٰلِکِیْن حَتّٰی تَاْتِیْہِمُ السَّاعَۃُ وَکَانَ کِذْبًا عَظِیْمًا۔ یعنی ممکن تھا  
کہ خدا ہی اور مخالف مسلمان اور ہندو اپنے انکار و ن سے باز آجائے جب تک انکو کھلا کھلا نشان نہ ملے۔  
اور انکا کہ بہت بڑا تھا پھر بعد اسکے اسی صفحہ میں فرمایا کہ اگر خدا ایسا نہ کر تا تو دنیا میں اندھیر مٹ جاتا۔ یا سب اکی

پہلے ادبائے ملت نے نہ لکھا کہ لیکھرام کو ایک جہر تھے تاہم تعلق تھا یعنی وہ اس حدت کے کسی دلش کے ہاتھ سے قتل کیا گیا کسی  
دلش کی موت ہو اور اگر ایسی نام فسادت ہو تو گواہوں کا کہنا چاہیے کہ وہ کسی عورت کی لڑکی کی پھری سے شہید ہو چکا تھا آخر یہی پھری  
قریبی حدت پرانہ گنگائی۔ اگر قاتل کا سبب یہ ہے تو لیکھرام کی پاک زندگی کا خوب ثبوت ہے۔

۱۔ مارہ ہے کہ پادریوں نے اٹھم کی پیشگوئی کو باعث اپنے انھا کے لوگوں پر مستتبہ کر دیا تھا پس اگر لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی تھی جسکی شونہوں ثابت کر دیا تھا کہ وہ بوجہ کرنیوالا نہیں ایسی ہی مخفی بجاتی تو تمام حق نمائکین ملجاتا۔ اور نادان لوگوں کے خیالات سخت ناپاک ہو جاتے اور جاہل قریب قریب ابہرین کے بچانے۔ مواسا لونی اور زینون کے مالک نے چاہا کہ لیکھرام حق کے اظہار کا فدیہ ہو اور ستم دین کی پجائی نظام کر نیکی لٹو بطور بلیدان کے ہو جا۔ سو وہی ہو اور خدائے چاہا۔ ایک انسان کے ہاربان کی ہمدی بجائے خود ہے۔ مگر یہ بات بہت دلوں کو تاریکی سے نکالنے والی ہے کہ خدائے جلسہ مناجات کے نشان کے بعد یہ ایک عظیم الشان نشان دکھلایا۔ چاہیے کہ ہر یک روح اُس ذات کو سمجھ کر کہہ دے کہ یہ ہے ایک بندہ کی جان لیکھرام رون مرد و بخونہ کر نیکی بنیاد والی۔ اور پھر اسی پیشگوئی کی طرف براہین احمیہ کے صفحہ ۵۲۲ میں یہ الہام اشارہ فرماتا ہے کہ بخرام کہ وقت تو نزدیک سید و پائے مہربان بر منار بلند تر محکم اقتاد۔ پاک محمد مصطفیٰ نبیون کا سردار۔ رب الافواج اسطرف توجہ کریگا اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میر مونیہ کی باتیں ہیں، پس جس عظیم الشان نشان کا اس الہام میں وعدہ ہو وہ یہی ہے جس سے مطابق الہام خدا کے اعلان کلام اسلام ہوا اور صفحہ ۵۵ براہین احمدیہ میں اسی نشان کا ذکر ہے جس کا پہلا فقرہ یہ ہے کہ میں اپنی چوکار دکھلاؤ گی یعنی ایک عالمی نشان ظاہر کروں گا۔ اور سر چشم آریہ میں ایک کشف ہے جو کہ گویا برس ہو گئے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ خدائے ایک نے اسی نشان دکھلایا وہ خون کپڑوں پر چڑھا جو اب موجود ہے یہ خون کیا تھا وہی لیکھرام کا خون تھا۔ خدائے آگے جھک جاؤ کہ وہ برتر اور بے نیاز ہے۔ !!!

بعض آریہ اخبار والوں نے یہ تعجب کیا کہ لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی لکھی ہے اور اُسکی مدت بتائی گئی۔ دن بتایا گیا۔ موت کا ذریعہ بتایا گیا۔ یہ باتیں کب ہو سکتی ہیں جب تک ایک بھاری سازش اسکی بنیاد نہ ہو۔ چنانچہ پرنسپل سیمہ سماچار لاہور ۱۰ مارچ ۱۹۱۸ء اور پرنسپل سیمہ سہ ۱۰ مارچ ۱۹۱۸ء نے اس بار میں بہت زہر افکا ہے۔ ایڈیٹر انیس مہنداس نے پرنسپل کے ۱۳ صفحہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ ”ہمارا مقصد تو اس وقت تک تھا جب مرزا غلام احمد قادیانی نے آپکی وفات کی بابت پیشگوئی کی تھی ورنہ ان حضرت کو کیا علم غیب تھا؟“ اب واضح ہو کہ یہ تمام صاحب آپ اس بات کو متوجہ طلب ٹھہرتے ہیں کہ کیا خدا نے اس شخص کو علم غیب دیا تھا؟ اور کیا خدا سے ایسا ہونا ممکن ہے؟ سو اس وقت ہم بطور نمونہ بعض

اور پیگبوٹو بخوبی سمجھ کر تے ہیں تا ان نظائر کو دیکھ کر آریہ صاحب کو کئی آنکھیں کھلیں اور وہ یہ بین  
اول۔ احمد بیگ، دیتیار پوری کی موت کی پیشگوئی۔ جبکی نسبت لکھا کہ اٹھارہ سال کی عمر میں فوت  
ہو جائے گا۔ اور ضرور ہے کہ اپنے مرنے سے پہلے اور مصیبتیں بھی دیکھے چکا ہو اسنے اس اثنا کہ بعد  
اپنے پسند فوٹ ہوئی مصیبت دیکھی۔ اور پھر اسکی ہمشیرہ عزیزہ کی وفات کا ناگہانی واقعہ اسکی نظر کے  
سامنے دو مہینہ آیا۔ اور بعد اسکے وہ تین سال کی میعاد کے اندر خود بمقام ہوشیار پور فوت ہو گیا۔ اب  
بتاؤ کہ کئی موتیں یہ طریقے کسے ساتھ سازش ہوئی تھی۔ کیا تب محرقہ کے ساتھ ؟

دوسری پیشگوئی شیخ مہر علی زبیر ہوشیار پور کی مصیبت کے بارے میں تھی جو اسپر ناتھ کے خوراک الزام  
لگایا گیا تھا شیخ مذکور ہوشیار پور میں زندہ موجود ہے اسکو پوچھو کہ کیا اس مقدمہ کے آثار ظاہر ہوئیے پہلے  
میں اپنے خدا سے خبر پا کر کوئی اطلاع اسکو دی ہے یا نہیں ؟

تیسری پیشگوئی سردار محمد حیات خان راج کی نسبت اسوقت کی گئی تھی حصارہ اور مذکور ایک باغی کے الزام میں  
مافوق ہو گیا تھا۔ اب پوچھنا چاہیے کہ کیا حقیقت کوئی ایسی پیشگوئی نامبروہ کی منطقی کے بارے میں پیش اور وقت  
یکساں تھی یا اب بنائی گئی ہے اصحی یا دہڑتا ہے کہ اس پیشگوئی کا براہین میں بھی ذکر ہے۔

۴۔ اٹھارہ سال کی نسبت اور ایک اسکے داماد کی نسبت۔ اور پیشگوئی کے بعض  
الہامات میں جو پہلے سے شائع ہو چکے تھے یہ شرط تھی کہ توبہ اور خوف کی توبہ تین تین سالہ اندر دیکھا جائیگی  
سو افسوس کہ احمد بیگ کو اس شرط سے فائدہ اٹھانا نصیب نہ ہوا کیونکہ اسوقت اسکی بدقسمتی سے اُسنے  
اور اُسکے تمام عزیزوں نے پیشگوئی کو انکار کر دیا اور نہ ہی شروع کر دی اور وہ ہمیشہ ٹھٹھا  
اور نہ ہی کرتے تھے کہ پیشگوئی کے وقت نے اپنا منہ دکھلایا اور احمد بیگ ایک محقر توبہ کہ ایک دو دن کے  
حملہ سے ہی اس جہان سے نہت ہو گیا۔ تب تو انکی آنکھیں کھل گئیں اور داماد کی بھی خبر پڑی اور خوف اور  
توبہ اور تانہ زندہ میں عورتیں لگ گئیں اور مار ڈر کے اُنکے کلیے کا پٹ اُٹھے۔ پس یہ صدمہ تھا کہ اس دیکھ  
خوف کی وقت خدا اپنی شرما کی موافق عمل کرتا۔ سو وہ لوگ سخت احمق اور کاذب اور ظالم ہیں جو کہتے ہیں کہ  
داماد کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ یہی طور پر حالت موجودہ کی موافق پوری ہو گئی۔  
اور دوسرے پہلو کی انتظار ہے۔ منہ

چوتھی شینگونی سید احمد خان کے سہیلی ایسی آئی کی نسبت خدا تعالیٰ سے الہام پاکر اشتہار یکم فروری ۱۸۸۶ء میں لکھی گئی تھی کہ انکو کوئی سخت صدمہ پہونچنے والا ہے۔ اب یہ واضح ظاہر ہے کہ پوچھنا چاہیے کہ اس شینگونیکے بعد آپ کو کوئی ایسا سخت صدمہ پہونچا ہے یا نہیں جو معمولی ہم دشمن نہ ہو بلکہ وہ امر ہو جو جانخیز و زبردگیر و زوالا ہو۔ پانچویں شینگونی نے اپنے لڑکے محمود کی بدیش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور اس شینگونیکی اشاعت کے لئے ہندوؤں کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے چنانچہ وہ لڑکا شینگونی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نوین سال میں ہے۔

چھٹی شینگونی شریف کے باریں جو میرا تیسرا لڑکا ہے لکھی گئی تھی۔ اور سالہ اندہ القی میں پیش از وقت خوب شائع ہو گئی تھی۔ چنانچہ اسکے موافق لڑکا پیدا ہوا جو اب خدا کے فضل سے چند روز تک دو سیر سال تک نہم کر رہا ہے۔

ساتویں شینگونی اشتہار ۱۸۸۶ء میں دلیپ سنگ کے باریں تھی جو وہ قصد پنجاب سے ناکام رہیگا اور صدمہ ہندو اور مسلمانوں کو عام جلسوں میں یہ شینگونی سنا دی گئی تھی۔

اکھویں شینگونی جلسہ مذاہب کے نتیجہ کی نسبت تھی کہ میں یہ مضمون غالب رہے گا۔ اور یہ اشتہار لاہور احمد و سرگرمات میں پیش از وقت ہزاروں ہندو مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے گئے تھے۔ اس بل طبری کو پوچھو ادا بزرور سے سوال کرو اور میرا ہندو اور میرا ہندو اور میرا اخبار اور صادق الاخبار اور سرسراج الاخبار اور نجر دکن کو ذرہ غور سے پڑھو تا معلوم ہو کہ کس زور سے الہام الہی نے اپنی سچائی ظاہر کی۔

نویں شینگونی قادیان ایک ہندو مشہور اس نام کے ایک فوجدار سی مقدمہ کے متعلق تھی یعنی بشیر اس

مذہب بصر جالب محض جہالت سے یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ جب پہلے لڑکے کا اشتہار دیا تھا اس وقت لڑکی کیوں پیدا ہوئی۔ مگر وہ خوب جانتے ہیں کہ اس اعتراض میں وہ سرا سر خیانت کر رہے ہیں۔ اگر وہ سچے ہیں تو ہمیں دکھلا دیں کہ پہلے اشتہار میں یہ لکھا تھا کہ پہلے ہی حمل میں بلا واسطہ لڑکا پیدا ہو جائیگا اور اگر پیدا ہونے کے لئے کوئی وقت اس اشتہار میں بتلایا نہیں گیا تھا تو کیا خدا کو اختیار نہیں تھا کہ جس وقت چاہتا اپنے وعدہ کو پورا کرتا۔ یا نہ سب اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقع لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا۔ سو محمود پیدا ہو گیا۔ کس قدر یہ شینگونی عظیم است ان ہے۔ اگر خدا کا خوف ہے تو پاک دل کے ساتھ سوچو ۱۸۸۶ء

بتیدا یکسال مقید ہو گیا تھا۔ اور اُسکے بھائی شمسپت نام نے جو سرگرم آریہ ہے مجھے دُعا کی التجا کی تھی اور نیز یہ پوچھا تھا کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ میں نے دُعا کی اور کشتیِ نظرت سے بینے دیکھا کہ میں اس دُقر بن گیا ہوں جہاں اُسکی نیک کی مثل تھی۔ میں نے اس مثل کو کھولا اور برس کا لفظ کا کٹا اسکی جگہ چٹھ مہینے لکھ دیا اور پھر مجھے الہام الہی سے بتلایا گیا کہ نسلِ چوہ کوٹ سے واپس آئیگی اور برس کی جگہ چٹھ مہینے رہ جائیگی لیکن بری نہیں ہوگا۔ چنانچہ میں نے یہ تمام کشتی واقعات شمسپت آریہ کو جانتک زندہ موجود ہے نہایت صفائی سے بتلا دیئے۔ اور جب میں بتلایا اور بعد وہ باتیں ظہور میں آگئیں تو اُس نے میرے لطف کو لکھا کہ اُنچل کے نیک بندے ہوا سُنئے اُس نے آپ پر غیب کی باتیں ظاہر کر دیں۔ پھر میں نے

**نوٹ۔** بندت لیکھرام کا اس طرز سے مارا جانا آریہ صاحب کو کچا ایک سبق دیتا ہوا اور وہ یہ کہ آریہ کسی نو مسلم کے شہر کے کیکے کو کوشش نہ کریں۔ اگر کوئی اسلام میں داخل ہوتا ہے تو اسکو ہونے دین۔ آخر شہر میں ہونا لیکھرام دیکھا گیا کہ اسکا بیٹا گیا اسوا اور دوسرے اس واقعہ سے یہ بھی سبق ملتا ہے کہ آریہ یہ غواہ بن کر کوئی دوسرا لیکھرام کو بتلانا بدترین اسکا ثانی لکھرام کو چاہیے لیکن اگر فی الواقعہ وہ بات صحیح ہو جو میرا اخبار اور سفیر میں لکھی ہو یعنی یہ کہ اُسکے قتل کا سبب صرف بدکاری ہے اور یہ کام کسی غیر متدبر لڑکی کے باب یا خاندان کا ہے جیسا کہ بقول میرا اخبار کثرتِ رائی اس طرف سے تو آریہ دیکھنے والے غلط تلمیذ کرنا چاہیے۔! تعجب کی بات ہے کہ صحاحِ تین بموجب بیان میرا اخبار کے زیادہ مشہور روایت یہی ہے کہ وارد قتل کا موجب کوئی ناجائزہ تعلق ہے تو کیوں اس طرف تحقیقات کیلئے توجہ نہیں کی جاتی اور کیوں ایسے ہندوؤں کے افکار نہیں لئے جاتے جنکے موبہ سے یہ باتیں نکلیں اور کیا بعد یہ کہ وہی بات ہو کہ وہ ہندوؤں کا شہر میں لڑکا لعل میں۔ مثلاً

**نوٹ۔** بعض حکماء ایسا بیان کرتے ہیں کہ اگرچہ لیکھرام کی نسبت پیگلوئی پوری ہو گئی مگر ہندوؤں اسکو شہر کے بعد وفات کی قدر سے نہیں دیکھا۔ ایسا عندیکہ عیسائی کے موبہ سے کلن نہایت فاسوس کی بات ہے۔ بھلا مسافت بتاویں کہ جب ہندو پیگلوئی کے پورا ہو گیا تو اسلام کی سچائی کا ایک عیاں مشہور ہوا تھا اور خاندان نے لیکھرام کو مار کر مسلمان بنی ہندوؤں پر دگر کی کردی تو اسحال میں نہ صرف لیکھرام بلکہ بحیثیت مذہبی اس تمام فرقہ کی عزت میں فرق آگیا۔ یہی لاش کی عزت تو لاش کا دائرے کے آخر سے چرچا جانا گیا یہ عزت کی بات ہے اور حالِ چلن کی عزت کا یہ حال ہے کہ پیگلوئی خوار ۱۸۹۱ء میں لکھرام کو اس شخص کے مارے جانے کے مشہور روایت یہ ہے کہ یہ شخص کسی عورت سے ناجائز تعلق رکھتا تھا اور یہی عام طور پر کہا جاتا اور لائقین کیا جاتا ہے۔ فقط۔ پس اس سے زیادہ ذلت کا اور کیا نمونہ ہوگا کہ جہاں بھی لکھی اور اکثر شہر کے لوگ اسکی وجہ بدکاری ہی سمجھتے ہیں۔ مثلاً

**نوٹ۔** ایشان غلندہ دکن کو۔ یہ کہ ریشم بخئی نے جالیس رقبہ میں نشان دکھلا بخا وعدہ کیا تھا۔ اور میں نے یکم فروری ۱۸۹۱ء سے جالیس رقبہ میں دیکھا جالیس ہشتاد ایک فروری ۱۸۹۱ء صفر ۱۲۹۱ء عمارت ہے۔ اگر نشانے انداز دین میں کتنی چل رہا ہوں اور انداز نشان بخئی کے پورا ہونا یہاں دلیل برہدق کا وکب نشان بخا ہوا ہے۔ یکم فروری ۱۸۹۱ء سے ۳۵ دن تک میں جالیس رقبہ کے اندر نشان دہت بندت لیکھرام دو قلعہ میں گیا بخئی صاحب۔ تو بتلا دین کہ یکم فروری ۱۸۹۱ء سے آج تک کتنے دینے کئے گئے ہیں۔ افسوس کہ بخئی نے کسی نازہ سے کر کے ہی نہ دیکھا۔ مگر میں لاف و کذاب فریبی است ریشم بخدی بہتر زہد بخئی است

براہین احمدیہ میں یہ تمام الہام اور کشف شائع کر دیا۔ یہ شخص شریعت نہایت متعصب آریہ ہے جسکو میر خیاں  
میں آریہ مذہب کی حمایت میں خدا کی بھی کچھ پرواہ نہیں۔ مگر ہر حال خدا نے اسکو میرا گواہ بنا دیا۔ اگر بیٹے اس  
قصہ میں ایک ذرہ جھوٹا ہو لاسے تو وہ قسم کھا کر ایک ہفتہ اس مضمون کا شائع کر دے کہ میں پریشکر کی  
قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ بیان سراسر جھوٹا ہے اور اگر جھوٹا نہیں تو میرے پر ایک برس تک سخت عذاب  
نازل ہو چکے ہیں اگر آپسروہ فوق العادۃ عذاب نازل نہ ہوا کہ خلقت بول اٹھے  
کہ یہ خدا کا عذاب ہی تو مجھے جس موت سے چاہو ہلاک کر دو۔ اس میں میری طرف سے یہ شرط ہے کہ  
انسان کے ذریعہ سے وہ عذاب نہ ہو محض بلا واسطہ آسمانی عذاب ہو۔

یہ تو ممکن ہے کہ شخص قوم کی رعایت سے یونہی انکار کر دے۔ یا بغیر اس قسم میں کردہ کے  
اشتہار بھی دیدے۔ کیونکہ میں نے اس قوم میں خدا کا خوف نہیں پایا۔ مگر ممکن نہیں کہ وہ قسم کھا دے اگرچہ  
دوسرے آریہ اسکو ہلاک کر دیں۔ لیکن اگر قسم کھائے تو خدا کی غیرت ایک بھاری نشان دکھائیگی۔ ایسا  
نشان دکھائیگی کہ دنیا میں فیصلہ ہو جائے گا۔ اور زمین آسمانی فوج سے بھر جائیگی۔

### دستوان نشان

یہ ہے کہ خدا نے پندت دیانت کے مرنے سے تین مہینے یا چار مہینے پہلے اسکی موت کی جھکو خبر دی اور میں نے  
اسی آریہ کو جس کا قبل اس سے ذکر ہو چکا ہے خبر دی تھی اور کئی لوگوں کو اطلاع کی چنانچہ اس الہام  
کے بعد عرصہ مذکورہ بالا تک پندت مذکور کے مرنے کی خبر آگئی یہ پیشگوئی بھی براہین احمدیہ میں دیکھ ہے۔ اگر  
وہ آریہ منکر ہو تو میرا وہی جواب ہو جو میں پہلے دیکھا ہوں۔

گیارہویں پیشگوئی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے الہام سے جھکو خبر دی تھی کہ مجھے زبان عربی میں ایک  
اعجازی بلاغت و فصاحت دی گئی ہے اور اسکی مقابلہ کوئی نہیں کر سکا۔ اس پیشگوئی کی طرف براہین احمدیہ  
کے صفحہ ۲۳۹ میں اشارہ ہے جہاں فرمایا ہے (ان هذا قول البشر و آعانه علیہ  
قوم آخرون۔ قل ہا تو ابرہانکم انکم تصادقین۔ هذا من رحمة  
ربک یتم نعمتہ علیک لیكون آیۃ للمومنین۔ یعنی مخالف کہتے کہ یہ تو انسان

جو کچھ شریعت آریہ کا قصہ بیان کیا گیا ہے اس میں ایک ذرہ جھکاؤ کی گنجائش نہیں میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ سب کچھ  
سچ اور سچ ہے پس جو شخص میرے پر مبالغہ اور بانگ دیا کہ دینے کی اہمیت لگا دے وہ ظلم کرنا ہے اور ظلم کا علاج وہی ہے جو  
میں نے لکھا ہے۔ منہ۔

کا قول ہے اور اور لوگوں نے اسکی مدد کی ہے۔ کہ اس پر دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو یعنی مقابلہ کر کے دکھلاؤ۔  
 بلکہ یہ خدا کی رحمت سے ہے۔ تا وہ اپنی نعمت تیر پر پوری کھلا دے مومنوں کیلئے نشان ہو۔ یعنی نیری سچائی  
 پر بہ ایک نشان ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس عرصہ میں بہت سی عمدہ عمدہ کتابیں زبان عربی میں  
 بالزام محاسن ادب و بلاغت و فصاحت اس عاجز نے لکھیں اور مخالفین کو انکے مقابلہ کیلئے ترغیب  
 دلائی بہانک کہ پانچزار روپہ تک انعام دینا کیا اگر وہ نظیر بنا سکیں۔ لیکن وہ بمقابل اُن کتابوں کے  
 کچھ جی لکھ سکے سو اگر یہ خدا تعالیٰ کا فعل نہ ہوتا تو صد ہا کتابیں مقابلہ پر لکھی جاتیں۔ خصوصاً اس حالت  
 بن کہ جبکہ اپنے صدق و کذب مدار احسن بر رکھا گیا تھا۔ اور صاف لفظوں میں کہہ دیا گیا تھا کہ اگر وہ اس  
 نشانحو بالقابل کسی تالیف کے پیش کر نیسے تو بسکین نو ہمارا دعویٰ چھوٹا ٹھہر گا۔ لیکن وہ لوگ مقابلہ  
 سے بالکل عاجز رہے۔ اور ایسا ہی وہ پاوری صاحبان جو ادنیٰ اوجاہل مرتد کا نام مولوی رکھتے  
 ہیں اس مقابلہ اور معارضہ سے ابسے عاجز ہوئے جو اس طرف انھوں نے مونہ بھی نہیں کیا۔ اور اس  
 پیشگوئیں کمال پیگاہ بہ اُن عربی کتابوں کے جو دسے سولہ سترہ برس پہلے لکھی گئی۔ کیا انسان  
 ایسا کر سکتا ہے۔ ۱۱۹

بارھویں پیشگوئی جو برابر ابن احمد کے صفحہ ۲۳۸ اور ۲۳۹ میں بھی ہے علم قرآن ہے اس  
 پیشگوئی کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تجھ کو علم قرآن دیا گیا ہے ایسا علم جو باطل کو نیست  
 کرتے گا۔ اور اسی پیشگوئیں فرمایا کہ دو انسان ہیں جنکو بہت ہی برکت دی گئی۔ ایک وہ معلم جس کا  
 نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور ایک یہ معلم یعنی اس کتاب کا لکھنے والا۔ اور یہ  
 اُس آیت کی طرف بھی اشارہ ہے جو قرآن شریف میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے وَاٰخِرُ  
 مِنْهُمْ اِلٰہُ مُحَمَّدٌ وَآلِہٖٓ وَسَلَّمَ۔ یعنی اس نبی کے اور شاگرد بھی ہیں جو ہنڈ ظاہر نہیں ہو گا اور آخری زمانہ  
 میں اُن کا ظہور ہو گا۔ یہ آیت اسی عاجز کی طرف اشارہ تھا۔ کیونکہ جیسا کہ ابھی انہم میں  
 ذکر ہو چکا ہے یہ عاجز روحانی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں میں سے ہے اور یہ  
 پیشگوئی جو قرآنی تعلیم کی طرف اشارہ فرماتی ہے اسی کی تصدیق کے لئے کتاب کرامات الصادقین

۱۔ اسی پیشگوئی کا موید برابر ابن احمد کا وہ الہام ہے جہاں لکھا ہے یا احمد فاضلت الرحمة علی شفیتک یعنی  
 یا احمد تھے بنو نپر رحمت جاری کی گئی ہے یعنی فصاحت و بلاغت۔ ص ۱۱۹

لکھی گئی تھی جسکی طرف کسی مخالف نے رخ نہیں کیا۔ اور مجھے اُس خدا کی قسم ہے جسکے ہاتھ میں مری جان ہے  
 کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے۔  
 اور اگر کوئی مولوی مخالف میرے مقابل پر آنا چاہے کہ میں نے قرآنی تفسیر کیلئے بار بار انجکولہ اتو خدا اسکو ذلیل اور  
 سترسندہ کرتا۔ سو فہم قرآن جو مجھکو عطا کیا گیا یہ اللہ جل شانہ کا ایک نشان ہے۔ میں خدا کے  
 فضل سے امید رکھتا ہوں کہ عنقریب دنیا دیکھے گی کہ میں اس زبان میں سچا ہوں۔ اور مولویوں کا  
 یہ کہنا کہ قرآن کے معنی اسے قدر درست ہیں جو احادیث صحیحہ سے نکل سکتے ہیں اُس سے بڑھکر  
 بیان کرنا معصیت ہے چہ جائیکہ موجب کمال سمجھا جائے۔ یہ سراسر خیالات باطلہ ہیں۔ ہمارا دعویٰ  
 ہے کہ قرآن اصلاح کمال اور تزکیہ تمام اور اکمل کیلئے آ رہا ہے اور وہ خود دعویٰ کرتا ہے کہ تمام کامل نجاتیانیان  
 اُسکے اندر ہیں جیسا کہ قرآن ہے فیہما کتب قیمہ تو اس صورت میں ضرور ہے کہ جہانک سلسلہ  
 معارف اور علوم الہیہ کا متمدن ہونے کے دانستہ قرآنی تعلیم کا بھی دامن پہونچا ہوا ہو۔ اور یہ بات صرف  
 میں نہیں کہتا بلکہ قرآن خود اس صفت کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور اپنا نام اکمل الکتب رکھتا ہے  
 پس ظاہر ہے کہ اگر معارف الہیہ کے باریں کوئی حالت متظرہ باقی ہوتی جس کا قرآن شریف نے  
 ذکر نہیں کیا تو قرآن شریف کا حق نہیں تھا کہ وہ اپنا نام اکمل الکتب رکھتا۔ حدیثونکو ہم اس سے  
 زیادہ درجہ نہیں دے سکتے کہ وہ بعض مقامات میں بطور فصل لچالات قرآنی ہیں۔ سخت جاہل اور  
 نااہل وہ اشخاص ہیں کہ جو قرآن شریف کی تعریف اس طور سے نہیں کرتے جو قرآن شریف میں  
 موجود ہے بلکہ اسکو معمولی اور کم درجہ پر لائیکے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ غرض ایک شیگوئی یہ بھی ہے  
 جو جناب الہی کی طرف سے مجھکو عطا ہوئی جس کا مقابلہ کوئی مخالف نہیں کر سکا۔ اور خدا نے تمام معاذین کو  
 ذلیل کیا۔ قرآن کے اعجازی معارف جو غیر محدود ہیں انپر ایک یہ بھی دلیل ہے کہ ظاہر اور معمولی  
 معنی تو ہر ایک مومن اور فاسق اور مسلم اور کافر کو معلوم ہیں اور کوئی وجہ نہیں جو معلوم نہ ہوں  
 تو پھر نبیوں اور عارفوں کو انپر کیا فوقیت ہوئی اور پھر اسکی کیا معنی ہوگی کہ لا یمسہ الا المطہرون  
 تیرھویں پیشگوئی وہ ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴ میں لکھی گئی ہے اور وہ یہ ہے





نہیں تھا اور پُرانے عقیدہ پر نظر تھی۔ لیکن خدا کے الہام نے اس وقت گواہی دی تھی کہ تو  
 مسیح موعود ہے۔ کیونکہ جو کچھ آثار نبوی نے مسیح کے حق میں فرمایا تھا الہام الہی نے اس عاجز پر  
 جمادیا تھا یہاں تک کہ اسی براہین احمدیہ میں نام بھی عیسیٰ رکھ دیا چنانچہ صفحہ ۵۵۶  
 براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے یا عیسیٰ انی متوفیت ورافعت الی  
 وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ ثلثہ  
 من الاولین وثلثہ من الاخرین یعنی اے عیسیٰ میں تجھے طبعی وفات دوں گا اور اپنی طرف  
 اٹھا دوں گا۔ اور تیرے تابعین کو اُن لوگوں پر غلبہ بخشنوں گا جو مخالف ہونگے اور میرے تابعین  
 دو قسم کے ہونگے پہلا گروہ اور پچھلا گروہ۔ یہ آیت حضرت مسیح پر اس وقت نازل ہوئی تھی کہ جب  
 انکی جان بیہودہ یونکے منصوبوں کی نہایت گھبراہٹ میں تھی اور یہودی اپنی خفاشت سے اُن کے  
 مصلوب کرنے کی فکر میں تھے تا جبرائیل موت کا داغ انپر لگ کر تورات کی ایک آیت کی موافق  
 انکو ملعون ٹھہرا دین کیونکہ تورات میں لکھا تھا کہ جو لکڑی پر لٹکایا جائے وہ لعنتی ہے۔ چونکہ  
 صلیب کو جرائم پیشہ سے قدیم طریق سزا دہی کی وجہ سے ایک مناسبت پیدا ہو گئی تھی اور  
 ہر ایک غوثی اور نہایت درجہ کا بدکار صلیب کے ذریعہ سے سزا پا تا تھا اسلئے خدا کی تقدیر نے  
 راستہ زور پر صلیب کو حرام کر دیا تھا تا پاک کو پلید سے مشابہت پیدا نہ ہو۔ پس یہ عجیب  
 بات ہے کہ کوئی نبی مصلوب نہیں ہوا تا انکی سچائی عوام کی نظر میں مشتبہ نہ ہو جا۔

فرض اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو ایسے اضطراب کے زمانہ میں تسلی دی تھی  
 کہ جب یہودی انکے مصلوب کر نیکی فکر میں تھے۔ اب جو یہ آیت براہین احمدیہ میں اس عاجز پر بطور  
 الہام نازل ہوئی تو اس میں ایک باریک اشارہ یہ ہے کہ اس عاجز کو بھی ایسا واقعہ پیش آئے گا  
 کہ لوگ قتل کرنے یا مصلوب کرانے کے منصوبے کریں گے تا یہ عاجز جرائم پیشہ کی سزا  
 پا کر حق مشتبہ ہو جائے۔ سو اس آیت میں اللہ تعالیٰ اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھ کر اوقات دینے کا  
 ذکر کر کے ایسا فرماتا ہے کہ یہ منصوبے پیش نہیں جائیں گے اور میں اپنی شرارتوں سے محفوظ

ہوں گا۔ اور اسی الہام کے آگے جو صفحہ ۵۵ میں الہام ہے اُسین ظاہر فرمایا گیا کہ ایسا کہ ہوگا اور اُس دن کا نشان کیا ہے۔ یعنی ایسے مضموبے جو قتل کے لئے کئے جائیگے وہ کب اور کس وقت میں ہوں گے۔ اور کن امور کا اسے پہلے ظاہر ہونا ضروری ہے۔ سو اسی الہام کے بعد میں جو الہام ہے اسین اُسی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤنگا۔ اپنی قدرت نمائی سے سمجھکھو اٹھاؤنگا (یہ رافکب اتی کی تفسیر ہے) دنیا میں ایک تذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کر گیا اور بڑے زور اور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے صاف نقطہ نمین فرما دیا کہ قتل کی سازشوں کا وقت وہ ہوگا کہ جب ایک چمکار نشانِ حملہ کی صورت پر ظاہر ہوگا۔ چنانچہ اس الہام کے بعد جو عربی میں الہام ہے وہ بھی اس مضمون قتل کے فتنہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور وہ یہ ہے الفتنۃ ہہنا فاصبر کما صبر اولو العزم۔ فلما تجلّی ربہ للجبل جعلہ دکا۔ قۃ الرحمن لعبد اللہ الصمد۔ مقام کا ترقی العبد فیہ بسعی الاحمال۔ ترجمہ ہے کہ جب یہ چمکار ہوا نشانِ ظاہر ہوگا تو اسوقت ایک فتنہ برپا ہوگا (وہی فتنہ ساز من قتل ہے جسکی مناسبت سے الہام مذکورہ میں اس عاجز کو یا عیسیٰ کر کے بکار لیا تھا سینے قتل کرنے یا مضموب کرانے کے ارادہ کا فتنہ) اس الہام میں پہلی اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھا گیا اور پھر وہ کیا گیا ہے کہ میں تجھے وفات دوں گا اور وہی آیت جو قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ کی وفات کے وعدہ

جو حاشیہ۔ ایون اور ہندون نے جبقند جابجا حنیہ چلے اور پوسیدہ مشورے اس عاجز کے قتل کے لئے کئے ہیں انکی نسبت استیکر پاس یحییٰ کے قرب خطا ہو چکے ہیں۔ بعض میں سے گناہ ہندون کے خطا ہیں اور بعض معذہ سلا ان کے خطا ہیں جبکہ ان مشورون کی اطلاع ہوئی۔ اسوقت خلوط کی نقل کی اجماع فرماتے ہیں کہ سب میرے پاس محفوظ ہیں۔ لیکن ہندو اخبار میں سے کچھ بطور غلط نقل کرتا ہوں تا معلوم ہو کہ وہ ابتلاء جو یہود کی شرارتوں سے حضرت عیسیٰ کو پیش آیا تھا وہی جو کہ پیش آگیا۔ اور اس فتنہ کے لفظ سے جو الہام الفتنۃ ہہنا میں پایا جاتا ہے وہی ابتلاء مراد ہے۔ اور اسی بنا پر بعد بعض دوسرے وجوہ کے اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھا گیا۔ یہود کا فتنہ دو حصہ پر مشتمل تھا ایک وہ حصہ تھا جو حضرت عیسیٰ

کے متعلق ہے اس عاجز کے حقین الہام ہوئی یعنی یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعت الی۔ اور جیسا کہ اسی من لکھ چکا ہوں اس بشارت کی حضرت عیسیٰ کے حقین بھی ضرورت پڑی تھی کہ اس وقت یہودیوں کی ہر روز کی دھمکیوں سے انکی جان خطرہ میں تھی۔ اور یہودی لوگ ابکالیسی مونی انکو دھمکی دیتے تھے جس کو تنکو ایک بھرا نہ موت سمجھ سکتے ہیں۔ اور سپر تو دیت کے روسے بھی راستبازی کی شان کو وجہ لگنا ہی

کے قتل کے لئے انے اپنے منصوبے تھے۔ اور دوسرا وہ حصہ تھا کہ جو وہ گورنمنٹ رومب کو حضرت عیسیٰ کی گرفتاری اور قتل کیلئے افروختہ کرتے تھے۔ سوان دونوں ہی وہی معاملہ پیش آیا۔ صرف فرق اتنا رہا کہ وہاں یہودی تھے اور یہاں ہنود۔ سو پہلا حصہ جو قتل کیلئے خانگی سازشیں ہیں ان کا نمونہ ایم آر بشیر شاہ اس کے اس مضمون سے معلوم ہوتا ہے جو اسنے اخبار آفتاب ہند منبہ دہ ۱۸ مارچ ۱۹۱۷ء کے صفحہ پہلے کالم میں چھپوایا ہے جس کا عنوان یہ ہے ”مرزا قادیانی خیر دار“ اور دوسرے اسکے لکھا ہے کہ مرزا قادیانی ہی امروزہ فردا کا مہمان ہے بکری کی مان کب تک خیر مانا سکتی ہے ابکل ہنود کے خیالات مرزا قادیانی کی نسبت بگڑے ہوئے ہیں پس مرزا قادیانی کو جو خطرہ رہنا چاہیے کہ وہ بھی بکری عید کی قربانی نہ ہو جاوے۔ اور میرا حار رہبر منبہ دہ ۱۵ مارچ ۱۹۱۷ء کے صفحہ ۱۲ پہلے کالم میں لکھا ہے ”کہتے ہیں کہ ہندو قادیان والے کو قتل کرائیگے۔“

اور دوسرا حصہ جو گورنمنٹ کے افروختہ کیلئے متعلق ہے اس کا اخبارات مفصل ذیل میں جو ہندوؤں کی طرف سے لکھے ہیں بیان ہے۔ چنانچہ اخبار ساجا ۲۷ مارچ ۱۹۱۷ء جو ایک ہندو چھ لاہور نکلتا ہے اس طرح اپنے صفحہ پانچ میں گورنمنٹ کو افروختہ کرتا ہے۔ ”سب سے اول اس خیال کو (یعنی سازش قتل کے خیال کو) پیدا کرنیوالی مرزا غلام احمد قادیانی کی پیگیوٹی ہے“ پھر اسی اخبار کے صفحہ ۶ میں لکھا ہے کہ ”مرزا صاحب اس بانکو تسلیم کرتے ہیں کہ پنڈت جی کی موت دوسری شوال کو ہونی تھی“ یعنی پیگیوٹی میں جو دوسری شوال کی طرف اشارہ تھا اور ویسا ہی وقوع میں آیا تو بس یہ کافی دلیل ہے کہ پیگیوٹی کئے والے کی سازش سے قتل ظہور میں آیا۔ پھر یہی اخبار ۱۸ مارچ ۱۹۱۷ء کے پرچہ میں لکھتا ہے ”ابک حضرت نے (یعنی اس غلام احمد نے) اپنی مصنفہ کتاب موعود سی میں یہ پیگیوٹی بھی کی تھی کہ پنڈت لیکھرام چھ سال کے قر میں عید کے دن نہایت دردناک التین مرے گا“ اب یہ پرچہ عید کے دن کا نام لیکر گورنمنٹ کو اس بات کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ ایسا پتہ دیا انسان کے منصوبہ پر دلالت کرتا ہے۔ مگر پھر یہ دن بیان کرنے میں غلطی کرتا ہے۔ الہام الہی میں دوسری شوال کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ پھر

۱۔ خدا تعالیٰ نے الہام میں لیکھرام کا نام عجل جسدہ لکھوار رکھا ہے مگر سالہ سامری۔ اس میں بھی یہی اشارہ ہو کہ عید کے دونوں دنوں ہلاک ہو گا کیونکہ تورات میں ابیک لکھا ہوا ہے جو وہ ہے کہ سامری کا گوسالہ بھی عید کے دن بیت ونا ہو گیا تھا۔ اور عید کا دوسرا دن بھی عید کے حکم میں ہے۔ منہ

اسنے خدا تعالیٰ نے ایسے بڑے خطر وقت میں ایسی پلید اور لعنتی موت سے انکو بچالیا۔ پس اس الہام میں جو اسی آیت کیساتھ اس عاجز کو ہوا یہ ایک نہایت لطیف پیشگوئی ہے جو آجکے دن سے سترہ برس پہلے لگائی

اسی پرچہ کے صفحہ بن لکھا ہے دو قتل کیلئے آدمی مقرر کیا گیا اور ہر سے مصنف موجود کسی کی پیشگوئی بھی قریب تھی کیونکہ غالب ۱۹ سال تھا اور پیرایہ پنج سنہ حال آخری عید چھ سال کی تھی ۱۹ میں جو جتو غلطیان میں حاجت بیان نہیں بہر حال اس تقریب سے اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ منصوبہ مقرر کیا گیا تھا کہ عید پر یا عید کے قریب قتل کیا جائے۔ پھر اسی خیال کو قوت دینے کیلئے اسی اخبار بن لکھا ہے کہ قتل کئی کیا گیا شخص کی مدت کی سوچی اور سمجھی ہوئی اور پختہ سازش کا نتیجہ ہے جسکی تجاویز آخر سر آمد سپردہ کے نزدیک اور اوپر ہر دہلی اور بستی کے ارد گرد سے ہر سی یقین کیا یہ فی الحال ہو کہ اس سازش کا جو نم ان اشخاص سے ہوا ہو کہ جو علامہ بذریعہ تحریر و تقریر کہا کرتے تھے کہ نہایت کار ڈالینگے اور مزید برآں یہ کہ نہایت اس عرصہ میں اور غلام دن ایک در دو تاکہ حاکمین مرے گا۔ کیا آریہ دھرم کے مخالفین ایک کتب کے ایک خاص مصنف کو اس سازش سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ”اس میں کوئی شک نہ کہ یہ پرچہ یہ جہان چاہتا ہے کہ کیا ایسا شخص جسے عید مقرر کردی قتل کا دن متواتر اور زبان سے کہہ نہ کہ غلام دن سے گا اسکو قتل کے منصوبہ میں کچھ سازش نہیں ہر چہ ایک اور احبار جبر کا نام اظہار عام ہے اس کے پرچہ ۱۷ راج ۱۹ ص ۳ میں لیکھرام کے قاتل کی نسبت لکھا ہے در کہ طرح طرح کی افواہیں مشہور ہیں۔ اور قادیانی صاحب کا رویہ سب سے برا ہے۔۔۔ سخت افسوس ہے قبول کرنا پڑتا ہے کہ مرزا قادیانی صاحب کا فرض ہے کہ جب الہام کے زور سے انھوں نے لیکھرام کے قتل کی پیشگوئی کی تھی اسی الہام کے زور سے بنکادین کے قاتل اسکا کوں ہے، ”پھر اثیر اخبار عام اپنے پرچہ ۱۰ راج ۱۹ میں لکھتا ہے کہ اگر ڈپٹی صاحب یعنی آتم کے ساتھ ایسا واقعہ ہو جائے جس کا خیال لیکھرام کو بھگتنا پڑا تب اور صورت تھی۔ یعنی اس حالت میں گورنمنٹ پیشگوئی کرنے والے سے مزید مواخذہ کرتی۔ ایسا ہی انیس ہند میرٹھ لیکھرام کے مارے جانے کی طرف اشارہ کر کے اپنے پرچہ ۱۷ میں لکھتا ہے کہ ہمارا ماتھا تو اس وقت ٹھکانا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی سے لیکھرام کی موت کی نسبت پیشگوئی کی تھی کیا اسکو علم غیب تھا۔ اور ایسا ہی کئی اور ہندو اخباروں میں متفرق طریقوں سے اپنے مفدائے خیالات کو ظاہر کیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ پنجاب میں اسنے ان مفدائے منصوبوں کا ایسا شور مچا ہوا ہے کہ سنا ڈنادر کوئی ان سے بے خبر ہوگا۔ منہ

اور یہ باوازلہ بلند بتلا رہی ہے کہ وہی واقعہ اس جگہ بھی پیش آیا گیا۔ اور اس عاجز کو عیسیٰ کے نام سے مخاطب کر کے یہ کہتا کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دون گا اور اپنی طرف اٹھا دوں گا۔ یہ حقیقت اس واقعہ کا نقشہ دکھانا ہے جو حضرت عیسیٰ کو پیش آیا تھا اور وہ واقعہ یہ تھا کہ یہود نے اس ارادہ سے اُنکو قتل کرنا چاہا تھا کہ اُن کا کاذب ہونا ثابت کریں۔ اور انھوں نے یہ پہلو واقعہ میں لیا تھا کہ ہم صلیب کے ذریعہ سے اُسکو قتل کرینگے۔ اور مصلوب لعنتی ہوتا ہے۔ اور حق کا مضموم یہ ہے کہ انسان بے ایمان اور خدا سے برگشتہ اور دور اور مہجور ہو۔ اور اس طرح اُن کا کاذب ہونا ثابت ہو جائے گا۔ اور خدا نے اُنکو تسلی دی کہ تو ایسی موت سے نہیں مرے گا جس سے یہ نتیجہ نکلے کہ تو لعنتی اور خدا سے دور اور مہجور ہے بلکہ میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا یعنی زیادہ سے زیادہ تیرا قرب ثابت کروں گا جہاں اور یہود اپنے اس ارادہ میں نامراد رہینگے۔ پس لفظ رفع کے مفہوم میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی بھی ایک پیشگوئی مخفی تھی کیونکہ جس سچائی کے زیادہ ظاہر ہونے کا وعدہ تھا وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے دو قیمن آئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے ایک پتے نبی کو بغیر شہادت کے نہ چھوڑا۔

غرض یہی پیشگوئی اس عاجز کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے موجود ہے اور جسے سترہ برس پہلے شائع ہو چکی۔ سو یہ الہام وہی شان نزول اپنے ساتھ رکھتا ہے جو حضرت مسیح کے متعلق ہونیکی حالتیں اس کے ساتھ تھی یعنی جیسا کہ اس وقت یہ وحی اسی غرض سے حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی تھی کہ اُنکو پیش از وقت خبر دی جائے کہ تیرے نسبت قتل کے منصوبے ہو گئے اور میں تجھ کو بچاؤں گا اسی غرض سے یہ الہام بھی ہے۔ اگر فرق ہو تو صرف اتنا ہے کہ اس وقت قتل کے

جہ حاشیہ۔ وعدہ اس عاجز کو بھی دیا گیا کہ میں تجھے وفات دون گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا چنانچہ اُسی آیت کو بطور الہام اس عاجز کے حق میں بھی نازل فرمایا ہو جس سے ہمارے علماء و رفع عنہی مراد لیتے ہیں۔ اور میں دلائل سے ثابت کر چکا ہوں کہ یہ آیت مبرکے حق میں بھی الہام ہوئی ہے۔ تو اب کیا میری نسبت بھی یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ میں معہ جسم عنہی اس عاجز کی طرف اٹھایا جاؤں گا۔ اگر کہو کہ تمہارا الہام ثابت نہیں تو یہ سدر فضول ہو گا کیونکہ جس لطیف پیشگوئی پر یہ الہام متخل ہے وہ ظہور میں آئی ہے میں اسی دلیل سے الہام کا تجا ہونا ثابت ہو گیا مصلحت

منصوبے کرنیوالے یہود تھے اور اب ہنود ہیں۔ اور یہود نے حضرت مسیح کی تکذیب کر لئے یہ پہلو سوچا تھا کہ انکو مصلوب کر کے توریت کے رو سے اُن کا لعنتی ہونا کھل جائے گا اور سچا پیغمبر لعنتی نہیں ہو سکتا۔ پس اس طرح انکا جھوٹا ہونا دلونپر جم جائیگا۔ اور ایسی ذلت کیسا تھہ زندگی کا خاتمہ ہو کر پھر ان کا کوئی بھی نام نہیں لیگا۔ اسی ذلت کی موت کا بھاری غم تھا جس نے تمام رات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دکھایا جو شویا اور عین صلیب کے وقت ”ایلی ایلی لما سبقتنی“ انکے مونہ سے کہلایا۔ در نہ ایک بنی کو اپنی موت کا کیا غم ہو سکتا ہے۔ یہ بہادر قوم تو موت کے غم کو بیرون کے نیچے پھلتی ہے۔ ایسا ڈبنی کے دل کی طرف کیونکر منسوب کر سکیں بلکہ لعنت کے فتنہ کا ڈرتھا جو انکے دل کو کھا گیا تھا۔ آخر اس راستباز کو خدا نے بچا لیا۔ اور براہین احمدیہ کی اس پیشگوئیں یہ اشارہ ہے کہ یہی منصوبہ تمہارے لئے ایک قوم کریگی۔ چنانچہ ان دونوں لیکھرام کی موت کے بعد ہنود نے یہی کیا اور کر رہے ہیں۔ لیکن انھوں نے میری تکذیب کیلئے یہ دوسرا پہلو سوچا ہے کہ اگر ممکن ہو تو اسکو بھی عید کے قریب قتل کر دیں اور اس طرح اپنی پیشگوئیں بجا کر کے دلون سے اسلامی غفلت کو مٹا دیں اور لوگوں کو اس طرف توجہ دلا دیں کہ جیسا کہ لیکھرام ایک پیش از وقت پیشگوئی کی موافق قتل ہو گیا، ایسا ہی یہ شخص بھی پیش از وقت ہماری پیشگوئی کی موافق قتل ہو گیا پس اگر وہ خدا کا الہام ہو سکتا ہے تو ہماری بات کو بھی خدا کا الہام کہنا چاہیے۔ سو اس طرح دنیا میں ایک گڑبڑ چڑھائیگا اور لوگ ہندوؤں کے ایک مردہ کے مقابل مسلمانوں کے ایک مردہ کو دیکھ کر اس نتیجہ تک پہنچ جائیگے کہ دونوں انسانی منصوبے ہیں۔ اور اس طرح آسانی اس شخص کا کاذب ہونا ثابت ہو جائیگا۔ سو یہود اور ہنود تکذیب کی مدعا میں صرف جدا جدا پہلو انکو سوچھے۔ پس خدا نے اس وقت سے ستر برس پہلے سمجھا دیا کہ جیسا کہ یہود اپنے ارادہ میں ناکام رہے ہنود بھی اپنے ارادہ میں ناکام رہیں گے اور صاف لفظوں میں سمجھا دیا کہ یہ منصوبہ قتل اس وقت ہوگا کہ جب ایک چمکتا ہوا نشان حمد کے رنگ میں ظہور میں آئیگا اور اس حملہ کے بعد ایک فتنہ ہوگا اسی فتنہ کو مشابہ جو مسیح کی نسبت ہوا تھا۔ اور پھر اسی الہام کیساتھ عربی میں الہام ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ خدا مشکلات کے پہاڑ دور کر دیگا اور یہ سب رحمان کی توفیق سے ہوگا۔

اور پھر اسی الہام کی تائید میں براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۰۶ میں ایک الہام ہے حسین

ہندون اور عیسائیوں کیلئے ایک کھلے کھلے نشان کا وعدہ کیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے **لَمْ يَكُنِ الْإِنْسَانُ كَفَرًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِّينَ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ** **وَكَانَ كَيْدُهُمْ عَظِيمًا**۔ یعنی مشرک اور عیسائی بجز ایک کھلے کھلے نشان کے اپنی ٹھکانے سے باز آئیں و اسلئے نہیں تھے اور ان کا کمر بہت بڑا تھا۔ اور پھر فرمایا کہ اگر خدا ایسا نکرما تو دنیا میں اندھیرا پڑ جاتا۔ یہ وہی کھلا کھلا نشان ہے جسکو دوسری جگہ چکار کے لفظ سے تعبیر کیا ہے جو ایک ہرام کی موت کا نشان ہے اور صاف ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے نہایت صفائی سے اس نشان کو ظاہر کیا ہے کیونکہ اس پیشگوئی میں میعاد بتلایا گئی تھی۔ عید کا دوسرا دن بتلایا گیا تھا۔ اور موت بدریقہ تسلیم تھی گئی تھی۔ اور کشتی عبارت صاف بتلاتی تھی کہ موت اتوار کو ہوگی اور رات کی موت ہوگی۔ سو یہ ساری باتیں اسطرح ظہور میں آگئیں جیسا کہ پہلے سے کہی گئی تھیں۔ اور ہندون کا سازش کا الزام اور قتل کرینکے ارادہ کا الزام اس پیشگوئی کی صفائی پر کچھ بار نہیں ڈال سکتا۔ کیونکہ ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ براہین احمدیہ میں پیشگوئی موجود ہے کہ اس نشان کے ظہور کی وقت ایک فتنہ ہوگا اور وہ فتنہ اس فتنہ سے مشابہ ہوگا کہ جو حضرت عیسیٰ کی نسبت یہود نے اٹھایا تھا۔ یعنی یہ کہ گورنمنٹ کے ذریعہ سے مصلوب کر دینا کی کوشش یا خود قتل کر لینا مقصود بہ کرنا۔

اور مجدداً در ہے کہ جو کچھ ہندو اور ہمارے دوسرے مخالف اس پیشگوئی پر گرد و غبار ڈالنا چاہتے ہیں ایسا کبھی نہیں ہوگا کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے اسلئے خدا تعالیٰ اسکو ہرگز ضائع نہیں کریگا۔ بلکہ وہ رونہ بروناسکی صفائی ظاہر کریگا۔ اور جیسے جیسے لوگوں کو یہ پیشگوئی سمجھ آتی جائیگی ویسے ویسے اسکی طرف کھنچے جائیں گے۔ کیا اس پیشگوئی کی عظمت کیلئے یہ کافی نہیں کہ علاوہ ان تمام تصریحات کے جو اس پیشگوئی میں موجود ہیں براہین احمدیہ میں بھی سترہ برس پہلے اس واقعہ سے اس پیشگوئی کی خبر دی گئی ہے۔

**پندرھویں** پیشگوئی ڈپٹی عبداللہ اہتم کی نسبت پیشگوئی ہے جو نہایت صفائی سے پوری ہو گئی۔ اہتم مذکور کی نسبت پیشگوئی کے الہام میں صاف طور پر یہ شرط تھی کہ اگر حق کی طرف رجوع کریگا تو موت میں تاخیر والدیہ جائیگی۔ چنانچہ اسنے پیشگوئی کی میعاد میں اپنے اقوال اور افعال سے حق کی طرف رجوع کرنا ثابت کر دکھلایا۔ اسنے نہ صرف خوف کا اقرار کیا بلکہ وہ پیشگوئی کی میعاد میں اپنے گوشہ خلوت میں مردہ کی طرح پڑا رہا۔ اس عرصہ میں ایک تہہ اسکو بخارا آیا تو وہ روتا روتا ہوا بولا کہ

اے اہتم! تیری میعاد میں چند روز پہلے ہی اپنی پہلی عادت میں بھی برائیاں سے ایسا دلکش ہو گیا کہ کسی نظر کی تاہم پہلی زندگی میں نہیں آئی تھی اسلئے اس عادت میں بقدریک ممکن کوئی کاغذ مضبوط نہیں نکالا۔ پس یہ نہایت صاف اور واضح ثبوت ہے کہ وہ تمام پیشگوئیاں اپنی قدیم عادتوں سے نہ رکا رہا۔ اور وہی صریح تصدیق ہے۔



ہائے میں پکڑ گیا۔ اُسے میعاد کے اندر تمام مباحثات چھوڑ دیئے گویا اُسکے مونہ میں زبان نہ تھی  
 میعاد کے دنوں میں اُس نے اپنی عجیب تبدیلی دکھائی کہ گویا یہ وہ آتھم ہی نہیں ہے۔ پس اگرچہ یہ  
 تبدیلی اور ہراس اور غم کہ اُسکے چہرہ سے نمایاں تھا رجوع کیلئے کافی دلیل تھی۔ لیکن اس بڑھکر  
 اُس نے یہ بھی ثبوت دیدیا کہ میں نے اُسکو کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تو میعاد کے اندر  
 ضرور ڈر رہا اور عیسائیت کے دنیا کا نہ طرز سے ضرور دستکش ہو کر ہیبت اسلام سے متاثر ہو گیا  
 تھا جو رجوع کے اقسام میں سے ایک قسم ہے اور اگر یہ بات صحیح نہیں ہے تو تجھے قسم کھانا چاہیے  
 جیسے ہم چار ہزار روپیہ بلا توقف تجھے دیدینگے۔ لیکن اُس نے قسم نہ کھائی اور نہ نالش سے اپنے  
 اُن جھوٹے الزام کو ثابت کیا جو اپنے غم کی بنا ٹھہرائی تھی۔ یعنی یہ الزام کہ گویا میں نے ایک سانپ تعلیم  
 یافتہ اُسکی طرف چھوڑا تھا اور بعض مسلح سپاہی بھیجے تھے۔ پس اُسکی اس کارروائی سے صاف طور پر  
 ثابت ہو گیا کہ ضرور اُس نے رجوع کیا۔ اور ابہامی جبارت میں یہ بھی تھا کہ اگر رجوع پر قائم نہ رہے گا اور  
 حق کو چھپائیگا تو جلد مر جائیگا۔ چنانچہ وہ حق کا انکار کر کے ہمارے آخری اشتہار سے سات ماہ کے  
 اندر فوت ہو گیا۔ ابہام کیونکہ اُس کا مرنا بھی صاف گواہی دیتا ہے کہ وہ صرف رجوع کے باعث سے  
 کچھ دنوں تک زندہ رہ سکا تھا۔ یہ کیسی صاف بات ہے کہ ابہام ابی میں آتھم کیلئے ایک زندہ رہنے  
 کا پہلو تھا اور ایک مرنا پہلو۔ سو خدا نے پیشگوئی کے الفاظ کی مطابق دونوں پہلوؤں پر اکر کے دکھلایا  
 کیا زندہ رہنے کا پہلو جو شرط ابہامی ہے سچے سے بنا دیا ہے اور پہلے ابہام میں درج نہیں تھا؟  
 اگر ایسی ہی سمجھنا حق ہے تو ایک موٹے طور پر سمجھ لو کہ ابہام کے لفظوں میں باویہ کا ذکر تھا اور باویہ  
 کا کمال موٹے تعبیر کیا گیا تھا۔ اس سچ کہو کہ کیا آتھم پیشگوئی کی میعاد کے اندر بے چینی میں نہیں رہا  
 جو باویہ کا مصداق ہے؟ کیا کہہ سکتے ہو کہ وہ آرام اور تسلی سے رہا؟ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ میعاد  
 سے خارج ہو کر اور عیسائیت پر اصرار کر کے ہمارے آخری اشتہار سے سات ماہ تک مر گیا؟  
 کیا دکھلا سکتے ہو کہ اب تک وہ کہیں زندہ بیٹھا ہے؟ کیا یہ ایسی باتیں ہیں جو کسی کو سمجھ نہیں سکتیں؟  
 سو انکار پر اصرار کر رہے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ دنیا کسی پہلو سے خوش  
 نہیں ہو سکتی۔ آتھم نے نرمی اور شرم اختیار کی اور اُس کا دل خوف سے بھر گیا سو خدا نے ابہام  
 کی شرط کے موافق موت کے ایام میں اُسکو مہلت دیدی مگر دنیا کے لوگوں نے پھر ہی کہا کہ

”و اتهم کیوں نہیں مرا“ اور لیکھرام نے کچھ خوف نہ کیا اور شوقی دکھلائی اسلئے خدا تعالیٰ نے جھک ٹھیک میعاد کے اندر اسکو ہلاک کیا اور دنیا کے لوگوں نے کہا کہ وہ کیوں لیکھرام مر گیا ضرور کوئی خفیہ سازش ہو گی۔“ سو وہ جو میعاد کے اندر مرنے سے بچا یا گیا اسپر بھی مخالفوں کا شور اٹھا کہ کیوں بچا یا گیا اور جو میعاد کے اندر بچھا گیا اسپر بھی شورا اٹھا کہ کیوں بچھا گیا۔

اور جیسا کہ لیکھرام کی نسبت سترہ برس پہلے براہین احمدیہ میں خبر موجود ہے ایسا ہی اتهم کی نسبت بھی براہین احمدیہ میں خبر موجود ہے۔ جو شخص براہین احمدیہ کا صفحہ ۲۴۱ غور سے پڑھے گا اسکو اس ہانکو ماننا پڑیگا کہ درحقیقت براہین احمدیہ میں اس فتنہ نصاریٰ کی جو اتهم کی میعاد گزرنے کے بعد ظہور میں آیا خبر دی گئی ہے۔ ان باتوں پر غور کرئیے ایک ایماندار کا ایمان قوت پاتا ہے۔ لیکن افسوس کہ ہمارے مخالف دن بدن بے ایمانی میں بڑھتے جاتے ہیں یہ معلوم انہی قسمت میں کیا لکھا ہے۔ مولو بونچی حالت پر تو بہت ہی افسوس ہے کہ انکو آثار نبویہ کے ذریعہ سے اتهم کی پیشگوئی کی نسبت خبر دی گئی تھی مگر انھوں نے اس خبر کی بھی کچھ پروا نہیں کی۔ ایک دانشمند انسان جب براہین احمدیہ کو کھول کر صفحہ ۲۴۱ میں نصاریٰ کے ذکر اور ان کے مکر اور حق پوشی کی پیشگوئی کے بعد پھر اس الہام کو پڑھے گا ۱ الفتنۃ ہہنا فاصبر کما صبر اولوا العزم اور پھر آگے چل کر جب پانسو گیارہ صفحہ پر ایک فقری اور مباحک مسلمان کے ذکر کے بعد پھر اس الہام کو پڑھے گا ۲ الفتنۃ ہہنا فاصبر کما صبر اولوا العزم اور پھر آگے چل کر جب صفحہ ۵۵۷ میں ایک جگہ سے ہونے نشان کے ذکر کے بعد پھر اس الہام کو پڑھیگا ۱ الفتنۃ ہہنا فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ تو ان تین فتنوں کے تصور سے جو صفحہ ۲۴۱ اور صفحہ ۵۱۱ اور ۵۵۷ براہین احمدیہ میں اس وقت سے سترہ برس پہلے لکھی ہوئی ہیں طبعاً اسکے دل میں ایک سوال پیدا ہو گا کہ یہ تین فتنے کیسے بن جنہیں سے ایک علیایوں سے تعلق رکھتا ہے اور ایک کسی منصوبہ باز مسلمان سے اور ایک کھلے کھلے نشان کے ظہور کے وقت سے۔ اور پھر جب واقعات کی تلاش میں پڑیگا تو وہ تین بھاری بلوے اسکی نظر کے سامنے آجائینگے جو ہر ایک انہیں سے فتنہ عظیم کہلانے کا مستحق ہے۔ تب خدا کا عمیق علم دیکھ کر ضرور سجدہ کرکے کہاجئے اس وقت یہ خبریں دین جیکہ ان تینوں فتنوں کا نام و نشان نہ تھا۔ اگر یہ تینوں فتنے چھستان کیطرح پر کسی واقعات کے جاننے والے کے سامنے پیش کئے جائیں

تو فی الفور وہ جواب دیا کہ ایک فتنہ آتھم کی پیشگوئی کے متعلق کہے جو عیسائیوں اور ان کے حامی نخل  
مسلمانوں سے ظہور میں آیا ہے ان مسلمانوں سے جن کا نام اس پیشگوئیں میں یہود رکھا ہے۔ اور دوسرا  
فتنہ محمد بن ابوالوی کی تکفیر کا فتنہ ہے۔ اور تیسرا وہ فتنہ جو ہندو کی طرف سے نشان الہی کے  
ظہور کے بعد وقوع میں آیا۔ یہ تین فتنے ہیں جو پرشور و بلوہ کی طرح ظہور میں آئے جنکی خدا نے سترہ  
برس پہلے ظہور دیدی تھی۔ !!!

اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ان تینوں فتنوں میں سے کوئی فتنہ بھی قومی شور  
و غوغا سے خالی نہ تھا اور ہر ایک میں انتہائی درجہ کا جوش بھرا ہوا تھا۔ اور ہر ایک میں غیر معمولی  
غل غباڑہ اٹھا تھا۔ چنانچہ عیسائیوں کا فتنہ اس وقت وقوع میں آیا تھا جب آتھم میعاد پیشگوئی کے  
بعد زندہ پایا گیا۔ پادریوں کو خوب معلوم تھا کہ الہامی پیشگوئیں صحیح شرط تھی کہ آتھم رجوع  
کی حالت میں جو ایک ولی فعل ہے میعاد میں مرئیے مستثنیٰ رکھا گیا ہے اور یہ بھی وہ خوب جانتے  
تھے کہ آتھم پیشگوئی ہیبت سے ضرور ڈرے گا۔ اور وہ ایام میعاد میں عیسائیت کے تعصب پر  
قائم نہیں رہ سکا۔ اور انکی مجلسوں سے جھاک کر فیروز پور کے گوشہ خلوت میں جا بیٹھا۔ اور  
نیز انکو خوب معلوم تھا کہ ایک دفعہ بیماری کیو قہین اُس نے یہ بھی کہا کہ میں پکڑا گیا۔ اور  
خوب جانتے تھے کہ فطرت انکی روح ڈرنیوالی تھی۔ اور انھیں کما حقہ اس بات کا علم تھا کہ اُس نے  
اپنی حرکت سے خوف ظاہر کیا استقامت ظاہر نہیں کی اور پہلی وضع متعصبانہ کو ایسا بدل دیا  
کہ انشاء میعاد میں دین اسلام کی مخالفت میں کبھی دو سطر کا مضمون بھی کسی اخبار میں نہیں  
چھپوایا اور نہ کوئی رسالہ نکالا جیسا کہ اسکی قدیم سے عادت تھی اور نہ کسی مسلمان سے بحث  
کی بلکہ اسطرچر دونوں کو گزارا جیسا کہ کسی نے خاموشی کا روزہ رکھا ہوا ہوتا ہے۔ اور پھر طریقہ  
کہ چار ہزار روپیہ دینے پر بھی قسم نہ کھائی۔ اور مارٹن کلارک سر پیٹ پیٹ کر رہ گیا مگر نالاش  
کئی اور تعلیم یافتہ سائپ وغیرہ الیہ امور کو ثابت نہ کر سکا۔ ان تمام وجوہات سے پادری صاحب کو  
یعنی علم تھا کہ وہ ہر دل اور ہر پوک نکلا۔ اور میعاد کے بعد بھی وہ اپنا قصہ یاد کر کہہ رہا لیکن  
پادریوں نے خدا تعالیٰ کا خوف نہ کیا اور ہر ترس کے بازار و زمین اُس کو لئے پھرے کہ دیکھو آتھم  
صاحب زندہ موجود ہے اور پیشگوئی جھوٹی تھی۔ بہت سے پلید طبع مولوی جو نام کے مسلمان  
تھے اور چند لائق اور دینی پرست اچھا و اے اُنکے ساتھ ہو گئے اور لعن ملعن اور نکلیہ اور

تبرانی بن اُنکے بھائی بن بیٹھے اور بڑے جوش سے اسلام کی نفخت کرائی۔ پھر کیا تھا عیسائیوں کو اور بھی موقعہ ہاتھ لگا۔ پس انھوں نے پشاور سے لیکر الہ آباد اور بمبئی اور کلکتہ اور دور دور کے شہر و ملک نہایت شوخی سے ناچنا شروع کیا اور دین اسلام پر ہنسنے لگے اور یہ سب مولوی یہودی صفت اور اخباروں والے اُنکے ساتھ خوش خوش اور ماتھے میں ہاتھ ملائے ہوئے تھے۔ انپر آسمان سے خدا کی لعنت برس رہی تھی مگر انکو نظر نہیں آتی تھی۔ اسوقت وہ غضب الہی کے نیچے تھے۔ مگر انسانی جوش کے گردہ غبار سے اندھے کی طرح ہورہے تھے۔ یہ لوگ اسوقت شیطان کی آواز کے مصداق تھے اور آسمان کی آواز کی کچھ پروا نہ تھی۔ انھیں دونوں ایک بے نصیب نالائق مسلمان ایڈیٹر نے لاہور سے اپنے اخبار میں اتھم کو مخاطب کر کے اور میرا نام لیکر لکھا کہ اتھم صاحب غلی اقدیر پر احسان کر دیجئے اگر نالش کر کے اس شخص کو سزا دلائیں گے۔ اس نادان نے اپنے ان پر جوش لفظوں سے مردہ کو بلا ناچا۔ مگر چونکہ وہ مرچکا تھا اسلئے ہل نہ سکا۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں خود چاہتا تھا کہ اگر اتھم نے قسم نہیں کھائی تو بار سے نالش ہی کرتا۔ مگر اتھم تو مردہ تھا۔ زندہ خدا کی پیشگوئی کا رعب اسکو ہلاک کر گیا تھا گو بظاہر جیتا نظر آتا تھا۔ مگر اسیں جان تھی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر یہ سب لگ اسکو کھڑے کھڑے بھی کر دیتے تب بھی وہ کبھی نالش نہ کرتا۔ اور اگر میں ایک کروڑ روپیہ بھی اسکو دیتا تو کبھی قسم نہ کھاتا۔ اس کا دل میرا قائل ہو گیا تھا اور زبان پر انکار تھا۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ اس معاملہ میں اتھم سے زیادہ میری سچائی کا اور کوئی گواہ نہ تھا۔ غرض پادریوں نے اتھم کے معاملہ میں حق پوشی کر کے بہت شوخی کی اور امر تسر سے شروع کر کے پنجاب اور ہندوستان کے بڑے بڑے شہر و زمین ناچتے پھرے اور بہرہ رپ لگالے اور ایسا شور و غوغا کیا کہ ابتداء علمدارنی انگریزی سے آج تک اسکی کوئی تطبیق نہیں مل سکتی۔ اور اس جھوٹی خوشی میں جسکے مقابل انھیں کا کالشنس اُنکے مونہ پر لمانچے مارا تھا بہت برا نمونہ دکھایا۔ اور گندی گالیوں سے بھرے ہوئے میرے لطیف خط بھیجے اور وہ شور کیا اور وہ شوخی ظاہر کی کہ گویا نزاروں فتح اُنکے نصیب ہو گئیں اور ہزاروں اشتہار چھپو اگرچہ میری اتنے اور اس قدر جوش کیساتھ اتھم کا مردہ جنشیں نہ کر سکا اور اس جھوٹی فتح کی خوشی میں اُسنے کوئی دو ورقہ رسالہ بھی شائع نہیں کیا۔ بلکہ ایک اخبار میں شائع کر دیا کہ یہ تمام فتنہ اور شور و غوغا جو عیسائیوں کی طرف سے ہوا یہ سیکر خلاف مرضی ہوا میں اُنکے ساتھ متفق نہیں۔ اور گو سچی گواہی کو چھپایا مگر مخالفانہ تیزی اور چالاک سے بھی چپ رہا یہاں تک کہ الہام الہی کی موافق ہمارے

آخری اکتہار سے سات مہینہ کے اندر فوت ہو گیا۔ غرض بڑا بھاری فتنہ یہ تھا جس میں بین السلام پر ٹھٹھا کی گیا۔ اور حسین بد بخت مولویوں اور دوسرے جاہل مسلمانوں نے پادریوں کی بان کیساتھ بان ملا کر اپنا مونہہ کالا کیا۔ اور ایک الہامی پیشگوئی ناسخ تکذیب کی اور اسلام کی سخت توہین کو مرتکب ہوئے۔ اب صفحہ ۲۴۲ پر امین احمدیہ غور سے پڑھو اور انصاف کرو کہ کیسی صفائی سے اس فتنہ کی امین نجم۔ ہے اور کیسا صاف صاف لکھا ہے کہ اول عیسائی مکر کر نیگے اور پھر صدق ظاہر ہو جائیگا۔ دوسرا فتنہ جو دوسرے درجہ پر تھا محمد حسین بنالوی کی تکفیر کا فتنہ تھا۔ امین بھی عوام کا شور و غوغا پادریوں کی تسور و غوغا سے کچھ کم نہ تھا۔ اسی فتنہ کی تقریب پر بمقام دہلی سات یا آٹھ ہزار کے قریب کفر اور مذبہ جامع مسجدین میرے مقابل پر اکٹھے ہوئے تھے۔ اگر غایت الہی شامل نہ ہوتی تو ایک خطرناک بلوہ برپا ہو جاتا۔ غرض اس فتنہ کا بانی محمد حسین بنالوی تھا اور اس کے ساتھ مذہب حسین دہلوی تھا جسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے اس الہام میں فرمایا جو صفحہ ۵۱۱ میں درج ہے ثبت ید ابی لہب و تب ما کان لہ ان یدخل فیہا الا خائفین دو دنوں کے بعد ابی لہب کے ہلاک ہو گئے جس سے اُسے فتویٰ تکفیر لکھا۔ اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا۔ اسکو نہیں چاہیے تھا کہ اس مقدمہ میں داخل دیتا مگر درآ ہوا۔ یہ فتنہ بھی پشاور سے لیکر کلکتہ بمبئی حیدر آباد اور تمام بلاد پنجاب اور ہندوستان میں پھیل گیا۔ اور جاہل مسلمانوں نے رافضیوں کی طرح مجاہدین کو بھیجنے کو اب کا موجب سمجھا۔ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات ٹوٹ گئے اور بھائی بھائی سے اور بھیا باپ سے علیحدہ ہو گیا۔ سلام ترک کیا گیا یہاں تک کہ ہمساری جماعت میں سے کسی مردہ کا جنازہ نہ پڑھنا بھی موجب کفر سمجھا گیا۔

تیسرا فتنہ جو تیسرے درجہ پر ہے وہ فتنہ ہے جو اب لیکھرام کی موت پر کھلا کھلا نشان ظاہر ہوئی ہے۔ قت ہندوؤں نے قومین آیا اور انھوں نے جہانگ انکی طاقت تھی فتنہ کو اتہا تاک پہونچایا اور قتل کے منصوبے کئے اور کر رہے ہیں اور گورنمنٹ کو اکٹایا اور اکٹا رہے ہیں۔ اس فتنہ کیساتھ چونکہ ایک یا کھلا کھلا نشان ہے جس سے مخالفین کے دل نہیں زلزلہ آگیا ہے اور فتح عظیم حاصل ہوئی ہے۔ اور بہت سے اندھے سو جا کے ہوتے جاتے ہیں اسلئے یہ فتنہ تیسرے درجہ پر ہے۔

یہ تین فتنے ہیں جنکا براہین احمدیہ میں آجسے سترہ برس پہلے ذکر ہے۔ اب اگر

بڑے سے بڑے متعصب سلمان یا عیسائی یا ہندو کے سامنے یہ کتاب براہین احمدیہ رکھ دیجیے  
اور ان تینوں فتنوں کے مقامات اُسکو دکھلا دی جائیں اور حلفاً اُس سے بوجھا جائے کہ یہ تینوں فتنے  
واقعی طور پر وقوع میں آچکے یا نہیں اور کیا یہ پیشگوئی کے طور پر براہین احمدیہ میں لکھے گئے  
یا نہیں اور کیا یہ واقعات **فتنہ** جو بڑے زور شور سے ظہور میں آچکے نہیں بتلاتے اور گو اہی نہیں  
دیتے کہ حقیقت میں **ایک فتنہ** عیسائیوں کی طرح ہے بھی ہوا جس میں لاکھوں انسانوں کا شوق و  
ہوا اور گروہ کے گروہ نہایت پر جوش صورت میں بازار و زمین پھرتے تھے اور ہر وہ پکھالتے تھے اور **دوسرا**  
**فتنہ** حقیقت میں محلِ حرمین شہرِ نبوی کی طرح ہے ہوا جس نے مسلمانوں کے خیالات کو اس عاجز کی نسبت  
بھڑکتی ہوئی آگ کے حکم میں کر دیا اور بھائیوں کو بھائیوں سے اور باپوں کو بیٹوں سے اور دوستوں کو  
دوستوں سے علحدہ کر دیا اور رشتے ناٹے توڑ ڈالے۔ اور **تیسرا فتنہ** لیکچر ام کی موت کی وقت اور  
نشانِ الہی کے ظاہر ہونے کے حسد سے ہندوؤں کی طرف سے ہوا اس فتنہ کے جوش میں بھی مصحوم سے قتل  
کئے گئے راویلنڈی میں قریب چالیس آدمیوں کو زبردیا گیا اور محبِ قتل کی دھمکیاں دی گئیں اور گورنمنٹ  
کو مشتعل کرنے کے لئے ایسی کی گئی اور آئندہ معلوم نہیں کیا کیا کچھ کرینگے بھاب بتاؤ کہ کیا یہ سچ نہیں کہ جیسے  
براہین احمدیہ میں تصریح اور تفصیل کے ساتھ تین فتنوں کا ذکر کیا گیا تھا وہ تینوں فتنے طور  
میں آگئے کیا محمد بن نبی لوی یا سید احمد خان صاحب کے سی ایس آئی۔ یا ڈیڑھ تین دہائیوں میں  
غزنی یا ریشید یا گنگوئی یا محبتیہ جو پالی یا غلام دستگیر چھوڑی یا عبداللہ ٹونکی پرنسپل لائون  
یا مولوی محمد حسن رئیس لہریہ فتنہ کہا سکتے ہیں کہ یہ تین فتنے جنکا ذکر پیشگوئی کی طور پر براہین احمدیہ میں  
کیا گیا ہے ظہور میں نہیں آئے اگر کوئی صاحب ان صاحبوں میں سے میرے الہام کی سچائی کے منکر ہو  
تو کیوں خلقت کو تباہ کرتے ہیں میرے مقابل پترسم کا چاہیں کہ یہ تینوں فتنے جو براہین احمدیہ میں بطور  
پیشگوئی ذکر کئے گئے ہیں یہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں اور اگر پوری ہوئی ہیں تو اس قدر قادرِ کتب پر  
دن تک ہمہ دہ غلاب نازل کرو جو ہر یون پر نازل ہوتا ہی پس اگر خدا تعالیٰ کے ماتے سے اور بلا واسطہ کسی انسان کے  
وہ غلاب جو آسمان سے اترنا اور کھا جانے والی آگ کی طرح کذاب کو نابود کر دیتا ہے اکتالیس روز کے اندر نازل  
نہ ہوا تو میں جھوٹا اور میرا تمام کاروبار جھوٹا ہوگا اور میں حقیقت میں تمام لعنتوں کا مستحق ٹھہرون گا اور اگر وہ  
کسی دوسرے شخص کی طرف سے اس قسم کی پیشگوئیاں جنکو خود بیان کرنے والے اپنی تحریروں اور چھپی ہوئی کتابوں  
کے ذریعہ سے مخالفوں اور خواہوں میں پیش از وقت شائع کر دیا ہو اور اپنی عظمت میں میری پیشگوئیوں کے

مسادی ہوں اس زمانہ میں دکھاؤں جنہیں الہی قوت سوس ہو تب بھی میں جھوٹا ہو جاؤں گا اور قسم کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ جو صاحب قسم کھائے ہر آمادہ ہوں وہ قادیان میں آکر میرے روبرو قسم کھاؤں میں کسی کے پاس نہیں جاؤں گا یہ دس کا کام ہے پس جو لوگ باوجود مولویت کی لالچ کے بہتر سنستی کریں تو خود کا ذب طہرین کے الزہرے سے بھیسے شخص کو جس کا نام دجال رکھتے ہیں مغلوب کر لیں تو گویا تمام دنیا کو بدی سے بچھڑا دیں گے اور قسم کے وقت بہ شرط نہایت ضروری ہوگی کہ میں انہی قسم سے پہلے پورے دو گھنٹے تک عام ملبہ میں ان پیشگوئیوں کی سچائی کے دلائل ان کے سامنے بیان کروں گا تا وہ جلدی کر کے ہلاک نہ ہو جائیں اور میرا ن بروجت پوری ہو اور ان کا حق نہیں ہوگا کہ بجز قسم کھانے کے ایک کلمہ بھی منہ پر لائیں خاموشی سے دو گھنٹے تک میرے یہاں کو نہیں گے پھر حسب امن نہ مذکورہ قسم کھا کر اپنے گھر دن میں جا لیں گے اور یاد رہے کہ میں نے بہت احمد نان حسب کا نام منکرین کی مدین اس لئے لکھا ہے کہ ان کو خدا کے اس الہام بلکہ وحی سے بھی انکار ہے جو خدا سے نازل ہوتی اور علم غیب کی غفلت اپنا اندر رکھتی ہے چونکہ وہ بھی اب عمر کی منزل کو طے کر چکے ہیں میں بہتر چاہتا ہوں کہ وہ یورپ کو روانہ نہ جالات کی پیردی کر کے اس غلطی کو قریب لیا جائے اب کو وہ متوجہ ہوں اور اس بات کو ٹھیکہ میں اڑائیں مگر یہ جو تبلیغ کرنی تھی وہ کر چکا ہوں میں ڈرتا ہوں کہ میں بوجھا جاؤں گا ایک بندہ کم سندہ کو تمہنے کیون تبلیغ نہ کی۔

**بعض نادان کہتے ہیں کہ ہر دن عذاب اور موت کی پیشگوئی**  
کیوں کی جاتی ہیں یہ نادان نہیں جانتے کہ ہر ایک نبی اندازی پیشگوئی کر تا رہا ہے اگر یہ روا نہیں ہے تو اس کے کیا معنی ہیں کہ مسیح موعود کے دم سے مخالف مریں گے۔

غرض یہ تو صاحب ہیں جو قسم کے لئے منتخب کئے گئے ہیں کیونکہ ہر ایک انہیں سے ایک جماعت اپنا ساتھ رکھتا ہے پس اسکے ساتھ فیصلہ کرنے سے جماعت کا فیصلہ خوشنما ہو جائے گا قسم کا بھی مصنون ہوگا کہ پیشگوئیوں پوری نہیں ہوئیں اور پہلے سے براہین احمدیہ میں اسکا ذکر نہیں ہے اس بات کو بخوبی یاد رکھنا چاہئے کہ اگرچہ منکرین اپنی جہالت اور نادانی سے بات بات میں تکذیب کرتے ہیں اور ہر ایک پیشگوئی کو خلاف واقعہ قرار دیتے ہیں مگر وہ تکذیب ان کی جو ایک ہوں کی فتنہ کے رنگ سے پیدا ہوئی اور ملوہ کی حد تک پہنچ چکے ساتھ ایک طوفان ہے تیزی کا اٹھا اور خطرناک نتیجہ نڈاؤہ مریں مرنے والے ہیں آئی اسی کا نام براہین احمدیہ میں فتنہ عظیمہ کہا گیا اور کتب بیورہا میں احمدیہ

ابھرتے سترویں پیمان ملک میں بلکہ بلاد عرب اور فارس تک شائع ہو چکی ہے۔ اور یہ تین فتنہ جو حق  
 اور عظمت کو ظہور میں آئے اور جس ہیبت ناک شور کے ساتھ اس ملک کو کھاروں تک آنکھو پھیلانے لگا  
 یہ ایسا امر نہیں ہے جو کسی سے مخفی رہا ہو بلکہ پنجاب اور ہندوستان کے مرد اور عورت اور ہندو اور مسلمان  
 ان تینوں فتنوں کو ایسے طور سے یاد رکھتے ہیں کہ ہرگز انہیں نہ کبھی تذکرہ **ان تین فتنہ کا صفحہ**  
 تواریخ میں سے مٹ سکے پس جو شخص ان تینوں فتنوں کے پیر ہیبت واقعات پر اطلاع پالے پھر براہین احمدیہ  
 میں ان کی خبر دیکھنا چاہے یا براہین احمدیہ میں ان تینوں فتنوں کی پیشگوئی پڑھ کر پھر واقعات خبر دیکھے  
 میں ان کا نمونہ دیکھنا چاہے تو ان دونوں صورتوں میں یقین کامل اسکو ہو جائیگا کہ براہین احمدیہ میں  
 انہیں تین فتنوں کا ذکر ہے جو ظہور میں آئے یا یوں کہو کہ جو تین فتنے ظہور خارجہ میں مشاہدہ کیے گئے  
 وہ وہی تینوں ہیں جو براہین احمدیہ میں پہلے سے مندرج ہیں۔ اب سوچو کہ انھیں کے متعلق جو پیشگوئی  
 تھی جسکی نسبت عیسائیوں اور یہودی صفت مولویوں نے شور مچایا اور لیکھرام کی نسبت جو  
 پیشگوئی تھی جسکی نسبت آریوں نے طوفان برپا کیا یہ دونوں کس چٹان مصنوعہ پر رکھی گئی ہیں **اک**  
**مسلمانوں کی اولاد** حد سے بڑھتی نہ جاؤ ممکن ہے کہ انسان اپنی عقل اور اپنے اجتہاد سے  
 ایک راہ کو صحیح سمجھے اور دوسری راہ غلط ہو اور ممکن ہو کہ ایک شخص کو کاذب خیال کرے اور دوسری راہ  
 سچا ہو تم سے پہلے بہت لوگوں کو وہ ہو کے گئے تم کیا چیز ہو کہ بھینس نہ لکین پس درود اور تقویٰ کی راہ  
 اختیار کرو تا امتحان میں جو پڑو میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر بہ انسان کا فعل ہوتا تو کب کا تباہ کیا جاتا  
 اور قبل اسکے جو محتارانہ اعتقاد کا ماتہ اسکو تباہ کر دیتا دیکھو خدا فرماتا ہے **وَلَا يَظُنُّ رَحْمَتِي**  
**أَحَدٌ إِلَّا مِنْ رِضْوَانِي مَنْ أَتَى رِضْوَانِي** یعنی عیب کو چنے ہوئے فرستادوں کے سوا کسی نہیں  
 کھولا جاتا اب سوچو اور خوب غور سو اس کتاب کو پڑھو کہ کیا وہ عیب جسکی اس آیت میں تعریف ہی کا لفظ  
 پیش نہیں کیا گیا۔ بن بھینس سچ بچ کہتا ہوں کہ جو کچھ بھینس دکھایا اگر ان اندھوں کو دکھایا جاتا کہ اس  
 صدی سے پہلے گزر گئے تو وہ اندھے نہ رہتے سو غم روشنی کو پا کر اسکو بد نہ کر خدا بھینس روش بھینس  
 دیکھنے کیلئے تیار ہے اور پاک دل بھینسے کیلئے مستعد ہے وہ نیکو سے اپنی ہستی پر ظاہر کرنا چاہتا ہے  
 اس کے ماتہ ایک نیا آسمان اور نئی زمین بنانیکے لئے ہے ہوتے ہیں سو تم نرا حمت مت کرو اور دعا کرو  
 جلد نیک جاؤ تم اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور اپنی ذریت کے دست نہ مٹو تا خدا تم پر رحم کرے اور تا وہ  
 تمھارے گناہ بخشے اور تمھارے دونوں میں برکت دی۔ دیکھو آسمان کیا کر رہا ہے اور زمین کو کیونکر چھو



کچھ سا ہے امنوس کہ تم نے صدی کے سر کو بھی ٹھلا دیا۔

## پندرہویں پیشگوئی

جو آخر کی پیشگوئی اور سب کبرام کی پیشگوئی سے نہایت مناسب رکھتی ہے وہ الہام ہے جو آخر کی سچا گزرنے کے بعد سالہ الوار الاسلام میں شائع کیا گیا تھا وہ یہ ہے اطلع اللہ علیٰ عہدہ و غمہ و لن یجد لستہ اللہ بکل یتلا۔ والا یجبوا والا یخترنوا والتمہ الاعلون انکم مؤمنین۔ واجزائی وجلا لی انک انت الاعلیٰ۔ ونزوت الاعداء کل عرق۔ انا نکشف السر عن ساقہ۔ یومئذ یفرح المؤمنون۔ ثلثہ من الاولین وثلثہ من الاخرین۔ ہذا ہذا لکھ فرشتہ اشخذا لی ربہ سبیلہ۔ یعنی خدائے دیکھا کہ آخر کا دل ہم و غم سے بھر گیا اور خدائی منت میں تو بتدی ہی نہیں پایگا یعنی دیکھنے والے دل کے لئے عذاب کی پیشگوئی کو تاخیر میں ڈال دیتا ہے یہی اسکی سنت ہے۔ اور پھر یہ کہ اس سے کچھ تعجب مت کرو اور اگر تم ایمان پر قائم رہو گے تو آخر غلبہ یحییٰ کو ہو گا۔ میں عزت اور جلال کی قسم ہے کہ آخر تو ہی غالب ہو گا اور ہم دشمن ہو گئے مگر نہ کر ڈالیں گے۔ ہم الہامی پیشگوئی کے مخفی امور کو اس کی ہڈی سے نگا کر کے دکھائیں گے اسدن مومنین خوش ہوں گے پہلا گروہ بھی اور پچھلا گروہ بھی یہ خدایطرف سے ایک یاد دہانی ہے سو جو چاہے قبول کرے۔ اب دیکھو کہ یہ پیشگوئی تین برس سے کچھ زیادہ عرصہ کی ہے یعنی اسوقت کی کہ جب آخر کی مبعاد کا آخری دن تھا اس میں خداتعالیٰ کا وعدہ تھا کہ یہ اثر پیشگوئی کا جو نادانوں پر مشتبہ ہے اسکو کم ننگا کر کے دکھلا دینگے پس اس نے لیکھرام کے نشان کے بعد اپنے وعدہ کے موافق اس مخفی امر کو ننگا کر کے دکھلا دیا اور براہین احمدیہ کی پیشگوئیوں کو ایک مینہ کھیلچ آگے رکھ دیا۔ پس اس کا یہ فضل اس زمانہ پر ہے جو اس نے نئی معرفت کا حشر پہ کھولا مبارک وہ جو اس سے حصہ لیں اور یہ جو فرمایا تھا کہ پہلا گروہ بھی اسوقت خوش ہو گا اور پچھلا گروہ بھی یہ تمام پیشگوئیاں اسوقت ظہور میں آئیں پچھلے لیکھرام کے نشان کے ظاہر ہونے سے اہل ایمان کی قوت ایمانی بہت بڑھ گئی اور انکو وہ خوشی پہنچی جسکا اندازہ کرنا مشکل ہے ہزاروں ایمانداروں پر رفت طاری ہوئی اور وہ جد کے جوش سے خوشی آنسوؤں کے راہ سے نکلی گویا پوشیدہ خدا کو انہوں نے آنکھوں سے

دیکھ لیا یہ عجیب واقعہ پیش آیا کہ ہندو اور آریہ تو لیکھرام کے غم سے روئے اور ایسا نڈاروں اور صاف قوتوں کا گروہ زبانت سرف کی خوشی سے رویا پر لہا میں احمدیہ کے صفا میں جو الہامات سندرجہ ذیل میں ہوا ایک پیشگوئی تھی وہ اسی نشان کے بعد کامل طور پر پورے ہوئی دیکھی اور وہ یہ ہے۔

اصحاب الصفة وما ادرناك ما اصحاب الصفة ترى اعيانهم بغير حجاب

من الدمع يصلون عليك - ربنا انتا سمعنا منك يا ابا ناس من الانبياء

وداعيا الى الله وسراجا مبيرا - املوا ترجع بحجر من حشيش - اور نوکيا جانتا ہے کہ

کیا میں حجرہ کے ہنشین - تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے - تجھ درود بھیجیں گے

اسے ہمارے خدا ہے ایک منادی کہنے والے کو سنا جو تیرے نام کی منادی کرتا اور لوگوں کو ایمان

کھینٹ بلاتا اور خدا واحد لا شریک کھڑے دعوت کرتا ہے اور ایک چمکتا ہوا چراغ ہے لکھو

اور اذارالاسلام کی مذکورہ بالا پیشگوئی میں یہ بھی صاف طور پر لکھا ہے

کہ اس نشان کے بعد ایک اور گروہ بھی اس جہالت کے ساتھ شامل ہو جائیگا اور وہ دونوں گروہ اس

نشان پر خوش ہوں گے - چنانچہ یہ پیشگوئی اب پوری ہو رہی ہے اور بہت مخالفوں کے انکساری

نظر نظر آرہے ہیں جو ہم غلطی پر تھے فالحمد لله على ذلك

## سولین پیشگوئی

براہین احمدیہ کے صفا میں ایک آریہ کے متعلق ایک پیشگوئی ہے جس کا نام ملا و اصل ہے وہ

ابھی تک بقید حیات ہی یہ شخص دق کے مرض میں مبتلا ہو گیا تھا ایک دن وہ میرے پاس آکر اور اپنی

زندگی سے ناامید ہو کر بہت بے قراری سے رویا مجھے یاد پڑتا ہے کہ اس نے اس روز متوجس خواب بھی

دیکھا تھا جہاں تک کہ مجھ کو یہ خواب یہ تھا کہ اسکو ایک زیر بے سانس پئے کاٹا ہے اور تمام بدن میں

زہر سرایت کر گیا ہے اس خواب نے اسکو نہایت غمگین کر دیا تھا اور پہلے سے ایک نرم تپ دیکھنا چاہیے

بعد تیز ہو جاتی تھی صحت بھر امٹ میں اسکو ڈالا ہوا تھا اس لئے وہ بے قراری اور قریب قریب یابوکی

کی حالت میں تھا وہ میرے پاس آکر رویا اس لئے میرا دل اسکی حالت پر نرم ہوا اور میں نے حضرت احمد

میں اس آریہ کے متعلق دعا کی جیسا کہ اس پورے آریہ کے حقیقین دعا کی تھی جس کا نام شریعت ہے مجھ کو اس پر ایمان ہو چکا ہے

کے ساتھ میں موجود رہے قلنا یا نارکوئی بڑا اس سلاکما یعنی عیسٰی کی آگ کو کھا کر سرد اور  
 سلامتی ہو چکا ہے انہی وقت اسکو جو وہ دھواں ارباب سے خبر دی گئی اور گئی اور لوگوں کو اطلاع دی  
 کہ وہ ضرور میری دعا کی برکت پر صحت پانچا جائے گا چنانچہ بعد اس کے ایک ہفتہ نہیں گزرا ہوگا کہ وہ آریہ خدا  
 کے فضل سے صحت پانچا۔ اگرچہ اب آریوں کی ایسی حالت ہے کہ ان کو بچی گواہی ادا کرنا موت پر بدتر ہے  
 لیکن میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ سر اسر صحیح ہے اور اہل ذرۃ اسہین آہنہن  
 مہالہ نہیں اگر ان واقعات کے مصنفوں کے کسی حصہ میں مجھے شک ہوتا تو میں ان واقعات کو  
 ہرگز نہ لکھتا اور سب الگ کرنا اور اپنی طرف سے زیادہ باتیں ملا دیتا لکن انسانی انسانوں کا کام ہے اور یہ دونوں  
 واقعات شریعت اور طواغیت کے ہرگز نہیں اسلئے میں نے یہ کہے ہوئے ہیں جس پر وہ لوگ ان ہنجات میں پڑے ہیں کہ  
 تنہا لقون لیکن ضرر رسائی کے ہی الہام ہوتے ہیں وہ ان دونوں الہاموں پر غور کریں کیونکہ یہ دونوں  
 آریہ میں سارا کام تمام مخلوق کی تہددی ہے بھلا آریہ ہی کوئی مثال دین کہ ہوش اس قسم کی تہددی  
 کسی مسلمان سے کی ہو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ سچی محبت سے خدا کے بندوں کی تہددی کرنا بجز سچے  
 مسلمان کے کسی سے ممکن ہی نہیں مان ریاکاری کے ساتھ ممکن ہو تو ہو مگر دل کے پاک الشراح سے  
 ٹھیک ٹھیک اصول پر قدم مار کر دوسروں کو یہ باتیں حاصل ہیں ہر یک مسلمان بالطبع مدارات  
 کو چاہتے ہیں اس لئے کھانے پینے میں بھی ہندو سے پرہیز نہیں کرتے مگر ہندو نہیں سمجھتے کہ ایک  
 بخل کی نشانی ہے۔ مان کسی نافرمان پر خدا کا غضب ہونا خواہ وہ مسلمان ہو یا عیسائی یا ہندو  
 یہ اور بات ہے تہددی کے اصول سے اسکو کچھ تعلق نہیں۔

اور شیخ جو ان دونوں آریوں کے واقعات پیش کر چکے وقت قسم کھا  
 ہے یہ اس لئے کہ میں باور نہیں کرتا کہ وہ کم سے کم اس قدر حق پوتی کھیلے طہارۃ ہو جائیں کہ میری  
 نسبت یہ الزام دین کہ اس نے اصل واقعات میں کئی ہیشی کر دی ہے اور نیز اسلئے قسم کھانی  
 ہے کہ اہل آریوں کو اسلام کے ساتھ ایک خاص نفع ہے۔

اور میں دوبارہ اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایک ذرۃ  
 ان واقعات میں تفاوت نہیں خدا موجود ہے اور جھوٹ کے جھوٹ کو خوب جانتا ہے اگر میں جھوٹ بولا  
 ہے یا میں نے ان حصوں کو ایک ذرۃ کم و بیش کر دیا ہے تو نہایت ضروری ہے کہ ایسا ظن کرنا والا خدا  
 کا قسم کھانا ہے کہ میں جھوٹ بولا ہے یا اس نے کم و بیش کر دیا ہے اور اگر میں جھوٹ

تو ایک سال تک اس تکذیب کا وبال مجھ پر پڑے اور ابھی میں بھی قسم کھا چکا ہوں اس گریں  
 جھوٹا ہو گیا یا میں نے ان قصوں کو کم و بیش کیا ہو گا تو اس درد غلوئی اور فتنہ کی سزا مجھ پر نکتہ  
 پڑے گی لیکن اگر میں پوری دیانت سے لکھا ہے اور خدا حالی جانتا ہے کہ منی پوری دیانت سے  
 لکھا ہے تب تکذب کو خدا سے سزا نہیں چھوڑے گا۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہے اور وہ ہمیشہ سچائی کی  
 مدد کرتا ہے اگر کوئی امتحان کیلئے اٹھے وہ عین مادی کو نکالے امتحان سے خدا ہم میں اور مخالفوں میں فیصلہ  
 کر دے گا ہمارے مخالف مولویوں کیلئے بھی یہ موقع ہے کہ ان لوگوں کو اٹھا دین جیسا کہ آتم کے اٹھانے  
 لئے کوشش کی تھی۔ فیصلہ ہو جانا ہر ایک کیلئے مبارک ہے اس سے دینا لو نہ لگ جائیگا کہ خدا  
 موجود ہے اور سچوں کی دعا بن قبول کرتا ہے۔ دیا نہ اور سب کھرام اسکا جیلہ اس جہان سے  
 گذر گئے مگر دہریت اور کل اور نصیب کی بدولتی چھوڑ گئے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ بد دور ہو سکیں  
 میں اس آریہ سے بھی قسم سے فیصلہ چاہتا ہوں جیسا کہ پہلے آریہ سے درخواست کی گئی ہے اور میں  
 یقیناً جانتا ہوں بلکہ آنکھوں سے دیکھتا ہوں کہ خدا راستی کا حامی ہے اور راستی کے مخالف کا دشمن  
 ہی سچی بات کی گواہی دینی ایک ایماندار کے لئے مشکل نہیں مگر آریوں کے لئے آجکل بہت تسخیر  
 غصہ اگر کوئی تکذب ہو یہ آریہ ہو یا وہ آریہ تو قسم کھا کر مجھے فیصلہ کر لے میں جانتا ہوں کہ وہ خدا  
 جو ہمارا خدا ہے ایک کھا حایو الی آگ ہے وہ جھوٹے کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔ لیکن اگر سچا ہو گا تو  
 اسکا کوئی نقصان نہیں۔ اب دیکھو ثبوت اسے کہتے ہیں کہ دین کے دشمنوں کے حوالے سے اس  
 بابرکت بیگونی کی سچائی ظاہر کی گئی ہے دنیا میں اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو گا کہ ایسے دین  
 کے دشمن جیسا کہ آجکل آریہ میں خدا کی پیگولیوں کی سچائی کے گواہ ہوں کیا ایسی گواہیاں اور سچ  
 موجودہ نشان عیسائیوں کے پاس بھی ہیں اگر ہیں تو ایک آدھ بطور نظیر کے پیش تو کریں پس یقیناً  
 سمجھو کہ سچا خدا ہی خدا ہے جسلی طرف حق ان شریف بلاتا ہے اس کے سوا سب انسان پرستیاں  
 یا سنگ پرستیاں میں بیشک مسیح ابن مریم نے بھی اس شجرہ سے پانی پیا ہے جس سے ہم پیتے ہیں اور  
 بلاشبہ اس نے بھی اس پھل میں سے کھایا ہے جس سے ہم کھاتے ہیں لیکن ان باتوں کو خدائی سے  
 کیا تعلق اور اہمیت ہے کیا علاقہ ہے عیسائیوں نے مسیح کو ایک عقیدہ خدا بنانے کا ذریعہ بھی خوب سنا لا  
 یعنی لعنت اگر لعنت نہ ہو تو خدائی بیگار اور مہینت لغو۔ لیکن باتفاق تمام اہل لعنت ملعون ہو چکا  
 منہم وہ یہ ہے کہ خدا سے دل برگشتہ ہو جائے۔ بے ایمان ہو جائے۔ مرتد ہو جائے۔ خدا کا دشمن ہو جائے

تباہ دل ہو جائے۔ کتوں اور سوروں اور بندروں سے بدتر ہو جائے جیسا کہ توریت بھی گواہی دے رہی ہے پس کیا یہ مفہوم بھی ایک سکین کے لئے مہیچے کے حقین تجویز کر سکتے ہیں کیا۔ پر ایسا زمانہ آیا تھا کہ وہ خدا کا پیارا بہنیں رہا تھا۔ کیا اُس پر وہ وقت آیا تھا کہ اسکا دل خدا سے برگشتہ ہو گیا تھا۔ کیا کبھی اس نے بے ایمانی کا ارادہ کیا تھا۔ کیا کبھی ایسا ہوا کہ وہ خدا کا دشمن اور خدا اس کا دشمن تھا۔ پس اگر ایسا بہنیں ہوا تو اس نے اس لعنت میں سے کیا حصہ لیا جیسے نجات کا تمام مدار چھوڑ لیا گیا ہے۔ کیا توریت گواہی بہنیں دیتی کہ مصلوب لعنتی ہے پس اگر مصلوب لعنتی ہونا ہو تو بیشک وہ لعنت جو عام طور پر مصلوب ہونیکا نتیجہ ہے مہیچے پر پڑی ہوگی لیکن لعنت کا مفہوم دنیا کے اتفاق کی رو سے خدا سے دور ہونا اور خدا سے برگشتہ ہونا ہے فقط کسی پر مصیبت پڑنا نہ لعنت بہنیں ہے بلکہ لعنت خدا سے دوری اور خدا سے نفرت اور خدا سے دشمنی ہے اور لعین لعنت کی رو سے شیطان کا نام ہے۔ اب خدا کے لئے سوچو کہ کیا وہ اسے کہ ایک راستباز کو خدا کا دشمن اور خدا سے برگشتہ بلکہ شیطان نام رکھا جائے اور خدا کو اسکا دشمن بھڑایا جائے۔ بہتر ہوتا کہ عیسائی اپنے لئے دوزخ قبول کر لیتے مگر اس برگزیدہ انسان کو ملعون اور شیطان نہ بھڑاتے۔ ایسی نجات پر لعنت ہی جو بغیر اس کے جو راستبازوں کو بے ایمان اور شیطان قرار دیا جائے مل نہیں سکتی۔

حق ان شریعت نے یہ خوب سچائی ظاہر کی کہ مسیح کو میلیدی موت سے بچا کر لعنت کی پلیدی سے بڑی رکھا اور انجیل بھی یہی گواہی دیتی ہے کیونکہ مسیح نے یوں کے ساتھ اپنی تشبیہ پیش کی ہے اور کوئی عیسائی اس سے بچہ نہیں کہ یوں چھلی کے پیٹ میں بہنیں مرا تھا پھر اگر یسوع قبر میں مردہ پڑا رہا تو مردہ کو زندہ سے کیا مناسبت اور زندہ کو مردہ سے کونسی مشابہت۔ پھر یہ بھی معلوم ہے کہ یسوع نے صلیب سے نجات پا کر شاگردوں کو اپنے زخم و گھٹائے پس اگر اسکو دوبارہ زندگی جلالی طور پر حاصل ہوئی تھی تو اس پہلی زندگی کے زخم کیوں باقی رہ گئے کیا جلال میں کچھ کسر باقی بچتی تھی اور اگر کسر رہ گئی تھی تو کیونکر اُنہیں رکھیں کہ وہ زخم پھر بھی قیامت تک مل سکیں گے۔ یہ یہودہ قصہ میں جنبہ خدائی کا شہتیر رکھا گیا ہے۔ مگر وقت آتا ہے بلکہ آگیا کہ حطیح روئی کو دھکا جاتا ہے اسطرح خدا تعالیٰ ان تمام قصوں کو دترہ دترہ کر کے اڑا دے گا۔ افسوس کہ یہ لوگ بہنیں سوچتے ہیں کہ یہ کیا خدا تھا جسکے زخموں کیلئے مہم بنائیںکی حاجت پڑی تم سُن چکے ہو کہ عیسائی اور رومی اور یہودی اور مجوسی و قرون کی قدیم طبی کتابیں جو اب تک موجود ہیں گواہی یہی دیتے ہیں کہ یسوع کی چوٹوں کیلئے

میرزا حسن

ایک سر ہم طیار کیا گیا تھا جس کا نام **عمر محمد علی بی** ہے جو اب تک قرابا دینوں میں موجود ہے نہیں کہہ سکتے کہ وہ ہم نبوت کے زمانہ سے پہلے بتایا ہوگا کیونکہ یہ ہم حواریوں نے طیار کیا تھا اور نبوت سے پہلے حواری کمان تھے یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ان زخموں کا کوئی اور باعث ہوگا نہ صلیب کیونکہ نبوت کے تین برس کے عرصہ میں کوئی اور ایسا واقعہ بخیر صلیب ثابت نہیں ہو سکتا اور اگر ایسا دعویٰ ہو تو بار نبوت بذریعہ ہے ہاں شرم ہے کہ یہ **خدا اور بہتر شہم** اور یہ **میر محمد** واقعی مسیح اور سچی حقیقتوں پر کہاں کوئی پروردہ ڈال سکتا ہے اور کون خدا کے ساتھ جنگ کر سکتا ہے۔ ہر دینے کیلئے سچی تقویٰ مرنے والے کیلئے خدا ہے جو تجسم اور تجزیہ سے پاک اور ازلی ابدی ہے اور جو نے خدا کیلئے اتنا ہی قیمت دیا کہ اس نے ایک ہزار نو سو برس تک اپنی خدائی کا سکہ قلب چلایا آگے یا در کھو کہ یہ جو مٹی خدائی بہت جلد ختم ہو نیوالی ہے وہ دن آئے ہیں کہ عیسائیوں کے سعادت مند لڑکے سچے خدا کو پہچان لیں گے اور پُرانے پچھڑے ہوئے وحدہ لا شریک کو روٹے ہوئے آئین گے۔ یہ میں نہیں کہتا بلکہ وہ روح کہتی ہے جو میرے اندر ہے جس قدر کوئی بھائی تو رہ سکتا ہے رٹے جس قدر کوئی مکر کر سکتا ہے کرسے بیشک کر لیکن آخر ایسا ہی ہوگا۔ یہ پہلے بات ہے کہ زمین و آسمان سب بدل ہو جائیں۔ یہ آسان ہے کہ پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں لیکن یہ وعدہ سبیل نہیں چھوڑو

## سترہویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی وہ ہے جو بایں اسی پر کے ص ۳۹ میں ہے اور وہ ہے **یَا مَعْشَرَ الْبَشَرِ إِنَّمَا صَبَّرْنَا شِدَّةً لَّكَ لِيَكُونَ آيَةً لِّلْمُتَّقِينَ**۔ یعنی خدا اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کرے گا تا وہ مومنین کیلئے نشان ہوں یعنی دنیا کی زندگی میں جو کچھ تجھے نعمتیں دی جائیں گی وہ سب بطور نشان ہوں گی یعنی قول بھی نشان ہوگا جیسا کہ لوگوں نے جلسہ مذہب لاہور اور عربی کتابوں میں دیکھ لیا۔ اور فعل بھی نشان ہوگا جیسا کہ خدا نے فعل بطور نشان میرا واسطہ ملو میں آ رہی ہیں اور اولاد بھی نشان ہوگی جیسا کہ خدا نے نیکو بادشاہت ملاو کا وعدہ دیا اور میرا کبیلہ اور خدا کی مالی نصرت بھی نشان ہوگی جیسا کہ خدا نے ہر امین احمدیہ میں مالی نصرت کا وعدہ دیا ہے اور وہ وعدہ اب پورا ہوا اور پورا ہو رہا ہے اور مجھ سے لوگ آئے اور مشرق اور مغرب سے مسلمان پیدا ہوئے اور جیسا کہ ص ۴۴ میں فرمایا تھا **يَصْرُفُ رُجَالُ الْعِصْمِ مِنَ الْمَسَاكِينِ** ان لوگوں کے دل فتح عظیم یعنی وہ لوگ تیری مدد کریں گے جنکے دلوں میں ہم آپ ڈالیں گے وہ دور دور سے ادنیٰ بڑی بڑی راہوں سے آئیں گے۔ چنانچہ اب وہ پیشگوئی جو آج کے دن سے سترہ برس پہلے لکھی گئی تھی ظہور

میں آسمی کسکو معلوم تھا کہ جس پر خلاص اور نجات ہو گی وہ جس کو کھال اور کس فاصلہ پر دریا میں ہے جب میں سے خدا تعالیٰ کا ارادہ میٹھ کر **عبدالرحمن حاجی عبدالرحمن** کو معاف کرنے تمام عزیزوں اور دوستوں کے پیچ لایا جنھوں نے آئے ہی خلاص اور فدا مات میں وہ ترقی کی کہ صحابہ کے رنگ میں محبت پیدا کر لی اور کہاں ہے بھئی جب میں غنشی زین الدین ابراہیم جیسے مخلص پر جوش طیار کئے گئے اور کہاں ہے حیدر آباد دکن جب میں ایک جماعت پر جوش مخلصوں کی طیار بھگتی کیا یہ وہی بائین ہین جنگی نسبت پہلو سے براہین میں خبر دیکھی تھی۔

## اٹھارہویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی ہے کہ جو براہین احمدیہ کے ص ۲۴ میں مندرجہ ہے **قل عندی شہادۃ من اللہ فہل انتہ مؤمنون۔ قل عندی شہادۃ من اللہ فہل انتہ مسلمون** یعنی کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے پس کیا تم اس پر ایمان لاؤ گے۔ کہہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کہ تم اسکو قبول کرو گے۔ یہ دونوں فقرے بطور پیشگوئی گئے ہیں اور ایسے آسمانی نشانوں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو بطور پیشگوئی گئے ہوں کیونکہ خدا کی گواہی نشان کھلاتی ہے چنانچہ بعد اسکو یہ گواہی دی کہ **خسوف کسوف** رمضان میں کیا جیسا کہ آثار میں محمدی موعود کی نشانیں میں آچکا تھا۔ پھر دوسری گواہی خدا نے یہ دی کہ آتم کی پیشگوئی پر عیسائیوں نے واقعاً کو چمپا کر لیا اور یہودی صفت مولویوں نے ان کی ان کے سات مان مانی اور وہ شیطانی آواز تھی

جیسا یوں کہ ہدایت میں نہیں گمراہیوں نے ان کے خلاف سولویوں نے دی پھر خدا نے اخفا شہادت کے بعد آتم کو ہلاک کیا اور اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے لیکھرام کے نشان کو ظاہر کیا اور وہ آسمانی آواز تھی جس نے مطلقاً آواز کو کالعدم کر دیا یہی آثار بنو یہ میں پہلے سے لکھا ہوا تھا جو آتم کی پیشگوئی میں پورا ہوا انیسویں خدا کی گواہی وہ پیشگوئی تھی جو جلسہ ماسیب پہلے شان کی گئی تھی۔ جو تھی خدا کی گواہی لیکھرام کے پانچگان کا نشان تھا جس نے مخالفوں کی کمر توڑ دی یہ پیشگوئی جن لوازم اور تصریحات کے ساتھ بیان کی گئی اور شان کی گئی تھی وہ تمام لوازم ایسے تھے کہ کوئی دانا باور بہان کر گیا کہ انکا انجام دینا انسان کے حوصلہ میں ہو سکتا ہے کیونکہ اس میں ایجاد بتلائی گئی تھی دن بتلا یا گیا تھا ۛ ۛ بتلائی گئی تھی وقت بتلا یا گیا

ۛ ۛ صحابہ خراج باب ۳۲ سے ثابت ہوتا ہے کہ گوسالہ ساری کے قیمت دنا جو کہ ۲۰ ارادہ

اور صورت موت بدلانی گئی تھی یعنی یہ کہ کس طرح ہر گناہیاری سے یا قتل سے اور ہر شگونی کے اشارت  
یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ جن لوگوں نے اس گوسالہ کی شناخت کو پرستش تک پہنچایا اور سچائی کا خون کیا  
اور اس کی تعریف میں غلو کیا وہ بھی خدا تعالیٰ کی نظر میں اس قوم کی طرح میں جنھوں نے سامری کے  
گوسالہ کی پرستش کی تھی اسد تعالیٰ سورۃ الاحراف میں فرماتا ہے ان الذین اتخذوا  
العجل سبیلاً لہم غضب من ربہم وذلت فی الحیوۃ الدنیا والذین  
عجزوا عن الذین یعنی جنھوں نے گوسالہ پرستی کی آپر غضب کا عذاب پڑ گیا اور دنیا کی زندگی میں  
ان کو ذلت پہنچی گی اور اس طرح ہم دوسرے منقرضوں کو مراد دیتے۔ اور یہ ایک لطیف اشارہ ان  
گوسالہ پرستوں کی طرف بھی ہے جو اس دوسرے گوسالہ یعنی بیکھرام کی پرستش کرتے ہیں ظالم و  
خونریزی کے ارادوں تک پہنچنے خدا تعالیٰ کے علم سے کوئی شے باہر نہیں وہ خوب باقاعدہ ہندو بھی بیکھرام کی  
پرستش کر کے اسکو گوسالہ بنائیں گے اس سے اس گناہ کو غلطی نہ کہ بھرم کہ قصہ کی طرف اشارہ کر دیا۔ تو یہیت  
خروج باب ۱۱ آیت ۱۲ ثابت ہوئی کہ خدا تعالیٰ نے نبی امینؐ کو گوسالہ پرستی کے سبب سے بھی تہیٰ یعنی ایک نیا  
آئین پڑ گئی تھی جس سے وہ مر گئے تھے۔ اور اس عذاب کی خبر کی وقت اسد تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا تھا  
کہ جو لوگ ایمان لائیں گے میں انکو نجات دوں گا جیسا کہ فرماتا ہے والذین عملوا السیئۃ  
ثقتہم تا کبوا من بعد ہذا و اٰمنوا ان ربنا من بعد ہذا الغفور الرحیم۔ یعنی  
جنھوں نے گوسالہ پرستی کی دہن میں بُرے کام کیے پھر بعد اس کے توبہ کی اور ایمان لائے تو خدا تعالیٰ  
ایمان کے بعد ان کے گناہ بخشد سے گا اور ان پر رحم کرے گا کیونکہ وہ غفور اور رحیم ہے۔

**بقیہ حاشیہ** یہودی عید کے دن میں کیا گیا تھا مگر آگ میں جلانا اور باریک ہینا اور عباد کی مانند بنانا  
جیسا کہ پہلے حروف میں لکھا ہے یہ فرصت طلب کام تھا اس برے کام نے مزدور  
رات کا کچھ حصہ لیا ہوگا کیونکہ حضرت موسیٰ اس وقت اترے تھے جب گوسالہ پرستی کا سبب  
خوب گرم ہو گیا تھا اور یہ وقت غالباً دوپہر کے بعد میں ہوگا اور ہر کچھ عرصہ ناراضگی اور  
غضب میں گذرنا ہذا یہ قطعی امر ہے کہ سونے کا جلانا اور خاک کی طرح کرنا کچھ حصہ رات  
تک جو دوسرے دن میں محسوب ہوتے ہی ختم ہوا ہوگا سو خدا تعالیٰ نے جو بیکھرام کے لئے  
گوسالہ سامری کا نام اختیار فرمایا اسی نام میں یہ بھیجید پوشیدہ تھا کہ عید کے دوسرے دن  
اس کی تباہی کا سامان ہوگا جیسا کہ گوسالہ سامری کا ہوا۔ اور چونکہ گوسالہ پر اکثر پھری پھرتی تھی



اور لیکھرام کے مقدس میں آیت کریمہ کا یہ اشارہ ہے کہ جنھوں نے نافع الہام کی نگاہ کی اور قیل  
کی سازشیں کی اور گورنمنٹ کو قتل کے لئے بھڑکایا اور پھر بعد اس کے توبہ کی اور ایمان لائے تو  
خدا ان پر رحم کرے گا اسی مقام کے متعلق اس عاجز کو الہام ہوا ہے **یا مسیح مخلوقِ خدا** انا  
یعنی اسے خلقتِ کائنات میں ہمارے استعدی بیماریوں کے لئے توجہ کر اور براہین احمدیہ کے صراحتاً  
اسی کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ وہ عزائمہ فرماتا ہے انت مبارک فی الدنیا والاخرۃ  
امراض الناس و بکاتہ ان ربک فعال لما یرید یعنی تجھے دینا اور آخرت میں برکت  
دی گئی ہے خدا کی برکتوں کے ساتھ لوگوں کی بیماریوں کی خیر کے لئے تیار ہے جو چاہتا ہو کرتا ہے۔ دیکھو  
یہ کس زمانہ کی خبریں ہیں اور نہ معلوم کس وقت پوری ہوں گی ایک وہ وقت ہے جو عامی مرتدین  
اور دوسرا وہ وقت آتا ہے جو دعا سے زندہ ہوں گے۔

## انیسویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی جو براہین کے صریح میں ہے یہ ہے رب ارنی کیف یحق الموتی رب اغفر  
وارحم من السماء۔ رب لا تزرنی فردا وانت خیر الوارثین۔ رب  
اصلم امۃ محمد ربنا اقم بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر القاضین  
یریدون ان یطفوا نور اللہ یا فخرہم واللہ ملتہم بنورہ ولولہذا لیکافرو  
اذا جاء نصر اللہ والفتح وانتهی امر الزمان الینا الیس ہذا بالحق۔  
ترجمہ یعنی اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو کیونکر مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ اے میرے رب  
مستغفر فرما اور آسمان سے رحم کر۔ اے میرے رب مجھ کیلئے امت محمدیہ اور تو خیر الوارثین ہے۔ اے  
میرے رب امت محمدیہ کی اصلاح کر۔ اے ہمارے رب ہم میں اور ساری قوم میں بجا فیصلہ  
کردے اور تو سب فیصلہ کریں والوں سے بہتر ہے۔ یہ لوگ ارادہ کریں گے کہ خدا کے نور کو اپنے  
منہ کی چونکوں سے بجھا دیں اور خدا اپنے نور کو پورا کرے گا۔ اگرچہ کافر کراست ہی کریں۔

**ایضاً حاشیہ** اس میں نص ہے کہ جو الہام میں اعتقاد کیا گیا ہے اس کی توثیق خداوندیکہ ہر ام کی موت کی نسبت جو  
پیشگوئی ہے کہ وہ عید کے دوسرے دن قتل کیا جائیگا اس میں الہام الہی وہ ہے کہ جو کتب  
کرامات الصالحین کے ساتھ میں لکھا ہوا ہے یعنی۔ مستغفر یوم العید الطویل

جب خدا کی مدد آئیگی اور انکی فتح نازل ہوگی اور دلوں کا سلسلہ ہماری طرف رجوع کر گیا اور ہماری نظر  
 اٹھ کرے گا تب کھا جائیگا کہ کیا یہ سچ نہیں تھا۔ اس تمام الہام میں یہ پیشگوئی ہے کہ ضروری ہے کہ قوم  
 مخالفت کرے اور اس سلسلہ کے نابود کرنے کے لئے پوری کوشش کرے اور سرگزشت چاہے کہ یہ سلسلہ  
 قائم رہ سکے لیکن خدا اس سلسلہ کو ترقی دیکھا یہاں تک کہ زمانہ اسی طرف الٹ آئے گا اور بعد اس کے کہ  
 لوگوں نے اکیلا چھوڑ دیا ہوگا پھر اس طرف رجوع کریں گے۔ اب دیکھو کہ یہ پیشگوئی کیسی صفائی پر پوری

**بقیہ حاشیہ**

اس کے پہلے کا شعر یہ ہے الا انی فی کل حویب غالب + فکذنی بما  
 زورت فالحق یغلب + یعنی میں ہر ایک جنگ میں غالب ہوں پس دروغ آرائی سے  
 جبر طرح چاہے مگر کہیں حق غالب ہو جائیگا۔ اور بھروسہ سے شعر میں اس شعر کی تشریح کی  
 کہ حق کیونکر غالب ہوگا اور وہ یہ ہے ویشرفی ربی وقال مبشر اذ ستعرف یوم  
 العید والعید اقرب + یعنی میرے رب نے مجھے بشارت دی اور بشارت دیکر کھا کہ تو  
 عظیم عید کے دن کو مئی خوشی کے دن کو پہچان لے گا اور اس دن سے معمولی عید بہت قریب  
 ہوگی یعنی حق کے غالب ہونیکا وہ دن ہوگا اس لئے مومنوں کی وہ عید ہوگی اور معمولی عید اس سے  
 ملی ہوئی ہوگی اور اسی شعر کی تشریح مائل پنج یعنی سرورق کے صفحہ اخیر اسی کتاب کلمات الصالحین  
 میں لکھی ہوئی ہے اور یہی لفظ بشارتی الربی جو اس شعر کے سر پر ہے وہاں بھی موجود ہے اور وہ  
 یہ ہے قال بشر فی الربی بموتہ فی تسبت سنۃ ان فی ذلک لایسترا  
 للطالبین۔ یعنی خدا تعالیٰ نے مجھے بشارت دی کہ یکھرام چہ سال کے عرصہ میں مر جائیگا  
 اور اسی بشارت کی طرف انجام آتھم کے قصیدہ میں وہ شعر جو ماہ ستمبر ۱۹۹۷ء تک  
 شالوی کو مخاطب کر کے لکھے گئے ہیں اشارہ کر رہے ہیں اور جس کا فقرات کا لفظ شعر مستعار  
 یوم العید میں موجود ہے اس قصیدہ میں بھی ہمیں کو مخاطب ایک کے مستعار  
 موجود ہے اور جیسا کہ وہ قصیدہ جس میں یہ الہام ہے یعنی ستعرف العید والعید  
 اقرب محمد حنین کے لئے اور اس کو مخاطب کر کے لکھا گیا تھا ایسا ہی اس قصیدہ میں بھی محمد  
 شالوی کو مخاطب ہے اور وہ شعر یہ ہیں۔

تمشی تعزینک السلا

تب اہا العالی تانی ساعۃ

کہ تو اپنے خشک ہاتھ کو کانٹے کا

ای قلو کرنے والے توبہ کر کیونکہ وہ وقت آتا ہے

ہوئی براہین احمدیہ کے زمانہ میں علما کا کچھ شور و غوغا تھا بلکہ جو تکفیر کے فتوے کا بانی ہے اُس نے کمال ثناء و صفت سے براہین احمدیہ کا ریو لکھا تھا پھر ایک مدت دراز کے بعد تکفیر کا طوفان اٹھا اور ایک مدت تک اپنا زور دکھاتا رہا اور اب پھر الہام الہی نے موافق وہ سیلاب کچھ کم ہوتا جاتا ہے اور وہ وقت آتا ہے کہ نور کی نمایاں فتح اور تاریکی کی کھلی کھلی شکست ہوئے

## بیشوین پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کی تمام نسبت پر جو ص ۱۲۲ میں ہے اور ہم اس کو مفصل کچھ چکے ہیں اور مدت ہوئی کہ آتھم صاحب اس دنیا سے کوچ کر کے اپنے ٹھکانہ پر پہنچ گئے ہیں ہمارے مخالفوں کو اب اس میں تو شک نہیں کہ آتھم مر گیا ہے جیسا کہ لیکچر ام مر گیا ہے اور جیسا کہ احمد بیگ مر گیا ہے لیکن اپنی ناسیانی سے کہتے ہیں کہ آتھم میعاد کے اندر نہیں مرا اسے **نالائق قوم** جو شخص خدا کی وعید کے موافق مر چکا اب اس کی میعاد بغیر میعاد کی بحث کرنا کیا حاجت ہے بھلا دکھلاؤ کہ اب وہ کہاں اور کس شہر میں بیٹھا ہے تم سن چکے ہو کہ اسپر تو میعاد کے اندر ہی بھاؤ دیکھو کی آج شروع ہو گئی تھی شرط پر اس نے عمل کیا اس لئے کوئی چند روز نیجان کی طرح بسر کئے آخر اس آگ نے اُسکو نہ چھوڑا اور بحسم کر دیا۔

یہ خدا تعالیٰ کی عینی قدرتوں کا ایک بھاری نمونہ ہے کہ آتھم کے قصہ کی سترہ برس پہلے

## بقیہ حاشیہ

تائیک ایاتی ففرف وجہا  
ہوئے نشان تیرنگ نہیں گئے پس تو انہیں شلغ کر لیا

فاصلہ ولا تترك طريق حباء  
پس صبر کر اور حبا کا طریق ست چھوڑ

انی لشرا للناس ان لم ياتني

لضر من الرحمن للاعلا

میں تمام مخلوقات میں سے بدتر ہوں گا

اگر خدا کی مدد ہو میرے بندہ کی نصیب ہو چکے

هل تطعم الدنيا مذل صبا

ہمہ مات ذالک تغیل السفہاء

کیا دنیا یہ اس قدر کھتی ہے کہ صداقی دلیل ہو گیا

یہ کہاں ممکن ہے بلکہ یہ تو سادہ لوحوں کا جنال ہے

من ذالذی یغتری غرر حباہ

الارض لا تقی شمس سماء

خدا کے عزیز کو کون ذلیل کر سکتا ہے

کیا زمین کو طاقت ہے جو آسمانی آفتاب کو خاک کر دے

یاربنا افلح بیننا بکرامت

یا من یری قلبی ولب لحائی

اے میرے رب ایک کرامت دکھلا کہ ہم میں فیصلہ کر اے وہ خدا جو میرے دل اور میرے وجود کے منہ کو جانتا کر

منہ

بلایچہ میں خبر دہج کر دی گئی پہلے اس بحث کی طرف اشارہ کر دیا گیا جو بنو حید اور ثلثت کی بارہ میں  
 بمقام امیر سر موہی تھی اور اس کے بارہ میں فرمایا گیا **قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ**  
**وَلَمْ يُولَدْ وَلَهُ كُنُوزٌ كَثِيرَةٌ كَفَوا أَحَدَهُ** پھر عیسائیوں کے اس مکر کی خبر دی گئی جو حق  
 پوچھنے کے لئے عیسائیوں کے گزرنے کے بعد انھوں نے کیا پھر اس مکر کا رانہ فتنہ پر اطلاع دی گئی جو عیسائیوں  
 کی طرف سے نہایت مستعجابانہ جوش کے ساتھ ظہور میں آیا اور پھر آخر صدق کے ظاہر ہو نیکی بشارت دی  
 گئی اور پھر اس الہام کے ساتھ جو صراط میں سہتہ یعنی **إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا** فتح عظیم کی  
 خوشخبری سنائی گئی۔ اب بتلاؤ کیا یہ انسان کا کام ہے کہ کھولا اور پھر لکھتم کی پیشگوئی کیسی عظیم الشان  
 مسبق کجبرتی اور نامہرہ کہتی ہے۔

## اکیسویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے صراط میں برج ہے **فَتَحَ الْوَلِيَّ فَتَحٌ وَقَرِيبًا جِئَا**  
**اسْتَجِمَ النَّاسُ - وَلَوْ كَانُوا لَا يُفْعَلُونَ بِالْأَمْرِ إِلَّا نَالُوا - إِنَّا لِلَّهِ بِرَهَانِهِ تَرْجِمُهُ**  
 فتح دی ہے جو اس ولی کی فتح ہے اور ہم نے ہر اسی کے مقام پر اسکو قرب نجات ہے۔ تمام لوگوں سے  
 زیادہ بہادر ہے اگر ایمان شریا پر چلا گیا ہوتا تو یہ اس کو وہاں سے لے آتا خدا اس کے برہان کو روشن کرے گا

## بائیسویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی بھی براہین احمدیہ میں ہے اور وہ یہ ہے کہ **إِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا يَرْفَعُ اللَّهُ ذِكْرَكَ**  
**وَيُثَمِّمُ نَعْمَتَهُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ** تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے خدا تیرا ذکر اور بجا  
 کرے گا اور خدا اپنی نعمتیں دنیا اور آخرت میں تیرے پر پوری کرے گا۔ اور جو فرمایا کہ تیرا ذکر اور بجا کرے گا  
 اس کے یہ معنی ہیں کہ دنیا اور دین کے خاص لوگ تعریف کو ساتھ لے کر تیرے ذکر کریں گے اور انجو مرتبوں والو  
 تیری ثنائیں مشغول ہوں گے۔ اب کیا یہ تعجب نہیں کہ جو شخص کا فرد حقیر شمار کیا جاتا ہے اور وحال  
 اور شیطان کہا جاتا ہے اسکا انجام یہ ہو۔ کہ دین اور دنیا کے بلند مراتب والو اسکو انکی تعریفیں کریں گے

تیسویں پیشگوئی  
 یہ پیشگوئی پہلی صراط میں ہے قوم ہے ترائی **لَا أَفْعَلُ رَاجِي - وَالْقِيَتُ عَلَيْكَ حَبَّةٌ مِّنْ**

وشر الذین امنوا ان لهم قلع صدق عند ربهم۔ وائل علیہم  
 ما اوحی الیہم من ربک ولا نصعہم لخلق اللہ ولا استئم من الناس۔  
 میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور میں اپنی طرف سے محبت تیرے پر ڈالوں گا یعنی بعد اس کے کہ لوگ  
 دشمنی اور بغض کرینگے یک دفعہ محبت کی طرف لوٹائے جائیں گے جیسا کہ بھی ہدیٰ موعود کی نشانی  
 میں سے ہے اور پھر فرمایا کہ جو ایک بڑے لڑکے کو خوشخبری دے کہ وہ اپنے رب کے نزدیک قدم صدق  
 رکھتے ہیں۔ اور جو میں تیرے پر وحی نازل کرتا ہوں تو انکو مٹا خلق اللہ سے منہ مت پھیر اور  
 ان کی ملاقات سے مت تھک اور اس کے بعد الہام ہوا۔ ووسیع مکانک یعنی ہانڈ  
 مکان کو وسیع کرے۔ اس پیشگوئی میں صاف فرمایا کہ وہ دن آتا ہے کہ ملاقات کرنیوالوں کا  
 بہت ہجوم ہو جائیگا یہاں تک کہ ہر ایک کا تجھے ملنا مشکل ہو جائیگا پس تو اسوقت ملال ظاہر کرنا  
 اور لوگوں کی ملاقات سے تھک نہ جانا۔ سبحان اللہ یہ کس شان کی پیشگوئی ہے اور آج سے ابرس  
 پہلا اسوقت بتلائی گئی ہے کہ جب میری مجلس میں شاید دو تین آدمی آتے ہوں گے اور وہ بھی کبھی  
 کبھی اس سے کیا علم عجیب خدا کا ثابت ہوتا ہے۔

## چوبیسویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی برہن کے ص ۸۹ میں ہے اور وہ یہ ہے انت وجیہ فی حضرت فی اختر تک  
 نفسی۔ انت بآئلتہ تو جیدی و تقریدی تخان ان تعان و تعارف  
 بین الناس۔ یعنی تو میری جانب میں وجہ ہے۔ میں تجھے چن لیا۔ تو مجھے ایسا جیسے بڑی  
 توجید اور تقرید۔ پس وہ وقت آگیا جو تیری مدد کی جائیگی اور تو لوگوں میں مشہور کیا جاوے گی اسوقت  
 کی پیشگوئی ہے کہ اس چھوٹے سے گاؤں میں بھی بہتر سے ایسے تھے جو مجھے ناواقف تھے۔ اور اب جو  
 اس پیشگوئی پر ابرس گزر گئے تو پیشگوئی کے معنوم کے مطابق اس عاجز کی شہرت اس حد تک پہنچی  
 ہے کہ اس ملک کے غیر قوموں کے بچے اور عورتیں بھی اس عاجز سے خبر نہیں ہوں گی جس شخص کو  
 ان دونوں زمانوں کی خبر نہ ہوگی کہ وہ وقت کیا تھا اور اب کیا ہے تو بلا اختیار اس کی روح بولی کہ  
 کہ یہ عظیم الشان علم عجیب انسانی طاقتوں سے ایسا بعید ہے کہ جیسا کہ ایک کسی کی طاقت ایک کسی کی طاقت کا کام  
 نہ ہوگا اس خاک رسراج الحق چاہیے خدا کے فضل سے دونوں ذیل کے دیگر اور ایمان میں ترقی ہوئی اور خدا سے ملنے  
 کے لئے کو ہوا کمال اور ترقی اس نام برحق اور معصوم کی دیکھائے اور اس صدق کی سمیت میں رکھ کر ایمان کو بڑھاؤ۔

## ۶۵ پچیسویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۰ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے سبحان اللہ تبارک و تعالیٰ  
زاد محمدك منقطع اباعك و بعد منك ترجمہ - پاک ہو وہ خدا جو مبارک اور بلند ہے  
بھری بزرگی کو اس نے زیادہ کیا اب یوں ہوگا کہ تیرے باپ دادا کا نام منقطع ہو جائیگا اور ان کا ذکر  
مستقل طور پر کوئی نہیں کریگا اور خدا تیری وجود کو تیرے خاندان کی بنیاد و تعمیر اسے گا۔

اس پیشگوئی میں دو وعدہ ہیں (۱) اول یہ کہ خدا لائق اور اچھی اولاد اس خاندان  
میں پیدا کریگا اور دوسرے یہ کہ تمام شرف اور مجد کا ابتدا اس ماہر کو ٹھیرا دیا جائیگا اور وہ پیشگوئی  
جو ایک مبارک لڑکے کے لئے کی گئی تھی وہ الہام بھی درحقیقت اسی الہام کا ایک شعبہ ہے اس وقت  
نادانوں نے شور مچایا تھا کہ پیشگوئی کے قریب زمانہ میں لڑکا پیدا نہیں ہوا بلکہ لڑکی پیدا ہوئی یہ تمام غلط  
کہ یہ نادان خیال کرتے تھے کہ پیشگوئی کا بلا فاصلہ پوری ہونا ضروری ہے اور الہامات میں  
خدا تعالیٰ کی یہ غرض نہیں ہوتی بلکہ اگر ہزار لڑکی پیدا ہو کر بھی پھر ان صفات کا لڑکا پیدا ہوا تو بھی  
کہا جائیگا کہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ مان اگر الہام الہی میں بلا فاصلہ کا لفظ موجود ہوتا تو مثبت اس لفظ  
کی رعایت سے پیشگوئی کا ظہور میں آنا ضروری ہوتا۔

## پچیسویں پیشگوئی

پچیسویں پیشگوئی براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۱ میں یہ ہے وعاکان الدار لیت ترك حتى يميز  
النجي من الطيب واللہ غالب علیٰ اعداءه ولكن اکثر الناس لا يعلمون  
ترجمہ - خدا تجھ نہیں چھوڑے گا جب تک پاک اور پلیدی میں فرق نہ کر لے۔ اور خدا اپنے امر پر غالب  
لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

## ستائیسویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۲ میں ہے اور وہ یہ ہے ارددت ان استخلف  
فخلقت آدم یعنی میں نے خلیفہ بنانے کا ارادہ کیا سو میں آدم کو پیدا کیا۔ اور دوسرے مقام  
میں اسی کی تشریح میں یہ الہام ہے وَقَالُوا اجْعَلْ فِيْهَا مِّنْ رِّيسٍ قَالُوا لَا اَعْلَمُ  
مَّا تَعْمَلُونَ یعنی لوگوں نے کہا کہ کیا تو ایسے آدمی کو خلیفہ بناتا ہے جو زمین پر فساد پھیلایا

خدا نے کہا کہ میں اُنہیں وہ چیز جانتا ہوں جسکی تجھ میں خبر نہیں۔ جیسا کہ دوسرے الہام میں اسی  
براہین میں فرمایا ہے انت معنی بمازلۃ لا یعلمہا الخلق یعنی تو مجھ سے اس مقام پر ہے  
جس سے دنیا کو خبر نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی نو سترو سال سے براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی  
اور جس فتنہ کی طرح یہ پیشگوئی اشارہ کرنی ہے وہ سالہا سال بعد میں ظہور میں آیا۔ چنانچہ مولویوں  
نے اس عاجز کو مفسد ٹھرایا کھڑے فتنے کھکے گئے نذیر حسین دہلوی نے (علیہ الماتختہ) ٹیگور کی میاں  
ڈالی اور محمد حسین بنالوی نے کھدک کی طرح بہ خدمت اپنے ذمہ لے کر تمام مشاہیر اور غرض شایر سے  
کھڑے فتنے اُٹھ لکھوائے اور جیسا کہ الہام الہی سے ظاہر ہوتا ہے براہین احمدیہ میں پہلے سے  
خبر دی گئی تھی کہ ایسے فتنے کھکے جائیں گے۔ اور آثار نبویہ میں بھی ایسا ہی آیا تھا کہ اُس مہدی موجود  
کھڑا فتویٰ لگایا جائیگا سو وہ سب لکھا ہوا پورا ہوا۔

## اٹھائیسویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے ص ۴۹۶ میں ہے اور وہ یہ ہے یحییٰ الذین ویقید الشریعة  
یا ادراسکن انت وزوجک الجنة۔ یا مریم اسکن انت وزوجک الجنة  
یا احمد اسکن انت وزوجک الجنة۔ نفخت فیک من لدنی روح الصدا  
دین کو زندہ کر گیا اور شریعت کو قائم کر گیا۔ ادا آدم تو اور تیرا زوج بہشت میں داخل ہو جاؤ  
اسے مریم تو اور تیرا زوج بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ اسی احمد تو اور تیرا زوج بہشت میں داخل  
ہو جاؤ۔ سینے اپتر پاس سے صدق کی روح تجھ میں پھونکی۔ یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے اور تین  
ناموں سے تین واقعات آئندہ کی طرف اشارہ ہے جنکو عنقریب لوگ معلوم کر سکیں اور اس الہام  
میں جو لفظ لَدُن کا ذکر ہے اُسکی شرح کشفی طور پر یوں معلوم ہوئی کہ ایک فوشہ خواب میں  
کتاب ہے کہ یہ مقام لدن جہان تھے پہنچا یا گیا یہ وہ مقام ہے جہاں ہمیشہ بارشیں ہوتی رہتی ہیں اور  
ایک دم بھی بارشیں نہیں تھمتی۔

## انیسویں پیشگوئی

یہ وہ پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ کے ص ۶۶ میں درج ہے اور وہ یہ ہے لَمَّا تَمَّكَ الدِّینُ  
کھڑا دین اہل الکتاب والشرعین متغلبین حتی یتیم المیئۃ

اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ یہ خدا کی ایک ایسی نشان  
لی طرف اشارہ ہے جو دنیا کو ہلاک ہونے سے بچائے گا۔ اور اللہ تم کے یہی ہیں کہ ممکن تھا کہ اہل  
کتاب اور ہند واسپے غضب اور عداوت سے باز نہ بھرتے جب تک میں ایک کھلا کھلا نشان انھوں نے  
اور اگر میں ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا اور حق شہتہ ہو جاتا۔

## تیسویں پیشگوئی

یہ وہ پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ کے ص ۱۵ میں درج ہے اور وہ یہی اَنَا فَتَحْنَا لَكَ  
فَتْحًا مَبِينًا لِيَعْرِفَ لَكَ اللَّهُ مَا نَقَدَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاخَّرَ مِنْهُ اِيك کھلی کھلی فتح  
ہم تجھ کو دی ہے مام تیرے اگے پچھلے گناہ بخش دین۔ یہ استعارہ اپنی رصنا مندی ظاہر کرنے کیلئے  
بیان فرمایا ہے۔ مثلاً ایک آقا اپنے کسی غلام سے ایسے حکیمانہ طور سے وقت بسر کرتے ہو جان  
خیال کرتے ہیں کہ وہ انہیں ناراض ہے تب اس آقا کی غیرت جوش مارتی ہے اور اس غلام کی  
سرافرازی کیلئے کوئی ایسا کام کرتا ہے کہ گویا اس نے اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دئے ہیں  
یعنی ایسی رصنا مندی ظاہر کرتا ہے کہ لوگوں کو یقین ہو جاتا ہے کہ ایسا مہربان آپس کبھی ناراض نہیں ہوگا  
ہے۔ پھر اس کے بعد اسی صفحہ میں ایک تصویر دکھلائی گئی ہے اور وہ تصویر اس عاجزی سے ہنر  
پوشاک پر اور تصویر نہایت رصناک پر جیسے سپر سالر مسلح فوجی ب اور دائیں بائیں تصویر کے  
یہ لکھا ہے **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ** سلطان احمد مختار۔ اور تاریخ یہ لکھی ہے سوموار کا روز  
انیسویں ذی الحجہ ۱۳۲۷ مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۹۰۸ء اور ششم کا کتبہ منبہ ۱۹ ہجری۔ یہ تمام عبارت ابن  
کے ص ۱۵ اور ص ۱۶ میں موجود ہے۔ یہ کشف بتلار ماہر کا تجھار کے ذریعہ سے ایک نشان ظاہر ہوگا  
سولیکھ ام کا نشان اس طرح وقوع میں آیا پھر اس کے بعد ص ۱۶ میں یہ الہامی عبارت **وَاللّٰهُ  
يَكْفُرُ عَنْكَ**۔ **فَبَرَاةَ اللَّهِ عَمَّا قَالُوا**۔ **وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَاجِبًا**۔ **فَلَمَّا تَبَخَّلَىٰ بَرَبَهُ**  
**لَجَّجِلَ جَلَدِهِ** کا **وَاللّٰهُ مَوْكِنٌ كَيْدَ الْكَافِرِينَ**۔ **وَلِيُخْلِصَ آيَةَ لِلنَّاسِ**  
ورحمۃ منا وکان اعلیٰ مقضیا یعنی کیا خدا اپنے بندہ کو کافی نہیں ہے پس خدا نے اس کو اس الزام  
سے بری کیا جو کافروں نے انہیں لگایا۔ اور وہ خدا کے نزدیک وجہ ہے اور خدا نے مشکلات کے  
بہار کو پاش پاش کیا اور کافروں کو کونست کیا اور ہم اس کو اپنی رحمت سے ایک نشان مجھ میں لگے



اور ابتدا سے ایسا ہی مقدر تھا۔ اس الہام میں خدا تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے کہ ہندو لیکھرام کے قتل کے بعد سڈرش قتل کا ایک الزام لگائیں گے اور ایک مکر کرینگے تا وہ الزام پختہ ہو جائے ہم اس مذمت کی برویت ظاہر کر دیں گے اور ان کے مکر کو نیست کر دیں گے اور شکلاست کے پہاڑ آسان ہو جائیں گے اس کچھ ضرور رہیں کہ ہم کسی کو اس پیشگوئی کی طرف توجہ دلا دیں خود اہل انصاف سوچیں اور اس قدر غلے کھلے غیبی امور سے انکار کر کے اپنی عاقبت کو خراب نہ کریں۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس پیشگوئی میں جو لیکھرام کو جل سے نسبت دی گئی اس میں کئی مناسب توں کا لحاظ ہے (۱) اول یہ کہ جیسا کہ گوسالہ سامری بھان تھا ایسا ہی یہ بھی بھان تھا اور سہائی کی روح اُسین بہن تھی (۲) دوسرے یہ کہ جیسا کہ اُس بھان گوسالہ کے اندر سے بھل آواز آتی تھی ایسا ہی اس کے اندر سے بھی بھل آواز آتی تھی (۳) تیسرے یہ کہ جیسا کہ وہ بھان گوسالہ کے عید کے دن نیت ہنلا دیکھا گیا تھا ایسا ہی عید کے دنوں میں ہی یہ بھی نیت ونا بود دیکھا گیا (۴) چوتھے یہ کہ جیسا کہ وہ گوسالہ قوم کے سونے کے زیور سے بنایا گیا تھا ایسا ہی یہ گوسالہ بھی قوم کا مالیت کیونہ سے طیار ہوا (۵) پانچویں یہ کہ جیسا کہ وہ گوسالہ آخر قوم کو مری لوگوں کیلئے طرح طرح کے عذاب اور دکھوں کا موجب ہوا ایسا ہی اس گوسالہ کو مری پنجاریوں کا انجام ہوگا۔

## اکتیسویں پیشگوئی

یہ وہ پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ کے ص ۵۵ میں درج ہے

بگرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائی محمدیان بر منار بلند تر حکم افتاد۔ پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار۔ خدا تر سے سب کام درست کر دیکھا اور تیری ساری براہین تجھے دیکھا۔ رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا۔ اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن مجید خدا کی کتاب اور میرے سنہ کی باتیں ہیں۔ جناب الہی کے احسانات کا دروازہ کھلا ہے اور اس کی پاک رحمتیں اس طرف متوجہ ہیں۔

## بیسویں پیشگوئی

یہ وہ پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ کے ص ۵۶ اور ص ۵۵ پر درج ہے اور وہ یہی دیکھائی

انی متوخیك ورافعك الی وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین كفروا  
 الی یوم القیمة۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت ثانی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں  
 ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور برے زور آور  
 حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا الفت نہ ہم نہ انا فاصبر کا صبر اولو العزم  
 یہ پیشگوئی لیکھ ام کے حق میں سچی جو پوری ہو گئی اور تفصیل اسکی گزر چکی ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے  
 آنے والے ہیں۔ اور اسی کے متعلق براہین احمدیہ کے حصہ اور ضلک میں بہ الباقی ہے ویشوقنا  
 من دونہ۔ ائمة الکفر لا تحف انک انت الاعلیٰ ینصرف للہ  
 فی مواطن۔ ان یوحی لفصل عظیم۔ یعنی تجھے کافروں میں گئے مگر آخر غلبہ تجھی کو  
 ہوگا۔ خدا کی سیدانوں میں تیری فتح کریگا۔ میرا دن برے فیصلہ کا دن ہوگا۔ یظل ربک  
 علیک وبعینک۔ ویرحمک یعصمک اللہ من عنک وان لم یعصمک الناس  
 وان لم یعصمک الناس یعصمک اللہ من عنک۔ انی منجیك من الغم۔ انت  
 متی بجزالة لا یعلمها الخلق۔ کتب اللہ لا غلبان انا ورسلی لا یمیل  
 لکسمتہ (ترجمہ) خدا اپنی رحمت کا سایہ تجھ پر کریگا اور تیرا فریاد رس ہوگا اور تجھ پر رحم کریگا  
 وہ تجھے آپ بچائیگا اگرچہ انسانوں میں سے کوئی بھی نہ بچا دے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگرچہ انسانوں  
 میں سے کوئی بھی نہ بچا دے پر وہ تجھ پر آپ بچائیگا۔ میں تجھے غم سے بچاؤں گا تو تجھ سے وہ قرب  
 رکھتا ہے جسکا خلقت کو علم نہیں۔ خدا نے یہ لکھ چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب ہوں گے  
 سو خدا کے کلمے بھی نہیں بدلین گے۔

## تین تین پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے ۵۵۸ اور ۵۵۹ میں درج ہے اور وہ یہ ہے سلام علیک  
 یا ابراہیم انک الیوم لدینا مکیث امین۔ جب اللہ خلیل اللہ۔ اس اللہ  
 الہم نجعل لک مھولاً فی کل امر بیت الفکر وبتت الذکر۔ ومن دخلک  
 کان امناً۔ مبارک و مبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ۔ رفعت و جعلت  
 مبارکاً۔ والذین امنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم اولئک لهم الامن

وَمَنْ هَتَدَ لَكَ نَزْمَهُ تِيرِے پر سلام ادا کر اسیم آج تو مجھ سے نزدیک بامرتبہ اور بہتر  
 خدا کا دوست - خدا کا خلیل - خدا کا شیر - ہمتے ہر ایک امر میں تیرے لئے آسانی کر دی - بیت الفکر  
 اور بہت الذکر - اور جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں آگیا - وہ بہت الذکر برکت دینے والا اور  
 برکت دیا گیا ہے - اور ہر ایک برکت کا کام اس میں کیا جائیگا - اور جو لوگ ایمان لائے اور کسی  
 ظلم سے ایمان کو مکر رہنیں کیا انہیں کو امن دیا جائیگا اور وہی ہدایت یافتہ ہوں گے -  
 بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو گھر کے ساتھ چھت پر بنائی تھی ہے اور یہ الہام کہ مبارک و مبارک  
 وکل امر مبارک بھل منہ یہ اس مسجد کی بنا کا مادہ تاریخ ہے اور نیز یہ اس کے آئندہ برکات بکلیت  
 ایک پیشگوئی ہے جسے ظہور کے لئے اب بنا ڈالی گئی ہے -

## پینتیسویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی کتاب ہدایات میں کے باب ۱۲ میں درج ہے اور وہ یہ ہے وہ تجھ بہت برکت دیگا  
 یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھو ڈھیں گے اور اسی کے متعلق ایک کتبہ  
 اور وہ ہے کہ عالم کشف میں میں دیکھا کہ زمین نے مجھے گفتگو کی اور کہا یا قاضی اللہ  
 کنت لا اخرجک یعنی اچھند کے دلی میں تجھ کو چھانی تھی -

## پینتیسویں پیشگوئی

شیخ محمد حسین ثبالی صاحب رسالہ اشاعت السنہ جو بانی مہمانی تھیں اور جسکی گردن پر تہذیب  
 دہلوی کے بعد تمام مہردن کے گناہ کا بوجھ ہے اور جس کے آثار بظاہر نہایت رذی اور یاس کی  
 حالت کے ہیں اس کی سنّت میں مرتبہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنی اس حالت پر ضلالت سے  
 رجوع کرے گا اور پھر خدا اس کی آنکھیں کھولے گا واللہ عولیک لشی قلی ثمرہ  
 اور ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گو یا میرے چھ حسنین کے مکان پر گیا ہوں اور میرے ساتھ  
 ایک جماعت ہے اور ہمیں نماز پڑھی اور میں نے امامت کرائی اور مجھے خیال گذرا کہ مجھے نماز  
 یہ غلطی ہوئی ہے کہ میں نے ظہر یا عصر کی نماز میں سورہ فاتحہ کو بلند آواز سے پڑھا شروع کر دیا تھا پھر  
 مجھ معلوم ہوا کہ میں نے سورہ فاتحہ بلند آواز سے نہیں پڑھی بلکہ صرف نیکر بلند آواز سے ہی

پھر جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ محمد حسین ہمارے مقابل پر بیٹھا ہے اور اس وقت مجھ کو اسکا سیاہ رنگ معلوم ہوتا ہے اور بالکل پرہیز ہے بس مجھے شرم آئی کہ میں اسکی نظر کو دن پس اسی حال میں وہ میرے پاس آگیا میں نے اسے کہا کہ کیا وقت نہیں آیا کہ تو صلح کرے اور کیا تو چاہتا ہے کہ مجھ پر صلح کج جائے اس نے کہا کہ ہاں پس وہ بہت نزدیک آیا اور بے گنہ ہوا اور وہ اسوقت چھوٹے بچہ کی طرح تھا پھر میں نے کہا کہ اگر تو چاہے تو ان باتوں سے درگزر کر جو میں نے تیرے خیال میں کہیں جنسے تجھے دکھائی دینا اور خوب یاد رکھ کہ میں نے کچھ نہیں کہا مگر سعت نیت ہو اور ہم دُرتے ہیں خدا کے اس بھاری دن سے جبکہ ہم اس کے سامنے کھڑے ہوں گے اس نے کہا کہ میں نے درگزر کی تب میں کہا کہ گواہ رہ کہ یہ وہ تمام باتیں تھیں۔

مخدّدین جو تیری زبان پر جاری ہوئیں اور تیری تکبیر اور تکذیب کو میں نے معاف کیا اس کے بعد ہی وہ اپنا اصلی قدر نظر آیا اور سفید کیڑے نظر آئے پھر میں نے کہا جیسا کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا آج وہ پورا ہو گیا پھر ایک آواز دینے والے نے آواز دی کہ ایک شخص جس کا نام سلطان ہوگا جو جان کندن میں ہے میں نے کہا کہ اب مغرب وہ مرجا گیا کیونکہ مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے کہ اس کی موت کو دن صلح ہوگی پھر میں نے محمد حسین کو یہ کہا کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا تھا کہ صلح کے دن کی یہ نشانی ہے کہ اس دن بہار الدین فوت ہو جائے گا محمد حسین نے اس بات کو سنکر نہایت تعظیم کی نظر سے دیکھا اور ایسا تعجب کیا جیسا کہ ایک شخص ایک دفعہ صحیحہ کی عظمت سے تعجب کرتا ہے اور کہا یہ بالکل سچ ہے اور واقعی بہار الدین فوت ہو گیا پھر میں نے اس کی دعوت کی اور اس نے ایک خفیف عذر کے بعد دعوت کو قبول کر لیا اور پھر اسکو کہا کہ میں نے خواب میں یہ بھی دیکھا تھا کہ صلح بلا واسطہ ہوگی سو جیسا کہ دیکھا تھا ویسا ہی ظہور میں آگیا اور یہ بُدہ کا دن اور تاریخ ۱۲ دسمبر ۱۲۹۷ء تھی۔

## چھٹی سوین پیشگوئی

چھٹی سوین پیشگوئی یہ ہے جیسا کہ میں ازالہ اوہام میں لکھ چکا ہوں خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تیری عمر اسی تیس یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ ہوگی اور یہ الہام قریباً میں نے بابائیں میں حصہ کا ہے جس سے بہت لوگوں کو اطلاع دی گئی اور ازالہ اوہام میں بھی درج ہو کر شائع ہو گیا۔

## ۷۲ سینٹیون پیشگوئی

سینٹیون پیشگوئی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ ان اشتہارات کی تقریباً جو آریہ قوم اور پادریوں اور سکھوں کے مقابل پر جاری ہوئے ہیں جو شخص مقابل پر آئیگا خدا اس میدان میں میری مدد کرے گا۔ اسی طرح اور بھی پیشگوئیاں ہیں جو متفرق کنونین لکھی گئی ہیں۔ اور ایسے خوارق پاچھزار کے قریب پہنچ چکے ہیں جنکے دیکھنے والے اکثر گواہ اب تک زندہ موجود ہیں۔ اور ہر ایک شخص جو ایک مدت تک صحبت میں رہا ہے اس نے بچپنم خود مشاہدہ کیا ہے اور کر رہے ہیں پس ان بد قسمت لوگوں کی حالت پر فوسن ہے کہ جو کہتے ہیں کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ اور پیشگوئی نہیں ہوئی یہ نادان بنین سمجھو کہ بحالت میں ان کی اُمت سے یہ انوار اور برکات ظاہر ہو رہے ہیں اور دوسرے کسی نبی کی امت سے یہ نشان ظاہر نہیں ہوتے تو کس قدر سچائی کا خون کرنا ہے کہ ایسے سرچشمہ برکات سے انکار کیا جائے بلکہ حق تو یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مسد نہ ہوتا تو کسی نبی کی نبوت ثابت نہ ہو سکتی۔

ظاہر ہے کہ صرف قصوں اور کہانیوں کو پیش کرنا اسکا نام تو نبوت نہیں ہے یہ قصے تو ہر ایک قوم میں کجرت پائے جاتے ہیں لعنت ہے ایسے دل پر جو صرف قصوں پر اپنے ایمان کی بنیاد ٹھیرائے۔ خصوصاً وہ لوگ جنہوں نے ایک انسان کے کچھ عاجز و خوار بنالیا۔ دیکھا نہ بھالا قربان گئی خالہ۔

ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جو ائمہ دینی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیرا نبی مرتبہ اکبر کو جانتے ہیں یعنی دی نبیوں کا سردار رسولوں کا خزانہ تمام مرسلوں کا سر تاج جسکا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس کے زیر سایہ دس دن چلتے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی وہ کیسی گتا میں ہیں جو ہمیں بھی اگر ہم ان کے تابع ہوں مردود اور مخدول اور سیلہ دل کرنا چاہتے ہیں کیا ان کو زندہ بنانا چاہیے جنکے سامنے ہم خود مردہ ہو جاتے ہیں یقیناً بھوکہ یہ سب مردے ہیں کیا مردہ کو مردہ روشنی بخش سکتا ہے یسوع کی پرستش کرنا صرف ایک بت کی

پریش کرتا ہے۔ عجیب قسم ہے اُس ذات کی جس کے ماترے میں میر بجان ہے کہ اگر وہ میر  
 زمانہ میں ہوتا تو اسکو انگسار کے ساتھ میری گواہی دینی پڑتی گوئی اسکو قبول کر  
 یا نہ کرے مگر یہی سچ ہے اور سچ میں برکت ہے کہ آخر اسی روشنی دنیا پر پڑتی ہے بت  
 دنیا کی تمام دیواریں چمک اٹھتی ہیں مگر وہ جو تاریکی میں پڑے ہوں سو آخری وصیت یہی ہے  
 کہ ہر ایک روشنی سننے رسول بھی اٹھی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا  
 وہ بھی پائے گا اور ایسی قبولیت اسکو ملے گی کہ کوئی بات اس کے آگے ان ہونی نہیں رہے گی  
 زندہ خلد اچھو لوگوں سے پوشیدہ ہے اس کا خدا ہوگا اور چھوٹے خدا سب اس کے  
 پیروں کے نیچے کھلے اور وندے جائیں گے وہ ہر ایک جگہ مبارک ہوگا اور الٰہی قوانین اس کے  
 ساتھ ہونگی وَالسَّلَامُ عَلٰی سَائِرِ الْمَلَائِكَةِ

اب ہم اس رسالہ کو اس وصیت پر ختم کرتے ہیں کہ اسے سچائی کے طالبو سچائی کو  
 ڈھونڈو کہ اب آسمان کے دروازے کھلے ہیں۔ اور اسے ہماری قوم کے نادان مولو پوروی  
 خدا کے دن میں جنکا وعدہ تھا سو آئندہ کھولو اور دیکھو کہ زمین پر کیا ہو رہا ہے اور کسے سچائی کے  
 بادشاہ مقدس رسول کو پیروں کے نیچے کھلا جاتا ہے کیا اس پاک نبی کی توہین میں کچھ کسر رہ گئی  
 کیا ضرورت تھا کہ زمین کے اس طوفان کے وقت آسمان پر کچھ ظاہر ہوتا تو اس لئے خدا نے ایک نیا  
 کو اپنے بند و بہن سے چن لیا تا اپنی قدر میں دکھلا دے اور اپنی ہستی کا ثبوت دے اور وہ جو چاہی  
 سے ٹھٹھے کرتے اور جھوٹ و محبت رکھتے ہیں انکو بتلا دے کہ میں ہوں اور سچائی کا حامی ہوں  
 اگر وہ ایسے فتنہ کے وقت میں اپنا چہرہ نہ دکھلاتا تو دنیا گمراہی میں ڈوب جاتی اور ہر ایک  
 نفس دہریہ اور ملحد ہو کر مرتا یہ خدا کا فضل ہے کہ انسانی کشتی کو عین وقت میں اُس نے تمام لیا  
 یہ چودھویں صدی کی تھی چودھویں رات کا چاند تھا جس میں خدا  
 اپنے نور کو چادر محیط طرح زیر پھیلا دیا۔ اب کیا تم خدا سے لڑو گے کیا فلاسفہ سے اپنا سر جڑاؤ  
 کچھ شرم کرو اور سچائی کی آگے مت کھڑے ہو۔ خدا نے دیکھا ہے کہ زمین بدعت اور شرک  
 اور بدکاریوں سے جھلکی ہے اور نجاست کو پسند کیا جانے لگا اور سچائی کو رد کیا جاتا ہے سو اس نے  
 چاہا کہ اس کی قدیم سے عادت ہو دنیا کی اصلاح کے لئے توجہ کی۔ کیونکہ سچی تبدیلی آسمان سے  
 ہوتی ہے نہ زمین سے اور سچا ایمان اوپر سے ملتا ہے نہ نیچے سے۔ اسلئے اُس رحیم خدا نے چاہا کہ ایمان

اس زمانہ کے مولو لوں کی سست میں رہی کہتا ہوں جو آٹھویں پہلے سے کہا گیا ہے

کو تازہ کرے اور ان لوگوں کے لئے جنگو اشتہاروں کے ذریعہ سے بلا یا گیا ہے یا آئندہ لایا گیا  
ایسا نشان دکھلائے۔ اور مجھے میرے خدا نے مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ **الْأَرْضُ وَالسَّمَاءُ  
مَعَكَ كَمَا كُنْتَ مَعِيَ قُلْ لِي الْأَرْضُ وَالسَّمَاءُ قُلْ لِي سَلَامٌ فِي مَفْعَلٍ**  
**صَدَقَ عِنْدَ مَلِكِنَا مُعْتَدِرٌ**۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ هُمْ  
مُحْسِنُوْنَ۔ بَاقِي نَصْرُ اللّٰهِ۔ اِنَّا سَنُنْذِرُ الْعَالَمَ كُلَّهُ۔ اِنَّا سَنُنْزِلُ۔ اِنَّا اللّٰهُ  
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا۔ یعنی آسمان اور زمین پر سے ساتھ ہے جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہے۔ کہہ آسمان  
اور زمین میرے لئے ہے۔ کہہ میرے لئے سلامتی ہے۔ وہ سلامتی جو خدا قادر کی حضور میں پجائی  
کی نشست گاہ میں ہے۔ خدا ان کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتے ہیں اور جبکہ اصول یہ ہے  
کہ خلق اللہ سے نیکی کرتے رہیں۔ خدا کی مدد آتی ہے۔ ہم تمام دنیا کو متنبہ کریں گے۔ ہم زمین پر  
اُمّ ترین گے۔ میں ہی کامل اور سچا خدا ہوں میرے سوا اور کوئی نہیں۔

ان الہامات میں نصرت الہی کے پُر زور وعدے میں مگر یہ تمام مدد آسمانی نشانوں  
کے ساتھ ہوگی وہ لوگ ظالم اور ناسمجہ اور بیوقوف ہیں جو ایسا خیال کرتے ہیں کہ مسبب  
موجود اور محمدی موعود تلوار لے کر آئیگا۔ نبوت کے نوشتے پکار پکار کر کہتے ہیں کہ اس زمانہ  
میں تلواروں سے نہیں بلکہ آسمانی نشانوں سے دلوں کو فتح کیا جائیگا اور پہلے ہی تلوار اٹھانا  
خدا کا مقصد تھا۔ بلکہ جنہوں نے تلواریں اٹھائیں وہ تلواروں سے ہی مارے گئے۔ مگر یہ  
آسمانی نشانوں کا زمانہ ہے فوئیز یون کا زمانہ نہیں احمقوں نے بری تاویلین کر کے خدا کی  
پاک شریعت کو بڑی سنگھون میں دکھایا ہے۔ آسمانی قومیں جیسفدر اسلام میں ہیں کسی دین میں  
ہیں ہو میں اسلام تلوار کا محتاج ہرگز نہیں۔

الَّذِيْنَ هُوَ عِنْدَ اللَّهِ أَهْلُ الْآخِرَةِ وَالَّذِيْنَ هُوَ عِنْدَ اللَّهِ أَهْلُ الْآخِرَةِ

نظم منشی گلاب الدین صاحب برہنہ

رحمت حق سو ملا ہے اسے کیا فضل و کمال  
تاکہ اسلام کی رونق کو کرے پھر وہ کمال  
آسمان پر سے اتر آیا وہ صاحب اقبال

اللہ اللہ صدی چودھویں کا عہد و حال  
جس میں مامور من اللہ ہوا ایک بندہ حق  
جس کے آئین کی خبر خیر صادق نے مٹھی دی

**قادیان** جائے قیام اسکا غلام احمد نام  
 دین کی تجدید لگی ہوئے ابصر شد و مد  
 بھوکے نورانی قداؤں سے لگے ہونے سیر  
 شرک و بدعت کی سیاہی تو لگی ہوئے دور  
 راز سر بستہ بہت علم لدنی کے کھلے  
 وحی و الہام کی نایتین روشن ہوئیں آج  
 کھل گیا آج کہ ہے معجزہ زندہ **قرآن**  
 ہر مخالف کا کٹ تیغ براہین سے سر  
 پیدنگویوں کے کھلے مجید رسالت کے بھی راز  
 معنی اعجاز نبوت و فرشتوں کا تزلزل  
 حل ہوئے نکتے تصوف کے ولایت کے بھی مجید  
 الغرض ہو گئے حل سیکڑوں عقدے حاصل  
 منصفو غور کر دیا ہے زمانہ الشا  
 مثل شیشہ کے بنی اور ولی ہوتے ہیں  
 خود تو شہر کی طرح آنکھوں سے معذوبین او  
 علم ظاہر تو ہے العلم حجاب الہی  
 موسیٰ و خضر ک قصہ کو بھی کیا محول گئے  
 خضر کے چچے چلے جاؤ عقیدت و کلاب

جھاڑی اسلام نے پھر جس کے سببے پروال  
 دیکھو جس شخص کو کرتا ہے یہی قیل و قال  
 پیاسے برکات کی بارش کو موسیٰ مالا مال  
 نظر آئے لگا توحید کا اس حسن و جمال  
 دیکھ کی کشف و کرامات کی ایک زندہ مثال  
 شیبہ معراج کا عقدہ کھلا اور طور کا حال  
 سب جہان مان گیا سامنا اسکا ہے محال  
 ہو گئے غیر مذاہب بھی کجبت پامال  
 کھلیا عیسیٰ مریم کا تزلزل حیدر  
 قلب مومن پر جو ہو گئے ہیں الہی انضال  
 مانا سب نے کہ ہنیں خارق عادت بھی محال  
 دس جواب اسکو ملے جسے کیا ایک سوال  
 کہتے ہیں عیسیٰ موعود کو آیا وصال  
 نظر آتا ہے سدا عیشہ میں اپنا خط و خال  
 عیب سورج کو لگاتے ہیں بایں حسن و جمال  
 علم باطن سے سدا پاتا ہے انسان کمال  
 کر دیا موسیٰ کو حیران چلا خضر وہ چال  
 خیر و خوبی سے اگر چاہے ہو تم حال و قال

## فہرست آمدنی چندہ برای طباطبائی مہمان خانہ و چاہ و عجزہ

منشی عبد الرحمن صاحب	ابراہیم سلیمان کپڑی مددگار	شیبہ اسحق اسماعیل صاحب بنگلور
مولوی سید محمد احسن صاحب مددگار	شیبہ علی بی صاحب	پیر خدابخش صاحب اتابک آباد لاہور
عبدی صاحب مددگار	شیبہ صاحب محمد علی صاحب	الہ میرزا صاحب مومس
شیبہ صاحب مددگار	مولوی سلطان محمود صاحب	شیبہ رحمت احمد صاحب ناچار لاہور
الہیہ صاحب مددگار	شیبہ صاحب وزیر آباد	منشی کرم علی صاحب ازکوه شملہ
غیر الدین کھوان قریب قادیان	امام الدین شیوان قریب قادیان	نواب خالص صاحب تحصیل دار جہلم
جلال الدین صاحب طائی ضلع کرات	عبد الغفور صاحب بٹواری قادیان	نبی بخش صاحب بہار واریہ سالانہ
عبدالحی صاحب کراچی والدہ لہاریہ	خلیفہ قادر الدین صاحب لہاریہ	محمد صدیق صاحب شیوان قریب قادیان

منشی عبد الرحمن صاحب بنگلور  
 مولوی سید محمد احسن صاحب مددگار  
 عبدی صاحب مددگار  
 شیبہ صاحب محمد علی صاحب  
 مولوی سلطان محمود صاحب  
 الہیہ صاحب مددگار  
 غیر الدین کھوان قریب قادیان  
 جلال الدین صاحب طائی ضلع کرات  
 عبدالحی صاحب کراچی والدہ لہاریہ  
 خلیفہ قادر الدین صاحب لہاریہ  
 محمد صدیق صاحب شیوان قریب قادیان  
 منشی عبد الرحمن صاحب بنگلور  
 مولوی سید محمد احسن صاحب مددگار  
 عبدی صاحب مددگار  
 شیبہ صاحب محمد علی صاحب  
 مولوی سلطان محمود صاحب  
 الہ میرزا صاحب مومس  
 شیبہ رحمت احمد صاحب ناچار لاہور  
 منشی کرم علی صاحب ازکوه شملہ  
 نواب خالص صاحب تحصیل دار جہلم  
 نبی بخش صاحب بہار واریہ سالانہ  
 محمد صدیق صاحب شیوان قریب قادیان



زین الدین محمد البرکات صاحب بنجر بمبئی      شمس الدین محمد ابراہیم صاحب      شہاب الدین شمس الدین صاحب      لعل  
مہدی حسین صاحب      نور محمد صاحب      فتح محمد خان صاحب      بزرگاریہ و بیگم  
بابو چلے الدین صاحب شیش باطلہ      میرزا افضل بیگ صاحب      ڈاکٹر پورہ صاحب      حضور  
عبد اللہ صاحب برادری و اجمل      اکبر علی شاہ صاحب      مولوی محمد قاصد امام صاحب      اجمل  
فضل الہی صاحب فیض الدین صاحب      حافظ نور محمد صاحب      جہاں علی صاحب غلام نبی صاحب      فادیا  
عبد اللہ صاحب غلام نبی صاحب      غلام قادر صاحب      غلام نبی صاحب      نظام الدین صاحب      ۲  
عبد الحاق صاحب رفوگر اہل      غلام محمد صاحب      غلام محمد صاحب      کلاب الدین صاحب      بھول  
محمد حسین صاحب سوداگری شہید اہل      بنی بخش صاحب      رفوگر اہل      والدہ عبد العزیز صاحب      شیخو خان  
ابو عبد العزیز صاحب      پوری مذکور      جمال الدین صاحب      شیخو خان      شاہین صاحب      شیش باطلہ  
غلام حسین صاحب      شیش باطلہ      خلفہ رشد الدین صاحب      شیش باطلہ      محمد خان صاحب      کیور تہلہ  
عبد الدین صاحب      بیلا سر صاحب      قاضی مینا الدین صاحب      قاضی کوٹ      قاضی محمد یوسف صاحب      قاضی کوٹ  
فضل الدین صاحب      قاضی کوٹ      قاضی فضل الدین صاحب      نور محمد صاحب      نور محمد صاحب      ورش کے  
ابو نبی بخش صاحب      رفوگر اہل      حیدر علی شاہ صاحب      ہزار داروگ      منتری غلام الہی صاحب      ہیرہ و ہیرا داروگ  
مہر سادون شیخو خان      عبد العزیز صاحب      بیلا سر صاحب      کوٹ      ابو عبد العزیز صاحب      مذکور  
میداد شاہ صاحب      بیلا کوٹ      المیر شاہ صاحب      موصوف صاحب      لعل      منلی الدین صاحب      بیلا کوٹ  
محمد الدین صاحب      شیش باطلہ      شیخ عطاء محمد صاحب      اور سیر      حکیم احمد الدین صاحب      ۲  
حکیم محمد دین صاحب      مولی بخش صاحب      بوٹ فروش      سید نواب شاہ صاحب      مدرس  
سید جلیل شاہ صاحب      غایت الدین صاحب      سید محمد صاحب      ملازم بولند فیض الدین صاحب      نظام الدین صاحب      دکان صاحب      ہیرہ  
سید ابوبکر شاہ صاحب      زین الدین صاحب      محمد الدین صاحب      اسل نوٹس      علی گوسا صاحب      شیخو صاحب      ۲  
مولوی قطب الدین صاحب      بدولی      قادر بخش صاحب      لہانہ      محمد اکبر صاحب      شیش باطلہ      منتری رستم علی صاحب      کوٹ      شیش باطلہ  
شاہ کر الدین صاحب      کراچی      مولوی غلام محی الدین صاحب      مدرس      نور محل      ابو غلام محی الدین صاحب      چلو صاحب  
مرزا نیاز بیگ صاحب      مندر خرم خان      سید محمد موسی صاحب      بوٹکلم      مندر بازار      شرف الدین صاحب      کوٹ      فقیر فیض الدین صاحب  
حافظ عبد الرحمن صاحب      لہ      منتری عزیز الدین صاحب      مندری      کوٹ      ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب      شیش باطلہ  
مولوی عرفان صاحب      مولوی جوڑ صاحب      شیخ حسین صاحب      آبادی      ہزار نور شیش باطلہ      شیخ عابد صاحب      شیش باطلہ  
شیخ کریم الہی صاحب      حافظ محمد صاحب      مصطفی ویرقنی صاحب      صاحبان      مولوی یوسف صاحب      منتری      ۲  
پران صاحب      مولوی محمد صاحب      شیخ عبد الصمد صاحب      مندری      شیخ عبد اللہ صاحب      مندری      ۲  
سید محمد صاحب      مدرس      مولوی کریم الدین صاحب      مندری      مولوی عبد البرکات صاحب      ۲

بابو چلے الدین صاحب شیش باطلہ      شمس الدین محمد ابراہیم صاحب      شہاب الدین شمس الدین صاحب      لعل  
مہدی حسین صاحب      نور محمد صاحب      فتح محمد خان صاحب      بزرگاریہ و بیگم  
بابو چلے الدین صاحب شیش باطلہ      میرزا افضل بیگ صاحب      ڈاکٹر پورہ صاحب      حضور  
عبد اللہ صاحب برادری و اجمل      اکبر علی شاہ صاحب      مولوی محمد قاصد امام صاحب      اجمل  
فضل الہی صاحب فیض الدین صاحب      حافظ نور محمد صاحب      جہاں علی صاحب غلام نبی صاحب      فادیا  
عبد اللہ صاحب غلام نبی صاحب      غلام قادر صاحب      غلام نبی صاحب      نظام الدین صاحب      ۲  
عبد الحاق صاحب رفوگر اہل      غلام محمد صاحب      غلام محمد صاحب      کلاب الدین صاحب      بھول  
محمد حسین صاحب سوداگری شہید اہل      بنی بخش صاحب      رفوگر اہل      والدہ عبد العزیز صاحب      شیخو خان  
ابو عبد العزیز صاحب      پوری مذکور      جمال الدین صاحب      شیخو خان      شاہین صاحب      شیش باطلہ  
غلام حسین صاحب      شیش باطلہ      خلفہ رشد الدین صاحب      شیش باطلہ      محمد خان صاحب      کیور تہلہ  
عبد الدین صاحب      بیلا سر صاحب      قاضی مینا الدین صاحب      قاضی کوٹ      قاضی محمد یوسف صاحب      قاضی کوٹ  
فضل الدین صاحب      قاضی کوٹ      قاضی فضل الدین صاحب      نور محمد صاحب      نور محمد صاحب      ورش کے  
ابو نبی بخش صاحب      رفوگر اہل      حیدر علی شاہ صاحب      ہزار داروگ      منتری غلام الہی صاحب      ہیرہ و ہیرا داروگ  
مہر سادون شیخو خان      عبد العزیز صاحب      بیلا سر صاحب      کوٹ      ابو عبد العزیز صاحب      مذکور  
میداد شاہ صاحب      بیلا کوٹ      المیر شاہ صاحب      موصوف صاحب      لعل      منلی الدین صاحب      بیلا کوٹ  
محمد الدین صاحب      شیش باطلہ      شیخ عطاء محمد صاحب      اور سیر      حکیم احمد الدین صاحب      ۲  
حکیم محمد دین صاحب      مولی بخش صاحب      بوٹ فروش      سید نواب شاہ صاحب      مدرس  
سید جلیل شاہ صاحب      غایت الدین صاحب      سید محمد صاحب      ملازم بولند فیض الدین صاحب      نظام الدین صاحب      دکان صاحب      ہیرہ  
سید ابوبکر شاہ صاحب      زین الدین صاحب      محمد الدین صاحب      اسل نوٹس      علی گوسا صاحب      شیخو صاحب      ۲  
مولوی قطب الدین صاحب      بدولی      قادر بخش صاحب      لہانہ      محمد اکبر صاحب      شیش باطلہ      منتری رستم علی صاحب      کوٹ      شیش باطلہ  
شاہ کر الدین صاحب      کراچی      مولوی غلام محی الدین صاحب      مدرس      نور محل      ابو غلام محی الدین صاحب      چلو صاحب  
مرزا نیاز بیگ صاحب      مندر خرم خان      سید محمد موسی صاحب      بوٹکلم      مندر بازار      شرف الدین صاحب      کوٹ      فقیر فیض الدین صاحب  
حافظ عبد الرحمن صاحب      لہ      منتری عزیز الدین صاحب      مندری      کوٹ      ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب      شیش باطلہ  
مولوی عرفان صاحب      مولوی جوڑ صاحب      شیخ حسین صاحب      آبادی      ہزار نور شیش باطلہ      شیخ عابد صاحب      شیش باطلہ  
شیخ کریم الہی صاحب      حافظ محمد صاحب      مصطفی ویرقنی صاحب      صاحبان      مولوی یوسف صاحب      منتری      ۲  
پران صاحب      مولوی محمد صاحب      شیخ عبد الصمد صاحب      مندری      شیخ عبد اللہ صاحب      مندری      ۲  
سید محمد صاحب      مدرس      مولوی کریم الدین صاحب      مندری      مولوی عبد البرکات صاحب      ۲

محقق کو حوالہ دینا صحیح ہے ورنہ غلط ہے۔ شمس الدین محمد ابراہیم صاحب بنجر بمبئی

## خط و کتابت

اس عرصہ میں جو کچھ مکرری خواجہ غلام فرید صاحب دہشتی پیر نواب صاحب دہشتی پور سے اس عاجزی خط و کتابت ہوئی المحض برہنیت فائدہ عام وہ تمام خطوط جاہلین چھاپ دے جلد ہی میں شاید کسی بندہ خدا کو اس سے فائدہ ہو۔ **وَدَانَا الْأَعْمَالُ بِالْإِسْتِغْنَاءِ**

خواجہ صاحب کا وہ پہلا خط جو ضمیمہ

انجام آہتم کے ۳۹ صفحہ پر طبع ہوا

**مِنْ قَهْرِيَاكَ يَا اللَّهُ غلام فرید سجادہ نشین الی جنب**  
**میزر غلام احمد صا قایانی**

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْأَرْيَابِ وَالصَّلَاةُ عَلَى رَسُولِهِ  
الْشَافِعِ بِعِوَمِ الْحَسَابِ وَعَلَى الْأَهْلِ وَالْأَصْحَابِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ  
وَعَلَى مَنْ اجْتَهَدَ وَاصَابَ أَمَا بَعْدُ قَدْ أَرْسَلْتُ إِلَيْكَ بِمَا  
وَبِهِ عَوْتُ إِلَى الْبِأَمَّةِ وَطَالِبْتُ بِالْجَوَابِ وَأَنِّي وَازِلْتُ  
عَدِيمَ الْفُرْصَةِ وَلَكِنْ رَأَيْتُ جُزْءًا مِنْ حَسَنِ الْخُطَابِ فِي سَوَةِ الْعَتَابِ  
أَعْلَمِيَا عَزَّ الْأَحْبَابِ الَّتِي مِنْ بَدْوِهَا لَكَ وَاقِفٌ عَلَى مَقَامِ تَعْظِيمِكَ  
لِنَسِيلِ التَّوَابِ وَمَاجِرَتِ عَلَى لِسَانِي كَلِمَتِي فِي حَقِّكَ لَا بِالتَّجِيلِ

ورعاية الاداب والان اطعك بانى معارف بصله حالك  
بلا ارتياب وموفق بانك من عباد الله الصالحين وفق سعيك  
المشكور مثاب وقد اوتيت الفضل من الملائك الوهاب ولك  
ان تسئل من الله تعالى خيرا ما قبتي وان عولت من ما ابى ولولا  
خوف الاطئاب لانزاد دلت فى الخطاب والى الامام على من سلك  
سبيل الصواب فقط م رجب ١٢٨٤ من مقام چاپران <sup>نقشہ علامہ ولی</sup> خادم الفقراء

ترجمہ تمام تعریفیں اس خدام کے لئے ہیں جو رب الارباب سے اور اس رسول مقبول پر  
جو یوم الحساب کا شفیع ہے اور نیز اس کے آل اور اصحاب پر اور یہ سلام اور ہر ایک پر جو راہ  
صواب میں کوشش کر رہا ہو اس کے بعد واضح ہو کہ مجھے آپ کی وہ کتاب پہنچی جس میں مباح  
کیلئے جواب طلب کیا گیا ہے اور اگرچہ میں عظیم الفرصت تھا تاہم مینے اس کتاب کو ایک جزو  
جو حسن خطاب اور طریق عتاب پر مشتمل تھی پڑھی ہے سوائے ہر ایک حبیب و عزیز تر مجھے معلوم ہو  
کہ میں ابتدا سے تیرے لئے تعظیم کر نیکی مقام پر کھڑا ہوں تاکہ مجھے ذرا سبب حاصل ہوا رہے بھی میری زبان پر  
بجز تعظیم اور تکریم اور رعایت آداب کے تیرے حق میں کوئی کلمہ جاری نہیں ہوا اور اب بھی مطلع  
کرنا ہوں کہ میں بلاشبہ تیرے نیک حال کا مستحق ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تو خدا کے  
صلح بندوں میں سے ہے اور تیری سعی عند اللہ قابل شکر ہے جس کا اجر ملیگا اور اے بخشندہ  
بادشاہ کا تیرے پر فضل ہے میرے لئے عاقبت بالخیر کی دعا کر اور میں آپ کے لئے انجام خیر و خوبی کی  
دعا کرتا ہوں اگر مجھے طول کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں زیادہ لکھتا والسلام علی من سلك سبيل الصواب

## اسکا جواب

بسم الله الرحمن الرحيم  
من عبد الله الاحد غلاما حمدافاه الله وايد الى الشيخ الكرم  
السعيد حتى في الله غلاما فريد - السلام عليكم ورحمة الله وبركاته  
اما بعد فاعلم ايها العبد الصالح قد بلغني منك مکتوب ضخم

بسط الاخلاص والمحبة وكتب بانامل الحب والالفه جزاء الله  
خير الجزاء وحفظك من كل انواع البلاء التي وجدت يده القوى  
في كلمتك فما اضوع ربك وما احسن غوثك فحماتك وقد  
اخبر النبي صلى الله عليه وسلم في امرئ اشرف على احبابي و  
زمرى وقال لا يصدق الا الصالح ولا يلدن به الا الفاسق فشر فالك  
بشارة المصطفى وواها لك من الرب الاعلى ومن تواضع لله  
فقد رفع ومن استكبر فزدد ودفغ والى ما كنت ملائمتك كتيك  
وانت اخلاقك وادابك ادعوك في الحضرة واسئل  
الله ان يتوب عليك بانواع الرحمة وقد سرتني حسن صفاتك  
ورزاقه حصانك وعلمت انك خلقت من طينة الحرة  
واعطيت مكارم السجية واحن الى لقاءك بهوى الجنان  
ان كان قدر الرحمن وقد سمعت بعض خصائص نباهتك وما اثر  
وجاهتك من مخلصي الحكيم للولوى نور الدين فالات نرا  
مكتوبك يقينا على اليقين وصار الخبر عيانا والظن برهان  
فان عوالله سبحانه ان يبقى مجدك وبنيانك ويحيى نيلك راحة  
وعفوانه وكنيت قلت للناس انك لا تلوى عذارك ولا تظهر  
انكارك فابشرت بان كلمتي قد تمت وان فراستي ما اخطات  
ورغبني خلقك في ان افوز براك واسر ببقائك فارحون لستوف  
بالمكتوبات حتى تجي من الله وقت الملاقات والان ارسل اليك  
مع مكتوبي هذا اضميمة كتابي كما ارسلته الى احبابي وفيها  
ذكرك وذكر مكتوبك وارجوان فقرءها ولو كان حرج في بعض  
خطوبك والسلام عليك وعلى اعزتك وشعوبك فقط من قاريان

## خواجہ صاحب کا دوسرا خط

بخدمت جناب میرزا صاحب عالی مراتب مجروح محاسن بیکران سب جمع اوصاف ہے ہاں ان مکرمین  
برگزیدہ خدائے احد جناب میرزا غلام احمد صاحب شیخ اللہ الناس بہتجاء و سرنی بلقاء و العہ  
بالائے۔ پس از سلام سوزن الاسلام و شوق تمام و دعائی اعتلای نام و ارتقائی مقام واضح و  
لایح باد۔ نامہ محبت خاتمہ الفت شامہ مشون ہربالی مائے تامہ مع کتاب رسدہ رسیدہ چہرہ کشاکش  
سرت تازہ و فرحت باندازہ گشت مخفی سادکہ این فقیر از بد و حال خود بقضائی فطرت در عید با  
افتادن و بیضرورت قدم در معارک مناقشات نہادن پسند ندارد و چنداں کہی تواند خود را از داخل خطا  
تخلع بمعنی برمی آرد و چون اکثر مردم را موافقت ہوا از طلب حق باز داشته است و تعصب مجاری  
تحقیق را بخاک جہل فرا نماندہ بران بجنہ گفتار مانا رسیدہ و غایت کار مانا دیدہ غوغائی برمی انگیزند  
و ہمان عبار جہالت کہ پہوائی عناد برداشتہ بفرغوش می پزیند ورنہ شمرہ کار را بمریت صریح است و دلائل  
کنایت ابلغ از تقریر پوشیدہ نہ اند کہ درین جزورمان کسائے از علمائی وقت از فقیر مطالبہ جواب کردہ اند  
کہ ہر کس کی را (یعنی آن صاحب را) کہ با اتفاق علماء چنین و چنان ثابت شدہ است چہر اینکہ ہندستہ  
اند و از چہرہ و در سے حسن ظن داشتہ چون تحیر ایشان معلو بود از کمال جوش و ترکیب الفاظ ایشان  
با برقی طیشہا ہم آغوش نظر بر آنکہ مضامین شان بر علیان دلہا گواہ است و بریت ہر کس خدائی  
و اناتر آگاہ و بر چکیں گان بد بردن شیوہ اہل صفایت و بے تحقیق کسی را منافق یا مطیع نفس  
و السنن روانہ فقر را در کار شان ہم گان بدگران می نمود زبر آنکہ اگر نیت صادق داشتہ باشند  
غلطیشان بشا بہ خطائی الاجتہاد و نواہد بود ورنہ گوش غیبت بیوش ہر قدر کہ از غایت کار آن مکرم  
و ذخیرہ آگاہی انہاشت دل الفت شامل زیادہ اذعان در اخلاص افزو دہ داشتہ و عاست کہ از  
عنایت حق سببہ بہتر پیدا آید و ساعتی نیکو روی نماید کہ حجاب سعادبت جسمانی و نقاب مسافت  
طالانی از میان بر خیزد و اگر بار سال ضمونیکہ در جلسہ مذاہب پیش کردہ اند سرور فرمایند منت شاہ  
والسلام مع الاکرام فضائل و کمالات مرتبت مولوی نور الدین صاحب سلام شوق مطالعہ فرمایند  
و صاحبزادہ میراج الحق صاحب نیز۔ الراقم فقیر غلام فرید بخششی الطائی ہنمقام چارچران شریف  
(۴) ہر ماہ شعبان المصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

# بسم الله الرحمن الرحيم جواب

بخدمت حضرت مخدوم و مکرم الشیخ ابجدیل الشریف السید حبیبی فی السعد عالم فرید

صاحب کان اللہ معہ و رضی عنہ وارضاه - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابجد نامہ نامی و صحیفہ گرامی افتخار نزول فرمودہ باعث گوناگون سرت باگردید و بمقتضای  
آیہ کریمہ الی لا یجد ریح یوسف لولا ان تقیذ و ان از چندین ہزار عالم و  
بوسے آشنائی از کلمات طیبات آن مخدوم بشیدم شکر خدا کہ این سرزمین اذان مردان حق خالی  
نیست کہ در انہا کلمۃ الحق از لوم بیج لائم نمی ترسند - و لورے دارند از جناب احدیت و  
فراموشی دارند از حضرت عزت پس نظرۃ صحیحہ مطہرہ ایشان سوئے حق ایشان را می کند و در احقاق  
حق روح القدس تائیدشان می فرماید الحمد للہ نشر الحمد للہ کہ مصداق این امور آن  
مخدوم بلایا فتم - اسے برادر مکرم رجوع مشائخ وقت سوئے این عاجز بسیار کم است و فتنہ ساز ہر  
پیدا پیش زین حبیبی فی اللہ حاجی منشی احمد جان صاحب لدبیانوی کہ مولف کتاب طبع و معانی  
نیز بود بکمال محبت و اخلاص بدین عاجز ارادتے پیدا کردند و بعض مریدان نااہل در ایشان خیر یا  
گھنڈہ کہ بدین شیخت و شہرت کجا افتاد چون اوشان را ازمان کلمات اطلاع شد معتقدان خود را در  
مجلسی جمع کردند و گھنڈہ کہ حقیقت اینست کہ ما چیزے دیدیم کہ شما منی بینید پس اگر از من قطع تعلق  
می خواہید بسیار خوب است مرا خود پر داسے این تعلق مانگندہ این سخن شان بعض مریدان ال  
دل بگریستند و اخلاص پیدا کردند کہ پیش زان نیز منی دشتند و مرا وقت ملاقات گھنڈہ کہ عجب کاشت  
کہ مرا افتادہ کہ من قصد مصمم کردہ بودم کہ اگر برای گذارند من ایشان را گذارم لیکن امر برعکس آن پدید  
و قسم خوردند کہ اکنون بان خدمتہا پیش می آیند کہ قبل زین اذان نشائے نبود این بزرگ مرحوم چون  
بعد از مراجعت حج و فوات کردند اعزہ و وابستگان خود را بار بار بہین نصیحت نمودند کہ بدین عاجز  
تعلق ماسے ارادت داشتہ باشید و وقت غریبتن حج مرا نوشتند کہ مرا حسرتہاست کہ من زان شہلا  
بسیار کمتر یافتہ و سرے گرد این و آن بر ما در رفت و فرزدان و ہمہ مردان و زمان کہ اعزہ شان بود

بوصیت شان عمل کردند، خود را در ملک سمیت این عاجز کشیدند چنانچه از روزگارے دراز فرزند  
آن بزرگ سکونت لایمانه راترک کرده اند و معجیال خود ترومن در قادیان می مانند.  
و شیخ دیگر **پیر صاحب العلم** است که برائے من خواب دیدند و در باره من از آنحضرت صلی  
علیه وسلم در مجلسی عظیم شهادت دادند و مگوئے من آن مکتوبے نوشتند که در ضمیمه انجام آتم از نظر  
آن مکرم گذشت باشد.

اما بنو جماعت این عاجز بدان تعداد نرسیده که بر من از خداے من عدد آن کثرت  
گریه بود، میدانم که تا اکنون جماعت من از **مہت ہزار** و دس کم یا زیادہ خواهد بود۔  
اے مخدوم و مکرم این سلسلہ سلسلہ خداست و بنا برست از دست قادرے کہ ہمیشہ گاہ  
عجب می نماید اواز کار و بار خود پرسیده نمی شود کہ چرا چنین کردی مالک است ہر چه خواهد می کند  
از خوف او آسمان و زمین می چنند و از سمیت او ملک می لرزند و مرا و در الہام خود ام  
نام بنادہ گفت اَرِیْتَ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَاَخْلَقْتُ اَدَمَ چاکہ می دانست کہ بن  
نیز مورد اعتراض **اَتَجْعَلُ فِیْہَا مَکْنَ یَفْسِدُ فِیْہَا** خواہم گردید پس ہر کہ برای پذیرد و فرست  
است نہ انسان و ہر کہ سری چپ ابلیس است نہ آدمی این قول خدا گفته نہ من۔  
**فَطُوبٰی لِلَّذِیْنَ احْبَبُوْنِیْ وَ مَا عَادُوْنِیْ وَ صَافُوْنِیْ وَ مَا اَذُوْنِیْ وَ قَبَلُوْنِیْ**  
**وَ مَا رَدُوْنِیْ اُولٰٓئِکَ عَلَیْہِمُ صَلَواتُ اللہ و اُولٰٓئِکَ ہُمُ الہام ہندون**  
و آنچه آن مخدوم نقل مضمون **جلسہ مذاہب** طلب کردہ بودند پس سبب توقف این  
کہ من منتظر بودم کہ جزوے از مضمون مطبوع تروم رسد تا بخدمت بفرستیم چنانچہ امر و یک حصہ  
از ان رسید کہ بخدمت روانہ میکنم و ہم چنین آئینہ نیز بطوریکہ وقتاً فوقتاً می رسد انشاء اللہ تعالی  
بخدمت روانہ خواہم کرد و **قبولیت این مضمون** ازین ظاہر است کہ اخبار ای سرکار  
کہ ہر جزوے سرکارے ندارند و صرف آن اخبار را نویسند کہ عظمتی داشتہ باشد **تعریف آن مضمون**  
بخو کردہ اند کہ تا حد اعجاز رسانیدہ اند چنانچہ **سول مٹری** می نویسند کہ چون این مضمون  
خواندہ شد بر سہ مردم عالم محویت طاری بود و بالافاق نوشتند کہ **بر ہمہ مضامین** ہن  
آمد بلکہ نوشتند کہ دیگر مضامین بہ نسبت آن چیزے نہ بودند پس این فضل خداست کہ پیش ازین

واقعہ از الہام و کلام خود مرا اطلاع نیز داد من نیز پیش از وقت آن اعلام آئی را بذریعہ اشتہار شہر  
کردم پس غفلت این واقعہ نور علی نور شد فالحمد للہ علی ذلک

و آنچه آن مکرم در بارہ شکاوہ و شکایت علماء ارقام فرمودہ بودند درین باب چ  
گویم و چہ نویسم مقدمہ من و ایشان بر آسمان بہت پس اگر سن کا ذیم و در علم حضرت  
باری عز اسمہ مقتری و دعوی من کہ کذبہ و جفا تو دہ چاہست و زہمیرہ از خدا دشمن تر سے در حق من  
کسویت و جلد تر مرا از بیچ خواہد پرسند و جماعت مرا متفرق خواہد ساخت زیرا کہ او مقتری را  
ہرگز بحالت اس منی گذارد لیکن اگر سن از و از طرف او ہستم و بیکم او آدم و بیچ جہانتہ در کار و بار  
خود ندارم پس شک نیست کہ او از انسان تائید من خواہد کرد کہ از قدیم در تائید صادقان سنت او  
رفتا است و از لعنت این مردم منی تر سم لعنت آن بہت کہ از آسمان بہار و چون از آسمان لعنت  
نیست پس لعنت خلق ابرہیت بہل کہ بیچ را ستباز سے ازان محفوظ نماندہ لیکن براؤ آن مخدوم  
بحضرت عزت دعا میکنم کہ محض از سعادت فطرۃ خود بہ محافل ان این عاجز کردہ اند پس البعزیر خدا با تو  
باشد و غایت تو محمود باد جزاک اللہ خیر الجزا و احسن الیک فی الدنیا و  
العقبی و کان معک ایما کننت و ان خلک اللہ فی عبادک المحبوں بانیان

## مثنوی

ہا تو باد آن رو کہ نام او خدا  
در تو تا بد نور دلدار ازل  
ویدست مرد سے درین فطال  
گوہمہ از روئے صورت مردماند  
پوئے انس آمد مرا از کوئے تو  
این خضبت بود اسے فرخندہ مو  
خستہ دل از جو رو میدادم کنند  
تا بچشم عنبر زدنہ یقین نشد

اے فرید وقت در صدق صفای  
بر تو بار و رحمت یار ازل  
از تو جان من خوش است ای خوشحال  
در حقیقت مردم معنی کم اند  
اے مرادوئے محبت سوسے تو  
کس ازین مردم ہماروئے نہ کرد  
ہر زمان بالعتی یا دم کنند  
کس بچشم یار صدیق نشد



کا قزم گفتند و دجال لعین  
 بنگر این بازی کنان را چون بچند  
 موسی را کافری دادن تشرار  
 زانکه تخفیر ہے کہ از ناحق بود  
 سفلہ کو غرق در کفر بنان  
 مگر خبر زان کفر باطن داشتہ  
 تا را از قوم خود ببریدہ اند  
 افترا ما پیش ہر کس برودہ اند  
 تا مگر لغز دسے زان امترا  
 در رہ یافتہ ما اینک گفتند  
 کاسرم خوانند از جہل و عناد  
 بخل و نادانی تعصبہا نمود  
 ما سلاخیم از فضل خدا  
 اندرین دین آمدہ از مادریم  
 آن کتاب حق کہ **قرآن** نام اوست  
 آن رسولے کش محمد بہت نام  
 ہر او پاسخہ شد اندر بدن  
 بہت او غیر الرسل خیر الامام  
 ما از و نوشیم ہر آبے کہ بہت  
 آنچه ما **روحی** و ایما ہے بود  
 ما از و ما بیسم ہر نور و کمال  
 اقلما قول بود در جان ما بہت  
 از ملائک و از خبر ماے مسد

بہر قتلہم ہر لیشے در کھین  
 از حسد بر جان خود بازی کنند  
 کار جان بازیست نزد ہوشید  
 واپس آبد بر سر اہلش منت  
 ہر زہ نالہ بہر کھنہ دیگران  
 خویشتر را بدترے انکاشتہ  
 بہر تخفیرم چہا کوشیدہ اند  
 و از جہا نہا سخن پرورودہ اند  
 سادہ لوسے کافرا نگارودہ  
 بالاضار ہی بیاضے خود آہستہ  
 این چنین کورے بدینا کس سہاو  
 کین بکوشید و دو چشم شان رہود  
 مصطفی ما را امام و مقتدا  
 ہم برین از دار دنیا بگذریم  
 بادہ عرفان ما از جام اوست  
 دامن پاکش بدست ما دما  
 جان شد و با جان ہر خواہشکن  
 ہر نبوت را برو شدہ امتتام  
 نہ سندہ سیراب سیرا ہے کہ بہت  
 آن نہ از خود از جان جائے بود  
 وصل و لہ از لہے او محال  
 ہر چہ زد ثابت شود ایمان بہت  
 ہر چہ گفت آن برسل رب العباد

آن همه از حضرت احدیت  
معجزات اینبار رسالتین  
یکدم دوری اذان عشق کتاب  
تا بنات شطالیه پاک اندرون  
این نه من قرآن همین فرموده  
نور را داند کس کو برونشد  
یخ را زازامه این کلام  
مردہ اند و فہم شان مردار ہم  
نور فرقان کی کشمور خود  
روشن از نور روح و ادبنا  
بہمین عشق مرد و مصطفی  
سنگد می بینم رخ آن دگر  
محو روی او شدست این سخن  
جان من از جان او یا بقدا  
فایز افتادم بد و از عروجا  
بہر تہ زان بہن چون منے  
تجہ گبارد بکوسے آن نگار  
کا فرم گفتند و حال ولعین  
کاد لسان ہر زمانے افراست  
صحت نیت چو باشد درو  
لیکن این بے باکی و ترک حیا  
ہر کہ او ہر دم ہر ستار ہوا  
اتباع نفس امارت از خدا

منکر آن سخی لعنت است  
انچہ در قرآن بیان بالیقین  
ترو ما کفرست و شران و تاب  
تا بخوشد عشق یار یحیون  
اندرون شطالہ ہر لودہ است  
و از حجاب سر کشی مالد و رشد  
ہر زہ گویمان ناقضات نامہ  
بوصیبت عشق و از دلدار ہم  
می توان دیدن از دور و خود  
یافت از فیض دل بہن چہ بیا  
دل ہر چون رخ سوک مصطفی  
جان فشا تم گرد بد دل دیگرے  
یو او آید زبام و کوسے من  
از لیسام عجب شادانی کا  
دل زلف و از فرق افتادہ کا  
لحنت حق بر گمان دشمنے  
آن نم کا دل کند جان ہلندار  
من نہ انہم این چہ لایک دین  
یار لسان ہر دم حرص و ہوس  
بر گل صدق و فہم چون لبے  
اقترا بل مستلر ہر امترا  
مر چہاں انہم کہ ترسد از خدا  
بس عین باشد نشان استغیا

معجزات او ہر حق اند و دست  
بر ہمہ از جان و دل ایمان است  
لیک و یوان ابغرض نیت  
راز قرآن را کجا ہند کسے  
اگر بقدر آن ہر کس را راہ بود  
این ہمہ کوران کہ کچھ کہند  
در کف شان استخوان میں نیت  
الغرض فرقان ملہر دین است  
ما چہ بیان ہندیم زان و لہ نظر  
چون چشم کس نہ اند آن حال  
تا مراد انداز حسرتش تبہ  
ساتی من بہت آن جان ہر دورے  
بسکس در عشق او شہم ہا  
احمد اند جان احمد شہید  
ہر من بہتیا کہ من ان رستا  
آن نم کا دزرہ آن سرور  
اگر ہین کھڑت نزد کین وک  
این طبع بہتیاں چون سنگا  
دل نہ از خشت بہت و باطن نہ زخ  
ہر شرارت ہا نمی بند میان  
این نہ کار و یونان و القیا  
خوشتن انیک اندیشیدہ اند  
ہر کہ زمین خشت و جانش بود

منکر آن سخی لعنت است  
ہر کہ انکار کند از اشقیاست  
ہر دے از سر آن آگاہ نیست  
بہر نورے نور می باید لبے  
بس چہ شطالہ ہر لودہ است  
بے نامہ مانعہ قرآن غافل اند  
در سر شان عقل و در اندیش نیست  
او امیر خاطر غلگین باست  
بہر روی او کجا گردے دگر  
جان من قربان آن شمشیر کمال  
شد دم از عشق او زیر و زبر  
ہر زان ستم کند از ساغورے  
من ہما تم سر کی انہم ہا  
اسم من گردید آن اسم و دید  
تا فہم سر این چہ کذب قلمعا  
دو سیاں خاک خون بی سر  
خوش نصیب آنکہ چون من کا  
در بہر شان گرد لہو کاہست  
صحت نیت از ایشان دو دور  
ترسد از نامی اسرار ہیان  
این نہ خوی بندگان با صفا  
تا کی ہر دم چہ ہمیدہ اند  
کا فرم کہ ہر کس ہما نش بود

سر برین دم بخوانم آن کس  
 یکس اینان را بجای رسد نبود  
 اندرینان خوب گفت آن شادین  
 دانش دین تر لاف است و گداز  
 که برشان چون تا کمال خود رسد  
 تن ہی لرزد دل و جان نیز هم  
 لیکن آن امری که هست از آسمان  
 هر که آید و یزد و بکار حق  
 صادق دارد پناه آن یگان  
 او بسا نفس که همچو بلم است  
 آسمان انبیرین باد و لسان  
 ما که این مردم عجب کور و کراند  
 او چو بر سر مریانی می کند  
 من نه از خود او عالمی کرده ام  
 آن خدا که این عاجز را چیه است  
 میل عشق دلیری بر زور بود  
 بهرین شدنیستی طور خدا  
 در دو عالم مثل او روی گنج است  
 خلق و عالم حله در شور و شراند  
 راه حق بر صادقان گشاید  
 صلا قاطعی شناسد چشم پدید  
 صدق و رزی در جنب بکار  
 صدق و رزان این پندارند

کان نهرو او فتاد از ارتباب  
 پیش گرگ گریه میشد چو نهود  
 کافران دل بر دل چون سبزه  
 پشت نهودند وقت هر صفا  
 غیرت حق پرده های شان دید  
 چون خیانتها ایشان بگرم  
 چون زوال آید برادر حسد  
 او ستاده از پیکار حق  
 دست حق در استین او نهان  
 کار او از دست موسی برستم  
 هم زمین الوقت گوید نزن  
 صدشان بهند غافل بگذرند  
 از زینتی آسمانی می کنند  
 امر حق شد اقداسی کردام  
 رجش در کوکب باریه است  
 غالب آمد رحمت مارا در بود  
 چون خودی رفت آمد آن نور خدا  
 بر سر کوشش گرگویی گجاست  
 عاشقان در جهان دیگر اند  
 هر که جوید و منش آید بدست  
 کج و مکر انجانی آید بکار  
 آخرش می یابد ازین وفا  
 اگر چه جهان بخت دار ندان

هم خبر پیش کردم از رسول  
 اکافرم گفتند ورو ما یافتند  
 بر زمان قرآن مگرور سینه  
 جلالی غافل از مازی زبان  
 دشمنان دین چو شمشیر نابکا  
 مکر و ابیاد کردند و کشند  
 من چه چرخم جنگشان با آن خدا  
 فانی ایم و تیر ما تیر حق است  
 سر که بادست خدا چید زین  
 آمد هر وقت حور ابهت  
 این دوستان ما هر بر است  
 این چنین اینان چرا بالا پرند  
 غرض بخش رضل و لطف خود  
 کار حق است این نه از مکر بشیر  
 مردم و جمان هر از برون سید  
 من ندارم مایه کردار ما  
 رو به دردم که روان رو کواد  
 آن کسان که کوچه او غافل اند  
 آن جهان چون باند کس ناپدید  
 هر که جوید پیش از صدق صفا  
 صدق می باید بر او صلح است  
 صد در گسد و بکشاید صدق  
 دوخته در صورت و نظیر

کو صدق افضل حق پاک فضل  
 آن یقین گو یا دلم است گشتند  
 نیت دنیا هست و کبر کینه ما  
 هم ز قرآن هم ز اسرار پنهان  
 دین چو زین العابدین چید و دار  
 تا نظام کار ما بر هم زدند  
 کرد و شد مثل این ریاض و این بنا  
 صید با دراصل نخر حق است  
 هیچ خود کند چو شیطان لعین  
 با هر آید در این طبع پدید  
 باز در من ناقصان افتاده اند  
 یا مگر زان ذات چون مگر اند  
 هر چه پیشش آمد و در سجود  
 دشمن این دشمن آن وادگر  
 گم شدم آخر ز من آید پدید  
 عشق جوید و ازو شد کارا  
 هر دل فرخنده مال سوی او  
 از سگان کوچه ما هم گمرا اند  
 از جهان آن کور و بختی چید  
 ره دندش سوی آن رب الهی  
 هر که بصدق بگوید حق است  
 یار رفته بازی آید لصدق  
 و از شمار و سبب مردم بخیر

کار حقیقی با عملها بسته اند علم با عالم بسته دارد و براه یاری دارد و بیاطن با نظر زندگی در درون پیروز و بخت هر که ترک خود کند یا بد خدا تا آن با و زور بر جان ما تا نزدیک خدا خود شویم تا به بر برگ آید صد هزار بد نصیبی آید و قتلش شد بباد تا به شد عشق و سودا و جو آن بهی کو عاقلان بگریه اند ما که یاد دارا و رو نشیم اندین ره در و سر نشیم از بختی باین گذار شاه کرد	رسته آن دلها که پیش خسته اند بخت پرستی ما کند شام و بچا بان دشواریان تو با خردگر هر که افتادست او آخر بخت چیت وصل از نفس خویش گشتن کو ز باید در ره اسکان ما تا به محو آشتی خود شویم و حیالت تازه مینماید نگار یا آرزو را بجز این جلوه نماید نگار بچگون از تکلف و حق پوشیده اند از در عشق و فانی شدن جهان بخواند او شوق شوقیت قصه های راه ما کو تا کرد	از رخسار او شود این کار و بار اگر بعم شنگ کار دین بدست بخت آن عالی جای پس بلند تا به کار در دکن ناهجان بدست لیک ترک نفس که آسان بود کو درین گرد و غبار می خست تا به نسیم از وجود خود بیرون تا به ریزد هر پیر و بال که هست از غرر و دندان مرا انکاریت چون بنان است آن عزیز محرم پرده ما بر پرده ما افزا خست ترک خود کردیم بهر آن خدا اگر نه او خواندی مرا از وصل وجود راه خود بهر کس شود اندلستان	صدق می باید که تا آید نگار هر لیسے رازد از دین بدست بهر وصلش شور یا باید ننگند که فغانش از جابان بدست مردن از خود شدن کیان بود می توان دید آن رخ آراسته تا به گردد پیر زهرش اندرون بر غایت ره را بر بدن شنگل لیکن ملین به راه وصل یافت هر کس را به گزیند ملاهرم مطلبه نزدیک دور از خست از فغانی پدید آمد بعبا صدق مضمولی کرد می سپود بود و انش ز انسان که گشت باغبان
پیر ز نور و لستان شد سینه ام بیک جام شد بنیان و دیار اجرا آخر زمان نام من است بیک یا به یار بنان شد از نظر می و دهر سوختی دیوانه وار عاشقان را صبر و آرامی کجا و قش گر افغانی او نیست باز چون میند جمال و رو گو	بهر که در غم ز من ماند جدا شد ز دست صیق و آینه ام بوی یاد آمد ازین گلزارین آخرین جامین جام من است از خبر داری همین پرسد خبر تا مگر آید نظر آن رو ببار توبه از روی دلا و اسمی کجا در حق و جانش فراق او نیست مسدود چون بچوای سو او	می کند بفرس خود جو روحها کار من شد کار دلدار ازل از گریه با هم بر آمد و سیر کش خدا نمود این وقت مراد که بیک جانش قرار می بود ولایتش و افتاد از هجرت روز و شب باین خوش کار می بود می کند بروی پریشان دور گار کز فراق شده ملایم یار غزل	

کس می خیزد که گردد سست	گر توانی در صدر دو دفتر	کل بگوید جای چون بلیله	چنین صدق اربود اندر
بج خشونت تخت و خانی بود	ابن جن آثار ناگامی بود	خوب آرم ریشی از خوشن	تا غنیمت و خور تابان کرم
هر کجست از صد قل از نیست	سوی آینه نشسته را باید شست	سرگون افکند و چاه ضلالت	عالم را نور که است از خیال
گم شود تا کس به نمایدش	خاک گردد تا به ویر یابدش	آیه و ربز به بر و سیدار	آن نه سده که بید نویدار
	پخته داند این عن براد السلام	و مایات خدا کار است خام	

اینکه از یاد ما نبردن آسمان زلال است از قفل از چویدست اندازد خطا گوشتان کنون آن بیکه تخفیف بقید بکم  
 و در دل ماست خدا و این شاه عالم من و دل را بمل راه و بهار مگر می نویسم مولوی حکیم نورالدین و صاحبزاده محمد علی محمد علی  
 السلام علیکم مولوی صاحب یزد که خبر آن مکرم اکثر رطب اللسان می مانت عجب که او شان در اندک صحبت و ملی محبت و اخلاص کن بکم  
 چند بار این خارق از ان محمد و م ذکر کرده اند که یک در و در شریف برای خواندن ارشاد فرمودند که ازین زیارت حضرت بنوی صلی الله  
 علیه و سلم خواهد شد چنانچه پنج بار شب مشرف بزیارت شدم - و السلام - الراقم خاکسار غلام احمد زاهدیان +

### خواجہ صاحب کاتیرہ خط

بخدمت جناب عالی آگاه سازم چنانچه جماعتی نگاه شریعت استنباه المستظهر بامد المعرض باسواء المودیس بامد الصمد جناب  
 علام احمد صاحب کارم لاند سید الله الماحد السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته - جوش اشتیاق همچون کارم اخلاق آن سلا لافس  
 و اتفاق از حد بیرون است و محبت بان مجاہد فی سبیل اللہ روزا قرون - مست جوابی صفت که اوقات این فقیر را بعینیت برین  
 هر مجاری حاجت ظاہر و باطن جاری فرمود - و تائید آن بر رضیة الشامل محمود و الخصال انجناب عزت خطابش مسؤل معصوم -

سلک لای آید محبت و و داد و عقد جوار تا بدار صداقت و اتحاد معنی نامه اخلاص ختمه مملو بمواد خلوص و صفای و محشو بذخا  
 حلت و اصطوف و در و گرم آموذ منور و سرور و منصور فرمود فقیر از الفاظ الفت آمیز و معانی ابناء طینیز و معذرت ایزان غلام  
 و کارم الم ذیذا تا الم طلب فرام نمود - و در و مصنون جلیستہ المذائب بر سره انصاحب که با وجود آذوقه خاتم  
 اگر اینها حدت اوارات بل بود - دل الرستہ جان - در بود - همواره باین جماعت رفیع الخایا بسایا غلبه و غفلت لاریه میبرد و مکر  
 باشند و فقیر را مستقر حالات سرت سملت و البته با سائل فضل بر سائل و ارقام کرامت بر قائم بمتبع سیفیه بوده باشند

۳۴ شوال الحکم ۱۲۸۱ هجری قدس الراقم فقیر عن سلام وزید الحشتی النظامی  
 سجاد و شین از چاچران شریف



# فہرست کتب موجودہ مع قیمت علاوہ محصول اک

۴۴	لیجہ سراج نیز مع رسالہ خاک و کتب	جلد چہارم براہین احمدیہ اردو
۴۸	نکتہ اللہ عربی مع ترجمہ اردو	شخصہ حق
۴۴	اسسہ فقہیہ	ترکات الدعار اردو
۴۴	زالہ اوہام ہر دو سہ	انوار الاسلام
۶	انمہ لادست الاسلام اردو	تفسیر سورہ فاتحہ کرامات اوصیاء فقیر جہاں
۴۴	نکتہ جہان عربی ہاں عربی	نور اکبر عربی ترجمہ اردو
۴۴	نکتہ ایضہ	سیر الخلافہ عربی
۴۴	نکتہ چن مع آریہ دہم اردو	رسالہ ایضہ یعنی انجام ایضہ - دعوت قوم
۴۴	نکتہ فیضہ ریضہ	خدا فی فضلہ مکتوب عربی مع ترجمہ فارسی
۴۴	حصہ اول نور القرآن	اتمام ایضہ عربی و اردو -
۴۴	۱۰۰۰۰۰	سہمہ چشم آریہ اردو -
۴۴	۱۰۰۰۰۰	جنگ مقدس

ہر ایچہ ویلیو پی ایس یا پہلے ہی آر کے آنے سے  
یکتا بین مل سکتی ہیں

یزا غلام احمد دہلوی

# اشہد انہا العامی یکہار روپیہ

مین اس وقت ایک مستحکم وعدہ کے ساتھ یہ اشہد انہا  
 شائع کرتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب عیسا یونہی سی یسوع  
 کے نشانوں کو جو اس کی خدائی کی دلیل سمجھ جاتے ہیں  
 میرے نشانوں اور فوق العادت خوارق سے قوت ثبوت  
 اور کثرت تعداد میں بڑھ کر ہو ثابت کر سکیں تو میں انکو ایک ہزار  
 روپیہ بطور انعام دوں گا میں سچ سچ اور حلفاً کہتا ہوں کہ اس میں  
 نہیں ہوگا میں الیہ ثالث کے پاس روپیہ جمع کر سکتا ہوں جس پر فریقہ  
 اطمینان ہو اس قضیہ کیلئے غیر منصف ٹھہرا جائیگا

درخواستیں جلد آتی چاہئیں۔

۴۴ بھٹو

۴۵

نوٹ اگر درخواست کرے تو اسے ایک سو زیادہ ہوں تو درہم اپسین تقسیم کر سکتے ہیں

تعداد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مطبعة و عتبه مطبع ضياء الاسلام

قاديان دارالامن والامان

۲۴ ذی الحجه

۱۳۱۴

۶

مشت



# الاعلان في معوليا أهل العذوان

ايها المتطرون اعلموا رحمكم الله ان قد مررت في حستان من الفضل الاجل والاشهر  
 الخفية - وهذه رسالتى قد تمت العناية الى الهيئة - مخوفة بالاسرار  
 الانيقة الربانية - ومشتمة على شأ من الادب والملمة البيانية -  
 فصناتها حذيفة مخضرة تغرد فيها بلايل على دوحته الصفاء - وتضئ  
 بمراتها قلوب الأدباء - ومن امعن فيها باخلاص النسبة - واصدق  
 الطوية - فلا شك انه يقر بفصاحتها كلمتها - وبراعت عباراتها - وايقر  
 بانها اعلى واسمى من القديسات ارسية - وعليها طلاوة اكثر من القفا  
 الانسانية - واما الذى جبل على سيرة النعمة والعاد - فبحمد نفسه لها  
 ويترك متعمدا طريق القطر والسداد ولو كان يفيض من المستيقين - فتمت قبل  
 لان على رؤس تلك النكرين - ولقد وعيت اسماءهم فيما سبق من  
 ذكر المكفرين والمكذبين - اخفى متشيخ البطالة وامثاله من المستيقين  
 الضيقين - فلينامنوني في هذا ولو منظارهم بامثالهم وليبرهنوا  
 على كمالهم واكشففت عن سبهم واخزيهم في اعين جهالهم ومن  
 يكتب منهم كسبا كمثل هذه الرسالة - الى ثلاثة اشهر او الى الاربعة فقد  
 كذبني صدقا وعدلا واشت انى است من الحضرة الاحدية - فنهى الحى  
 بقرى يقضى هذه السخطة - وينجى من التفرقة الامنة - وليستظهر الادباء  
 ان كان جاهلا لا يعرف طرق الانشاء وليعلم انه من الغلوين - وسيد هذا  
 ببصرة يرق من السماء - فيعشيه كما يعشى الحجار عين الحرباء ويطفاء وطيس  
 المفترين - ايها المكذبون الكذابون - ما لكم لا تجتوبون ولا تناصرون  
 وتدعون تم لا تبارزون ويل لكم ولما تفعلون يبعث الجاهلين -

المعلن غلام احمد القادى

صَمِيمَةً لِلَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ حُجَّةُ اللَّهِ  
مُحَمَّدٌ وَآلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

# قَتْلَ الْإِنْسَانِ مَا أَكْفَرُ

ایہا النّٰظرین - والادباء المنقذون - انتم تعلمون - انّی ثبتت من قبل  
ایرینندگان وادریان درخشوش و غیر معشوش فرق کنندگان شامی دانید کہ من پیش ازین چند کتابها  
ایر دیکھنے والو اور کلام کے کھوٹے اور گھرے میں فرق کرنیو التوم جانتے ہو کہ میں پہلے اس کچھ کتابیں  
هذا کتاب فی العربیۃ - ورتبتہا کالبیوت المشیدۃ المزدانۃ - ورتبتہا انہا تحلی  
دعری نوشتہ ام - وآن کتاب با اچنان زینت وادام کہ خانہ ہازینت دادہ و بلند کردہ و بشوند  
عربی میں کچھ تھیں اور ان کتابو کو پہنے ایسی زینت دی تھی جیسا کہ گھرو کجوزینت دیاجا واد بلند  
الدرر العمانیۃ - و تحسی الذہر العرفانیۃ - و کنت اوقع ان العلماء یعدونہا من  
تواویدہ ایدکہ ان کتاب وریکمانی لیبیانہ و تیر باؤ مرتبی غلند من توقع میداشتم کہ علما ان تالیف بارانہا نشانہا  
کیا جاگا - اور سننے دیکھا ہو کہ وہ کتابیں و تیر باؤ مشہرت تھیں اور معرفت دادہ ملائی ان زمین امید کھتا تھا کہ مولوی کو  
الایات - و یعتقدون لزودی حبک النطاق بصحتہ النیات - و ما سرکت  
خواہند شمر د - دیرا جو دیدن من از ار بند بارہم کم خود بصحت نیت خوانند بخت دمن ہمیشہ دل خود  
ان کتابو کو ہمراہ نشانہا کثرت کیجئے اور سیر دیکھنے کیلئے اسی کو بصحت نیت کیسا تھا باندھینے اور میں ہمیشہ اس امید  
اسکی بالی ہذا ارجل یحق و جہنم فاسد النیۃ والعل - ویدان فراستی و قلم خطوات -  
راہین امید بی علم میگردم - تا آنکہ اوشان را نیت و دل تباہ یا فتم - و ظاہر شد کہ فرست من خطا کرد  
کیسا متحد دل کو سلی دیتا تھا یہاں تک کہ ان کو نیت اور کام میں خراب پایا - اور ظاہر ہو گیا کہ میری خطا  
واعین العلماء ما انفکت - و ترائی الیاس و آثار الرجاء انقطع - و یبلغ الامر  
و تیر باؤ علما کثرت شدہ - و نو میدی ظاہر شد و نشان امید منقطع شد - و کار بجا می رسید  
خطا لئی - اور مولوی کو کچھ نہیں کہلین - اور نو میدی ظاہر ہو گئی اور امید کی نشانیاں قطع ہو گئیں اور اس حد تک

الحی حد - ان الشیخ الذی هو للطالبین کسۃ - زری علی مقالی - و  
 کہ شیخ بنا کہ برائے طالبانِ شل دیوار مانع است بر کلام من عیب جوئی کرد - و  
 نوبت پہنچ گئی کہ شیخ بنالہ جو طالبوں کے لئے ایک روک ہے میری کلام پر اسنے نکتہ چینی کی  
 تکلمہ فی اقوالی - وقال ان هو الا قول رقیق وما هو بکلام جزل بل  
 دیتخن من کلام کرد - وگفت شک نیست کہ اس قول زشت است و کلامے خوب نیست - بلکہ  
 اور سمجھا کہ وہ قول رکیک ہے اچھا نہیں بلکہ

کسقط وهزل - ولس من غرر البیان - وامن محاسن الکنایات  
 سخن بے فائدہ و بیہودہ است و بیان واضح و محاسن کنایات نیست  
 غلط اور بیہودہ ہے ادبیان واضح اور عمدہ کلام نہیں ہے -

والتبیان - وکما رصعت فی کتبی من المجواهر العربیۃ - والنوادی  
 و ان تمام جواہر عربیہ و نوادر ادبیہ

ادبیۃ - واللطائف البیانۃ - والنکات المبتکرۃ المصبیۃ - اراد  
 اور وہ تمام جواہر عربیہ اور نوادر ادبیہ اور لطائف  
 و لطائف بیانیہ و نکات و نکش کہ در کتاب خود نشانہ بودم این  
 بیانیہ اور و نکش نکشے کہ مینے اپنی کتابوں میں لکھے اس مفسد نے  
 المفسد المذکور ان یطفی نورها - ویمنع ظهورها - ویمجل الناس  
 مفسد خواست کہ آں ہمہ نور را منطفی کند و از ظاہر شدن باز دارد و مردم را از  
 چاہا کہ ان کے نور کو بجھا دے اور ظاہر ہونے سے روکے اور لوگوں کو

من المنکرین - و المرتابین - و معذالک اذ عی انہ فی الادب رجب  
 منکران یا شک کنندگان کند و با این ہمہ دعوی کرد کہ اور علم ادب فراخ دست  
 منکر و یا شک کرنیوالوں میں سے کہو - اور پھر اسکے ساتھ یہ دعوی بھی کیا کہ وہ علم ادب  
 الباع - خصیب الرباع - و من المتفردین و کذا الخ خیر الناس  
 و بسیار مالدار است و از آمان است کہ متفرد ہستند و ہمچنین بتلیس ماسے خود  
 میں فراخ دست اور بہت مالدار ہوا در ان لوگوں میں سے ہے جو بیکار ہوتے ہیں اور اسبیض اپنی حق پوشی سے

بتلبیساتہ - واضعک الاطفال بخزعبيلاتہ - وجاءنرم

مردم را فریب داد - دیکار ہائے باطل خود اطفال را بخزند انید - و درون صریح

لوگون کو دھوکہ دیا اور اپنے باطل کاموں سے لاکوں کو ہنسیا اور صریح جھوٹ

مبین - وجئنا بلولوع رطب فما استجد - ونفضنا علیہ عجوات

آورد - و ما درید تازہ آوردیم پس جیدہ خوب نہانت و برد در فہائے خرافشانہ نیم

لایا - اور ہم تازہ موتی لائے پس اسے انکو اچھانہ سمجھا - اور ہم نے درخت کھجور

فما استحلنا رنا وما اری الوداد - بل زاد بخلا وعنادا کالمستکبرین

پس بر مارا شیرین نہانت و دوستی نہمود - بلکہ در بخل و عناد پھونکبران زیادہ شد

اسپر جھڑپی پس اسنے انکو شہین خیال نکیا - بلکہ متکبروں کی طرح بخل اور عناد میں

وقال ان کتب هذا الرجل مملو من الاخلاق - والاقلاط - ومبعذ

دگفت کہ کتابہائے این شخص از غلطی مایہستند - و از لطائف

بڑھ گیا - اور کہا کہ اس شخص کی کتابین غلطیوں سے پُر ہیں - اور لطائف

من لطائف الادب و ملح المحاورات - ولیست کما معین - فالحکم

ادب و نمکینی محاورات دور داشتہ شدہ اند و ہمچو آب روان نیستند پس بحکم

ادب اور نمکینی محاورات سے خالی ہیں - اور صاف پانی کی طرح نہیں ہیں - پس

بما وجب - بل اخفی الحق و منع و حجب - و تصدی لخدع العوام

نہکم نہ کہ وہ واجب بود بلکہ حق را پوشیدہ کرد و از مردم باز داشت و بر آفریب و ادن عوام پیش آمد

وہ بات نہ کی جو واجب تھی بلکہ سچ کو چھپایا اور لوگوں کو خور کا اور عوام کو دھوکہ دیا

بعد ما شغف بالكلام - وكان یعلم ان کتم الشهادة مائة - وتکذیب

بعد انکہ بکلام من فریقہ شد - و ادمید انست کہ گواہی پوشیدہ کردن گناہ است - و تکذیب

بعد اسکے کہ میری کلام پر فریقہ ہوا - اور وہ خوب جانتا تھا کہ گواہی کا پوشیدہ کرنا گناہ ہے اور

الصادق معصية - ولكنه اثر الدنیا علی الآخرة - والنفس الامارة

صادق معصیت است - مگر او دنیا را بر آخرت اختیار کرد - و نفس امارہ را

صادق کی تکذیب معصیت ہی - لیکن اسنے آخرت کو چھڑا اور دنیا کو اختیار کیا - اور نفس امارہ کو

على المحض الاحدية - داراد الله ان يرفعه فاخلد الى الارض

برسخت احدیت مقدم داشت - و خدا تعالی خواست کہ اور بار بار پس او بچو فاسقان سے  
سخت احدیت پر مقدم رکھا اور خدا تعالی نے چاہا کہ اسکو اٹھاوے پس وہ فاسقوں کی  
کالفاستقین - و لیس فی نفسہ جوہر من غیر تصلف کالنسوان - و  
زین میل گرد و در ہر نفس او بجز لات زنی تھو زمان و

طرح زین کی طرف بھٹک گیا - اور اس میں بجز لات زنی کے اور بغرض دھوکہ زبان  
خدع الناس بتزویق اللس - و انه من المذورین - یرید ان یطفأ  
آراستہ زبان بآغز باد مدم سچ بچھڑنیت و او از دروغ آرایان است ارادہ می کند کہ از ظلم  
آرائی کرنے کے اور کوئی جو ہر تہنیں اور وہ جھوٹ کو آرائش دینے والوین سے ہی - ارادہ

نوراً - ظلماً و زوراً - و یزید الناس رھقا و کفورا - و یصرف عن  
دور نور را میراند و مردم را در ظلم و کفران زیادہ کند و جاہلان رازحق

کتابے کہ نور کو بچھڑا دے - اور لوگوں کو ظلم اور کفران میں زیادہ کرے - اور حق سے  
الحق قلوباھلین - و اللہ انہ لا یعلم ما البلاخۃ و افانما - و کیف  
باز گرداند و بخند کہ ادنی دانہ کہ بلاغت چیست و شاخہای آن چیست و چگونہ

جاہلون کو پھیر دے - اور بخند او نہین جانتا کہ بلاغت کسے کہتے ہیں اور اس کی  
یحق اداسھا و بیانھا - و ما وصل مقاما من مقامات فہم الکلام - و  
حق بیان او ایسی تو اند شد و از مقامات فہم کلام بہ بیع مقامے نہ سیدہ و

شاخین کیا ہیں - اور کیونکر اسکے بیان حق ادا ہوتا ہو - اور فہم کلام کے مقامات میں سے کسی  
ان ھو کالاتقام - و من المحرمین -

صرف مانند چار پایان و محدودان است -  
مقام تک وہ نہین پہنچا - اور صرف چار پایوں اور محدودوں کی طرح ہے -

فالامر الذی یخی الناس من غوائل تزویراتہ - و ہباء  
پس امرے کہ مردم را از دروغ غلوئی اور بائی بخشد

پس وہ بات جو لوگوں کو اس کے جھوٹ سے نجات دے گا یہ ہو کہ

مقالاتہ۔ ۱۰ ان نعرض علیہ کلاماً منا وکلاماً آخر من بعض العرب

این است کہ ما بر و کلام خود و کلام دیگران از عرب عربا پیش کنیم

ہم اُس پر اپنا کلام اور بعض دوسرے ادیب عربوں کا کلام پیش کریں۔ اور

العرباء۔ ونبس علیہ اسمنا واسم تلك الابداء۔ تم نقول انبلونا

دبر و نام خود و نام آن ادیبان پوشیدہ داریم باز جو نیم کہ ما را خبر دہ

اپنا اور ان کا نام اس پر پوشیدہ رکھیں۔ اور پھر اس کو کہیں کہ ہمیں بتلا

بقولنا و قول هؤلاء۔ ۱۱ نکنت فی زرايتک من الصادقین۔

کہ قول ما کہام است و قول ایناں کہام اگر در عیب گیری راست گو ہستی۔

کہ ان میں سے ہمارا کلام کو نسا ہے اور ان کا کلام کو نسا ہے اگر تو سچا ہے۔

فان عرف قولى وقولهم و اصحاب فيما نوى۔ و فرّق كفلق الحب

پس اگر قول مرا و قول اوشان را شناخت و در شناختن خطا نکرد و چون دانہ و خستہ آن خدا

پس اگر اسنے میرا قول اور ان کا قول شناخت کر لیا اور گٹھلی اور دانہ کی طرح فرق کر کے

من النوى۔ فنعطيه خمسين روفية صلة

کردہ نمود پس ما اورا پنجاہ روپیہ بطور انعام یا

دکھلا دیا پس ہم اس کو پچاس روپیہ بطور انعام یا تاوان

منا او غرامة۔ و نحسب منه ذلک کرامة۔ و لغد لا من

تاوان خواہیم داد و دین کر امت او خواہیم شمر د و از ادباء قاضل

دین گے۔ اور یہ اُس کی کرامت سمجھی جائے گی۔ اور ہم اس کو ادباء

الادباء الفاضلین۔ و نقبل انه کان فی مازری من الصادقین۔

اور از خواہیم شمر د و قبول خواہیم کرد کہ او در عیب گیری راست گو بود

فاضلین میں سے شمار کریں گے اور قبول کریں گے کہ وہ عیب گیری میں راست گو

فان کان راضياً بهذا الاختیار۔ و متصدياً لهذا المضمار۔ فليخبرنا

پس اگر بدین آزمائش راضی باشد و برائے این میدان طیار باشد۔ پس باید کہ

تھا۔ پس اگر اس آزمائش کے ساتھ راضی ہو اور اس میدان کے لٹو طیار ہو تو

بنیۃ صالحة کالابرار۔ ولیستع هذا العزم فی الجرائد والاخبار  
 اراہو نیکو کاران خبر دہہ داین عزم را در اخبار ہیجو یقین کنندگان  
 بھلے مانسوں کی طرح بہین خبر دے۔ اور چاہیے کہ اس قصد کو اخباروں میں یقین  
 کاہل الحق والیقین۔

شایع کنند۔

کرنے والوں کی طرح شایع کر دے۔

واما انا فبعد اطلاعی علی ذالک الاشہار۔ سارسل الیہ  
 مگر میں پس بعد از اطلاع برین اشہار چند ورق بر امتحان

مگر میں پس برین اشہار پر اطلاع پانے کے بعد چند ورق امتحان کے لئے

اور اقالا اختبار۔ لیحکم اللہ بینی وبین هذا الکفار۔ وهو اسکم

سوئے او خواہم فرستاد تاکہ خدا تعالیٰ درمن واد فیصلہ فرماید و خدا حکم

اسکی طرف ہیجود وگ تاکہ خدا تعالیٰ مجھ میں اور اس میں فیصلہ کر دیوے اور وہ

الحاکمین۔ واتی اری مذاعوام ان هذا الرجل لا یمتنع من الہدیان

الحاکمین است ومن از چند سال سے بینم کہ اس شخص از یہودہ کوئی باز نہ آید

حکم الحاکمین ہے اور میں اسی برس سے دیکھ رہا ہوں کہ یہ شخص یہودہ کوئی سے باز نہیں آتا

ولا یتقۃ اخذ اللہ الدیان۔ فالجاء فی بخلہ الی هذا الامتحان۔

دازمواخذہ خدا تعالیٰ نمی ترسد پس بخل اور مبراہئے اس امتحان بقیہ کرد

اور خدا تعالیٰ کے مواخذہ سے نہیں ڈرتا۔ سو اسکے بخل نے اس امتحان کے لئے مجھے مجبور کیا۔

فان جاء المضاہر واشت ما ادعی۔ وما ذکلی من کلمات اخری۔

پس اگر در میدان آمد واپنہ دعویٰ کر دثابت نمود و کلمات مرا از کلمات دیگر ان جدا

پس اگر میدان میں آیا اور جو دعویٰ کیا تھا اسکو ثابت کر دکھلایا۔ اور میرے کلموں کو دوسروں کے کلموں سے

فله ما سمع منا ورحی۔ وان شمر ذیلہ وانتشی۔ ومطالبنما وعدنا

کہ وہ پس اور ان انعام خواہم داد کہ از ناشیدہ یادداشت دکر از ان پیویدہ رشت و مطالبہ وعدہ مانجہد

طیعہ کر کے دکھلایا سو ہم اسکو وہ انعام دیگے جو ہمیں سن چکا ہے اور اگر اپنا واسن میث لیا اور پھر گیا اور ہمارے وعدہ

وما انبری۔ بل انساب و دخل حجر و انزوی۔ و ما ترک التکذیب  
و پیش نیامد۔ بلکہ برنت و داخل سو رنج خود شد و پوشیدہ گشت و تکذیب را ترک نہ کرد  
کا مطالبہ نہ کیا اور اپنے سو رنج میں داخل ہو گیا اور چھپ گیا اور تکذیب سے باز نہ آیا  
وما انتھی۔ فان له جہنم کا یوموت فیہا و لا حیوی۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔  
و باز نیامد۔ پس برک او جہنم است کہ دروند زندہ خواہد ماند و نہ خواہد مرد۔ و سلام بر آنکہ پیروی ہدایت کرد۔  
پس اسکے لئے وہ دوزخ ہے کہ جہنم وہ نہ مرے گا نہ زندہ رہ سکیگا۔

# میرزا غلام محمد القادیانی

۲۶ مئی ۱۸۹۷ء

## ایک گواہی

مفصلہ ذیل اشتہار ایک فقیر مجذوب نے جو سیالکوٹ میں قریب بارہ سال سے مقیم ہیں ہمارے پاس شائع  
کرنیکے لئے بھیجوا یا ہے لہذا ہم اسکا نقل مطابق اصل بلفظہ کر دیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے ﴿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## اشتہار واجب الاظہار

خدا کے فضل اور الہام سے۔ روح جناب رسول مقبول صلعم سے۔ روح کل شہداء سے۔ روح کل ابدالوں سے۔  
روح کل اولیاء سے جو زمین پر ہیں۔ اور ان روحوں سے جو چودہ طبقوں کی خبر رکھتی ہیں۔ میں ان  
سب سے الہام اور گواہی پاتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو اللہ جل شانہ نے بھیجا ہے۔

﴿ اس مجذوب کی اس افواج میں بہت عظمت اور شہرت ہے۔





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله على سلام على عباده الذين اصطفى

سُخُنِ نَزْدَمِ مَرَانِ اَرِ شَهَرِ اِيَسِ  
خُداوندے کہ جان بخش جہان است  
کریم و قادر و مشکل کشائے  
قنادم بردرش زیرانکہ گویند  
چو آن یار وفادار آیدم یاد  
بغیر او چنان بندم دل خویش  
دل در سینہ ریشم مجوید  
دل من دلبے را تخم کاہے  
چکویم فضل او بر من چگون است  
عنایت ہائے او را چون شمارم  
مرا کاریت با آن دلستانے  
بنا کم بردرش ز انسان نالہ  
مرا با عشق او وقتے ست معمور  
نشاہ گویمت او گلشن یار

کہ ہستم بردرے امیدوارے  
بیخ و خالق و پروردگارے  
رحیم و محسن و حاجت برارے  
برآید در جہان کارے زکارے  
فراموشم شود ہر خویش و یارے  
کہ بے رویش نمے آید قرارے  
کہ بستیمش بدامن زگارے  
سر من در رہ یارے تارے  
کہ فضل او ست ناپیدا کنارے  
کہ لطف او ست بیرون انہارے  
ندارد کس خبر زان کار و بارے  
بوقت وضع حکمے باردارے  
چہ خوش وقتے چہ خرم روزگارے  
کہ فارغ کردی از بلغ و بہارے

# ذِكُّ الْمَفْتَرِينَ

إِنَّ الَّذِينَ يُخَادِبُونَكَ لِآيَاتِنَا لَمَّا خَلَّوْا كَاللَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَمَا لَهُمْ شُعُورٌ ۚ أُولَٰئِكَ فِي عَذَابٍ مُّقْتَدِرٍ

بُرُود باری مئی کُنڈر زور آورے جاہلے فہم کہ ہستم برترے

اس وقت میرے سامنے وہ کاغذ پڑے ہیں جن میں نام کے مسلمانوں نے مجھ کو گالیان دی ہیں چنانچہ انہیں سے ایک عبدالحی غزنوی ہے جو اپنے اشتہار میں مجھے و جال ٹھہرا کر اپنے اشتہار کے عنوان میں لکھتا ہے کہ ضَرْبُ النَّعَالِ عَلَى وَجْهِ الدِّجَالِ یعنی اس و جال کے مونہ پر جوتی مارتا ہوں۔ سو یہ تو اُس نے سچ کہا کیونکہ حقیقت وہ خود و جال ہے اور آسمان سے اُس کے مونہ پر جوتی پڑی نہ کسی اور کے مونہ پر۔ ابھی معلوم نہیں کہ کہا ننگ اُس کا سرزم کیا جائے گا۔ ابھی تو جلسہ مذاہب سے اس وقت تک صرف دو آسمانی جوتے اُس کے سر پر پکے ہاں ضرب شدید سے پڑے جس سے کچھ ڈیان ٹوٹی ہوئی۔ معلوم نہیں کہ کس وقت اس بد بخت نے یہ کلمہ مونہ سے نکالا تھا کہ دُعا کی طرح اُس کے حقین قبول ہو گیا۔ پھر اُسی اشتہار میں یہ نادان میری نسبت لکھتا ہے کہ لعنت کا طوق اُس کے گلے میں ہے۔ مگر اب اُسے پوچھنا چاہیے کہ ذرہ آنکھیں کھول کر دیکھے کہ کس کے گلے میں ہے؟ ذرہ سمجھ کر بوسے مذہبی جلسے الہامی اشتہار نے کس کے مونہ کو سیاہ کیا۔ لیکن ام کی موت نے کس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال دیا۔ بار بار یہ شخص آتم کی پیشگوئی نسبت اعتراض کرتا ہے۔ جاہل کو اب تک سمجھ نہیں آتا کہ آتم کی پیشگوئی جیسا کہ الہام کے الفاظ اور الہام کی شرط تھی کامل صفائی سے پوری

آتم کے حال کے بارے میں جو کچھ انوار الاسلام میں چھپا تھا وہ پھر بطور مختصر فائدہ عام کے لئے لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے

یہ بات بالکل سچ اور یقینی اور الہام کے مطابق ہے کہ اگر مشرعب اللہ کا دل جیسا کہ پہلے تھا دیا ہی تو ہیں اور تحقیر اسلام پر قائم رہتا اور اسلامی عظمت کو قبول کر کے حکمی

ہو گئی شہرہ کی موافق خدا سے کہ ہم نے اُسکی موت میں تاخیر ڈال دی اور پھر الہام کی موافق اُسکو سات مہینہ کے اندر مار دیا۔ چونکہ آتھم ڈرا سٹے خدا نے اُسکے معاملہ میں اپنی صفت رحم کو دکھلایا۔ اور لیکھرام نہیں ڈرا سٹے خدا نے اُسکے معاملہ میں اپنی صفت قہر کو دکھلایا۔ سو خدا نے ان دونوں شہیدوں سے اپنی جمالی اور جلالی صفات کا نمونہ دکھلادیا۔ اور ہر ایک کی حالت کی موافق معاملہ کیا۔ آتھم شہیدوں کی سزا تمام شہیدوں سے کنارہ کش ہو گیا۔ مگر لیکھرام نہ ہوا۔ آتھم نے تمام مباحثات مسلمانوں سے چھوڑ دیئے۔ مگر اُسے ہرگز نہ چھوڑے۔ آتھم اُس دن تک جو میعاد کے دن پورے ہوئے، مردہ کی طرح پڑا رہا اور فوت رہا۔ مگر نہ ہنستا اور نہ ٹھٹھے کرتا رہا۔ اُسے شرم دکھلائی۔ مگر لیکھرام نے بے شرمی اور شوخی ظاہر کی۔ اور اُسے اپنا مونہ بند کر لیا۔ اور لیکھرام نے گالیوں سے اپنا مونہ نہ کھولا۔ اور خدا نے آتھم کی نسبت بچے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَطْلَعُ اللّٰہُ عَلٰی حَقِّہٖ وَ عَمَہٗ وَلٰکِنْ یَّجْعَلُ لِّسُنَّتِہِ اللّٰہُ تَبْدِیْلًا یعنی خدا نے دیکھا کہ آتھم کا دل ہم و غم سے بھر گیا۔ اُسے اُس رحم خدا نے تاخیر ڈال دی۔ اور پھر فرمایا کہ کبھی نہیں ہو گا کہ خدا اپنی عادت کو ٹھیک بدل لے یعنی وہ ڈر نہ والے کیسا تھ سختی نہیں کرتا۔ مگر لیکھرام نہ ڈرا اور اسکی بد قسمتی سے آتھم کا ڈرنا اُسکو دیکر گیا یہی وجہ ہے کہ آتھم کی نسبت خدا نے نرمی سے معاملہ کیا کیونکہ وہ نرم رہا۔ اور لیکھرام سے سختی سے کیونکہ اُسے سختی دکھلائی۔ اور یہی وجہ ہے کہ آتھم کی نسبت صرف ایک دفعہ الہام ہوا اور وہ بھی شہرہ کیساتھ۔ اور لیکھرام کے عذاب کے بار میں بار بار قہری الہام ہوئے۔ غرض آتھم

رجوع کرنے کا کوئی حصہ نہ لیتا تو اُسی میعاد کے اندر اُسکی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے الہام نے مجھے بتلادیا کہ دُپٹی عبداللہ آتھم نے اسلام کی عظمت اور اُسکے رعب کو تسلیم کر کے حق کی طرف رجوع کر نیکا کیس قدر حصہ لیا۔ جس حصہ نے اُسکے وعدہ موت اور کامل طور کے باوجود میں تاخیر ڈال دی۔ اور باوجود یہ تو اگر لیکن اُس بڑا دایہ سے چھوڑنے کے لئے بچ گیا۔ بس کا نام موت ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ الہامی لفظوں اور شرطوں میں سے کوئی ایسا لفظ یا شرط نہیں ہے جو بے تاخیر ہو۔ یا جس کا کیس قدر موجود ہو جانا اپنی تاثیر پیدا نہ کرے۔ لہذا ضرورت تھا کہ جتنے شرطیں آتھم کے دل نے حقیقت کی عظمت کو قبول کیا اُسکے فائدہ اُسکو پہنچ جائے۔ سو خدا تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔ اور

کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی وہ ایسی عظیم الشان پیشگوئی ہے جو سترہ برس پہلے اسوقت سے براہین  
 میں بھی اُسکے ذکر موجود ہے۔ اور نیز آثار نبویہ میں بھی اُسکے ذکر پایا جاتا ہے۔ اس پیشگوئی کے دو نون پہاڑوں  
 کے رو سے تکمیل ہو چکی اور آتمہ اکیدت سے مرچکا۔ پھر کیا اہتک وہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔  
 لعنة الله على الكاذبين۔ کیا آتمہ باکرہ لڑکی تھا جو بغیر کسی سبب قومی کے مقابل پر آئیے شرم  
 کی۔ آخر کوئی تو سبب تھا۔ وہ یہی سبب تھا کہ پیشگوئی کو سنتے ہی اسلامی ہیبت اُسکو کھا گئی  
 وہ اندر ہی اندر گماڑ ہو گیا۔ اور کسی جزات کے لائق نہ رہا نہ قسم کے لائق اور نہ نالش کے لائق  
 جب قسم کیلئے بلایا جاتا تھا تو اُسکے کلیجہ کا پ جاتا تھا۔ جب نالش کے لئے ابھارا جاتا تھا تو اُسکا  
 کانشن اُسکے مونہ پر طمانچے مارتا تھا۔ مسیح نے خود قسم کھائی۔ پولوس نے کھائی۔ اُسنے  
 کیون اش ضرورت کی وقت نہ کھائی۔ اگر علے ہوئے تھے تو نالش کرتا اور سزا دلاتا۔ اُسکا حق  
 تھا۔ اُسنے کیون نالش کی۔ اسی غزنوی لوگوں کو اسقدر تمہین سچائی سے دشمنی ہے۔ کیا کوئی حد  
 بھی ہے؟ کیا تمہارا یہی تقویٰ ہے جسکو لیکر تم پنجاب میں آئے؟!! ایک مسلمان کو کافر بنا تو  
 ہو اور خدا کے صریح اور کھلے کھلے نشانوں کا انکار کرتے ہو۔ اور پادریوں کو اپنی دجالی باتوں سے  
 مدد دیتے ہو۔ کیا تمہیں ایسا کرنا روا تھا؟ کیا خدا ایک دجال اور کذاب کی عظمت اور قبولیت کو  
 زمین پر پھیلا رہا ہے؟ اور تم جیسے نیک بختوں کو ذلیل کر رہا ہے۔ یا اُسکو دھوکہ لگ گیا ہے  
 کیا وہ دلوں کے بھیید و نگو جاننے والا نہیں؟ کیا تم سچائی کو نابود کر دو گے؟ کیا وہ توبہ جانا

بجہ نیا اطلع الله على همته وغته۔ وَلَنْ يَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَا يُجْعَلُ  
 لَاتِّخَافُوا أَنْتُمْ الْإِثْلُونَ أَنْ كُتِبَ مُؤْمِنِينَ وَبِعِزَّتِي وَجَلَّ جَلِّي أَنْتَ  
 الْإِثْلُ وَغَرِقَ الْإِثْلُ كُلُّ مَرْقٍ - وَمَكَرَ الْإِثْلُ هُوَ يَوْمٌ - إِنْ أَنْكَشْتَ  
 السَّرْعَ مِنْ سَاقِهِ يَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ - ثَلَاثَةٌ مِنَ الْإِثْلِينَ وَثَلَاثَةٌ مِنَ  
 الْآخَرِينَ وَهَذِهِ تَنْكُرُهُ مَنْ شَاءَ اتَّقِ اللَّهَ إِلَى رَبِّهِ سَبِيلًا - رَجَعِيهِ بِكَ عَدَا  
 تَقَالِي نَافِئَ أَعْمَ وَغَمٍّ بِطَالَمَ بَاطِلِيٍّ أَوْ اسْكُومَلَتِ دِي جَبَلِكْ كَدَه مِيَاكِي أَوْ حَتَّ كُوْشِي  
 اَوْتَكْذِيبْ كِي طَرَفْ مِيلْ كَرَسْ اَوْتَا خُدا تَقَالِي كِي اِحْسَانْ كُو بَجَلَا دَسْ (یہ معنی فقرہ مذکور کے  
 تہمیں ہی سے ہیں) اور پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی یہی سنت ہے اور تو رہانی سنتوں میں تغیر اور تبدل

وَلَنْ يَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَا يُجْعَلُ لَاتِّخَافُوا أَنْتُمْ الْإِثْلُونَ أَنْ كُتِبَ مُؤْمِنِينَ وَبِعِزَّتِي وَجَلَّ جَلِّي أَنْتَ الْإِثْلُ وَغَرِقَ الْإِثْلُ كُلُّ مَرْقٍ - وَمَكَرَ الْإِثْلُ هُوَ يَوْمٌ - إِنْ أَنْكَشْتَ السَّرْعَ مِنْ سَاقِهِ يَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ - ثَلَاثَةٌ مِنَ الْإِثْلِينَ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخَرِينَ وَهَذِهِ تَنْكُرُهُ مَنْ شَاءَ اتَّقِ اللَّهَ إِلَى رَبِّهِ سَبِيلًا - رَجَعِيهِ بِكَ عَدَا تَقَالِي نَافِئَ أَعْمَ وَغَمٍّ بِطَالَمَ بَاطِلِيٍّ أَوْ اسْكُومَلَتِ دِي جَبَلِكْ كَدَه مِيَاكِي أَوْ حَتَّ كُوْشِي اَوْتَكْذِيبْ كِي طَرَفْ مِيلْ كَرَسْ اَوْتَا خُدا تَقَالِي كِي اِحْسَانْ كُو بَجَلَا دَسْ (یہ معنی فقرہ مذکور کے تہمیں ہی سے ہیں)

سے اُترا ہے تم اسکو مونہہ کی چھوٹو نے بچا دو گے ؟ اگر تم نیک انسان کی ذریت ہو تو بدیہین اپنے تین مت ڈالو ! سمجھ جاؤ اور سنبھل جاؤ ! کہ ابھی وقت ہے۔ اور آیت کا تلفظ مَالِیْسَ لَآ تَبَہْ عَلَیْہِمْ کُوْغُورٌ سَہْ پڑھو۔ آگے تمہارا اختیار ہے !

پھر اسی اشتہار میں اسی بزرگ عبدالحق نے اور بھی گالیاں دی ہیں۔ چنانچہ صفحہ ۲۳ و ۲۴ میں میری نسبت لکھا ہے۔ ”بدکار شیطان لعنتی۔ لعن و طعن کا جوت اُس کے سر پر ذلیل خواہستہ خراب اللہ و جل کا دشمن۔ خدا کے ولی عبدالحق کا دشمن“ پھر اخیر اشتہار میں پیشگوئی کرتا ہے کہ عقیب اللہ کا غضب تیرے پر اترے گا۔ ”میں کہتا ہوں کہ اسے نااہل نادان تو نے یہ اچھا نہیں کیا کہ خدا پر افر کیا۔ اب دیکھ کہ وہ غضب تیرے پر اتر آیا کسی اور پر یہ کیا تیرے گلے میں لعنت کا رستہ پڑا یا کسی اور کے گلے میں ؟ تو نے اُسی اپنی اشتہار میں دعویٰ کیا تھا کہ میں آگ میں جاسکتا ہوں اور نہیں جلونگا۔ اور دریا پر چلنے کیلئے حاضر ہوں اور نہیں ڈوبونگا۔ اور ایک مہینہ تک کوٹھڑی میں بند رہنے کیلئے موجود ہوں اور نہیں مروں گا۔ لیکن اسی نابکار ! انہیں شوخی و بھہ سے اسوقت خدا نے تیرا مونہہ کالا کیا۔ خدا کے کھلے کھلے نشان نے تجھے عذاب کی آگ میں ڈالا اور توجہ لیا اور بچ نہیں سکا۔ تیرے لئے یہ عذاب تعدد انہیں ہوا کہ تمام قوموں میں اس نشان کی عظمت ظاہر ہوئی۔ اس آگ ذہنیک تجھے جلا کر رکھ کر دیا۔ تو ندامت کے دریا میں بھی ڈوب گیا اور اُس پر جل شکا۔ اور تو خدا ان کی اندھی

بہین پائیگا۔ اس فقرہ کے متعلق یہ تعلیم ہوئی کہ عادت اللہ سیطرہ جاری ہے کہ وہ کسی پر عذاب نازل نہیں کرتا جب تک ایسے کامل اسباب پیدا نہ ہو جائیں جو غضب الہی کو مشتعل کریں۔ اور اگر دل کے کسی گوشہ میں بھی کچھ خوف الہی مخفی ہوا اور کچھ دھڑک شروع ہو سکا تو عذاب نازل نہیں ہوتا اور دوسرے وقت پر جا پڑتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ کچھ تعجب مت کرو اور غمناک مت ہوا و غلبہ تمہیں کو ہے اگر تم ایمان پر قائم رہو۔ یہ اس عاجز کی جماعت کو خطاب ہے۔ اور پھر فرمایا کہ مجھے میری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ تو ہی غالب ہو (یہ اس عاجز کو خطاب ہے) اور پھر فرمایا کہ ہم دشمنوں کو پارہ پارہ کر دیں گے۔ یعنی انکو ذلت پہونچے گی اور انکا مکر ہلاک ہو جائے گا اس میں یہ تعلیم ہوئی کہ تم ہی فوجیاب ہو نہ دشمن۔ اور خدا تعالیٰ بس بہین کرے گا اور نہ بائیکا

بہین پائیگا

کوٹھڑی میں بھی بند کیا گیا۔ اور وہیں مر گیا۔ دیکھ! خدا کی غیرت نے تجھے کیا دکھلایا۔ ذرہ آنکھ کھول اور دیکھ کہ تیرا تبرکیز کیا تجھے پیش آیا تو مجھے کہتا تھا کہ تو آگ میں جلیگا۔ اور دریا میں غرق ہوگا۔ اور کوٹھڑی میں مر گیا۔ اسی بد قسمت اب دیکھ! کہ یہ تینوں باتیں کس پر وارد ہوئیں؟ بچپن یا چھپر۔ سچ کہہ! کیا اس عذاب کی آگ نے تجھے نہیں جلایا؟ کیا تو قسم کھا سکتا ہو کہ اس آگ سے تیرا دل کباب نہیں ہوا؟ اور کیوں نہ ہوا جبکہ ایسی کھلی کھلی پیشگوئی پوری ہوئی جس میں تمام ہندوؤں کو خود اقرار ہے کہ یہ وہ اعلیٰ درجہ کی پیشگوئی ہے جس میں پیش از وقت سارے پتے بتلا گئے تھے۔ یہ بتلائی گئی۔ موت کا دن بتلایا گیا۔ صورت موت بتلائی گئی۔ اور آیت کا اظہار علیٰ غیب کے احداثے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ایسی کھلی کھلی پیشگوئی صرف خدا کے مرسلوں کو دی جاتی ہے۔ نہ منجھون سے ہو سکتی ہے نہ دنیا لوٹے۔ پس کیا یہ وہ آگ نہیں جس سے تیرے دل کو جلایا؟ کیا تو اب خدا کے کلام سے انکار کر رہا؟ یا خود کشی کر کے مرجائیگا؟ کیا تو قسم کھا سکتا ہے کہ اب تک تو نذارت کے دریا میں غرق نہیں ہوا۔ کیا تجھ پر اور تمام لوگوں پر اب تک نہیں کھلا کہ تو خدا کی اندھیری کوٹھڑی میں بند کیا گیا؟ اور تیری دعاؤں اور تیرے اس شیطانی الہام کے برخلاف جو تو نے کشتہ ہار کے آئین میں کہا تھا ظہور میں آیا؟ اسے تیرے بخت! کیا تو ابکے جیتے ہوئے نہیں نہیں! تیری فضولیوں نے تجھے ہلاک کر دیا۔ تو ان تین عذابوں میں آپ ہی پر گیا جتنے ذریعہ سے میری موت تجویز کرتا تھا!!! فاعتبر وایا اولی البصائر!!

جہنم دشمنوں کے نام کو دینی پردہ درسی نہ کرے اور ان کے مکر کو ہلاک نہ کر دے یعنی جو کربنا گیا اور مجسم کیا گیا اسکو توڑ ڈالیا اور اسکو مردہ کر کے پھینک دیگا۔ اور اسکی لاش لوگوں کو دکھا دیگا اور پھر فرمایا کہ ہم صل بھیجے گا اسکی پندلیوں میں سے بٹکا کر کے دکھا دیگے یعنی حقیقت کو کھول دیں گے اور فرغ کے دلائل بتیہ ظاہر کریں گے تو اس دن مومن خوش ہوں گے۔ پہلے مومن بھی اور پھر مومن بھی۔ اور پھر فرمایا کہ وجہ مذکورہ سے عذاب موت کی تاخیر چارہ سی سنت ہو جبکہ پہنے ذکر کر دیا۔ اب جو چاہے وہ راہ اختیار کر لے جو اسکے رب کی طرف جاتی ہے۔ اس میں ہدایتی کرنے والوں پر زجر اور طاعت ہو۔ اور نیز اس میں یہ بھی تفہیم ہوئی ہے کہ جو سعادت مند لوگ ہیں اور جو خدا ہی کو چاہتے ہیں اور کسی بغل اور تعصب یا جلد بازی یا سرفہم

پھر عبدالحق نے لکھا ہے کہ آئتم کی پیشگوئی کے پوری ہو چکی ہیں و قیتم کس قدر عیسائیوں اور مسلمانوں نے تیسرے لعنتیں کیں۔ یہی سزا دجال کذاب کی تھی۔ اس کا ہوا اب یہ ہو کہ حکم خواتیم پر ہے نا فہم اور نادانوں نے نبیوں اور رسولوں سے بھی اوائل حال میں ایسا ہی کیا ہو۔ پھر آخر اپنی ناسمجھیدوں پر روئے۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اہل جگہ بھی ایسا ہی ہو گا۔ یہ بھی یاد رہے کہ اس عبدالحق اور اسکی جماعت کا ایک قلمی خط بھی رمضان کے مہینہ کے سر پر میرے پاس پہنچا۔ چونکہ وہ گالیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اسلئے میں نے چاہا کہ رمضان میں اس کا جواب لکھوں مگر وہ خط حضرات غزنوی صاحبوں کا اب تک موجود ہے۔ اور گالیان جو مجھے دی ہیں وہ یہ ہیں دو دس ہزار تیسرے لعنت لعنت لعنت لعنت لعنت لعنت لعنت لعنت الف مائتہ کافر کفر و دجال شیطان فرعون۔ قارون۔ ہامان۔ اڑ پوپو وادی وحشی کلب بلہٹ یعنی جنگلی کتا، ان افغانوں کی شیریں زبانی اور تقویٰ کا یہ نمونہ ہو۔ ادب ایک اور صاحب جو خوش نام وہی میں عبدالحق کے چھوٹے بھائی یا بیٹے بھائی ہیں اپنے پرچہ درۃ السلام میں بہت سی گندہ زبانی کیساتھ آئتم کی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہیں۔ اب میں کہتا ہوں انکو بار بار بتلاؤں کہ آئتم تو پیشگوئی کے موافق زندہ بھی رہا اور مرا بھی۔ اُسے خوف دکھلایا اور بے شرمی ظاہر کی۔ اسلئے خدا نے وعدہ کی موافق اس سے نرمی کی اور کچھ تاخیر کر دی۔ اور لیکھرام نے متواتر شونخیان ظاہر کیں اسلئے قادر قہار نے

کے اندھیر میں بتلا نہیں وہ اس بیان کو قبول کریں گے اور تعلیم الہی کی موافق اسکو پائیں گے لیکن جو اپنے نفس اور اپنے نفسانی ضد کے پیرو یا حقیقت شناس نہیں وہ بیباکی اور نفسانی ظلمت کی وجہ سے اسکو قبول نہیں کریں گے۔

الہام الہی کا ترجمہ معنیہات الہیہ کے کیا گیا۔ جس کا حاصل یہی ہے کہ قدیم سے الہیہت اس پر ہے کہ جب تک کوئی کافر اور منکر نہایت درجہ کا بیباک اور شونخ نہ کہ اپنے ہاتھ سے اپنی لئے اسباب ہلاکت پیدا نہ کرے تب تک خدا الہی نہ تہذیب کی طور پر اسکو ہلاک نہیں کرتا۔ اور جب کسی منکر پر عذاب نازل ہونے کا وقت آتا ہے تو اس میں وہ اسباب پیدا ہو جاتے ہیں جنکی وجہ سے اس پر حکم ہلاکت لکھا جاتا ہے۔ عذاب الہی کے لئے یہی قانون قدیم ہے اور یہی سنت



اسکو پڑایا۔ یہ دونوں نمونے آتمہ اور لیکھرام کے معرفت کے بعد کون پرپاسون کیلئے نہایت مفید ہیں۔ اسنے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدا کیسا رحیم و کریم ہے جو نرمی کرینوالون سے نرمی کرتا ہے۔ اور کیسا غیور ہے جو چالاک کرینوالون کو جلد پکڑتا ہے۔ آتمہ کا پیشگوئی کے سننے سے ٹھنڈا اور سرد ہو جانا اور لیکھرام کا شونہ ہو جانا ضرور چاہتا تھا کہ دو مختلف نتیجے پیدا ہوں۔ اسینادا نون! کیا یہ روا تھا کہ خدا کی الہامی شرط پوری نہ ہوتی؟ یا وہ نرمی کے محل پر نرمی استعمال نہ کرتا اور ڈرینوالیکو فی القوداٹھا کر پتھر مارتا؟

یہ بھی سن چکے ہو کہ الہام میں رجوع کی شرط لگا کر آتمہ کی فطرتی خاصیت کی طرف اشارہ کر دیا تھا۔ اگر اسکی فطرت میں خوف قبول کر لینی قوت نہ ہوتی تو خدا رجوع کی شرط الہام میں ظاہر نہ کرتا۔ اور رجوع ایک فعل قلبی جو حسین ظاہری اسلام شرط نہیں۔ سو آتمہ نے اپنے اقوال افعال سے ظاہر کر دیا کہ وہ خدا اس شرط کا پابند ہو گیا۔ پس وہ رحیم خدا جس نے فرمایا جو کہ جب کشتی میں بیٹھنے والے غرق ہونیکے وقت میر پطرت رجوع کرین تو میں انکو اسوقت نجات دیدیتا ہوں۔ گوجانا ہوں کہ بعد میں پھر اپنی شقاوت کی طرف عود کر آئینگے۔ اسی سبب آتمہ نے آتمہ کو الہامی شرط کا اسکے رجوع پر فائدہ دیدیا۔ اور پھر آتمہ بعد اسکے دین اسلام کے رد کی تالیفات میں مشغول نہیں ہوا اور نہ نالاش کی اور نہ قسم کھائی۔ یہاں تک کہ اسنیاسے گزر گیا۔ اور خوف کا اقرار کیا۔ پس اگرچہ بے ایمانوں کا تو کچھ علاج نہیں مگر ایمان دار آتمہ کی اس

ستمرہ ادیبی غیر تبدیل قاعدہ کتاب الہی نے بیان کیا ہے۔ اور خود کر نیسے ظاہر ہو گا کہ جو مسٹر عبداللہ آتمہ کے باریعین یعنی مسز آبادیہ کے باریعین الہامی بشرط تقویٰ وہ درحقیقت اسی سنت اللہ کے مطابق ہے کیونکہ اسکے الفاظ یہ ہیں کہ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع کرے

لیکن مسٹر عبداللہ آتمہ نے اپنی مضطربانہ حرکات سے ثابت کر دیا کہ اسنے اس پیشگوئی کو تعظیم کی نظر سے دیکھا جو الہامی طہرہ پر اسلامی صداقت کی بنیاد پر کی گئی تھی۔ اور خدا تعالیٰ کے الہام نے بھی جھکوی ہی جھردی کہ جسے اسکے ہم اندسہ پر اطلاع پائی یعنی وہ اسلامی پیشگوئی سے خوفناک حالتیں پڑا اور اسپر عیب غالب ہوا۔ اسنے اپنے افعال سے دکھا دیا کہ اسلامی پیشگوئی کا کیسا ہولناک اثر اسکے دلپر ہوا اور کیسی اُسپر گھبراہٹ اور دیوانہ پن اور دلچسپیت

کنارہ کشتی اور خاموشی سے ضرور رجوع کا نتیجہ نکالینگے۔ یہ بارش بوقت آفتاب کی گردن پر تھا کہ وہ اقرار خوف کے بعد ہچکچا اور ہر ایک مضمف کو یہ موقع نہ دیتا کہ اُسکے اقوال اور افعال سے ہم رجوع کا نتیجہ نکال سکتے۔ بلکہ چاہیے تھا کہ وہ قسم سے یا نالش سے یا کسی اور طرح حواشیات دعویٰ سے اپنی اس بزدلی کو جو پندرہ ہینہ تک اس سے برابر ظہور میں آتی رہی اسلامی ہیبت کے وجہ سے اس کے لیے نہ دکھاتا۔ پس یہ بڑی بد ذاتی ہے کہ خیال کیا جاتا ہے کہ آفتاب کے دل سے پیشگوئی کی عظمت کو ایک ذرہ قبول نہیں کیا تھا اور وہ اپنی سابقہ شوخیزیاں میری دعا کے اندر برابر قائم تھا۔ ایڈیٹر ذرۃ الاسلام لکھتا ہے کہ ایمان کیلئے اقرار باللسان شرط ہے۔ تو اس کا یہی جواب ہو کہ ایمان دان الہام میں فقط رجوع ہو ضرور ہے فعل قلبی اور اس کے لئے اقرار لسان شرط نہیں۔ اقرار لسان معاویہ کی نجات کیلئے شرط ہے مگر ایسی نجات کیلئے جو صرف دنیا کیلئے ہو صرف دل کا خوف کافی ہے۔ یہ ضرور نہیں کہ کسی شخص کو گواہ بنایا جائے بلکہ یکتہ ایمانہ بھی تو قرآن میں موجود ہے۔!

پھر یہی شخص لکھتا ہے کہ مایح ۸۶ء میں اشتہار دیا تھا کہ لڑکا پیدا ہو گا۔ اپنے بعد لڑکی پیدا ہوئی۔ لیکن ایمان دانوں اور دل کے اندھوں! میں کب تک تمہیں سمجھاؤں گی۔ مجھے وہ اشتہار ۸۶ء دکھلاؤ میں نے کہاں لکھا ہے کہ اسی سال میں لڑکا پیدا ہونا ضروری ہے۔ پھر یہی شخص لکھتا ہے کہ تمہیں اپنے جھوٹے الہام پر ذرہ شرم نہ آئی۔ پر میں کہتا ہوں کہ اگر سیاہ دل الہام جھوٹا نہیں تھا تجھ میں خود ایسی کلام کے سمجھنے کا مادہ نہیں۔ الہام میں کوئی ایسا مادہ

غالب لگتی اور کیسے الہامی پیغمبر کیسے سونے اسکے دکھو ایک کچلا ہوا دل بنا دیا یہاں تک کہ وہ سخت بیمار ہوا اور شہر شہر اور ہر جگہ ہر سان اور ترسنا پھرتا رہا اور اس صنویٰ خدا پر اس کی توکل نہ رہا جس کو دنیا کی کمی اور غنا کی تاریکی نے الوہیت کی جگہ سے رکھی ہو وہ کتوں سے ڈرا اور سانپوں کی اسکو اندیشہ ہوا اور اتنے کے دکھوں میں بھی اسکو خوف آیا۔ اس پر خوف اور دہم اور دلی سوز سے غلبہ ہوا اور پیشگوئی کی پوری ہیبت اس پر طاری ہوئی اور وقوع سے پہلے ہی اس کا اثر اسکو محسوس ہوا اور بغیر اسکے کہ کوئی امر ترس سے اسکو نکالے آپ ہی ہر سان اور ترسان اور پریشان اور بیتاب ہو کر شہر شہر بھاگتا پھرا اور خدا نے اسکے دل کا آرام چھین لیا اور پیشگوئی سے سخت متاثر ہو کر سرسیمون اور خوف زدہ کی طرح جا بجا بھسکتا پھرا اور الہام الہی کا رعب اور اثر اسکے دل پر ایسا مستولی ہوا کہ اسکی راتیں ہولناک اور دن بے قرار سی سے بھر گئے۔ اور چھٹی مخالفت کیجا التین جو وہ ہشتین اور

نہ تھا کہ اس حمل میں ہی لڑکا پیدا ہو جائیگا۔ اب بھڑا سکے، میں کیا کہوں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین  
 بیشک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعود لڑکے سے تو میں برکت پائیگی۔ مگر ان شہادت میں کوئی ایسا  
 الہی الہام نہیں جس نے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے۔ اگر ہے تو لعنت ہو تبیر اگر تو وہ  
 الہام پیش نہ کرے۔ ہاں دوسرے حمل میں جبکہ کہ پہلے سے مجھے ایک اور لڑکے کی بشارت  
 ملی تھی لڑکا پیدا ہوا۔ سو یہ بجائے خود ایک متقلب پیگمونی تھی جو پوری ہو گئی جس کا ہر کھنڈہ کو  
 صاف اقرار ہے۔ ہاں اگر اس پیشگی پیگمونی کی ایسا الہام پیش نہ کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ الہام نے  
 اس کو موعود لڑکا قرار دیا تھا تو کیوں وہ الہام پیش نہیں کیا جاتا۔ پس جبکہ تم الہام کے پیش کرنے  
 سے عاجز نہ ہو تو کیا یہ لعنت تم پر ہے یا کسی اور پر۔ اور یہ کہنا کہ اُس لڑکے کو بھی موعود کہا ہے۔ تو اگر  
 نابکار مسعود و ناجی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے الا شاذا نادر۔ کون باپ ہو جو اپنے لڑکے کو سعادت  
 اطوار نہیں بلکہ شقاوت اطوار کہتا ہے۔ کیا تمہارا یہی طریق ہے ۹ اور بالفرض اگر میری یہی مراد  
 ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔ میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد نے ایک  
 بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔ پر میں پوچھتا ہوں کہ وہ خدا کا الہام کونسا ہے کہ میں نے ظاہر کیا  
 تھا کہ پہلے حمل میں ہی لڑکا پیدا ہو جائے گا یا دوسرے میں پیدا ہوگا۔ وہ درحقیقت وہی موعود  
 لڑکا ہوگا اور وہ الہام پورا نہ ہوا اگر ایسا الہام میرا تمہارے پاس موجود ہے تو تم پر لعنت  
 ہے اگر وہ الہام شائع نہ کرو!

فلن اشخص پرورد ہوتا ہے جو یقین رکھتا ہے یا ظن رکھتا ہے کہ شاید عذاب الہی نازل ہو جاتا۔ یہ سب  
 علامتیں اس میں بائی گئیں اور وہ عجیب طور پر اپنی بے چینی اور بے آرامی جا بجا ظاہر کرنا لگا اور خدا تعالیٰ نے  
 ایک بے ترناک خوف اور اندیشہ اُس کے دل میں ڈال دیا کہ ایک پات کا کھڑکھ بھی اُس کے دلوں کو صدمہ پہنچاتا رہا  
 اور ایک کتے کے سامنے آئیں بھی اُس کو ملک الموت یاد آیا اور کسی جگہ اس کو چین نہ پڑا اور ایک سخت دیرانے  
 میں اُس کے دن گذرے اور سر اٹکی اور پریشانی اور بیتابی اور بے قراری نے اُس کے دلوں کو گھیر لیا اور درانیوالے  
 خیال لندن اسپر غالب رہے اور اُس کے دلوں کے تصور و خیال عظمت اسلامی کو رد نہ کی۔ بلکہ قبول کیا۔ اس لئے  
 وہ خدا جو رحیم و کریم اور سزا دہن و دہیا ہے اور انسان کے دلوں کے خیالات کو جانچتا اور اُس کے تصور و  
 کیسے واقف اس سے عمل کرتا ہے۔ اس لئے اُس کو اس صورت پر نہایا جس صورت میں فی الفور کامل ٹاویہ کی سزا

اور پھر تمہارا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ ”احمد بیگ کا داماد اب تک نہ ہے۔“ سو میں کہتا ہوں کہ  
 کہ اس کا بکار قوم! کیتک تو اندھی اور گونگی اور بہری رہیگی؟ اور کیتک تیری آنکھیں اس قدر  
 کو نہیں دیکھیں گی جو اتارا گیا؟ سن اور سمجھ! کہ اس الہام کے دو ٹوکے تھے ایک احمد بیگ کے متعلق  
 اور ایک اس کے داماد کے متعلق۔ سو تم سن چکے ہو کہ احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہو گیا۔  
 اور وہ دن آتا ہے کہ تم سن لو گے کہ اس کے داماد کی نسبت بھی پیشگوئی پوری ہو گئی  
 خدا کی باتیں مل نہیں سکتیں۔! اور یہ اعتراض جو تم کرتے ہوئے نہیں۔ نوٹ تو نکھر چڑھو کہ  
 پہلے بفہم لوگوں نے بھی ایسے ہی اعتراض بنیوئے پھر بھی کئے ہیں۔ تمہارے دل اُن سے مشابہ  
 ہو گئے۔ اور تمہارا یہ کہنا کہ میعاد کے اندر وہ کیوں فوت نہیں ہوا؟ یہ تمہاری بے ایمانی  
 یا ناتجہی ہے۔ الہام تو بی تو بی فان البلاء علی عقبہ میں صاف تو بے کی شڑ  
 تھی اور یہ الہام احمد بیگ اور اس کے داماد دونوں کیلئے تھا۔ کیونکہ عقبہ لڑکی اور لڑکی کی اولاد کو  
 کہتے ہیں۔ اور یہ احمد بیگ کی بیوی کی والدہ کو خطاب تھا کہ تیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر خاوند  
 مرنے کی ہلاکت ہے اگر تو بے کروگی تو تاخیر موت کیجائیگی۔ پس احمد بیگ کی زندگی کے وقت کسی نے  
 اس الہام کی پرواہ نہ کی۔ اور جب احمد بیگ فوت ہو گیا تو اس کی بیوہ عورت اور دیگر سہیل منہ و گئی  
 کمر ٹوٹ گئی۔ وہ دعا اور تضرع کی طرف بدل متوجہ ہو گئے۔ جیسا کہ سنا گیا ہے کہ اب تک احمد بیگ  
 کے داماد کی والدہ کا کلیجہ اپنے حال پر نہیں آیا۔ سو خدا دیکھتا ہے کہ وہ شوخیوں میں کب  
 آگے قدم رکھتے ہیں۔ پس اس وقت وعدہ اس کے پورا ہو گا جب یہ سب کچھ پورا ہو گا۔ تب زمین بلکہ ہر ایک  
 دانا تپہ اُخت جھپٹے گا۔ کیونکہ تم نے خدا کا مقابلہ کیا۔!

یعنی موت بلا توقف اُس پر نازل ہوتی اور ضرور تھا کہ وہ کامل عذاب اس وقت تک تمہارا ہے جب تک کہ وہ  
 میرا کی اور شوخی سے اپنے ماتھے سے اپنے لئے ہلاکت کے اسباب پیدا کرے۔ اور الہام الہی نے بھی  
 اسے طرف اشارہ کیا تھا کیونکہ الہامی عبارات میں شہر طری طور پر عذاب موت کے آنیکا وعدہ تھا و اطلق  
 بلا شرط وعدہ لیکن خدا تعالیٰ نے دیکھا کہ مشر عبد اللہ اتم نے اپنے دل کے تصورات سے اور اپنے  
 افعال سے اور اپنی حرکات سے اور اپنے خوف شدید سے اور اپنے ہولناک اور ہراسان دلیسے عظمت  
 اسلامی کو قبول کیا اور یہ حالت ایک رجوع کر نیکی قسم ہے جو الہام کے استثنائی فقرہ سے کسی قدر تعلق رکھتی ہے؟

اور پھر ایک اور صاحب اپنا نام شیخ نجفی ظاہر کر کے میرے مقابل پر آئے ہیں۔ اور تجھے کہتا ہے: اور مجال اور مجال ٹھہراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خسوف و کسوف کا نشان قیامت کو ظاہر ہو گا نہ اب اس تاراج کو یہ بھی خبر نہیں کہ اگر خسوف و کسوف بطور نشان مہدی ظاہر ہو گا جیسا کہ اقرضی وغیرہ کتب حدیث میں درج ہے تو قیامت کو اس نشان سے فائدہ کون اٹھائے گا بلکہ اس وقت تو مہدی کی آنا ہی امکان ہو گا۔ جب خدا نے ہی نظام شمسی کو توڑ کر خلقت کا خاتمہ کر چاہا تو کون مہدی اور کہاں اس کے نشان۔ وہ تو قیامت کا زمانہ آگیا۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ مہدی کا زمانہ تجوید کا زمانہ ہے۔ اور خسوف و کسوف اس کی تائید کیلئے ایک نشان ہے۔ سو وہ نشان اب ظاہر ہو گیا جس کو قبول کرنا ہو قبول کر۔ اور جیسا کہ حدیث میں لکھا تھا چاند گرہن اس پہلی رات میں ہوا چاند کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے۔ اور سورج گرہن ان دنوں کے نصف میں ہوا جو سورج گرہن کیلئے مقرر ہیں۔ اور اس طرح یہ پیش گوئی نہایت صفائی سے پوری ہو گئی۔ چونکہ زمانہ کے علماء سورج اور چاند کی طرح ہوتے ہیں۔ سو اس پیش گوئی میں بیش از حد اس سورج اور چاند کا کسوف خسوف علماء کے دل کو تیرکی پر شاہد ہے کہ جو کچھ زمین میں ہوتا ہے آسمان اس کو دکھلا دیتا ہے۔

اور پھر ہی صاحب اپنے خاوری میں جو زولیدہ زبانی سے بھرا ہوا ہے جھکو لکھتے ہیں کہ اگر تو میرے مقابل پر آدے تو میں اپنا علم عربی تجھ کو دکھلاؤں۔ حالانکہ اُن کے اسی عربی خط سے اُن کے علم کا بخوبی اندازہ ہو گیا۔ اور معلوم ہو گیا کہ بجز چند چرائے ہوئے فقرہ اور مسروقہ الفاظ کے اُنکی

کیونکہ ہر شخص عظمت اسلامی کو رد نہیں کرتا بلکہ اس کا خوف اس پر غالب ہوتا ہے وہ ایک طرے سے اسلام کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور اگرچہ ایسا رجوع عذاب آخرت سے بچا نہیں سکتا مگر عذاب دنیوی میں بیابا کی کے رونق مند و تاحیر ڈال دیتا ہے۔ یہی دعویٰ قرآن کریم اور میل میں موجود ہے۔ اور جو کچھ ہم نے سٹر بے انتقام کی نسبت اور اسکے دل کی حالت کے بارے میں بیان کیا یہ باتیں بے ثبوت نہیں۔ بلکہ سٹر بے انتقام نے اپنے تئیں سخت مصیبت زدہ بنا کر اور اپنے تئیں شدید غربت میں ڈال کر اور اپنی زندگی کو ایک دائمی پیرا پہنکا کر اور ہر روز خوف اور ہراس کی حرکات صادر کر کے اور ایک دنیا کو اپنی پریشانی اور دیوانہ پن دکھلا کر نہایت صفائی سے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ اسکے دل نے اسلامی عظمت اور صداقت کو قبول کر لیا۔ کیا یہ بات جھوٹ ہے کہ اُس نے پیش گوئی کے **عینا مضمون** کو

گھر میں اور کچن میں۔ اور ایسا ہی عبدالحق نے بھی اپنے اہل گھر کو یہ بات زنی کی ہے اور میری نسبت لکھا ہے کہ ”یہ کتاب جو وہ شائع کرتا ہے عربی دان لوگوں سے عربی کرا کے چھوڑتا ہے اور بیچہ یقیناً معلوم ہے کہ اسکو عربی کی ہرگز بیعت نہیں اگر اسکو ضرورتاً بیعت دی گئی ہے تو مجھے عام علماء کی مجلس میں عربی زبان میں بحث کرے دو نوئی عربی قلمبند ہو جائیگی بعدہ علماء اُن پر پیش کیجائے گی اگر فوقیت لیکیا تو مانجائیگا کہ یہ رسائل عربی اُسے بنائے ہیں اور بحث تقریری بالمشافہ ہوگی اگر بحث میں تجسس کچھ نہ بنا تو لعنت اللہ علی الکاذبین“ اس کے جواب میں ضمیمہ انجام اہم میں اسکو لکھا گیا کہ ہم اہل بیت سائبہ کیلئے دیار میں لیکن تمہیں یاد رہے کہ ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ یہ عربی کتابیں اٹلے تائید نہیں ہوئیں کہ لوگ یہ عربی دان سمجھیں اور مولوی خیال کریں۔ بلکہ ان کتابوں میں بار بار یہ بتلایا گیا ہے کہ یہ نہ ان کا نشان ہے اور بطور معجزہ کے جبکہ دیا گیا ہے تائید دعویٰ پر یہ بھی ایک دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ کہاں لکھا ہے کہ عربی کتابوں سے یہ مطلب ہو کہ اگر کوئی مغلوب ہو تو مجھے عربی دان مان لے۔ سو یہ اقرار کرنا چاہیے کہ اگر تم باوجود اتنے دعویٰ فضیلت اور عربی دانی کے میرے جیسے انسان صاف شکست کھا جاؤ جسکی نسبت تمہیں اسی اہل بیت میں اقرار ہے کہ اس شخص کو عربی دانی کی ہرگز بیعت نہیں نو یہ نشان تم تسلیم کر لو گے اور یقین دلاؤ گے سمجھ لو کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ ہے اور اس وقت تو بہ کر کے میری بیعت میں داخل ہو جاؤ گے لیکن وہ مہینے کے ذریعہ گزر گیا کہ اب تک عبدالحق کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ گویا وہ مر گیا

پورے طعن پر اپنے رد الیہ اور جبکہ ایک انسان ایک سچی اور واقعی بات سے ڈر سکتا ہے اسقدر وہ اس پیشگوئی سے ڈرا۔ اسکا دل ظاہری حفاظتوں سے مطمئن نہ ہو سکا اور حق کے رُعب نے اسکو دیوانہ سا بنا دیا سو خدا تعالیٰ نے نچا ہاک اسکو ایسی حالت میں ہاک کر کے کیونکہ یہ اُس کے قانون قدیم اور سنت قدیم کے مخالف ہے اور نیز یہ الہامی شرط سے مغائر اور برعکس ہے۔ اور اگر الہام اپنی شرط کو چھوڑ کر اور طور پر ظہر کرے تو کو جابل لوگ اس سے خوش ہوں مگر ایسا الہام الہم الہی نہیں ہو سکتا اور یہ غیر ممکن ہے کہ خدا اپنی قرار دادہ شرط کو بوجھل جائے۔ کیونکہ شرط کا لفظ رکھنا صاف حق کے لئے ضروری ہے اور خدا صدق الصادقین ہے۔ ہاں حیثیت مشرعبہ اللہ اہم اس شرط کے نیچے سے اپنے تئیں باہر کرتا اور اپنے لئے اپنی شوخی اور بے باکی سے ہاک کے سامان پیدا کرے تو

اب مضمین کو سوچنا چاہیے کہ یہ لوگ حق پوشی کیلئے کیسے دنیا بلی کام کر رہے ہیں اور کتنے  
 شیطانی جھوٹے نوحہ استعمال کر کے لوگوں کو تباہ کرتے ہیں۔ اگر یہ شخص اپنی عربی دانی میں سچا تھا تو  
 فی الواقعہ مجھ کو محض اتنی اور ناخواندہ اور جاہل سمجھتا تھا تو اُس کو تو خدا نے موقعہ دیا تھا کہ میں مقابلہ کرنے  
 پر آمادہ ہو گیا تھا اور میں نے معنی دھن سے کہہ دیا تھا کہ اگر میں مغلوب ہو گیا تو میں اپنے سینہ میں جھوٹا ہتھیار  
 لیکن اگر میں غالب ہوا تو مجھے سچا سمجھنا چاہیے تو پھر کیا سبب تھا کہ وہ گریز کر گیا۔ کیا یہ انصاف کی بات  
 تھی کہ اگر میں مغلوب ہو جاؤں تو مجھے اپنے دعویٰ میں جھوٹا سمجھا جائے لیکن اگر میں غالب ہو جاؤں  
 تو مجھے صرف ایک عربی دان سمجھا جائے۔ کیا میں یہ تمام عربی کتابیں مولوی کہلان کے شوق سے شائع کی  
 تھیں۔ مجھے تو مولویت کے لفظ سے قدیم سے نفرت ہے اور بیل بیزار ہوں کہ کوئی مجھ کو مولوی  
 کہے۔ میں نے تو ان کتابوں کی تالیف سے صرف خدا کا نشان پیش کیا تھا۔ کیونکہ یہ ولایت کامل طور پر  
 ظل نبوت ہے۔ خدا نے نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات کیلئے پیشگوئیاں دکھائیں سو  
 اس جگہ بھی بہت سی پیشگوئیاں ظہور میں آئیں۔ خدا نے دعاؤں کی قبولیت سے اپنے نبی علیہ السلام کی  
 نبوت کا ثبوت دیا سو اس جگہ بھی بہت سی دعائیں قبول ہوئیں۔ یہی نمونہ استجابت دعا کا جو  
 لیکھ لرم میں ثابت ہوا غور سے سوچو۔ !!!۔ ایسا ہی خدا نے اپنے نبی کو شوق القہر کا معجزہ دیا سو اس جگہ  
 بھی قہر اور شمس کے خسوف کا معجزہ عنایت ہوا۔ ایسا ہی خدا نے اپنے نبی کو فصاحت بلاغت  
 کا معجزہ دیا سو اس جگہ بھی فصاحت بلاغت کو اعجاز کی طرہ پر دکھلایا۔ غرض فصاحت بلاغت کا ایک

وہ دن نزدیک آجائیں گے اور سزا کا وہ یہ کامل طور پر نمودار ہوگی اور پیشگوئی عجیب طور پر  
 اپنا اثر دکھائے گی۔

اور توجہ سے یاد رکھنا چاہیے کہ ہاویہ میں گراستے با اجمال الفاظ الہام ہیں وہ  
 عبد اللہ اہتم نے اپنے ہاتھ سے پورے کئے اور جن مصائب نے اُسے اپنے تئیں ڈال لیا اور  
 جس طرز سے مسلسل گھبراہٹوں کا سلسلہ اُسکے دامگیر ہو گیا اور ہول اور خوف نے اُسکے دلوں کو کچل دیا  
 یہی اصل ہاویہ تھا۔ اور سزا موت اُسکے کمال کیلئے ہے جس کا ذکر الہامی عبارت میں موجود  
 بھی نہیں۔ بیشک یہ مصیبت ایک ہاویہ تھا جس کو عبد اللہ اہتم نے اپنی حالت کی موافق جھگٹ لیا  
 لیکن وہ بڑا ہاویہ جو موت سے تعبیر کیا گیا ہے ہمیں کی قدر مہلت دی گئی کیونکہ ہم کو رعب اُس نے

الہی نشان ہے اگر اسکو توڑ کر نہ دکھلاؤ تو جس دعویٰ کیلئے یہ نشان ہے وہ اس نشان اور دوسرے نشانوں سے ثابت اور تپہ خدا کی حجت قائم ہے۔

یہ جواب تھا جو عبدالحق کو لکھا گیا تھا۔ لیکن اب چونکہ وقت حد اور اندازہ ہو گیا اور اس طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور شیخ بخنی نے بھی چند روز کی مصلحت کیلئے صدیق اکبر اور قادری اعظم کا پیچھا چھوڑ کر میر لطیف اپنے تہذیب کے تمام فیر و بیکو کو جھکا دیا اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس لافزن نجدی اور غزنوی کی سرکوبی کیلئے چند مختصر ورق عربی کے بطور نشان لکھی جائیں اور پھر اپنے صدق اور کذب کا حصر رکھا جائے۔ کیونکہ اگر خدا میر لیا تھا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ وہ میر لیا تھا ہے تو وہ ان لوگوں کو مقابلہ کی طاقت نہیں دیگا۔ اسلئے میں نے لکھرام کی موت کے بعد ۸ مارچ ۱۸۹۳ء کو اس مضمون کے لکھنے کا ارادہ کیا۔ لیکن بیاعت ضروری اشتہارات کے شائع کرنیوں کچھ توقف ہو گیا۔ اب ۱۷ مارچ ۱۸۹۴ء سے لکھنا شروع کیا ہے سو عین رکھتا ہوں کہ میں اس اردو تہذیب کے بعد ایک ہفتہ تک استفادہ عربی مضمون انشاء اللہ تعالیٰ اسی کے فضل اور قوت اور توفیق سے لکھ لوں گا جو حق الفوت کے لئے بصورت نشان تجلی کریگا۔ اور میں اس وقت وعن محکم کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ان دونوں میں سے یعنی بخنی اور غزنوی میں اس میرا کے اندر جو سترہ مارچ ۱۸۹۳ء سے اشاعت کے وقت تک ہو سکتی ہے یعنی اس دن کہ یہ رسالہ انکے پاس پہنچ جائے اس مضمون کی نظیر ایسے کچھ مجموعہ اوضاحت کی مطابقت اور اسکی نظم اور ترکیب و توفیق بالمقابل شائع کر دے اور پروفیسر عربی مولوی عبداللہ صاحب یا کوئی اور پروفیسر جو مخالفت تجویز کریں ایسی تم کھا کر جو مکہ بعد اب الہی ہو جلسہ عام میں کہیں کہ یہ مضمون تمام میرا تب بلاغت اور فصاحت کے رد سے مضمون پیش کردہ سے بڑھ کر یا برابر ہے اور پھر قسم کھانے والا میری دعا کے بعد اکمالیس دن تک عذاب الہی میں ماخوذ نہ ہو تو میں اپنی کتابیں چلا کر

اپنے سر پر لیا۔ اسلئے وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں اس شرط سے کس قدر فائدہ اٹھائے گا مستحق ہو گیا جو الہامی عبادت میں بوج ہے۔ اور ضرور ہے کہ ہر لکھنے والا کا نظیر اسی طور سے ہو جس طور سے خدا تعالیٰ کے الہام میں مصدق ہوا اور یہ عین رکھتا ہوں کہ اس باب کی انیمین دہی شخص کچھ مخالفت کر گیا جسکو مشرعب اللہ اتھم کے انتظام واقعات پر پوری اطلاع نہ ہوگی اور یا جو قصبہ بخل اور بی بی سے حق پوشی کرنا چاہتا ہو۔



جو میرے قبضہ میں ہونگی انکے ہاتھ پر تو بہ کر دن کا اور اس طریقے روز کا جھگڑا ملے ہو جیاب کا  
اور اسکے بعد جو شخص معطل پڑے یا تو پبلک کو بھینا پیاسیے کہ وہ تھوڑا سا ہے۔  
اور یہ کہنا کہ ممکن ہے کہ تم کسی دوسرے سے لکھو اگر اپنے نام پیش کر دو گے۔ اس کا  
جواب اسی قسم کا کافی ہے کہ ایسا دوسرا میری دان **محمین بھی** مل سکتا ہے بلکہ تم جو ہر وقت  
لاٹ مارتے ہو کہ تمہارے ساتھ نہ ان علماء دین و سب زعم تناسبت میرے ساتھ صرف  
جاہلون یا فشیو کی گروہ ہے تو اب تمہیں شرم نہیں آتی کہ ایسی باتیں پلاؤ۔ تمہارے  
پاس تو یہ دینے کیلئے زیادہ سامان ہیں۔ ان ادیب کے آگے ہاتھ نہ دینے ضرورت کے  
وقت اس کے قدموں پر ہی گر جاؤ آخر وہ جہم کر لگا اور تمہیں کچھ بنا دیگا۔ اور پھر یہ بھی ہے کہ یہ  
تحریر کو میری ہو یا تمہاری سے پاگلانہ خیال رکھے کسی اور کی اس سے تمہیں کیا منوں اور کیا واسطہ  
جبکہ میں اس پر صبر رکھتا ہوں کہ اس تحریر کی نظیر پیش ہونی سے میں سمجھ لوں گا کہ میں کا ذوق  
ہوں تو تمہاری طرف سے کوشش ہونی چاہیے کہ اسکی نظیر پیش کر دو اگر تم سمجھتے ہو تو ضرور اپنی کوشش  
میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیونکہ خدا سچو کو ضائع نہیں کرتا اور اسکے عزیز ذلیل نہیں ہوتے۔  
اور میں مکرر کہتا ہوں کہ اسی معاد میں تمہیں بالقابل رسالہ شائع کر دینا چاہیے جس میں  
میں ابتداء سے سترہ مارچ ۱۸۹۶ء سے میرا رسالہ شائع ہو۔ اگر اس میں تغلف ہو گا تو پھر  
تمہارے یہودہ عنایت کی طرف التفات نہیں کیا جائیگا۔ اب میں عربی رسالہ لکھتا ہوں

وَمَا وَفَّقِي إِلَّا اللَّهُ رَبُّ انْصُرْنِي مِنْ لَدُنْكَ رَبِّ آيْدُنِي مِنْ لَدُنْكَ

رَبِّ اَنْ قُوِي طَرْدُونِي فَاَوْنِي مِنْ لَدُنْكَ رَبِّ اَنْ

قُوِي لَعْنُونِي فَاَرْحَمْنِي مِنْ لَدُنْكَ اَرْحَمْنِي يَا رَبِّ اَرْضِ

وَالسَّمَاءِ اَرْحَمْنِي يَا اَرْحَمَ الرَّحْمَاءِ۔ وَكَأَنَّ

رَحِمَ الْاَلَانْت۔ اَنْتَ اَنْتَ جَبِّي فِي الدُّنْيَا

وَالْآخِرَةِ اَنْتَ اَرْحَمَ الرَّحْمِيْنَ وَتَوَكَّلْ

عَلَيْكَ اَنْتَ اَصْبَحُ

الْمُتَوَكِّلِينَ

عُد۔ اس عربی مضمون میں اگر کوئی سخت لفظ ہو تو میان عبدالحق صاحب غزوئی معذور رکھیں۔ کیونکہ  
بقول اُنکے اس عاجز کو عربی لکھنے کی ریافت نہیں اور لکھنے والے کوئی اور فاضل ہیں جو عربی  
کو لکھتے ہیں۔ پس الزام اُن نامعلوم آدمیوں پر ہے نہ ایسے شخص پر جو عربی نہیں جانتا۔

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذي جعلني مظهرا للآيات - وصيّرتني ظلّ سيّد الكائنات -  
اُس خدا کو تمام تعریف ہے جس نے مجھے نشانوں کا مظہر بنایا۔ اور سرور کائنات کا ظلّ مجھے ٹھہرا دیا۔

وَجَعَلَ اسْمِي كاسمِهِ بِأَنْوَاعِ التَّفَضُّلَاتِ - فَاتَمَّ النِّعَمَ عَلَيَّ الْجَمْعُ وَأَكُونُ لَهُ  
اور میرے نام کو اس نعمت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے مشابہ بنا دیا۔ اس طرح کہ اپنی نعمتوں کو میرے پر کیا تا میں اس کی بہت

لکھوں تحت السموات - ونصرتني إيمان الناس ليحمدوني وَأَكُونُ مُحَمَّدًا بَيْنَ الْخَلْقِ  
تعریف کر کے لکھوں کہ نام کا مصداق بنوں۔ اور میرے حب سے لوگوں کے ایمان کو تان دیا تا وہ میری بہت تعریف کریں اور میں

فانا أحمد وانا محمد كما جاء في الروايات - وأعطيت حقيقة اسمي نبينا فخر  
محمد کے نام کا مصداق بنوں پس میں محمد ہوں اور میں محمد ہوں جیسا کہ روایات میں آیا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ وزن

الموجودات - كانعكاس الصور في المرآة فنصلي ونسلم على هذا النبي الأحمي  
نام کی حقیقت حفاظ کی گئی ہو جیسا کہ آئینہ میں صورت کی انعکاس ہو جاتا ہے۔ پس ہم اس نبی اُمّی پر درود اور سلام بھیجتے ہیں

الذي تنعكس أواره في الصالحين والصلوات - وتلقه باسمه ابواب البركات -  
جس کے انوار نیک مردوں اور نیک عورتوں میں چمکتے ہیں۔ اور اُنکے نام کیساتھ دروازے برکت کے کھلتے ہیں۔

وتتم بنوره حجة الله على الكافرين والكافرات - وعلى آله الطاهرين  
کہوئے جاتے ہیں۔ اور اُنکے نزدیک ساتھ کافروں پر خدا کی حجت پوری ہوتی ہے۔ اور درود اور سلام اُنکے آل پر چاک

والطاهرات - واصحابه المحبوبين والمحبوبات - وجميع عباد الله الصالحين  
مرد اور پاک عورتیں ہیں۔ اور اُنکے اصحاب پر جو خدا کے پیارے ہیں اور پیاری کثیر ہیں۔ اور ایسا ہی تمام نیک بندوں پر۔

۱۰ مَا بَعْدَ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا الطَّالِبُونَ - وَالْأَخْيَارُ الْمُسْتَرْتَدُونَ - إِنَّ اللَّهَ أَعْلَمُ بِحَقِّ  
 بَعْدَ اسْمِ الطَّالِبِينَ اور اچھے لوگوں پر خدا کا دعوہ کرنے والے ہو تمہیں معلوم ہو کہ خدا نے میری محنت کو مٹا دیا  
 عَلَى الْإِقْدَاعِ - وَارِى لِي الْخَوَارِقَ وَاسْبِغْ مِنَ الْعَطَاءِ - وَرَبِّمَنِي كَيْفَ نَزَلَتْ الْآيَاتُ  
 پر پورا کر دیا - اور میرے لئے سننے نشان دکھلا اور میرے پاس ہی بخشش کو کامل کیا - اور تھے دیکھا کہ کیونکر آسمان سے  
 مِنَ السَّمَاءِ - وَكَيْفَ فَتَحَتْ الْإِبْوَابَ لِلطَّالِبَاءِ - ثُمَّ الَّذِينَ يَجْلُو أَيْكُرُ وَنَنِي كَالْعَيْنِ  
 نشان اترے - اور کیونکر طالباؤں کے لئے دروازے کھولے گئے - پھر وہ جو نکل کرتے ہیں وہ سنت کرتے ہیں ان کا نظارہ  
 وَيَتَرَكُونَ الدِّيَانَةَ وَالْدِّينَ - جَرَدَ وَابْنٌ غَيْرُ حَقِّ سَيْفِ الْعُدَّةِ وَابْنٌ - وَشَهْرٌ وَاحِشٌ  
 کرتے ہیں - اور دین کو بھی چھوڑتے ہیں اور دیانت کو بھی - انھوں نے ظلم کی تلوار ناقص کھینچ رکھی ہے - اور گالی اور زیادہ گولی  
 السَّبَّ وَالطَّعْيَانِ - وَمَا كَانُوا مُتَمَتِّلِينَ - أَنْهُمْ يُوْذَوْنَ وَنَنِي وَتُسَبَّوْنَ - وَكَيْفَ وَنَنِي  
 کی خجراؤں کے ہاتھ میں برہنہ ہو - اور باز نہیں آتے - وہ مجھے دکھ دیتے ہیں اور دشنام دہی کرتے ہیں - اور  
 وَلَا أَعْلَمُ بِمَنْ يَكْفُرُونَنِي - أَيْ كَفَرُوا بِرَجُلٍ يَقُولُ أَنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ - يَصْرَوْنَ عَلَى  
 مجھے کافر ٹھہرتے ہیں اور میں نہیں جانتا کہ کیوں ٹھہرے ہیں - کہ وہ اس آدمی کو کافر کہتے ہیں جو مسلمان ہے اور اگر کافر ہو گیا  
 سُبُلَ الضَّلَالِ وَالنُّكُوبِ - فَإِنَّ خَوْفَ اللَّهِ وَتَقْوَى الْقُلُوبِ - وَإِنَّ سِيرَ  
 اور میری کے طریقہ پر اصرار کرتے ہیں - پس کہاں ہے خوف خدا اور دل کوئی پرہیزگاری ؟ اور کہاں ہیں سلا  
 الصَّالِحِينَ - أَمَّا جَاءَ تَهْمُ الْآيَاتِ - أَمَّا ظَهَرَتْ الْبَيِّنَاتُ - أَمَّا حَصَصَ الْحَقُّ وَ  
 کی فصلتیں ؟ کیا انکے پاس نشان نہیں آئے ؟ کیا کھلے غلط فہمی ظاہر نہیں ہوئے ؟ کیا حق نہیں کھل گیا ؟ اور  
 رُفِعَ الشُّبُهَاتُ - افْتَعَاهُ - وَاعْلَى أَهْمُ لَا يَرْجِعُونَ إِلَى الْحَقِّ مُبِينٍ - أَوْ قَسَمُوا عَلَى  
 شبہات نہیں مٹ گئے ؟ کیا انھوں نے باہم عہد کر لیا ہے کہ حق کی طرف رجوع نہیں کریں گے ؟ یا باہم قسمیں کھائی  
 أَنَّهُمْ يَصْرَوْنَ عَلَى تَكْذِيبِ وَتَوَهِينِ - أَيْ خَوْفُونَنِي بِالسَّبِّ وَالشَّتْمِ وَالتَّكْفِيرِ - وَ  
 ہیں کہ تکذیب اور توہین پر اصرار کرتے رہیں گے ؟ کیا مجھے گالی اور کافر کہنے کے ساتھ ڈرتے ہیں ؟ اور  
 يَتَرَبَّصُونَ بِي الدَّوْثَ بِالْحَيْلِ وَالنَّدَابِيرِ - وَاللَّهُ يَعْلَمُ لَيْدَ الْخَائِنِينَ - إِنَّهُ يَعْلَمُ مَا  
 ترہیں روئے اور جیلوں سے میرے پر گرد شوبھی امید رکھتے ہیں ؟ خدا تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو فریاد پہنچا رہا ہے - وہ میری باتوں  
 فِي نَفْسِي وَنَفْسِهِمْ وَأَنَّهُ لَا يَحِبُّ الْمُفْسِدِينَ - وَابْنٌ عِنْدَ مَا كَانُوا آمِينَ - وَابْنٌ  
 اور انکے دل کو بوجھتا ہے اور وہ مفسدوں کو دوست نہیں رکھتا - اور میں ان کے نزدیک ہاں کہہ رہا ہوں اور میں

وَبَيْنَهُ سِتْرٌ لَا يَأْتِيهِمْ إِلَّا هُوَ قَبِيلٌ لِلْمُعْتَدِينَ - اتَّخَذَ الْأَعْدَاءُ إِنْ الْعَدُوَّ قَبِيلٌ

اور ان میں ایک عظیم سیڑھی ہے جو اس کو پہنچے خدا کے کوئی نہیں جانتا پس جس سے بڑھنے والوں پر اور بلا ہو کیا دشمن دیکھا نہیں کہ دشمن کرنا

لَهُمْ بَلْ هِيَ شَرٌّ لَّهُمْ لَوْ كَانُوا مُتَفَكِّرِينَ - اِيْظُنُّونَ اَنْتُمْ يَهْدُوْنَ مَا بَيْنَهُ اَنَا مَل

ان کے کو بہتر ہے؟ یہ ہیں! بلکہ یہ ہے اگر وہ سوچیں - کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی عمارت کو وہ مسمار

الرحمن - اَوَيْسُوْنَ مَا غَرَسْتُمْ اَيْدِيَكُمْ فِي الْبُحْدِ وَالسُّلْطَانِ - كَلَّا بَلْ اَنْتُمْ

کردہ جگے؟ یا اس درخت کو جس سے اکھاڑ دینگے جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ لگا لگایا ہوا ہے؟ ہرگز نہیں! بلکہ وہ تو

مِنَ الْمَقْتُوْبِيْنَ -

آزائش میں پڑے ہوئے ہیں -

يَا مَعْشَرَ الْجَاهِلِ اَعْرَافِ السَّفَهَاءِ - وَزَمَرِ الْأَعْدَاءِ وَالْأَشْقِيَاءِ - اِنَّمْ تَضْمِنُ

اے جاہلون اور کم عقلوں کے گروہ! اور دشمنوں اور بد بختوں کی جماعت! کیا تم جاب الہی

فَوْرِ حَضْرَةِ الْكَبِيْرَاءِ - اَوْدَوْسُوْنَ الصَّادِقِيْنَ - اتَّقُوا اللّٰهَ ثُمَّ اتَّقُوا اَنْتُمْ مَا قَالِيْنَ

کے فوج کو بچا دو گے؟ یا سوچو پیروں کے پیچھے چل دو گے؟ ڈرو خدا سے ڈرو اگر عقلمند ہو -

اِيْهَا النَّاسُ فَادْعُوا فَرَشَ الْكُرْسِيِّ - فَاِنَّ الْوَقْتَ قَدْ دَنَى - وَاَنَّ اَمْرَ اللّٰهِ اَتَى - وَ

اے لوگو خواب کے فرشتوں سے الگ بھیجاؤ! کیونکہ وقت نزدیک آگیا - اور خدا کا حکم پہنچ گیا - اور

اَنْهَ يَرِيْدُ لِيُعْبِيَ الْمَوْتَى - فَهَلْ تَرِيْدُوْنَ حَيَاتًا اَنْ تَزَعَ بَعْدَهُ وَلَا رَدَى - وَهَلْ تَحْبُوْنَ

وہ ارادہ کرتا ہے کہ مردوں کو زندہ کرے - پس کیا تم ابک ایسی زندگی چاہتے ہو جس کے بعد نہ جانکندہ نہ موت - اور کیا تم پسند

اَنْ يُّرَضِيَ عَنْكُمْ رَبُّكُمْ الرَّحْمٰنِ - اَوْتَصْعُرُوْنَ خَدَمَ مُعْرَضِيْنَ -

کرنے ہو کہ خدا تم سے راضی ہو جائے - یا مٹھ پھیرنا اور کنارہ کرنا تمہیں پسند ہے -

وَاَعْلَمُوْا اِنِّيْ اَعْطَيْتُ مُيُصْلَ الْخِلَافَةِ - وَتَسْرَبْتُ لِبَاسِهَا مِنْ

اور جانلو کہ مجھے تمہیں خلافت دیا گیا ہے - اور جناب الہی سے وہ لباس

حَضْرَةِ الْعِزَّةِ - فَارْحَمُوْا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا اَكْلَ الْاَهْتِدَاءِ - اَلَا تَرَوْنَ اِلَى مَا

میرے پہنا ہے - پس تم اپنے نفسوں پر رحم کرو اور حد سے زیادہ مت بڑھو - کیا تم وہ نشان نہیں دیکھتے

تَنْزِلَ مِنَ السَّمَاءِ - اَمَّا بَقِيْ فَيْسُكُمْ وَجَلَّ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ - وَلَوْ كَانَ هَذَا اَلْاَمْرُ مِنْ

جو آسمان سے اترا ہے میں؟ کیا تم میں ایک بھی پرہیزگار باقی نہیں رہا؟ اور اگر یہ کام بجز خدا کے اور کسی

غیر الرحمن۔ لمزقہ اللہ قبل تمزیککم یا اھل العُدوان۔ اُنظروا کیف عنتہ  
ہوتا تو تمہارے کانٹے سے پہلے خدا اُس کو کاٹ دیتا۔ دیکھو تھے کیسی تکلیف

بل مُمّت فی سجد الصبح والمساء۔ ومددتم الی اللہ ید المسئلة والدعاء فرددکم  
اتھائی بلکہ صبح نام کی کوشش میں مر گئے۔ اور خدا کی طرف سوال اور دعا کا ہاتھ پھیلا۔ پس تم

مخذولین فی المحافرة۔ وما حصل الا اصابة الوقت وزفراء الحسرة۔ فما لکم  
ناکام نام اور دے گئے۔ اور تمہیں بحرِ وقت ضائع کرنے اور حسرت کی آہوں کے اور کچھ حاصل نہ ہوا۔ پس

لا تفکرون فی اقدار تنزل۔ ولا ترغبون فی انوار تستکمل۔ اھذا فعل الانسان  
کیا سبب کہ تم اُس قصداً قدیر فکر نہیں کرتے جو اس پر ہی ہوا اور اُن زوروں کے نتیجہ خواہش نہیں کرتے جو کامل ہم پر ہیں؟

اھذا ین الکاذب الدجال الشیطان۔ فلا تھلکوا انفسکم بمحلات اللسان  
کیا ین کا فعل ہو؟ اسی کا کاذب اور جال اور شیطان کی طرف سے ہو؟ پس تم نہ اپنی محلات کیساتھ تمہارے نفس کو بھراک

واستعینوا متضرعین۔ یا حسرة علیکم انکم لا تنظرون متوسمین۔ واذا نظرتم  
مت کرو۔ اور تضرع کرتے ہو تھکد سے مجاہد ہو۔ تم پر افسوس! کہ تم فرست کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ اور جب دیکھتے

نظرتم لاغبین۔ ولا تمنعون خاشعین۔ اترکون فی هذا اللغو واللعب۔ ولا  
ہو تو کھیل کی طور پر دیکھتے ہو۔ اور وہی غرغری نہیں سوچتے۔ کیا تم اسی لہو و لعب میں چھوڑے جاؤ گے! اور ایک

تقادون الی نار ذات اللهب۔ ولا تسئلون عما علمتم مستلبرین۔ لا تلمکم  
بھرنے والی آگ کی طرف کھینچنے نہیں جاؤ گے! اور اُن کا مونہ سے بچھنے نہیں جاؤ گے جو کچھ کچھ الیقین تھے کہ تمہارا

اموالکم واولادکم۔ فان اللھام میعادکم۔ ثم قهر اللہ یصطادکم۔ واین المفتر  
مال اور تمہاری اولاد تمہیں دھوکہ دے کیونکہ موت تمہارا وعدہ ہے۔ پھر تم قہر الہی کے شکار ہو جاؤ گے۔ اس کا

من رب السموات والارضین۔

اور زمین کے پیدا کرنے والے سے تم کہاں بھاگ سکتے ہو۔

وقد رئیتم آیۃ الکسوف فسیتموها۔ ثم رئیتم آیت اللہ فی آتہ  
نہنے کسوف کا نشان دیکھا اور اُس کو بھٹا دیا۔ پھر تم نے خدا کا نشان اتھم میں دیکھا

فلکہ بتموها۔ وتجلت لکم آیۃ موحید یک فما قبلتموها۔ وقرعتم کتب بلائہ  
اور اُس کی تکذیب کی۔ اور تمہارے لئے موت لحدِ یک کا نشان ظاہر ہوا اور تم اس کو قبول نہ کیا۔ اور تم نے اُن کتابوں کو

رَاضِعَةٍ فِيهَا آيَةٌ فَصَاحَةٌ مُجِيبَةٌ - فَكَلِمَةٌ مَاقَرَّةٌ مَقْوَاهَا - وَظَهَرَتْ فِي نَدْوَةِ الْمَدِينَةِ

پڑھا جی بلاغت تعجب میں ڈالنے والی تھی - پس گویا تھے انکو نہیں پڑھا - اور جلسہ اہلسب میں کئی نشان

آیات فنبذ مقوہا - وقد كانت معها انباء الغيب فما باليتقوہا - وکاتین من

ظاہر کو سوتے انکو ہاتھ سے پھینک دیا - اور ان نشانوں کے ساتھ غیب کی خبریں تھیں سوتے کچھ پرواہ نہ کی اور کئی اور

آیات شاہد مقوہا - فکأنکم ما شاهد مقوہا - وکم من بجائب آستقوہا - فما

نشان تھے دیکھے پس گویا نہ دیکھے اور کئی بجائیب کاموں کا تھے شاہد کہا

ظلت لهما انما فکمر خاضعين - والآن اشرقت آية في جبل جسد له خوار - فهل

میں تمھاری گردنیں انکے لئے جھکیں - اور اب بکھرام میں جو گوسالہ بچا تھا نشان ظاہر ہوا - پس کیا

فیکم من یقبلها کالحرار - او قولون مذبرین - وقولون ان اتم مامات فی

تم میں کوئی ایسا شخص جو آواز دے گی طرح اسکو قبول کرے - یا تم پیچھے پھیر دو گے - اور تم کہتے ہو کہ اتم میعاد کے اندر

المیعاد - وتعلون انه خاف فيه قهر رب العباد - ففکروا المرعوب ان تری

ہیں مرا - اور تم جانتے ہو کہ وہ خدا کے قہر سے ڈرا - پس سوچ لو کہ کیا واجب ہو چکا کہ الہامی

شریطۃ الالہام - ویخراجلہ الی یوم ینکر کالکلام - وقد سمعتم انه مات الی اذا

شرط کی رعایت کیجاتی - اور اسوقت تک اسکو مہلت دیجاتی جو اٹھا کرے - اور تم سن چکے ہو کہ جب وہ قسم کیلئے بلایا

دعی للاقسام - وما ذهب مستغنیاً الی الحکام - فانظروا اما تحقق کذبہ - اما بلغ

گیا تو اسنے قسم نہیں کھائی اور نہ ناش کی اب غور کرو کہ کیا اسکا جھوٹ ثابت - یا کیا

الامر الی الانعام - انه زبج الزمان فی ضمیت وسکوت - واتم المیعاد کمضطر

یہ امر تمام محبت تک نہیں پہنچا - اسنے بیکوئی کا زمانہ خاموشی میں گزارا اور بے قراری اور سرگردانی

مبہوت - والقی نفسه فی متاعب وشوائب - وتراوی منکسر اکاذبه ری واثبہ

میں میعاد کے زمانہ کو بسر کیا - اور اپنے فس کو طبع کی تخلیعت میں ڈالا - اور ایسا شکستہ حال اپنے نہیں ظاہر کیا کہ گویا وہ

وَمَا تَقْوَهُ بِكَلِمَةٍ يَخَالِفُ الْإِسْلَامَ حَتَّى أَكُلَ الْإِيَّامَ - فَبَذَلَ الْقُرْآنَ تَحْكُمْ بِبِلَاهِيَةٍ

معیبہ توں مارا ہوا ہے - اور وہ ایک جہی ایسا کلمہ زبان پر نہ لایا جو اسلام کے مخالف ہو - یہاں تک کہ اسنے بیکوئی میعاد کو پورا کیا - پس تمام قرآن

انه خشى عظمه الاسلام بکمال خشية - وكان من قبل يجادل المسلمين - ويخام

بہادت لگاتے ہیں کہ وہ عظمت اسلام سے خروہ ڈرا اور پہلے اس سے وہ مسلمانوں سے بحث و مباحثہ کیا کرتا تھا - اور مذہب

بہادت لگاتے ہیں کہ وہ عظمت اسلام سے خروہ ڈرا اور پہلے اس سے وہ مسلمانوں سے بحث و مباحثہ کیا کرتا تھا - اور مذہب

کالموذیتین۔ واما بعد نباء الاحکام۔ فامتنع من النزاع والحصام۔ وصار قلبه  
کی طرح کرتا تھا۔ گراس پیگنی کے بعد وہ چپ ہو گیا اور تمام بحث و مباحثہ اُسے چھوڑ دیا۔ اور ایک ناکارہ فلم کی طرح

ردی۔ وسیف صدی۔ وچہل اوصاف المصاف۔ واخلاف الخلاف۔ وکنت  
یا ایک رنگ خود وہ لموار کی طرح بلیا اور لڑائی کی ترفیہ کو قبول کیا اور مخالفت کے پھانڈ کو فراموش کر دیا۔ اور

اعطیہ اربعة آلاف۔ اذا قتلت الخلاف۔ فاما لی۔ بل ولے۔ فانظروا هذه  
پیشے کو قسم کھانے پر چار ہزار روپیہ دینا گیا مگر اسے قسم نہ کھائی بلکہ موہ نہ پھیر دیا۔ پھر نیچے گیا یہ پتھون

علامۃ الصادقین۔ ثم اذا انقضت اشهر الميعاد۔ فقسی قلبه ورجع الی  
کی علامتیں رہیں پھر حجب ميعاد کے مہینے گزر گئے تو اس کا دل سخت ہو گیا۔ اور اٹھا اور

الانکار والعناد۔ فلذلك مات بعد ما انکروا لی۔ ولو انکروا فی الميعاد لمات  
عناد کی طرف اُسے جوجھ کر لیا۔ پس وہ اسی لئے مر گیا کہ اسے انکار کرنا شروع کیا۔ اور اگر ميعاد کے اندہ انکار کرتا تو ميعاد

فیہا وفنا۔ فلا شک ان هذا البناء ستود وجوه المنکرین۔ وازعم معاطس  
کے اندر ہی مرجا۔ پس کچھ شک نہیں کہ اس پیگنی نے منکروں کے موہ بہ کو کا کا کر دیا اور انجی تاک کو خاک کے ساتھ

المکذبین۔ وان فیہ آیات للطالبین۔ وانه مکتوب فی کتابی البراہین  
مرکڑ دیا اور اس میں دھندلے اور ٹھنڈے لٹکے نشان ہیں۔ اور یہ پیگنی فی میری کتاب براہین احمدیہ میں لکھی ہوئی ہے

وانه یوجد فی اخبار خاتم النبیین۔ فامنوا به انکنتم مومنین۔  
اور نیز احادیث خاتم الانبیاء علی السلاطین میں پائی جاتی ہے۔ پس ایمان لاؤ اگر ایمان لا سکتے ہو۔

ومن آیاتی ان الاحرار نافسوا فی مصافاتی۔ واکثروا لعن الخلق  
اور میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ شریف لوگوں نے میری دوستی میں بغت کی اور میری دوستی کیلئے لعنت

لموالاتی۔ وترکوا انفسهم لنفاس نکاتی۔ وصبوا الی رویقی وجاؤا تحت رایاتی۔  
خلق کو قبول کیا۔ اور اپنے عزیز و محلوں سے معارف کیلئے چھوڑا۔ اور میرے پیچھے کی طرف نازل ہوا اور میرے پیچھے کیلئے آئے۔

ان فی ذلک لآیات للمتدبرین۔ ومن آیاتی ان العدا رغبوا عن معارضتی۔  
اس میں تدبر کرنا اور سمجھنے کے لئے نشان ہیں۔ اور ہمد میرے نشانوں کے یہ ہے کہ دشمنوں نے میرے مقابلہ سے کدہ کیا

بعد ما ردوا عارضتی۔ ووجدوا کالبخیل القانی۔ بعد ما وجدوا عذوبۃ مقالی۔  
بعد اس کے کہ میری قوت کلام کو پایا۔ اور بخیل دشمن رکھنے والے کی طرح غصہ کیا بعد اس کے جو میری شیریں کلامی کو پایا۔



وَأَقْوَابُ الْحَسَدِ كَاللَّامِ - بَعْدَ الْقَوْدُ رَدَّ الْكَلَامِ - أَنْ فِي ذَالِكَ لآيَاتٍ لِّلْمُتَعَقِّينَ -

اور ناکسوئی کی طرح حسد کی لگت کی بعد اس کے جو میری کلام کے موتی نہیں معلوم ہو سکتے۔ اس میں فکر کرنا والوں کے لئے نشانیاں ہیں

وَمِنَ آيَاتِي اِنِّي لَبَشْتُ عَلَى ذَالِكَ عَمْرًا مِّنَ الزَّمَانِ - وَلَا يَهْلُ مِنْ اِفْتَرَايَ عَلَى اللّٰهِ

اور میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے عموماً پر ایک عمر سے قائم ہوں۔ اور میرے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت

الديان - أَنْ فِي ذَالِكَ لآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ - وَمِنَ آيَاتِي اِنِّي اَعْطَيْتُ عَقِيدَةً -

ہیں بیچائی۔ اس میں اہل فراست کو گونگے لئے نشان ہیں۔ اور میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ میں ایسا عقیدہ دیا گیا

يَدْرِعُ الطَّالِبُ كُلَّ شَبَهَةٍ - وَيَكْشِفُ عَنْ بَيْضَةِ السَّرْمَحِ حَقِيقَةً - أَنْ فِي

ہوں کہ جو طالب کا ہر ایک شبہ دور کرتا ہے۔ اور عہد کے اندر سے حقیقت کا زردہ ظاہر کرتا ہو۔ اس میں دیکھنے

ذَالِكَ لآيَاتٍ لِّلْمُسْتَبْصِرِينَ - وَمِنَ آيَاتِي اَنْ الزَّمَانُ نِظْمٌ لِّيْ فِي سَلَكِ الرِّفَاقِ

والوں کے لئے نشان ہیں۔ اور میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ زمانہ میرے رفیقوں میں منظم کیا گیا۔

وَأَفْشَيْ الْمُنَاسِبَاتِ فِي الرَّفْقِ وَالْإِقَاقِ - وَكَذَٰلِكَ أَرْسَلْتُ عَنْهُ خُفُوقَ رَايَةٍ

اور انسانی اوصاف کی مناسبات پیدا ہو گئیں۔ اور اس طرح میں اس وقت بھیجا گیا کہ جب نامراد کی مجلس

الْإِفْخَاقِ - أَنْ فِي ذَالِكَ لآيَاتٍ لِّلْمُتَفَرِّسِينَ - وَمِنَ آيَاتِي اَنْ اللّٰهُ تَعَالَى سَيْفٌ

جہنش کر رہا تھا۔ اس میں فراست والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ خدا نے میرے

بِلَانِي - وَارَى جَوَاهِرَهُ بَعْرًا وَبُرْهَانِي - أَنْ فِي ذَالِكَ لآيَاتٍ لِّلنَّاطِرِينَ - وَمِنَ آيَاتِي

بیان کی تلواریں تیر گیا۔ اور میرے برہان کی تیری کیساتھ اس کے جوہر دکھلا۔ پیچھے اس میں دیکھنے والوں کے لئے نشان ہیں۔ اور

اَنْ اَلْمَقْ مَاسْتَرٌ عَقِي حِينَا - وَجُعِلَ قَلْبِي لَهٗ عَرِينَا - وَجُعِلَتْ لَهٗ مَجْدَدٌ لِّمُحِبِّتِنَا

میرے لئے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک ہی محبت کی وجہ سے پوشیدہ نہیں ہوئی اور میل والے کا تلواریں بنا گیا اور میں اس کے لئے تازہ

اَنْ فِي ذَالِكَ لآيَاتٍ لِّلْمُتَمَلِّئِينَ -

کرنا والا اور کھول کر بیان کرنا والا مقرر کیا گیا۔ اس میں فکر کرنا والوں کے لئے نشان ہیں

اِيْتَا النَّاسَ قَدْ جَاءَكُمْ لُطْفُ رَبِّ الْعِبَادِ - وَتَعَهَّدَكُمْ فَضْلَهُ تَعَهَّدَ

اے لوگو! تمہارے پاس خدا کی مہربانی آئی اور اس کے فضل کے تمہاری خبر گیری

الْعِبَادِ - عِنْدَ اَعْمَالِ الْبِلَادِ - فَلَا تَرُدُّوا فِعْلَهُمُ اللّٰهُ اَنْكَنَامَةُ شَاكِرِينَ - اَوْ كُنْتُمْ

کی جیسا کہ وقت کی بدولت غشالی کی وقت خبر گیری کرتے ہو اس کے تم شکر گزار ہو تو خدا کی نعمت کو رد نہ کرو۔ کیا تم اس کی



تَهْدُونَ مَا شَاءُوا - وَتَمْنَعُونَ مَا ارَادُوا - وَقَدْ رَسَيْتُمْ اَنْكُمْ لَمْ تَسْتَطِيعُوا اَنْ تَأْتُوا

بنکر دے کو سہارا کر دو گے۔ یا جو کچھ چاہئے ارادہ کیا اس کو روک دو گے۔ اور تم نے دیکھ لیا کہ تمہیں طاقت نہیں ہوئی کبیری کلام سی

بِکَلَامٍ مِنْ مِثْلِ کَلَامِي - حَتَّى سَلَّمْتُ وَصَمَّمْتُ مُتَمَدِّمِينَ مِنْ اَفْعَامِي - وَاشِيعَ

کلام بن لاؤ۔ یہاں تک کہ تم خود شرمندہ ہو کر چپ ہو گئے اور لاجواب ہو گئے۔ اور وہ کتابیں

الْکُتُبُ الْمَمْلُوءَةُ بِالنِّکَاتِ الْخُبِّ - وَلَطَائِفِ النِّظْمِ وَبَدَائِعِ النِّثْرِ وَمَحَاسِنِ

شائے لکین جو پر گزیدہ نکتوں کے ساتھ پر خمیں اور لطائف نظم اور نثر سے بالباب خمیں اور محاسن ادب سے

الْاَدَبِ - فَمَا كَانَ جَوَابُکُمْ اِلَّا اَنْ قُلْتُمْ اِنْهَاءِ مِنْ قَوْمٍ اٰخَرِينَ - فَاَنْظُرُوا کَيْفَ

ملو خمیں۔ پس تمہارا سبب اس کے کچھ جواب نہ تھا کہ یہ کتابیں اور لوگوں کی بنائی ہوئی ہیں۔ پس دیکھو تم کس طرح عاجز

عَجَزْتُمْ ثُمَّ صُرِفَتْ قُلُوبُکُمْ عَنِ الْحَقِّ فَصَرَقَ قَوْمًا عِینَ حَقِّ اِذَا احْتَدَّ مِنْکُمْ

ہو گئے پھر تمہارا دل حق سے ہمیر دے گئے پس تم ایک اندھی قوم ہو گئے۔ یہاں تک کہ تم تیرے بھت بازی

الْجَاحِجِ - وَاسْتَدَّ الْجَبَاحُ - وَنَبِجَ الْبَغْفِ وَالْغَزْوِی - وَقَالَ اِنَّهٗ جَاهِلٌ غَوِی -

کرنے لگے اور تمہاری لڑائی لمبی ہو گئی اور نبی اور غزوی نے باوہ کوئی کی اور کہا کہ یہ ایک جاہل گمراہ ہے۔

کَتَبْتُ رِسَالَتِي هَذِهِ لَتَكُونَ حِجَّةً عَلَی الْمَفْزَرِی - وَلِيَفْتَحَ اللّٰهُ بَيْنِي وَبَيْنَکُمْ

تیبینے یہ رسالہ لکھا تا اگر کر نیوالو شیر محبت ہو اور تا جمعیں اور تم میں خدا تعالیٰ

وَهُوَ خَيْرُ الْفَاتِحِیْنَ -

فیصلہ کر دے اور وہ بہتر فیصلہ کر نیوالا ہے۔

وَقَالَ الَّذِیْ اِذَا نِیْ مِنْ جَمَاعَةِ عَبْدِ الْجَبَّارِ - اِنَّ هَذَا دَجَالٌ وَاَكْفَرُ

اور عبد الجبار کی جماعت میں سے ایک موزی نے کہا کہ یہ شخص دجال اور اکفر الکفار

الْکَفَّارِ - وَجَاهِلٌ لَا یَعْلَمُ الْعَرَبِیَّةَ وَلَا سِتِّیَّاتِ مِنَ النِّکَاتِ وَالْاَسْرَارِ - وَاَعَانَهُ

ہے۔ اور ایک جاہل ہے جو عربی کو نہیں جانتا اور نہ نکتات اور اسرار سے خبر رکھتا ہے۔ اور اس

عَلِیْهِ قَوْمٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ الْمُبْتَخَرِیْنَ - وَكَذَ الْکَظَنِ الْبَغْفِ فَاَنْظُرْ کَيْفَ تَشَابَهَتْ

تالیف پر بڑے بڑے علما نے مدد کی ہے۔ اور اس طرح غنی نے ظن کیا پس دیکھو کہ کیونکر خواہ کر نیوالو کی دل

قُلُوبُ الْمَعْتَدِیْنَ - وَمَا اَثْبَتَتْ اَحَدٌ مِنْهُمْ اَنْهُمْ اَوْضِعُوا تَهْدِی الْاَدَبِ - وَاَعْطُوا

ہم مشاہد ہو گئے۔ اور ان میں سے کسی نے ثابت نہ کیا کہ وہ پستان ادب سے دودھ پکائے ہیں۔ یا علم پر گزیدہ

مِنْ الْعُلُومِ الْغُتْبِ - وَمَلَجَأُونِي بِالْأَدِيبِ - وَكَأَنَّ الْخَبِيبِ - بَلْ تَكَلَّمُوا كَالنِّسَاءِ

دیئے گئے ہیں اور ہر پاس نہ نرم رفتار میں آئے اور نہ تیز رفتار میں۔ بلکہ ہر تو کئی طرح میں جیسی باتیں

مُتَسْتَرِّينَ - وما انكروا بصحة النية - بل كَيْفِيْل خَاطِبِ الدُّنْيَا الدِّينِيَّةِ - و

کین اور صحت نیت سے انکار نہیں کیا بلکہ اس تخیل کی طرح جو دنیا کا جابینہ والا ہو۔ اور

نہم اللہ فانتہبوا۔ وایقظہم الاثات فاستیقظوا۔ الم یروا آیۃ کبریٰ۔ اذ

انکو خدا تعالیٰ نے خبردار کیا پس خبردار نہیں ہو کر اور نشانوں نے انکو جگایا پس وہ نہیں جاگے۔ کیا انھوں نے ایک بڑا نشان نہ دیکھا۔

أهراق قاتل دماً وأولع فيه الممدى - وكان المقتول آرية خبيثاً ومن العدا.

جب قاتل نے ایک خونریزی کی اور اسکے اندر اپنی پھمڑی کو ڈال کیا۔ اور مقتول ایک آریہ خبیث اور دہمنوں میں گستا

فَأَنبَى اللَّهُ مَن سَخَّرَ مِنَ الدِّينِ وَسَبَّ وَهَجَا - وَالْقَاهُ فِي عَذَابٍ لَّا بِمَقْضَى - وَنَارُ

پس خدا ایک ایسے شخص کو بلا یا جو دین اسلام کے ساتھ کھڑا ہو اور گالیان نکالتا تھا۔ اور اس کو ایسے عذاب میں ڈال دیا جس کا کوئی

لا يموت فيها ولا يحيى - وَضِيعَ كُلِّ مَاصِنَعٍ وَهَدَمَ كُلِّ مَعْلَاقٍ - إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ

خاتمہ نہیں اور ایسی آگ میں جھونک دیا جہیں شمر لگا اور نہ زندہ رہ سکیا۔ اور اُسکے تمام کاروبار کو ضائع کیا اور اسکی ہر ایک بلند کردہ

لَا أُولىَ الْهَمِّ - وَكَانَ نَبَأُ آتَمِ فَحْلَى السُّهَى - بِمَا خَفِيَ مِنْ أَعْيُنِ الْعُمَى وَمَا تَجَلَّى -

کوسا گیا۔ یہیں عقلمند و بکے لٹو نشانیں۔ اور اتمام کی بسبب جو بیگم کی گئی تھی وہ خدایں تندرست رہا باقی اور اندھون کی نظر سے بہت

فألقِ هذه الآية عليه رداً عما - فأشرق كشمس الضحى - وإضاءاً عقول

پشیدہ تھی اور ظہیر بڑھتی۔ پس اس روشنی نے اس پر چاند الدی۔ پس دونوں دو پہر کے آفتاب کی طرح چمک اٹھیں۔ اور عین ان ہی فعلوں کو

العاقِلين وجذباً إلى الحق من آتاء - وهذه آية عذراء - وشمس بيضاء - فليقت

روشن کیا      اے آئینہ الی کوئی کی طرف کھینچا      اور یہ ایک نیا نشان ہے      اور آفتاب روشن ہے پس چاہیے

من شاء - ان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين -

کہ ہدایت قبول کرے جو چاہے۔ خدا تو بہ کرنے والا ہے اور پاک طلب کرنے والا ہے۔ چاہے کتنا ہی ہے۔

وانها تشرق النفس - وتنقى اللبس - وتوضح المعنى - وتكشف السر

اور یہ لیکھرام کے قتل کا نشان جاگھو تسلی دیتا ہے۔ اور شبہ کو دھڑکتا ہے۔ اور معنی کو کھوٹتا ہے۔ اور بھید کی پنڈلی اور

عن ساقه والتمنى - وتم الحجة على المجرمين - فاحسرة على المخالفين -

اور جو شیدہ کی ساق دکھاتا ہے۔ اور جو مرد تیر خبت پوری کرتا ہے پس افسوس مخالفون پر کہ وہ

يَتْرُكُونَ أَحْكَمَ الْحَالَيْنِ - فَكَانَ اللَّهُ شَرِّقَ وَهَمَ غَرْبًا - وَدَعَا لِمَجْمَعِ التَّمَارِ  
 احکم الحاکمین کو چھوڑے جاتے ہیں۔ پس گویا خدا اشرق کی طرف گیا اور یہ لوگ مغرب کی طرف۔ اور اسے پہلو کی طرح  
 وَهَمًا حَنْطَبًا - وَأَمْرًا يُوتُونِي عَذَابًا فَاُذَبُوا - وَمَا اجْتَنَبُوا إِلَّا ذِي بَلْ كَادًا  
 کیلئے کہا اور غم کو خشک کن کیا ان میں کہیں۔ اور حکم کیا کہ مجھے میٹھا پانی دین اور انھوں نے عذاب کیا۔ اور دکھ دینے سے پرہیز نہ کیا بلکہ  
 أَنْ يَجْتَبُوا - فَرَدَّ اللَّهُ نِيَاتِهِمْ عَلَيْهِمْ فَأَنْقَلَبُوا مَحْذُولِينَ -  
 تیرا کہ ہو گا ایسی تو ڈالیں۔ پس خدا انکی نیتیں اپنے ڈال دیں۔ سو انجام اُن کا نامزدی تھی۔

وَمِنْهُمْ رَجُلٌ مِنَ الْغَزِيِّ يَسْمُونَهُ عَبْدَ الْحَقِّ - وَانَّهُ سَبَّ وَشَتَمَ

اور ان میں سے ایک غزوی شخص ہے جسکو عبد الحق کہتے ہیں اور اسنے گالان دین اور

وَوَشَبَ سَفَاهَةً كَالْبَقِّ - وَانَّهُ فَوَاسِقَةٌ يَذْعُرُ الْأَسَدَ فِي جَعْرَةِ بِالْعَقِّ - وَانَّ

پیش کی طرح اچھلا اور وہ ایک چوہا ہے شیر و کتا اپنے سوراخ میں آواز سے ڈراتا ہے۔ اور شیطان

الْخَنَاسَ زَقَهُ فَبَالِغٌ فِي الرِّقِّ - وَانَّهُ كَذَبَ آيَةَ الْكُفُوفِ كَمَا كَذَبَ مِنْ قَبْلُ

نے اسکو فزادی پس پوری فزادی۔ اور اسنے کھوف کھوف کے نشان کی تکذیب کی جیسا کہ کفار نے

آيَةَ الْقَمَرِ الْمُنَشَقِّ - وَانَّ الشَّيْطَانَ لَقَدْ عَيْنَهُ فَذَهَبَ بِبَصَرِهِ بِالْعَقِّ - وَمَا

شق القمر کی تکفیر کی اور شیطان نے اسکی آنکھ پر ماری پس آنکھ نکال دی اور وہ

نَقِ الْأَكْدَ جَلِجَةً فَذَنَّبَهُ بِمُدَى الْحَقِّ - وَنَرِيهِ جَزَاءَ الْعَقِّ - فَمَا يَجُوزُ مَنَابِلَ الْهَرَبِ

مرضی کی طرح آواز کر رہا ہے پس ہم سچائی کی پھر سی اسکو فزاد کر دیئے اور اسنے آواز کی اسکو جڑا پھینکے۔ پس ہم سے

وَالْحَقِّ - وَلَا يَنْفَعُهُ كَيْدُ الْكَافِرِينَ - وَانَّهُ أَرْسَلَ إِلَيْهِ كِتَابَهُ الْمَلُومُونَ السَّبَّ

بھاگنے کیساتھ نجات نہیں پائیگا۔ اور کوئی مکر اسکو قائم نہیں دیگا۔ اور اپنی وہ کتاب جو گال دن اور تکفیر سے برحق میری طرف

وَالْتَكْفِيرِ - وَخَدَعَ النَّاسَ بِأَنْوَاعِ الْقَارِيرِ - وَذَكَرْنَا فِي حَقِّ هَذَا وَقَالَ هَذَا

صحیحی اور طرح کے جھوٹوں کو لگو دھوکا دیا اور میری کتاب کا ذکر کیا اور کوئی تو کہا کیا ایسی

مِنْ هَذَا - كَلَّجِلَ أَنْهُ مِنَ النُّوْكَى - وَلَا يَكَادُ يَبِينُ - وَخَاطَبَنِي وَادَّعَى كَعَارَفَ

کتاب اس شخص کی تالیف ہو۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ تو جال ہوا اور یلغ بات کہنے پر قادر نہیں۔ اور مجھے مخاطب کر کے ایک

الْحَقِيقَةِ - وَقَالَ أَنْتَ لَسْتَ مُؤَلِّفُ هَذِهِ الْكُتُبِ الْإِنْفِيقَةِ - وَلَا بَاعِذُ

حقیقت شناس کی طرح دعویٰ کیا اور کہا کہ تو ان عمدہ کتابوں کی مولف نہیں ہے

اور نہ ان لطیف

تلك الرسائل الرشيقة - والنكات الدقيقة العميقة - بل استمليتها من رجال  
 رسالون کا موجد اور ان نکت عمیقہ کا نگارنے والا - بلکہ تو نے ان کتابوں کو اس مٹا  
 هذه الصناعة - ثم عزوتها الى نفسك لتعلم بالفضل والبراعة - وانا نعرف  
 کے مردوں کو کھوایا - پھر تو نے انکو اپنے نفس کی طرف نسبت دیدی ہو تا بزرگی اور کمال عقلیہ کے ساتھ تعریف  
 مبلغ علمك وما كنا غافلين -

کیا تھا - اور ہم تیرا اندازہ علم جانتے ہیں اور ہم غافل نہیں -

وشابهه في قوله شيخ طويل اللسان - كثير المزدیان - و

اور ایک شیخ لمبی زبان والا بہت بڑیاں والا عبدالحی سے مشابہ ہے -

زعم الله من فضاه الزمان - وانه نجى ومن المستشيعين - وانه ارسل الي

اُسے گمان کیا ہے کہ وہ زمانہ کے فاضلوں میں سے ہے - اور یہ شیخ نجی ہے اور شیعوں سے ہے - اور اس نے عربی میں میری طرف  
 مكتوبه في العربية - ليخضع الناس بالكلمة المفقة - ولتعظمه قلوب العا

ایک خط لکھا تا اپنے پر تکلف جوڑے ہوئے فقرہ کے ساتھ لوگوں کو دھوکا دے اور ان کو عام الناس  
 وليست قبل اليه زمر الجاهلين - وما كان قوله الا فضلة قول الفضلاء

کے دل کی بزرگی کریں - اور ان کا جابلو پن کی طرف میل کر - اور اس کی قول صرف فاضلوں کے قول کا ایک فضیلت تھا  
 وعذرة كلهم العذراء - فالعجب من جهله انه ماخاف ازراء القادحين

اور ان کے کلمہ بکرہ کی ایک سبابت تھی - پس ان کی جہالت سے تعجب ہو کہ وہ عیب گیر دیکھے عیب گیر کی گہنہ ڈرا  
 ووقف موقف مذمة وما اري الوجه كالمتمدين - بل انه معذالك

اور مذمت کی جگہ پر کھڑا ہوا اور شرمندہ بنی طرح مونہ نہ دکھلایا بلکہ اُس نے باوجود اسکے  
 بلغ السب والشتم الى الكمال - وما غادر سب الا كتيبه كالتسفيه

سب اور شتم کو کمال تک پہنچا دیا - اور کسی گالی کو نہ چھوڑا جس کو کمینہ نہ دیو کی طرح نہ لکھا  
 الرزال - ولا يعلم ما الايمان وما شيم المؤمنين - ومثل قلبه المنقبض

اور نہیں جانتا کہ ایمان کیا ہے اور مومنوں کی فضیلت کیا ہیں - اور اُس کے مقبض دلی مثال  
 كمثلي يوم جوة مزهر - ودجنه مكفر - عاري للجله - باءي مجردة شقي

ایسی ہے جیسا کہ وہ دن جو سخت سرد ہو - اور اس کی باطل تہ بہت جاہلوں ہو - برہنہ پورے اور آشکارا ہر جگہ ایک بدعتی

خسر فی الدنيا والدين۔ یسبئی ویشیتمنی بطغوا۔ ولا ینظر الی مال سابت  
 دین اور دنیا میں نقصان اٹھانیدو اسے اپنے حد سے گزر جائیکے سب سے بچے گا لیان دیتا ہو۔ اور نہیں دیکھنا کہ گریہ گالیان  
 من الاریة وما والا۔ وان السعید من ان تعظ بسواہ۔ واتقوا الرشدا والهدی  
 دینے والے کا کیا انجام ہوا اور نیک بخت وہ ہوتا ہے جو دوسرے کے حال سے نصیحت پکڑتا ہو۔ اور اسکو رشدا و ہدایت کہنا  
 وانه لا یعلم ما التقی۔ ولا الادب المنتقی۔ وانه سلك سبل الھالکین۔  
 نصیب ہو تو وہ نہیں جانتا کہ پرہیزگاری کیسکو کہتے ہیں اور نہ ادب برگزیدہ کی اسکو خبر ہے۔ اور وہ سفر کا لکھی راہ چلا ہے۔

کایالی الحشر واهوالہ۔ ولا قهر اللہ ونکالہ۔ وکما کتب فلیس الا لکلیہ  
 قیامت اور اسکے خوف کی کچھ پرواہ نہیں نکلتا اور نہ خدا کے قہر اور وبال سے ڈرتا ہے۔ اور جو کچھ کہتا ہے لکھا وہ ایک کر ہے  
 اذ حولة صید۔ اذ ان یفتن قلوب الجماعۃ۔ بافتنانہ فی البراعۃ۔ وارفع  
 یا دام صید ہے اسنے ارادہ کیا کہ اپنی جماعت کے دل کو تفتن کلام کیا تھ فریقہ کرے اور اسکے  
 کفۃ الیراع۔ لیرى السفهاء البعاع۔ ولكنه هتک استارہ۔ واری فی کل قدم  
 ہاتھ نہ فلم کہہ دیں کہ تانا دانہ کو اپنی متاع دکھلائے مگر اسنے اپنے پر دے چھاڑ دیئے اور ہر ایک میں اپنی نشتر  
 عشارہ۔ واضعی فی حدیث یفضہ۔ ودخل نارا تلغیہ۔ فمثلا کمثل رجل  
 دکھلائی اور اس کو نکھو شرو کیا جو اسکو رسوا کر لگی اور اس آگ میں داخل ہوا جو اسکو جلا دیگی پس اسکی شخص کی مثال  
 شتر خزیمہ بدقہ۔ اوجدع مارن انفہ بکفۃ۔ فلقی بالملومین المخذولین۔  
 ہو جسنے اپنی رسوائی کو اپنے دھن کیساتھ مشہور کیا اپنی ناک اپنے ہاتھ کیساتھ کاٹ دیا پس وہاں پہنچا وہاں لوگوں میں جلا۔

ومعد الذ سبئی لیخیر فقد ان فضل ہیانہ۔ بفضول لسانہ۔ واما نحن فلا  
 اور باوجود اسکے جھوکو گالیان دین تا اپنی بیہودہ گوئی سے اپنی زولیدہ بیانی کو پتا ہو پوسے مگر ہم اسکی دشمنی اور  
 زناستف علی ما قتی وقال۔ ولا نطیل فیہ المقل۔ فانہ من قوم تعود والسب  
 قول پر کچھ اسف نہیں کرتے اور نہ اس میں کچھ زیادہ کہنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ ایک ایسی قوم ہیں جسے جھوکو گالیان  
 والانتصاب للار است۔ وحسبوا لانفسہم من اعظم الکالات۔ فنستکون اللہ  
 دینے اور عیب گیری کی عادت ہے اور اس عادت کو انھوں نے اپنا کمال سمجھا ہوا ہے پس ہم انکے فتنہ  
 الاقتنان بفتریاتہ۔ ونعود بہ من نیاتہ وجہلاتہ۔ وما نطف الی السب  
 بتلا ہونچے خدا کو اپنے لٹوکائی جیتے ہیں اسکی نیتوں سے خدا کی پناہ دعوں دیتے ہیں اور ہم گالی کی طرف صبر نہیں کرتے

كما عطف هو من العناد - وفوض امرنا الى رب العباد - وهو الحكم الحكيم  
 جیسا کہ انہ نے عناد سے کیا اور ہم اپنا امر خدا تعالیٰ کو سونپتے ہیں اور وہ احکم الحاکمین ہے

وكيف يلكد بني مع انه ما نقض براهين - ومادون كمة ويبي - وما قصد يث  
 اور کیونکر یہ شخص تکذب کرتا ہے حالانکہ اسے سچے دلائل کو نہیں توڑا اور سچے مقابلہ پر کچھ نہیں سکا اور بیٹے ایسے دعویٰ کہ  
 لدعوى ما كان معه الدلائل - بل عرضت دلائل ازید مایستل السائل و  
 پیش نہیں کیا جس کے ساتھ دلائل نہ ہوں بلکہ بیٹے زیادہ سے زیادہ جو لوگ پوچھتے ہیں دلائل پیش کر رہے ہیں اور  
 ما كان كلامي بالغيب بضمين -

میرا کلام غیب گوئی سے بھیل نہیں ہے۔

وقد ثبت عند جميع الحكام - وولاة الاحكام - ان الدعاوى تجب  
 اور تمام حکام اور والیان حکم کے نزدیک یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بعد دلائل کے دعویٰ کا قبول  
 قبولها بعد الدلة كما تجب الاعياد بعد الاهلة - وكنت ادعيت اني انا  
 کرنا واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ بعد ہلال عید کے عید کرنا واجب ہو جاتا ہے اور بیٹے دعویٰ کیا تھا کہ میں مسیح موعود  
 المسيح الموعود - والامام المهدي المعصوم - فارى الله آياته على ذلك الاحوال -

اور مہدی موعود ہوں پس اللہ تعالیٰ نے اس دعویٰ پر پتہ لگا دیا  
 وسكتت وبكت زمر الاحداع - وارى آية مارة في زى الایجاد - واخرى في  
 اور تمام دشمنوں کو سکت اور لا جواب کیا اور کبھی نشان کو ایجاد کی صورت پر دکھایا اور کبھی معدوم  
 صورة الاحداع والافئاد - واجز الاحداع مرة لجوارق الاقوال - واخرى في  
 کر نیکی صورت پر ظاہر کیا اور کبھی قوی نشان کیساتھ مخالفہ کچھ ماجز کیا اور کبھی فعلی

اخزاهم بجواب الافعال - وايدني ربي في كل موطن ومقام - وما بقى  
 نشان کے ساتھ انحرؤ سوا کیا اور میرے رب نے ہر ایک مقام اور میدان میں میری مدد کی اور کوئی دقیقہ  
 د قیقة من تبکیت والغام - ومزقوا كل عرق من الله مخزى المفسدين -  
 اتھم جیت کا باقی نہیں رہا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے خوب بارہ بارہ کئے گئے

ثم قیض قدر الله لنصیبهم ووصبهم - انهم طعنوا في على وفخر وایبراعتهم و  
 پھر انکی بدقتیر کی وجہ سے خدا کی شیت نے انکو اس طرف کھینچا کہ انھوں نے میرے علم اور ایمان میں طعن کیا اور اپنی باطل اور بدعت پر کیا

ادبہم۔ وکافوا علیہا مصترین۔ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔

ابرار کیا اور انھوں نے مک کیا اور خدا نے بھی مک کیا اور خدا سب بہتر کر کے والا ہے۔

فواللہ ما فکرت فی الامراء والانشاء۔ وما کنت الا لاجواء والفضحاء

پس جدا بنے املا اور انشاء میں کچھ فکر نہیں کیا اور میں ادیبوں میں سے نہیں تھا اور

وما احتاج نیراعی الی من یراعی کالرفقاء۔ بل کنت لاعلم ما البلاغة والبراعة۔

میری قلم کسی مدد کار کی محتاج نہیں ہوئی بلکہ میں نہیں جانتا تھا کہ بلاغت کسے کہتے ہیں

ولا ادری کیف تحصل هذه الصناعة۔ فبینما انانی حیرة من هذه الادراء۔

اور نہیں جانتا تھا کہ یہ صنعت کیونکر حاصل ہوتی ہے پس اسما لین کر میں اس نکتہ چینی سے حیرت میں تھا

وقد توارطعنهم کالسفهاء۔ اذ صبت علی قلبی نور من السماء۔ ونزل علی

اور ان کا طعن فیہ نہ کئی طرح تو اتار تک پہنچ چکا تھا میں کہ بعد ایک نور میرے دل پر ڈال گیا اور ایک چیز

شیء کگزول الضیاء۔ فصرت ذامقول جری۔ وقول سبحانی۔ فبارک اللہ

روشنی کی طرح اترتی میں میں صاحب زبان روان اور صاحب قول سحران و اہل ہوگا پس مبارک ہے

احسن الخالقین۔ ولكن ما سلت به عمايات هذه العلماء۔ وظنوا

وہ خدا جو احسن الخالقین ہے لیکن اسکے ساتھ ان علماء کی مبینائی دور نہ ہوئی اور گمان کیا

ان رجلا عاننی اوجعاً من الفضلاء۔ وانما ثمرة شجرة الخرب۔ ثم بدا

کہ ایک شخص نے میری مدد کی ہے یا ایک گروہ فضلاد میں مدد کی ہے اور وہ فصاحت اور دلچسپی کا پھل ہے۔ پھر انھوں

لهم ان یرضونی مشافہین۔ فاذا قتت فکانهم کافوا من المیتین۔ ولکان

رسو بھی کہ وہ بد و نیچے مقابلہ کر بن پس جب میں کھڑا ہوا تو گواہ و مبت تھے اور اب

ما بقی فی کفهم الا الرفت والایذاء۔ وکذا لک سببی الخفی وما یدری ما الخیال

ابنے ہاتھ میں بجز کالیوں اور ایذا کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ اور اس لیے خفی نے مجھے گالیان دیں اور نہیں جانتا کہ

ولکنا لاندفع السب بالسب۔ وما کان لحام ان یجرف نفسه کالضرب۔ او

جا کہ پیر ہے مگر ہم گالی کو گالی کیساتھ جواب نہیں دیتے اور کہو ترکی شانیں یہ دہل نہیں کہ اس سورن میں نزل ہو چکے ہیں

کالتین۔ وما تشکوه علی ما فعل۔ ولا نتأسف علی ما افعل۔ فانهم قوم

سو مار ڈال ہوتی ہیں اس لئے۔ اور ہم اس شخص کے کام پر کچھ شکوہ نہیں کرتے اور نہ اسکے بہتان پر کچھ افسوس کرتے ہیں کیونکہ

ماعصم من السننم خاتم النبیین۔ بل اللہ الذی ہوا حکم الحاکمین۔ و  
جو انہی زبان سے خاتم الانباء صلی اللہ علیہ وسلم بھی پہنچ نہیں سکے بلکہ وہ خدا بھی جو حکم الحاکمین ہے اور  
لاخلفاء نبی اللہ ولا امتہات المومنین۔

ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفے انہی زبان سے بچے اور نہ اذولج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو امتہات المومنین تھیں۔  
الانتری کیف ظنوا ظن السوء فی حضرت اصدق الصادقین۔  
کیا تو نہیں دیکھتا کہ ان لوگوں نے حضرت اصدق الصادقین میں کس طرح ظن بد کیا

و کذبوا نباء الاستخلاف و قالوا ان علیاً من المظلومین۔ فارادوا ہدم  
اور استخلاف کی پیشگوئی کی تکذیب کی اور کہا کہ علی مظلوم ہے۔ پس ان لوگوں نے اس عمارت

ما شاد الرحمن۔ و کھڑو اجماعاً بہ القرآن۔ وما ہذا الا ظلم مبین۔ و  
کو مسد کر دیا جسکو نہانے بنایا اور قرآنی اخبار کی تکذیب کی اور یہ صریح ظلم ہے اور

قالوا ان علیاً انفذ عمرہ مبتلاً ببقوة النفاق۔ و ما خلق فی طینتہ جرعة  
ان لوگوں نے کہا کہ علی تمام عمر نفاق کے لقوہ میں مبتلا رہا اور اسکی طینت میں راست گئی کی جرعت

الصدق و ما تفوق در اخلاص الخلاق۔ و اذا استخلف الکفار فما  
پیدا نہیں کی گئی تھی اور اُس نے ظاہر و باطن ایک بنا بنجا دودہ نہیں پایا تھا۔ اور جب کفار کو خلافت ملی تو اس نے انکار

ابی۔ بل اطاعہم و عقدہم مع رفقتہ الحبا۔ امر الامر الاسلام۔ فاشر  
کیا بلکہ اطاعت کی اور پیٹھا اور پینڈی کو معاہدے رفیقو کھائے لڑنا نہوا۔ اسلام کا شرک ہو گیا پس اس نے

الانصات۔ و امر الفساق فمعہم اکل و بات۔ و ما ختمہم بل اشد فی  
خاموشی کو اختیار کیا اور فساق امیر کرے گئے پس اُن کے ساتھ کھایا اور شب باشی اختیار کی اور انہی بدگوئی نہ کی بلکہ

حمدہم الابیات۔ و کان ہذا خلقہ حتی مات۔ اھذا ہوا سدا المتشیعین۔  
انہی تعریف میں شعر بنائے۔ اور یہی اس کا خلق تھا یہاں تک کہ مر گیا کیا یہی شعبون کا شیر ہے ؟

وقالوا انہ عارض امہ الصدیقة۔ و ما بالی الشریعة و لا الطریقة۔  
اور کہتے ہیں کہ اُس نے اپنی ماں صدیقہ کا مقابلہ کیا۔ اور نہ شریعت کی کچھ پرواہ رکھی اور

ولم یکن بڑا والدہ و لا قتیاً۔ بل اعق و صار حیاً را شقیاً۔ اثر النفاق ولم یصبر  
نہ طریقت کی اور اپنی ماں کے نیوکا رہ نہیں تھا بلکہ حاق اور جبار اور شقی تھا نفاق کو اختیار کیا اور سختی اور



علیٰ ارضی و مسغبة - و اتبع النفس و ترک التقی کا راض معطلہ - اسرا القل و  
 بھوکھ پر صبر نہ کر سکا اور نفس کی پیروی کی اور ہرگز گامی کو زمین خالی کی طرح چھوڑ دیا اور کینہ کو پوشیدہ  
 لکن ما نظر بعین غضبی - و اختار النفاق فی کل قدم و حاجی - سجدہ کل من تبرع  
 رکھا مگر عین آنکھ سے نہ دیکھا اور نفاق کو ہر ایک قدم میں اختیار کیا اور خاص کیا - جسے بخش کیساتھ احسان  
 باللہی - ولو کان عدو لدین و الدین و التقی - و اذا عرض علیہ خطا ثم فقال لنفسہ ہا - و  
 کیا اس کو سجدہ کر دیا اگرچہ وہ دین اور تقویٰ کا دشمن ہو اور جب کوئی مال اٹھاتا تو پیش کیا گیا تو اپنے نفس کو کہا کہ لیلہ اور  
 اثنی علی الکافرین طمعا فی الموات - لہو فامن عقوبات الموات - و صلی خلفہم  
 زمین کے حال کے لیے اللہ کا فرض تعزیت کی اس خیال سے کہ ابھی مخالفت سے خوفزدہ نہ ہو گا اندیشہ ہو - اور  
 للصلا - لا البرکات الصلوۃ - بتخذ النفاق شرعہ - و الاقتباس منہ  
 انکے انعام کیلئے انکے پیچھے نماز پڑھتا رہنا نفاق کی برکتوں کے لئے - نفاق کو طریقہ پکڑا اور اس کے کب اپنی فضا پر چڑھی  
 نعمة - و صرف اللہ عنہ المعارف - ولو کان زمر من معارف - فابق معہ  
 اور خدا نے اس سے لوگوں کے موہ بہرہ دینے اور اگرچہ وہ آشنا تھے ہر ایک کے ساتھ  
 من سرورات الصعابة - و اسرایا الملة - حتی رجع مضطرا و محمد و لا الی  
 صحابہ کے جو ان مردوں میں سے کوئی نہ تھا اور نہ اسلام کے لوگوں میں کوئی اس کا ساتھی ہوا - یہاں تک کہ بقیہ ارا و کا کام ہو کر  
 باب الصدیق - و کان یعلم منہ کالزندی - لکن البطن الجاعۃ الیہ -  
 ابو بکر صدیق کے وہ دواگ پڑایا اور جاتا تھا کہ یہ زندقہ کی طرح ہے مگر پیٹ نے اس کو اس کی طرح بجائے کو بھڑکایا  
 و ما وجد حطب تنور المعتد الا لیدیہ و ان صاحبہ اغتال بعض ولادہ فامتنع  
 اور اپنے معدے کے تنور کا ایندھن اُسے ایک ہی پاس پایا اور دھڑکنے لگی بعض اولاد کو قتل کر دیا - مگر وہ  
 من التردد الیہ - و جمعہ بالقدح فاغار علیہ - بل کان علی بابہ کالمعتکفین  
 پھر بھی انکی طرف جانیسے باز نہ آیا - اور ابو بکر نے فلک کے ساحل میں اس کو مدد پہنچایا مگر پھر بھی اس کو فیرت نہ آئی اور  
 و قوا تر علیہ جور الشیخین - حتی جرت عبرۃ العینین کالعینین - فما انتقل  
 ابو بکر کے مدد واز سے پر ہمت کافرینو کو بھی طرح پڑا اور اپنے غریب کا ظلم متواتر ہوا - یہاں تک کہ کچھ دنوں کے چشمہ جاری  
 من الرجوع الی ہذین الکافرین - بل ابدی الاطاعة بالنفاق والمین -  
 ہو - مگر وہ انکے پاس جانیسے باز نہ آیا بلکہ نفاق اور جھوٹ سے اطاعت کو ظاہر کیا -

وَأَشْتَدُّ عَلَيْهِمْ غَضَبُهُمْ وَغَلَبَهُمْ حَتَّى صَفَرَتْ الرِّاحَةُ - وَفَقَدَتِ الرِّاحَةُ -

اور انھوں نے غارتگری سے انکو باہر کیا یہاں تک کہ ایشیائی خالی ہو گئی اور آرام چاتا رہا

فَاتَرَكَ لِقِيَاهُمْ - وَمَا كَرِهَ رِيَاحُهُمْ - بَلْ كَانَ يَسْتَقِرُّ عَلَى بَابِهِمْ - وَيَسْتَقِرُّ فِي فَضْلِهِ

گرائے انکے مکان پر چھوڑا اور انکی خوشبو سے ہزار ہا سال کے لازمی طہر پر حاضر ہوتا رہا اور انکے راستوں کے فضل کو

اِنْبِیَاءِهِمْ - وَمَا بَاعَدَهُمْ كَالْمُسْتَنْفِئِينَ - بَلْ كَانَ يُجَلِّقُ لَمَمٍ دِيْبَاجَتَهُ - وَيَعْرِضُ

ہضم کرتا رہا اور ہمارے دلوں کی طرح ان سے طہر نہ ہوا بلکہ انکی خدمت میں اپنی آبرو کو بٹھ لگاتا تھا اور اپنی محنت

عَلَيْهِمْ حَاجَتَهُ - وَيَدُورُ عَلَى ابْوَابِهِمْ كَالسَّائِلِينَ الْمَلْحَفِينَ - وَكَانَ عَلَيْهِ

انکے پاس پیش کرتا تھا اور انکے دروازوں پر سوالیوں کی طرح پھرتا تھا اور انکو چاہیے تھا

أَنْ يَتَرَكَ الْمَدِينَةَ وَأَهْلَهَا الْكَافِرِينَ الْمُرْتَدِينَ - وَلَوْ كَانُوا مِنْ الْمُتَرَفِينَ

کہ مدینہ کو اور انکے باشندوں کو جو کافر اور مرتد تھے چھوڑ دینا اور اگر یہ وہ لوگ خوشحال ہوتے

وَالْمُخَصَّبِينَ - بَلْ كَانَ مِنَ الْوَالِجِبِ أَنْ يَقْتَعِدَ مَهْرِيًّا - وَيَقْتُلَ سَمَهْرِيًّا - وَ

بلکہ واجب تویہ تھا کہ ایک مضبوط اونٹ پر سوار ہو جاتا اور تیرہ لگا لیتا اور

يَهَاجِرُ مِنْ أَرْضِ أَلَى أَرْضٍ - وَيَطْلُبُ رَفْعًا مِنْ خَفْضٍ - وَيُنَادِي بَيْنَ

ایک زمین سے دوسری زمین میں چلا جاتا اور پستی کے بعد بلندی طلب کرتا اور لوگوں میں بلند آواز

النَّاسِ أَنْ الصَّابَةَ ارْتَدَوْا كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ - ثُمَّ إِذَا احْتَسَّ الْأَيْمَانَ مِنْ

سے کہتا کہ صابہ سب مرتد ہو گئے پھر جب کسی قوم میں ایمان کو پاتا

قَوْمٍ مَكَانٍ عَلَيْهِ أَنْ يَلْقَى بِأَرْضِهِمْ جَرَانَهُ - وَيَتَخَذَهُمْ حِجْرَانَهُ - وَيُجْعَلُهُمْ

پس مناسب تھا کہ اس زمین میں بود و باش کرتا اور ان کو اپنا ہمسایہ اور معاون

لِنَفْسِهِ مُعَاوِنِينَ - وَيَقْتُلُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ كُلَّهُمْ إِنْ لَمْ يَكُونُوا مُسْلِمِينَ -

بناتا اور تمام مدینہ کے لوگوں کو قتل کر دیتا اگر وہ مسلمان نہیں تھے

فَكَيْفَ تَضْمَنْتَ مَقْلَتَهُ بَنُوهَا - وَكَانَ يَرَى الْمَلَّةَ قَدْ أَكْفَرُوا وَجْهَ

پس کیونکہ جو اسکو نیند نہی اور وہ دیکھتا تھا کہ جو اسلام کا دن تھا اسکی چہرہ

يَوْمَهَا - وَأَحْمَلَتْ بِلَادَ الْأَيْمَانَ وَالْمُؤْمِنِينَ - لَمْ لَمْ يَهَاجِرْ وَلَمْ يَلْقَ نَفْسَهُ

تائیک ہو گیا اور ایمان اور مؤمنوں کے بلاد پر شک سال غالب آگئی کیونکہ ہجرت نہی اور کیوں اپنے نفس کو دوسروں کے

فی ارجاء آخرین۔ وكان اعطى منطق البلاغة۔ وكان يزين الكلام و

کناروں میں نہ ڈال دیا اور اسکو بلاغت زبان دی گئی تھی اور کلمات کو خوب زینت دیتا تھا اور سخن

یلونہا کالدباغة۔ فارتل علیه لم يستعمل فی استمالة الناس صناعته

کرتا تھا جیسا کہ چٹوکی دباغت کہلاتی ہے۔ پس اسپر یہ بلا کیا نادل ہوئی کہ اسنے لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے میں بلا اور فصاحتے کام

وما ادى فی الالهباء براعته۔ بل تمائل کل القائل علی المنفاق و

نہ لیا اور دلو کو بخو اپنی طرف کھینچنے میں اپنے صن سیکو نہ دکھلایا۔ بلکہ نفاق اور تقیہ کی طرف جھک گیا

النقية۔ وحسبه للعدا القرية۔ اهدا فضل اسد الله کلام

اور نفاق کو دشمنوں کیلئے مثل اسون کی سمجھا۔ کیا یہ فعل شیعہ خدا کا ہے ہرگز نہیں

بل هو افتراء کم یا معشر الکذابين۔ انه کان حازم الفضائل

لگہ یہ تو اسے کا ذہن کے گروہ تمھارا افتراء ہے علی تو جامع فضائل تھا۔

مغماً۔ وكان بقوى الایمان قواماً۔ فما اختار نفاقاً ایما انبعث۔ وما

اور ایمانی قوتوں کے ساتھ تو ام تھا پس اسنے کسی جگہ نفاق کو اختیار نہیں کیا اور اپنے

نافق فی کل ما فعل ونفق۔ وما کان من المرأین۔ فلما نضضتم فی شأنه

قول اور فعل میں کبھی منافقانہ طریق نہیں برتا اور یہاں یاروں میں نہ تھا پس جبکہ تم اسکی شان میں ایسی زبان

نضضتم الصل۔ وحلفتما لیه حلقۃ البازی المثل۔ مع دعاوی الحب

ہلاتے ہو جیسا کہ سانپ اور ایسا اسکی طرف دیکھتے ہو جیسا کہ بازو شکار پر کرتا ہے اور یہ سب کچھ باوجود اس

والمصافاة۔ فکیف تقصرون فی غیره مع جذبات المعاداة۔ وکذا الاستحقاق

محبت کے ہو کر کچھ تعین دعویٰ ہو تو پھر کچھ کرتے اسکی غیر میں کچھ کہتا ہی کر سکتے ہو کہ کونسا وہاں تو دشمنی کے جذبات بھی ہیں

نحاتم الانبیاء۔ وقلتم دفن معه الکافران من الشقیاء۔ یمینا و شمالا

اور اسطرح سننے خاتم الانبیاء علیہ السلام کی تحیر کی اور کہا کہ اسکے ساتھ دو کافر دامن بائیں بھائیوں اور چپکے طرف کے

کالاخوان والایماء۔ فانظروا الی توھینکم یا معشر المجترمین۔ ونحن نستفسر

ہو تم اور گروہ بیباکان! اس توہین کی طرف جو تم کہہ ہو نظر کرو۔ اور ہم تجھے اور تمھیں

منک ایما الخفی الضال۔ فاجب متعلا ولا ینکبر علیک السوال۔ ۲ ترضے

گمراہ ایک بات پوچھتے ہیں سو تمھیں جواب دے اور تیرے سوال بھاری نہ ہو کیا تو اس بات پر

بَانَ تَدْفَنُ امَّاكَ الْمُتَوَفَاةَ بَيْنَ الْبَغِيثَيْنِ الزَّانِيتَيْنِ الْمَيْتَيْنِ - ۲ وِيقْبِرِ ابْنُ

راضی ہو سکتا ہے کہ تیری ماں دوزخ کا عورتوں کے درمیان دفن کر دی جائے۔ باتیرا یا دو مجذوم

فِي قَبْرِ الْمَجْدُومَيْنِ الْفَاسِقَيْنِ - فَاِنْ كَرِهْتَ فَلِكَيْ رَضِيَتْ بَانَ يَدْفَنُ سَيِّدَ

بدکاروں کے درمیان گاڑا جائے۔ بس اگر تو اس سے کراہت کرنا ہے تو تو کس طرح اس بات پر راضی ہو گیا

الْكُونَيْنِ بَيْنَ جَنبِ الْكَافِرِينَ الْمَلْعُونَيْنِ - وَلَا يَعْصِمُهُ فَضْلُ اللَّهِ مِنْ

کبیرہ کونین دو کافروں کے درمیان دفن کر دیا جائے اور خدا تعالیٰ کا فضل اس کو دو ظالم اور

جَوَارِ الْجَارِينَ الْجَائِرِينَ الْخَبِيثِينَ - وَالْكَفْرَ الْكَبِيرَ مِنَ الزَّوْنِ وَاشْنَعُ عِنْدَ دَوَى

ناک کی ہمارگی سے نہ بچائے اور کفرِ زیادہ سے بہت بڑا اور اکھڑنے کے نزدیک زیادہ

الْعَيْنَيْنِ - فَفَكَرِ كَيْفَ تَحْقِرُونَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ - وَتَسُوغُونَ لَهُ مَكْرُوهَاتِ -

زبوں ہے پس سوچ کر تم لوگ کیوں ختمِ نبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر رہے ہو اور وہ مکروہات

لَا تَسُوغُونَ لِنَفْسِكُمْ وَلَا بَنَاتِ وَأَهْلَاتِ وَلَا بَنِينَ -

اس کے لئے جائز رکھتے ہو جو اپنے بیٹوں اور ماؤں اور بیٹیوں کے لئے جائز نہیں رکھتے۔

تَبَا لَكُمْ وَلِمَا تَعْتَقِدُونَ يَا حَاةَ الْفَسَقِ وَالْمِينِ - بَلْ دَفَنُ مَجْجُولٍ

حدا تعین ہلاک کرے اچھوٹھ اور دفع کی حمایت کر نیوالو! بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُولَ اللَّهِ رَجُلًا كَانَ صَالِحِينَ - مَطْهَرِينَ مَقْرَبِينَ طَيِّبِينَ - وَجَعَلَهُمَا

کے ہمسایہ ہیں اور ایسے آدمی دفن کئے گئے ہیں جو یکسے پاک تھے قریب تھے لمبے قدمے اور صاف۔ اسنو

اللَّهُ رَفَقًا رَسُولُهُ فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَيِّتِ - فَالْرَفَاقَةُ هَذِهِ الرَّفَاقَةُ وَقُلْ

زندگی میں اور بعد مرگ اپنے رسول نے رفقاء ٹھہرایا پس رفاقت بھی رفاقت ہے ہوا خیر تک بھی

نَظِيرُهُ فِي الثَّقَلَيْنِ - فَطَوَّبَى لَهُمَا أَنَّهُمَا مَعَهُ عَاشَا - وَفِي مَدِينَتِهِ دَفِنَا

اور اسکی نظر کم پاؤ گے پس انکو مبارک ہو جو انھوں نے اس کے ساتھ زندگی بسر کی اور اس کے شہر میں اور اسکی

۲ اسْتَحْلَفَا - وَفِي حَجَرٍ رُوضَتَهُ دَفَنَا - وَمِنْ جَنَّةٍ مَزَارُهُ اِدْنِيَا - وَمَعَهُ يُعْبَثُ

جگہ میں خلیفہ مقرر کر گئے اور اس کے کنارہ وضو میں دفن کئے گئے اور اس کے مزار کے بہت سے نزدیک کئے گئے اور

فِي يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ - وَالنَّظَرَ اِلَى اَعْلَى اَمْنَهُ اِذَا اَعْلَى مِنْصَبِ الْخَلِيفَةِ - فَمَا بَعْدَ تَرْبَةِ

فراغت کو اس کے ساتھ ٹھہریں گے اور اعلیٰ کی طرف نظر کر کہ جب اس کو منصبِ خلافت دیا گیا پس اسے ان دونوں

هٰذِينَ الْاِمَامِينَ مِنْ رَوْضَةِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ - فان كان يزعم انهما ليسا مومنين

امون کی قبر کو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ سے علیحدہ کیا۔ پس اگر وہ یہ گمان کرتا تھا کہ وہ دونوں مومنین

طیبین۔ فکیف ترکهما ولم یزله قبر رسول اللہ عن هٰذِينَ الْقَبْرَيْنِ - فالذنب

پاک ل نہیں ہیں نو کیونکہ انکی قبر و گھر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے ساتھ شامل رہے یا پس تمام

کل الذنب علی عنق ابن ابی طالب - کانه لم یبال عرض رسول اللہ من

گناہ و مل کی گردن پر ہے گویا اپنے بوجہ نفاق کے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

نفاق غالب۔ واری الصدق کا مخلصین۔ اھذا اسد اللہ وضرغام

آبد کی گھیر پرواہی اور صدق : دکھلایا آیا یہی شیر خدا اور اسد اللہ ہے ؟

الدین - اھذا هو الذی یحسب من اکابر المتقین -

کیا یہ دہی شخص ہے جو اکابر پرہیزگاروں میں سے سمجھا گیا ہے ؟

فاعلموا ان تقات علی لا تثبت الا بعد تقاة الصديق - ففکر

پس جان لو کہ علی کی پرہیزگاری تب ثابت ہوتی ہے کہ ابو بکر صدیق کی پرہیزگاری بابت ہو پس

ولا تقہ كالزندق - ولا تلوق بایدیک الى حفرة المالکین - وانکم تعجبون

سوچو اور ایک زندقہ کی طرح حد تکھا و زست کرو اور اپنے ہاتھ و جسم و مال کے گڑھے میں مبتلو۔ اور تم دوست

ان قد فنوا فی ارض الکربلاء - وتظنون انکم تغفرون بمجاورة الانقیاء -

رکھتے ہو کہ خاک کربلا میں دفن کئے جاؤ اور گمان کرتے ہو کہ پرہیزگاری و پساہی سے تم بچے جاؤ گے

فاظنکم بالسعیدین الذین دفنوا الى جنبی نبیہ القدر خاتم النبیین - وامام

پس اُن دو سعید و نجاتی نسبت تمہارا کیا گمان ہے جو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلویں دفن کئے گئے۔ جو

المتقین - وسیدہ الشافعیین - ویل لکم لا تفکرون کا الخاشعین - ولا یسفر

امام المتقین اور امام الشافعیین اور خاتم النبیین ہے۔ تم پر افسوس کہ تم عاجزی اور غربت کیساتھ غرور میں کرتے

عنکم زحام التعصبات - ولا تطون حسن التوفیقات - ولا تعجبون کالمستبقر

اور تعصبات کا آلودہ جاکسے دود نہیں ہوتا۔ اور ایک کوئی تمہیں تمہیں نہیں ملتی اور دانشمند کی طرح تم نہیں سمجھو

وکیف نشکوکم علی سبکم وانکم تلعنون الصعابة کلام الا فیلد لاملعدومین -

اور ہم تمہاری گالیوں کا شکر کیا کریں کیونکہ تم تمام صحابہ کو گالیوں دیتے ہو مگر قدر قلیل۔

وَمَلْعُونُونَ اِزْوَاجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَقْبَاتِ الْمُوْمِنِيْنَ - وَتَحْسَبُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ

اور تیرے آئندہ حضرت علیؑ کی بیویوں اقبات المؤمنین کو لعنت سے یاد کرتے ہو۔ اور گمان کرتے ہو کہ خدا

کلاما زید علیہ ونقص وتقولون انه بياض عثمان وانه ليس من رب

کی کتاب میں کچھ زیادہ اور کم کہا گیا ہے اور کہتے ہو کہ وہ بیاض عثمان ہے اور خدا کی طرف سے نہیں ہے

الْعَالَمِيْنَ - فَلَعْنَكُمْ اللّٰهُ بِفَسْخِكُمْ وَصَرَقِ قَوْمَاعِيْنَ - وَحَسْبُكُمُ الْاِسْلَامُ

پس خدا نے باعث فسق تمہارے کچھ پر لعنت کی اور تم اندھے ہو گئے۔ اور تم نے اسلام کو ایسا

کہا کہ غیر ذی زرع خالیان رجال اللّٰهُ الْمُقْرَبِيْنَ - فَاَيُّ عَرْضِ بَقِيٍّ مِنْ

سمجھ لیا جیسا کہ ایک بیابان جسکی زمین خشک اور زراعت سے خالی ہے جیسے خدا کے معربوں سے خالی ہے۔ پس کونسی

ايد يكم يا معشر المُسْرِفِيْنَ -

عزت تمہارے ہاتھوں سے باقی رہی اسے حد سے بچنے والو ۹۱

و ا ر ي ت م تصوي ر علي كانه اجبن الناس - واطوع للخناس -

اور تم نے علیؑ کی تصویر ایسی ظاہر کی کہ گویا وہ سب سے زیادہ نامرد ہے اور خود اپنے شیطان کا تابع ہے

اعتلق باهداب الكافرين اعتلاق الحرام بالاحواء - واثرا للنفاق

کافروں کے دامن کو اٹھنے ایسا پکڑا اور ایسا اٹھنے آویزاں ہوا جیسا کہ آفتاب پرست ثاخن کے ساتھ۔ اور نفاق کی

ليفيض عليه عباب المراد - اخزي نفسه بتفاني قوله وفعله - ورضي شي

آگ اٹھنے اختیار کی تا اس پر مراد کا بہت سا پانی ڈالا جائے۔ اپنے قول و فعل کے تناقض سے اپنے تئیں رسوا کیا اور

لم يكن من اهل - وحده الكافرين في المحافل - واثني عليهم في الجماع و

اس چیز سے راضی ہو گیا جسکا وہ اہل نہیں تھا۔ اور کافروں کی اسے محفل میں تعریف کی اور مجبور اور قائلین انکی

القوافل - وحضر جنابهم وما ترك الطمع - حتى انزوى التاميل والتمح -

شاخانی کی اور انکی جناب میں حاضر ہوا اور طمع کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ امید کم ہو گئی اور اس کا طمع قبح ہو گیا

فما اووالمفاقره - وما فرحو باجمامه اترعت في فقره - بل اغتصبوا حقيقه

پس انھوں نے اسکی قیما قسم کی تہیہ تہیہ پر دم بچھا اور ان تعریف کے ساتھ خوش ہوئے جو انکی کلام کے فوقین جبری ہوئی

فذلكه - وقاموا لفتكه - وما ابرزواله دينارا - ليطعم بطنا امارا - وما كانوا

مخنین بلکہ انھوں نے اس کا باغ فک کہیں لیا اور اس کے قتل کر کے اسے کھڑا ہوا اور اسکو ایک مرد دی تانیر کو کھانا کھایا۔ اور ہم

راحیم۔ وما نزلت علیه من السماء مائدة۔ وما ظهرت من الخلق فائدة۔

کرنوالے نہیں تھے۔ اور آسمان سے اس کو کوئی مائدہ نہ اُترا اور نہ خلقت سے کچھ فائدہ ہوا

و دیس تحت ا فدام الجائرین۔ وکان لم یزل یدعو ویفتکر۔ ویصوغ و

اور ظالموں کے قدموں کے نیچے کھلا گیا اور ہمیشہ دعا کرتا تھا اور سوچتا تھا اور بڑبڑاتا تھا

یکسر۔ ولم یکن من الفائرین۔ الی ان انقطعت الخیل ورکب النسیم۔

اور توڑا تھا اور کامیاب نہیں ہوتا تھا یہاں تک کہ تمام میلے منقطع ہو گئے اور ہوا ٹھہر گئی

و حصص التسلیم۔ فخرقة علی یاہم۔ وطلب القوت من جنابہم۔

اور ہر جھکا ہوا پر اس انہی دروازے پر رقبہ کی طور پر گریڑا اور انکی جناب سے قوت طلب کیا

وهم کافرا منکبرین۔ وغلقت علیہ الابواب اجابة الدعاء۔ وسدت

اور وہ منکر تھے اور اسیر دعا کے قبول کرنے کے دروازے بند کئے گئے اور جلد اور

طرق الخیل والھتداء۔ فانظرا هذه علامات عباد الله المومنین۔ و

ہدایت یا سچی راہ مسدود کی گئی پس دیکھ کہ کیا ہوا ان لوگوں کی علامتیں ہیں جو خدا سے تائید یافتہ ہوتے ہیں

امارات الصادقین المقبولین۔ واثار المخلصین المتوکلین۔ ثم انظر کیف

اور کیا یہ سادقوں اور مقبولوں کی نشانیاں ہیں ؟ اور مخلصوں اور متوکلوں کے آثار ہیں ہم دیکھ کہ

حقرت شأن المرتضی الذی کان من المحبوبین الموفقین۔

تم لوگوں کے سطح مرتضیٰ علی کی حقیر کی ہے وہ علی جو محبوبوں اور توفیق یافتہ لوگوں سے تھا

و اما ما طلبت منی آية من الايات۔ فانظر کیف اراک الله

مگر تو نے جو مجھ سے کوئی نشان مانگا ہے پس دیکھ کہ خدا نے کیا مانگا ہے

اجل الکرامات۔ وهو انی کنت دعوت علی رجل مفسد مغوی کالشیطان۔

بزرگ نشان دکھلایا اور وہ یہ کہ میں نے ایک مفسد کیلئے جو شیطان کی طرح بہکا ہوا الاستعاذہ دعا کی تھی

وتضرعت فی الحضرة لیلذیہ جزاء العدوان۔ فاخبرنی ربی انه سیقتر

اور جناب الہی میں نے تضرع کیا تا اس کو ظلم کا مزہ چکھاؤ پس میرے رب مجھے خبر دی کہ وہ قتل کیا جائیگا

ویبعد من الاحزان۔ وکان اسمہ لیکھرام وکان من البراہمة۔ وکان معتدیا

اور اپنے بھائیوں سے دور دیا جائیگا اور اس کا نام لیکھرام تھا اور برہمنوں میں تھا اور گالی دینے میں



فی السب والشتم وجاز الحد فی الخیائة۔ فلما دعوت علیہ وتضرعت

حد سے بڑھ گیا تھا پس جبکہ میں نے اس پر بد دعا کی اور جناب باری

فی حضرة المباری۔ و اقبلت کل اقبال علی جباری سمع دعائی فی الحضرة۔

میں تضرع کیا اور یوری تو جب کہ ساتھ حضرت احدیت میں متوجہ ہوا پس جناب الہی میں میری دعا

ومن علی رقی بالرحمة والنصرة۔ وبشرنی رقی بانہ یموت فی ست سنة۔

سنی گئی اور خدا نے رحمت اور مدد کے ساتھ میرا سر اُٹھایا اور مجھ پر نبی کی دعا کی کہ وہ چھ برس کے عرصہ

فی یوم دنی من یوم العید بلا فداة۔ واما الی لیلۃ یوم الاحد۔ والی انہ

من مر جائگا اور اس دن مر جائے گا عید کے بعد کا دن ہو گا اور اتوار کی رات کا اشارہ کیا اور یہ کہ بد چم

یقنل بحکم الرب الصمد۔ ولا یموت بمرضة۔ و یموت بقل مہیب مع

خدا تعالیٰ وہ قتل کیا جائے گا اور بہت تک قتل کیا تھا میرے گناہوں کے ساتھ اور کوئی بیماری

حسرة۔ لیكون آية للطالبین۔ فلما انقضی من المیعاد قریبا من خمسة

نہیں ہو گئی تاکہ طالبوں کے لئے نشان ہو پس جب کہ میعاد قریب پانچ برس کے گزر گئی

اعوام۔ واطمین الہالک وزعم ان البناء کان کا وہام۔ نزل امر اللہ

اور مرنے والا مطمئن ہو گیا کہ پیشگوئی ایک وہم تھا خدا کا امر اس پر نازل ہوا

علیہ واتی بعق مبین۔ ففرحت فرحة المطلق من الاسار۔ و

اور فتح عظیم ظاہر کی پس میں اسے خوش ہوا جیسا کہ ایک قیدی چھوٹ کر خوش ہوتا ہے اور

هزة الناجی من حفرة التبار۔ وقبل ان یأتینی احد بفص خبر وفاته۔

جیسا کہ ایک شخص ہلاکت کے گڑھے سے نجات پاتا ہے اور قبل اسکے جو کوئی شخص اسکے وفات کی خبر نہ پہنچا

بشرنی رقی بھاتہ۔ وکنت افکر فی هذه البشارات۔ فاذا عید اللہ جاء

لائے مجھ پر خدا نے اس کی موت کے بارے میں مجھ پر خوشخبری دی اور میں ان بشارتوں کو سچو رہا تھا اسے میں بعد اللہ

بالبشارات۔ وحصص الحق وزهق الباطل وقضی الامر من رب الکائنات۔

بشارت لیکر آیا اور ظاہر ہو گیا حق اور باطل اور خدا نے فیصلہ کر دیا

وفرغ المؤمنون کما وعد من قبل واسود وجوه اهل المعادات۔ وظهر

اور مومن خوش ہو گئے جیسا کہ وعدہ دیا گیا تھا اور دشمنوں کے مونہ کا لہے ہو گئے اور خدا کا امر



۲ مر الله وهم كانوا كارهين - وكان هذا الرجل وقاحا طویل اللسان -

ظاہر ہوا اور وہ کراہت کرتے رہ گئے اور یہ شخص نہایت بے شرم دراز زبان تھا

کثیر السب والہذیان - طلب منی آیتہ ملیحاً فی طلبہ - وشرط لی ان

بہت بھالیان دیتا اور بکواس کیا کرتا تھا اسنے مجھے ایک نشان طلب کیا اور طلب کرینمیں بہت اصرار کیا اور

۲ اصترح الميعاد فی علیہ - واصر ح یوم موته - مع اظہار شہر فوہ - وابتین

یشرک لکئی کہیں کے نشان میں میا کو کھو کھو کر بتلا دوں اور اسکے موت کے دینی تعمیر کروں اور میرا مہینہ بتلاؤں

کیفیتہ وفاتہ - ووقت مماتہ - وکتب کلمات طالب کالمصترین - فلیہ

اور جس طرز سے مرگ وہ کیفیت بیان کروں اور مگر وقت بتاؤں - اور ان سب باتوں کو لکھا اور پھر امراد کر دیا اور لکھی

ممتطیا شملة عناية الرحمان - ومنتضیا سیف قہر الایان - وکنت لفرط

طرح مجھے مطالبہ کیا - پس میں نے اسکو سوال کیا کہ تو کیا اس بات میں کہیں غما - ابھی کی تیرا واؤ مٹی پر سوات تھا اور نیز اسکا

اللہ بظہور الایۃ - والطح فی اعداء کلمۃ الملة - اجاہد فی الحضرة الاحدیۃ -

جیکہ میں سر اٹھندہ کی تیری تلوار کو کھینچ رہا تھا - اور میں نے اسکو نشان دے ظاہر ہوئیے لہو جریں تھا اور اعداء کلمۃ اسلام کو مٹا رہا تھا

واصر ف فی الدعاء ماجل وعظم من القوة - ثم ترکت الدعا بعد نزول

حضرت جناب بدیع بن مجاہد کرتا تھا اور جتنے مجھ میں عظمت قوت تھی دعائیں پڑھ کر تھا پھر نے سیکھنے کے نازل ہوئیے بعد دعا

السکینۃ - وتواتر الوسی الدال علی الاجابة - فلما انقضى اربع سنة من الميعاد

کو رک کر دیا اور نیز اسنے لایا ستواترا لہا جو قبولیت دعا پر دلالت کرتا تھا - پس جب میعاد میں پچا برس گئے

ودنا منا عید من القیاد - التي فی نفسی ان اتوجه مرة ثانیۃ الی الدعاء -

اور اب ایک عید ہم سے قریب آگئی پس میرا دل میں ڈالا گیا کہ میں پھر دعا کروں -

وکذا اللت اشار بعض الاعداء - فصبرت انتظر الوقت والحمل - واتقلا

اور ایسا ہی بعض دوستوں نے اشارہ کیا پس میں صبر کیا اور میں وقت اور حمل کا منتظر تھا - اور

بعسی ولعل - الی ان ادركت لیلة القدر فی او اخر رمضان -

اب کرتا ہوں اب کرتا ہوں کا گھوٹ ہو رہا تھا یہاں تک کہ آخر رمضان میں میں نے لیلة القدر کو پایا

فعرفت ان الوقت قد حان - ورئیت لیلة نشرت اردیۃ الاستجابة

پس میں نے جان لیا کہ وقت آگیا اور میں نے ایک ایسی راخو دیکھا جسے قبولیت کی چادر میں بچا دی تھیں

ودعت الہ اعین الی المادۃ۔ وناذت کلن خاف ناب النوب۔ ونبشرت

اور دعا کر نیوا لومکو دعوت کب طرف بلایا تھا اور ہر ایک کو جو مصیبتوں کے واسطے ڈرنا تھا بلایا۔ اور ہر ایک

کلن اسلمہ ۲ یاس للکرب۔ فھضت اللہ عادہ فھوض البطل للبراز۔ و

کو جبکہ نو میدی نے غم کو بھونکے حوالہ کر رکھا تھا بنا رت دی۔ پس ہن دعلکے واسطے ایسا اٹھا جیسا کہ ایک

اصلت لسان التضرع کالعضب الجراز۔ حتی اخلنی التذل مقعد

دلیرانیکے واسطے اٹھتا ہے۔ اور سینے تضرع کی زبان ایسی بھونکی جیسا کہ شیر بران۔ یہاں تک کہ فروتنی نے بلندی

العلاء۔ ونبشرت بالاجابة من حضرة الکبرياء فجلست کرجل

کی جگہ پر بٹھ کر بٹھایا۔ اور قبولیت دعا کی بھونک تو بھری دی گئی پس ہن اس شخص کی طرح بیٹھا

یرجع بردن ملان۔ وقلب جذلان۔ وسجدت لرب یحیی دعاء

جو پراستین کیساتھ رجوع کرتا ہو اور دل خوش ہوتا ہے اور سینے اس پروردگار کو سجدہ کیا جو بے قرار ہوئی

المضطربین۔ وکان فی هذه الایة اعلیٰ کلمۃ الملة۔ واتمام الحجۃ علی الکفر

دعا سناتا ہے اور اس نشان میں کلمہ اسلام کی بلندی تھی۔ اور کافر و غیر محبت پوری ہوتی

البحرۃ۔ ولكن الذین ملکوا اثاث عقل صغیر۔ واسموا بجمیع شہیر۔ ما

ہے مگر وہ لوگ جو تھوڑے سبب عقل کے مالک ہیں اور وصفت عاقت میں شہر ہیں وہ

امنوا بهذه البینات۔ وترکوا النور واتبعوا سبل الظلمات۔ ووجدوا

ان کھلے کھلے نشانوں پر ایمان نہیں لگا۔ اور نور کو چھوڑ دیا اور ظلمات کی پیروی کی اور ظلم اور جھوٹ

بایات اللہ ظلا و زورا۔ وکانوا قومًا بورا۔ ومن المستکبرین۔ ویقولون

سے خدا کے نشانوں سے انکار کیا اور وہ ہلاک شدہ قوم تھی اور مجبور کر نیوالے تھے اور انھوں نے کہا

انما نحن المسلمون۔ وایس فیہم سیر المسلمین۔ فی قلوبہم مرض فیزید

کہ ہم مسلمان ہیں اور ان میں مسلمانوں کی خصلتیں نہیں ہیں انکے دلوں میں مرض ہے پس خدا انکے

اللہ مرضہم ویموتون مجوبین۔ اقلیل منهم فانهم من الراجعین۔ و

مرض کو زیادہ کر دیا اور مجاب کیا ایمان میں مر گئے مگر ان میں سے تھوڑے کہ وہ رجوع کر گئے اور

یبقون عرض الہ نیا وعرضہا ولا یتقون اللہ رب العالمین۔ فسیضرب

یہ لوگ دنیا کا مال اور دنیا کی عزت چاہتے ہیں اور خدا سے جو رب العالمین ہیں نہیں ڈرتے۔ پس عقر یہ بیکر

عليهم اذلة ويمسسون ۲ خاعيلة - يسئلون الناس ولا يملكون بيت ليكة -  
ذلت مارديجائیگی اور بھوکے تنگے ہوجائیگے۔ لوگوں سے مانگیں گے اور رات کا قوت انکے پاس نہیں ہوگا  
کہ اذلت یجزی اللہ الفاسقین۔

اسی طرح خدا تعالیٰ فاسق کو سزا دیتا ہے۔

واذا قيل لهم امنوا بما ازل الله من الايات - قالوا لن نؤمن و

اور جب انکو کہا جائے کہ جو خدا نے نشان اتارے انپر ایمان لاؤ کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان نہیں

لو كان احياء الاموات - وطبع الله على قلوبهم بما كانوا مفترين - وكانوا يستفتون

لائیگے اگرچہ مر گئے کئے جانیں اور انکے دلوں پر خدا نے مہر لگا دی کیونکہ وہ مفری تھے۔ اور اس سے پہلے وہ کفار

من قبل - فلما جاءهم الفتح وصاب النبل - عرضوا عنه فويل للعرضين -

پرنفع چاہتے تھے۔ پس جب فتح آئی اور تیر نشان پر لگا اس سے انھوں نے کفار کیا پس انپر وادیا ہے۔

وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم فلابلهم ۲ اما تو اظالمين - ابقی فی کنا نہ تم

اور انھوں نے انکار کیا اور دل انکے یقین کر گئے پس کیا حال ہو گا جب ایسی حالتیں مرئیگیں کیا انکے تیر دان میں کوئی تیر

مرماتہ - اوفی قلوبهم ممراتہ - کلا قبل مرقم ۲ الله کل ممزق فلا یخترکون الاحلام ۲

باقی رہ گیا ہے یا انکے دلوں میں کوئی خصوصیت باقی ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ خدا نے انکو ٹوٹے ٹکڑے کر دیا اور اب تو ایک حرکت

الایرون کیف یفهمون الفینة بعد الفینة - ویخزون کل عام مع رقصہم

بدبوئی کی کیا نہیں دیکھتے کیسے وہ وقتا فوقتاً لاجواب گھماتے ہیں۔ اور ہر ایک سال باوجود مشکبازہ رقص کے ذیل

کالفینة - وتراءت سحیہم جہاما - ونخبہم لنا - ولعانہم ظالما - وجناہم

کئے جاتے ہیں اور انکے امدل بنیہ پانی کے نکلے۔ اور انکے برگندہ لیم ثابت ہو گا اور انکی روشنی اندھیرا اور انکے دل

عباما - فباتی آیتہ بعدہ یومنون - اما استحلنی ربی محل من یبلغ قصوی

بے عقل رہے ادب ثابت ہو گئے پس کس نشان پر اسکے بعد ایمان لائیگیں کیا میرے کھانے مجھے اس محل پر نہیں اتارا

الطلب - ونقلنی من وقد الکرب - الی روح الطرب - وایتنی واعانتی - و

جو روایا بی کا محل ہے۔ اور مجھے پھر ارپوئی آگے خوشی کی آسائش تک پہنچایا اور میری تائید کی اور میری مدد کی

اھان کلن اھانتی - واراننی العید - ووفی المواعید - واری الفتح کلن فتح

اور ہر ایک جو میری ذلت چاہتا تھا اسکو ذلیل کیا اور مجھے عید دکھلائی اور وعدہ کو پورا کیا اور ہر ایک کے کھانے والے کے لئے

العین - وطوی قصۃ کیف واین - و اقم الحجة علی المنکرین - فالحمد لله الذی  
 فتح کو کھلا دیا - اور کیونچہ ان کو کھان کے قصہ کو لپیٹ دیا اور منکر و منیر حجت پوری کر دی پس اس خدا کو تعریف  
 کفانی من غیر تہ بیرى - وجعل لی فرقانا و فرق بین قبیلی و دبیری - و گنتہ  
 ہے کہ بغیر میری تدبیر کے میرے لئے کافی ہو گیا - اور مجھ میں اور دیگر مخالفوں اور دشمنوں اور دشمنوں میں ایک مہر فارسی  
 لا تصغون الی العظاۃ - ولا تحفظوا ہابل تو ذون بالکلمہ الحفظاۃ - فدق  
 پیدا کر دیا - اور تم لوگ نصیحت کی طرف کان نہیں دہرتے تھے اور نصلح گویا وہ نہیں رکھتے تھے بلکہ غصہ دینے والے  
 ۲ اللہ را سگم بالآیات - و جاءکم سلطانہ بالرایات - و ادبکم بالزجر و  
 لفظوں کے ساتھ یاد کرتے تھے - پس خدا تعالیٰ نے شاہدوں کے ساتھ تمہارے سر کو گنتہ کیا - اور اسی حجت جہنم کے  
 الغضب - لتاخذوا نفوسکم بہذا الابد - فلا تستنوا استن ان الجیاد -  
 ساتھ تمہارا پاس آئی اور غدا تجرا و غضب کے ساتھ تمہیں ادب دیا ہی تا تم اس ادب پر قائم ہو جاؤ پس تم نیز نگہ ڈالو  
 و فکر وافی فعل رب العباد - لعلکم تعصمون کالراشدین - مالکہ تنکایدکم  
 طے سرکشی مت کرو - اور خدا تعالیٰ کے فعل میں غور کرو تا تم رشید و سچی طرح نبی جاؤ  
 کلمات الحق والصواب - و تمیلون من الیقین الی الایتاب - و لاتزکون  
 اور صواب کے کلمے میرا گزرتے ہیں اور یقین سے شک کی طرف جاتے ہو  
 سبل المجرمین -

کی راہ نہیں بیوٹا

۲ الطر و الی آیات ربی تموہا - و مخوارق شاہد تموہا - ۲ ہذہ

اور ان آواز غنی طرف اطر - جگہ کو نہ دیکھ چکے ہیں اور ان خواہش کی طرف انکو مت شاہد کر دیکھتے ہو

من المکانہ الانسانیۃ - ۲ و من الطافۃ الربانیۃ - ۲ فی عزمت علیکم

کیا یہ انسانی فریب سے ہے یا خدا کی طافت سے اور میں تمہیں قسم دیتا ہوں پس

فاشہدوا انکم تم مفسطین - و انہ من کان اعطی حظا من التقوی - ولو

کو ای دو اگر منصف ہو اور وہ شخص جو تقویٰ میں سے کم کر حصہ دیا گیا ہے اگرچہ

کصاصۃ النوی - فلا یکتم شہادۃ ۲ بد۱ - و اما الذی اتبع الہوی - وما

گمٹل کے چھلکے کیسے موافق دیا گیا ہو پس وہ کہیں کو ای کہ پوشیدہ نہیں کر سکا - مگر وہ شخص جو ہر وہ ہوس کی پروا نہ دے اور خدا سے

خشى الله العلىٰ - وما تواضع وما استقى - فليظهر ما نحا ومتى - ولينكر

نہ ڈرے اور نہ تواضع کی اور نہ جیا کیا پس چاہیے کہ جو قصد کیا وہ ظاہر کرے اور چاہیے

الله وما اولىٰ من جدوى - ومن نصرته والعدوى - فسوف ينظر هل  
کہ خدا سے اور اس کی بخشش سے منکر ہو جائے اور اس کی نصرت اور مدد دہی سبب سے بددعا نکال کرے۔ پس غم قریب دیکھے گا کہ کیا اس کا  
ينفعه كيدة او يكون من المالكين -

مکراس کو نفع دیتا ہے یا مرنے والوں میں سے ہو جاتا ہے۔

ايها الناس لا تحقروا الله والايات - واستغفروا الله واعنوا

ای لوگو! خدا کی اور خدا کے نشانوں کی تحقیر نہ کرو اور اس سے گناہوں کی معافی چاہو اور اس سے

له من الفرطات - اجهلت ما لكم كذبوا من قبل هذا الزمان - اولكم

سائے اپنے گناہوں کے غم سے فروتنی کرو۔ کیا تمہیں اس قوم کا انجام بھول گیا جنہوں نے تم سے پہلے کذب کی۔ یا خدا کے

براءة في زبر الله الايات - فعودوا بالله من ذات صدوركم ان كنتم تخاصين

سزا دہندہ کی کتابوں میں تمہیں بری رکھا گیا ہو پس اپنے بندہ خدا سے خدا تعالیٰ کی کھیر پٹہ لیاؤ اگر ڈرتیو اسے ہو۔

قوم افرادي فرادى - واجتنبوا من عادا - ثم فکروا اما اوتيتم مثل ما اوتيتي

ایک ایک ہو کر کھڑے ہو جاؤ اور عداوت کرنا جو لوگوں سے پہلے کرو پھر فکر کرو کیا تمہیں وہ ثبوت نہیں دیئے گئے جو

قبلکم من الکفار - اما جاء تکم ايات الله القهار - اما حقرتکم بتحقیق

تم سے پہلے کافروں کو دیئے گئے اور کیا تمہارا پاس نشان نہیں آئے کیا تم خدا کی تحقیر کرنا جیسے حقیر اور

حضرة الکبرياء - اما قضيت ديونکم كالغرماء - فوحن المنعم الذي جعلني

ذلیل نہیں ہو چکے کیا تمہارے یہ تمام قرض قرضداروں کی طرح ادا نہیں کئے گئے۔ پس میں تمہیں جس کی قسم ہر جس نے

هذا الحل - واری لتصدیق العقد والحل - ووهب لي الولد واهلك لي

مجھے اس محل میں وار د کیا۔ اور میری تصدیق کیلئے باندھا اور کھولا اور مجھے اولاد دی اور میرے دشمنوں کو

العدا اللثام - واری فی آیاته الایجاد والاقدام - واری فی ندوة المذاهب

ہلاک کیا اور اپنے نشانوں میں ایجاد اور اقدام کو دکھلایا اور مذاہب کے جلسہ میں پیدا کر دیا

اعجاز الانشاء - ثم اری فی العجل المقتول اعجاز الانشاء - واطهر آیت القول

نشان دکھلایا اور گوسالہ مقتول میں مارنے کا نشان دکھلایا اور قوی نشان اور فعلی

وآیت الفعل للناظرین۔ واری الکسوف والخسوف فی رمضان۔ وانحکم

ننان دیکھنے والوں کے لئے دکھلایا اور خدا تعالیٰ نے کسوف اور خسوف کو رمضان میں دیکھلایا اور میری

بیلافتی وعلی القران۔ فسکتہ بل متم مع غلوکم فی العناد۔ وانخریتم

بلاغت کیساتھ تمکو ملزم کیا اور مجھ کو قرآن کھلایا پس تم چپ ہو گئے بلکہ باوجود عناد کے مر گئے اور تم رسوا

ورمیت عظمتکم بالکساد۔ فاصبحتم کالغیونین۔ ان هذا الحق فلا تکتون من الممتدین

تمہیں گئے اور تمھاری ہمت کی کمی سر بازار سی ہو گئی۔ پس زبان کا وہ جیڑا تم کو نہ ملے گا۔ یہ سچ ہی رہے گا کہ غیوالغیونین سے تھو

ایہا الناس انی جنتکم من الرب القدیر۔ فهل فیکم من یحیی

اے لوگو میں رب قدیر کی طرف سے تمھارے پاس آما ہوں پس کیا تم میں کوئی ایسا آدمی

قہر هذا الغیور الکبیر۔ وقرءون بنا غافلین۔ واکم تناہیتکم فی المکاند۔

ہے جو اس غیور کبیرت خوف کرے یا غفلت کیساتھ تمھیں گداز جاوے گا۔ نہ اس لئے کہ تم کو تنہا نہ ہو دیا

وتمادیتم فی الحیل کالصائد۔ فهل رئیتم الاخذلان والحردمان۔ وهل وجدتم

اور شکار یونہی طرح جلد باز ہیں بری ویر لگائی۔ پس کیا تم نے بوجھلان اور محرومی کے پورا اور بھی دیکھا اور کہا تم

ما ردتم غیر ان تضیعوا الایمان۔ فاتقوا اللہ یا ذراری المسلمین۔ اما تلتظرون

وہ امر یا جسکو وہ نہ ڈانڈا لیا اسکے ایمان کو ضائع کرو۔ پس اے مسلمانوں کی اولاد خدا سے ڈرو۔ کیا تم نہیں

کیف اتم اللہ لی قوله۔ واجزل لی طوله۔ فمالکم لا تلتفتون۔ واکم تناہیتکم فی المکاند۔

دیکھتے کہ خدا نے کیسے میری بات کو پورا کیا اور اچھی بخش۔ میرے لئے بہت دھڑلانی۔ تو نہیں یا پورا کیا اتم اشلونہ طوله

آیات الغنیر العلام۔ وتنصلمون لی اس۔ اما الایمان۔ اما الایمان۔ اما الایمان۔ اما الایمان۔

مومنہ نہیں آتے اور میرے کلامات کے تیرے بیان پر لکھتے ہو یا تمہارے اپنے زعم کا بطلان نہیں دیکھا

وخطاء وھمکم۔ فلا تقوموا بعد الذم۔ ولا تفتنوا فریۃ بعد الحجۃ۔ وکفوا

اور اپنے دھم کی خطا پر ظاہر نہیں ہوئی۔ پس اس کے بعد مذمت کیلئے کفر سے مت ہوا۔ بعد آئینہ کے جھوٹے حکمت تراشو

السکما انکم متقین۔ تو بوالی اللہ کر جل سقط فی یدہ۔ وخشی مالہ

اور زبان کو بند کر دو اگر تم متقی ہو اس آدمی کی طرح تو یہ کہ جو شرمندہ ہوتا ہے۔ اپنے انجام

وسوء مقعدہ۔ وان اللہ یحب التوابین۔ اور یہ عاقبت سے ڈرتے ہیں۔ اور خدا تو یہ کہ جو اللہ سے پکارتا ہے۔

وَاتِي عُلْتُ مَذْبُورِيكَتِ قَدَمِي - وَأَيْدِ لَسْنِي وَقَلْبِي - اِنَّ اَآلِ دِيْنِ

اور مجھے اس روز سے جو میرا قدم مبارک کیا گیا۔ اور میری قلم اور زبان کو مدد دی گئی اس کا

الْحَزْنُ وَالْعَنَادُ شَرَعَةً - وَكَلِمَةُ الْحَبِثِ مُجْعَةٌ - اِنَّهُمْ سَيَخْلَوْنَ - وَيَغْلَبُونَ - وَ

علم دیا گیا ہو کہ جو کون شیعہ کو اپنا طریقہ پکڑا ہے اور ناپاک کلمہ کو خود غلط ٹھہرا رہا ہے عنقریب وہ ناکام رہیں گے اور

يُخْسَآوْنَ - وَلَا يَلْقَوْنَ بَغِيْثَهُمْ وَلَا بُنْصُرُونَ - وَتُحْرَقُ لَهُمْ جَذْوَتُهُمْ فَمِنْ مَنْ

مغلوب کئے جائیں گے اور دیکھئے ہائیں گے اور انہی کو ان کے دشمنوں سے ملنے اور وہ نہیں ملے جائیں گے اور ان کا شعلہ آگ میں کھو جائے گا

جَذْوَتُهُمْ يُعْدَمُونَ - وَهَآءِ اَآلِ دِيْنِ سَعْدٌ وَاهْنُهُمْ دَسِيْدٌ وَنَافِعٌ لَهُمْ

اور سعدوں کو ملے جائیں گے مگر وہ جو سید ہیں وہ گمراہی کے بعد بد بات یا بکے جائیں گے

وَيَتَذَكَّرُ لَهُمْ رَحْمَتُهُمْ قَبْلَ تَكْالُفِهِمْ - فَيَسْتَقِظُونَ مُسْتَرْجِعِينَ - وَيَتَرَكُونَ

اور وہ بال سے پہلے خدا کا رحم ان کو سمجھال لے گا پس انابت کہہ کر جاگ اٹھیں گے اور کہیں گے اور

حَقْدٌ اَوْلَاهُ دَا - وَيُخْرِجُونَ عَلٰى اَآلِ دِيْنِ سَعْدٌ - رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا اَآثَانَا خَطِيْئِينَ -

معاذ اللہ چھوڑ دینے اور سجدہ کرنے سے ہوشیار ہو کر نہ سوئیں گے خدا یا ہمیں بخش کہ ہم خطا پر تھے

فَيُخَفِّرُ اللّٰهُ لَهُمْ وَهَلُوْا اَرْحَمَ اَلرَّاحِمِيْنَ - فَيَوْمَئِذٍ يَنْعَكُسُ اَلْاَمْرُ كُلُّهُ وَيَقْبَلُ اللّٰهُ

پس خدا ان کو بخشنے لگے اور وہ مہربان ترین مہربانوں میں سے ہیں اس وقت تمام باتیں الٹ جائیں گی اور خدا نظر

لِلنَّاطِقِيْنَ - وَتَرَى النَّاسَ بَاثِرَاتٍ مَّا فَوَاجَا - وَتَرَى الرَّحْمَةَ اَمْوَاجَا - وَتَمُكِّمَةُ

کرنے والوں کو سمجھنے والے کے سامنے آجائے گا اور نہ لگے گا اور چھپنے والے کو فوج آجائے گا اس آئے ہیں اور توجرت کو دیکھنے لگے گا کہ

رَبَّنَا اَعِزِّ قَاوِمًا لِّدِيْنِنَا - فَيَمْنُذُ تَشْرِقُ اَيَّامُ اللّٰهِ وَ

موجزن ہو رہی ہے اور عجل اور عجل سے بڑھ کر کلمہ بولے گا اور نہ اُسے دیکھنے لگے گا کہ کس طرح چلے گا اور روشن کرے گا کہ

تَقْنِيْ فِتْنِ الْمُفْسِدِيْنَ - وَيَقْضِيْ اَلْاَمْرَ بِاَتْمَامِ الْحُجَّةِ وَالْاِنْفَاقِ - وَتَهْلِكُ الْمُلُكُ

اس وقت خدا کے دن چمکیں گے اور غم و غم سے فتنے ٹکڑے جائیں گے اور تمام حج سے امر پورا کر دیا جائے گا اور ہر اسلام پر ایک

كُلُّهَا غَيْرُ اِسْلَامٍ - وَتَرَى الْقِتْرَةَ رَهْقَتْ وَجُوهَ الْكَافِرِيْنَ - فَالْكُمَالِي

ملت ہلاک ہو جائیں گی اور جو تھوڑے تھوڑے کو منہ پر غبار پائے گا

مَاتَكَذِبُونَ - فَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ اَنْكُمْ تَكْفُرُونَ - اَغْرَتْكُمْ كَثْرَةُ عِلْمَاءِكُمْ -

اور کہیں تم کو کذب کر کے کیا اس اسی سلسلہ سے تمہارا یہی حصہ ہے کہ تم تکبر کرو۔ کیا تمہارے علماء کی کثرت اور تمہاری



وتظاهر آراءكم - وقد ربيتكم مبلغ علمكم وعلم فضلاءكم - وشاهدتم

راؤكم اتفاقاً في تعيين مؤلفيكم، اور تھے اپنے علم اور ایسے فاضلوں کے علم کا اندازہ بھی دیکھ لیا اور تھے اپنے

نقص فہمكم و دہاءكم - وانستم كيف وليتم مديريتكم -

نقص عقل اور فہم کا مشاہدہ بھی کر لیا اور تھے دیکھ لیا کہ سطح پر کتنے شکست کھائی۔

وايتها الخفي لم توذيني وقد ربيت آياتي - وشاهدت خفي وبعدي

اور اس خفی تو مجھے کیوں دکھ دیتا ہے اور تو میرے نشانوں کو دیکھ چکا ہے۔ اور میری برائیاں کو سن چکا ہے

ثم آبيت وهذيت - فقاتلك الله كيف هذيت - وقد ربيت آثار

پھر تو نے نافرمانی کی اور کو اس کی پس خدا تجھے ہلاک کرے کیسی کو اس تو نے کی حالانکہ خدا تو نے نشان تو نے

الصادقين - ايها الغلب اناك تخوفني وتغري علي هذه الدولة - و

دیکھ لئے اے لوٹری کیا تو مجھے ڈراتا ہے اور اس گورنٹ کو مجھ پر استغیثہ کرتا ہے اور

مارأت منا الدولة الا الاحلاس والنصرة - والله يحفظ عبادة من مكائد

اس گورنٹ نے ہے بجز اخلاص اور نصرت کے کچھ نہیں دیکھا اور خدا تعالیٰ غیثوں کو فریب سے اپنے بندوں کو

الخبثين - ثم اناك اخترت في كل امر طريق الدجل والضيم - ورددت

نگہ رکھتا ہے پھر تو نے ہر باب امر میں دجل اور ظلم کا طریق اختیار کیا ہے اور اس بل

كلها ما لاحالغيم - ونظقت كالمعارف العرفاء مع البعد والريكم - فما هذا

کی طرح تو نے گج دکھائی حسین پانی نہ ہو۔ اور تو نے دشمنوں کی طرح کلام کی حالانکہ تو دور اور مجھ سے ہے پس یہ کیا

أصعبت ابليس ذات العويم - وهذا من سير المتشيعين - ومخاطبتني

طریق سے کیا تو چند روز ابلیس کی شاگرد میں رہا ہے۔ یا یہ شیعوں کی عادت ہی ہوتی ہے اور تو نے اپنے

في رسالاتك - وقلت اني جيت البلاد لمباراتك - وما هذا الا زور مبين -

خطوبین جبکہ مخاطب کر کے کہا ہے کہ میں نے تیرے براہ کیلئے دھڑ دھڑ سفر طے کیا ہے۔ یہ سراسر جھوٹ ہے

بل الحق اناك سافرت لهوى من الهواء - وسمعت الريف - فطعت

بلکہ حق بات یہ ہے کہ بعض نفعانی خواہندہ کے لئے تو نے سفر کیا ہے اور اس ملک کی تو نے حالت اچھی سنی پس

الرغيف كالفقراء - ووردت هذه الديار من برهة طويلة - لا من مدة

روبوئی کی طرح تجھے دامگیر ہوئی اور تو ابکست دراز سے اس ملک میں ہے نہ کہ تنہا سے



قليلة - فانظر الى كذبك يا رئيس المفترين - واطن ان بلادك

عمرہ سے - پس اگر تین المفترین اپنے جھوٹ کی طرف دیکھ

انحلت - واما مرتبة عليك اشتدت - فقدرت الى بلاد الخصبين

ملک میں قحط پڑ گیا یا پھر تیرا وفاتہ غالب آگیا پس تو اس سبب ان لوگوں کو ملک کی طرف دور راہ

لقد ورحول البيوت - وقد كسب القوق كعني خبيرا مششتشين - فما

ردق کی کٹا دی کہنے میں تاکہ گاؤں کی طرح چلا کر یہ ملک گر گزرا کرے

لجاءك الا فقرتك الى مغنا الخصب - فالقيت بهاج رانك واشرت

سر سہر ملک کی طرف تیرا غزو فائدہ پہنچا کر مٹ گیا - پس تو نے یہاں اپنی گردن کو ڈال دیا

الحبوب على الحبيب - ثم سرت الامريا مضطرم الحشاء - ومضطرا

وطن کے دوستوں پر رنج کو اختیار کر لیا - پھر تو نے اسی جھوٹ کے جلائے ہوئے اور طعام شب کے محتاج حقیقت

الى العشاء - وتجاويت عن طرق الصادقين - هذا عرضك ومنيتك

کو پوشیدہ کر دیا اور چوکی ماہ سے برگشتہ ہو گیا یہ تیری غرض اور آزاد اس سفر سے

من هذا السفر - ولكنت ستر رج خائب ولا تری فائز اوجه الحضر

سے مگر تو خائب و خاسر رجوع کر گیا اور کامیابی میں آباد وطن نہیں دیکھے گا

فاسترجع على ضلة المسعى - واحمال المرعى - وسوء الرجى - واخساء فانك

پس اپنی سعی ضائع ہونے پر نا امید کہہ اور تیرا چراگاہ کے قحط پر اور ہذا گشت پر افسوس کر اور دور ہو کر بیک

من المفسدين - واني التقت لفظك كما انفت - ورددت عليك

تو مفید ہے اور میں نے جو کہ تو بولا تھا نہ ہی لفظ میں اور جو کہ تو نے بدگوئی کی تھی

جميع ما رقت - فكلما استقط عليك فهو منك يا امخا الغول - وليس منا

سب سے واپس دیدی پس جو کہ تیرا وہ تیری ہی طرف سے ہی اس پر اور غول اور ہمارا ہی طرف سے

الاجواب الغوي الجول - وما كنا سابقين - ولو كنت تخاف عرضك

تو صرف جواب ہے اور ہم نے سبقت نہیں کی اور اگر تجھے اپنی عزت اور آبرو کا اندیشہ

وعزتك - لهذبت قولك ولفظتك - ولكن كنت من السفهاء السائ

ہوتا تو تو ہذا بہانہ کلام کرتا مگر تو کیون اور سفولوں میں سے تھا -

وَمَا نَحْنُ فَلَا يَصِينَا ضَرْبُ كَلَامَتِكُمْ - وَيَرْجِعُ إِلَيْكُمْ سَهْمُ جِهَانَتِكُمْ -

مگر ہم پس عین تمہاری باتوں سے کچھ تکلیف نہیں پہنچ سکتے۔ اور تمہارے سے نہ تمہاری طرف نہ لوٹ جاتے ہیں۔

وَمَا تَقْضِرُونَ كَالْفَاسِقِينَ - وَكَذَلِكَ إِذَا أَشْهَرْنَا فَيَكُنْةَ الْفَاقِكِينَ -

اور جو کچھ تم افسر کرنے ہو وہ تمہاری آواز ہے۔ اور اس طرح تب جب چھوٹھ باندھنے والوں نے اپنی لکڑی کو بچھوئی بنایا

عَلَى غَيْرِ سَفَاكِينَ - فَأَمَّا تَمَّ الْهَنُودُ كَالْمُتَّالِينَ - وَقَلَّ امَّا هَذَا الرَّجُلُ

جو غوثی نہیں تھے۔ بس نئے جیلگر کوئی طرح ناحق ہندو کو مدد دی۔ اور تھے کہا کہ جیسا کہ ایک کھرام سیاری

كَرَّجَلِكُمْ فَنُذِرُكَ أَنْ كَانَ مِنَ الْمُتَّالِينَ - وَمَقَامُ مَنْكُمْ أَحَدٌ لَنَسْتَوْفِي

یہ جس ہے پس اگر یہ قاتل ہے تو اس کو بچڑلو۔ اور کوئی نم من سے کھٹانہ ہوا تاہم اس سے

مِنْهُ الْيَمِينُ - وَمَا كَانَ مِنْ أَحَدٍ مِنْكُمْ مِنْ غَيْرِ انْ يَمِينُ - لَاشْطَرُوا وَكَ

تہم لیتے۔ اور تمہارا اور کوئی کام نہ تھا بغیر اس کے جو جھوٹ بولو۔ سرت اراؤ اور نہ اپنی

تَفْرَحُوا بِكَثْرَةِ جَمْعِكُمْ - فَإِنَّ اللَّهَ قَادِرٌ عَلَى قَمْعِكُمْ - فَاجْتَنِبُوا الْبَطْرَ مَرَاتَيْنِ

کڑب کے ساتھ خوش ہو کیونکہ خدا تمہاری بیگنی پر قادر ہے۔ پس ڈرتے ہوئے اتنے سے پرہیز کرو

وَلَا تَقُولُوا إِنَّ الرِّحَامَ جَمَعُوا عَلَيْكَ الْغَنِينَ - وَقَدْ كَذَّبَ الرُّسُلُ مِنْ

اور یہ کہ کہو کہ لوگ پتھر بالافاق لعنت کرتے ہیں۔ اور پہلے اس سے رسولوں کی مکذیب بگئی

قَبْلَ دَاوُدَ وَإِسْحَاقَ إِذْ جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ فَسُودَ وَجْهُ الْمَكْذِبِينَ -

اور وہ کہہ دیتے تھے اور بس کہتے تھے یہاں تک کہ یہ خدا کا امر آیا تو مکذبوں کا مویجہ کالا ہوا

وَقَدْ جَرَتْ عَادَةُ اللَّهِ فِي أُولِيَاءِهِ - وَغُيِبَ أَصْفِيَاءُهُ - أَنْهَمُ

اور خدا تعالیٰ کی عادت اسکے اولیاء اور برگزیدوں میں اس طرح جاری ہوئی ہے کہ وہ اپنے

يُوْذُونَ فِي مَبَدِّ الْأَمْرِ - وَيُسَلِّطُ عَلَيْهِمُ الرِّمَارَ - فَيَسْتَوْنَهُمْ سَوًى

ابتدا میں وہ دکھ دیتے جاتے ہیں۔ اور وہ اس آدمی انہیں مسلط کئے جاتے ہیں۔ پس وہ اوہان کو گناہ

يُشْتَمُونَ فِيهِمْ وَيَكْفُرُونَ بِهِمْ مُسَاهِزِينَ - وَالْيَا لَوْنَ الْاِقْتِرَاءِ - وَيَقُولُونَ

دیتے ہیں اور بدنامی کرتے ہیں اور ہٹھکارتے ہیں کہ انہیں شہرت ہے۔ اور اقتراؤ کی گجہ پرواہ نہیں کرتے اور طرح طرح کی باتیں

فِيهِمْ لَاشْيَاءَ - وَيَغِيرُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَنْوَاعِ الْمَكْرِ وَالْتِدَابِيرِ - وَالْيَا لَوْنَ

انکے میں نہ کچھ ہیں۔ اور انکے بعض بعض کو طرح طرح کے مکر و تدبیروں سے گھسانے ہیں۔ اور جھوٹ اور زب

شَيْئًا مِنَ الْمَكَائِدِ وَالْقَارِيرِ - وَيَفْتَرُونَ مَجْتَرِبِينَ - وَيُرِيدُونَ أَنْ يُطْنُوا

کوئی چیز ہی اٹھا نہیں رکھتے اور جرات کسا تھا کرتے ہیں اور ارادہ رکھتے ہیں کہ ان کے نوٹوں کو

انوارِ ہم - وِخْرُوا دَارَهُمْ - وَخَرِقُوا ثِيَابَهُمْ - وَيَضِعُوا قَمِيَاهُمْ - وَكَذَلِكَ

بھادوں اور ان کے کھڑکوں پر کاروبار کریں اور ان کے نوٹوں کو بھادوں اور ان کے کھڑکوں پر

يَفْعَلُونَ مَتَظَاهِرِينَ - وَيَزْمَعُونَ أَنْ يَدُوسُوا بِهِمُ تَحْتَ أَقْدَامِهِمْ - وَيَمْزُقُوهُمْ

ایک دوسرے کی منہ پر ہر کرتے رہتے ہیں اور ارادہ کرتے ہیں کہ انہیں اپنے دھکے پیٹھ کیل دیں اور ان کے کھڑکوں پر

بِحَسَامِهِمْ - وَيَجْعَلُوهُمْ أَحْقَرَ الْمَعْدَرِينَ - فَأَذَاتَهُمْ مِنَ التَّوْهِينِ وَالْحَقِيرِ

انہیں کھنکھاتے ہوئے کریں اور سب ذلیل و خوار کر دیں اور انہیں اپنے دھکے پیٹھ کیل دیں اور ان کے کھڑکوں پر

وَالْأَيْدَاءِ - وَظَهَرَ مَا أَرَادَ اللَّهُ مِنَ الْإِبْتِلَاءِ - فَيَتَمَوَّجُ حِينَئِذٍ غَيْرُهُ وَاللَّهُ رَاحِمُهُ

اور جو ابتلا خدا کے ارادہ میں تھا وہ ہو چکا اور اس وقت خدا تعالیٰ کی رحمت ان کے دھکے پیٹھ کیل دیں اور ان کے کھڑکوں پر

مِنَ السَّمَاءِ - وَيُطْلِعُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَيَجِدُهُمْ مِنَ الْمَظْلُومِينَ - دِرْزِي أَنَّهُمْ ظَلَمُوا

ایسے جو زمین پر ہیں اور خدا ان کی طرف دیکھتا ہے اور ان کو ظلم پاتا ہے اور ان کے کھڑکوں پر

وَسَبُّوا وَشَقُّوا وَكَفَرُوا مِنْ غَيْرِ حَقٍّ دَاوُدَ وَمِنْ آيَةِ الظَّالِمِينَ - فَيَقْوَمُ

اور انہیں کھنکھاتے ہوئے کریں اور انہیں اپنے دھکے پیٹھ کیل دیں اور ان کے کھڑکوں پر

لِيَتِمَّ لَهُمْ سُنَّتُهُ - وَيُرِيمُ رَحْمَتَهُ - وَيُؤَيِّدُ عِبَادَةَ الصَّالِحِينَ - فَيُلْقِي فِي قُلُوبِهِمْ

جو تکمیل پانے لگا ان کے لئے نبی مبعوث کرے اور ان کی رحمت کو دکھائے اور انہیں اپنے دھکے پیٹھ کیل دیں اور ان کے کھڑکوں پر

لِيَقْبَلُوا عَلَى اللَّهِ كُلَّ الْإِقْبَالِ - وَيَتَضَرَّعُوا فِي حَضْرَتِهِ فِي الْغَدِّ وَالْإِصْبَالِ - وَ

تاکہ ان کو ہر طرف سے قبول کرے اور ان کی تضرع میں تضرع کریں اور ان کے کھڑکوں پر

كَذَلِكَ جَرَتْ سُنَّتُهُ فِي الْمُقْرَبِينَ الْمَظْلُومِينَ - فَتَكُونُ لَهُمُ الدَّوْلَةُ

ایسی طرح ان کی سنت ان کے مقربین کی نسبت جاری ہے اور ان کے کھڑکوں پر

وَالنَّصْرَةُ فِي آخِرِ الْأَمْرِ - وَيَجْعَلُ اللَّهُ أَعْدَاءَهُمْ طَعْمَةَ الْأَسَدِ وَالْفَرَسِ - وَكَذَلِكَ

لئے ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ ان کے دشمنوں کو شیروں اور گھوڑوں کی غذا کر دیتا ہے اور ان کے کھڑکوں پر

جَرَتْ سُنَّتُهُ لِلْمُخْلِصِينَ - أَنَّهُمْ لَا يُضَاعُونَ - وَيُبَادِرُونَ - وَالْحَقُّ قَرُونَ - وَيَكْرُمُونَ

مخلصوں میں سنت اللہ جاری ہے وہ ضائع نہیں کئے جاتے اور بدلتے ہوئے جاتے ہیں اور حق قرونوں کی طرح

وَيُجَادُونَ - وَلَا يُسَبِّتُونَ - وَسَيَعَى الرِّجَالُ إِلَيْهِمْ وَلَا يَتْرَكُونَ - يُدْخِلُونَ فِي النَّارِ -

اور تشریف کو جائیں اور ہر گونہ نہیں چھوڑیں گے اور لوگ انکی طرف دوڑتے ہیں اور چھوڑ نہیں جاتے آگ میں داخل کئے جاتے ہیں

وَلَكِنَّ اللَّاتِبَارَ - وَيُوجَلُونَ فِي اللَّجَّةِ - وَلَكِنَّ اللَّضِيعَةَ - بَلَّ اللَّهُ يَظْهَرُ أَنْوَارُهُمْ

مگر نہ ہلاک کر نیکی لے اور دنیا میں داخل کئے جاتے ہیں مگر نہ ہلاک کر نیکی لے بلکہ ابتلا کبوت خدا تعالیٰ لکھے

عِنْدَ الْإِتْلَاءِ - ثُمَّ يَهْلِكُ أَعْدَاؤُهُمْ بِأَنْوَاعِ الْحَزَاءِ - فَيَتَبَرَّزُ فِي سَاعَةِ - مَا

نور و بخ کو ظاہر فرماتا ہے پھر انکے دشمنوں کو تمام قسم کی رسوائی سے ہلاک کرنا ہے پس ایک عین میں تمام عمارتوں کو تباہ کر دیتا

عَلَا فِي مَدَّةٍ - وَيَبْرَهُمْ مَا قَالُوا - وَيَزْهَبُ عَمَّا فَعَلُوا - وَيَفْعَلُ لَهُمْ أَعْمَالًا

ہے جو ایک برس بنائی گئی تھی جس میں تم کو تو سن انکے بری کرتا ہے اور انکے بہتا تو سنے انکو منترہ کرتا ہے اور انکے لئے وہ کام کرنا ہے کہ

يُخَيِّرُ الْخَلْقَ بَرًّا وَتَهْمًا - وَيُزِيلُ أُمُورًا يَتَزَعِزَعُ الْقُلُوبُ بِهَيْبَتِهَا - وَبِرِّي كُلِّ أَمْرٍ

انکے دیکھنے سے خلقت حیران رہ جاتی ہے اور وہ امور نازل کرتا ہے جسکی ہیبت دل کانپ جائیں اور ہر ایک امر میں نیک

كَالْصُّلِّ الْمُهَيَّبِ - وَيَقْلِبُ أُمُورَ الْعَدَاوِلِ الْقَلِيلِ - وَبِرِّي الظَّالِمِينَ أُنْهَمُ

عمل کبسا متحد ظاہر فرماتا ہے اور دشمنوں کے کاروبار کو بالکل الٹا دیتا ہے اور ظالموں کو توبہ کھاتا ہے کہ

كَأَنَّهُمْ كَاذِبِينَ - وَيُؤَيِّدُ بَتَائِدَاتٍ مُتَوَاتِرَةٍ - وَأَمْدَادَ أَمْثَالِهِ مُشْكَاثَةً - وَيُجَرِّدُ سَيْفَهُ عَنِ الْحِجْرِ

دو چھوٹے تھے اور متواتر نایدو کے ساتھ اور اپنے دشمنوں کو دلوں کا شکار کرتا ہے اور ہر ایک کو اپنے تلوار کا گھیرتا ہے

فَاعْمَلْ إِنَّهُ هُوَ أَرْسَلَنِي عِنْدَ فَسَادِ الدِّيَارِ - وَإِنَّهُ هُوَ رَبُّ هَذِهِ

پس جانو کہ اسنے فساد زمانہ کی وقت مجھے بھیجا ہے اور وہی اس گھر کا مالک

الدَّارِ - وَإِنَّهُ سَيَنْصُرُنِي وَيُبْرِئُنِي مِنْ تَمَمِ الشَّرِّ - فَاحْفَظْ قَصَّتِي الَّتِي فِي

ہے اور وہ غمگین میری مدد کرے گا اور میری تمام بدیوں کو مجھے بری کر دے گا میں اس قسم کو یاد رکھ کہ جو سب

أَحْسَنُ الْقَصَصِ - وَذَقْ مَا نَذِيقُكَ وَلَوْ مَجْرَعًا بِالْعَصَصِ - أَزْعَمَتِ أُنِي

خداوند بہتر ہے اور کچھ جو کچھ ہم تجھے دکھاتے ہیں اگرچہ خدا کے گھوٹ گیا ساتھ کیا تو نے یہ گمان کیا

أَكِيدُ كَيْدًا لِلدُّنْيَا أَلَدْنِيَّةٍ - وَأَصِيدُ صَيْدًا لِلْأَهْوَاءِ النَّفْسَانِيَّةِ - إِنَّمَا الْبَهْلُولُ

ہے کہ میں ناخوش دنیا کیلئے تریب کر رہا ہوں یا میں نفسانی خواہشوں کے لئے شکار کھیل رہا ہوں یہ سب بے جا بول تو نے یہ

هَذَا قِيَاسٌ قِيسَتْ عَلَى نَفْسِكَ الْإِمَارَةَ - فَانْكَ مِنْ قَوْمٍ لَا يَعْلَمُونَ حَقِيقَةَ

قیاس اپنے نفس پر کیا ہے کیونکہ تو اس قوم میں سے ہے کہ جو پاکیزگی کی حقیقت

الطهارة - ويلعنون قوماً مطهرين - ايها الغوى انا لا نبتغي المشيخة والعلاج

کو میں جانتے اور پاکو نہ لعنت دیجئے ہیں اس گمراہ ہم : کنی اور بزرگ کر نہیں چاہتے

ولا اشارة والاستعلاء - ولا نميل الى الترفه والانشام - ولا نطلب ما طاب

اور ہم مسرتی اور لذتی کے خواہاں ہیں اور ہم آسائش اور سرت کی اب کھتے ہیں اور ہم اچھے کھاتے

وراق من الطعام - ونجد في نفسنا اذواق حب الرحمان - وسكر افاق

مانگتے ہیں اور ہم اپنے دل میں محبت رحمان کا ذوق پاتے ہیں اور وہ نشا جو شراب

صهبااء الدنان - فلا نريد اراثك منقوشة - ولا طافس مفروشة - ۱۰

سے رُھکر ہے سو ہم تخت منقش نہیں چاہتے اور نہ فرش جو بچھاتے ہیں طلب کرتے ہیں

نريد الاوجه المحبوب - فالحمد لله على ما اوصلنا الى اللطيف

ہم صرف اُسے محبوب چاہتے ہیں پس خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں مطلوب تک پہنچایا

وارانا ما تغيب من عين العالمين -

اور ہم کو وہ دکھلایا جو دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ تھا۔

والعجب كل العجب ان عبد الحق الغزنوي ليسبني منذ خمس

اور تا ستر تہجیب یہ کہ عبد الحق غزنوی میری سب سے مجھے گالیوں نکال رہا ہے

سنين - ولا يباحثني كالمصالحين المتقين - ولا يتقى الله بعد رويت الآيات -

اور صلحاء کی طرح مباحث نہیں کرتا اور نشانوں کے دیکھنے کے بعد خدا سے نہیں

ويبتغي عن الافتراءات - وسلك مسلك الظالمين - واني صبرت على

دعا اور افتراءوں سے باز نہیں آتا اور ظالموں کے طریق چلایا اور بت اس کی باتوں پر

مقاومة - واعرضت عن جهالة - حتى غلاني السب والشتم

سہر کیا اور اُس کے جاہلیت سے اعراض کیا یہاں تک کہ سب سے لالی اور توہین میں غلو کیا

والتوهين - وسماني باسماء الفاسقين - واشاع اشتهارات - وادى

اور فاسقوں کے ناموں کے ساتھ مجھے پکارا اور اشتهارات شائع کئے اور جاہلیت

جهالة - وكان من المعتدين - فرشينا ان نود عليه وقومه وكسرت

دکھلائی اور تجاؤز کرنا لوگوں سے تھا پس ہم نے منار ب دیکھا کہ اس کا اور کسی قوم کا دل نہیں اور

نفوسہم الامارات - ونذ یقیمہ جزاء السبعیۃ وسوء الجذبات - واما

اے نفوس امارہ کو توڑیں اور اسکو زندگی اور بد جذباتوں کی سزا چکھائیں اور تمام

الاعمال بالنیات - وان الله یعلم ما فی القلوب ویعلم ما فی الارض والسموات -

کام نیتوں کے ساتھ ہیں اور خدا تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ دلوں میں ہے اور جانتا ہے جو کچھ زمین و آسمان میں ہے

وانا استسنا کل ما قلنا علی تقویٰ و دیانۃ - وصدق وامانۃ - واجتنبنا

اور ہم نے ہر ایک امر کی تقویٰ اور دیانت پر دنیا و دُعا کی ہے اور ہم نے ہر گنہگار کو

الرفث وفضول الہذر - وکل شجرة تعرف من الثمر - ونستکنی بیت الناس

سے پرہیز کی ہے اور ہر ایک درخت سے پہچاننا جانتا ہے اور ہم اس علم میں ہر گنہگار

الاہتتان - ہذا الوسواس الخناس - ونعلم بعلم الیقین - انہ لیس بذاتہ مبد

خدا تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اور ہم یقین علم سے جانتے ہیں کہ وہ ہر احوال سے

ہذا السب والتوہین - بل علمہ ابلیس آخر من الغزویین - ولا رب انہم

اور توہین کا موجب نہیں بلکہ اسکو غزویوں میں سے ایک اور شیطان سمجھا جائے اور کچھ لوگ نہیں

ہر احوال الموحیۃ الفتنتہ - ومنبت شعبتہ - وجرموثة شذبتہ - وخطب

ہر لوگ اپنے فتنے کے موجب ہیں اور اسکی شاخ کے منبت اور اسکی شاخ کی جڑیں اور اسکی شاخ

تلہب جذوتہ - ومحرك عومرتہ - یذكرون النعین عند المقال -

کے اشتعال سے پیرم ہیں اور اسکی آواز اور نیا کے موجب بات کے وقت ہوتوں کا ذکر کرتے ہیں

کانہم یقینون ضرب النعال - ویتضاغی راسہم لیدق بالخذیۃ الثقال -

گویا وہ ہوتوں کے خواہشمند ہیں اور ان کا سر فریاد کر رہا ہے تاکہ نعلوں کے ساتھ گرفتار کیا جائے

وما قام عبد الحق هذا المقادیر الشاین - الا بعد ما اروع صفاتی کشاین - فویل

اور عبد الحق اس پر کھڑا نہیں ہوا مگر بعد اس کے کہ ہر صفات اسکو ان لوگوں کے مناسبات کی طرح

لہم الی یوم القیامۃ - ماسلکوا کا یہم طرق السلامة - وتروا سبل الصلاح

دیکھائیں ہیں قیامت تک نہ روایا ہے کہ انہوں نے اسے اپنی طرح سلامتی کے طریق کی بروسی نہیں کی اور صلاحیت

معتمدین - وانہم ما استسروا عن حیل الا حیان - واعلم انہم ہم المفسدون

کو چھوڑ دیا اور وہ کبھی بچنے چھپنے نہیں اور میں جانتا ہوں کہ وہی مفسد اور ظلم کے

وأمة العدوان - بيد انى كنت اظن انهم يتعلقون باهداب صالح -

امام مین گرسن یہ خیال کرتا تھا کہ وہ لوگ ایک صالح کے دامن سے وابستہ ہیں

ويعسبون من ولده مع كونهم كمثل طالع - فدرت السيتا بالحسن

اور اسکی اولاد میں سے شمار کئے جاتے ہیں باوجود کہ وہ ایک صالح کی طرح ہیں پس بنے بدی کی کیسیاتھ بدل دیا

ونافست في المصافات - وكنت اصبر على ما اذوني بالجور والجفاء

اور دوستی میں رعبت کی اور میں انکے جور و جبار صبر کرتا رہا

وارجو انهم ينيهون من الغلواء - حتى اذ ابلغ شرهم الى الانقضاء - وانقضاء

اور افسوس کھا تھا کہ وہ اپنے تہاؤں سے باز آجائیگے - یہاں تک کہ جب انکی شر کمال تک پہنچ گئی اور جو اس سے

من النباح والعواء - فعرفت انهم المردودون المخذولون - والاشقياء المحرمون

باز آئے پس میں جان لیا کہ وہ مردود اور مخذول ہیں اور بد بخت اور محروم ہیں

فهناك اردت ان استقل غربهم - ونذيقهم حرهم - ولا تجاوز في قولنا

پس اسوقت میں نے ارادہ کیا کہ انکی تیزی کو دور کروں اور انکی لڑائی کا مزہ انھیں کھاؤں - اور ہم اپنی باتیں دیت

حد اليانة - بل نرد اليهم كلما تم كرد الامانة - ايها الغوي المستقي

سے انکے قدم نہیں رکھتے بلکہ ہم انکے کلمات امانت کی طرح انکی طرف رد کرتے ہیں ایگر اہ عبد الجبار نام

بعبد الجبار - لم لا تخشى قهر القهار - انتكبر بلحمية كثة - ادمشيمة

تو خدا کے قہر سے کیوں نہیں ڈرتا کیا تو گھن دار دلاڑھی کیسیاتھ بگڑتا ہے یا تیرا شیخ

مجتنة - استحق نفسك كالنساء - وتغري علي نالجروك الايذاء - اليستسنى

پناہ نہ لے گیا تو اپنے تئیں عورت کی طرح چھپاتا ہے اور اپنے جرو کو ہمارے چھوڑتا ہے کیا اس مکر

الناس بهذه الكيد شائنك - اوبستغزون عرفانك - كلابل هو سبب

کیسیاتھ لوگ تیری شان بلند خیال کر گئے - یا تیری معرفت بہت خیال کی جاگئی ہرگز نہیں بلکہ تیری

لهوائك - وعلة موجبة لخسرانك - تحسب نفسك من اخاء الصالحين

ذلت کا موجب ہے اور تیرے خیران کا سبب ہے اپنے تئیں تو بہت نیک آدمیوں میں خیال کرتا ہے

وتسلك مسلك الاستقياء والسفهاء - تعيش عيشة الفاسقين - ثم ترجو

اور تیرے بھون کے طریق پر چلتا ہے فاسقوں کی طرح تو زندگی بسر کرتا ہے پھر اندر دکھتا ہے



۱۸ تَعَدُّ مِنَ الصَّالِحِينَ - وَاِذَا زُرِعَتْ حَبُّ السَّمِّ الْمُبِيدِ - مِنَ الْغِبَاوَةِ

کرنیک بختوں سے شمار کیا جائے اور ہر گاہ کہ نونے زہر کے بیج کو بویا پس یہ سیو فونی ہے

۱۹ اَنْ تَطْعَمَ اجْتِنَاءَ الْقَمْرِ الْمَفِيدِ - اَنْ تَنْظُرَ نَظْرَةً فِيْ اَعْمَالِكَ - وَلَا تَهْلِكَ نَفْسُكَ

کہ تو مفید چھل چسنے کی امید رکھے اپنے اعمال کو ذرہ دیکھ اور بڑے کاموں سے اپنے نہیں ہلاک

۲۰ لِبَسْوَعٍ اَفْعَالِكَ - اِيَّهَا الْغَوِيُّ الْوَقْتُ وَقْتُ التَّوْبَةِ - لَا اَوَانَ الْجَدَالَ

مست کر اے گمراہ یہ وقت توبہ کا وقت ہے نہ جگ اور ضرورت کا

وَالْخُصُومَةُ - وَقَدْ تَجَلَّى رَبُّنَا لِيُظْهِرَ دِينَ عَلٰى الْاَدْيَانِ - وَقَدْ اَشْرَقَتْ شَمْسُ

وقت اور ہمارے رب نے تجلی کی ہے اپنے دین کو دوسرے دینوں پر غالب کرے اور خدا کا سورج

اللّٰهُ لَا زَالَةَ ظُلَامِ الْعَدُوَانِ - فَاَلَا نَنْظُرُ اَللّٰهُ اِلٰى كُلِّ مَكْذِبٍ بَعِيْنٍ غَضِبِ

انہی کے دور کر نیچے ٹپک اٹھا ہے پس اس وقت خدا تعالیٰ ہر ایک مذب کی طرف غضب کی نظر سے دیکھ رہا ہے

فَكَيْفَ تَظُنُّ نَفْسُكَ مِنْ اَهْلِ الصَّلَاحِ وَالْتَقْوٰى - صَدْعًا بِالْكُ - وَ

پس کیونکر تو اپنے تئیں اہل صلاح میں سے خیال کرتا ہے تیرا دل ڈنگ پڑ گیا اور

اِرْدَاكَ اَعْمَالُكَ وَمَالُكَ - حَتّٰى اِحَالَتْ مَخَوْتُكَ حَلِيَّتَكَ - وَغَيَّرَتْ عَذْرَةَ

تیرے عملوں اور تیرے مال نے تجھے ہلاک کیا یہاں تک کہ تیرے معجزے تیری شکل کو بدل ڈالا اور تیری ہٹنی

بِاطْنِكَ صَوْرَتَكَ - فَمَنْ اَمَعْنَ اَنْ تَنْظُرَ فِيْ وَشْمِكَ - وَسَرَّحَ الطَّرْفَ فِيْ

پلیدی نے تیری صورت کو مغیر کر دیا - پس جس نے تیرے نقش و نگار کو امعان نظر سے دیکھا اور تیرے چہرے کی نقیشت

مَيْسَمًا - عَرَفَ اَنْتَكَ كَالسَّرْحَانِ - لَا مِنْ نُّوعِ الْاِنْسَانِ - وَمِنْ اَلْاَشْرَادِ

کیلئے اٹھ کھڑا وہ جان لیگا کہ تو ایک بھیڑیا ہے نہ انسان کی قسم اور شریروں میں سے ہے

لَا مِنْ الصَّالِحِيْنَ اَلْاَخْيَارِ - فَاَقِ اَللّٰهُ وَلَا تَكُنْ مِنَ الظَّالِمِيْنَ -

نہ نیکوں اور صالحوں میں سے پس خدا سے خوف کر اور ظالموں میں سے نہ ہو۔

۲۱ اَنْظُرْ مَا هَذِهِ الْمَسْلَاكُ الَّذِي سَلَكَتِ - وَاَقِ فَاَنْتَ هَلَكْتَ هَلَكْتَ

دیکھ یہ کیا طریق ہے جو تو نے اختیار کیا اور ذکر کہ تو ہلاک ہو گیا

اَوْ قِيْتُ اَلْاَلْمِيَا فَمَا شَلَّيْتُ - وَذَكَّرْتُ فَمَا تَذَكَّرْتُ - تَبِ اِيَّهَا الْغَوِيُّ اَللّٰمُ

تجھے دنیا دی گئی پس تو نے شکر نہیں کیا اور تجھے یاد دلایا گیا پس تو نے یاد نہیں کیا۔ توبہ کر اور گمراہ۔



وقد شئخ واستشن الاليم - وقرب ان يتاود القويہ وحان الوقت

اور قوی ہو گا اور انا ہو گیا اور وقت نزدیک کیا کریں جو بھی ہوگا اور وقت جاری

الوہیم - ما لک لا تعذرنا صیتک لرب العباد - ولا ترک طرق الخبث

تو کہہ گئے کیا سبب ہے کہ میں نے خدا تعالیٰ کیلئے نہیں بھلے اور خبیث اور فساد کے طریقوں کو

واللہ - لا اؤمن به و ان المعاد - او تکر وجہ اللہ القادر علی الامم

تو کہہ گئے کہ میں اسے نہیں ایمان دیتا اور خدا تعالیٰ سے وجود ایمان میں رہتا ہوں اور وہ پورا ہے

والايجاد - فانه لم یفسد اذ قبل ان تاكلک الدوح - ويحييہ الاجل الموعود

کے لئے تو یہ ہے کہ میں نے اسے جو بچھو کر تھے بھلے اور موت آجائے اپنے نفس کی اصلاح کر

وباد لما یحیہ من بعد الماں - قبل ان یأخذک الوبال - وحیث یصل بالتوبۃ

اور ان چیزوں کے حصول کیلئے جلدی کر جس سے انجام پھلے ہوگا تو قبل اس کے جو بچھو دیا جائے اور تو یہ بکھڑے

فیل ان تضر عظمک فی التربة - فان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین

جلدی کر قبل اس کے جو توبہ کی بات ہے اور یہ ہے جو توبہ اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی دھو دینے والوں کو دوست

وانما الوصلۃ الی الرحمان - التقویٰ وتطہیر الجنان - فان اللہ وانکر من المجترین

رکھتا ہے اور اللہ کی طرف سے وہی ہے جو تقویٰ اور دل کا پاک کرنا پس خدا سے ڈرا اور دیرینہ سنت ہو

ثم یرجع الی عبد الحق - الذی تکبر و وثب کالبت - فاعلم

پھر مگر عبد الحق کی طرف رجوع کرتے ہیں جس نے تکبر کیا اور پکڑ لیا کہ وہاں ہے

یاعدوا الصالحین - ومکفر المومنین - انک اذیتنی - فقال لما لک اللہ

عدو صالحین اور مومنوں کے کافر کہنے والے تجھ کو معلوم ہو تو نے مجھے دکھ دیا پس نہ اٹھ ہاک

کیف اذیتنی - وعادیتنی - فتبأ لک لما عادیتنی - اما کنت من

کے تو نے یہ کیا دکھ دیا اور تو نے مجھے دشمن کی پس خدا تجھے تباہ کرے تو نے یہ کیوں دشمنی کی کہ میں نہ کہ تو

المهللین المسلمین - اما کنت من المصلین الصالحین - فكيف

اور مسلمان نہیں تھا کیا تو نے ان پر ہتھیے والوں اور روزگار کنٹ والوں سے نہیں تھا پس تو نے اہل

کفرتنی قبل تفتیش الاحوال - وانحت دم الصدق باباطیل المقال

حققت کی تفتیش سے پہلے کفر مجھے کافر ٹھہرا دیا اور باطل باتوں کے ساتھ تو نے سچائی کا خون کیا

وعزوت فتم المباهلة الى نفسك الامارة - مع ان الله اذ لك واراك

اور نو نے فتح مباہلہ کو اپنی طرف منسوب کیا  
اودو داس بائیکے کہ خدا نے مجھے ذلیل کیا

سوء العاقبة - وكان مرام دعائك للمتهالك - ان يجعلني الله كالمالك

اور بد انتہام مجھے دکھلایا۔ اور تیری بہت بہت دعا کا یہ منشاء تھا کہ خدا مجھے مرنیوالے کی طرح کرے۔

فسود الله وجهك واسلمك الى الحدة الذلة - واذا خالك في جدث اضيقت

پس خدا نے تیرا مونہ کالا کیا اور ذلت کی قبر میں تجھ کو سونپا اور ایسی قبر میں تجھ کو داخل کیا جو سونپنے کے

من سم الابرة - واكرمني اكراما كثير ابعده المباهلة - واخرني و

نار سے تنگ کرتی اور بعد مباہلہ مجھے بہت بزرگی بخشی اور قہا قسم کی

تخصني بانواع النعمة - حتى ما انقطع آثارها الى هذا الوقت من الحضرة

نعمت سے مجھے خاص کیا یہاں تک کہ اس وقت تک اسکے آثار منقطع نہیں ہوئے

وان فيها الايات للمتوسمين - وانت ربيت كل ربيع وعلائي - ثم

اور اس میں خور کر بنو الون کیلئے نشان ہیں۔ اور تو نے میری تمام بلندی کو دیکھا پھر چاکو

انتصبت بترك الحياء بسببي وازرائي - وكيف نامن حصاة

ترک کر کے میری بدگوئی میں تو مشغول ہو گیا۔ اور ہم بدکار و بچی زبان سے کیونکر سخاوت

السن الفجار - وما نجا الرسل كلمه من كلمه اللئام الكفار - ولكن

باسکین اور کسی رسول نے لیہو کو کلمہ نہ سناتے تھے پائی

عليك ان تعني مني ان غوائل كلامك عليك - وان راسك تلتين

واجب ہو کہ میری یہ بات یاد رکھے کہ تیری کلام کے آفات تجھ میں ہیں اور تیرا سر تیرے ہی ہوتے تھے ساتھ نرم

بنعليك - وما ظلمتنا ولكن ظلمت نفسك يا جاهل الجاهلين -

کیا جائیگا اور تو نے ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ اپنے نفس پر ظلم کیا

ايها الجاهل تحارب رقب ولا تخشاه - وتختار الفسق ولا

ای جاہل تو اپنے رب سے لڑائی کرتا ہے اور نہیں ڈرتا اور بدکاری کو اختیار کرتا ہے اور

تتعاملا - كلما تواضعت استلبرت - وكلما اكرمت حقرت -

نہیں پرہیز کرتا۔ جبکہ میں نے تواضع کی تو نے تلبر کیا اور جبکہ میں نے تیری بندگی کی تو نے حقیر کی

وما كان هذا الا لضيق ربك - وقساوة زرعك - ثم كان قدر الله

اور بہ - بیری تگدلی اور سختی کی سبب سے ہوا ہمدرد کی تقدیر یہ تھی کہ تو

فیث افضا حث - فما اخترت طريقا كان فيه صلاحك - وما قصرت

سوا ہوا پس تو نے کوئی طریق صلاحیت کا اختیار نہ کیا اور تو نے کوئی

عن السب والایذاء - وادیته فیبلغت الامر الى الانتهاء - والآن

وقتیکہ گالی اور اندھا کاٹھا نہیں رہا تھا اور دست نہیں لگا دیا بس ادا کو انتہا تک پہنچا دیا اور اب میں نے

اكتب جواب اعتراضاتك - ليعلم الناس تعصياك وجهلائك -

اعراضات کا جواب لکھا ہوں تاکہ لوگ تیری جاہلیت پر اطلاع پاویں۔

ولتستبين سبيل المجرمين -

اور تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے۔

فمنها ما هذيت في قصة آثم - وترك الحياء واخترت

پس ایک ۱۰۱ اعتراض ہے جو تو نے قصہ آثم میں بکواس کیا - اور جو کہ ترک کر کے جھوٹا بنڈھا

الافك الاعظم - وقد علمت ان آثم قدمات - وتم فيه نباء

۴ اور تو جا رہا ہے کہ آثم مر گیا اور اس میں خدا کی خبر دہی

الله فلتحى الاموات - وصدق الله فيه قولي واخزى القداة - فلتعض

ہوئی اور وہ مردوں کو چاٹا اور خدا نے اس میں میرے قول کو سچا کیا اور کدہ چھینی کو رسوا کیا پس اندھو کی

عينك كالعين - واما ما تكلمت في موته بعد الميعاد - فهذا حقت

طرح آنکھیں بند کر اور جو کہہ تو نے - لگے کہ وہ ہے کہ وہ میعاد کے بعد فوت ہوا ہے پس یہ تیری حماقت

يا قضاة العناد - زها الجبول كان موت آثم مشروطا بعد الرجوع -

ہے اے کلب العناد - اس نادان آثم کی موت عدم رجوع کے ساتھ مشروط تھی

وقد ثبت انه خاف في الميعاد وزجج اوراقه بالخوف والخشوع - فلما انقضى

اور ثابت ہو گیا کہ وہ میعاد میں ڈرنا دبا اور اپنے وقت کو بخوف میں گزرا پس جیکہ اسکی

ميعاده وحاد الى سيرة الانكار - اخذ نكال الله ومات في سبعة اشهر

میعاد گذر گئی اور اسے حصلت انکار کی طرف رجوع کیا پس خدا کے عذاب نے اسکو پکڑا اور آخری اشتہار سے

من آخر الاستقار۔ و مکر النصاری۔ مکر کُبارا۔ و استقار و اخلاف

سات مہینہ بن مرگیا اور نصاری نے بڑا کر کیا اور خلافت اس امر کے منہ

ما وارا۔ و اما آتم فماتالی و ما بارا۔ و قد کان ذکر مکر ہم فی البراہین۔

کما جو آتم نے چھوڑا مگر آتم نے نہ قسم کھائی اور نہ مدافعت کیا۔ اور نصاری کے مکر کا ذکر براہین میں موجود ہے

و کان فیہا ذکر قسٹہم المتطائر۔ و بیان فریتہم المتسوجة قبل ظهور

اور اس میں اس فتنہ اڑنیوالے کا ذکر تھا اور اس باہم یافتہ جھوٹ کا قبل از واقعہ بیان تھا

ذالک الواقعة۔ فانظر الی دقائق علم اللہ الخیر۔ و حکم اللہ اللطیف

پس خدا تعالیٰ کے دقائق علم پر نظر ڈال اور اس فہم اور لطیف کی حکمتوں

القدیر۔ و لا تہذکامستعجلین۔ الا تری الی شرطیۃ کانت فی بناء آتم۔

کو دیکھ اور سہلہ از کوئی طرح بکواس مت کر کما نو اس شرط کی طرف ہمیں دیکھتا جو آتم کی پیشگوئیں تھیں

واللہ حتی ان یوفی شرطہ لہ یقیم فاقم اللہ واجتنب لہما تا اعظم۔ ۲ لا

اور خدا سب سے زیادہ یقین رکھتا ہے کہ اپنی شرط کو پوری کرے گا اور اس خدا سے بڑھ کر کما نو

تنزل نفسک عن نقض الشرائط یا عدا و الخیار۔ فکیف لاتنزہ

اپنے نفس کو شرط انکسار کے توڑنے سے پاک ہمیں سمجھا پس کس طرح اس سے متبرک

الستوح القدوس عن ثلاث الاقدار۔ و تعلم ان آتم ما نقوہ بلفظۃ

قدوس کو ان پلیدیوں سے ملوث کرتا ہے اور تو جانتا ہے کہ ایام مبعاد میں آتم کوئی بات

فی ایام المیعاد۔ و ترک سیرتہ الاولى و اظهر ذرۃ من العناد۔ بل

ربان پر ہمیں لایا اور پہلی سیرت کو اسنے چھوڑ دیا اور ایک ذرہ عناد ظاہر کیا بلکہ

اظهر رجوعہ من الاقوال و الافعال۔ و الحركات و المسکنات و الاحوال۔

اپنے رجوع کو اقوال اور افعال اور حرکات اور مسکنات اور حالات سے ظاہر کیا۔

و اثبت ما ادعی من صول الحیۃ۔ و غیرہا من البہتانات الواہیۃ۔

اور ثابت کیا جو وہ دعوے کرتا تھا کہ وہ حیات کو کوہ ثابت کر سکا

و اتالی۔ بل عرض دوش۔ و شہد قوم من الاستہاد۔ انہ انفذ ایام المیعاد۔

اور قسم کھائی بلکہ گواہ کیا اور موضع پھیرا اور ایک مہینے کو اہوں میں گواہی دی کہ اسنے مبعاد کے دنوں کو

بالخوف والارتعاد۔ تم اذان کر بعد الاشرار المعينة۔ فلنخذ صول  
 خوف اور لذہ میں گذارنا پھر جب معین دنوں کے بعد منکر ہو گا پس اس کو مرض کے حملہ  
 المرضة۔ واوصله الموت الى التربة۔ فلو كان هذا الانتكار في الميعاد  
 نے پھر اور موت نے قبر تک اس کو پہنچایا پس اگر یہ انتکار ميعاد کے اندر ہوتا  
 لمات فيه بحکم رب العباد۔ وہاں کہ اللہ ان کا خذ مع خوف  
 تو آئیم ميعاد کے اندر ہی مرتا اور خدا تعالیٰ ایسا نہ تھا کہ باوجود اسکے کہ آئیم کی جان پر  
 استولى على مہجنتہ۔ ولا یبالی ما ذکر فی شریطتہ۔ انہ لا یخلف ما وعد  
 خوف غالب رہتا پھر بھی اس کو بکڑھ لیتا اور اپنے شرط کی کچھ پرواہ نہ رکھتا وہ اپنے وعدہ کے برخلاف نہیں  
 ولا یطوی مامد۔ وانہ لا یظلم الناس حق یظلموا القسم وانہ ارحم  
 کرتا اور جو کچھ کیا اس کو نہیں لپیٹا وہ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا جیسا کہ مخوف ظلم ذکرین  
 اور وہ  
 الراحمین۔

ارحم الراحمین ہے۔

وانکنت لانتہی من التذیب کالسام۔ وتظن ان الفتح  
 اور اگر تو تہذیب سے باز نہیں آتا اور خیال کرتا ہے کہ فتح  
 کان للنصارى الاسلام۔ فعلیک ان تقسم بالله  
 نصاریٰ کیلئے ہوئی نہ اسلام کیلئے پس تیرے پر لازم ہے کہ توجہات باری تعالیٰ کی قسم کھا جائے  
 ذی العزة۔ وتشہد حالفان الحق مع النصاری فی هذه القضية۔  
 اور قسم کھا کر کہے کہ اس مقدمہ میں حق نصاریٰ کے ساتھ ہے

وتدعو الله ان یضرب علیک ذلة وخزیا من السماء۔ ان کان الامر  
 اور خدا تعالیٰ سنہ دعا کرے کہ وہ آسمان سے تیرے پر ذلت کی مار نازل کرے اگر حقیقت امر  
 خلاف ذالك الادعاء۔ فان لم یضرب بعد ذالك هؤلاء وذلة  
 خلاف واقعہ ہو پس اگر بعد اسکے ایک برس تک یہ لوگ ذلت اور رسوائی نہ ہوئی  
 الى عام۔ فاقر بانی کاذب واحسبک کامام۔ وان لم تقسم  
 پس میں اقرار کروں گا کہ میں جھوٹا ہوں اور تم کو کامام کہیں جاؤں گا اور اگر تو قسم نہ کھائے

وَلَمَّا نَسَتْ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ يَا عَدُوَّ الْإِسْلَامِ - اِنَّكَ

اور نہ باز آئے پس تجھ پر لعنت اسے دشمن اسلام تو اپنے

تَرْيِدِ عِزَّتِكَ نَفْسِكَ لِحِزْنِ خَيْرِ الْأَنَامِ - وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّ النَّصَارَى

نفس کی عزت چاہتا ہے نہ عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کریہ جو تو نے ذکر کیا کہ نصاریٰ اور یہ

وَمِثْلِكَ مِنَ الْيَهُودِ - لَعَنُونِي فِي أَمْرَاتِهِمْ وَحَسْبُونِي كَالْمُرْدِ وَدَعَا لِعَلَمٍ

جیسے یہودیوں نے اہم کے مقدمہ میں میرے پر لعنت کی اور مرد و دیہا پس آئے

إِيَّاهُ الْمَسْخُوحُ أَنَّ الْحَكَمَ عَلَى الْخَوَاتِيمِ - وَكَذَلِكَ جَرَتْ عَادَةُ اللَّهِ

سخ شدہ سمجھ کر حکم خاتمہ پر ہوتا ہے اور اس طرح قدیم سے عادتہ جاری ہے

مِنَ الْقَدِيمِ - إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ وَأَصْفِيَاءَهُ يُوْذَنُونَ فِي أَبْنَاءِ الْحَالَاتِ -

یہ تحقیق اسکے اولیاء اور برگزیدہ اوائل میں ستائے جاتے ہیں

وَيُلْعَنُونَ وَيُكَفَرُونَ وَيُذَكَّرُونَ بِأَنْوَاعِ التَّحذِيرَاتِ - ثُمَّ يَقُومُ لَهُمْ

اور لعنت کئے جاتے ہیں اور کافر ٹھہرائے جاتے ہیں اور طرح طرح کی تحذیر کجائی ہے پھر ان کا رب انکے

رَبِّهِمْ فِي آخِرِ الْأَمْرِ - وَيَذَرُهُمْ مَّا قَالُوا وَيُخَيِّجُهُمْ مِنَ السَّنِ الْزَمَرِ - وَكَذَلِكَ

لئے کھڑا ہوا جاتا ہے اور انکو مخالفین کے قول سے بری کر دیتا ہے اور

يَفْعَلُ بِالْمُحْبُوبِينَ - أَمَا قُرِئْتَ أَنَّ الْعَاقِبَةَ لِلتَّقِيْنَ - فَالْفَرَحُ بِمَبْدِئِ الْأَمْرِ

اس طرح وہ محبوبوں کے کرتا ہے کیا تو نے نہیں پڑھا کہ انجام کا متیقن ہو کر ہے پس ابتداء حالات سے

مِنَ سَيْرِ الْفَاسِقِينَ - وَاللَّعْنَةُ الَّتِي تَرْسَلُ إِلَى أَهْلِ الْفَلَاحِ وَالسَّعَادَةِ -

خوشی کرنا بدکاروں کی رشتہ میں ہے - اور وہ لعنت جو اہل فلاح اور سعادت کی طرف بھیجی جاتی ہے

تَرَدُّدًا إِلَى الْإِعْزَازِ فَتُظْهِرُ فِيهِمْ آثَارَ اللَّعْنَةِ - فَلَا بُشَارَ لِمِثْلِ ذَلِكَ اللَّعْنِ

وہ لعنت کہ تکرار کی طرف واپس بھیجی جاتی ہے پس لعنت کی نشانیاں ظاہر ہو جاتی ہیں پس ایسی لعنتوں کے

تَذَامُنًا فِي الْآخِرَةِ - وَجَعَلَهُ أَمَارَةً الْفَتَمِ مِنْ أَمَارَاتِ الْحَقِّ وَالْمُسْأَفَةِ -

ساتھ خوش ہونا انجام کا تذکرہ اور اسکو فتح کی نشانیوں میں شمار دینا حق اور مسافہت کی نشانیوں میں ہے

بَلِ الْفَتْحُ فَتَحَ بِمَبْدِئِهِ اللَّهُ لِعِبَادِهِ لَا فِي مَالِ الْأَمْرِ وَالْعَاقِبَةِ - وَكَذَلِكَ

بلکہ فتح وہ فتح ہے جسکو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے انجام اور خاتمہ امور پر ظاہر فرماتا ہے اور اس طرح

الخزري خزري الخاتمة - ولا اعتبار لمبادئ الأمور - بل الحكم كله على

والی وہ ہے خواجہ کا رسوائی ہو اور مبادی امور کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ نام حکم کشتی کے احسام

آخر المصارعة - وعليه مدار العزة والذلة - والفتح والهزيمة - وكل

پرستہ اور سپر مدار عزت اور ذلت اور فتح اور شکست کا ہے اور ہر ایک

لعن لم يبن على الواقعة الصحيحة - فهو يراء على اللاحق وعذاب عليه

لعنت تکلی واعدہ صحیحہ پر بنا نہیں وہ لعنت کرتا ہوا ہے پر بلا اور دنیا اور آخرت میں

في الدنيا والخرة - والعاقلون يتدبرون الخاتمة والمآل - والسفيه

سپر عذاب ہے اور عقل مند لوگ خاتمہ اور انجام کو سوچتے ہیں اور نادان ابتداء

يفرح بمبادئ الأمور ويخدع بالجمال - فالظفران وتطلب أين

حالات سے خوش ہوتا ہے اور نادان کو دھوکہ دیتا ہے پس دیکھ اور ڈھونڈ کہ اس وقت

أتمعت الكبير - فلم يمت فإين ذهب إليها الشرير - وتعلم

آتم تیرا اچھا کہاں ہے اور اگر نہیں مرا تو اسے شہر کہاں گیا اور نوجوانہ

أن الله ذكر شرطاً في الهامه فرعا - فأخروا موت أتم لخوف

کہ خدا تعالیٰ نے ایک شرط اپنے الہام میں ذکر فرمائی پر اس کی رعایت کی اس کے لئے کہ آتم خدا کی موت

عرا - وأكمل شرطيناه ورفا - ثم أذا أتمرد اردها فقم ما قال ربنا و

میں تابعدار رہو اور اپنی شرط کو پورا کیا پھر جب آتم سرکشت ہو گیا تو اس کو لا گیا پس جاری رہا فرمودہ

فاح ردا - وأذل الله من كذب وأخرا - وحصل الحى وودرك

پورا ہو گیا اور اس کی خوشبو چھل گئی اور خدا نے کذب کو ذلیل کیا اور رسوا کیا اور حق ظاہر ہو گیا اور اس کو گھر مبارک

مغنا - فذلك شقوتك أن كنت ماترا -

کیا گیا پس یہ تیری بد قسمتی ہے اگر تو اس کو نہیں دیکھتا۔

يا قرد غزني أين أتم سل عشيرته

اے غزنی کے بندہ آتم کہاں اس کے قبیلے سے پہنچ

هل شتمنا قلنا من الرجز في الخصم

کیا اس دشمن میں ہمارے خدا کی بات پوری ہو گئی

کیا وہ مر گیا یا تو اس کو کے دو منویں زندہ ہوتا ہے

هل حان أوفى حينه شك لم تراب

کیا وہ مر گیا یا اس کے نہیں شک کرنا ایک کو شک ہے

أَنْتَ تَبْصُرُ بِهَا الْحُجُبُ مِنْ مَجْلٍ  
ای چھوٹے پیرل اگر تجھے کچھ نظر آتا ہے

قَدْ مَاتَ آمَامُهَا اللَّعَانُ مِنْ فُسُقٍ  
اے لعنت کریوالے آنحضرت مرگیا

أَنْظُرْ إِلَى بِنَاءِ مَجْلٍ الْآنَ كَذَّاءٍ  
اس چٹکائی کی طرف دیکھ جو آفتاب کی طرح پوری ہو گئی  
لِلصِّدْقِ فِيهِ أَرْبَابُ النَّبِيِّ أَرْجٍ  
اس پر گویا تین صدق کی ایک خوشبو ہے

عَيْنُ جَرَّتْ لِرِيَاضِ دِينِ اللَّهِ تَوْسَهُنَا  
بہ چشمہ دین کے باغ کیلئے روان ہوا ہے اُسکو

فَانْظُرْ إِلَى الشَّرْطِ الَّذِي أَلْقَيْتَ لَعْنَتَكَ  
پس پیشگوئی کے اس شرط کو دیکھ کہ تو نے لعنہ لگا دیا

أَخْسَأُ فَإِنَّ اللَّهَ صَدَقَنِي وَلِحَابِي  
دفع ہو کر خدا نے ہماری باتیں پوری کیں

أَرْدَى الْمُهَيْمِينَ عَجَلُ أَهْلِ الْوَيْدِ بَعْدَ ابْنِ  
خدا نے ہنود کے گوسا کو عذاب کس ساتھ ملا کر کیا

يُشْفِي الصَّدْرَ وَيُرِي قَلْبَ طَلَّابٍ  
سب کو بخوشی بخش ہے اور دکھ سے آپ کو رتی بہ

عَيْنُ الرِّجَالِ وَلَكِنْ كُنْتُ كَلَّابٍ  
مردوں کی آنکھ دیکھتی ہے مگر تو کونسی طرح تھا

ثُمَّ أَنْتَ تَجْعَلُ لَعْنَةَ الْخَلْقِ دَلِيلًا عَلَى سَخَطِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - فَفَكِّرْ فِي  
پھر اگر تو غلطی کی لعنت کو خدا کے غضب کی دلیل ٹھہراتا ہے

عَبْدُ اللَّهِ الَّذِي تَحْسِبُهُ مِنَ الصَّالِحِينَ - كَيْفَ انْصَبَّ عَلَيْهِ مَطَرُ الذَّلَّةِ -  
حالا میں سوچ چکے تو صلحاء میں سے ٹھکان کر رہا ہے

وَالْهَوَانِ وَاللَّعْنَةِ - وَكَيْفَ صَارَ ذَلِيلًا مُحَقَّرًا مِنْ أَيْدِي الْعُلَمَاءِ وَرِعَامَةِ  
اور کیونکر علماء کے ہاتھ سے ذلیل اور حقیر ہوا

الْبَرِيَّةِ - وَكَيْفَ أَخْرَجُوهُ مِنْ بِلَادِهِ كَالْكَفْرَةِ الْخَفَرَةِ - حَتَّى اشْتَدَّتْ عَلَيْهِ  
اور کیونکر اُسکو اس ملک میں سے کافر بنی طرح نکال دیا - یہاں تک کہ خوف اُس پر

الْأَهْوَالِ - وَصَفَرَتْ الرِّاحَةُ وَنُهِبَ الْمَالُ - وَاعْوَلَ الْعِيَالُ - وَعُدَّ بَ  
غالب ہوا اور ہاتھ خالی ہو گیا اور مال لوٹا گیا اور عیال فریاد کرنے لگا - اور ایسے عذاب

بِالْعَذَابِ الْمَوْقِعِ - وَدُقُّقٌ بِالْفَقْرِ الْمَوْقِعِ - وَطَالَمَا اخْتَذَى الْوَجْهَ - وَاقْتَضَى  
سے معذت کیا بنا جو اُسکو برا معلوم ہوتا تھا اور اس محتاج کی ساتھ پیسا گیا جو غری اور بوجہ کر نیوالی تھی - اور ایک وقت

الشَّيْبَ - وَاسْتَبْطَنَ الْحُجُبَ - وَكَذَلِكَ الْفَقْرُ عَمْرًا فِي الْكَرْبِ - وَانْتَابَ  
پیر گھساتے پھر ناک کے نیچے لپکتی تھا اور غم کھانا کی قدر تھی اور بھوک بڑھ رہی تھی اور اس پر حقیر ترین مگر نہاری - اور



النُّوب۔ ثم هاجر الى الهند فخذوا مملوًا۔ وعاش مطعونًا مملوًا۔

پئے درپن مصیبتیں دف گزاری کی۔ پھر ملک ہند بکھڑا اسحاقین ہجرت کی کہ نشانہ ملا متون کا تھا۔ اور مطعون اور مہرج

ما زال به قطوب الخطوب۔ وحرِب الكرب۔ ولعن اللاعنين۔ و

ہوئی حالیتیں زندگی گذری ہمیشہ حوادث سے ترش رو ہونا اسے نصیب تھا اور یہ قرار پانے لگا کہ یہ حقین اور لعنت کرنے والے

طعن الطاعنين۔ حتى تواترت المحن۔ وتكاثرت الفتن۔ واقرى الجمع۔

لعنت اور طعن کرنے والوں کا طعن یہاں تک کہ محنتیں تواتر ہوئیں اور فتنے بہت ہوئے اور جمع خالی ہو گیا

ونبا المرتع۔ وكن يد اس تحت هذه الشدة انه حتى فاجاه الموت۔ و

اور چراگاہ دور جا پڑی اور ان مصیبتوں کے نیچے کچا ہار ہا تھا کہ یک دفعہ اسکو موت آگئی اور

أخذ كالصائد القوت وأدخله في الزم الفلین۔ فأنهذك أكان من الصالحين ومن الفاسقين۔

شکاری کی طرح اسکو گرفتار کر لیا اور فانیوں میں اسکو داخل کر دیا۔ پس ترانہ گمان پر کیا وہ یک

فثبت أن لعن الفاسقين وأهل العدوان۔ لا يدل على سخط

تھا یا بدکار۔ یس ثابت ہوا کہ بدکاروں اور ظالموں کی لعنت خدا تعالیٰ کے غضب پر

الرحمان۔ وأیذا المفسدين وأهل الشرور۔ لا ينقص مراتب أهل العمل

دلائل نہیں کرتی اور مفسدوں کو کہ دنیا صاحب اعمال صالحہ کے مراتب کو کم نہیں کرتا۔

المبرور۔ بل يكون لهم وسيلة رحم حضرة الكبرياء۔ ووصلة الاجتناء

بلکہ انکی لعنت خدا تعالیٰ کے رحم کا وسیلہ ہو جاتی ہے اور برگزیدگی کا سبب

والاصطفاء۔ وكذا اللک بشرنی ربی فی تلك الفتنة۔ وإن شئت

بجانتی ہے اور اسی طرح اتم کے فتنہ میں مجھے یہ گزرنے بشارت دی اور اگر چاہے تو کتاب

فارجع الى البراهین الحميدة۔ وانظر كيف أخبر ربی فیها عن هذه

براہین حمیدہ کی طرف رجوع کر اور دیکھ کس طرح خدا نے اس میں اس قصہ کی خبر دی

القصة۔ وأبناء من نبأ أتم وفتن النصاری وبنو هذه الملة۔ وأخبر

اور اس پر شکوہ کیسے خبر دی جو اتم کے ایمان میں تھی اور نصاریٰ کے فتنوں اور اسلئے کہ یہ وہ مذہب ہے

أن النصاری یمكرون بك فی الزمئة الائمة۔ ویلحقون فتنة عظيمة

خبر دی۔ اور یہ خبر دی کہ نصاریٰ اپنے فساد میں تجھے ایک ٹکڑا کر دیں گے اور ایک فتنہ عظیمہ بہا کر دیں گے

ویكونون معهم علماء هذه الامة - فلهذه شهادة من الله قبل هذه

اور انہی کے ساتھ مولوی ہو جائیں گے پس اس واقعہ سے پہلے یہ ایک خدا کی گواہی ہے

الواقعة - فكل انتم تومنون بشهادات حضرة الغرة - وانلنت لا تترك

پس کیا تم خدا کی گواہیوں پر ایمان لاتے ہو؟ اور اگر تو اب بھی لعنت کا

الان ذكر اللعنة - ففكر في هذا البناء والنظر من لعنة الله فيه ومن

ذکر نہین چھوڑتا تو اس خبر میں فکر کر اور دیکھ کہ اس میں کس کو خدا نے ملعون ٹھہرایا اور

جعله مخرج الرحمة - وانظر الله كيف اخبر ان النصاري يمكن

کس کو مخرج رحمت ٹھہرایا اور دیکھ کہ اُس نے کس طرح خبر دی کہ نصاریٰ مکر کریں گے اور جھوٹ

ويأتون بالفرية - ثم يفتقر الله ويجعل الكثرة لاهل الحق بارادة الية الى افخرة

باندھیں گے پھر خدا فتح دے گا اور اہل حق کی نوبت لائے گا اور نشان واضح دکھائے گا

وينصر عبده ويحق الحق ويبطل الباطل بالصولة العظيمة - ويخزي قوما

اور اپنے بندہ کی مدد کریگا - اور باطل کو سحر عظیمہ سے نابود کریگا اور قوم کفار کو

كافرين - فلهذه الالباء التي كتبت في البراهين من الله العلام - كانت

سوا کریگا - پس یہ نبیرین جو براہین صحیحہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے لکھی گئیں ان دونوں

مكتوبة فيها هذه الايام - ليتم الله تجتته على الخواص والعوام - ولتستبين

کے لئے چھپی ہوئی تھیں - تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی حجت کو خواص اور عوام پر پوری کرے - اور

سبيل المحرمين - ايها المسارعون الى الحرب والخصام - والساعون

تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے - اے وہ لوگو جو جنگ جہد کی طرف دوڑتے ہو اور نور سے اندھیر

من النور الى الظلام - ما لكم تفكرون في الكلام - ولا تتقون قهرا الله

کی طرف دوڑنے والے ہو - تمہیں کیا ہو گیا کہ تم کلام میں تکر نہین کرتے اور خدا کے قہر سے

في الجلال والاکرام - انزلون في دنياكم ولا ترون وجه الجحام -

نہین دُور سے؟ کیا تم اپنی دنیا میں چھوڑ سے جاؤ گے اور موت کا موتہ نہین

اثرتم عيشة الخيرة الدنيا - ونسيتكم يوالاكام والعقبى - تو بوا تو بوا

دیکھو گے یہ کیا تمہیں اس دنیا کی زندگی کو قبول کر لیا - یا پاؤ اس کے دل اور عاقبت کو کہتے بھلا دیا - توبہ کرو اور

إلى الله ارجعوا - فانه لا يثبت قوما فاسقين -

خدا کی طرف رجوع لاؤ کیونکہ وہ فاسقوں کو دوست نہیں رکھتا۔

وما اذعيت يا من اضاع الدين - انك قلت اني انا ضل في

اور اے دین نے نیل کر لیا اس لیے دعوت میں ایک یہ کہ تو نے کہا ہے کہ میں عربی

العربية كالمجاليين - واسملي كالادباء الماهرين - واكون من الغالين -

میں پیسے گو گو کوئی طرح مقابلہ کروں گا - اور ماہر ادیبوں کی طرح لکھوں گا - اور غالب رہوں گا

ويحك يا مسلمين - لم تحزوني اسمدياك وقد ضاع الدين - انا لست

وای مجاہدین مسکین تو اپنے دنیا کے نام کو کیوں رسوا کرنے لگا اور دین تو ضائع ہو چکا - کیا تو

الذي اعرفت من قديم الزمان - غبي الفطرة سفيه الجنان - كثير

وہی نہیں جس کو میں قدیم زمانہ سے جانتا ہوں فطرت کا غبی دل کا سفیہ - بہت تکبر

الهديان - قليل العرفان - الموصوم بمعرة لكن اللسان - انصارع

کرنیوالا کم معرفت کت لسان کا داغ رکھنے والا کیا تو اس قوت

هذه القوة الفاتك البازل - وتحارب الكتي الجازل - كل ابل ترید

سے دلیر شیدائے قوت کیسا متحد کتنی کر گیا - اور سوار کاٹنے والے کیساتھ جنگ کریگا ہرگز نہیں بلکہ تو

ان ترى الناس وصمتك - وتشهد على جهلك ابلتک - وانكنت

تو اپنا عیب لوگوں کو دکھلا اچھا ہوتا ہے - دیکھتی تھی زبانی کو اپنی جہالت پر گواہ بنانا چاہتا ہے - اور

عزمت على مناظرتي - واددت ان تذوق حربي وحررتي - فادع

اگر تو نے میرے جنگ کا فصد کر لیا ہے اور داد دے کر لیا ہے کہ میری جنگ اندیشہ حربہ کا مزہ چکھے - پس ہرگز

كما يدعي الصيد للاحصطياد - اويد في النار للاخاد - بيد اني

اس طرح بلاناہوں بیسار شکار کرتا ہے کیلئے بلایا جاتا ہے - یا اگ بچھانیکے لئے نزدیک جاتی ہے - کہ بات ہو کہ

استرطت من ابتداء - ان لا يعارضني احد الا بنيت

میں پہلے سے یہ شرط رکھتا ہوں کہ کوئی شخص مجھ پر ایت پانے کے مجھ سے مقابلہ

الا هتداء - فاسمع مني انا ضلك على هذه الشريطة - ليهلك

نہ کرے پس مجھے سن کہ میں اسی شرط کیساتھ تجھ سے مقابلہ کروں گا تاکہ جو بینہ

مَنْ هَلَكَ بِالْبَيْتَةِ - فَإِنْ اتَّفَقَ أَنْ أُخْلَبَ فِي النِّضَالِ - وَتَغْلِبَ فِي

کیا ساتھ ہلاک ہوا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ پس اگر یہ اتفاق ہو گیا کہ میں مغلوب ہو گیا اور بلاغت میں

مَحَاسِنُ الْمَقَالِ - فَأَتُوبُ عَلَى يَدِكَ بِالْإِخْلَاصِ التَّامِ - وَاحْسِبْكَ

تو غالب آیا پس میں تیرے ہاتھ پر اخلاص سے توبہ کروں گا اور تجھ کو نیک محبت

مِنَ الْإِقْيَاءِ الْكَرَامِ - وَإِنْ اتَّفَقَ أَنَّ اللَّهَ أَظْهَرَ غَلْبَتِي فِي الْجِدَالِ -

بزرگوں میں سے سمجھوں گا اور اگر یہ اتفاق ہوا کہ میں غالب آ گیا

فَمَا أُرِيدُ مِنْكَ شَيْئًا إِلَّا أَنْ تَتُوبَ فِي الْحَالِ - وَتَبَايَعَنِي بِالتَّذَلُّلِ وَ

پس میں تجھ سے بجز توبہ کے اور کچھ نہیں چاہتا اور نیز کہ اس وقت بکمال تذلل

الْإِفْعَالِ - وَتَصَدَّقَ دَعْوَانِي بِصَدَقِ الْبَالِ - وَتَدْخُلَ فِي سُلُوكِ

مجھے معیت بھی کرے۔ اور صدق دل سے میری دعویٰ کی تصدیق کرے۔ اور جلدی سے میری جماعت میں

جَمَاعَتِي بِالْإِسْتِجَالِ - وَتَوْثُرَنِي عَلَى النَّفْسِ وَالْعَرَضِ وَالْمَالِ - فَانْكَرْتَ

داخل ہو جائے اور اپنی جان اور آبرو اور مال پر مجھے اختیار کرے پس اگر

رَضِيتَ بِهَذِهِ الشَّرِيطَةِ - فَتَعَالَ تَعَالَ بِصَحَّةِ الْيَتَةِ - وَاشْهَدْ

اس شرط سے راضی ہو گیا پس صحت نیت کیا تمہارا آجا اور ایک مجمع

مَجْمَعٍ الْحَيِّ - لِيَتَّبِعِينَ الرَّشِدَ مِنَ الْغَيِّ - وَتَعْلَمَانِي مَا أُرِيدُ فِي

میں حاضر ہو تاکہ رشیدانہ گمراہی میں فرق ہو جائے اور تو جانتا ہو کہ میں اس دعوت میں یہ نہیں

هَذِهِ الدَّعْوَةُ - أَنْ تُحْسِبَنِي النَّاسَ أَدِيبًا فِي الْعَرَبِيَّةِ - وَلَا

چاہتا کہ مجھے لوگ عربی میں ادیب سمجھیں اور میں

أَبْلَى أَنْ يَرْمُونِي بِجَهَالَةٍ - أَوْ يَقُولُوا إِنِّي لَا يَطْعُ عَلَى صِغَةِ أَنْ

اس بات کی پرواہ نہیں رکھنا کہ لوگ مجھ پر جاں کہیں۔ یا یہ کہیں کہ ایک ناخواندہ ہی اس کو ایک صغینہ ہی معلوم

أُرِيدُ الْإِقَامَةَ الْحَمِيَّةَ - وَابْتِغَاءَ الدَّعْوَى بِهَذِهِ الْبَيْتَةِ - لِيَتِمَّ

نہیں۔ میں تو صرف شان کو قائم کرنا چاہتا ہوں اور اس دلیل کیساتھ دعویٰ کو ثابت کرنا میرا مقصد ہے۔ تا

حُجَّةُ اللَّهِ عَلَى النَّاسِ - وَلِيُفْجَرَ الْخَلْقُ مِنَ الْوَسْوَاسِ - وَلِيَمْتَنِعُوا

لوگوں پر خدا کی محبت پوری ہو جائے۔ اور تا شیطان سے لوگ نجات پا دیں اور تا اگر ابھی سے

من الغوايت - وتكشف عليهم ابواب الهداية - ويا تونی

اور توبہ اور

اور انہر ہدایت کی راہیں کھل جائیں

وآبیین مصدقین -

تصدیق کی حالت میں میرے اس آئین -

فان كنت تعاهدني على هذا - ولسنت كالذي نقض

اگر تو اس بات پر میرے ساتھ معاہدہ کر آ ہے اور تو ایسا آدمی نہیں کہ عہد کو توڑ

العهد واذا - فقم بهذا الشرط للنضال - وאתنی خالفاً بوجه الله

اور اٹھ دے - پس اس شرط کیساتھ لڑائی کے لیے کھڑا ہو اور خدا کی قسم کھا کر میرے پاس

ذی الجلال - واشهد عليه عشرة عدل من الرجال - ثم اشتهر

آجا اور اس پر دس عادل گواہوں کی گواہی کر لے پھر وہ مضمون

بعد طبعه بصدق البال - فتراني بعده حاضراً عندك

پھر بعد اس کے تو مجھے بلا وقت اسے اس حاضراً ہنگام

فی الحال - كعباري متقضى على طيول الجبال - فتمزق كل

ایسا نیسے بازو ہواڑ کے پرندہ پر قریب ہوں سوقت تو جبکہ

ممزق باذن رب العالمين -

جناب الہی مٹ کرے مٹ کرے کیا جا - گے گا -

هذا عهد بيني وبينك - ليظهر منه ميني اومينتك

وہ عہد ہے جو مجھ میں اور تجھ میں ہے تاکہ میرا تیرا عہد ظاہر ہو جائے

وليهداك من كان من الكاذبين - وان الكذب يجزي اهلكه - و

اور تاکہ جھوٹا ہلاک ہو جائے اور جھوٹ اسکے اہل کو سوا کرتا ہے اور جسے

يخرق رحله - ولكنكم لا تبالون الله ويوم الاخراء - وتقولون ما

اسباب کو جلا دیتا ہے لیکن تم لوگ خدا اور اسکے رسوا کرنے کے دن کی پروا نہیں کرتے - اور چا کر

تساون بآثر الحياء - الا ان لعنة الله على المزدين - الذين

ترک کر کے جو چاہتے ہو کہتے ہو خبردار ہو کہ جھوٹ کو اگر لستہ کر نیو انہر خدا کی لعنت ہے وہ لوگ جو

يَخْفُونَ الْحَقَّ وَيُزَيِّنُونَ الْبَاطِلَ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَطْفِئُوا قَوْلَ اللَّهِ مُفْسِدِينَ

حق کو چھپاتے ہیں اور باطل کو زینت دیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو مفسد بنا دوں۔ (یہی آدمی)

وَقَالُوا أَجْزَأُ هَؤُلَاءِ وَلَا تِلْكَ قَوْمٌ مُسْلِمِينَ - وَلَا تَصْلُوا عَلَى أَمْوَالِهِمْ - وَلَا

اور کہا کہ ان لوگوں کو چھوڑ دو اور اسلام علیکم کیا تمہیں حکومت ملو اور ان کے مردوں پر نہازت پر حقو اور ان کے

تتبعوا أجناساً تمہم - وَاَقْتُلُوا هُمَانِ قَدْ رْتَمَ عَلَى قَتْلِهِمْ فِي حَيٍّ - وَاسْرِفُوا

جنازوں کیساتھ مت جاؤ اور اگر قدرت پاؤ تو انکو قتل کر دو انو اور ان کے

أَمْوَالِهِمْ - وَأَنْتُمْ بَارِحَالِهِمْ - وَكُفِّرْهُمْ وَسَبِّوْهُمْ وَاسْتَمُوْهُمْ

مالو انکو چھوڑ دو اور ان کے اسباب لوٹ لو اور انکو گالیان دو اور تحقیر کرتے ہو

وَلَا تَذْكُرْهُمْ وَلَا تَحْقِرْهُمْ - تَبَّالْهُمْ كَيْفَ نَحْتُوا مَسَائِلَ مِنْ عِنْدِ

ان کا ذکر کرو۔ انکو ملا کی ہو کیونکہ ان کے پاس سے مسئلے گھر گئے

أَنْفُسِهِمْ وَمَا خَافُوا الْحُكْمَ لِلْحَاكِمِينَ - أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ

اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرے ان پر خدا کی لعنت ہے اور فرشتہ تن کی

وَالْمَلَائِكَةُ وَالْأَخْيَارُ النَّاسِ أَجْمَعِينَ - وَأُولَئِكَ هُمُ الشِّرَارُ الَّذِينَ

لعنت اور تمام نیک مردوں کی لعنت اور یہ لوگ آسمان کے نیچے بدترین

تَحْتَ السَّمَاءِ وَلَوْ سَمَوُا أَنْفُسَهُمْ عَالِينَ -

خلائق ہیں اگرچہ اپنے تئیں مولوی کر کے بھاریں۔

ثُمَّ عَلِمَ أَنِّي كُتِبْتُ مَكْتُوبِي هَذَا فِي اللِّسَانِ الْعَرَبِيَّةِ -

پھر مجھے معلوم ہوا کہ میں یہ مکتوب اسلئے لکھا ہوں

أَخْتَبِرُكَ قَبْلَ أَنْ أَجِيبَكَ لِلْمُنَاضَلَةِ - فَإِنِ اضْطَرَّكَ خَبِيرًا وَمِنْ

تا کہ میں تجھ سے پہلے اس آؤں تجھ کو آزمائوں کیونکہ میں تجھے جانوں میں خیال کرتا ہوں

أَلْبَحَالِينَ - وَمَا أَرِيدُ أَنْ يَكُونَ ذَهَابِي أَلْيَاثَ صُلْفَةٍ - وَأَلُونَ

اور میں نہیں چاہتا کہ میرا تیرے پاس آنا بے سود ہو اور میں نہیں چاہتا کہ میں

كَالَّذِي يَقْضِدُ عَذْرَةَ - أَوْ يَأْخُذُ فِي يَدِهِ رَوْنَةً - وَمَا أَرِيدُ أَنْ أَعْطِيَ

ایسے شخص کی طرح ہو جاؤں جو پلیدی کا قصہ کرتا ہو یا اپنے ہاتھ میں گور لیتا ہو۔ اور میں نہیں چاہتا کہ میں

جاهلا لاجتماع عرق المقابلة - وارفع له ذكره في العامة - فان كنت

کو مقابلہ کی عزت و دوس اور عام لوگوں میں اس کا ذکر بلند کروں پس اگر تو اس

من ادباء هذا اللسان - فلا يثقل عليك ان تربي في العربية

زبان کے ادیبوں میں سے ہے پس یہ بات تجھ پر گران نہیں آئیگی کہ تو عربی میں بعض

بعض در را البيان - بل ان كنت بارعا من غير النصف و

گوہر بیان دکھلائے بلکہ اگر تو بغیر ان ذکران کے درحقیقت قصع و یمن ہو

المين - فستكتب جواب ذلك المكتوب في ساعة او ساعتين

پس مغرب تو اس خط کی جواب ایک گھڑی یا دو گھڑی میں لکھ دے گا

ولا ترد مسئلتی كالجاهل المحتال - بل تملي بقدر ما ملیت وترسل

اور میرے سوال کو جاہل چلید کر کی طرح رو نہیں کریگا - بلکہ جقدر بیئے لکھا ہو اسقدر تو لکھ گا اور

في الحال - وعليك ان تراعي ماثلتي في النظم والنثر والمقدار - وتاتي

فی الفور روانہ کر دیکھا - اور میرے پر لازم ہو گا کہ نظم اور نثر اور مقدار میں مماثلت کی رعایت رکھے اور میری

بما اتيت به من درر كدر البهار - واذا فعلت كله فارسل الي مكتوبك

طرح اپنے کلام کو جواہرات بلاغت سے پر کرے اور جب تو نے یہ سب کچھ کر لیا پس اپنا مکتوب عرونی

العربي بالسرعة - ثم اترل ساحتك كالصاعقة المخرقة - ويطعم

جلدی پر کی طرح بھیج دے - پھر میں تیرے صحیح جواب میں جلا نیوالی کھلی کی طرح نازل ہو جاؤں گا - اور خدا

الله بيننا بالحق وهن خيرا الفالحين - وان كنت ما ارسلت جوابك

تو ای ہم میں سچا فیصلہ کر دے گا اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہوگا - اور اگر تو نے سات دن کے جواب بھیجا

الى سبعة ايام - او ارسلت في الهندية كعوام - او عربية غير

یا ہندی زبان میں عوام کی طرح بھیجا یا عربی غیر قصع میں جو اس

فصيحة كجها - او ارسلت قليلا من كلام - فيثبت انك من

بادل کی طرح ہے حسین پائی نہیں یا تو نے کچھ تمہارا کلام بھیجا - پس ثابت ہو جائیگا کہ تو جہلاء

السفهاء الجاهلين - لا من الادباء المتكلمين - ومن الجاهوات لا

میں سے ہے نہ ادیبوں میں سے اور چار پانچ دن میں سے ہونے



من رجال یوثر لفظہم علی ثمار العجات - فاترکک کما یترک سقط  
 ان مردوں میں سے ہے کہ ان کا لفظ کھجوروں کی زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔ پس میں تجھے چھوڑ دوں گا جیسا کہ تیری  
 من المتاع - واعرض عنک کا عرض الناس عن السباع - واشیع  
 شیع چھوڑ دیتا ہے اور تجھے کنارہ کر دے کہ وہ کاجیسا کہ درندوں کی کنارہ کیا جاتا ہے اور عقلوں کی  
 فی هذا الباب شیئاً الا ولی الالباب والمستبصرین -  
 کے لئے اس بار میں کچھ چھپوا دوں گا۔

ولما مآء عونی متفرد فی المباحلة - فہذا دجلاک وکیداک  
 اور تو جو مباہلہ کیلئے آگیا مجھے بلاتا ہے سو یہ امر دیر باد ہے  
 یا غول البادية - الا تکل من اہمال الدجال - والغوی البطل - ان اشیئہ  
 تیرا کر ہے کیا تو اسے دجال اور گمراہ بطل نہیں جانتا کہ میری طبیعت  
 منی فی المباحلة محیی عشرة رجال - لملا عنہ وابتہال - فی حضرة  
 مباہلہ کے لئے دس آدمی کی شرط ہے جو ملاعنہ اور ابتہال کے لئے آئیں

معین الصادقین - فما قبلت شریطتی - وکان فیہ نفوک لا منفعتی -  
 پس تو نے میری شرط کو قبول نہیں کیا اور اس میں تیرا نفع تھا نہ ہیرا  
 تماردت ان اتعالجہ علیک وعلی رھطک المتعصبین - فرضیت  
 چھ مہینے ارادہ کیا کہ تجھ پر میرے گروہ پر محبت کو پوری کر دوں پس میں تیرے  
 بثلثة من رجال عالمین - وخففت علیک وقنعت یا عدو الخیار -  
 آدمیوں کے ساتھ راضی ہو گیا اور تیرے پر مینے تخفیف کر دی اور مینے کہا کہ اگر تیرے دشمن  
 بان تباهلنی مع عبد الواحد - وعبد الجبار - وانہما اکابر جماعتک - و  
 عبد الواحد اور عبد الجبار کو ایک میرے ساتھ مباہلہ کر اور وہ دونوں تیری جماعت کی بزرگ  
 حرثاء زراعتک - وابنا شیخ امین - ففرت فرار الظلام من النور -  
 اور تیری چھیتی کے زمیندار اور امین شیخ کے بیٹے ہیں پس تو ایسا مجھ کا جیسا کہ اندھیرا روشنی سے بھاگتا ہے  
 وولیت ذر الکذب والزور - ودخلت الحجر المتخوفین - وما ورد  
 اور بھوٹ کی پیٹھ کو تو نے چھیر لیا اور ڈرنیوالوں کی طرح سوراخ میں جا چھپا - اور تیرے



علی صاحبیث - انہما فرآ و فقاء اعینیک - و ما جاءنی کالمباہلین -

دونوں صاحبوں کو کیا پیش آیا وہ دونوں بھاگ گئے اور پیچ اندھا کر گئے - اور باہر کرینا لڑکھی طرح سیر مقابل پر آ

وامتی خوف منعمہما من المباہلۃ - ان کا نایکفرانی علی وجہ البصیرۃ -

اور کس خوف نے ان کو مباہلہ سے منہ کیا - اگر وہ علی وجہ البصیرۃ مجھ کو کا فر جانتے تھے -

فاین ذہبان کانا من الصادقین - ومن اقوالک فی اشتہارک - انک

ہاں کہاں چلے گئے اوروہ سچے تھے - اور منجھ تیرے اقوال کے جو تیرے اشتہار میں ہیں

سنا طبتنی و قلت بکمال اصرارک - انک تخترق فی النار و تفرق فی

ہو نہ تو مجھے خاطر بک بکمال اصرار کہا ہے کہ تو آگ میں جل جائیگا - اور پانی میں غرق

الماء - ولا یمنسني ضرر لو دخلتہما وحفظ من لبللہ - اما الجواب - فاعلم انہا الکذاب

ہو جائیگا - اور مجھ پر اگر ان دونوں میں داخل ہوئے کچھ نہیں ہوئے گا - مگر ہمارا جواب اس کو کذاب یہ ہے

انک رایت کل ذلک بعد المباہلۃ الاولی - واغرقت و احرقت یا فضلة النوی - فانیلونا

کہ تو پہلے مباہلہ کے بعد یہ سب کچھ دیکھ چکا ہے - اور تو غرق کیا گیا اور جلایا گیا اور غرق تھے فاضلہ بن نوید

ابن خرجت من الماء بل مت فی ماء التندم کا الشقیاء - و ابن نجیح من النار بل احرقت

بلکہ کہنے پانی میں سے نکلا - بلکہ تو تو مذمت کے پانی میں بد بختی طرح ڈوب گیا - اور کہاں تجھ کو آگ سے نجات حاصل ہوئی - بلکہ

بنو الحسرة التي تطلع علی الاشرار و ما صارت النار علیک بردا و سلاما بل اکتک

تو اس حسرت کی کہ ہے جلیا جو شریروں پر چھڑکتی ہو اور تیرے پر آگ ٹھنڈی نہ ہوئی - بلکہ خدا کے رسول

نار اخزاء الله و لقیبت اکما - و کذلک یخزی الله المفترین -

کرنے کی کہ جبکہ کھائی اور کٹی دردوں کو تو جالما - اور اسید طرح خدا مفریہ کو نور سوا کرتا ہے -

ان الذین یتکبرون بغير الحق هم الفاسقون حقاً و وحسبوا

وہ لوگ جو ناحق تکبر کرتے ہیں وہی درحقیقت فاسق ہیں - اگرچہ اپنے تئیں

انفسہم من الصالحین - والذین وجدوا فضل ربہم یعرفون بانوارہم -

صالح سمجھیں - اور جو لوگ خدا کا فضل پائو گے ہیں وہ اپنے نور دیکھ پہچانے جاتے ہیں

و یمشون علی الارض من نار کسارہم - و انہم دعوا انہم لیسوا بالانبياء

اور تواضع کیسا تھہرین پر چلتے ہیں - اور تکبر سے قدم نہیں رکھتے - اور مانع دے دیا ہماری المومنین بالانبياء

اِنِّی صَدُوقٌ مَّصْلُوحٌ مَزْمُومٌ  
میں صادق اور مصحح ہوں  
اِنِّی اَنَا الْبِسْتَانُ بَسْتَانُ الْهَمْدِ  
میں باغ ہدایت ہوں  
رُوحِی لِقَدْ بَسَّ عَلَیَّ حَمَامَةٌ  
میری روح خدا کی تقدیس کیلئے ایک کبوتر ہے  
مَا كَجِئْتُمْ فِی غَیْرِ وَقْتِ عَابَتَا  
میں تمہارا پاس بے وقت نہیں آیا  
صَارَتْ بِلَادُ الدِّینِ مِنْ جَدْبَتَا  
دین کی دلائی بیامت قحط کے جو غالب آگیا  
هَلْ بَقِیَ قَوْمٌ خَادِمُونَ لِدِينِنَا  
کہا وہ قوم باقی ہے جو ہمارے دین کی خدمت کریں  
فَاللّٰهُ اَرْسَلَنِيْ رَاسِيْهِ  
سو خدا نے مجھ بھیجا تاکہ میں اسکو دین کو زندہ کروں  
جَهْدُ الْخَالِفِ بَاطِلٌ فِیْ اَمْرِنَا  
خالف کی کوشش ہمارے امر میں باطل ہے  
فِیْ وَجْهِكَ نُوْرُ الْمُهِيْمِ لَا رَمَحُ  
ہمارے منہ میں خدا تعالیٰ کا نور واضح ہے  
الْيَوْمَ يُنْقِضُ كُلَّ خِيَطٍ مَّكَانِدُ  
آج ہر ایک مکر کا تاگا توڑ دیا جائے گا  
مَنْ كَانَ صَوًّا اِلَّا يَّقْطَعُ عِرْقَهُ  
جو شخص حملہ آور ہو پس اسکی رگ کاٹ دیجائیگی  
اللّٰهُ اَثَرْنَا وَكُفْلُ اَمْرِنَا  
خدا نے ہمیں چن لیا اور ہمارے کام کا مشغلہ بنایا

سَمَّعُوا اَدَا اِنِّیْ وَسَلَمٰی اِسْلَمِ  
اور میری دشمنی نہ رہے میری راہ ہستی ہے  
تَا قِیَّ اِنِّیْ اَبْعَیْنِ لَا تَنْصَرِفْ  
میرے پیڑھت وہ چشمہ آتا ہے جو بھی نہ قطع نہیں ہوتا  
اَوْ عَنْدَ لِبِّ غَارٍ مَّزْمُومِ  
یا نبیل ہے جو خوش آوازی و بول رہی ہے  
فَدَجِئْتُمْ وَ الْوَقْتُ لِبِلِ الْمَظْلَمِ  
میں اس وقت آیا کہ ایک اندھیری رات تھی  
اَفْقِیْ وَ اَقْفِرْ بَعْدَ وَضْعِ الْعِلْمِ  
خالی ہو گئے بعد اس کے جو وہ ایک باغ کی طرح تھو  
اَمْ هَلْ رَأَيْتَ الدِّیْنَ كَيْفَ یُحْطَمُ  
اور کیا تو نے نہیں دیکھا کہ دین کو کس طرح ہمارا کیا گیا  
حَقٌّ هَلْ مِنْ رَأْسِ الدِّیْنِ یَسْتَسْلِمُ  
یہ سچ ہے پس کیا کوئی ہے جو اطاعت کرے  
سَیْفٌ مِنَ الرِّجْمِ لَا یَتَثَلَّمُ  
یہ خدا کی تلوار ہے جس میں رخنہ نہیں ہو سکتا  
اِنْ كَانَ فِیْكُمْ نَاطِرٌ مَّقْسَمِ  
اگر کوئی تم میں دیکھنے والا ہو  
لَیِّنْ سَحِيلٌ اَوْ شَدِيدٌ مُّبْرَمِ  
نرم اک تارہ ہو یا سخت دو تارہ ہو  
یُرْدِیْهِ عَالِیَةِ الْقَنَا اَوَّلُهُمْ  
اور نیزہ کا اوپر کا سرا یا چمک کا سرا اسکو ملاک کر دوں گا  
فَالْقَلْبُ عِنْدَ الْفَاتِنِ لَا یُجْجَمُ  
پس دل فتنوں کے وقت متروک نہ رہے

ملك فلا تخزى عزير جنابه  
 وہ بادشاہ ہے اس کی جناب کا مزید بھی نہیں ہوتا  
 كفر وما التكفير منك ببدعة  
 تو مجھے کا فر کہتا رہ اور کا فر کہنا کوئی بدعت نہیں  
 قد كُفرت من قبل صاحب بيتنا  
 اس پہلو مبارک بنی صلی علیہ وسلم کے اصرار کا فر بھیج رہے تھے  
 انظر الى المشيعين ولعنهم  
 شیعوں اور ان کی لعنت کی لعنت دیکھ  
 جاءتك اياتي فانت تكذب  
 میرے نشان تیری پاس آ کر اور تو کذب کر رہا ہے  
 يا من دني متي بسيف زحاجة  
 اے وہ شخص جو آگینہ کی تلوار کے ساتھ میرے پاس آیا  
 يدريك من شهد الواقعة انني  
 وہ قتل شناس آدمی تجھے بتلا دے گا  
 كمن قلوب قد شقت جذوا  
 بہت سو دلوں کی بڑھین میں پھاڑ دین  
 واذا نطقت فان نطقى فمحم  
 اور جب میں بولوں تو میرا نطق منہ بند کر دینو الا ہی  
 حاربت كل مكذب وبأخبر  
 ہر ایک کذاب سے میں لڑا اور سب سے آضر  
 يلا شئ ان المكارم كلها  
 اے میری طاقت کر دینو اے تمام بزرگیاں صفت میں ہیں  
 ان كنت امرعت النضال فانتا  
 اگر تو نے مقابلہ کا قصد کیا ہے

ان المقرب لا ابالك بكبر  
 اور مقرب ضرور عزت پالیتا ہے  
 رسم تقادرم عهدا المتقدم  
 یہ تو ایک پرانی رسم چلی آتی ہے  
 قالوا لئام كفرة وهم هم  
 اور وہ انھیں کہا کہ یہ لئیم کا فہم اور ان کی شان میں جو  
 ما غادر وانفسا لغرو نكرم  
 جو کسی ذی عزت کو انھوں نے نہیں چھوڑا  
 شاهدت راياتي فانت تكذب  
 اور میرے چھندوں کو تو فتنہ مشا بدہ کیا اور پھر بول دیا کہ  
 فاحذر فاني فارس مستلثم  
 مجھ سے کہ میں سوار زرہ پوش ہوں  
 بطل دني صف الو عي مقدم  
 کہ میں دیکھ ہوں اور جنگ کی صف میں سے پہلے  
 كمن صدور قد كسبت واكلم  
 اور بہت سو سینوں کو کسبت زنجی کر دیا ہے  
 سيف فيقطع منك دويحدم  
 تلوار ہے پس وہ مگر کٹو آؤں گے گاٹ دیتی ہے  
 للحرب دائرة عليك فتعلم  
 تیرے لیے لڑائی کا چکر ایسا اور پھر تو جان لیگا  
 في الصديق فاسلك سبل صدق  
 پس صدق کا طریق اختیار کر تا سلامت رہو  
 ناني كما ياتي لصيد ضيغم  
 پس ہم اس شکار کی طرح تیرے جو شکار کے لئے آتا ہے

هَلَّا رَيْتَ الْعِلْمَ بِالنَّصِيحَةِ  
 احوال کے بیٹے تو نے اپنا علم کیوں نہ دکھایا  
 قَدْ ضَاعَ عَمْرُكَ فِي السَّفَاهَةِ وَالْعَمَا  
 تیری عمر سفاہت میں اور نابینائی میں ضائع ہوئی  
 قَدْ جَاءَ اَنْ الظَّنَّ اَتَمَّ بَعْضُهُ  
 قرآن شریف میں آیا ہے کہ بعض ظن گناہ میں  
 الْكِبَرِ يَتَحَرَّى اَهْلُ الْعَالَمِ وَمِنْ  
 بیکبر نہ تکبر کرنے والے کو رسوا کرتا ہے  
 يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اِلْجَالَكُمْ  
 اے لوگو! اپنا وقت موت یاد رکھو  
 يَا أَيُّهَا النَّاسُ اَعْبُدُوا اخْلَاقَكُمْ  
 اے لوگو! اپنے پیدا کرینوالے کی پرستش کرو  
 اِنِّي اَرَى الدِّينَ اَتَرَبَّ سَاعَةً  
 میں دنیا کو دیکھتا ہوں کہ جلد گزر جاتی ہے  
 فَلِهَذِهِ لَا تَسْخَطُوا مَعْبُودَكُمْ  
 پس اس دنیا کے لئے اپنی معبود کو ناراض نہ کرو  
 تَوْبُوا وَاِنْ الْعَذْرَ لَعُوْ بَعْدَهَا  
 توبہ کرو اور اس وقت توبہ کرنا مفید ہے  
 اِنَّا صِرْنَا فِي النَّصِيحَةِ رَحِمَةً  
 ہم نے از رو رحمت و نصیحت میں پہنچ کر دیا ہے  
 وَاللّٰهُ اِنِّي قَدْ بَعَثْتُ لَكُمْ رَحِمًا  
 بخدا میں تمہاری بھلائی کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں  
 اَنْتُمْ تَبْعِي حَرْبًا فَتَحَارِبُ  
 اگر تو ہماری لڑائی کو چاہتا ہے پس ہم لڑائی کو کر

اِنْ كُنْتَ عَلَا مَا بَدَا لَا اَعْلَمُ  
 اگر تو وہ چیزیں جانتا تھا جو مجھے معلوم نہیں  
 طَوْبِي لِمَنْ بَعْدَ السَّفَاهَةِ يَحْلُمُ  
 مبارک وہ شخص جو سفاہت کے بعد غفلت میں ہو جائے  
 فَارْفَقْ وَلَا يَضِلَّ جَنَانُكَ مَا شَمُ  
 اپنی نرمی کراور تیرے دلو گناہ گمراہ نہ کرے  
 لِلّٰهِ يَصْغُرُ وَالْهَيْمِنْ يَعْظُمُ  
 اور جو خدا کے لئے چھوٹا ہوتا ہے خدا اسکو بڑا کر دیتا ہے  
 اِنْ الْمُنَايَا لَا تَرُدُّ وَتَهْجُمُ  
 اور موت جب آتی ہے تو روکی نہیں جاتی اور کھینچ لیتی ہے  
 تَوْبُوا وَاِنْ الدَّيْنَ رُبَّ الرَّحْمِ  
 توبہ کرو اور خدا رحمت الراحمین ہے  
 عَنِ قَلِيلِ الْمَاءِ لَا يَتَلَوَّمُ  
 یہ ایک ایسا بادل ہے جس میں پانی تھوڑا ہے اور زیادہ تو پانی ہے  
 تَوْبُوا وَطَوْبِي لِلَّذِي يَتَنَدَّمُ  
 توبہ کرو اور مبارک وہ جو متندم ہوتا ہے  
 كَسَفَتْ سِرَائِرَكُمْ وَاخْذِلْ الْجَرِمُ  
 جبکہ تمہارے عہد کھول دے اور مجرم کو پکڑ لے  
 مَا حَمَلَ حَسَنَ بَيَانًا وَتَكَلَّمَ  
 جو کچھ کہ جارا حق بیان برداشت کر سکا  
 وَاللّٰهُ اِنِّي قَدْ بَعَثْتُ لَكُمْ رَحِمًا  
 اور خدا میں تمہاری ہمت اور مسکلم ہوں  
 يَا رُسُلَ الْاٰمِنِ حَاضِرٌ مَّتَّحِيْمٌ  
 مہمدا مہین آ کہ ہم حاضر ہیں اور خیمہ لگا رہے ہیں

## القصة الثانية

لَكَ الْحَمْدُ يَا تَرْسِي وَحُزِّي وَمُوتِي  
ای میری پناہ اور میری قلعہ تیری تعریف ہو  
بِذِكْرِكَ يَجْرِي كُلُّ قَلْبٍ قَدْ اعْتَقَى  
تیری ذکر کے ساتھ ہر ایک دل چیرا ہوا جا رہی ہو جاتا ہو  
وَبِاسْمِكَ يُحْتَظُّ كُلُّ نَفْسٍ مِنَ الرَّدَا  
اور تیرے نام کے ساتھ ہر ایک شخص ہلاکت سے بچتا ہو  
وَمَا الْخَيْرُ إِلَّا فِيكَ يَا خَالِقَ الْوَرَى  
اور تمام نیکی تیری طرف سے ہی جہاں آفرین

وَنَعْنُو الْكَافِرَ خَوْفًا وَهَيْبَةً  
اور تیرے آگے خوفناک ہو کر آسمان جھک رہی ہیں  
وَلَيْسَ لِقَلْبِي يَا حَفِظِي وَفَلْجَانِي  
اور میرے دل بچنے اور میرے گھسان اور پناہ

يُمِيلُ الْوَرَى عِنْدَ الْكَرْوَةِ الْوَرَى  
دیکھ گئے وقت خلعت خلعت کی طرف توجہ کرتی ہو  
وَأَنْتَ قَدْ أَنْزَلْتَ إِلَيْنَا صِدْقًا  
اور تو نے ہمارے صدق کے نشان آمار ہی میں

الْمُرْسَلَاتِ فِي الْحِجَابِ  
کیا اس کو سنا تو اس نے نہیں دیکھا جو اپنی قبیلہ میں خون کو

أَرَى اللَّهَ إِيَّاهُ يَتَدَفَّرُ مَعْنِدُ  
خدا نے اپنا نشان ایک معنہ کو ہلاک کر کے دکھایا

وَمَا كَانَ هَذَا أَوْلَى الْأَيِّ لِلْعَدْلِ  
اور یہ دشمنوں کے لئے کوئی پہلا نشان نہیں

اور یہ دشمنوں کے لئے کوئی پہلا نشان نہیں

بِحَمْدِكَ يَرَوِي كُلُّ نَفْسٍ كَانَتْ تَسْتَقِي  
تیری تعریف سے ہر ایک شخص جو اپنی ہاستا سے سید ہو جاتا ہو

بِحَبْلِكَ يَجِي كُلُّ مَنِيَّتٍ هَمَزَقِ  
اور تیری محبت کے ساتھ ہر ایک مردہ زندہ ہو جاتا ہو

وَفَضْلِكَ يَنْجِي كُلُّ مَنْ كَانَ يُزْبِقِ  
اور تیرا فضل ہر ایک قیدی کو رہائی بخشتا ہے

وَمَا الْكُفْرُ إِلَّا أَنْتَ يَا مُتَكَا التَّقَى  
اور تو ہی پرہیزگاروں کی پناہ ہے

وَتَجْرِي دُمُوعُ الرَّاسِيَّاتِ وَتَبْشِقِ  
اور پہاڑوں کے آنسو جاری اور روان ہیں

سَوَاكَ حَرِيحٌ عِنْدَ وَقْتِ التَّارِقِ  
کوئی دوسرا آراہہ چاہیو الا یہیں سب تنگی دارد ہو

وَأَنْتَ لَنَا كَهْفٌ كَبِيتَ مَسْرُوقِ  
اور تو ہمارے لئے ایسی پناہ ہے جیسے نہایت قبلا کر

فَوَيْلٌ لِّغَيْرِهَا يَرَاهَا وَيَنْهَقِ  
پس وہ نادان کلام نہ ہو جو ان نشانوں کو نہیں دیکھتا

أَهْدِ الْبَصِيرَ الرَّحْمَنُ أَوْ فَعَلَ لِنَدَقِ  
کیا یہ خدا کا فعل ہے یا میری بدوقی کا کام ہے

وَتَعْرِفُهَا عَيْنُ رَيْثٍ بِالْعَمَلِ  
اور اس نشان کو وہ آنکھ چاں سکتی ہو جو حور سے بچ کر

بَلَّ الْأَيِّ قَدْ كَثُرَتْ فَا مَعْنَى حَقِّقِ  
بلکہ نشان بہت ہیں پس سوچ اور تحقیق کر

اور یہ دشمنوں کے لئے کوئی پہلا نشان نہیں

اور یہ دشمنوں کے لئے کوئی پہلا نشان نہیں

وَلِلّٰهِ اٰتِیْتُ لِمَا یَدْعُوْنِی  
 اور میرے تائید و دعویٰ میں خدا کے لئے نشان ہیں  
 اَلَا بِیَوْمٍ قَدِیْدٍ فِیْہِ اٰیَاتِیْ  
 خردوار ہو بہت ایسے ہیں جن میں ہماری نشانیاں ظاہر ہوں  
 اِذَا قَامَ عَبْدِ اللّٰہِ عَلٰی سِدْرِہِ  
 اور جو وقت ہو کہ وہی عبد الکریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 فَکُلٌّ مِّنَ الْخَضَارِ عِنْدَ بَیْآنِہِ  
 پس تمام حاضریں اس کے بیان کے وقت  
 وَقَامُوا بِحَدِیثَاتِ الشَّطَاطِ کَاٰتِہِمُ  
 اور شطاط کو جذبوں کے ساتھ کھڑی ہو گئی گویا کہ انھوں نے  
 وَمَا لَتْ خَوَاطِرُہُمْ لَیْلِ لِّذَاقِہِ  
 اور ان کے دل اس کی طرف لذت کے ساتھ ایسی میل کر گئے  
 فَاصْرَحَ حَبِیْبَاتُ الْعَدْلِ مِنْ حُجْرَہَا  
 پس اُس وقت دشمنوں کے ساپیوں کو ان کو سولہ خوشیوں کا بار نکالا  
 وَكَانُوا بِہِمْسٍ مِّمَّہِ وَنَصَاحَہِ  
 اور نرم آواز سے تعریف کرتے تھے  
 حَدَاہُمْ فَلَمْ یَذَرْکَ ہَا قَلْبًا مَّعَہِ  
 ان کو خوش آوازی سے چلا یا اور کسی دلو کو نہ چھوڑا  
 کَانَ قُلُوْبُ النَّاسِ عِنْدَ کَلَامِہِ  
 گویا لوگوں کو دل اس کے کلام کے وقت  
 وَكَانَ کَسْمَطِیْ لَوْلَوْہُ قَارِیْہِ  
 اور موتی اور زبرجدی دونوں کی طرح وہی خوش  
 اَلِیَصْبَتْ رَعْبًا قُلُوْبُ اَوَّلِ النَّہْیِ  
 عقلمندوں کے دل اس کی طرف رغبت سے جھک گئے

فالنس بعين الناظر المتعمق  
پس اس نے نگاہ سے دیکھ کر سوچنے والی اور ذکر کر کے دیکھا کرتی ہے  
ولا سيما يوم علايف منطقي  
بالخصوص وہ دن جس میں میری تقریر غالب آئے  
وكان بحسن اللحن يتلوا ويبعق  
اور حسن آواز سے پڑھتے اور ترجمہ کے ساتھ آواز کرتے تھے  
كمثل عطاشي اهرعوا وكا عشق  
پیا سون لبطرح باز ہوا عشقون کی طرح دور سے  
نعاطوا سلافا میں یحییٰ من فخرق  
وہ شراب لیا جو اس شراب کی قسم میں سو بھی جو فرض اور موعود  
كمثل جلاء عند حذر مرفق  
جیسا کہ بھوکے نرم چپائیوں کی طرف  
وانزل عصا من جبال التغرق  
اور پہاڑی گردن کو بجل کے پہاڑوں سے نیچے اتارا  
حنيف طيور او صلاء التمطيق  
گو یا وہ پروں کی ملکی آواز تھی جب جاوڑ صرف بانڈہ کرتے  
ولا اذنا الا احد امثل غميق  
اور نہ کسی کان کو مگر اوٹ کی طرح اس کو چلایا  
على قلبه لفت كبت معلق  
انکے دل پر لپکتے ہوئے جیسا کہ ایک بوٹی درخت پر لپکتی جاتی ہے  
وكان المعاني فيه كالدرر تبارق  
اور معانی اس میں موتیوں کی طرح چمکتے تھے  
اذا ماروا دررا و سمط التزيق  
جبوقت انھوں نے موتی دیکھ کر اور زینت کی لڑی دیکھی

وَمِنْ عَجَبٍ قَدْ اخَذَ كُلَّ نَفْسٍ بِهِ  
 اور تعجب تو یہ ہے کہ ہر ایک نے اپنا حصہ لے لیا  
 إِذَا رَفَعْتَ أَسْتَارَهَا فَكَمَا نَهَا  
 اور جب اُن کے پردے اٹھائے گئے  
 فَظَلَّ الْعِزَّازُ يَتَهَبَّنُ بِجَلْوَى  
 پس اُن ہارے عورتوں نے یہ شروع کیا  
 فَشَبَّ مِنْ الْأَيَّانِ لِمَقْ خَالِيَا  
 پس یہاں میں ہر ایک بالشت جگہ خالی نہ رہی  
 وَكَانَ الْإِنْسَانُ لِمِيلِهِمْ شَوْكَلِيَةً  
 اور لوگ یہاں اسکو کہ انگویر سے کلام کی طرف میں تھا  
 وَقَفَّ لَهُمْ صَبْحِي لِحَدَثِ يَمِي  
 اور اُن کے پاس میری دوست کھڑے تھے۔  
 وَكَمْ مِنْ عَيُونٍ اخْتَلَفَتْ دَعْوَاهَا  
 اور بہتوں کے آئسو جاری ہو گئے  
 وَكَانُوا إِذَا مَجَّ أَمَّا كَلُولُوا  
 اور لوگوں کی یہ حالت تھی کہ فوج وہ ہر کلام کو مثال کو سنتے تھے  
 يَقُولُونَ كَرِهْنَا وَارَوْ قُلُوبُنَا  
 کہہ تھے وہ بارہ پڑھ اور ہماری دلوں کو سیراب کر  
 هَذَاكَ لَأَحْتِ آيَةُ الْحَقِّ كَالْفَتْحِ  
 اس جگہ دن کا طبع نشان خدا کا ظاہر ہو گیا  
 وَإِنِّي سَقَيْتُ الْمَاءَ مَاءَ الْمَعَارِ  
 اور میں معارف کا پانی پلا یا گیس ہوں  
 بِمَائِيَةِ بَيْضَاءٍ دَرَرَتْ كَانَهَا  
 وہ یعنی حکمتیں موتوں کی مانند ہیں گویا وہ

وَفِي السَّمَاءِ كَانَتْ دَرَّةٌ لِمُفَرِّقِ  
 حالانکہ رشتہ کے موتی رشتہ میں موجود ہیں اور اس سے الگ  
 حَذَارِي أَرِنِ الْوَجْهَ مِنْ تَحْتِ  
 پس گویا وہ ہارے عورتیں عین جلوں پر تھیں  
 بَعَاءَ قُلُوبِ الْمُبْصِرِينَ مَازِقِ  
 کہ وہ عارفوں کے دلوں کو لڑائی میں لوتی تھیں  
 لَمَّا مَلَأَ الْأَيَّانُ عَشَاقَ مَنْطِقِ  
 کیونکہ اُس ایوان کو میری سخن کے عاشقوں نے بھرا  
 بِأَفْطَارِهِ الْقَصْوَى كَطِيرِ مَرْنِقِ  
 اُس ایوان کن روئیں کی طرح کہ ایک پڑا پڑا کر کے جانا چاہتے  
 بَرُونَ عَجَائِبَ بِهِمْ مِنْ تَعْنِقِ  
 جو خدا تعالیٰ کے عجائب کام دیکھ رہے تھے۔  
 إِذَا مَارُوا أَيْتَ رَبِّ مَوْقِفِ  
 جبکہ انھوں نے خدا تعالیٰ کی شان دیکھی  
 وَكَلِمَاتُ تَقَرُّجِهِمْ كَمَسْكِ مَدْقِ  
 اور ان کلمات کو سنتے تھے جو مشک کی طرح تھے  
 وَهَرَّ عَلَيْنَا مِنْ عَذِيقَةِ وَاقِ  
 اور اپنی کھجوروں کو ہماری پہلا اور جھاڑ  
 هَلْ عِنْدَ أَمْرٍ وَاضِعٍ مِنْ مَبْرِقِ  
 پس کوئی ہے کہ ایک واضح امر کو آنکھوں کو لکھ دے  
 وَأَعْطَيْتُ حَكَمًا عَامًّا قَلْبَ حَمَقِ  
 اور وہ حکمتیں مجھے جو عوام کی ہیں جو ہر امر کو لکھ دے  
 جَوَاهِرُ سَيْفٍ قَدْ فُتِلَ هَا لَمَوْقِ  
 انوار کے جو ہر میں جو کشتہ حسن کا خون بہا میں



فكان بك لسان يجر قلوبهم  
پس وہ میرے کلموں کے ساتھ انکو دلوں کو کھینچتا تھا  
واضحیٰ ليسخ الماء ماء فضلة  
اور اس نے شروخ کیا کہ ہر ایک مستعد  
وكل ارء وامر اسارير وجهم  
اور ہر ایک نے اپنے چہرہ کے نقشوں سے  
ومن سمع قولا غير ما قرء فاشتكى  
اور جس نے میرے قول کے سوا کوئی اور قول سنا  
وكانوا كخوبعالم يسكتة  
اور وہ لوگ عالم سکوت میں محو کی طرح تھے  
وكم حكما كانت بلف كلامنا  
اور بہت سی حکمتیں ہمارے کلام میں تھیں  
جرائد اقوام رقت لذكرها  
قوموں کی اخباروں نے اس کا ذکر کیا ہے  
تري زهر الابداء في اخبارهم  
تو ان کو دیکھتا ہے کہ انھوں نے اپنے اخبار و نہیں  
وكانت مضاجبي كغيد بلطفها  
اور میرے مضامین نازک اندام عورتوں کی طرح تھو  
ولما راها اهل راي تمايلت  
اور جب اس مشہور کو اہل الرائے لوگوں نے دیکھا  
ومر على الاعلاء بعض رشا شها  
اور بعض ریشات اس کے دشمنوں پر گرے  
الى هذه الايام لم ينس ذكرها  
ان دنوں تک انکا ذکر فراموش نہیں ہوا

البنه ولم يسحر ولم يتمايق  
اور نہ کوئی سحر تھا اور نہ کوئی دجلوی تھی  
على كل قلب مستعد محقق  
دل پر جو طیار ہو وضاحت کا ہائی گرا تا تھا  
سرور اذ و قاما يلقى التلاق  
وہ سرور نظر کیا جو تنگ دل کے سنا فی تھا  
كما تشكى بل عقيب التبرق  
پس اس نے گھ کیا جیسا کہ اونٹ بروق کی بونی کھا کر  
فيا عجا من ميلهم كالنحش  
پس کیا عجیب انکی میل تھی جو عشق کے شائبہ تھی  
وكم درر كانت تلوح وتبرق  
اور بہت سی موتی ستارہ کی طرح چمک رہی تھو  
لما رغبوا في وصف قولي كمنشقي  
کیونکہ انھوں نے اپنے چہرہ والی طرح میرے قول کی طرف رغبت کی ہے  
اشاءوا كل اعي لاناس كمشفق  
میرے کلام کو لوگوں میں مشفق کی طرح شائع کیا  
فاصبحت بحسن لحن كيلماني  
میں نے جسے سنا ہے اس کو سب سے زیادہ قبا کہتے ہیں اس کی طرف محبت کی  
عليه عيون قلوبهم بالتوميق  
تو ان کے دلوں کی کھینک دوتی کے ساتھ اس طرف جھک گئیں  
فنفياتها قد غسل افساخ الحنوق  
پس انکو آؤنیو الحنوق سے نہ کہہ دیا کہ ہلاؤں وہو دینا  
وكل لطيف لا يحال يرم موت  
اور ہر ایک لطیف چارہ پیشہ دیکھا باہر اور نظریں اس کی طرف لگی



جزى الله عني مخلصي حين قتلها  
 میری مخلص کو خدا میرا دیر دیکھ کر اسے وہ نہیں پڑتا  
 وكان الاناس غداة يوم قيامه  
 اور جب دن وہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو لوگ  
 واخبرني من قبل ابني بوحيه  
 اور خدا نے پہلے سے بذریعہ وحی مجھ پر وحی  
 فشهدت جد و قلوبهم انها علت  
 پس ان کے دلوں نے گواہی دی کہ وہ ضرور غائب تھا  
 تراى بعين الناس حسن نكاحها  
 لوگوں کی نظر میں اس کے نکاحات  
 فوفعت مضاميني على كل منكر  
 پس میری مضامین منکروں پر ایسے پڑے  
 وكل من الاحرار القوا قلوبهم  
 اور تمام آزاد طہون نے اپنی دل ہاں طرف چسپاں کر  
 فصدنا به كل صيد معظم  
 پس میں نے بڑے بڑے شکار و گوسفند کا کر لیا  
 وتركوا لقولهم فكانهم  
 اور میرے قول کے لئے انھوں نے اپنی قول چھوڑ دی  
 على السن قد دار ذكر كلامنا  
 اور نہ زبانوں پر ہمارے کلام کا ذکر وارد ہوا  
 وستر عيون الناظرين صفاء  
 اور دیکھنے والوں کے دلوں کو اسکی صفائی خوش کیا  
 ولما بدت روض الكلام فضعفت  
 اور جب کلام کے باغ ظاہر ہوئی تو دشمنوں کی دل ہل گئی

حضرات مضامین العدا کا المرق  
 پس دشمنوں کے مضمون پارہ پارہ ہو گئے  
 حرصاً اليه كمثل طفل بلعق  
 اسکی طرف ایسے حرص تھی جیسے کہ ایک بچہ عمرہ کھجور  
 وقل ليعلموا ما كتبت وديق  
 اور کہا کہ جو کچھ تھے لکھا ہو غالب ہو گا اور اسکی چٹائی ہو گی  
 ووافقت ورافت كل قلب كصالح  
 اور فائق ہوا اور ہر ایک ہی اور خدا دل کو اچھا معلوم  
 وكلما اتها كانها بصن عقق  
 اور کلمات ایسے دکھائی دیں کہ گویا وہ عقق کے اندر تھیں  
 كعضب رفیق الشفرتين مشتق  
 جیسے کہ ایک تلوار تلو گناہ والی ہوا تلو دالی  
 الينا بصدق غير من كان متحقق  
 صدق کے ساتھ بجز ایسے شخص کی جو تیر اور برکت پر انصاف نہا  
 كاسد و غر غر فار و خرق  
 مثل شیر اور چیتہ کے اور چھا اور خرگوش باہر کیا  
 خذل انت ترعى خميلة منطقي  
 پس گویا وہ ہنفر ہر شاہ تین جو میری سخن کے باہرین پر لگیز  
 وقد هتوء وناك الحبيب المشوق  
 اور دوست آرزو مند کی طرح ہمیں مبارکباد دی  
 كورد طري الجسم لم يتشقق  
 مثل گلاس کے پھول کے جو تازہ ہوا اور پشما ہوا ہوا  
 قلوب العدا وتواردوا بالتائق  
 اور تعجب کرتے ہوئے ان باغوں میں داخل ہو



وَقَالُوا لَهُ يَا سَتِيمٌ وَقَدْ قَدَّمْنَا

اور لوگوں نے کہا کہ ایتیم تیرا وقت گزر گیا

وَلَمَّا أَصْرَعْنَا عَلَى الْقِيَامِ وَمَا نَأَى

پس جب آپ پر قیام پڑا اور وہ بے ہوش ہوا

فَمَا طَاوَعُ الْأَحْرَارَ حَتَّىٰ وَمَا أَتَىٰ

پس طاوہ نے کبھی ہوا سے اچھوٹی بات نہ مانا اور باز نہ آیا

فَلَمَّا أَبَافَفَاهُ صَدْرُ الْمُسْتَدِي

پس جب کہ سرگشی کی تو میرے جلسے نے اس کو اٹکا لیا

أَهَكَانَ الْمُهَيَّمِينَ مِنْ أَرَادَ أَهْلَاتِي

خدا نے اس شخص کو ذلیل کیا جو میری دولت چاہتا تھا

يَدُ اللَّهِ تَخْتَبِي نَفْسٍ مِنْ هُوَ صَادِقٌ

خدا کا ہاتھ مصادق کی حمایت کرتا ہے

وَتَبَقِيَ رَجَالُ اللَّهِ عِنْدَ نَهَارِ

اور خدا کے سردار صبحتوں کے وقت باقی رہتے ہیں

إِذَا مَا بَدَتْ نَارُ مِنَ اللَّهِ فَتَنَةٌ

جو وقت خدا کی آگ آشکارا ہوتی ہے

وَمَنْ يَحْرِقُ الصَّدِيقَ حَبِيبٍ

اور صدیق کو جو خدا کا دوست ہو کسی جہانگیر کو

وَمَنْ لَيْسَ الصَّدِيقُ خَبِيرًا وَفَرِيَّةً

جو شخص اپنے دوست کو جو خدا کا دوست ہو نہ جانے اور نہ فریاد کرنے

وَهَٰذَا يَنْتَهِجُ مِنَ اللَّهِ وَارْتَضَىٰ

اور جس جگہ حق واضح ہو

وَمَنْ كَانَ مُقَاتِلًا يَضَاعُ لِسِرْعَةٍ

اور مفری جلد ہار گیا جانتا ہے

فَأَحْسِنَ الْيَتِيمَ بِالسَّلَوتِ وَاطْرُقْ

پس اسی خاموشی سے ہمراہ احسان کر

فَقُبِلَ عَلَىٰ عَقْبِكَ أَنْ تَدْمِقَ

پس کہا گیا کہ پیچھے نہ بات کہنے جارہا ہو

فَقَالُوا إِذَا صَدَّهِ وَلَا تَكْهَلِي

پس لوگوں نے کہا کہ پیچھے نہ چپ رہا اور یہ آرام کر

بِرَجْرِ يَلِيْقُ بَذَىٰ مَكَائِدِ الْخَسَنِ

اور اسے بھڑکی کے ساتھ کھلا جو فاسقوں کا علاج ہو

فَرَمَقَ وَمِيضَ نَحْيٍ أَنْ تَتَرَمَقَ

پس حق کی چمک کو دیکھ اگر دیکھ سکتا ہے

وَأَنْ الْمَزُورَ يَصْحَلُ وَيَزْهَقُ

اور جھوٹا صمحل ہو جاتا اور ہلاک ہو جاتا ہو

عَلَىٰ النَّارِ تَفْنَىٰ الْكَاذِبُونَ كَزَيْبِقَ

اور جھوٹے آگ پر پاد کی طرح فنا ہو جاتے ہیں

فَكُلْ كَذِبًا لَا مَحَالَةَ يَحْجَرُ

پس ہر ایک جھوٹا حلائی جاتا ہے

خَطُوبِي لِمَنْ يَصْلِيٰ بِنَارِ التَّوْمِنِ

پس مبدک وہ جو دوستی کی آگ سے جلتا ہے

فَيَسْفِيهِ أَعْصَارُ وَتَحْرِي وَيَسْفِي

پس لگے لگے ہوا اور آگ اور آگ اور آگ اور آگ

وَأَنْ يَدْهَاهُ زَمْرٌ مِنَ النَّاسِ يَرْقُ

اگرچہ لوگ اس کو رد کر رہے ہیں وہ چمکتا ہے

وَمَهْلِكُ كَذَابٍ بِسَمِّ الْخَلْقِ

اور کذاب جو دیکھ نہ رہے مر جاتا ہے

تري قوله منك خير خالياً

تو اس کی بات کو ہر ایک نیکی سے خالی پائے گا

فقطعت نبت لا يرمي وجوده

پس ایسی بونی کاٹ دیجائی کہ جو کچھ فائدہ مند نہ تھا

وانى من المولى عديق مر جبت

اور میں نہ اتنا گھبرائے کہ جو ہر کشت بیخود کرے

سندس بتم قال الصادق كهي

تیرا خداوندانی ایسا کہ آسان بچہ ایسا ہے

نقدت عبد الحق في السب والها

اور ہم عبد الحق تو نے کالیوں میں پیش قدمی کی

وسميتني كلاً وقد فهمت شاتما

اور ہر نام تو نے لکھا اور گالیوں تو نے نہ نہ کھولا

وما الكلب الا صورة انت روحها

اور کتا ایسا صورت ہے اور تو اس کی روح ہے

رميتك اذ عرضت لنفسك رعباً

تیرے خوف سے گال ہی جبکہ تو ذرا اپنے نفس کو گالی کا نشانہ بنا

فاسقك مما قلت كاسار و ين

میں تیرے ہی قول سے تجھے بالباب پیالے پلاؤں گا

فذاق ايها الغالى طعام التبادل

پس ای غلو کر بنو اے بھابی کا کھانا کھا

لطيفك بغيرها فالحيث لظمننا

ہم تیرے بغیر کبھی کبھی طعم لگے تو نے طعم کو کچھ سمجھا

ولسمع مني كل سبب من تلي

اور جو گالی تو دینا چاہی وہ ہم سے کہنے کا۔

كذبت خبيث الريح مرسنبق

جیسا کہ ایک پلید ہوائی بد بو والی گڑبادی کا نام سنبتق

وكل تخيل لا محالة يسمن

اور ہر ایک مجبور کا درخت ضرور پانی لہیاسی تک

فيعرق قاطع شجرة كل معرق

پس جس شخص سیر درخت کو قطع کرنا چاہے گا اس کو تیرے گشت لکھنا چاہیگا

وان سماء الصدوقين سيخرق

اور سماء حقون کے تیرے آخراں نہ پر لگا کرے ہیں

فاقرئك ما اهدت لي كالمسوق

پس میں تیری ویسی ہی دعوت کر دنگا جیسا کہ تو اپنی مارنے کو بخو

وجاوزت حلالاً مبالها الشقي

اور او شقی تو حد سے زیادہ گذر گیا۔

فمثلك ينجح كالكلاب ويزعق

پس تیری جیسا آدمی کتھ لپیٹ بھونکتا ہے اور فزاد کرتا ہے

ومن اكثر المقسبق يوماً يقسق

اور جو بد کار کہو میں حد سے زیادہ گذر جائے وہ بدکار بڑھ جائے

وذا لك دين لا ذر لفي شقي

اور یہ لازم الہ اقراض ہے پس سو کم نہیں کیا تو کا

صفيث شواء بالبحير المرقق

سُخا ہوا اگر گشت ہے جپانی کے ساتھ

فليت لنا النعلين من جلد عو

پس اگر ہماری پاس مضبوط کتے کی جڑیاں جو تار ہوتا

وان ترفقن في القول الصوال رفق

اور اگر تو بات اور علم میں نرمی کرے گا تو ہم بھی نرمی کرے گا

أَطَلَتْ لِسَانَكَ كَالْبَغَامِ وَقَاحَةً

تو نے بکا دے عورتوں کی طرح اپنی زبان دراز کی

وَأَعْلَمَ أَنَّ جَمْعَهُمَا يَهِيَ الْغَوَى

اور اس گمراہ میں غویب جانت ہوں کہ بھارے گروہ

فَاقْتَمَتِ جَهَنَّمَ أَبَا لَيْسٍ كَمَا رَأَيْنَا

پس جہنم نے خدائے تعالیٰ کی قسم کھا لی ہے

أَكْفَ لِسَانِي كُلَّ كَفِّ فَانْ تَرَم

میں چپا شک مکس ہے زبان کو بند رکھتا ہوں

وَأَشْرَاكَ مَا قُلْنَا وَقَدْ فَهِتُ بِالْهَجَا

اور میری بات تجھ غصہ میں لائی اور تو پہلو بد گوئی کر چکا

وَلَا خَيْرَ فِي رَفْقٍ إِذَا لَمْ تَكُنْ بِهِ

اور اس نرمی میں بہتری نہیں

وَلَوْ قَبِلَ سَبُّ الْكَافِرِينَ سَبِّبَتْهُمْ

اگر کافر خیر انہوں کے گالی دینے کی پہلے میں گالی دیتا

وَلَكِنْ هَجَا قَبْلِي فَأَوْجِبْ لِي الْهَجَا

مگر انہوں نے مجھ پہلے ہجو کی پس ابھی ہجو

وَقَدْ كَفَرُونَ وَفَسَقُونَ وَالْهَمُّ

انہوں نے جھوٹا فریضہ لیا اور فاسق بن گیا اور انہوں نے

وَمَا كَانَ فَضْلِي إِنْ أَكَلْتُ مِثْلَهُمْ

اور میری نیت تھی کہ ان کی طرح کھلو کروں

لَهُمْ صَوْلٌ كُلٌّ مِنَ الْغَوَى كَحَيْتٍ

انہا کھنے کی طرح حوسہ اور سانپ کی طرح بیچ و تاب

ظلمتک جہلاً یا ابا الخ الغول فائق

اور اسے دیو تو نے اپنے پیٹ میں کیا

عَلَى حِرَاصٍ لَوْ شَرَوْنَ مُؤَبَّقِي

میرے قتل کیے سخت حراص میں اگر میرے قتل کا موزن

سَأَصْلِقُ قُلُوبَ الْمُسْتَدْرِخِ

کہ غمگین میں مفسدوں کے دل جلاؤں گا

بَخْبَثَ فَا نِي دَامِغَ هَامَتِ الشَّعْيِ

پس اگر تو بخت کا ارادہ کرے تو میں شعی کا سر توڑ دوں گا

بِكَلِمٍ سَأَلْتَنِي إِلَيْكَ فَأَعْلَقَ

ایک کلمہ کو سنا تو مجھ غصہ دلایا پس میں غصہ کرتا ہوں

مَوَاضِعَ رَفَقٍ تَطْلُبُ الرِّفْقَ كَأَحْيَى

جو نرمی کو محل پر پہنچا لیکن جو نرمی کو چاہتا اور حق کی طرح اس کو لے کر

لَكُنْتُ ظَلُومًا مُسْرِفًا عَنِدَ مَتْنِي

تو میں ظالم اور حد سے گزریں والا اور ناپہنچہ گار ہوتا

هَجَاهُمْ فَمَا عُدَّ إِنْ عَابَ مُسَبِّقِ

مجھ کو جو پہلے لڑنے لگا اور میں پہلے کی الزام جیسے نیت کے گئے

لَكِنْ سَطُوا أَوْ مِثْلَ سَيْفٍ مُشَقِّقِ

پھر میرے کی طرح حکم کیا دیہاری والی تلوار کی طرح

وَلَكِنَّهُمْ قَدْ كَفَوْنِي فَأَقْلَقَ

مگر مجھے انہوں نے تکلیف دی پس میں بے آرام کیا گیا

وَعَادَاتِ سَرْحَانٍ وَقَلْبِ كُفْرُونِ

اور بھڑکی کی طرح عادیں میں اور کفر گوش کا دل جو

وَأَرْسَلَنِي رَجُلِي لِكِفَاءِ سَيُولِهِمْ

اور میرے ذریعے ان کے لیے بھیجے گا میں ان کے لیے کفایت کرنے والا ہوں

وَأَتَى الْمَوْلَى وَعَلِمَتْ سُبُلُهُ

اور میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں

فَنَجَّيْتُ مِنْ بَدْعِ الزَّمَانِ وَفَتْهُ

پس میں نے زمانہ کی بدعتوں اور فتنوں

الْمُرْتَكِبِ يَشْتَقِ فَلَكَ سُبُلًا بَهَا

کیا تو دیکھتا نہیں کہ میری فتنہ بگاڑنے والی سبیلوں پر

وَأَعْطَيْتُ مِنْ عِلْمِ الْهُدَى وَتَأْتِيَتْ

اور میں علم ہدایت دیا گیا اور آئی

وَلِي أَيْتٌ جَرِي مِنْ غَضَبِ لَهْرَةٍ

اور میرے لئے نشان عظیم ہے جس پر غضبِ لہر کی آیت ہے

الْمُتَرْفَعِ الدَّهْرُ لَيْفٌ تَكْنُفَتْ

کیا تو دیکھتا نہیں کہ زمانہ کے فتنوں کو مجھ سے

عَجَزْتُ مِنَ الرَّبِّ الَّذِي يَرْجُمُ الْوَرْدَ

میں نے اس سے بے گیرفت نہ آیا بہ خلقت پر رحم کرتا ہے

أَنَا الضَّيْعُ الْبَطْلُ الَّذِي تَعْرِفُونَهُ

میں وہ شیرِ مجبور ہوں جس کو تم پہچانتے ہو

عَلَى مَوْطِنٍ مَخْشَى الْكَذِبِ هَلَاكُهُ

اس میدان میں جو جو جھوٹا کہنی موت سے ڈرتا ہے

فَمَنْ جَاءَنَا فِي مَوْطِنِ الْحَرْبِ وَالْوَعْدِ

پس جو شخص لڑائی کے میدان میں ہمدردی سے آیا

وَوَاللَّهِ الْقَيْتُ الْمَرَامِي لِلْعَدَا

اور بخدا میں نے دشمنوں کے لئے فکر ڈالا ہے

وَعَنِيضِ مِيَاهٍ قَدْ عَلَتْكَ مِنْ تَدَقُّقِ

اور تباہی میں ان پانیوں کو خشک کرنے کی کڑی تادیب

وَأَعْطَيْتُ حُكْمًا مِنْ خَيْرِ مَوْفِقِ

اور حکیم توفیق دہندہ سے مجھے حکمتیں عطا ہوئی ہیں

أَنَا سَأُطَاعُونِي وَزَادَ وَاقِلَتِي

میں نے ان کو گمان کو نجات دی ہے جو میری مخالفت کی

أَتَجُوزِي عَلَى رَأْسِ الْعَدَاكَ الْمَصْفِي

میں سوچتی ہوں کہ میں اپنے دشمنوں کے سر پر مار کر ان کو تباہ کر دوں

مِنْ سُلُوكِ سَيُولِهِمْ حَضَرْتُ مُنْشَرَفَةً

میں نے ان کے رویہ پر غصہ کیا اور میں نے غصہ سے دور ہو کر

عِنَادًا فَمِنْ يَعْطِي عَيْنَ التَّائِقِ

میں نے ان کو محاسن پر غور کرنے کی آنکھ بچھنے سے

وَهَبْتُ بَرِيحًا لَا كَيْفَ جَانِ سَوْهَقِ

اور میں نے ہوائِ تباہی کو تیز ہوا کا گرد بادی کہا تو تباہ

وَيُرْسِلُ عَجَبًا فَمِنْ خَطِّ مَعْرِفِ

اور بادیوں کا تباہ کرنے والے قوت کی بوقتِ تباہی

تَمَالِ الصَّدُوقِ بَعِيدِ أَهْلِ الْخَلْقِ

پناہ راستہ کی اور درد و غمو کو ہلاک کرنے والا

نَقُومُ بِمَصْرَاعٍ يَدُودِ الْوَلَدِ

میں نے ہر تباہی کے لئے گھری ہو جانے میں

يَدَا سِوَيْهِ كَالِدِ الْمَدَقِ

پس وہ میرا جیگا حبیبا کہ دوامی پی جاتی ہے

وَهَمَّتْ لِسْلَمِ الْحَرْبِ قَهْرُ قِ

اور میں صلح کے لئے کھڑا ہوا ہوں اور یا اس لڑائی کے لئے

اور میں صلح کے لئے کھڑا ہوا ہوں اور یا اس لڑائی کے لئے

فان جنوا السلم فالسلم دینا  
 پس اگر صلح کے لئے مجھیں تو صلح سہارا دینا ہے  
 اراھم کاسرام و عین بصورہم  
 میں ان کو بھار صورت ہر نیون اور گاؤں کی طرح  
 وان تبغنی فی مذوۃ السلم تلفنی  
 اور اگر تو مجھ کو صلح کی مجلس میں بلائے گا تو مجھ کو مان یاؤ گا  
 و نضمنہ للاعداء قبل خضوعہم  
 اور ہم دشمنوں کے لئے تجھ کو ہین قبل اسے ہین  
 فان اسلموا خیر لھم و لکن خصوا  
 پس اگر اسلام لائے تو انکو گویا بہتر ہے اور اگر نہ مان ہو  
 وقد جنتکم من نحو عشرین حجۃ  
 اور میں تمھارے پاس تھینا بیس برس سے آیا ہوں  
 عجت عماء ان اکون ابن مریم  
 تو نہ پہنچا می سے تعجب کیا کہ میں ابن مریم ہوں  
 و لکن لعن الخلق فی امر اسم  
 اور اہم کے تقدیر میں تو لوگوں کی لعنت کا ذکر کرتا ہوں  
 وان الواری عسی یسبون عجلۃ  
 اور لوگ اندھوں میں جھلیسے گا لیکن دینی شروع کر دیں  
 بل اللہ یرجع لعن سے کل برور  
 بلکہ خدا تعالیٰ ہر ایک جو شکر کی لعنت پر پڑا ہے  
 فذع عنک ذکر اللعن یا صید لعین  
 اوست کہ شکر لعنت کا ذکر چھوڑ دے  
 انزعیم یا من لعنتی بالکف اء ان  
 اور وہ شخص جو ظلم کے ساتھ مجھ پر لعنت کی

وان ندع فی الہیاء لمتابق  
 اور اگر ہم لڑائی میں نہ آئے جائیں تو ہم پوشیدہ ہیں  
 وان القلوب کمثل حجر مذملق  
 اور دل ان کے پتھر کی طرح سخت ہیں  
 وان ندعنی فی موطن الحرب تلحق  
 اور اگر تو مجھ کو جنگ کی سیلاب میں لے گا تو میں غور مان گا  
 و نرحل بعد انھم من کل مازق  
 اور ہم میدان سے ہر ایک دشمن کو چھوڑ دینے کو  
 فذکرتھم من بعدہ کا المشفق  
 پس ہم جناس کے انکویہ مجھ کو گویا کہ گویا بھائی  
 فذکرھذا امدۃ المتخلق  
 پس سوچ کر کیا یہ دور و غلو مدت ہے  
 وان شاء ربی کنت اعلی واسبق  
 اور اگر خدا چاہے تو میں اس سے پہلے ہی تیرا جادو  
 وقد لعن الابرار قبلی تخفق  
 حالانکہ ہمیشہ پہلے اس سے نہ کیوں پر لعنت بھیجی تھی تو تھیں گے  
 فلیس شیء لعنہم یا ابن اسحق  
 پس انکا لعنت کرنا اور ابن اسحق کچھ نہیں ہے  
 الیہ فیمسی بالملاعین ملحق  
 پس وہ عیسیٰ حالت میں شام کرتا ہے کہ ملعون ہوتا ہے  
 المرء ما لا قیت بعد التلقلق  
 کیا تو زمین دیکھا کہ کبواس کے بعد تیرا کیا حال ہوا  
 تتخلص منی بل تلحق و تشفق  
 کہ تو مجھ سے رہا پا جائیگا بلکہ پیسا جائے گا

کھیت اذا ما وقع فی مطن الریح  
 مثل اس۔ ان کے جو چلنے کی جگہ میں پڑ جائے  
 لعنتم وان الله یلعن جہنم  
 تمہیں لعنت کی اور خدا تمہارے گھر کو لعنت بھیجے گا  
 وکنت اخص الطر و صبر الی الذکر  
 اور میں اپنے آپ پر شہم پوشی کر رہا ہوں

فلما انتھی ایہذا اناء قد تم تحفقی  
 اور جب ابھی اتنی کو پہنچی تو تم کو یہ روزہ کو چل گیا  
 فلا شک انی فاسق بل کافس  
 تو کچھ شک نہیں کہ میں فاسق بلکہ کافس ہوں  
 نضول کخزبر و کاعمر تشہق  
 اور تو خضر یہ ایلجہ حلقہ کرتا ہوا اور گھوٹا کی طرح آواز کرتا ہے

وہسقتی مع کون نفسک افسق  
 اور مجھے فاسق ہے ایسا حال کہ تو سب سے زیادہ فاسق ہو  
 ونا تیک یوم نضالکم بالتوق  
 اور ہم تمہاری لڑائی میں شوق کے ساتھ آئیں گے

وان ردھازمر من الناس یبرق  
 اور اگرچہ لوگ اُسکو رو کر دین وہ حق چمک اٹھتا ہے  
 وان اکذ اباناردی و اوبق  
 اگر میں کاذب ہوں تو ہلاک کیا جاؤں گا۔

علیک حضرت کشل ثوب محرق  
 پس تو چمٹے ہوئے کپڑے کی طرح ہو گیا  
 لیہلک من ارادہ تلک الخلق  
 تاکہ وہ شخص ہلاک ہو جو جو ٹھہرے کے رہبری ہلاک ہوا

وضاہا تکلمکم حارایہمق  
 اور تمہارا کلام گدھے کے آواز سے سننا ہے۔

وان کان ضلواء الزمان مثلاً  
 اور زمانہ کے ضلواء اگر متحد ہے جیسے ہوں  
 ومان اری فی نفسک العلم والفتنی  
 اور میں تیرے نفس میں علم اور غفلت نہیں دیکھتا

رخصت کر قصہ بغیہ فی بحالیں  
 اور تولنے بدکار عورت کی طرح رخص کیا  
 ومانکر المصنار ان کنت املہ  
 اور ہم میدان سے کراہت نہیں کرتے اگر تو اسکا اہل ہو

وہما یک حق من اللہ وارضی  
 اور جبکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حق واضح ہو  
 قل رنی وربی انتی لک ناصی  
 پس مجھ پر میرے رب کے ساتھ چھوڑ دے

دعوت علی فردہ اللہ ساخطا  
 تولنے ہرے پر بد دعا کی سو خدا تیرے حق دعا کو تجھ پر رو کر دے  
 نقالوا نصل اھل الزمر کلکم  
 اگر تمام گروہ کے لوگوں کو آ جاؤ

ار اھل کذب او کلب بصولکم  
 میں تمہیں بھیڑی کی طرح دیکھتا ہوں یا کٹر کی طرح حملہ میں



لقد ذاق منا قومنا غير مرة

ہماری قوم نے بے شمار مرتبہ

وان كنت في شك فسل شيخنا فرف

پس اگر تجھے شک ہو تو شیخ بطالونی کو پوچھ

لكل امر عزيذ ولا ير وعزمه

ہر ایک شخص کسی امر کے واسطے ایک قدم رکھنا ہو

الا يا الشيخ الشفي تعمق

اے شیخ شفی سچ

اكثر قوما مسلمين جاثية

کیا تو نے مسلمان کو ازور و جاثیت کو کا فر ٹھہرایا

ونقطع ايدي السارقين لدمهم

اور ایک دہم کے لئے چوروں کو مائے جانے میں

صبرنا على طغواك فاردت شقوة

ہم نے تیری زیادتی پر صبر کیا

وانشت بارزني وانشت فاستدر

اگرچہ تو مقابل کر اور اگرچہ تو چپ جا

وحدثك من قوم لنا مابطوار

میں نے تجھ کو اس قوم میں سے پایا ہے جنہوں نے شرارتوں

سبت واغريت اللئام جاثية

تو نے گالیان دین اور سبت جاہلون کو گالی بند کر دی

فاقسم لولا حسنة الله والحياء

پہر میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر خدا کا خوف اور جہان نہ ہو

وقد ضاقت الدنيا عليك كما ترضى

اور دنیا تجھ پر تنگ ہو گئی جیسا کہ تو دیکھتا ہے

حساما جراحته الى الفقه ترفقى

ہماری تلوار کا وہ مزہ بکرا۔۔۔ بخاتمہ کی سبقت

عويًا غيبًا في البطالة موبق

جو غیبی اور موبق اور بطالت میں ہلک گیا ہو

اهانت دين الله فاذا لم يصدق

اور خدا کے دین کی اہانت کی تو دین کی سہارا دیکھیں

وقدر كائنات الى ما تنفق

اور انسان کی طرح فکر کر اور گدے کی طرح آواز کر

ظلمتك جهلا فالتو الله واسرق

تو مجھ کو ظلم کیا پس ڈر اور نرمی کر

هتل ما جزاء مكفر ومفسق

پس کہہ کہ کا فر ٹھہرائے والے کی سزا کہاں

وخادعت افعاما بقول ملفق

اور چار پاؤں کو تو نے نص باتوں سے دھوکھا دیا

فاني ساهوكلدا كنت تنفق

پس میں ہر ایک جو تو نے کھانا غشقریب نہ کر دوں گا

شروا وسبوا الصالحين كحللق

بغل میں اور صلحا کو گالیان دین صبیہ و رو ملو افسانہ

علي فاذا وني ككلب يحرق

پس آنکھوں نے مجھ کو دین پیس والے کی طرح بکلیف دی

لا رمعت أن أفنيك سببا وادع

تو میں ضد کر تاکہ گالیوں سے تجھے فنا کر دیتا

ودنيك هذا فافق الله واسرق

اور دین تیرا یہ ہے پس مائے ڈر اور نرمی کر

و ان كنت قد سرتك عادة غلظة  
اور اگر تجھے درشت گوئی کی عادت اچھی معلوم ہوتی تھی

المتر شمل الدين كيف تفرقت  
کیا تو نے دیکھا نہیں کہ دین میں کس طرح تفرق پڑ گیا ہے

وكذبت بلاء الله في خائرها  
اور لیکھ رام کی پیشگوئی کے باریعین تو نے تکذیب کی

وتحت بهتاناً علي كفاستي  
اور میری ہر تو ایک فاسق کی طرح بہتان باندھ سارے

انزعي برياً خبيث بذيته  
کیا تو ایسی خبیث قتل کر نیوالیا گناہ مجھ پر لگا رہا ہے

فطورا تشد الي خبثا وتارة  
پس کبھی تو تو میری طرف اشارہ کرتا ہے

ووالله استجاعت في جموعهم  
اور بخدا امیری جماعت مخاری جماعتوں میں

ومثل الذي يتبعني بعد سلمه  
اور جو اسلام کے بعد میرا تابعدار ہوا کسی شیطان کے

فلما عاهد الحلف ربي ثانيا  
پس جب خشک سال اسپر طاری ہوا تو پھر اُس نے بڑا

انتكراي الله خبثا وشقوة  
کیا تو خدا کے نشانوں کا انکار کرتا ہے

اذلت لي الاغناق من غير ايت  
کیا نشان کے بغیر ہی گروہ میں ہر طرف جھگڑ گئے

والله تشكوا من ظنوم مكذب  
ہم خدا کی طرف کذبوں کی بدگمانیوں کو شکایت کیا کرتے

ففرق ثيابي من ثيابك امرق  
پس تو میری کپڑے چھاڑ اور میں تیری چھاڑ دین گا

فليت مثلك جاهل لم يخلق  
پس کاش تیرے جیسا جاہل پیدا ہی نہ ہوتا

وقلت بخبت انه لم يصدق  
اور خیانت کی رو سے کہا کہ وہ سچی نہیں ہوئی

وتعزى الى نفسي جرائم موبق  
اور لیکھ رام کے ہاک کرنے والے کا جرم میرے منسوب کرتا ہے

الا تتقى الديان يا ايها الشقي  
ای شقی کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا

تشير الى حربي بكذب تخلق  
اور کبھی میری جماعت کی طرف نشانیں جھپٹا کر

كشيرة عذ عن بنت السبع  
کھچورنے درخت کی طرح حوالے کر دیا کہ اس نے جوڑا نہیں

كشاد ري سرتي باودت  
جیسے کہ وادی کی زمین عہد کی چوٹی جیسے کہ لا بادل برسا ہے

فصار كموتى الا سرتة مورك  
پس اس نے مڑ دین کس طرح ہو گئی پھر دوبارہ مڑنے لگی اور پھر پھر

وايت ميتت بالدم المسدق  
اور اس مردہ کی شان کو جس کے ساتھ خون چسپاں ہے

اجاءتني العلماء من غير معلق  
کیا علماء بغیر کسی محرک اور بے آرام کر نیوالیکر ہوئے آگے

وان المكذب سوف ميخزي ويشتقي  
اور کذاب رسوا کی جائیگا اور پشیمان جائیگا

اتكراية خالق الارض والسماء  
 کیا تو خدا کے نشانوں سے انکار کرے گا  
 انذرناکا الذنب یا کلب جیفۃ  
 اسی مردار کے کہنے کیا تو ہمیں ببر کو طرح مڈا کر  
 رضینا بیت یظهر الخیر والهدی  
 ہم خدا سے جو خیر اور ہدایت دکھانے کے لئے بھیجے ہو گئے  
 اعنت توئد فاسقا غیر صالح  
 کیا تو فاسق ہونے کی حالت میں مدد کیا جائے گا  
 والی اذا ما منت لله مخلصا  
 اور میں جب اخلاص سے خدا کیلئے کھڑا ہوا  
 وكان لی الرحمن فی کل موطن  
 اور خدا میرے لئے ہر بہانہ میں تھا  
 واعطیت قلبا مثل منجد الوعی  
 اور میں قلم لڑائی کے گھوڑی کی طرح دیا گیا ہوں  
 مکرم مفر مقبل مذبر معھا  
 حلا کر نیواں بھاگنے والا آگے ہو نیواں پیچھے ہو نیواں  
 وان یراعی صار یرحق العدا  
 اور میرا قلم ایک تلوار ہو جو دشمنوں کو جلاتا ہے  
 وان کلامی مثل سیف مقطوع  
 اور میرا کلام تیغ بران کی طرح ہے  
 واتی اذا حاولت کما فیضیحة  
 اور جب میں خدا سے کلمات فصاحت طلب گئے  
 واعطیت فی سبیل الکلام قریحة  
 اور کلام کی راہ میں ایسی طبیعت دیا گیا ہوں

اعنت تخارب قدرہ ایہا الشقی  
 کیا تو ایشقی اس کی تقدیر سے جنگ کریگا  
 وانا تو کنا علی حاقظ یقی  
 اور ہمیں اس نگہبان پر توکل ہو جو نگہ رکھے والا ہے  
 رضینا بعسر ان قضی او تفیق  
 اور ہم تنگ دستی پر راضی ہو گئے اگر وہ ہمارے اور یا تنہم پر  
 احلت بجهلك ایہا العول فائق  
 یہ تو کلمہ محال سننے پر لایا پس تو ببر کر  
 فایدنی ربی معینی موفقی  
 پس خدا تو فائق دہندہ نے میری مدد کی۔  
 ففرقتکم باللہ کل المشرق  
 پس میں نے خدا کے ساتھ تم کو مکروہی ٹکڑے کر دیا  
 فیسعرنیرانا وکالبرق یخفق  
 پس آگ کو سلگاتی ہے اور برق کی طرح جھپتی ہے  
 کذاب اجارد عند موقد مازق  
 جیسا کہ لڑائی کے میدان میں عہدہ گھوڑوں کی عادت ہو  
 کنا رومالینیران منہما شرق  
 اور آگ اس سے کچھ زیادہ جلا نیوالی نہیں۔  
 یجد رفس للفسدین ویفرق  
 مفسدون کا سر کاٹتی اور حسد کرتی ہے  
 فناولنی ربی افا نین منطقی  
 پس میں اپنے رب سے گویا کہ کون فصاحت کلام دیا گیا  
 کجاء مرقل تزجر وتدبق  
 جو اس کو تھنی لائے کی طرح جو جلد اور ہلکے تھنی پر مقدم رہتی ہو

وَتَرَهَا الرَّحْمَنُ عَزَّ وَكَلَّ اِبْلَةً

اور خدا نے اُن کلموں کو ہر ایک نقصان سے منہ کیا

عَلَوْنَا ذُرِّي قَنَ الْكَلَامِ وَقَوْلُنَا

ہم کلام کے پہاڑوں کے چوٹیوں پر چڑھ گئے اور

قُلُوْ جَاءَنَا بِالزَّمْرِ سَجَانٍ وَاثِلٍ

پس اگر اپنے گروہ کے ساتھ سجان و اثل بھی بھجوا پس آپ

وَقَاضَتْ عَلَيَّ شَفَقَتِيْ مِنْ اِلٰهِ رَحْمَةً

اور خدا کی طرف سے میری لیون پر رمت جاری کی گئی ہے

وَكَلَّمَ كَسْمَطِيْ لَوْلُوْءٌ قَدْ نَظَّمَهَا

اور رکھے سوئیوں کی طرح میں جنگلو بنی منظوم کیا

اِذَا مَا عَرَضْنَا قَوْلُنَا كَا مَلْنَا صِل

جب ہم نے لڑنے والے کے بطرح اپنا سخن پیش کیا

فَمَا كَانَ يَوْمَ اَجْمَعُ اِلَّا لَذِيْكُمْ

پھر جب یہ ہدایت کا دن ایسی غرض ہو تھا کہ تھاری ذات ظاہر

اَبَادِكُمُ الرَّحْمَنُ خَرِيًا وَذِيْكُمْ

مذلت تم لوگوں کو ذلت کی مار سے مار دیا

اَلَا رُبَّ خَصِمٍ كَانَ اَلَوْ كَيْ مَثَلِكُمْ

خبردار ہو بہت سے دشمن بخاری طرح لڑنے والے تھے

فَلَمَّا اَتَاهُ الرِّشْدُ مِنْ وَاٰهَبِ الْهَدْيِ

پس جب کہ اسکو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت پہنچی

رَبِّتْ اُولٰٓئِكَ اَبْصَارًا لَا يَمْكُرُوْنَ

بنو دشمنند و کو دکھا ہو کہ میرا انکار نہیں کرتے

لَهُمْ اَعْيُنٌ لَا يُصِرُّونَ بِهَا فَسَنُ

اُن کے واسطوں آنکھیں ہیں جنس وہ نہیں دیکھتے ہیں انکو

وَصَيَّرَ غِيْرِيْ كَالْحَقِيْقَةِ الْحَقِّ

اور میرا غیر حق کو حق کی طرح کیا گیا۔

رَزَالٌ نَّهِيْرٌ لَا كَمَاءٍ مَّرْتَقٍ

ہمارا قول آب خوش اور صافی ہو اور سیلا کچھلا نہیں

لَفَرَمِنْ الْمِيْدَانِ خَوْفًا كَحَقِّ

ہر آئینہ ڈر کر گز گز کی طرح میدان ہی جگہ ہمارا

فَقُوْلِيْ وَنَظْمِيْ اٰيَةً لِّلْحَقِّ

پس یہی قول اور نظم حق کے لئے ایک نشان ہے

وَجَمَلٌ كَقِفَانِ الْعَذْقِ الْاَسْمَقِ

اور خجہ لطیف جو کچھ کی شانوں کی طرح ہیں دیکھو

كَيْتٌ سَقَطٌ اَوْ كُتُوْبٌ مَّخْرُوقٌ

پس تم مردہ کی طرح یا پھو ہو کر پڑی ہو گئے

لِيَبْدِيَ رَبِّيْ شَانَ رَجُلٍ مَوْفِقٍ

اور تا خدا تعالیٰ توفیق یافتہ انسان کی شان ظاہر کرے

وَ اَيْدِيْ فِىْ فُضْلٍ اَفْكَرَ وِعَمَقِ

اور اپنے فضل سے میری تائید کی ہا ہوا اور خوب ہوا

مُصْطَرَاْعٌ عَلَيَّ كَفِيْرَةٌ غَيْرُ مَعْتَقِيْ

مکھڑ پر اصرار کرینو لا باز نہ آئے والا

اَتَاَنِيْ وَبَا يَعْنِيْ بِقَلْبٍ مُّصَدِّقٍ

میرے پاس آیا اور دل کی تصدیق سے بیعت کی

وَيَنْكَرُ شَانِيْ جَاهِلٍ مَّتَقِيْ

اور جو جاہل اور بخیل ہو وہ میری شان سے انکار کرتا

يَرْبِّهْمُ اِذَا افْتَدَوْا عِيُوْنَ التَّائِقِ

کون دکھا دے جب اچھی بات ہو دیکھو کی آنکھ نہیں کھٹو

قدونك نصني وانوالله وافرقت

پس میری نصیحت قبول کر اور خدا سو ڈر اور نرمی کر

وقد اشرفت ايت بي وتشرق

اور میرے رب کی شان چمکے میں اور بعد اس کے چمکیں گے

وما يقع فارتك هواك ورنق

اور جو واقعہ نہیں ہوا اس کے لینے کا منتظر رہ

مثلك ما لست رجلا رضيع

تیرے جیسا بد خو کوئی نہ دیکھا

كلب عفا في بطن جوز مرصق

اُس مگر اکھڑ لکھڑی جو تنگ اور سخت چمکے والے اکھڑ میں

فلا بد من رجل يسوق ويرعق

پس ایسا آدمی کا ہونا ضروری ہے کہ ناگوار اور بلند آواز نہ کرے

وتحسب لنفسك من عمار تسودق

اور نامینا سنی سے اپنی شین ایک شاہین سمجھتا ہے

تشرق تنريقا كنوب مشرق

پتلے کپڑے کی طرح چمکے اور پتلے کپڑے کی طرح چمکے گا

نشأته الاطوار يا بها الشقي

اُسے شقی تمھارے طور ان سے مشابہ ہو گئے

مثل خفافيش اذا الشمس تشرق

ان شہیرون کی طرح جو سورج چمکے کیوقت انہی ہو جاتی ہیں

يكن اسره تكذيب امر محقق

محققوں کی تکذیب اس کی عادت ہو گئی

فاني عليكم يا عبد الحق اشفق

و میں ادا دشمنان حق تمھارے حالات پر ہمدرد ہوں

الا ايها الغالي الام تفسق

او غلو کر نہ وائے تو کب تک گالیان دے گا

وما جئتكم من غير ابي و حجة

اور میں بغیر نشانوں کے تمھارے پاس نہیں آیا

فاوقع منها خذ ثم يطلب الهنك

پس جو کچھ انہیں سے واقع ہو گیا انکو طلب کیا

رئت كثيرا من لثا حرق ايتي

نیو بہت لیسٹ دیکھے گئے

تسائر لك تحت كبر و نخوة

تیری عقل کیجئے اور نخوت کے نیچے چھپ گئی

اراك لقد ان تخاذل رجلاه

میں تجھ کو اس پہل کی طرح دیکھا ہوں جو چلنے میں ہستی ہارے

وما انت الا العصفاءير ذلت

اور تو کچھ نہیں مگر ایک چڑیا ہے

فترجما ابليس ثم بحرية

پس او ابلیس تو تسار گیا جانیگا اور پھر ایک برج سے ساڑے گا

ورث لثا ما قد خلوقيل وقتكم

تو ان لیٹھوں کا وارث ہو گیا جو تمھارے پہلو گذر گئے

وساءتک ما قلنا فعينك قد عمت

اور تجھ پر ساری بات بڑی معلوم ہوئی اور تو اندھا ہو گیا

ومن لم يكن في دينه ذا بصيرة

اور جو شخص اپنے دین میں بصیرت نہ رکھتا ہو

فتنوا مورا المين علمها لكم

تم ان امور کے پیرو ہو گئے جنکا تمھیں علم تھا

وَتَشْكُرُ مَا أَبَدَى الْمُهِيشُ عَزَّتِي

اور خدا نے جو ہماری عزت ظاہر کی اسے تو انکار ہے

وَبَوْنُ بَعِيدٍ بَيْنَ شَلِقٍ وَقَرْنِشَا

اور چھوٹی مچھلی اور ہماری بڑی مچھلی میں بڑا فرق ہے

وَسَخْنُ بِحَمْدِ اللَّهِ نَلْنَا مَدَارِجَا

اور ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے مدارج تک پہنچ گئے

أَحَاطَتْ بِهَا أَلْوَانُ الزَّمَنِ كُلِّ جَانِبٍ

ہر ایک طرف سے وہیں نور محیط ہو گئے ہیں

وَيَنْمُو مِنَ الرَّحْمَنِ حَقٌّ مَطْهَرٌ

اور خدا کی بات نشوونما پاتی ہے

وَاللَّهِ إِنِّي مُؤْمِنٌ وَمُحِبٌّ

اور بخدا امین مومن اور محبت خدا ہوں

وَنَذْكُرُنِي كَالْمُفْسِدِينَ تَحْقِرًا

اور مجھے تحقیر سے تو یاد کرتا ہے اور

أَتَفَرِّمُ سَكِينٍ مِّنْ قَلْتِ النَّهْلِ

اے سکین کیسے تم قلعہ کی وجہ سے

وَمَا الْفَخْرُ إِلَّا بِالتَّقَاةِ وَبِالْهَدْيِ

اور فخر محض ہر سیر نگاری کے ساتھ ہے

نَسَبٌ وَقَدْ شَهِدْتُ صِدْقَ وَابِتِي

تو مجھ کو گالی دیتا ہے اور میرا صدق اور میری شان کی گواہی

عَلَى أَسْفَلِ رَأْسِي لَعْنَةُ حُلِّ حَبَدٍ

مندی کے سر پر ایک مجسمہ دہا

أَتَعْرُو إِلَى الْاِفْتِرَاءِ ضَبَابًا تَهْ

کیا میری طرف جنابت کو افتراء کی تہمت کرتا ہے

وَلَا تَنْتَهِي بِلِ الْبَحَائِنِ شَمْسِي

اور بارش نہیں آتا بلکہ یہاں تک کہ طرح خوش ہوتا ہے

فَبَلَعَكُمْ كَالْقَرْشِ يَا أَهْلَ عَمَلِقِ

پس تم مجھ پر بڑی مچھلی کی طرح گلے لگے اور ظالمو

وَصَرْتُمْ كَيْسِيَّةَ أَوْخَشِيَّةٍ قَدْ هَدَرَ

اور تم مردہ کی طرح ہو گئے یا توٹی ہوئی گاڑی کی طرح

وَمِنْ أَفْقَانِ شَمْسِ الْحَاسِ تَشْرِقُ

اور ہماری رفیق سے آفتاب محاسن طلوع کرتا ہے

وَمَا كَانَ مِنْ غَوْلٍ فِيفَتِي وَسِجِقِ

اور جو شیطان کی طرح فرمودہ فنا ہو جاتا ہے اور نقصان

أَعْنَتْ عَلَيْنَا يَا بَنِي الْجِدِّ لَعَلِّ

کیا تو ہم پر خدا تعالیٰ کا دروازہ بند کر رہا ہے

تَقُولُ فَقِيرٌ مُّفْلِسٌ بِلِ كَدِّ حَقِّ

کہتا ہے کہ ایک محتاج ہے مفلس کی طرح ہی جو بالکل غنی ہو

بِمَالٍ قَوَالِدٍ قَبَاةٍ وَشَتَقِ

مال اور اولاد اور رتبہ اور نوکر چاکر و سر نوکر کا

وَلَا مَالٌ فِي الدُّنْيَا قَلْبٌ يَتَعَيَّ

اور دنیا میں کوئی مال ہر سیر نگار کی طرح نہیں

وَأَنَّ الْفَتَى بَعْدَ الْبَصِيرَةِ يَعْتَقِي

اور مرد آدمی بصیرت کے بعد بد گوئی سے بھر جاتا ہے

حَيْثُ صَحِيحٌ الْقَوْلُ مُفْلِقٌ

یہ حدیث صحیح ہے تو سنی بنی و ملی کا قول نہیں

وَقَدْ عَصَمَنِي رَبُّ الْوَرَى مِنْ مَخْلَقِ

اور خدا نے مجھے جھوٹ بولنے سے بچا یا ہوا ہے

وَكَلِّهَ لَوْ مَزَّقْتَ كُلَّ مُمَرِّقٍ

سچائی سے دوستی رکھتا رہا ہوں اگرچہ کڑی کڑی کمر کھاتا

وَذَقْنَا أَشْرَابًا مِمَّا يَتَذَوَّقُ

اور ہم نے ذرہ شربت پیا جو وقتاً فوقتاً پیو کر زندہ کرتا ہے

تَرَكْتُ غَيْرَ الْمَاءِ مِنْ حُبِّ غُلْفِقٍ

تو نے اچھا پانی کافی کی خواہش سے ترک کر دیا

وَعَيْنَاكَ مِنْ جَذَلٍ عَمَّا تَتَشَفَّقُ

اور تیری آنکھ ایک موٹی بڑکے اللہ جانے سے چھپ رہی ہے

وَتَكْرَهُ رِضًا مِنْ عَيْنِ مَلِيقٍ

اور تجھ پر رون کے باغ سے ہر ہیز کرتا ہے

وَأَنْتَ كَخَفَاشٍ الدَّجَى تَتَابِقُ

اور تو خفاش کی طرح چھپتا ہے

فَتَعْلَمُ أَنَّ مَتْنًا عَلَا أَيْنَا الشَّقَى

پس سیکھ لے جسے معلوم ہو گا کہ ہم دونوں کو کون سا شقی

وَإِخْرَاجَ كُلِّ قَلٍ مَلْفِقٍ

اور دوسرا ہر ایک رطب یا بس کی پیروی کرتا ہے

وَقَلْبًا كَمَوَاةٍ وَنَفْسًا كَسَلِيقٍ

اور تیرے دل کو لایہ دانہ جنگل کی طرح اور تیرے نفس کو بنجر زمین کی طرح

فَلَا يُؤْنَسُ الْوَحْلُ الْمَزْلُ وَيُزْمَقُ

پس مہلک بنیو اور کچھ کو نہیں دیکھتا اور پھسل جاتا ہے

فَأَنْتَ لَكُمَا تَبِيدَ رَبِّ مَوْفِقٍ

پس خدا کی تائید سمجھیں کہ ان سے

لَكُمَا يَهَا الرَّاغِبُونَ رَمَى الْخَلْقِ

ایک دوسرے کو جو محض دروغ گوئی سے گالیان دے رہے ہو

نَشَأْتُ أَحِبَّ الصَّدَقَ طِفْلًا وَفُتَا

میں بچپن سے جوانی اور بچہ لڑکے زمانہ تک

شَرِبْنَا زَهْلًا لَا يَكْدُرُ صَفْوَةً

ہم نے وہ پانی پیا جو بیکسی مناسبتی کہ نہیں ہوتی

عَجِبْتُ لِعَقْلِكَ يَا أَسَدَ بَرِّضْلًا لَدَا

تیری عقل پر اس کے فخر و عظمت کے لئے تعجب ہے

أَنْبَصَرْتُ فِي عَيْنَيْ عَمَّا الْفَكَ الْفَدَى

نیراتہ اپنے آنکھوں کی آنکھوں میں ایک تنکا دیکھتا ہے

عَمَّا بَدَا إِذْ ذِي سَقَايَ عَقْفَقِل

نواب سے پہلے تیرے تیرے نبیوں میں مرنے والے

مَنْبَلِي الْهَدَى وَالشَّمْسُ ضَمَّتْ نَقَابَهَا

نواب سے پہلے ہدایت اور سورج نے برقعہ اتار دیا

وَسَمِعْتُ بِنِي أَشَقَى الرَّجَالَ عَصَبًا

اور میں نے انام تو نے اشدی الرجال رکھا ہے

وَهُوَ أَيْسَوَى الْمَرَانِ هَذَا مُحَقَّقٌ

اور ایسے وادی برابر نہیں ہو سکتے کہ ایک میں جو حق ہو

إِذَا رَأَسُكَ الْمَنُحُوسُ قَضَرًا مِّنَ النَّهْيِ

تو جب تیرے سر کو منسلک نہائی دیکھتا ہوں

مَتَى ضَلَّ عَقْلُ الْمَرْءِ ضَلَّتْ حَوَاسِيهِ

جب انسان کی عقل گمراہ ہو جاتی ہے تو مانتے ہی حواس بھی گمراہ ہوتے

كَذَلِكَ فَتَمُزَّعُنَايَ وَنَقْمَةُ

ای طرح تم غمناک اور کینہ سے سرگئے

إِنِّي الْكَفْرُ أَشَالُ جَفَاءً وَغُلَظْتُ

کیا کافر زمین ظلم اور کوشش میں مختار کوئی نہ ہو پایا جاتا



اَهْلُهَا هُوَ التَّقْوَى الَّذِي فِي جَمْعِهِمْ  
 کہا یہی تمہاری جماعتوں کا تقویٰ ہے  
 وَقُلْتُ لَكُمْ تَوْبُوا وَكَفُوا لِسَائِكُمْ  
 اور میں نے تمہیں کہا کہ توبہ کرو اور زبان کو بند رکھو  
 وَلِلَّهِ آيَاتٌ لِّتَأْمُرَ اِمْرًا  
 اور خدا کے یہ ہدایتی امر کی تائید میں کئی نشان ظاہر کئے ہیں  
 عَلَى قَلْبِ اَهْلِ اللّٰهِ نَزَلَتْ سَكِينَةٌ  
 اہل اللہ کے لیے سکینہ نازل ہوئی  
 اِيَّاكَ اَعْنِي اِنَّ السَّعَادَةَ فِيْ اَنْتُمْ  
 یہ میرے احسب کرنے والے ہیں اے اللہ! اے نبی! جنتی میں ہیں  
 اِذَا ثَبَّتَ اَنَّ الْمَوْتَ لَا يَدْتَدُكَ  
 جب کھائے کہ موت ضرور ہے  
 وَلَا يَفِيْلُهُ الْاِنْسَانُ اِلَّا بِصِدْقَةٍ  
 اور انسان محض صدق سے نجات پاتا ہے  
 وَمَا اَنْفَحْتَ شِدْقَكَ لِسَبِّ الْهَجَا  
 اور تو نے گالیوں کے لئے اسے منہ کھلا ہے  
 وَاِنْ يَسْقَاهُ الْجِسْمُ مَلْحَمًا شَفَا  
 اور جسم کی بیماری قابل شفا ہے  
 وَكَوَاللّٰهِ لَوْ لَا حَرْبِيْ لَمَتَدَّتْ رِي  
 اور بخدا اگر میرا حرب نہ ہوتا  
 وَاِنْ كُنْتُ قَصِيْدَتِيْ هَذِهِ لَكُمْ  
 اور میں یہ قصیدہ تمہاری مقابلہ کیلئے لکھا کرتا  
 بِكُمْ اَرَاكُمْ اَوْ كَاخْمَرَةِ الْعَمَلِ  
 میں تم کو لگوں کی طرح دیکھتا ہوں یا لگوں کے لہو کی طرح

اِنَّكَ اَلَامُورِ وَمِثْلَهَا شَأْنٌ مَّتَقَى  
 کہا یہ امور اور انہی مانند متقی کی شان کے لائق ہیں  
 فَاِذَا كَانَ فِيْكُمْ مِنْ يَتُوبُ وَفِيْكُمْ  
 پس تم میں نہ ہی یہی ایسا سختی کہ توبہ اور تقویٰ کی عین ہے  
 وَاَنَا كُنَّا بَعْضُهَا لِلْمُخَفِقِ  
 اور بعض کو ہم نے محققوں کے لئے لکھا ہے  
 وَقُلِبْكَ يَا مَعْتُونَ يَعْوِي وَيَهْقُ  
 اور یہ احوال نقشہ میں پڑھو کہ گمراہ کیلئے آواز کر رہا ہے  
 فَخَفَّ قَهْرِيْ حَافِظُ الْحَقِّ وَاتَّقِ  
 پس خدا کا خوف خدا سے ڈرو اور اللہ کی بات بارگاہ  
 فَتَوَاتُ الْفَقِيْ خَيْرٌ لِّمَنْ يَتَّقِ  
 پس ہر کام کا مجموعہ ٹھیکہ ہو جائے  
 وَكُلُّ كَذِبٍ لَا مَحَالَةَ يُوْجِدُ  
 اور ہر ایک دروغ گوئی کو سزا ملے گی  
 وَتَكْذِيبُ اَهْلِ الْحَقِّ لَا تَخْلُقُ  
 اور راستہ کی تکذیب کو تباہی کی تباہی پیدا کرتا ہے  
 وَلَيْسَ رِجْوَاعِيْ الدِّكَالِ اِلَّا الْمُسْتَقِي  
 مگر رجعت والوں کی کسی دوکان نہ ہو  
 نَهِيْكَ تَخْطُ ضَلَالَةَ سَجْدِ لِسْتَمَقِ  
 تو تو کو نہ ہی ایسا ہوا رہے یا آراہن کو لہو کی تباہی  
 فَخَرَّ مِنْكُمْ مَنْ كَانَتْ رِيْطُ الْبُغْيِ  
 پس تمہاری گروہ میں سے بغی کی ریت کی تباہی  
 عَذَابُ طَائِفِ السَّنَمِ لَوْ رُجِعَ لَمْ يَلْقُ  
 اور تھائی زبان کی روانی کی تباہی کی تباہی  
 كَوَاللّٰهِ لَوْ لَا حَرْبِيْ لَمَتَدَّتْ رِي



انحسب ان القول قول ايجاب  
 کیا تو گمان کرتا ہے کہ یہ قول غیروں کا تو رہے  
 فہا ہی الاکلمۃ قیل مثلہا  
 پس یہ تو ایسا کلمہ ہے کہ پہلے ایسا کہا گیا ہے  
 فہلک انعلم منشاء لی کتمہ  
 پس فکر کر گیا ایسا منشی عجیب معلوم ہی جو بیہوش چھپا رہا  
 انتحش کذب الیس عندک شہادہ  
 کیا تو ایسا جھوٹ تراشتا ہے کہ اپنے تریس کو بی گواہ نہیں  
 رضیت بحکاکات ابلیس شفوۃ  
 شیطان و سواوس کے ساتھ تورانی ہو گیا  
 اتکر ابنتی وقد شہدتہا  
 کیا تو دیدہ و دیدہ میرے نشانوں کی عراض کرتا ہے  
 وقد ما التم عک المتضر  
 اور آتم تیرا چپا انصافی مرگ  
 رینم حوازیکم من اللہ ربنا  
 تو تمہے خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنی سزائیں دیجھلین  
 وقد قطع ربی انف الجمع کلہم  
 اور میرے خدا نے تمام مخالفوں کی ناک کاٹ دی  
 تکف قلبک صد ظلمت الشقا  
 تیرے دل پر کھلا شقاوت محیط ہو گیا ہے  
 وقد ضاع ما علمت انکنت عالما  
 مگر تو عالم تھا تو تیرا سب علم برباد ہو گیا  
 اداک ومن ضاہاک رب جہنۃ  
 میں تجھ اور تیرے امثال کو جہنم کا ریور دیکھتا ہوں

وقد صب من عینی کما غفر  
 مالا کہ میری شہیت یاں نہیں دایک طرح گرا گیا ہے  
 فقالوا اکان علیہ حق مکشف  
 اور لوگوں نے کہا کہ اکی و سرون نے مدد کی ہے  
 فیما والقضائد لی بحجر التاب  
 پس دیکھ کے پوئیہ ٹیکر قضیدہ نکھتا ہے  
 علیہ وتبخر کالکلا و ترغی  
 اور کتون کی طرح جھوٹا اور سر یاد کرتا ہے  
 واثر سبل الغنی یا یہا الشقی  
 اور مگر اسی کی راہیں الشقی تو نے اختیار کیں  
 العرض عن حق مبین مزوق  
 کیا تو کھلے کھلے اور آراستہ حق سے الگ کرتا ہے  
 وقد حق ان شعی لحاکم و مخلوق  
 اور جو ہو کہ تمہاری دائرہ بیان باور لیا میں اور نہ ہی مالین  
 و ملکم کیوت المفسد المخلوق  
 اور تم اس طرح مر گئے جسطرح مفسد درد نگہ کرتا ہے  
 واخری العدا و اباد کلا بما زق  
 اور دشمنوں کو رسوا کیا اور بکریاں ہلاک کر دیا  
 فما ان اری فیک الہدایت تشرق  
 پس میں نہیں دیکھتا کہ ہدایت تجھ میں چمکے  
 کز بر اذا جملت علی ظہر زہلق  
 ان کتون کی طرح جبکہ گدھے پر لادی جائیں  
 تلابعضکم بعضا کاحق انرق  
 بعض بعض کچھ کچھ جیسے ناوان شتاب کار

رَبِّكُمْ عَوَاقِبُكُمْ بَنَزَكَ سَفِينَتِي  
 تَمَنَّى بِرَبِّهِ سَفِينَتِي كَيْ تَرْكُ سِرَاسِنَا اِنْجَامِ دُكْهِ لِيَا  
 وَعَنْدِي عِيُونُ جَاتِيَا مِنْ اَلِهَتِي  
 اور میرے پاس ہدایت کے چشمے جاری ہیں  
 وَاعْطَيْتُ عِلْمًا اَعْلَاءَ الْعَيْنِ قِرَّةً  
 اور میں خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہوں جو کچھ کوٹھ اکابر  
 وَاِنِّي اَرَى الْعَادِيْنَ فِي تِيْمَتِ السَّقَا  
 میں نے ظالموں کو شقاوت کے جنگل میں دیکھا ہوں  
 وَلَوْ لَئْتُ دَجَالَ لَدُنِّي اَضْرَبْنِي  
 اور اگر میں دجال اور دروغ مہوتاؤں پر ہتھی  
 دَعَاؤُكُمْ سَبَّوْا اَتَّكِدُوا فَيُجَبِّوْا  
 انھوں نے بد و مائیں کہیں پھر گالیاں دیں پھر کہیں پھر ناپسند  
 يَنَازِعُوْا قَوَامٍ وَيَسْتَدْ حَرْبُهُمْ  
 تو میں جھگڑاتی ہیں اور ان کی لڑائی سخت ہوتی ہے  
 فَلَيْتَ يَقُولُ الزَّمَقْلُ اِفْتَضَا حَرْبًا  
 پس کاش کہ مخالف جماعتوں کی عقلیں کبھی ہوا ہی ہو  
 وَمَا اَنَا اِلَّا مَسْأَلٌ عِنْدَ فَتْنَةٍ  
 اور میں فتنہ کے وقت ایک مسئلہ ہو کر آیا ہوں  
 وَلِي قُرْبَةٍ شَدَّ اَعْلَى عَصَا مَهَا  
 اور میری ایک مشک ہے جس کا بند میری پر مضبوط کیا گیا ہے  
 فَهَنْ اَتَنِّي صَدَقًا كَطَشَانِ سَاعِيَا  
 پس جو شخص صدق کے ساتھ میری طرح دوڑتا ہو میرے پر  
 فَهَمْ شَاهِدًا لِلَّهِ اَنْ كُنْتُ خَا شِعْهَا  
 ہو کر تو خدا کے کوشش کرتا ہوں تو وہ اسی کے لئے مقرر ہوا

وَضَاعَتْ خِلَايَاكُمْ وَفَعَمَّ مَغْرَقُكُمْ  
 اور تمہاری جگہاں برباد ہو گئیں اور غرق اور ان کی گہرائی  
 هَيْبًا لِّلرَّجُلِ قَدْ دَنَا هَا لِيَسْتَقِي  
 اس آدمی کو وحش ہو گیا ہوں کہ انسان نزدیک ہوتا پانی پیے  
 وَنُورًا اَعْلَى وَجْهِ اَلْخَالِفِ يَبْزُقُ  
 اور نور دیا گیا ہوں جو مخالف کے منہ پر تھکتا ہے  
 وَ مِنْ جَاءَنِي صَدَقًا فَهَذَا خَلْ جَوْسَقِي  
 اور جو صدق کو ساتھ میری پاس گیا وہ میری قلعہ میں داخل کیا  
 عِدَاؤُهُ مِنْ يَدِ عَوَالِي لَدَوْنِ  
 عداوت ضرر نہایتی ہے جو میری ہلاک ہونے کی طرف دھاوا کرتا تھا  
 مَا حَفَظْتَنِي عَيْنُ رِبِّ مَرْمَقِ  
 کیونکہ خدا تعالیٰ نے مجھے بچھڑا لیا وہ جو ہلکتے بچھڑا لیا نظر میں  
 فَيَعْلِي اَلِهَمِنْ كُلِّ مَنْ كَانَ اَصْدَقِ  
 پھر خدا تعالیٰ اس شخص کا عطا کرے جو اس کے نزدیک صادق ہو  
 يَصِلُنَ اِلَى حَقِّ مَبِينٍ مُحَقَّقِ  
 پہنچنے والے حق کو پالین  
 وَقَدْ جِئْتُ مِنْ رَبِّي كَرَامٍ مُعَفَّقِ  
 اور میں اپنے رب کی طرف سے ایسا ہوا ہوں جو بکریوں  
 لَا رَوَى اَوْ اَمَّا بَمَاءٍ اَغْدَقِ  
 تاکہ میں قوم کو بچھڑا دے یا پانی کی سیراب کروں  
 يَجِدُ كَاهِلِي هَذَا ذُلًا لَا مُسْتَقِي  
 میرے اس بوند کو بائیں صلب کرنے والا کیونکہ مجھ کا ہوا پانی کا  
 وَ اَكْرَمُ نَاسٍ عِنْدَكَ فَاتْلُ سِتْرِي  
 اور خدا کے نزدیک بزرگ آدمی وہی ہے جو اولیٰ اور نیک ہے

بچھڑا لیا

بچھڑا لیا

وذلك مترين روحى وترعى

اور یہ جدید بر مجھیں اور میری فریاد گاہ میں

فواها لہ ولوجہا المستلق

پس کیا اچھا وہ ہو اور کیا اچھا اسکا منہ چکے والا

وانى لا ولى من نوى كل بلق

اور میں پہلا شخص ہوں جس پر ایک پوئلہ کو صیغہ کر دیا کہ

فمن من يشاهد بعض هذه التعلق

پس اس شخص سے جو چہ جو اس تعلق کو دیکھیں والا ہے

ففى القرب يحينى وفى البعد يبق

پس وہ قریب میں زندہ کرتا ہے اور دور میں ملاک کرتا ہے

فتيص رسول الله أبض أخلق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قمیض جو بہت سفید ہے

واعطيت سيفاً جذاصل الخلق

اور میں وہ تلوار دیا گیا ہوں جو خرد و غلو کی کی کاٹ دی

فان كنت تطلبها ففتش وعنى

پھر اگر تو ان علامتوں کو طلب کرتا ہے تو تعیش کر اور سوچ

حفا فاك ناراً فانتى ايتها الشقى

اور وہ لوگ نہ تیرے پاس ہیں کہ تیرے ہر چیز کا پیر سے پاس آ جا

فاليقنت ان شريف قومي سيلتقى

پس میں یقین کیا کہ جو میری قوم کا شریف ہے وہ ضرور مجھ سے

عباد القبول بسيف العشق

بند و نحو جو عشق کی تلوار سے قتل کئے گئے جن کے گا

يخذ رؤس للعشدين ويفرق

مفسدوں کے سر کاٹے گا اور جدا کرے گا

وقد كنت لله الذى كان عجائى

اور میں اس خدا کیلئے ہو گیا جو میری پناہ ہے

رمت وجوها ثم اشرت ونبهت

پس کئی منہ دیکھو پس اسکا منہ اختیار کر لیا

احب بروحى فالىق استم والنوى

میں اپنی محبت کے ساتھ اسکو دیکھتا ہوں جو دانہ اس کے جسم سے نکلتا ہے

ولله اسرار ربنا يشق وجہ

اور خدا کو اس نے عاشق کے ساتھ مسید میں

لحجى خواص في الود مال و فرقة

میرے دوستوں کو وصال اور بدانی میں خواص میں

واعطيت من بيتى فمتبى خلافتى

اور میں اپنے پیار کو کس طرح منصب خلافت دیا گیا ہوں

واعطيت على الفقه علمي

اور میں فتح کا بھٹا اور حضرت علی علیہ السلام کا جھنڈا دیا گیا ہے

فلك علامات على اصدق دعوى

پس میرے صدق دعویٰ پر یہ علامتیں ہیں

وان صراطى مثل جبر على المظى

اور میری راہ دو رخ پر چل ہے

اذا ما تخامتنى الارا نزل كلهم

اور جب تمام رز یوں نے مجھے چھوڑ دیا

امرى الله يخزى الفسقين ويصطف

میں چھتا ہوں کہ حد تک فاسقوں کو رسوا کرے گا اور اپنے

ويأتى فان ان لبى بفضل

اور وہ زمانہ آتا ہے کہ میرا رب اپنے فضل سے

وَقَدْ صُفِّتْ كُلِّي كَيْفَ سَجْنِ  
اور یہ دیکھو ہمینہ کی طرح صاف کھو گئے ہیں  
اِذْ عِنْدَ اسرارِ لُضْضِ لَمُفْتَا  
میں دیکھتا ہوں کہ نہ اندام عورتیں ہمارے ہمارے کی تکی ہوئے  
اِذَا خَرَجْتَ مِنَ الْعَيْطِ بَرِيْتَا  
اور جبکہ وہ ہووہ ہو زینت کو ساتھ نکلیں  
اِذَا مَا تَجَلَّى حَسَنُ مِنْ بَقَرَا  
اور جب اُن کا حسن اپنے نور کے ساتھ چمکا  
وَقُلْ مَنْ اَلْخُدَّانِ مَنْ كَاخْتِنَا  
اور شو قون میں ہو بہت کم ہوگا جکا حسن سہارا  
فَجَعَلَتْ بِهٖ ذَاتَ الْكُسُورِ لَنَا السُّوَا  
پس ہمارے لئے ان کو ساتھ نشیب و فراز کی راہ یہی کی گئی  
وَلَيْسَ كَشَرِ الْمَصَالِحِ لِمَرْيَعَتَا  
اور انسان کیلئے شرع صدر جیسی اور کوئی نعمت نہیں  
وَنَفْسٌ كِهْوَاةِ السَّبَاعِ مَبِيدَا  
اور بہت ایسی نفس ہیں کہ خجل کے درد و ن کی طرح ہمارے لئے  
فَمَا خَفَتْ صَوْلَتَهُمْ وَخَفَتْ اَمْرُهُ  
پس میں انکو حملہ سے نہیں ڈرا اور انکو کار و بار کو چھڑ جانا  
وَكَاثِنُ تَرِيٍّ مِنْ مَعْسَدِ هُوَ صَائِلُ  
اور بہت معسود تو دیکھو گا کہ وہ بچہ حملہ کر نیوالے ہیں  
تَجَلَّتْ مِنَ الرَّحْمَنِ اَنْوَارُ نَجَاتِي  
خدا کی طرف سے میری رحمت کو نور ظاہر ہو گئے ہیں  
سَيَنْصُرُنِي رَبِّي وَيُعَلِّي عِمَارَتِي  
معتز نے انجو مدد دیگا اور میری عمارت کو بلند کریگا

فَقَرَّبَهُ اِلَيْهَا مَقْلَبَةُ الْمَتَابِقِ  
پس تیرے بکریتو الکی نظر اسکو ملے گا کہ دیکھتی ہے  
وَمِنْ عَيْنِهَا بَاعْدَانِ كَالْمَتَابِقِ  
اور غزون دیکھو ہمینہ والیوں کی طرح دور ہو گئیں  
فَاَصْبَى رَشَاقَتَهُنَّ قَلْبُ مُرْمَقِ  
پس اُن کا حسن اندام و بخت و الوہما دل لے گیا  
فَرَحَتْ كَجَالِيَةِ ظَلَامٍ يُغْشِقِ  
پس انہیں ہیرا یون چلا گیا جیسا کہ وہ لوگ بوائے گھر و شہر آواہ  
كَحَسَنِ عَدَارَانَا وَخِدَا بَرِيْتَا  
ان بارہ مضامین کی طرح ہوگا اور دس بار روشن ہوں  
وَالسَّتْ وَهْدَ الْجَائِرِينَ كَصَمَلِ  
اور میں تو ظلم کر رہا ہوں کہ اگر مہوں کو برابر زمین کی طرح دیکھا  
وَمِنْ اَرْدَاةِ الْاَوْقَاتِ وَقْتُ التَّارِقِ  
اور سب وقتوں میں زیادہ روشنی وقت تنگدلی کا وقت ہے  
بِهَ الدُّبِّ يَعْوِي كَالْاَسِيرِ الْخَنِقِ  
انہیں جیڑ یا پسین مارتا ہے جیسا کہ قیدی جسکا گلا گھونٹا گیا ہے  
بِمَا صَانَتِي رَبِّي بِعَيْنِ التَّوَمِقِ  
کیونکہ خدا نے مجھے اپنی رحمت کی آنکھ سے مجھے بچا لیا  
عَلِيَّ فَيَدْفَعُهُ الْخَفِظُ وَيَغْفِقُ  
پس خدا ایسی دشمن کو دفع کرتا اور اسکو تازہ یا نہ مارتا ہے  
فَمَا الْخَوْفُ اِنْ تَعْرِضُ وَاِنْ تَتَعَرَّقُ  
پس کچھ خوف کی جگہ نہیں اگر کوئی نہ رہ کر ہو یا بجل کرے  
فَهَذَا وَارْضُوا مِنْ لَفٍ وَاسْتَوْقِ  
اپنے اگر معلن ہو تو اس عمارت کو تہلیل و پسند لیا کرے اور

تبصر خصمی هل تری من علامتہ  
 ای میری دشمن خوب دیکھ کیا تو کوئی علامت پاتا ہے  
 اذ اما نقول هلم لا تبصری لنا  
 جب کہیں آ تو ہمارے مقابل پر آتا نہیں  
 دعوت فاکثر الدعاء لنکبتی  
 قہلے بد۔ عالمی اور میری ادب کیلئے بہت بد دعا  
 عرضنا علیکم رحمۃ امر ربنا  
 ہمتے ہر بانی دنیا رب کا امر تمہاری پیش کیا  
 وقلت لکم تبوا ولا تروا الحیا  
 اور میں کہا کہ توبہ کرو اور حیا کو مست چھوڑو  
 وانی حبست النفس عند فضولکم  
 اور میں تمہاری بجا اس کے وقت اپنی ستیں روکا  
 ووالله لا یخفی الصدق بقولکم  
 اور بخدا صادق تمہاری بات کساتے روانہ کیا جیگا  
 فتوبوا الی الرب الوری واستغفروا  
 پس خدا کی توبہ کرو اور گناہ کی معافی چاہو

بہا یعرف الذناب عند الحق

جس سے جھوٹا پہچانا جاتا ہے۔

و فی بیتک للنجس تہدی وترقی

اور اپنی نجس گہر میں نکھتا او اوپر پڑتا ہے

فوالله زدنا بعدہ فی التفیق

پس خدا ہم بعد اس کے شتم میں زیادہ بوسے

فلم یخفلوا الذرا وقد کنت استغفر

پس تم نے کچھ نہ دیکھا اور میں ڈرتا تھا

فزدتم عنادا واعتد یحکافسق

پس تم نے غلامی کو بڑھایا اور حکم زیادہ گذر گیا کہ فاسق بنو

صبوراً علی سب و شتم محرق

اور تمہاری گالیوں پر صبر کیا۔

ایرہق قزو حمن کان اصدق

کیا صادق کہ سنہ پر عبادت کرتی ہے

ولا تشروا بالحق عیشا مرق

اور تمہو پر حق کے لئے حق کو مست چھوڑو

## خاتمة الکتاب

ان کتابی ہذا اخر الوصایا للعلماء۔ الذین یضدو للتکذیب والاستمراء  
 یحسرو علیہم و علی ما اروا من حلالہ۔ انہم فتحوا علی الناس ابواب ضلالہ  
 فی زمن تطاثرت فیہ الفتن کستعلہ جوالہ۔ والناس کانوا تائبین فی مومایہ  
 بطالہ۔ فالقائم العلماء فی وہد مغتالہ۔ وجمعوا الہم قدائف جہالہ  
 لثما وقدوا قد انفہم بقیس وذبالہ وصاروا الہم کضغت علی انا لہ  
 واختاروا ملامہ الیہود۔ وسلکوا مسلك الغی والعنود۔ وما کانوا متہتین

فحافظت عليهم بعد ما اكدي الاستعطاف - ولم ينفع التعلق ولا يتلاف  
ولصار فيهم أهل قلب صاف - ولا فتى مصاف - وانهم رغبوا من العلم  
في المشوق المعالج - ومن الدار في الدارهم - وثرثوا طوائف اسرار فاق  
في الساعات - كرجل يتخطى رقائب الجماعة - او كثرية تتحرى طرق الشاعة  
وكانوا يعرفون شاني ومقامي - ورثوا ابني وسمعوا كلامي - واني اكثر لهما  
وصيتي حتى قيل اني مكثار - وما عرفت ان يبني اشرار - فما نفعهم كلامي وما  
وما استغفوا بتفصيلي واجمالي - وكان هذا اعظم المصائب على الاسلام -  
لو لا رحمة الله ذو الجلال والاكرام فاحمد لله على ما رحم وارسل عبدا بالايه  
واتر من البينيت المفضيت في قطع دابر المفسدين - انه احسن الى الخلق  
وانه حجتى - واطهر لهم ايتى - واعلا لهم رايتى - واما طحلبا بالشهد  
وما بقى الاجهام النعصبات - وابدى في تائيدى انواع العجائب - ونجا  
اولى الالباب مرجح الارتياب - وحان ان اطوى البيداء اقصر جناح  
القصة - واعرض عن قوم لا يبالون الحق بعد اتمام الحجّة - فاعلموا شئ الا ان  
صوفي روي عن كل من اهان من الظلمين المتجملين - وابتعد نفسى من المتكبرين الخاشعين  
واعلم الله ان لا احاط بهم من بعد واحبهم كالميتتين المدفونين -  
ولا اكلم الكافرين المكذبين - ولا اسب السابّين المعتدين - ولا  
اصبر وقتى لقوم مشرفين - الا الذين تابوا واصلحوا وجاءوني مشركين  
ودقوا باب طلب الهدايت - واسبقهم والشمل القلب كاهل الفوات  
وامسوا مع المؤمنين - وهذا اخر ما كتبنا في هذا الباب - ونعوذ بالله  
ان ينزلهم لعباده سبل الصدق والصواب - والحمد لله في المبدى والمآب  
وعليه توكلنا واليه ابينا واياه نستعين -

ربنا افنت بيتنا وبين قومنا بالحق واشهدك القادرين

# فہرست کتب موجودہ

۱	آئینہ کمالات اسلام مع تبلیغ ...
۲	کرامات الصادقین عینی تفسیر سورہ فاتحہ ...
۳	سیر الخلافہ ...
۴	نور الحق عربی مع ترجمہ اردو دو حصے ...
۵	الذوالاسلام ...
۶	رسالہ اسرار منیر ...
۷	اتقان الحجۃ عربی و اردو ...
۸	مکاتبت مقاس ایضی مہاشعہ امرت سر ...
۹	رسالہ اربعہ - انجام آتیم شدگان فیصلہ دعوت قوم مکتبہ تبلیغی مع ترجمہ فارسی ...
۱۰	شعہ فیضہ یعنی سابر کبادنی جو بی شصت سالہ حضرت ملک معظمہ ...
۱۱	البرکات الدعا ...
۱۲	آئینہ حق ...
۱۳	تصہ ہپارم براہین احمدیہ ...
۱۴	سنتین مع آریہ و ہرم ...
۱۵	نور القرآن حصہ اول ...
۱۶	نور القرآن حصہ دوم ...
۱۷	حاجۃ البشری ...
۱۸	انزال اودام ...

موجودہ در ذیل (۱۸)

میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

# استغناء

لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ  
وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثَمُ قَلْبًا  
وَاللَّهُ بِمَا  
تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ

گواہی کو ست چھپاؤ۔ اور جو شخص گواہی کو چھپائے اس کا دل گنہ گار ہے اور  
خدا جو کام تم کو بتا رہا ہے



مطبع ضیاء الاسلام قادیان دارالامان مین چھپا

۱۶ مئی ۱۹۷۷ء



I should also mention that those Materialists, who like the Aiyas, bewildered by the too accurate and unexpected fulfilment of the prophecy, and who being utterly devoid of spirituality are belogged by doubt will find it worth their while to peruse this book

I send this pamphlet to you so that after a careful consideration of the arguments I have given, you may give your impartial opinion as to the following points —

1. Has the prophecy about Lekh Ram been actually fulfilled?

2. If so can it be said that the prophecy is supernatural, that is, neither a design of man nor a mere accident, but a special manifestation of the Divine powers, which may be termed a revealed prophecy?

And communicate the same with your arguments in support of your views to

Your ever faithful,

MIRZA GHULAM AHMED,

KADIAN

*Dated 1st May 1897.*

*Chief of Kadian.*

Guidaspur District,  
Punjab.

~~as~~ You should not conceal your testimony, and he who does conceal is surely wicked minded ; and God is perfectly aware of what you do.—(Sura Baqar R. 38).

---

SIR,

I beg to enclose herewith a copy of the pamphlet named "Istifta."\* The motive which has led me to write it is, that the Aryas entertain quite a false notion that Lekh Ram was murdered at my instigation. I am inclined to excuse them for this, as they are entirely ignorant of the supernatural origin of prophecies, and according to their belief inspiration and revelation from God belonged only to the hoary antiquity, now they have become extinct, in other words the Divine influence is not eternal, but a thing of the past. Therefore they cannot reconcile the prophetic phenomena with the present age. However a study of the pamphlet, it is hoped, will not only clear me of any participation direct or indirect in Lekh Ram's murder, but will also be useful to those who deny the existence of prophetic revelation in this age, and who consider the power of telling future events inconsistent with the laws of Nature. At any rate this pamphlet will probably be interesting and instructive to those who sincerely seek a reply to the questions ;—(1) "Is there a God at all"?; (2) "If so, does He reveal future events to His *Elite*."? I have answered these questions by fully explaining such reasons as conclusively prove that the prophecy about Lekh Ram was actually revealed by God, and that it was altogether out of the province of man's capabilities and device.

I have repeatedly said that Lekh Ram had challenged me to make the prophecy concerning himself which if it were fulfilled was to be the sole criterion of the truth or falsehood of Islam and the Arya faith. And when the prophecy was made, both the parties agreed to give it a very wide publication and awaited the result most anxiously. At last it has been most clearly and definitely fulfilled. The most curious phase of the prophecy, which has been very thoroughly discussed in these pages, is, that it was published in clear and unequivocal words in the "BURAHIN-I-AHMADIYAH" about seventeen years ago when Lekh Ram was a mere boy of twelve or thirteen years. The readers of this pamphlet must carefully consider this fact which, I believe, will improve their faculty of discernment, and by clearly shewing them the difference between Divine and human powers, will settle their thoughts and satisfy their minds.

It would not be out of place to invite your attention to another of my books—"SIRAJ-I-MUNIR" or "THE BRIGHT SUN,"—which deals with this important question from another point of view. All the prophecies which were made and literally fulfilled before Lekh Ram's death, have been collected therein, and a few of them concerned some other Aryas who are still alive to bear testimony to what they experienced in their own cases. If any of my readers before attempting a reply to this pamphlet should like to see the "SIRAJ-I-MUNIR" it shall be sent to him with great pleasure.

---

\*Istifta is an Arabic word and means to consult a learned man for an opinion.

مطبوعہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُحَمَّدٌ وَصَلَّى عَلَى سُلَيْمَانَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صاحبِ مین - میں اس چٹھی کے ہمراہ آپ کی خدمت میں ایک رسالہ بھیجتا ہوں جس کا نام استغفار ہے اس رسالہ کے  
لکھنے کی ضرورت یہ ہوئی ہے کہ آریہ قوم نے حد سے زیادہ اس بات پر زور دیا ہے کہ لیکچر اہم اس شخص یعنی اس راقم کی سازش  
سے قتل ہوا ہے اور میری دانست نیز وہ کی قدر معذور بھی ہیں کیونکہ وہ الہامی پیشگوئیوں کی فوق العادت طریق سے ہر ایک چیز  
میں وجہ یہ کہ ان کے عقیدہ کی رو سے ہزار مابرس سے الہام الہی پر مہر لگ چکا ہے اور خدا کا کلام آگے نہیں بلکہ پیچھے گیا ہے اسلئے  
وہ کسی طرح سمجھ نہیں سکتے کہ خدا کی طرف سے ایسی پیشگوئیاں بھی ہو سکتی ہیں۔ بہر حال ہمارے ماتہ میں جو اپنی بریت کے وجہ سے  
ان کا بیان کر دینا نہ صرف لیکچر اہم کے حامیوں کے ہتھاتھ کو مٹانا ہے بلکہ ایسے لوگوں کے معلومات کو بھی وسیع کرنا ہے۔  
جو اس زمانہ میں کسی الہامی پیشگوئی کے نفس معنوم پر بھی اعتراض رکھتے ہیں اور غیب کی باتوں کو قبل از وقت بیان کرنا قافو  
قدرت کی خلاف خیال کر رہے ہیں غالباً یہ رسالہ ان لوگوں کے لئے بھی دلچسپ اور موجب زیادت علم ہوگا جو دلی شوق کے ساتھ  
اس بات کی تفتیش میں ہیں کہ کیا یہ حقیقت میں موجود ہے اور کیا وہ قبل از وقت کسی پر غیب کی باتیں ظاہر کر سکتا ہے اسی غرض  
اس رسالہ میں تمام ایسے وجوہ بیان گنج گوی ہیں کہ جو بخوبی ثابت کرتے ہیں کہ وہ پیشگوئی جو لیکچر اہم کے بار میں کی گئی تھی وہ واقعی طور پر خدا  
کی طرف سے تھی اور کسی طرح ممکن ہی نہیں کہ وہ انسان کا منصوبہ ہو یا انسان اپنے قادر ہو سکے اور اس بات کو ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں  
کہ اس پیشگوئی کی درخواست لیکچر اہم نے آپ ہی کی تھی اور اسکو اسلام اور آریہ مذہب کے امتحان صدق و کذب کا سبب قرار دیا تھا اور پھر  
اس کے رفیقین کی باہمی رضامندی سے دو لوفرن نے بڑی زور سے اس پیشگوئی کو شل کر لیا تھا اور طرح پہلو اولی گشتی ہوئی جو اس طرح ہوئی کہ وہ  
کا اس پیشگوئی پر خیال لگا ہوا تھا آخر بڑی صفائی سے یہ پوری ہوئی۔ اس پیشگوئی میں یہ بات نہایت عجیب ہے جبکہ مزید بر دست دلائل کے ساتھ اس رسالہ  
میں بیان کر دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ پیشگوئی باوجود ۱۹۰۷ء کے ہندوستان میں لیکچر اہم قتل ہوا ہے اور اس کے بعد ہمارے کتاب برائین احمدی کہ ایک الہام میں بھی  
صفائی سے ذکر کی گئی ہے اور برائین کی تالیف کا وہ زمانہ تھا کہ شاید اس وقت لیکچر اہم ۱۹۰۴ء برس کا ہو گا یہی وہ بات ہے جو خوب غور سے سوچنا چاہئے  
اور یہی وہ امر ہے جس سے منکر کی ترقی ہوئی اور خدا کے فضل اور انسان کے فعل میں کھلا کھلا فرق دکھائی دیا اور دل میں سکینت اور اطمینان  
پیدا ہوا ہے اور غالباً آج کل اس کا بیان کرنا بھی معینہ نہ لگا کہ یہی بات ایک دو برس رسالہ میں جہاں نام سراج حیدر ہے اپنی برت اور سچائی کے لئے  
ایک اور سلسلہ کو اس طرح پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مزید وہ تمام پیشگوئیاں جو لیکچر اہم کے مزید پہلو پوری ہو چکی ہیں رسالہ مذکورہ میں جمع کر کے لکھا ہے  
اور نہایت لطیف طور پر اس کا نظام دکھایا ہے انہیں پیشگوئیوں کے بعض ایسے آریہ بھی گواہ ہیں جن کا وہ میں یہ پیشگوئیاں کیلئے تھیں جو میرے نزدیک سچ ہو گا  
کہ جو صاحب اپنی اس کٹھن گرفت پر آمیزہ فیضنا مناسب سمجھیں وہ مجھ سے طلب کریں میں وہ رسالہ ان کی خدمت میں روانہ کر دوں گا اور یہ بات بھی جان کر  
قابل ہو کہ کیا کر آریوں کو اس پیشگوئی کے بار میں ناحق کے شبہ میں جنکی وجہ سے اس کے کچھ نہیں کہ پیشگوئی کی عظمت کے انکو حیرت میں ڈال دیا ہے ایسا ہی ہر  
معاذ اللہ مولوی بھی جو روحانیت سے بے بہرہ ہیں اسی گرداب میں پڑے ہوئے ہیں۔ سو ان کے لئے بھی یہ رسالہ مفید ہوگا بشرطیکہ وہ غور سے پڑھیں اور یہ رسالہ  
پیشگوئی کے ذریعہ سے آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے کہ آپ اس کے وجوہ تائید میں کردہ پھر کر کے اپنی دلی انصاف سے تقاضا کر دے کہ وہ غور سے لکھیں کہ خداوند  
کی رو سے جو ہوتی ہے کہ لیکچر اہم کو برائی نسبت جو پیشگوئی کی گئی تھی کیا وہ فی الواقعہ پوری ہو گئی یا نہیں اور کیا وہ اصل میں جو فوق العادہ ہے وہ نہیں جسکی نسبت فوق کرنا  
میں کہ میں کہ وہ انسان فی منصوبہ اور نہ اتفاقاً نہ ہو بلکہ خالق کا وہ خاص فعل ہے جو الہامی پیشگوئی کہنا چاہئے اسلام میں اللہ راقم غلام احمد قادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 عن فضل علی بن ابراہیم

# استفتاء

کیا فرماتے ہیں بزرگان اہل النظر و اہل الرائے کہ یہ الہامی شہادتیں جو ذیل میں بھی جاتی ہیں اس پر نظر  
 ڈالنے سے اطمینان کے لائق یہ نتیجہ نکلتا ہے یا نہیں کہ جو پیشگوئی لیکھرام کی موت کی سبب ہو گئی  
 تھی ۱۰۰۰ قریب طور پر پوری ہو گئی ۹ اگر انکی سامنے میں پورے یقین اور اطمینان کیساتھ نیچے لکھی ہوئی  
 پیشگوئیوں سے جو بطور وثیقہ شہادتیں کمالیہ صفائی سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ وہ تحریریں انسانی  
 اشکون اور مصدوبوں کے سر اور فون العادۃ ہیں تو محض قدر سچائی کی بدولت جو جو ان مردوں اور بہادروں  
 اور خدا ترس مندوں کا کام ہے بغیر قصد و نیت اس خصوص کے ذیل میں ایسی گواہی ثبت کریں۔ مجھے  
 نص ہے کہ خدا تعالیٰ انکو اس سچی گواہی کا اجر دے گا۔ اور دنیا اور دین کی عافیت اور کامیابی سے کامل طور  
 پر نوازا جائے گا۔ ورنہ شہادت خود کے بھجوائے کے جوڑے سانچہ ہوں ان کا ملہو دینی قانون الہی کے رو سے  
 لازمی ہے۔ لیکن اگر کسی کے نزدیک سند و دل الہامی شہادتیں اطمینان کے لائق نہیں بلکہ انکے خیال  
 میں دراصل انسانی مضموعہ و تعادلی الہامی پیشگوئی کے نام سے مشہور کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر اسی پختہ  
 سازش کے وجہ سے لیکھرام چھ ماہ ۱۸۹۷ء کو بمقام لاہور مارا گیا تو اسے اختیار ہے کہ اس کا غرض یہی گواہی  
 ثبت نہ کرے اور مجھے قائلین میں سے شمار کرنا ہے۔ لیکن اگر اسکے نزدیک یہ الہامی شہادتیں وزن کے  
 قائل ہیں جسے ہم فائدہ اٹھانے کے مستحق ہیں تو دینی ہمد و کی اس وقت ہم کوئی مطالبہ نہیں کرنے لگے کہ انسانی ہمد و کی  
 اور وہ بھی بھبک بھبک انصاف کی رو سے جس قدر قانون ہیں حق بشک ہے انکو ہم دب کیا تھا اہل الرائے  
 سے بطور استفادہ مانگتے ہیں ہم اس استفادہ کے ذریعہ سے اہل نظر سے کیا چاہتے ہیں؟ یہی

کہ جب کچھ ہم ایک مرتب اور مکمل سلسلہ پیشگوئیوں کا ایک کھلم کی موت کے بارے میں ان کے سامنے رکھتے ہیں وہ  
 اس پروری توجہ کیساتھ سنتی دیکھو پھر اسے سمجھیں۔ اور اپنے پاک کاشف کے جوش تہ شہادت دین کہ کیا  
 عقل اور دیانت واجب نہیں ٹھہراتی کہ اس الہامی سلسلہ کے فوق العادۃ بیان کو خدا تعالیٰ کیطقت منسوب  
 کیا جائے؟ اور کیا ایک عقلمند کے ذہن میں آسکتا ہے کہ پیشگوئی کی یہ تمام شانیں جو بشری طاقتوں سے بڑھ کر  
 ہیں چھوٹ کی تائید ہیں کیہ قدر چھوٹ پرین؟ اس وقت یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ آریہ صاحبوں کے ہاتھ میں اس  
 پیشگوئی کی کدیب کیسے جو کچھ ہے وہ اس زیادہ نہیں کہ انھوں نے بچا اسکے خدا کے عجیب و غریب طور پر کرتے ہیں  
 اختیار کیا ہے کہ ان کی کیوجہ سے انسانی منصوبوں کے احتمال کو وہ درجہ دیکھ دیا خداوند قادر کے کاموں سے مخصوص  
 ہے۔ چونکہ یہ پیشگوئی چار برس سے کچھ زیادہ کی تھی اور کئی جملہ نیک نغیر۔ دن اور نیرتجربہ روئے ہندوؤں کی بات  
 پہ پیشگوئی تھی کہ پیشگوئیں یہ لکھا گیا ہے کہ میت نامک طور پر لکھ کر م کی زندگی کا خاتمہ ہوگا۔ اور نیز یہ کہ عید کے  
 دنوں میں ان کی وفات ہوگی اور چھ سال کے اندہ ہوگی۔ اور پیشگوئی کے صریح الفاظ منہ و اقل کیطقت اشارہ کرتی  
 تھی اس لئے انھوں نے اس کو بہت اہم سمجھا کہ خدا تعالیٰ کیطقت نے کوئی پیشگوئی ایسے صحیح ہون اور ان کو کتباً ملے گا کہ ان کو دین  
 یاس خیال کیا کہ قبل از وقت یہ تمام غیب کی باتیں کوئی انسان اپنے موم نہ سے نہ ملے اور پھر دین ہی پروری کر کے  
 دکھلا دے کہ انھوں نے اس الہامی پیشگوئی کو انسانی منصوبہ پر حمل کر لیا۔ اور بڑے اصرار باز اخبار نویس چھاپا  
 کہ ایسی صفائی سے پیشگوئی کرنا اور ایسے کھلے کھلے اور بے حجاب طریقے سے تاریخ اور دن اور صورت موت کو قبل  
 وقت بیان کرنا خدا کا قانون نہیں ہے بلکہ سچ یہ ہے کہ یہی شخص یعنی یہ راقم لکھ کر قاتل ہے۔ اور یہہ  
 پیشگوئی عمیق سازشوں اور مدتی سوچی ہوئی تدبیر کا نتیجہ ہے۔ اسی بنا پر انھوں نے ابھی اتفاق کیساتھ  
 اس راقم کو ملزم بنائے لئے نہ دیا۔ اور اس خیال کے اظہار میں اخباروں کے کالم کے کالم سیاہ کر ڈالے اور گورنٹ  
 بین خبر بیان کیں۔ یہاں تک ۸ اپریل ۱۹۰۷ء کو بروچسٹنہ ڈگریزی انفرنس کا دیان میں اگر یہ گھم کی تلاشی کی  
 تلاشی کیونہیں خطوط دستخطی شدت لکھ کر ام برآمد ہوئے اور نیز وہ معاہدہ کا کاغذ بھی نکل آیا جس میں سانی نشا  
 کے دکھلائیے بارے میں شہر طین قائم ہو کر دونوں فریق کی رضامندی سے سچی پیشگوئی کو میا صدق و کذب ٹھہرایا  
 گیا تھا چنانچہ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے حضور میں وہ کاغذ پڑھا گیا جس کی مضمون تھا کہ جب پیشگوئی لکھ کر  
 کے تھیں کی بجائے کہ وہ دین اسلام اور آریہ مذہب میں ایک فیصلہ ناطق ہوگی۔ اگر پیشگوئی سچی تھی تو وہ دین اسلام  
 کی بپائی لگی گواہ ہوگی۔ اور نہ وہ مذہب کے بطلان پر دلیل ٹھہری گی۔ اور اگر جھوٹی تھی تو وہ ہندو مذہب کی  
 بپائی پر گواہ ہوگی اور نہ وہ دین اسلام کو بطلان پر دلالت کری گی۔ اور یہ شرط شدت لکھ کر ام نے اپنے

انصر سے لکھوائی تھی۔ اور چونکہ مجھے خدا تعالیٰ کے وعدہ و نذر تو ثواب تھا، اس لئے میں بھی اسکو قبول کر لیا تھا۔  
اسودہ مسئلہ جسکے لئے اس استفادہ کی ضرورت پڑی صرف اسبقہ دینہیں کہ آریہ صاحبوں کے اس اہم چھبہ سازش  
کا الزام لگایا۔ بلکہ ہماری قوم کے بعض بزرگ لوگوں نے بھی اسے اتفاق کر لیا اور یہ جاکہ ایسی عظیم الشان  
پیشگوئی جسکی تکذیب کا نتیجہ معاہدہ کے کا خدا کے روئے اسلام کی تکذیب ہو کسی طرح باطل ٹھہرائی جائے۔  
چنانچہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب ابوالوسی اڈ میر ہاشم علی السند اور ایسا ہی بعض حضرات اور مولویوں کے عام طور پر یہ  
رائے شائع کر دی ہے کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکل چنانچہ مھوٹوں ایک خط میر لطیف بھی بہ محمد یحسین انھوں نے لکھا تھا  
کہ میں نے اپنی بیک بنی سے بہ بھول کیا ہے کہ پیشگوئی دوری نہیں ہوئی تھی لکھنؤ کی موت صرف ایک اتفاقی امر تھا جس  
حد کا کچھ دل ہمیں اور سائبرز دیا کہوں یہ امرات شدہ مان لاجائے کہ پیشگوئی سچی ہوئی۔ اور کیوں یہ  
بول بھیا جائے کہ یہ ایک اتفاقی موت ہے چونکہ نیکے زمانہ من و تو عس مانگی۔

۱۔ کذب کی بہن اب ذاتی اعراض کیلئے تو کجہ پرواہ نہ تھی لیکن چونکہ معاہدہ کے کا عذاب ظریف  
کیونکہ میں پوچھ گئے اور صاحب ڈسٹرکٹ پرنسٹن شاپلس حضور میں پڑھے گئے اور ہر گز نشن و درست کو ان سے  
اطلاع ہو گئی تو اب ایسی سچی حسین فرد گزشتہ کر نیسے اسلام پر بیا حملہ ہوتا ہے قابل دگندہ ہیں۔ اسی اشد  
فردت کی وجہ سے یہ تمام رونا و داہل اگر ان کی خدمت میں پیش کرنی پڑی تاکہ وہ دیکھیں کہ کس قدر ظلم کا ارادہ  
کیا گیا ہے۔ انفسوس کہ ان لوگوں نے ان خیالات کے ظاہر کر نیسے وقت یہ نہیں سوچا کہ ان تاجو لوگوں کے دنیا سر کی  
بنی کی پیشگوئی قائم نہیں ہوگی بلکہ ہر ایک جگہ اس ہم کا وہ ادہ مٹا ہے کہ یہ اتفاقی واقعہ ہے۔ یاں اگر  
یہی راسخ ہے تو انھیں اتنا کرنا چاہیے کہ تمام بیوی بھوت پر کوئی بھی نبوت نہیں اور اب اتفاقی واقعہ ہیں۔  
تو بہت اور قرآن نے بڑا نبوت نبوت کا صرف پیشگوئی کو قرار دیا ہے۔ اور ایک مفید آدمی کسی سچی  
پیشگوئی کو بڑی آسانی سے اتفاقی امر کہہ سکتا ہے۔ لیکن جن زور سے کہتا ہوں کہ یہ تمام شبہات اس قسم کے جن  
کہ جیسے ایک دہریہ مصلوحات کو ایک نیکو سلسلہ ٹھہرا کر خدا تعالیٰ کے وجود کی نسبت شبہات پیدا کر لیا ہے  
دنیا کے تمام نظام کو اتفاقی امر ٹھہرا تا ہے اور بھر جب سمجھ آتی ہے اور خدا کا فضل اس کے شامل حال ہونا ہے  
اور اس عالم کی ترتیب اربعہ اور محکم کوستادہ کیا ہے اور دقائق صحت ماسی اور اسکی لطیف حکمتوں پر اطلاق آتا ہے  
تو ناچار پہلی رائے اسکو چھوڑنی پڑتی ہے۔ سو یقیناً سمجھنا چاہیے کہ یہ اعتراضات بھی ایسے ہی ہیں۔ اور یہ  
اعتراضات اس وقت تک ل میں اٹھتے ہیں کہ جب تک ایک پیشگوئی کے باریک پہلوؤں پر نظر نہیں پڑتی۔ اور  
خدا تعالیٰ کی خدائی کے انتظام کو ناقص سمجھا جاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسے شبہ ہمیشہ ان لوگوں کے

دلون میں پیدا ہونے ہیں جسکے دل خدا کی سچی معرفت سے بنے ہوئے ہیں وہ خدا کے ساتھ ساتھ میرت ہو کر انکار کی طرف جھک جاتے ہیں۔ اور واقعات کو اس میل و ملاحت کی طرح لیتے ہیں جس پہلو تک آئے ہوئے اور سطحی خیال ٹھہر گئے ہیں اور اسی پر وہ ذرا تیرے رہتے ہیں۔ ہم نے پوچھا ہے کہ اگر ایک عام اتفاقی طور پر مدبر فیصلہ کرے گا تو اس طور پر بھی وہ اتفاقی امر کا واقعہ ہوا ممکن تھا کہ کوئی شخص اس کی نسبت ارادہ داخل کر لے یا اگر کرے تو اسے ارادہ بننا کام رہتا یا اگر اسے نہ کرے تو ملین تھا کہ اس موت تک نہ ہو جیتی پھر کیا سبب کہ وہ سکر پہلوؤں کے عام اتفاقات ممکنہ طور پر نہ آئے اور یہ اتفاق جو ان پہلوؤں کی نسبت اپنے ساتھ شکلات بھی رکھتا تھا ظہور میں آگیا۔ کیا یہ خدا نے ایسا ہی ارادہ پس وہ عالم ہمیں خدا جسکے انصاف پر فروغین نے اس مقدمہ کو چھوڑا تھا۔ ادنیٰ بات ایک ذوق نے خبر بھی دی تھی کہ اس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ میں ایسا ہی کروں گا کیوں اسکی نسبت بہانہ کیا جائے کہ اس نے نہ فائدہ فیصلہ نہیں دیا۔ اور کیوں ایسا سمجھا جائے کہ اس نے مقرر کی حمایت کی؟ یہ مان لیا جائے کہ نہ ایسی بھی عادت ہے کہ وہ ایسے جھوٹے کی پیشگوئیوں میں بھی پڑے۔ یا جسے جن ہیشک نے جو خود اپنے ذاتی وجہ ثبوت ٹھہراتے۔ نوگو یا نہ آکا تھا یہ آواز ہے کہ جسے تو نے جوئے ساتھ با با کے پیچھے نام سلسلہ کو تیار اور دیر و بر کر دے۔ اگر جیسے سے کہنا اس کا طامی ہو نا ہے۔ آپ حد و بچو پورا یا ہے نہ اقتراؤں کو تو اس اصل کو مانا یا ایک نصف لینے نہ وہی بڑا کہہ پیکہ نی خدا کے نام پر کیجا اور وہ پور ہو گیا تو وہ خدا کی طرف سے ہو۔ اور اگر اس اصل کو نہ مانا جائے تو خدا کی ماہی کنایہ ہوں وہیل و بچا نیگی اور انکی تھانی پر تین کر نیکی راہین بند ہو جائیگی۔ ای کی طرف خدا انعالی اشارہ فرماتا ہے اور کہتا ہے۔

و ان یلک صداد قایص بکم بعض الذی یعد ککم۔ یعنی صادق کی یہ نشانی ہے کہ انکی بعض پیشگوئیوں پر پوری ہو جاتی ہیں۔ بعض کی شد و اسلئے کھادی کہ عید کی پیشگوئیوں میں رجوع اور تو کہیں الہین خدا کا تخلف جائز ہے گو کوئی ہی شرط نہ ہو پس ممکن ہے کہ بعض خدا کی پیشگوئیوں پر پوری رکھی جائیں اور اپنی مینداد کے اندر پوری نہ ہوں۔ جیسا کہ یونس کی قوم کیلئے ہوا غرض خدا کے نام پر جو پیشگوئی پوری ہو جائے وہی نسبت شک کرنا اور اسکو اتفاق پر محمول کر دینا گویا خدا تعالیٰ کے دینی انتظام پر ایک حملہ ہے اور نبوت کی تمام عمارت کو گرانے کا ارادہ ہے۔

ان تہید می امام کو یہاں تک دہج کر کے اب ہم ان سلسلہ دار الہامی شہاد تو کو پیش کرتے ہیں جن کا دیا فستہ کرافتوی دینے سے پہلے ہم اور ضروری ہے۔ اور ان شہاد تو کو نہر سہالات جتنی

ہو سکتے تھے پہلے سے بیانات مذکورہ بالا میں انکورد کر دیا ہے اور شاید آئندہ بھی کچھ کچھ لکھا جائے۔  
 اب ہم ان خبریں کی امید اور کو بہانہ لکھ کر اول بندت لیکھرام کے ان خطوط اور خلاصہ عہد نامہ کو معہ جواب  
 خود مولیٰ نے جن کو اس پیشگوئی سے پہلے بطور باہمی خط و کتابت ظہور میں آئے۔ اور وہ یہ ہیں :-  
**خط از طرف بندت لیکھرام**۔ بخدمت فاضلہ جت مرزا صاحب - ہستے - جسے من بہانہ  
 (قادیان میں) آیا ہوں بہت سی خفا و کناہت آئی ہو چکی ہے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ اب چونکہ مجھے  
 بنیال احقان حق کوئی عمدہ فیصلہ کرنا ضروری ہے۔ اس واسطے متصدعہ خدمت ہوں کہ آج دن کو کوئی وقت  
 مقرر فرما کر درسیں آید انشرف لاؤں یا کوئی اور جگہ علاوہ دو تھانہ خود تجویز کر کے مطلع فرماؤں تاکہ  
 بندہ حاضر ہو کر معہ بھائی کشن سنگھ و حکیم دیانام و بندت ہال چنہ جی کے آسمانی نشانات والہامات  
 و عنایت کی بابت آپسے کچھ فیصلہ کر لیں۔ ورنہ آپ بخوبی یاد رکھیں کہ اب ہر طرف سے تمام تحت ہو گئی  
 صداقت کے فیصلہ سے ہو چکا تھا۔ ورنہ بیادگار۔ زیادہ نیاز۔ طالب حق لیکھرام۔ ۵ دسمبر ۱۸۸۵ء  
**دوسرا خط بندت لیکھرام**۔ عنایت فرماؤ بندہ جناب مرزا صاحب - ہستے - زبانی بھائی کشن سنگھ کے  
 محل و زبانی مولیٰ وین محمد و محمد کے مفصل طور پر آپ کے پیغام بھجوانے کے بعد میں مضمون ہو چکا کہ آئندہ  
 و مذہب اسلام کے دو تین مسائل پر بحث کی جائے۔ اور قواعد مباحثہ حسب پسند و یقین مقرر کئے جاویں۔  
 پس بھجوانے کے متصدعہ خدمت ہوں کہ میرا حاشا و۔ سے چل کر قادیان میں آئیے صرف یہی تھا اور  
 اب تک بھی اسی امید پر یہاں مقیم ہوں کہ آپ کے سبب عزت و خرق عادات و کرامات والہامات و آسمانی  
 نشانات کی نصیحت کر کے شاہدہ کون اور شہر اس کے کسی اور اصول پر بحث کی جائے یہی معاملہ ایک  
 خاص معزز کو کوئی مجلس میں بخوبی طے ہو جانا چاہیے۔ اور اگر اسکے اثبات کر نہیں آپ جاری ہو کر پہلو  
 تہی فرماؤں تو اور بحث سے بھی مجھے کس قدر حکاںکار نہیں۔ یہاں نیز بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ  
 اپنے گھر میں بیٹھ کر اپنے معتقدوں کے سامنے ثبوت کر دینا ادبیات ہے اور مجلس علماء و فضلاء میں  
 تصدیق ہونا اور چیز ہے۔ امید کہ آپ جواب باصواب سے فرماؤں اور عہدہ معذرت درمیان  
 نہ لاؤں۔ نیازمند لیکھرام انشا یہ سلج قادیان۔ مکہ سے کراپے گدراش کرنا ہوں کہ اگر ذرہ بھی آثار  
 صداقت رکھتے ہو تو وہ کھلائیے ورنہ خدام کے واسطے باز آئیے۔ برہمروان بلغم باشند و ہوں لیکھرام۔  
**تیسرا خط بندت لیکھرام**۔ مرزا صاحب بندگی۔ مجھے طول طویل العین لیلہ کو فساد و فتنہ  
 سے نفرت ہے۔ اس واسطے بھکارا الفاظ سے بھی خفا کو لبکا کرنا نہیں چاہتا ہوں خلاصہ عرض خدمت ہے



کہ وہی سدا اٹھا (ستان دہی کے دیکھنے کے بارہ بن) جوینے مبارک کے اس سال کئے تھے مگر نقل آچے  
 پاس ہو تو وہ ہے معشرہ اٹھ خود کے پانچ صفوں کے پاس روانہ ہونی چاہیے جو نصف نوے سے دو کر آتے  
 انہی ہم ہر دو کو عمل کرنا چاہیے کسی حتم کا نول ہے کہ یک در یک و حکم گیر میرا پیر مل ہے مگر ف دس کر آپ  
 کسی بات پر ٹھہرتے نظر نہیں آتے۔ اس کا معانی یہ تو ضرور ہو گا (دندان آسانی کے صدق یا کذب ظاہر ہو چکے  
 وقت اگر ایک واسطے دین تھن کی سسر رہا ہے نہ آپ کے واسطے آہہ آدم بھی نہ رہی ہے بصورت  
 ثانی عرض نین ملو رہا ہے وہاں اگر خداوند کریم نہ صاف ات کی فتح کی تو رہا ہے بلکہ بجا آئیگا۔ یہاں آپ کے  
 حوالہ ادیری محبت برباد اور ایکی آمدنات کی ترقی ہم فرما دہم ثواب آپ کے تہہ رط پانچوں گلی میں ہن  
 گھبر تے کیوں ہو..... آپ کا عجیب الدعوات ہر یکا دعویٰ ہے۔ اور اگر واسطے زبان بیع چن کر  
 منظم خاطر ہے تو خوب نہ ہے خیالی یا لاؤ چاہیے اور تمام نایاب سیکو خاطر شہ اینین نہ لائیے۔ آپ کا  
 اختیار ہے دست خود زبان خود۔ مجھے آج یہاں آئے پتیل یوم کا موصد گذر گیا بن مل پرسوں کتاب  
 جانو الامون اگر کچھ بحث کرنی ہے تو بھی اور اگر شرائط (یعنی نشان دکھانا بکا ہند نام) صفوں کے پاس  
 روانہ کرنا ہے تو بھی ملے فرمائیے۔ درہ بعد زمان یار و بن لاف و گراٹک پدفا، وہ نہ وہاں اینین بہت دت  
 ہو گا کہ آج ہی مدد سے میدان بن شریف لاوین شیطان و شفقت و شش اور کا ثبوت دین۔ انہی  
 منصف بھی مقرر کر لیجئے میرے پیر فیہ مرزا امام الدین صاحب نعمتہ و فرما دین اگر آپ بھی آپ کو قنات  
 نہیں ہے تو خدا کی واسطے باز آئیے۔ نیاز مند لکھ ام ۱۳۔ ستمبر ۱۳۸۵

چوتھا صاحب مرزا صاحب سے آپ کا دور قی ملز مل و وہو ان شہ صاف ملز مل و اس میں ہوا  
 کہ قرآن شریف محسن ابابیم و موسیٰ و عیسیٰ و تھرو یوسف و لوط و سکندر و اقبال کے قصص و خصوصیات

چھ۔ اس عجیب الدعوات کے لحاظ سے لکھرام کی عربی دانی نہایت واضح طریقہ پر ثابت ہوتی ہے جس کو پٹ پہلا قاعدہ صرف  
 عربی کا بھی پڑھا ہو گا وہ جانتا ہے کہ مجھ کا لفظ خدا تعالیٰ کیلئے آتا ہے یعنی دعا کا قبول کرنا والا۔ یہ اب افعال سے  
 فاعل کا صہ ہے۔ پس لکھرام کو کہنا چاہیے خدا کا آج کو۔ عجب الدعوات ہونے کا دعویٰ ہے۔ اور خود کہ وہ  
 آریہ صاحب کو کہ خدا دعوت ہو کہ لکھرام کو عربی بھی آتی تھی۔ یہ اس کے ہاتھ کے خط لکھے ہونے پر ہے۔ اس کا  
 کئے جاتے ہیں۔ یہ نوبہ ہوتے کہ یہ شخص دونوں زمانوں سے بے نصیب تھا۔ سنسکرت جانتا تھا۔  
 عربی۔ اور دعوت ہونے والے کی ہم زبان بند نہیں کر سکتے۔ خدا

سے سر پالہ بیڑ ہے۔ سبکھے دیروزہ خطا کی شدت اظہار بحث کرنی منظور ہے اور آپ سر کا جملہ وحوالہ  
 مال مثال و حجت انگریزی کر رہے ہیں۔ مرزا جی افسوس افسوس آپ کو نصبہ منظومین ہنہ کسبے کدیج  
 کہا ہے۔ عذرا معقول ثابت می کند تفسیر را۔ علاوہ بران آپ سیسغ نامی ہیں دی حود کو اناث کر دکھاتے  
 بیڑ بیڑہ شور و شہرہ بجائیے۔ لیکن ہم از آریہ سلج قادیان و بکے دیکھے

پانچ کھان خط۔ ”مرزا صاحب۔ کندن کوہ (اسکے آگے ایک شکستہ لطیف ہے جو پڑھا نہیں جاتا) افسوس  
 کر آپ اس خود کو اسپ اور اور دیکھے اسپ کو خچر قرار دینے ہیں۔ مینے و دیک اعتراس کا غفل سے جواب  
 دیا اور آپ نے قرآنی اعتراض نقل سے مگر وہ نقل سے بسا بعید ہے اگر آپ فارسی نہیں تو بھی کام بہت  
 ہے۔ اچھا آسمانی نشان تو دکھاوین اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو رب العرش خیر الما کر بن سے سر کی بہت  
 کوئی آسمانی نشان تو مانگن۔ تا فیصلہ ہو۔ لیکن ہم۔“

ان تمام خطوط کے جواب میں مفصل خط لکھے گئے تھے جن کا نقل کرنا اب تک ضروری نہیں۔ لیکن ہم  
 کی طبیعت میں انفرادیت کا مادہ بہت تھا۔ اسلئے وہ بار بار اپنے خطوط میں لکھتا ہے کہ بحث نہیں کرتے

لیکن لیکن ہم نے نشان انگنٹے کے وقت خدا تعالیٰ کا نام خیر الما کر بن رکھا۔ اور خدا تعالیٰ کے ماریہن مار کا انظاس  
 صورت میں لولا جانا ہے کہ جب وہ باریک اسباب سے مجرم کو ہلاک باذلیل کرتا ہے۔ پس لیکن ہم کے  
 رونڈے سے خود وہ الفاظ نقل گئے جسے ثابت ہوا ہے کہ وہ اسی موت کا نشان مانگا تھا۔ لیکن ایسا نشان جسکے  
 اسباب بہت باریک ہوں۔ سو خدا کی قدرت ہے کہ اسی طرح اسکی موت ہوئی مادا ہے فانی کے ہاتھ سے  
 مارا گیا جسکی کارروائی ہر ایک کو نہایت عجیب مس ڈالی ہے کہ کیونکر اسنے عین روز و رن میں ہلاک کیا۔ اور کیونکر  
 آباد گھر میں ہاتھ اٹھا بھی اسکو حرات ہوئی۔ اور کیونکر وہ پھری مار کر صاف نکل گیا۔ اور پھر کیونکر ہندوؤں کی ایک  
 آباد گھر میں ہاتھ اٹھا مستول کے دواؤں کے شور و آکے بکڑا اٹھیا۔ سو جب ہم ان واقعات کو غور سے سوچے ہیں تو  
 فی القور طبیعت اسطوت چلی جاتی ہے کہ یہی وہ کام ہے جسکو خیر الما کر بن کی  
 مروت منسوب کرنا چاہیے۔ ہم کہہ چکے ہیں کہ خدا کا نام قرآن تشریف کی رو سے خیر الما کر بن مسوفت کہا جاتا ہے کہ  
 جب وہ کسی مجرم سے توبہ سزا کو ایک اسباب کے استعمال سے سزائیں گفتار کرتا ہے۔ مینے ایسے اسباب  
 اسکی سزا کے لئے ہتیا کرتا ہے کہ جن اسباب کو مجرم کسی امداد سے اپنے لئے تپ ہتیا کرتا ہے۔ پس ہی  
 اسباب جو اپنی بہتری یا امدادی کیلئے مجرم سے کرتا ہے وہی اسکی ذلت و اہلاک کا موجب ہوجاتا ہے۔ قانون

بچہ کوئی نشان نہیں دکھلاتے اور عقول جواب نہیں دیتے سالانہ بحث کیلئے یہ سادہ طریقہ اُن کے سامنے پیش کیا گیا کہ وہ وید کی پابندی سے اور اسکی شریعتوں کے حوالہ سے بحث کرے اور ہم قرآن شریف کی پابندی سے اور اسکی آیتوں کے حوالہ سے بحث کریں۔ پس چونکہ وہ محض جاہل تھا اور یہ بھی اس میں طاقت نہیں تھی لہذا یہ مقام میں وید کی شہرتی پیش کر کے اسلئے وہ چالاکی سے بہانہ مل مطالبہ کو تحریر میں نہ نہیں لاتا تھا۔ ہاں ٹھٹھے اور ہنس سے بار بار آسانی نشان مانگتا تھا۔ غرض ہم سب جگہ اپنا آخری خط نقل کر دیتے ہیں جو اس کے آخری رقمہ کے جواب میں لکھا گیا تھا۔ اور وہ یہ ہے۔

جناب پنڈت صاحب۔ آپ کا خط میں پڑھا۔ آپ یقیناً سبھی میں کہہ میں نہ بحث سے انکار ہے۔ نشان دکھلائیے مگر آپ سیدھی نیت سے طلب ہی نہیں کرتے بجا اشارہ کیا دہ کر دیتے ہیں آپ کی زبان بند بانی سے کرتی نہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو رب العرش خیر الما کرین سے پرہیز نسبت کوئی آسمانی نشان مانگیں۔ یہ کس قدر ہنسی ٹھٹھے کے کلمے میں لکھا گیا آپ اس خدا پر ایمان نہیں کرتے جو یہ کون کو تنبیہ کر سکتا ہے۔ باقی رہا یہ اشارہ کُفہ اعش پر ہے اور مکر کرتا ہے۔ یہ خود اپنی ناتجہی سے مکر طیف اور محقق تدبیر کو کہتے ہیں جس کا اطلاق خدا پر ناجائز نہیں۔ اور عرش کا کُفہ انسانی کی عظمت کے لئے آتا ہے کیونکہ وہ سب اونچوں سے زیادہ اونچا اور جلال رکھتا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ کسی انسان کی طرح کسی تخت کا محتاج ہے۔ خود قرآن میں ہے کہ ہر ایک چیز کو اُسے قیام ہوا ہے اور وہ قیوم ہے جس کو کسی

کون سا

قدرت صاف گواہی دیتا ہے کہ خدا کا فعل بھی دنیا میں پایا جاتا ہے کہ وہ بعض اوقات بچا اور بخت دل بھرموں کی سزا کے لئے اُتار دیتا ہے۔ سو وہ لوگ اپنی ذلت اور تباہی کے سامان اپنے اہم سے جسے کہہ رہے ہیں اور انکی نظر سے وہ مولا سو قوت تک مخفی رکھے جاتے ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی تعاد و تدبیر داخل ہو جاوے۔ پس اس کی کار کے لحاظ سے خدا کا نام جا کر ہے۔ دنیا میں ہزاروں نمونے اسکے پائے جاتے ہیں۔ سو لیکھرام کے سامان میں خدا کا کریم ہے کہ اول ایسے نمونہ سے کھلو ایا کہ میں غیر الما کرین اپنی نسبت نشان مانگتا ہوں۔ سو اس درخواست میں اُس نے ایسا عذاب مانگا جس کے اسباب مخفی ہوں۔ اور ایسا ہی وقوع میں آیا۔ کیونکہ جس شخص کو شہ کر لکھنے اُس نے اتوار کا دن مقرر کیا تھا اور اتوار کے دن آریورگ ایک خوشی کا جلسہ قرار پایا تھا جس کا عید کا دن ہوتا تھا تا اس شخص کو شہ کر لکھا گیا۔ سو وہی خوشی کے اسباب اُس کے لئے اور اسکی قوم کیلئے قائم کے اسباب ہو گئے۔ اور خیر الما کرین کے نام کو خدا تعالیٰ نے تمام دینوں کو خوب بجا دیا۔ منہ

چیز کا سہارا نہیں۔ پھر زب قرآن شریف یہ فرماتا ہے تو عرش کا اتحاد کرنا کہ خدا غلط ہے۔ آپ عربی سے بے بہرہ ہیں آپ کو مکر کے معنی بھی معلوم نہیں۔ مکر کے مفہوم میں کوئی ایسا نام لازم نہیں ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ تشریف دین کو سزا دینے کے لئے خدا کی جو باریک اور مخفی کام میں ان کا نام مکر ہے۔ لغت دیکھو بھرا غدا ص ۱۰۔ میں اگر بقول آپ کے وہ سے اُتی ہوں تو کیا حرج ہے کیونکہ میں آپ کے مسلم اصول کو ہاتھ میں لے کر بیٹھتا ہوں۔ مگر آپ تو اسلام کے اصول سے باہر ہو جاتے ہیں۔ صاف اقرار کرت ہیں چاہیے نہ کہ عرش پر خدا کا ہونا جس طرح سے مانا گیا ہے اذل مجھ سے دریافت کرتے۔ پھر اگر گنجائش ہو تو اتحاد عرض کرتے۔ اور ایسا ہی مکر کے معنی اذل یو پت پت چھ اعراض کرتے۔ اور نشان خدا نے پاس ہیں وہ قادر۔ ہے جو آپ کو، لفظ دوسرے اسلام علی من اتبع الہدی۔ خاکسار میرزا غلام احمد

۱۰۔ دہ معاہدہ جو نشانوں کے دیکھنے کیلئے اس اتم اور یکہرام کے امین تحریر پایا تھا اس عنوان جو یکہرام نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا یہ ہے :-

” ادم پر مانتے نہج۔ ہی سجدانہ سر و پ پر تہمت کا پر کاش کر درست کا ناش کر تا کہ تری ست وہ دیا سب سنسار میں پر مرث ہو دیتے۔“ پھر بعد اسکے اس طول طویل معاہدہ خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی پیشگوئی لیکھرام کو بتلانی جائے اور وہ سچی نہ ہو تو وہ ہندو مذہب کی سچائی کی دلیل ہوگی۔ اور فریق پیشگوئی کرنے والے پر لازم ہوگا کہ آریہ مذہب کو اختیار کرے یا تین سو ساٹھ روپیہ لیکھرام کو دے جو پہلے سے شریعت ساکن قادیان کی دوکان پر جمع کر دینا ہوگا۔ اور اگر پیشگوئی کرنیوالا چنانچہ اسے تو اسلام کی سچائی کی یہ دلیل ہوگی۔ اور نہت لیکھرام پر واجب ہوگا کہ مذہب اسلام قبول کرے۔ پھر بعد اسکے وہ پیشگوئی بتلانی گئی جسکی رو سے ۶ مارچ ۱۸۹۶ء کو لیکھرام کی زندگی کا خاتمہ ہوا۔ لیکن پہلے اس سے جو وہ پیشگوئی لیکھرام پر ظاہر کجاتی مکرر اندر لیدہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو اطلاع دی گئی تھی کہ اگر انکو پیشگوئی کے ظاہر کریشے نہج پہنچے تو اسکو ظاہر کیا جائے۔ مگر لیکھرام نے بڑی شوشی اور دلیری سے جیسا کہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء میں اس بات کا ذکر ہے ایک کاروانا دستخطی میر لطیف روانہ کیا کہ میں آپکی پیشگوئی کو دہا بیت سمجھتا ہوں

یہ شرط جو لیکھرام اسلام کو قبول کرے اُست کی شرط جو لیکھرام کو پیشگوئی خدا تعالیٰ کے ہر گز اس کا مضمون کیا ہوگا۔ منہ

لیکھرام نے پیشگوئی کا انجام کیلئے دعا کی تھی کہ اگر اسلام سچا ہے تو اسکی پیشگوئی سچی نکلے اور اگر ہندو مذہب سچا ہے تو اسکی پیشگوئی جو سچی نکلے۔ اب ہم ناظرین سے پوچھتے ہیں کہ اگر اس لیکھرام والی پیشگوئی کو سمجھ کر سمجھا جائے تو کس فریق پر اس دعا کا باثر پڑے گا۔ منہ

میرے حق میں جو چاہو شائع کر دیر لپٹنے اجازت ہے اور میں کچھ خوف نہیں کرتا۔ اسپر بھی ہماری  
 طرف سے بڑی توقف ہوئی۔ اور نیز یہ باعث ہوا کہ ابھی خدا تعالیٰ کی طر ف سے بھچر پیگونی کی مبعاد  
 نہیں کھلی تھی۔ اور لیکھرام کا اصرار تھا کہ مبعاد کی قید سے پیگونی تلافی جائے۔ آخر ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء  
 کو بہت توجہ اور دعا اور تصرع کے بعد معلوم ہوا کہ ایجکی تاریخ سے یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے پچہ برس کے  
 درمیان لیکھرام پر عذاب شدید جزا کی نتیجہ موت ہے نازل کیا جائے گا۔ اور اسکے ساتھ یہ عربی الہام  
 بھی ہوا **عجل جسدہ خوار۔ لہ نصب وعذاب۔** یعنی یہ گوسالہ بجان ہے جس میں سے  
 مہل آواز آ رہی ہے پس اس کے لئے دکھ کی مار اور عذاب ہے۔ اور اس اشتہار کے صفحہ ۲ اور تین  
 میں یہ عبارت ہے۔ اب میں اس پیگونی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریون اور عیسائیوں  
 اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر پچہ برس کے عرصہ تک آجکی تاریخ سے یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء  
 سے کوئی ایسا عذاب جو معمولی تکلیفوں سے زالا اور ضار ق عادت ہو یعنی جو عواض اور بیماریاں انسان کیلئے  
 طبعی اور معمولی ہیں جن سے انسان کبھی محنت پاتا اور کبھی مر تبہ انہیں سے نہ ہو اور اپنے اندر الہی ہیبت رکھتا ہو  
 { یعنی الہی قہر کے نشان میں موجود ہوں } نازل نہ ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے  
 میرا یہ نطق ہے { یعنی میرے صدق اور کذب کا یہی پیگونی ہے } اور اگر میں اس پیگونی میں کا ذب نکلا تو ہر ایک میرا  
 کہہ سکتے کیلئے میں طیار ہوں۔ اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر سولی پر کھینچا جائے۔ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء  
 اچھا مضمون چھپن کے در صورت دروغ نکلنے اس پیگونی کے کس ذلت کے اٹھانے کی نہیں  
 طیار تھا۔ اور اپنے صدق اور کذب کا کس درجہ پر اس پیگونی پر صحر کیا گیا تھا۔ پھر وہ لوگ جو خدا کی ہستی کو مانتے  
 اور اس بات کو جانتے ہیں کہ اس کے ارادہ کے نیچے کچھ ہو رہا ہے اور ہر ایک جھگڑے کا آخری فیصلہ اسکے  
 ہاتھ سے ہوتا ہے وہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ایسا عظیم الشان مقدس جس کے تہجد کی رو بہی بھاری کو میں  
 منظر حسین وہ خدا کے علم اور ارادہ کے بغیر یونہی اتفاقی طور پر ظہور میں آگیا۔ گویا جو قدر خدا کو سونپا گیا  
 تھا وہ بغیر اسکے جو اسکے فیصلہ کے بموجب فرمان سے مزین ہو یونہی اس کی لاعلمی میں داخل قدر ہو گیا۔ اگر  
 ایسے خیالات پھر دہرے کرنے کے لائق ہیں تو پھر تمام توحید کے سلسلہ اور شریعتوں کا نام نظام کید فصد  
 درجہ برہم ہو جائے گا۔ کیونکہ جو امر محمدی کے بعد واسطہ امر کے دعویٰ سے چھے دشمن کے مقابل  
 آسمانی گواہی کے طور پر ظہور میں آگیا اور ہدایت روشن طور پر پھر کردہ علامتوں کی موافقی اس قدر ہوا  
 اگر وہی یہود اور باطل بھجا جا تو پھر کہاں نہ سب اور ایمان کی خدا کی ہستی بلکہ تمام آسمانی چائیوں کی

بکدھ خون ہو جائے گا۔

پھر دوسری الہامی نیکیوں جو ابجد ام لی سبت ہوئی وہ رومات الصادقین کے صحیحہ ۳۴  
دوسری اخیر مانلی پیچ میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔

اَلَا اِنِّیْ فِیْ کُلِّ حَرْبٍ غَالِبٌ فَکُنِّیْ بِمَا زَوَّرْتَ فَالْحَقُّ یَغْلِبُ  
وَلَبِشْرُنِیْ رَبِّیْ وَقَالَ مُبَشِّرًا سَتَعْرِفُ یَوْمَ الْعِیدِ وَالْعِیدِ الْاٰخِرِ

وَمِنْهَا مَا وَعَدَنِیْ رَبِّیْ وَاسْتَجَابَ دَعَائِیْ فِی رَجُلٍ مَّقْسُودٍ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ الْمَسْحُوِّ  
لِبُکْهُرَامِ الْفُشَاوْرِیِّ وَخَبَرَنِیْ رَبِّیْ اِنَّهُ **مِنْ اِلٰهَ الْاَلٰکِیْنِ** اِنَّهُ کَانَ  
سَبَّ نَبِیِّ اللّٰهِ وَتَبْکَلَامِیْ شَانَهُ بِکَلِمَاتٍ حَبِیثَةٍ فَذَعُوبٌ عَلَبَهُ فَسَمَرَنِیْ رَبِّیْ  
**بِمَوْنِهِ فِی سِتِّ سَنَةٍ** اِنْ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیةٌ لِّلطَّالِبِیْنَ۔

ترجمہ میں یہ الکیہ جنگ میں غالب ہوں یہی ہر ایب مقابلہ میں مجھے غلبہ ہے۔ پس اوروہ سن ساوی  
جو کچھ تو مکر کرتا ہے بیشک کہ کہ آخر حق ضرور غالب ہو گا اور مجھے خدا نے ابک نشان کی خوشخبری دی کہ  
کہا کہ توبہ کا دن مخترب پہچان لے گا یعنی وہ خوشی کا دن ہمیں وہ نشان ظاہر ہو گا اور اُس نشان  
کی یہ علامت ہے کہ اُس دن سے معمولی مید قیہ دیگی اور سدا سے مجھے دعوہ دیا اور آگاہی  
خدا اور رسول کے دشمن کے ماریہین میری دعا۔ نبی ابجد ام لی سبت ۱۱۔ مجب خبر دی کہ وہ سدا  
اور وہ رسول ان صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیان دیا کرتا اس اور اب اس میں نہیرا ناخا میں بتے ایہ مدعا  
کی سوغدا نے میری دعا قبول کر کے مجھے خبر دی کہ وہ چھ برس سے عرصہ میں مرائے گا۔ اور اس  
ڈمونا نے والوئے لئے نشان میں۔

اور یہ الہام کہ **بِجَلِّ جَسَدِهِ خَوَارِ لَهُ نَصَبٌ وَعَذَابٌ** بس کا  
ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں یعنی ایک لاکھ سال سامری ہے اور اُسی گوسالہ کی طرح اسکو عذاب ہو گا  
یہ نہایت پر معنی الہام ہے جو گوسالہ سامری کی مشابہت کے برابر یہ نہایت اعلیٰ امر اور غیب کے بیان  
کر رہا ہے۔ بخملا اُن کے ایک یہ ہے۔ کہ گوسالہ سامری ہو دون کی جسد کے دن من ٹھٹھے ٹھٹھے  
کیا گیا تھا۔ جیسا کہ تورات خراج باب ۵ آیت ۵ سے ثابت ہوتا ہے اور وہ بہت "ہاوں نے بہ  
کہہ کہ منادی کی کہ کل خداوند کی عید ہے۔ سو ایسا ہی اسلامی عید کے دن کے قریب یعنی ۶ مارچ ۱۹۸۰  
کو لیکھ لعل ہوا۔ اور چونکہ گوسالہ سامری کے تباہ کرنے کے لئے خدا کی کتابوں میں جب کے دن کی خصوصیت



ایک وبا کی بیماری بھی جو غالباً طاعون تھی جیسا کہ توریت باب ۳۵ آیت ۳۵ میں ہے کہ خداوند نے اُنکے بچھڑے بنانے کے سبب ..... لوگوں پر مری بھیجی۔ ایسا ہی لیکھرام کی بھی تعریف پرستش تک پہنچائی گئی اور مسلمانوں کو ناحق دکھ دیا گیا۔ یہ لوگ خوب اپنے دلوں میں سمجھتے تھے کہ یہ خدا کا فعل ہے پیشگوئی کر نیوالے کا منصوبہ نہیں۔ تاہم بار بار فریاد کر کے گزشت سے اس راقم کی گھر کی ملاشی کرائی اور بہت سا بچا شور ڈالکر گوسالہ پرستوں سے مشابہت پوری کی۔ کوئی کیا جانتا ہے کہ آئندہ کیا ہونیوالا ہے۔ پرہم اسپر ایمان رکھتے ہیں کہ بوجہ آزمشاہت بیان نرمائی وہ پوری مشابہت ہو۔

پھر لیکھرام کی نسبت ایک اور الہامی پیشگوئی ہے جو رسالہ برکات الدعا کے مائل پچ کے اول اور آخر کے ورق پر درج ہے۔ اور یہ پیشگوئی اپریل ۱۹۳۱ء میں یعنی پہلی پیشگوئی سے تین ماہ بعد لگتی تھی۔ اس پیشگوئی کا مختصر بیان یہ ہے کہ تید احمد خان سما کے سی ایس آئی نے ایک رسالہ استجاب دعا کے انکامین لکھا تھا اور اس کا نام رسالہ دعا والا استجاب رکھا تھا۔ یہ رسالہ سچائی کے بالکل برخلاف تھا۔ اسلئے میں نے اس کے جواب میں رسالہ برکات الدعا لکھا اور اس رسالہ کے لکھنے کی وقت مجھے یہ ضرورت پیش آئی کہ دعا کے قبول ہونے کا تئید صحت کے آگے کوئی نمونہ پیش کروں۔ سو خدا کے فضل سے انھیں دنوں میں لیکھرام کے بارہین میری دعا قبول ہو چکی تھی۔ سو میں نے برکات الدعا کے مائل پچ میں نمونہ پیش کر دیا۔ برکات الدعا کے پڑھنے والے جب اس رسالہ کو کھولیں گے تو مائل پچ کے پہلے صفحہ پر ہی جو اندر کا صفحہ ہے رنگین کاغذ پر یہ لکھا ہوا پائینگے۔

## نمونہ دُعائے مستجاب

ایسا جو سے اس رسالہ کا نام برکات الدعا رکھا گیا تھا کہ میں نے اپنی برکتوں کا نمونہ پیش کیا گیا۔ اس صفحہ میں لیکھرام کے حق میں یہ عبارت ہے کہ:- میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر جیسا کہ مترنمون خیال فرمایا ہے {لیکھرام کے متعلق} پیشگوئی کا ماحصل آخر کار یہی نکلا کہ کوئی معمولی تپ آیا یا معمولی طوفان کوئی درد ہوا یا بیضہ ہوا اور پھر اہل حالت صحت کی قائم ہو گئی تو وہ پیشگوئی متصور نہیں ہوگی..... پس اس صحت میں میں بلاشبہ اس سزل کے لائق ٹھہروں گا جس کا ذکر میں نے کیا ہے۔ لیکن اگر پیشگوئی کا نظہ اس طور سے ہوا جس میں قہر الہی کے نشان صاف صاف اور کھلے کھلے طور پر دکھائی دیں تو پھر سمجھو کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف



ہے..... اگر پیشگوئی فی الواقعہ ایک عظیم الشان ہدیت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود، لوحِ اپنی طرف متوجہ  
 لیتی ہے۔ اور یہ سارے خیالات اور یہ تمام نکتہ چینیان جو پیش از وقت دلون میں پیدا ہوتی ہیں ایسی معدوم  
 ہو جاتی ہیں کہ منصف مزاج اہل لائے ایک انفعال کیساتھ اپنی ریوان سے رجوع کرتے ہیں۔ ماسوائے یہ  
 عاجز نہیں تو قانون قدرت کی تحت میں ہے۔ اگر میرے طے شدہ بنیاد اس پیشگوئی کی صرف استیفاء ہے کہ میں  
 صرف یا وہ کوئی کیطور پر چند احتمالی پیاریونکو ذہن میں رکھ کر اور اس شکل سے کام لیں یہ پیشگوئی شائع کی ہے تو  
 جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی تو ایسا کر سکتا ہے کہ انھیں اسکو بھی بنیاد پر یہی نسبت پیشگوئی  
 کر دے..... اگر یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تو  
 ضرور ہدیت نامک نشان کیساتھ اسکو وقوعہ ہوگا اور **دولون کو بلا دیگا**۔ اور اگر اسکی طرف سے نہیں  
 تو میری ذلت ظاہر ہوگی۔ اور اگر میں اسوقت ریکارڈ میں کر دکھا تو یہ اور بھی ذلت کا موجب ہوگا۔ وہ  
 ہستی قدیم اور وہ پاک و قدوس جو تمام اختیار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے وہ کاذب کو کبھی عزت نہیں دیتا  
 یہ بالکل غلط ہے کہ لیکھرام سے مجھکو کوئی ذاتی عداوت ہے۔ مجھکو ذاتی طور سے کسی سے بھی عداوت  
 نہیں بلکہ اس شخص نے سچائی سے دشمنی کی اور ایک ایسے کامل اور مقدس کو جو تمام چنانیوں کا چشمہ تھا  
 تو میں سے یاد کیا۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے ایک پیارے کی عزت دنیا میں ظاہر کرے  
 یہ وہ الہامی پیشگوئی کی تائید میں مضمون ہے جو برکات الدعا کے مائل پچ کے مضمون میں لکھا  
 ہوا ہے۔ پھر اسی صفحہ کے حاشیہ پر ایک اور الہامی پیشگوئی لیکھرام کی نسبت ہے جس کا عنوان یہ ہے  
**لیکھرام پشاور سی کی نسبت ایک اور خبر**۔ ہرگز کے عبارت ہے:- آج جو ۱۱ اپریل  
 ۱۹۲۳ مطابق ۱۲ مارچ رمضان ۱۳۴۱ ہے صبح کی وقت تھوڑی سی خوندی کی التہن میں دیکھا کہ میں  
 ایک مسیح مکان میں بیٹھا ہوں اور چند دس دس بجی میرا اس موجود ہیں۔ **تین تین کی نسبت** کوئی اور شخص  
 گویا اسکے چہرہ پر بخون چمکتا ہے میرا سمجھنے لگتا ہوں گویا۔ میں نے نظر اٹھا دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی  
 خلقت اور شامل کا شخص ہے گویا انسان نہیں ملائکہ شہادہ غلامی ہے اور اسکی ہیبت لونیو پھاری تھی اور میں  
 اسکو دیکھتا ہی تھا کہ اسنے مجھے پوچھا کہ **لیکھرام کہاں ہے** اور ایک اور شخص کا نام لیا کہ وہ کہاں ہے۔  
 تب میں نے اسوقت سبھا کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے شخص کی سزا دی کیلئے مامور کیا گیا ہو۔ مجھے معلوم نہیں  
 کہ وہ دوسرے شخص کون ہے یا ان یقینی طور پر یاد رہا ہے کہ میں نے عالم کشف میں ل میں گناہی کہ وہ دوسرے شخص  
 انھیں چند آدمیوں میں تھا جسکی نسبت میں اسوقت یاد دیکھا ہوں کہ میں نے ایسا شخص جو موسیٰ پیشگوئی کے اشتہار کا

میں نے پہلے صاف کہنا تھا کہ جو کشفہ تعالیٰ کا ذلت کو قدرت نہیں دیتا اسلئے اگر میں کاذب ہوں تو یہ پیشگوئی بزرگوری نہیں ہوگی۔ اور میں نے  
 صاف کہنا تھا کہ یہ پیشگوئی حضرت علی علیہ السلام کی عزت ظاہر کر کے ہوئے ہیں جو شخص کہتا ہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اسکو  
 اقرار کرنا چاہیے کہ اسکا خدا تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کی عزت کی کچھ بھی یاد نہیں کی۔ منظر

اسا نہ ہو گا ہے جسکی نسبت کی وقت کہہ سکتے ہیں کہ اسکی نسبت اسنہار ہو چکا ہو گی اور یہ کیشہ کا دن اور جارے صبح کا وقت تھا۔ فالجھرتہ علی والک فقط

یہ تمام پیشگوئیاں آواز بلند کہہ رہی ہیں کہ لیکھرام کی زندگی کا بذریعہ قتل کے خاتمہ ہوا ماعدہ تھا۔ اسوجہ جو ظلم لیکھرام کے تعلق الہام کی پیشگوئی کی گئی تھی اسیں ایسے الفاظ و بیانیہ جو لیکھرام کے قتل پر دلالت کرتے ہیں چنانچہ وہ الہامی اسنہار جو دوبارہ موت لیکھرام کتاب آئینہ کمالات اسلام کیساتھ شامل ہے اسکی پیشانی کے چند شعرو قفل پر دلالت کرنے ہیں ذیل میں لکھے جاسے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

عبد وکرت خان محمد	عجب لعائن دکان محمد	ظلمتہا اے اگر شود صفا	لکھرام در از تھان محمد
علامہ ملان ناسان	کہ روانہ انخوان محمد	دائم چھ نفسے درو عالم	کہ دار دشوکت شان محمد
خدا دان بید بزار صید	کہ بس از کینہ داران محمد	خدا خود سوزان کرم دنی را	کہ باشت دمانعدان محمد
اگر خواہی بخت از دستی نفس	بیاد ذیل بسان محمد	اگر دای کہ حق کی نہایت	شوار دل نشت خوان محمد
اگر خواہی دلیلے عاشق پیش	محمد بست بر بان محمد	سحر دایم فدای خاک احمد	دلہم ہر وقت قربان محمد
بگستا سول اللہ کہ ہستم	بشارت روئے تابان محمد	دین رہ گشت دم و ریزونہ	بناہم رو زایوان محمد
کار دین ترسم از جہانے	کہ دارم رنگ ایمان محمد	بسے ہل است از دیارین	باجن احسان محمد
مداشد ہش ہر ذہن	کہ دیدیم حسن پہنان محمد	دگر استادان سے نہ انم	کہ خدا نم در دستان محمد
بد بگرد برے کار سندان	کہ بستم کتہ آن محمد	مرا آن گوشہ جنبے بامد	نواہم چہ کلستان محمد
دل دارم بد پہلویم مجنید	کہ بسیمش بلان محمد	نیکان شمع از مرغافتم	کہ دار دجا پادشاهان محمد
نوجوان مامور کردی عشق	مدایت بیانم اسوجان محمد	دیر یگا کہ ہم مدائن بن ہ	نباشد نیز نمایان محمد
پہستہا بداندین جوان	کہ ناپاکس بیدان محمد	الا دشمن نادان و پیرا	بتر الیہ سبحان محمد
رہ موی کہ کم کردم دم	بجو دال و احوان محمد	الا کوسکہ از نشان محمد	ہم از خود نمایان محمد

بیا بنگر ز غلن محمد

کرامت گرچہ بے نام نشان



لیکھرام پشاور کی نسبت ایک پیشگوئی الخ

{ معصل و بجمہ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۰-۲۱ حاشیہ آخر کتاب }

نرخ اس پشگوئی کے سر پر چند شعوریں چینیں گئیں یہی ہے کہ بترس از تیغ بران محمد  
جو صاف بتلا رہا ہے جو لیکھرام کا انجام یہی تھا کہ وہ قتل کیا جائے۔ اورانیہ کے شعر: لیکھرام کی طرف اشارہ کر کے  
ہاتھ بنایا ہوا ہے جیسا کہ اس جگہ بنا دیا گیا ہے۔ تا یہ اشارہ ہو کہ تیغ بران اسی پر پڑی اور اسی کی موت  
سے کرامت ظاہر ہوگی۔

پہ۔ برکات الدعا کے صفحہ ۲۴ میں چند شعوریں سید احمد خان صاحب پر ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ  
ہینگوی لیکھرام بن دے اسے سجاد کے نمونہ کی انتظار کریں۔ اور آخری شعر کے نیچے دیکھیں کہ ان صاحب کا دعا  
کیطریہ صفا کو توبہ دلائی گئی ہے جنہیں لیکھرام کی ہیبت ناک موت کا ذکر کر کے نمونہ دکھایا گیا ہے۔ اور وہ شعر

### یہ ہیں

می درخشد درخوردی تا بد اندر ہاتھاب  
عاشقے باید کہ بردارند از بہش آفتاب  
پیچ رہے نیست غیر از تجھ و درد و اضطراب  
جان سلامت بایدت از خود رویہا سرتاپ  
ہر کہ از خود گم شود او یار جان راہ صواب  
ذوق آن محو اندان مستے کہ نوشدان شراب  
در حق ماہر چہ کوئی نیستی جائی عتاب  
تا مگر زین مرہے برگردان زخم خراب  
چون علاج می زنی وقت خوار و التہاب  
سو کمین ریشیا بنکایم تر لپوں آفتاب

روئے دلہ از طلبکاران نمی دارد حجاب  
لیکن این بد حسین از خاقلان ماند نہان  
داسن پاکش ز زخوت با نمی آید بدست  
بس خطر ناک است راہ کو چہ یار قدیم  
تا کلاش عقل فہم ناسن ز یان کم رسد  
مشکل قرآن نازا ببناء دنیا حل شود  
ایک آگاہی بنا دندت زانوار درون  
از سر و عطف و بصیحت این سخن ما گفتہ ایم  
از دبا کہین چارہ آزار انکار دعا  
ایکہ کوئی گرد دعا ہمارا شروع کجاست

ہاں مکن انکار زین اسرار قدر تہا حق  
قصہ کوتہ کن بہ بین از ما دعا مستجاب

دیکھو صفحہ ۲۰-۲۱-۲۲ سر ورق

یہ آخری شعر کا دوسرا مصرعہ جسکے نیچے مدثال کر نمبر ۲۲-۲۳ لکھے گئے ہیں یہ برکات الدعا میں اسطرح  
مددا کر لکھے گئے ہیں تا سید احمد خان صاحب ان صفحات کو نکال کر پڑھیں۔ اور تا انہیں نمونہ دعا مستجاب پر غور

کر کے آئندہ آزمائش کے بعد اپنی غلط رائے کے چھوڑنے کے لئے توفیق ملے۔ اور سالہ برکات الدعاجب تالیف کیا گیا تو اسی زمانہ میں سید صاحب کی خدمت میں بلا توقف بھیجا گیا۔ اور سید صاحب کا جواب بھی لیا گیا تھا کہ میں برکات الدعا کو دیکھ رہا ہوں۔ پس ضرور سید صاحب نے ان معامات کو بھی دیکھا ہو گا جنہیں نمونہ دجائے تجاب پیش کیا گیا تھا۔ غرض لیکھرام کی موت کے لئے دعا کرنا اگرچہ بوجہ اسکی مذہبی اور سیاسی کے تھا لیکن یہ بھی مطلوب تھا کہ سید صاحب کی خدمت میں ایک نمونہ دجائے مستجاب پیش کیا جائے۔ اب سید صاحب کا فرض ہے اپنی اس ناقص رائے کو بدل دیں۔ ایسا نہ ہو کہ ایک شخص کی توجہ نہ لگے اور سید صاحب وہیں کے وہیں رہے۔

یہ وہ پیشگوئیاں ہیں جو لیکھرام کی موت کے بارے میں ۱۹۲۸ء میں عام طور پر شائع کی گئی تھیں اور جو شخص ان پر غور کرے گا اسکو ماننا پڑے گا کہ ان پیشگوئیوں میں قطعی طور پر ابتلائے ہر فردی مسئلہ سے ماہر وہ کی موت کیلئے جھبہ برسی میعاد بتلائی گئی تھی۔ اور کشتی واقعہ یہ بھی ظاہر کر رہا تھا کہ لیکھرام کی موت اتوار کے دن کو ہوگی کیونکہ وہ درشتہ جو لیکھرام کی سزا کیلئے آیا اتوار کی رات کو بچھڑا تھا جس سے پایا جاتا تھا کہ لیکھرام کی موت کا دن اتوار کا دن ہوگا۔ اور الہام میں یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ عید کے ساتھ کے دن میں یعنی دوسری شوال میں یہ واقعہ پیش آئے گا۔ اور خدا کی قدرت ہے کہ عید کا پتہ پہلے سے ہندوؤں نے خوب یاد کر رکھا تھا۔ مگر اسوقت یہ امر غیر ممکن سمجھ کر صرف گدزیب کی غرض سے یاد کر لیا تھا کیونکہ وہ اپنی جہالت سے خیال کرتے تھے کہ ایسا ہونا کسی طرح ممکن نہیں کہ پیشگوئیں ایسا خاص نشان

ۛ لیکھرام کے متعلق ایک یہ پیشگوئی تھی کہ **تقیضی امرہ فی ست** یعنی چھ دنوں میں اس کا کام تمام کر لیا جائے گا۔ اب تک مجھے معلوم نہیں کہ یہ پیشگوئی ہمارے کسی شہنشاہ یا کتاب بین یا ہمارے کسی دوست کی تالیف میں ہو چکی یا نہیں۔ لیکن ہماری جماعت میں اسکی عام شہرت ہو اور یقین ہے کہ دوسروں تک بھی یہ پیشگوئی پہونچی ہوگی جیسا کہ آریوں میں عید کی پیشگوئی پہونچ گئی۔ کیونکہ ہماری کوئی بات راز کی طور پر نہیں رہتی۔ اس پیشگوئی کا جیسا کہ مفہوم ہے ایسا ہی ظہور میں آیا یعنی لیکھرام چھ ماہ کو زخمی ہوا اور کچھ گھنٹے میں زخمی ہوا۔ بنا لویٹا گراس زبانی روایت سے ادا کرتے ہیں تو حدیثوں کے قبول کر میں بغیر بڑی شکل پر بھی۔ کیونکہ وہ نہ صرف زبانی روایتیں ہیں بلکہ مکرم سو فیصد ہر بعد میں بھی گئیں۔ جو بات مازہ ہو اور جسے دیکھنے اور سننے والے نے نہ موجود ہیں اسے انکار کرنا عقائد کے نزدیک رسوا ہونا ہے۔ منظر

ہو اور وہ بچا ہوا جائے پس یاد رکھنے سے دعا ہے تھا کہ جب پیشگوئی خطا جائیگی یا عید پر پورن نہیں ہوگی تو ہنسی ٹھٹھے میں اڑائینگے لیکن جب ندانے اسطرح پیشگوئی ہو کر دبا بیساکھیا لگا یا بختاب ہندو وطن فی الفور اپنا پہلو بالایا اور دبا کو قید پر قتل کر دیکھے لئے پہلے سے سازش ہو چکی تھی ورنہ خدہ کی عادت ایسی نہیں ہے جو بارگاہِ ناس نشا نو کے ساتھ غیب کی خبریں کسی کو بتلائے۔ مگر وہ فائدہ ادا ہو سچائی کو شہید کرنا نہیں چاہتا اس لئے رزیا کو جی پہلے سے رو کر کٹھا تھا، اسکی ہندو بھونکر نہیں تھی۔ یعنی اس نے لیکھرام کے واقعہ قتل سے سترہ برس پہلے اس نشان کی باہین اس میں خبر دی ہے اور یہ خبر مسرت لکھی گئی اور شائع کی گئی تھی جبکہ لیکھرام بارہ یا تیرہ برس کا ہو گا۔ ۱۰۔ یہ ایسے مرتب اور سلسلہ وار طرز پر لایا ہے بین موجود ہے کہ اس کو بھولنے کے بن نہیں پڑتا۔ ہم بقول تفسیر سالہ راج منیر من اسکو لکھ چکے ہیں اور مختصر طور پر اسکی یہ بیان ہے کہ براہین احمدیہ کے اہل مات میں میری نسبت تین فتنوں کی خبر دی گئی ہے۔ یعنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ تین موقعہ پر تین فتنے تہر پر پاؤں گئے۔

اب قبل اسکے جو ان تین فتنوں کی ذکر کیا جائے صفائی بیان کیلئے اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ ہر ایک تکذیب فتنہ کے نام سے موسوم نہیں ہو سکتی۔ لکھ صرف اسحالیقین کی تکذیب کو فتنہ کے نام سے موسوم کیا جائیگا جبکہ وہ تکذیب ایک بلوہ کے رنگ بن ہو اور ایک جماعت یا جمعی اتفاق کر کے کسی کے مال یا جان یا عزت کی نقصان رسانی کی غرض سے اپنی طاقتوں کو اس حد تک خرچ کریں جہاں تک ایک شخص پر سے استعمال کیا جائے کہ مانتا ہے۔ پس مذہب میں نہ درسی ہے کہ ایک جماعت ہو اور وہ جماعت کی ضرورت سانی کے مادہ کیلئے پر سے پوش کیساتھ باہم اتفاق کر لیں اور ایک بلوہ کی صورت میں ایک فتنہ کا جمع بنا کر کسی کی عزت یا جان یا مال پر حملہ کر دیکھے لئے مستعد ہو جائیں اور باہمی مشورہ سے ان تمام فریب کو اپنی طاقتوں کے فروخت ہو چکی حالت میں ایک غیر معمولی جوش کی طرز پر استعمال میں لائیں جسکے استعمال سے فریق مخالفت پر کوئی ناگہانی آفت آنے کا اندیشہ ہو۔ اب جبکہ فتنہ کے لفظ کی تعریف معلوم ہو چکی تو ان تین فتنوں کو بیان کرتا ہوں۔ مگر شاید بھلائی کے لئے یہ انسب ہو گا کہ قبل اسکے میں ان تین فتنوں کی تفصیل براہین احمدیہ کے صفحات سے پیش کروں اور وہ تین فتنے بیان کروں جو براہین احمدیہ کی نسبت اور شائع ہوئے ہیں بعد میں یہ گندہ بچے جن جنکے واقعات سے لکھو کہ انسان گواہ ہیں۔ بلکہ اگر میں کر ڈر یا کہوں تو یقیناً برا لگندہ ہو گا۔ اسوقت میں اس دعویٰ پر زور دینے کے بغیر وہ نہیں سکا کہ میری زندگی کا وہ بڑا حصہ جو براہین کی تالیف کے بعد اسوقت تک پورا ہوا ہے وہ ٹھیک ٹھیک تین فتنوں کے

نیچے ہو کر گدرا ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ ان تین فتنوں کے ساتھ کوئی اور فتنہ بھی تھا جسکو فتنہ چہارم کہنا چاہیے۔ اور نہ کوئی یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ تین فتنے نہیں ہیں بلکہ دو ہیں۔ غرض تین کے عدد میں ایک ایسی حیرت انگیز بات ہو گئی ہے کہ چونکہ ہو سکتی ہے اور نہ قابلِ زہانت ہو۔ ایک جنسی شخص بھی میری سوانح کے لکھنے کیلئے بیٹھے گا اور بری لائف کے سلسلہ میں تلاش کریگا کہ براہین احمدیہ کے زمانہ سے ان دنوں تک ایسے غیر معمولی بلوے پورے پوش سے ہمارے ہوئے مختلف جماعتوں کی طرف سے کس قدر جیسٹ پر ہو چکے ہیں جنکو فتنہ کے نام سے موسوم کرنا چاہیے نو سو اسی بات کے سمجھنے کیلئے کسی فکر کا محتاج نہ ہوگا کہ ایسے بلوے جو فتنہ کی حد تک پہنچ گئے اور پورے جو سنس کبساتھ ظہور میں آئے مرنے تھے۔ **اول** آتم کے معاملہ میں پادریوں کا حملہ جنھوں نے دافعات کو چھپا کر پنجاب اور ہندوستان میں تکذیب کا ایک طوفان مچا دیا چونکہ انکے دلوں میں براہِ معایہ تھا کہ کسی طرح اسلام کی تکذیب اور توہین کا موقع ملے سوانحوں نے آتم کے زندہ رہنے کی وقت سمجھ لیا کہ اس سے بہتر شہر و خود خاؤا لے کیلئے اور کوئی موقع نہ ہوگا۔ چنانچہ بیسے پہلے امرتسر میں انھوں نے محس خلیفہ کی راہ سے خلاف واقعہ شہر مچایا اور گلی کوچہ میں آتم کو ساتھ لیکر وہ زبان درازیاں کیں کہ جب سے انگریزوں

آتم کے عذاب کی نسبت جو شیگئی گئی تھی وہ نہایت صاف اور کھلے کھلے لفظوں میں تھی۔ اسی میں یہ شرط موجود تھی کہ عذاب موت اس وقت نازل ہوگا جب آتم حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ اور آتم چند ہی عیسائیوں کی سیاقی تھی ایسے خلافِ عادت طریقے نہ ہی مناظرات و تقررات سے دلکش اور چہرہ بہ چہرہ اس کا چہرہ نہایت ہی دلی رجوع و دلالت کرتا تھا۔ پھر آتم نے میعاد کے بسبب یہ جھوٹے بہانے پیش کئے کہ میں دریا تو فرود ہا مگر وہ خوفِ تعلیم یافتہ مسانپ سے اور دوسرے حلقوں کا جو میرے کو گھونٹتے تھے اس پر جب اسکو کہا گیا کہ تعلیم تہمتیں لے کر تو اور غیر معمولی مزاجیہ میعاد کے بعد یہاں لگائی گئی تھیں انکو یا تو قسم سے ثابت کرنا چاہیے یا بالمش عیا کسی اور فلکی طریقے سے تو آتم نے کوئی طریق اختیار کیا۔ بلکہ قسم پر چار ہزار سو پیر دینے کا وعدہ کیا گیا تب جس قسم کھا کر اپنی بریت ظاہر کر کا اور یہ تمام الزام اپنا ساتھ قبر میں لے گیا۔ اہم! اب میں یہ بھی تھا کہ اگر وہ آخرا شہادت کر چکا اور جلاہ جاکا چنانچہ وہ جلاہ آخری شہاد سے ملت جیسے کر اندر گر گیا۔ اب کیا اس میں شکوئی پر کوئی تائید تھی جس سے عیسائیوں نے شہر مچایا؟ نہیں بلکہ آتم کے دہستے رہنے کی وجہ تھی۔ جہاں تک ایک نیا ایک ہمارے آتم نے عیسائیوں کو کہا کہ ہائے میں پڑا گیا کہ عیسائیوں کو یہی منظور تھا کہ سچائی پر پردہ ڈالیں۔ انھوں نے اس سوز میں بڑی انصافی کی۔ مگر

پادریوں نے یہ تہریر بھی بہت دیکھ کر اس کی صیغہ آتم نالش کر کے حدِ حالت کے نزدیک جھکوا دلائے۔ لیکن چونکہ آتم در حقیقت حق کے رعب سے مرعوب تھا اسلئے اسنے اس طرح فریاد کیا۔ لہذا وہاں میں تھا جو ادا کر دیوں کا یہ بلوہ میری عمر کی بے گناہی ہوا۔ مگر

علمداری اس ملک میں آئی ہے اسکی نظیر کسی دقتین نہیں پائی جاتی اور صرف ای پنا تھا۔ مین قبی بلکہ پناؤ۔  
 سے لیکو کبھی گلستاں آباد وغیرہ میں بڑے بڑے کھنڈروں اور خانوں میں محض ان کے طور پر واقعہ شایع کئے اور  
 جاہل مولویوں اور حوام کا لالعام کو برا سمجھتے کیا۔ اور ہزاروں اشتہار دانتہ ان سے بھست ہو س  
 تھے ملک میں تقسیم کئے۔ اور لوگوں پر۔ اور ڈالنا چاہا کہ دین اسلام میں ہے۔ اور بعض مولوی دنیا کے  
 کتے انکی ہان کیساتھ ہان ملانے لگا اور یہ فتنہ تمام فتنوں سے بڑھا ہوا تھا کہ وہ کھانا دین اسلام میں صرف یہی  
 ذات پر ہی حملہ نہیں تھا بلکہ بڑا مقصد یہ تھا کہ اسلام کو ذلیل اور حقیر کر کے دکھلائیں۔ دہلوی، دہلوی  
 صفت انکے ساتھ گندہ زمین میں شامل ہو گئے۔ اور کہا کہ اگر عیسائی مذہب کریں تو کیا حق ہے یہ نقش تو  
 خود کا فرسہ ہے۔ اور حالانکہ وہ خوب جانتے تھے کہ عیسائی اس رقم کو بھی مسلمان جانتے ہیں۔ غایت کار  
 مسلمانوں میں سے ایک فرقہ کا سرگروہ خیال کرتے ہیں سوان خالوٹ ناخو میری دشمنی سے عیسائیوں  
 کی زبان سے دین اسلام سے پیٹھھے کہائے بلکہ بار بار انخوالش کرنیکے لئے رغب دی۔

دوسرا فتنہ جو دوسرے درجہ پر ہے شیخ محمد حسین ثالوی کا فتنہ ہے۔ اس ظالم نے ہی  
 وہ فتنہ برپا کیا کہ جسکی اسلامی تاریخ میں گذشتہ علماء کی زندگی میں کوئی نظیثہ نکل سکا۔ خود اہل اہل  
 نزدیک میں کی کفر نامہ پر مہر لگوئی۔ صدمہ مسلمانوں کو کا فرا د چہنہ قرا دیا اور بڑا درد سے گویا  
 ثبت کر ائیں کہ لوگ نصاریٰ سے بھی غریب ترین۔ تمام رشتہ نامے ٹوٹ گئے۔ بھائیوں بھائیوں  
 اور باپوں بیٹوں کا درمیان۔ نے اپو چھوڑ دیا اور اساطوفان فتنہ کا اٹھا کہ گویا ایک لڑکے کی  
 آجنگ ہزاروں خدا کے نیک بندے سے اور دین اسلام کے عالم اور فاضل اور متقی کا فرا د چہنہ قرا دیا۔  
 سزا دار سمجھے جاتے ہیں۔ !!!

تیسرا فتنہ جو تیسرے درجہ پر ہے آریو ک فتنہ ہے جو ایک چمکد از نشان کیساتھ ہوا  
 اور یہ فتنہ اسلئے تیسرے درجہ پر ہے کہ باجوہ سخت بلوہ کے اسکے ساتھ فتح نہا نشان تھا یہ ہے  
 کہ اس میں ہندوؤں کا بڑا شور و غوغا ہوا اور بار بار قتل کر نیکی دھمکیاں دین اور گالیوں بھرسے ہوش  
 بھیجے۔ کئی اخبار دن میں حد سے زیادہ سخت گوئی کی گئی۔ اور پھر فرنگوں کی معرفت خانہ تلامشی  
 کرائی گئی۔ مگر باجوہ ان سب باتوں کے فتح کا چہنہ اہمار سے ہاتھ میں رہا۔ وہ معاہدہ جو لیکھ ام کریم  
 نہ ہی آزمائش کیلئے بذریعہ آسمانی نشان کے کیا گیا اسکی رو سے ہمارے مولیٰ کریم نے ہندوؤں پر جاری  
 وگڑی کر کے بڑی صفائی سے ہین فتح دی۔ اور جیسا کہ پہلے بیان کیا ہے یہاں تھا کہ اگر خدا ایسا نہ کرتا پنے ایسا

چکھارشان نہ دکھاتا تو دنیا میں اندھیر ٹریچا یا۔ ایسا ہی خدا نے اپنے ان تمام ارادوں کو  
پورا کیا۔ لیکن ہم کیا مرام آریوں کو دیکھا۔ اسلام کا بول بالا ہوا۔ اور ہندو خاک میں مل گئے۔ بڑی عزت  
کبسا تھمیدان ہمارے ہاتھ رہا۔ اور ثابت ہو گیا کہ خدا وہی خدا ہے جو اسلام کا خدا اور  
فران کا نازل کر تیا لا ہے۔ اب اسکے ساتھ اگر چین کا لیاں دی گئیں۔ اگر چین قتل کر نیک لائے ڈرایا گیا۔  
اگر ہمارے گھر کی تلاشی کر لی گئی تو اس خوشی کی مقابل یہ تمام غم کچھ چیز نہیں ہیں بلکہ اس فتنے سے ایک اور  
پیشگوئی پوری ہوئی جو ابھی ہم بیان کر چکے۔ اور ایک کلام کے مرتبے دشمن کا موندہ کا لا تو ہر چکا تھا۔ مگر ہر گھر کی  
تلاشی نے اور بھی ایسے مکروں پر خاک ڈال دی اور چھوٹ کا ایک بڑی صفائی سے کا گیا۔  
تین فتنے ہیں جو براہین کے زمانہ سے آج تک ہیں پیش آئے۔ اور یہ ایسے کھلے کھلے وقوع

میں آئے ہیں کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے ملک کا ہر ایک شخص انسان بھلانے کا حق رکھتا ہے۔ ان  
تینوں فتنوں سے بخوبی واقف ہے۔ اب یہ تقیہ طلب یہ امر سنہ کہ آیا یہ تین فتنے براہین احمدیہ میں ذکر کئے  
گئے ہیں یا نہیں۔ سو میں درودش کی طرح دیکھتا ہوں کہ یہ تینوں فتنے پادریوں کے فتنے سے لیکر چکھارشان  
کے فتنے تک براہین احمدیہ میں ذکر کئے گئے ہیں۔ بلکہ ہر ایک ذکر کی وقت فتنہ کا لفظ بھی موجود ہے۔ سو اب  
ایک پاگل اور پاک نظریہ کی مندرجہ ذیل عبارتوں کو پڑھو جو براہین احمدیہ سے نقل کر کے میں ابجا لکھتا ہوں

اور وہ یہ ہیں

پہلا فتنہ سنہ ۱۲۴۲ ہجری میں احمدیہ - وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَنْ نَضَارِيَ - و  
خَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ - قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ  
وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ - وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ  
الْمَاكِرِينَ الْفِتْنَةُ تَهْنَأُ فَاصْبِرْ كَاصْبِرْ أُولَ الْعِزْمِ قُلْ دَبْ  
أَدْخَلْنِي مَدْخَلَ صِدْقٍ - ترجمہ - یعنی یہود تجھے راضی نہیں ہونگے۔ یہود سے مراد ہجرت  
یہود صفت مولوی ہیں جن کا ذکر براہین میں اس پہلے صفحہ میں ہے اور پھر فرمایا کہ نصاریٰ بھی تجھے راضی  
نہیں ہوں گے یہی پادری۔ اور فرمایا کہ انھوں نے نادانی سے خدا کے بیشیہ اور بیٹیاں بنا رکھی ہیں۔ ان  
پادریوں کو کہہ دے کہ خطا ایک سچہ ذات ہے نیاز ہے نہ کوئی اس کا بیٹا اور نہ وہ کسی کی بیٹا اور نہ کوئی اس کا  
ہم جنس ہے اسے اس کی طرف اشارہ ہو جو تثلیث اور توحید کے درمیان ایک مارن کا کھیل ہے۔ یہی سچہ تعلیم ہے۔ پیگرن  
سے چند پہلے کیا گیا تھا۔ اور پھر فرمایا کہ یہ عیسائی تجھے آبا سے لے کر نیلے اور خدا بھی اُسے مکر کرے گا۔ یعنی



اول انکو لیر کر دیا اور پھر ذلت پر ذلت پہنچا دیا اور پھر فرمایا کہ یہ اللہ ہے۔ اور پھر فرمایا کہ اس وقت  
 یادیون کیلئے ایک فتنہ ہو گا اور وہ ایک پربش بلوہ کی صورت میں تگزیب کر نیکی۔ سو اس فتنہ کی قوت  
 جبر کر جیسا کہ اولوا العزم نے صبر کرتے رہے۔ اور دعا کر کہ خدا یا میرا صدق ظاہر کر۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ  
 مکر سے مراد وہ لطف اور مخفی تدبیر ہے جو دشمن کو ذلیل یا معذب کر نیکی لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے تہذیبین آتی  
 ہے۔ بعض وقت نادان دشمن ایک جھوٹی خوشی سے مطمئن ہو جاتا ہے۔ مگر خدا کی مخفی تدبیر جو دوسرے  
 نظروں میں مکر کھلاتی ہے اسے کہتی ہے کہ اسے نادان کیوں خوش ہوتا ہے دیکھ تیری ذلت کے دن نزدیک  
 آ رہے ہیں۔ تب تیری خوشی غم سے تبدیل ہو جائیگی۔ غرض یہ پہلا فتنہ ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ  
 ۲۴۱ میں لکھا گیا اور میرے پر گزر چکا۔

ووسرافتنہ وہ ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔ واذا مکر  
 بك الذی كَفَر اَوْ قَدِىَ اِيَّاها ما ن لعلی اطلع علی الہ موسیٰ وانی لاطنہ  
 من الكاذبین۔ تثبت ید ابی لب و تب ما كان له ان یدخل فیہا الا  
 خائفا۔ وما اصاباك فن الله الفتنۃ هنا فاصبر كما صبر  
 اولوا العزم۔ الا انها فتنۃ من الله لیب جبالجا۔ جتان الله العزیر  
 الا کم عطاء غیر مجذوف۔ یعنی یاد کر وہ زمانہ جب ایک کفر نبیجہ مکر کر گیا جو تیرے ایمان سے  
 انکاری ہے۔ اور کہے گا اسے یا مان میرے لئے آگ بھڑکا (یعنی تجھ کی آگ بھڑکا یا مان مراد نذیر حسین دیوٹی)  
 میں چاہتا ہوں کہ موسیٰ کے خدا پر اطلاع پاؤں کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔ ہلاک ہو گیا ابولہب  
 اور اسکے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے (جسے کفر کا فتویٰ لکھا)۔ اسکو نہیں چاہیے تھا کہ اس تکفیر کا کام  
 میں دخل دیتا جہ اور جو کچھ پہنچے گا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اسکا ایک فتنہ ہو گا پس صبر کر جیسا کہ  
 اولوا العزم نہیں صبر کیا۔ یاد رکھ کہ یہ فتنہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو گا تو وہ تجھے حد سے زیادہ دوست رکھے  
 دیکھ یہ کیسا مرتبہ ہے کہ خدا کی دھمکی وہ خدا جو کل نام عزیز اکرم ہے۔ یہ وہ بخشش ہے جو کبھی

چند زعمون سے مراد محمد حسین سیاح۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کشف ظاہر کر رہا ہے کہ وہ باقہ خیر ایمان  
 لائے گا۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ وہ ایمان فرعون کی طرح صرف اس قدر ہو گا کہ آمین  
 بالذی آمنوا بہ بنوا اسرائیل یا پرہیزگار گوئی طرح و انشاء۔ منہ

قطع نہیں کی جائیگی۔ اس فتنہ میں صاف لفظ کفر کا موجود ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ کسی مکفر کی طرف سے فتنہ ہوگا۔ کفر پڑھنا بھی جائز ہے جسکے یہ معنی ہوں گے کہ ہمارے ایمان منکر۔ دونوں لفظوں کا مال ایک ہی ہے۔ غرض یہ لفظ کفر باب تفعیل سے ہے اور برہانیت معنی مذکورہ ثلاثی مجرور بھی ہو سکتا ہے۔ (الہام) دونوں طوے پر ہے۔ اور بعد کا یہ فقرہ کہ اُسکو نہیں چاہیے تھا جو اس فتنہ تکفیر میں دخل دیتا۔ یہ فقرہ اس کی طرف اشارہ ہے کہ وہ شخص علم و فضیلت کا دعویٰ رکھتا ہوگا بیٹے مولوی کہلاتا ہوگا۔ پس جس شخص کا اُسکو دعویٰ تھا اس سے بہت بعید تھا کہ ایسا فاسقانہ کام کرتا۔ غرض یہ دوسرا فتنہ ہے جو دوسرا درجہ پر ہے۔ جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ میں نہایت مختصراً شرح سے مندرج ہے۔

تیسرا فتنہ چکرار نشان کا فتنہ ہے جو براہین کے صفحہ (۵۵۶) (۵۵۷) میں کمال صفائی لکھا ہوا ہے وہ یہ ہے یا عیسیٰ اُتی متوفیک و رافعت الی وجاعل الذین الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ۔ ثلثہ من الاولین۔ وثلثہ من الآخرین۔ ترجمہ۔ میں نے عیسیٰ میں تجھ کو طبعی موت سے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھا دوں گا اور تیرے تابعین کو ان لوگوں پر قیامت تک غلبہ بخشوں گا جو تیرے منکر ہیں۔ اور تابعین کا ایک گروہ پہلا ہوگا اور ایک گروہ بعد میں ہو جائیگا۔ یہ خدا کا تسلی آمیز کام اُسوقت حضرت عیسیٰ پر اترا تھا جبکہ وہ نہایت گمراہ میں تھے۔ اور انکو ایسی موت کی دھمکی دی گئی تھی جو جراثیم پیشہ لوگوں کیلئے خاص، اپنے صلیب کی دھمکی جو لعنتی موت ہے اور یہی الہام اور یہی وعدہ اس عاجز کو ہوا۔ جس سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہی ابتلا اس عاجز کو پیش آئے گا اور یہی انجام ہوگا اسی بنا پر اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھا گیا۔ اور وعدہ دیا گیا کہ میں تجھ کو طبعی وفات دوں گا اور عزت کی مانند اٹھاؤں گا۔

غرض اس الہام کے اندر یہ مخفی پیشگوئی ہے کہ حضرت عیسیٰ کی طرح اس غلبہ کے دشمن بھی قتل کر دینے کے منصوبے کرینگے اور جراثیم پیشہ کی موت یعنی چھانسی کیلئے تہذیب پرینٹل میں لائینگے مگر ان ارادہ کوئی تکمیل میں نہ آکا۔ رہینگے۔ غرض عیسیٰ کا نام اس عاجز پر اطلاق کر دینے سے اس کو تسلیہ کی طرف اشارہ ہوا کہ اسی طور پر جیسا کہ حضرت عیسیٰ کی اس موت کے لئے جو جراثیم پیشہ کی موت میں ہوتی ہیں تجویزین اور تہذیب پرینٹل کی گئیں اسکا بھی ایسا ہی وقوع میں آئے گا۔

پھر آگے دوسرا لہذا میں جو اسکے بعد میں جنہیں صریح اشارہ فرمایا گیا ہے کہ یہ کب اور کھوت ہوگا۔ اور اس قسم کے ارادہ اور قتل کے منصوبے کس زمانہ میں ہونگے اور اس سے پہلے کیا علامتیں ظاہر

نوحی۔ اور وہ ۱۵۰ اہام یہ ہے۔ اپنی جہت کے منفرہ ۵۵ میں، میں اپنی چمکار و کھلاؤنگا  
 اپنی قدرت نہائی سے جھکواٹھاؤنگا۔ دنیا میں ایک مذہب آیا  
 پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا نے قبول کر لیا اور یہ  
 زور اور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ الفتنہ تھنا  
 فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ فلما تجل رتبہ للجبل  
 جعلہ دکا ان الہامات میں صاف فرمادیا کہ وہ قتل نہ ہوئے وقت ہون کے

جیساکہ ایک ہمارے نشان ظاہر ہوگا۔ انی صبر سے ان منصوبوں کے نام غیر کے الہام میں فتنہ رکھا اور فرمایا  
 کہ اسکا ایک فتنہ بدو ایسا اور العزم نبی کی طرح صبر جاسیے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ آذ ۱۰۰ تینے ناب و بدو جانا  
 یہ تین فتنے ہیں جن کا براہین میں ذکر ہوا۔ اور یہ تینوں قلب میں ہی آئے۔ چمکار و نشان  
 کا فتنہ حرف زبانی شور و غوغا کا فتنہ دہرین رہا بلکہ ۸ مارچ ۱۹۹۳ء کو ہوا۔ سہلی ملی تھی ہی کوئی  
 تا وہ پیشگوئی پوری ہو چکی تھی کہ نام رکھنے میں تھی۔ اب جیسا کہ براہین یہ ہے کہ "فتنہ" ان تین فتنوں  
 خبر ملتی ہے ایسا ہی اگر کوئی ہماری دلالت کا وہ نسخہ پڑے ہو براہین کی وقت۔ وقت تک میں ہا تب  
 بھی اسکو ماننا پڑتا ہے کہ خدایہ میں ہی میں ہی فتنہ نمود میں آتے۔ امتیحات۔ صرف وہ  
 پیشگوئی جو لیکچر ام کی نسبت کی گئی تھی ان تائیدی بتوں سے مضبوط ہوتی ہے۔ بلکہ ہماری بت  
 جو پیشگوئی کی گئی تھی وہ بھی ایسی کھل جاتی ہے جیسا کہ دن چرچہ ہوتا ہے۔ غرض ان تینوں فتنوں  
 پر نظر غور ڈال کر خدا کی قدرت کا ماحولہ کا پتہ لگتا ہے۔ یہ ایک ایسا کام ہے کہ اسکو یونہی یہود و باتوں سے  
 ماننا نہیں چاہیے بلکہ پوری توجہ کیساتھ اس میں غور کرنی چاہیے۔ بلاشبہ ایک طالب حق کی پاک و ن  
 اور پاک نفس اس مقام سے اطلاع پا کر بہت سے حجابوں کی سمات پاسکتی ہے۔ اور جیکے جگہ بنایا مال  
 پیدا ہوتا ہے کہ اگر اتم اور لیکچر ام کی نسبت پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھی بلکہ کوئی اتفاقی امر تھا تو  
 کیونکر یہ دونوں پیشگوئیاں آج کے سترہ برس پہلے براہین احمدیہ میں لکھی گئیں؟ ہاں اسے کوئی منصف  
 کہان اور کہہ رہا ہوگا کہ جیسا کہ خارجی واقعات سے تین فتنوں کا نشان ملتا ہے ایسا ہی براہین احمدیہ

بھی اُن تینوں فتوئوں کی خبر دیتی ہے۔

اب کیا یہ شہادتین ہیں؟۔ تب۔ سے ترانے کے ساتھ مضبوط ہو کر اس درجہ  
 نکات نہیں پہنچ گئیں جس کو قطعی اور یقینی کہنے میں ۹ اور کیا یہ سترہ برس کا ممتد سلسلہ  
 الہامات کا جو ہمارے زمانہ سے اُس غیر متعلق زمانہ تک جا پہنچتا ہے جہاں منصوبہ بازی کی قلم  
 بکلی ٹوٹ جاتی ہے پوری تسلی پانے کیلئے کافی نہیں ہے؟ کیا اب بھی کوئی شبہ باقی ہے  
 جسیر کوئی وہی طبیعت کا آدمی زور دے سکتا ہے؟ اور یہ کہنا کہ لیکھرام میعاد کے پانچویں برس  
 میں مرا چھٹے برس میں نہیں مرا۔ کیا اس اعتراض سے زیادہ کوئی اور حجت بھی ہوگی؟  
 ایسے معترض نے کہاں سے اور کس سے سُن لیا کہ الہام میں چھٹے سال میں مرنا شرط  
 ضروری تھا۔ یہ الہام تو صاف لفظوں میں بتلا رہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے موت کے خاص  
 وقت کو مخفی رکھ کر چھٹے برس کے عرصہ کا نشان دیدیا تھا کہ اس میں تین جہنم کے موت  
 لیکھرام کو ہلاک کیا جائے گا۔ کیا خدا پر یہ متمنع ہے کہ کوئی امر اپنی مصلحت سے مخفی رکھے  
 اور کوئی ظاہر کرے۔ ایسے بیہودہ اعتراض صرف اُس بیوقوف کے موجد سے نکل سکتے  
 ہیں جس کو ابھی پیشگوئیوں کی فہم نہ ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں جب قدرتی بیونگی  
 معرفت پیشگوئیوں کا ظہور میں آئیں اُن میں یہ منظور رہا ہے کہ کسی قدر پیشگوئی کے ظہور کے  
 وقتوں کو پوشیدہ بھی رکھا جائے۔ سو اکثر سنت الہی اس طرح واقع ہے کہ ایک بات  
 کے ہونے کے لئے ایک حد مقرر کر دی جاتی ہے۔ آئندہ خدا کا اختیار ہے چاہے تو  
 اُس حد کے پہلے حد میں ہی اس بات کو پوری کر دے اور چاہے تو آخری حد میں پوری  
 کرے اور چاہے کوئی حد نہ لگائے اور کوئی میعاد بیان نہ فرمائے۔ خدا کی کتابوں میں  
 صد ہا ایسی پیشگوئیاں پاؤ گے جن کے ظہور کا کوئی وقت نہیں بتلایا گیا۔ یہ نہایت

صاف بات ہو کہ اگر خدا تعالیٰ ایک وعدہ فرمائے کہ اس عرصہ تک ایک کام بدوقت چاہوں کر دوں گا۔ تو کیا انسان اپنے اعتراض کر سکتا ہو کہ ایک خاص وقت کیوں نہیں بتلایا؟ ہاں اگر خدا تعالیٰ ایک میعاد مقرر کر کے صاف اندرون میں یہ فرمائے کہ جب تک یہ کل میعاد گزر نہ جائے اور اس کا آخری منٹ یا آخری سیکنڈ نہ پہنچے تب تک یہ پیشگوئی نافذ نہیں ہوتی۔ تو اس صورت میں ضروری ہو گا کہ اس میعاد کے آخری سیکنڈ میں پیشگوئی کا نمودار ہو جائے۔ لیکن جبکہ خدا اپنی مسلمات سے ایک میعاد مقرر کر کے یہ ظاہر فرمائے کہ اس میعاد کے اندر اندر ہر حصہ میں چاہوں گا فلاں کام کروں گا تو ایسی پیشگوئی پر اعتراض کرنا خدا تعالیٰ کے تمام کھانہ پر اعتراض ہے۔ اور لیکھرام کے تعلق کی پیشگوئی میں ایک یہ بری عظمت ہو کہ اس میں صرف میعاد چھ سال کی نہیں بتلائی گئی بلکہ یہ بھی تو بتلایا گیا تھا کہ وہ ایسے دین میں اپنی سزا کو پہنچا جو عید کے دن سے ملا ہوا ہو گا۔ چنانچہ لیکھرام کا نام کو سالہ سامری انی نے رکھا کیا کہ کو سالہ عید کے دن جلایا گیا تھا۔ اور صریح الہام میں بھی عید کا دن آگیا اور ایسا شہرت پا گیا جو صد ہا ہندوؤں میں وہ الہام مشہور ہو گیا۔ اور الہام اور کشف نے صاف لفظوں میں یہ بھی بتا دیا کہ وہ ہیبت ناک موت ہوگی اور قتل کے ذریعہ سے دو قومیں آئیں گی اور کشف نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا کہ موت کا دن اتوار اور رات کا وقت ہو گا۔ اب دیکھو اس پیشگوئی میں کس قدر اعلیٰ درجہ کی غیب کی باتیں بھری ہوئی ہیں۔ اب کیا یہ صحیح نہیں کہ اگر ان تمام امور کو یہ ہیبت مجبومی اور بظہر بکجانی دیکھا جائے اور براہین کی پیشگوئی کو بھی ساتھ ملا یا جائے تو بیشک یہ ضرور نتیجہ نکلتا ہو کہ یہ پیشگوئی ان فوق العادوں اور بالکل انسانی طاقتوں سے برتر ہیں۔ ہاں اگر کسی انسان کو یہ قوت حاصل ہے کہ ایسا دقیق در دقیق غیب بیان کر سکے اور ان امور کی سترہ

ہیں پہلے خبر دے جو بیان کرنے کے زمانہ میں معدوم کی طرح ہوں تو ایسے انسان کو بطور نظیر پیش کرنا چاہیے۔ اور اس کے واقعات معاینہ کے طور پر دکھلا چاہیں اور صرف پورانے کرم خوردہ قصے اسجھکام نہیں آئینگے۔

نذیریم اے یار بانسیہ کار اگر قدرت ہست نقدے بیار  
آپ سُن چکے ہیں کہ براہین اسمعیہ میں صاف طور پر یہ پیشگوئیاں دکھلائی گئی ہیں۔ پس یہ سلسلہ وار شہادتیں کیونکر ٹوٹ جائیں گی؟

چونکہ بعض ظالم مولوی جیسا کہ محمد حسین ثالوی وچہ میری دشمنی کے لئے اسلام پر حملہ کرنا چاہتے ہیں اور وہ نشان جو اس دین کی سچائی پر گواہی دینے کیلئے آسمان سے نازل ہوئے ہیں انکو مٹا دینا ان لوگوں کا مقصود ہو۔ اسلئے یہ استقامت و قیام کے معزز اہل نظر کی

وچہ اس شیخ شمس حق کا یہ بھی میرے پرافتر ہے کہ ادب بھی بعض پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں۔ ہم بھڑسکے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ہم شیخ مذکور کو فی منہ کوئی ستور و سپہ نقد دینے کو طیار ہیں اگر وہ ثابت کر سکے کہ فلاں پیشگوئی خلاف واقعہ ظہر میں آئی۔ مگر کیا وہ یہ بات سُنکر تحقیقات کے لئے درخواست کرے گا؟ نہیں اسکو سخت نے اندھا کر دیا۔ مجھے مسلم ہوا ہے کہ یہ شخص نہایت درجہ کا مفرد اور دشمن حق ہے اسکو اسلام سے کچھ خاص دشمنی ہے اُس کا دل نہیں چاہتا کہ اس پر آشوب زمانہ میں اسلام کی عزت اور شوکت اور ہزگی ظاہر ہو۔ مگر یہ اس ارادہ میں ناکام رہے گا۔

میری بات سُن رکھو! اب سے خوب یاد رکھو کہ خدا بہت سے نشان دکھائے گا۔ نہیں چھوڑے گا جب تک ایسے لوگوں کو ذلیل کر کے نہ دکھلائے۔ منظر

خزینہ پیش کیا جاتا ہو۔ تمام واقعات اور شہادتیں جسے شیخ نے بیان کی تھیں، وہ سب سچ ہیں اور سب سچ ہیں۔  
 لکھے گئے ہیں۔ اسے شیخ نے لکھا ہے۔ ہر ایک بلال الہی نے یہ کہہ کر کہا کہ یہ سچ ہے تو ہم  
 طلب کر سکتے ہیں۔ اسلئے ہم معزز بلال الہی سے معافی مانگتے ہیں کہ وہ اتنے جلیل شانہ اور  
 اُسکے رسول کی عظمت اور عزت کیلئے اُس فتویٰ کو جو رد و ممانہ وجود سے پیدا ہوا ہے، کا خدا کا خدا کا خدا کا خدا  
 خدا پر لکھا اور اپنی اور دوسری گواہی اپنی شہادت فرما کر گم گشتہ لوگوں پر احسان فرما دیں۔ اللہ ہی تحریرین بدیعہ  
 خطا ہمارے پاس بھیج دیں کہ وہ سب مجموعہ کے طور پر چھاپ دی جائیں گی۔ اور میں جانتا ہوں کہ اس  
 باریع معزز بلال الہی کی شہادتیں بڑے جوش سے ہر ایک طرف سے آئیں گی اور سچے ایماندار اس  
 گواہی کو حسین اسلام کی شانِ ظاہر ہوتی ہے کہ یہی پرشیدہ نہیں کرینگے مگر کبھی طبع ذلیل خیال دُنیائے  
 سوائے لوگ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو سچی گواہی کو چھپائے گا اُس کا دل خدا کا گناہ ہو۔ جہاں  
 میں دیکھتا ہوں سرکاری جہدہ داروں کو بھی کوئی قانون الہی سچی گواہی نہیں روکتا جس میں جان و مال پر  
 سچائی کی مدد ہو۔ انسان میں سچائی کی حمایت بڑی عمدہ صفت ہے کہ ہم کسی ہی دنیا کی عزت اور وجاہت پادین  
 خدا کے خد سے باہر نہیں جاسکتے یہ تجربہ ہے جو کلاس زبردست حاکم کا لفظ نہ کھنا اور سچی گواہی کو چھپانا پونہ دولت  
 کی مانڈینا ہو جو شخص الہی نصا صدارہ و مداد کو دیکھ کر سچی گواہی پہنچا دے گی اس کی نسبت ہمیں کم سے کم یہ قضا و کما  
 پڑیگی کہ شخص خدا دین اور رسول قبول کی حمایت عزت سوا پر واہ ہے۔ لیکن اگر وہ سچی گواہی دے گا تو ہم کو کمال  
 کے آگے اسکے دین دنیا کی مراد دیکھ لے گا کہ کچھ ہے۔ اور ہم کیا مانگتے ہیں؟ صرف سچی گواہی۔

مباد اول آں فردا یہ مشاود کہ از بہر دُنیادہد و دین ببار  
 میرا ارادہ ہے کہ ان باتوں کو انگریزی میں ترجمہ کر کے روپ کے اہل نظر کو دیکھ سکے ہیں پیش کر دین کہ وہ لوگوں میں غلط فہمی  
 کی صورت کیلئے بڑی جرات پائی جاتی ہے بشرطیکہ ایک سچائی کافی الواقع سچا ہوتا ہو۔ مگر اگر یہ اپنے قومی جہاد کے سامنے  
 ایسا پیش کرتا ہوں اور ان کو اس مردانہ شہادت کے ادا کرنے کا موقع دیتا ہوں جس سے دنیا کے ہر ترک عزت کیساتھ نیک  
 مرد و نیک خیرت میں ان کا نام درج رہے گا۔ الراقم میرزا غلام احمد قادیانی۔

نمبر شمار	نام صدق نشان متعلق لیگام	سکونت مع دیگر بقید ضلع	عبارت تصدیق



۲  
 شماره نام صندوق  
 راوت معذرت  
 عبارت تصدیق

نمبر شمار	نام مصدق نشین متعلق لیکھرام	سکونت مع دیگر پتہ بقیہ ضلع	عبارت تصدیق

نمبر شمار	نام مصدق نشان	سکونت معہ دیگریتہ بقید ضلع	عبارت تصدیق
			۲۸ الف

وَالْآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْعَقُوا أَيْهَمُ وَهُوَ الْغَرِيزُ الْحَيَمُ وَلَكَ فَضْلٌ اللَّهُ يُؤْتِيهِ  
 مِنْ مَشَاءٍ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا خَلَاءَ مَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ نَزَلَتْ سُورَةُ الْجُمُعَةِ قَتَلْنَاَهَا فَلَسْنَا بِسَلَمٍ

تو عہد کیا وہ پورا غریز و حکیم نے  
 انہیں جسکی سی تھی رسول کریم نے

آیت پڑھو قرآن کی جو ہے اشار الیہ  
 پھر دیکھ لو حدیث جو ہے مستقیم علیہ

**ایضاح ملام الناس**  
 حصہ دوم  
 مصنفہ  
 مولوی محمد احسن امروہی پل باجپور  
 پنجاب پریس سٹائل کوٹ غلام قادر  
 قصہ کی اہم چھپائی

تو عہد کیا وہ پورا غریز و حکیم نے  
 انہیں جسکی سی تھی رسول کریم نے

آیت پڑھو قرآن کی جو ہے اشار الیہ  
 پھر دیکھ لو حدیث جو ہے مستقیم علیہ

آبِ آخِرین ہوویں گے لمحہ باوہیں  
 پیمبر و پیغمبر وہ ہی جو ہیں اس کے حاسدیں

حامد نے جس قرآن خبر کیا دیا  
 احسن نے نقل کر کے اسے اب بتا دیا

وَالْآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْعَقُوا أَيْهَمُ قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ هَؤُلَاءِ  
 الَّذِينَ لَمْ يَلْعَقُوا ابْنَانَا فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى سَمْعَانِ الْقَارِئِ وَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي  
 بِيَدِهِ لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ بِالنَّارِ لَأَنَالَكَ رَجُلٌ أَوْ جَالٌ مِنْ هَؤُلَاءِ

# افتاح

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُكْسِلًا وَمُحْجِنًا لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَمُسْلِمًا عَلَى خَالَتِهِ النَّبِيِّينَ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ وَاصْحَابِهِ  
 الطَّاهِرِينَ | اما بعد یہ حصہ دوم ہے رسالہ اعلام الناس کا جہمین ازالہ ہے اشاعہ الشبہ غیر  
 کے بعض وسوس کا واضح خاطر خاطر ناظرین ہو کہ ارادہ اس پیمان کا ہرگز نہیں تھا کہ جواب سالہ  
 اشاعہ الشبہ جلد ۱۱ میں کلام ظرافت آمیز لاوے یا اشعار اساتذہ برغل ذکر کرے یا اپنی طرف  
 سے کچھ تنگ بندی کر لکھے کیونکہ ایسے مسائل اسلام کی بحث میں یہ طریقہ مجھ کو اچھا نہیں معلوم  
 ہوتا خصوصاً اس وقت سے کہ حضرت اقدس سیح الزمان سے شرف ارا و شہ حاصل ہوا ہے وہ  
 نے اپنی تحریرات میں اس طریقہ کو ترک کر دیا ہے قال اللہ تعالیٰ وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ  
 فِي كُلِّ طَرَفٍ اَوْحَيْنَا لَهُمْ دَافِعًا لِّمَا يَصِفُونَ مگر جب میں نے دیکھا کہ مولوی محمد حسین صاحب  
 اپنے ملکہ مخفیہ شاعری کو اس رسالہ میں اظہار فرما کر ملک الشعراء کی جگہ پر چلے گئے ہیں جبکہ اشعار سوج شاعر  
 ہیں لہذا احتقر بھی اونکی پاشنی مذاق کیواسے بعض جگہ کلام ظرافت آمیز مہذبانہ اور اشعار اساتذہ  
 یا اپنی تنگ بندی لے آیا ہے کیونکہ مولوی صاحب کی سی شاعری ہم جیسوں سے بھی ہو سکتی  
 ہے۔ قَالَ اللہ تعالیٰ اَلَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالٰحَاتِ وَفَكَرُوا اللہ کی توفیق و تقوا من بعد ما ظلموا

و سید علما الذین ظلموا ای متقلبین ناظرین اس بارہ میں ہیکو معاف فرما دیں اور چونکہ کوئی مسئلہ  
میرا خالی از کتاب سنت نہیں ہے لہذا میری اس کلام خلافت امیر کو نہزل تصور نہ فرما دیں اور  
مقصود لذت کتاب و سنت کو جانیں میں مولوی صاحب کا تابع ہوں ہر جگہ کشیدہ برنڈ میر و  
وہر رنگ کہ نگاہیں کنندے شو قال الفاضل اللہاوری فی اشاعہ الشبہ <sup>۱۳۴۱ھ</sup> آنکس کہ خود  
زضعف و مرض لاغری کنند ہم دعوی سچی و پیغمبری کند خوش گفت بذلہ سنج کہن سال روزگار  
او خوشترن گم است کراہی کہند اقول ناظرین متصفین سے انصاف طلب ہے کہ مولوی صاحب  
کا رسالہ جو نام اشاعہ السنہ نامزد ہے ایسے نامی رسالہ کا یا فرض منصب ہی ہوتا ہے کہ کسی ایسے  
مسلمان کی نسبت جسکی نظیر اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و رسائی و مالی و قلمی میں جب قلم  
خود مولوی صاحب کے پہلے مسلمانوں میں نہایت ہی کم پائی گئی ہے سر تا پا افترا کیا جاوے  
بہلا میں دیافت کرتا ہوں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب نے کس جگہ کس کتاب میں دعوی  
پیغمبری منافی خاتم النبیین ہونے آنحضرت علیہ السلام کے کیا ہے یا دعوی اہل بیت  
کس رسالہ میں درج ہے اگر سچے ہیں تو صحیح نقل آپ پر فرض ہے ورنہ قرآن مجید میں جو وعید  
ایسے قول و فعل کی واسطے موجود ہے اُس سے ڈرنا چاہیے مولانا صاحب ایڈیٹر ان اخبار  
بہی ایسے قول خلاف نفس الامر کے کہنے سے نہایت اجتناب کرتے ہیں اور حتی الوسع خبر کو  
تحقیق کر گزرتے ہیں اور آپ تو ہتھم اشاعہ السنہ کہتے ہیں آپ پر تو نہایت ہی ضرور تھا کہ اول  
اس دعوی کی تحقیق کر لیتے پھر فرماتے جو کہ فرمایا پس ہم ایسی حالت میں کیونکر کہیں کہ آپ کا  
رسالہ اشاعہ السنہ اب اشاعہ الشبہ ہو گیا ہے اگرچہ حکم امتحان تھا آپ کو تلخ معلوم ہو اور اگر  
شاعری کے شوق و ذوق سے یہ باہمی تصنیف فرمائی گئی ہے تو اس سے بہتر رنگ بند ہی اور ہے  
ہی موجود ہی ایسے ممکن کہ کس زضعف و مرض لاغری کنند ہم دعوی سچی و پیغمبری کنند  
زیر کہ خود سچ کہ چار و زار بود ہم دعوی سچی و پیغمبری نمود پس قول دعی ہر بطلان و گمراہی است



خصوصاً ایسے شخص کے مقابلہ میں جبکہ آپ اشاعہ میں تمام اولیا و علماء امت سے افضل قرار  
 دیکھے ہیں کما فی الجزء الاول آپ نے یہی سمجھ لیا ہوتا کہ جو اکابر علما و اولیا گذرے ہیں ان کے مسائل متفقہ  
 اکثر منقول ہیں حضرت اقدس مرزا صاحب جو پہلے اولیاء ماسبق سے آپ کے نزدیک افضل ہیں  
 اس مسئلہ میں متفق رہی یہی مہدی کی نسبت ابن خلدون وغیرہ کا تفرد آپ کو معلوم ہی ہے اور یہی کتاب  
 و ملک آپ کا ہی ہے جو خلاف ہے تمام جمہور کے جب آپ کے نزدیک مہدی موعود کوئی نہیں ہوگا  
 تو عیسیٰ بن مریم کا خیالی نزول اگر واقع ہوا اور بجائے اس کے مثل سیح آوے تو بموجب آپ کے مذہب کب کیا  
 استنباط ہے۔ اب میں استفسار کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص آیات مندرجہ کے معنی جو آپ اشارہ نکالتے  
 ہیں تسلیم کرے بلکہ وہ منہ سے ادا لے جو بمنزلہ ظہور کے ہیں تو حکم **النَّصُوحُ نَحْلٌ عَلَى ظَوَاهِرِهَا** کے مورد  
 اعتراض آپ ہونگے یا وہ **يَتَوَخَّوْنَ تَجَرُّعًا** معنی آیت اول کے ظاہر تو یہی ہیں کہ ضمیر **وَرَجَعَ** بہ طرف  
 عائشہ کی اور ضمیر قبل موتہ میں راجع ہے طرف کتابی کی جسے لفظ اہل کتاب دلات کرتا ہے علما وہ  
 کہ اس معنی ظاہری میں ایک غریبی اور یہی ہے کہ مویہ ہے اسکو قرأت دوسری جو آئی ہے  
**اَلَا الْيَوْمَ مِثْلَ مَوْثِقِهِمْ بِضَمِّ الدَّوْنِ** اندر ہی صورت قاعدہ **يَفْسِي بَعْضُهُ بَعْضًا** کا یہی موجود ہے  
 اب اگر کسی کے نزدیک یہی معنی آیت کے مراد ہوں جو بمنزلہ ظاہر کے ہیں اور قرأت دوسری یہی  
 اذی کو مویہ ہے اور آپ کی شرح اشارات سے اسکو شفا ہووے تو فرمایا **اسی لہا کیا رہی ہو بہو اور ثبوت**  
**اشاعۃ السنہ کے اشاعۃ الشبہ ہو جائیگا۔** اور آیت دوم میں تسلیم کیا کہ ضمیر **اِنَّهُ** طرف قرآن مجید  
 یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راجع نہیں حضرت عیسیٰ ہی کی طرف راجع ہے تو اس کے ظاہری معنی  
 یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مفید ہے علم ساعہ کو یا حضرت عیسیٰ کا مرد و نگو  
 زندہ کرنا جو دلات کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے احیاء موتے پر قیامت میں دلیل بموجب علم ہی بدست

جو ہمارے پیارے مولانا شاکر آپ کو معلوم نہیں مولوی ابوسعید صاحب اپنی خط تراش کر کہ اشاعۃ السنہ کو دہوکا ہو گیا تھا  
 اپنا چوہا چوڑا ناچا رہتے ہیں۔ لیکن وہ خیال نہیں کرتے کہ عذر ان کی جگہ کسی قدر نصیحت کا باعث ہوگا۔ منقریب اہل نظر اس امر کا  
 نصیحت کریں گے کہ مولوی صاحب یہ مذہب مزاج کہ انکے سماع ہونے کے قابل ہو سکتا ہے شاید کہ انہوں نے انصاف کو جاننا چاہیے جو ان کے احادیث میں مذکور



نشد قیامت کے وغیرہ وغیرہ۔ مابقی آیہ میں نزول عنصری حسرت میں نے کہا کہ ان کو اب جس کو اپنے  
 یا کسی دوسرے مفسر نے مرجع ان کا قرار دیا ہے یہ مرجع تو صرف آپ کے ہی خیال میں ہے جس کا قرآن شریف  
 میں کہیں تپا نہیں اور احادیث کی نسبت تو یہ چھوٹا ان اشتہار دینا ہے کہ اگر کوئی صاحب ملامت  
 صحیح مرفوع میں حج الدالالت سے معذور و نزول بحکم عنصری حضرت علیؓ کی منطوق ثابت کر دے تو میں  
 او سکونی حدیث میں یہ حق اجرت دوں گا ورنہ باب اعتقادات میں ایسے خیالات ظنی کب قید م  
 یقین ہو سکتے ہیں یہ ہر ثبوت دیگر اشاعت السنہ کے اشاعتہ الشبہ ہو جائیگا قول صفحہ ۷۷۵  
 اگر اس عوی میں حضرت خضرؑ کی طرح معذور ہیں تو میں اس کے انکار اور خلاف میں حضرت موسیٰؑ کی طرح  
 مجبور ہوں الخ قول آپ ہرگز انکار و خلاف میں حضرت موسیٰؑ کی طرح مجبور نہیں یہ قیاس آپ کا تیار  
 مع الفارق ہے بچند وجوہ اما اولاً آپ کا انکار و خلاف اس ابہام سے ہے جو موجد بکتاب سنت  
 ہے چنانچہ حصہ اول میں کچھ ثابت ہو چکا ہے۔ آئینہ انشاء اللہ تعالیٰ بخوبی ثابت ہوتا رہیگا بخلاف  
 انکار و خلاف حضرت موسیٰؑ کے کیونکہ قتل نفس زکیہ بغیر کسی حق ظاہر کے اور توڑنا کشتی وغیرہ کا جس  
 اندیشہ غرق ہوجانے ایک جماعت کثیرہ کا تھا کی طرح موافق کسی شریعت کے نہیں ہو سکتا۔ اما ثانیاً  
 حضرت موسیٰؑ نے واسطے تحصیل اس علم کے جو ان کو حاصل نہ تھا ملاقات خضرؑ میں مشاق اور شہائد  
 سفر کو اختیار کیا قال للہ تعالیٰ اذ قال موسیٰ لیفانہ لا ابرح حتیٰ ابلغ مجمع البصرین او اتمنونی حقیقاً  
 ایضاً لقد لیفینا من ناھذا نقباً اور آپ کہتے ہیں کہ میں آپسے ملوں گا مگر جلد نہیں باوجودیکہ حضرت اقدس  
 مرزا صاحب آپ کو زار و مار دینے کو یہی موجود ہیں اور شہائد سفر یہی بسبب موجود ہونے سوار ہی میل  
 کی کچھ نہیں ہیں اور بعد مسافت یہی کچھ نہیں کہ قرون تک سفر کرنا پڑے۔ اما ثالثاً حضرت موسیٰؑ  
 نہایت ادب اور تواضع سے اور اپنے آپ کو نادان سمجھ کر واسطے پیروی و اتباع کے کہتے ہیں  
 ھَلْ اَنْجَحَکَ عَلٰی اَنْ تُعَلِّمَ مِمَّا عَلِمْتَ دُرُودًا اور یہی ہوتا کرتے ہیں کہ سَيُخَدُّنِیْ اِنَّ اللّٰہَ  
 صَادِقٌ اَوَّلًا اَعْبٰی اَمَّا اُوْرَآپ کہتے ہیں کہ مسائل توفیح المرام اور ازالہ الادھام میرے خلاف کو نہیں  
 روکیں گے حالانکہ ازالہ الادھام آپسے ابھی تک دیکھا ہی نہیں مہذا رجاء بالغیب اور پرمستزاد

الحمد للہ فی کل حال  
 بیست و نہ مرتبہ  
 سید محمد تقی علیہ السلام  
 کے میں ۱۰۱  
 عہد ان مکتوب

آپ یہ فرماتے ہیں کہ صحیح یقین ہے کہ نقلی یا عقلی دلائل سے آپ اور آپ کے حواریین آپ کا مسیح موجود  
 رہنا ثابت کر سکیں گے مولانا اس ایہ کو یہی نوید دے کہ وہ لا تقف ما لکین لک یہ علم ان التمع والبصر  
 والقواد کل لک کان عنہ مسودا ما حضرت خضر حضرت موسیٰ سے کہتے ہیں کان انتجتنی فلا نسألنی  
 عن نبی حتی احداث لک اور حضرت اقدس مرزا صاحب نجف صاحب مقتضین فرماتے ہیں اور اشہاروتیہ  
 ہیں کہ کا سئلونی الا ان البضاعہ بالاهل الاسلام قبل ان احدث لکم منہ ذکرا فی اذک لک لا و  
 واما حامسا حضرت خضر صرف دو اعتراض نہ فرما بارشاد کرتے ہیں ان سئلک عن نبی  
 بعد ہا فلا تضاجبني وهذا فراق بیہی و بئک — اور حضرت اقدس مرزا صاحب  
 مقتضین کی نصیح و خیر خواہی کیواسلئے ارشاد فرماتے ہیں ۵ اے حسرت این گروہ عزیزان  
 مرا ندیدہ وقتے بہ بنیدم کہ زمین خاک بگذرم۔ گر خون شد است دل ز غم درو شان چہ شد رہست  
 آرزو کہ سر بردہم دریں سرم بہ ہر شب ہزار غم بہن آید زور و قوم۔ یارب نجات بخش ازین روز پرہم  
 یارب باب چشم من این کس شان بشو۔ کامر و تر شد است این در دستم۔ اب ناظرین کو ثابت  
 ہوا ہو گا کہ یہ دونوں قیاس مولوی صاحب کے قیاس مع الفارق میں بوجہ مذکورہ و نیز غیر مذکورہ  
 ۵ مانی نے رومی و زلف میں ہستی تمام کی۔ تصویر کہینچ کی نہ سحر کی نہ شام کی یہ ہستی شہوت دیگر  
 اشاعت السنہ کے اشاعت الشہد ہو جائیگا قولہ صفحہ ۳۵ حسن ظنی کی ایک مدعہ مقرر ہونی چاہئے  
 کیا اگر کوئی مسلمان یہ دعویٰ کرے کہ میں نبی آموزان ہوں یا مجھے الہام میں شرب کی اجازت  
 ہو گئی ہے تو ہم اور آپ اس کے حق میں حسن ظنی کریں گے ہرگز نہیں الخ قول مولوی صاحب  
 نے حضرت اقدس مرزا صاحب کے اس قول کی طرف مطلق توجہ فرمائی کہ اس مسئلہ کو اصل  
 اور لب اسلام سے کچھ تعلق اور مطلب نہیں اور حسن ظنی کی تو وہی حد ہے جو کتاب و سنت  
 سے ثابت ہے مگر یہ دعویٰ حضرت اقدس مرزا صاحب کا ہرگز ایسا عظیم نہیں جیسا کہ آپ کے پیالین  
 آگیا ہے ایک دعویٰ تو ان کا یہ ہے کہ علیہ بن مریم متوفی ہو چکے لہذا ان کا نزول بوجہ و عنصری  
 آسمان سے نہیں ہو گا بلکہ مثیل مسیح آئیگا و دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ جس مسیح کے آپ کی نسبت احادیث

صحیحہ میں پیشین گوئی واقع ہے اس کا مصداق میں ہوں جو روحانی طور پر مسیح بن مریمؑ کی ثابت  
 تمام رکھتا ہوں دعویٰ اول تو کتاب اللہ سے ثابت ہے اگرچہ اس کی بحث مفصل تو تیب ہی  
 کیجا ونگی جب آپ ریویو میں کچھ لکھیں گے یہاں پر واسطے شکین ناظرین کے مختصر عرض رہا ہوں  
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ قَدْ كُنْتَ كَذَّابًا فَاصْبِرْ وَاصْبِرْ لِقَوْلِ رَبِّكَ إِنَّكَ كَدُّونَ  
 کہ بلا وجہ و جہیہ کلمات قرآن مجید کو تقدیم تاخیر کر کر مشہ ظاہری سے صرف کرنا ہرگز مناسب نہیں  
 کیونکہ کلمات قرآن مجید اپنی ترتیب مرادی کے موافق اپنے موقع اور محل پر مانند سلسلک جواہر  
 سے منظم اور منسلک ہیں جبکہ وجہ سے وہ طرف اعلیٰ بلاغت حد اعجاز کو پہنچ گیا ہے پھر ہم کو کوئی  
 ضرورت واقع ہوئی ہے کہ اس کو طرف اعلیٰ حد بلاغت سے گرا کر تقدیم و تاخیر کے قائل ہوں اور اگر  
 آپ کے نزدیک کوئی ضرورت ہو تو بیان فرمائی جاوے مگر وہ ضرورت محققانہ کتاب و سنت  
 بیان کیجاوے نہ متقلدانہ نقل اقوال مفسرین و شارحین - اور جب کہ متوفی ہونا حضرت عیسیٰ کا  
 ثابت ہو گیا تو داخل ہونا جنت میں یہی آپ کو مسلم ہو گا کیونکہ وہ بنی برگزیدہ تھے قَالَ اللَّهُ تَعَالَى قَدْ  
 ادْخَلْنَاكَ الْجَنَّةَ وَلَمْ يَلْحَقْ بِكَ الْمَلَأَئِكَةُ وَرَبُّكَ عَزِيزٌ ذُو جَبَرٍ  
 نکالے نہیں جاتے اور اگر مسلم ہو تو یہ آیت تسلیم کر انور لی موجود ہیں - وَمَا هُمْ بِمُخْرَجِينَ  
 اَيْضًا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ذَلِكَ اَمَةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ قَالُوا فِي الْبَيْضَاوَنِي يَعْنِي اِبْرَاهِيمَ وَيعْقُوبَ  
 وَبَنِيهِمَا اِلَى الْاٰخِرَةِ - اَيْضًا قَالَ تَعَالَى مَا الْمَسْحُورُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ قَالَ  
 فِي الْبَيْضَاوَنِي اَتَى مَا هُوَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ قَالُوا يَا بَارِئُ كَمَا خَصَّصْتُمْ مَعَنَا اِنْ اَحْبَبَ  
 اِلٰهِي عَلَى يَدِهِ فَقَدْ اَحْبَبَ الْعَصَا وَجَعَلَهَا حَيَّةً تَسْعَى عَلَى يَدِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ  
 اَحْبَبُ وَاِنْ خَلَقَ مِنْ غَيْرِ اَب فَقَدْ خَلَقَ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ غَيْرِ اَبٍ وَاُمُّ وَهُوَ غَرُبٌ  
 وَاُمُّهُ صِدْقَةٌ كَسَا بَرُّ النَّسَاءِ الَّذِي يَلَا زِمَ مِنَ الْمَصْدَقِ اَوْ نَصِيْدَةً مِنَ الْاَنْبِيَاءِ كَانَا يَكْلُمَانِ  
 الطَّامَّ وَيَقْتَرِفَانِ اِلَيْهِ اِقْبَادًا الْجَوَانِتِ وَفِي مَا شِئْتَ قَوْلُهُ كَانَا يَكْلُمَانِ اِلٰهًا شَافِعًا  
 اِلَى رَتْمًا كَانَا تَجَانِبَانِ اِلَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَاِلَى الْخُرُوجِ بِخُرُوجِ مِنْهُ الْبَوْلُ وَالْعَاقَةُ

صاحب حاضر ہوئے تو بطور تعجیب کے ایک مہما میں مبادا کسی کی نظر سرسری میں ایک شیخ کا نظر  
 اچیں اہذا عرض کیا جاتا ہے آپ تو امیدائے سابقہ و لاحقہ کو یاد دلاتے ہیں اور میں بعد افسوس یہی کہتا  
 ہوں کہ عاشق ہوئے ہیں یا رے کے ہم آں امید پر۔ جزا نہ رسا کوئی ایسا ہی نہیں۔ بہر حال تو فیض  
 تو پہنچیں کروں گا تحریر رسمی خطی حاضر ہے (۱) براہین احمدیہ میں تکذیب اس دعویٰ کے موجود نہیں  
 ہے یہ صحیح موعود کا جہانی طور پر آنا جیسا کہ نیالات میں بسا ہوا ہے مذکور ہے اس مذکور کا غایتہ الامریہ ہے  
 کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا خیال ہے اور وقت تک یہی ہو اس خیال کو انہوں نے کہیں الہامی اقرار  
 نہیں دیا اور ظاہر ہے کہ خیال کسی کا مینا الہام کا کذب نہیں ہو سکتا البتہ الہام خیال کا کذب ہو سکتا  
 ہے خصوصاً جبکہ شواہد کتاب و سنت اس الہام کے مصدق و مؤید موجود ہوں علاوہ یہ کہ دعویٰ سابق  
 گویا کہ مرتبہ اجمال میں تھا اب اس کا بیان ہو گیا اور وہ یہی الہام ہے۔ یہ کوئی مائل یہ کہہ سکتا ہے  
 کہ بیان یا مبین احوال یا بھل کا کذب ہو کرتا ہے خصوصاً وہ بیان جو الہامی ہو (۲) اور یہ کہ یہ الہام حضرت  
 اقدس مرزا صاحب کا اپنے تسلیم کرنا ہے باعینی لفظی مَنَوِّفِکَ وَ دَافِعِکَ اِنِّیْ وَ مَطْلَبِکَ مِنْ لَدُنِّیْ  
 کَفَرًا وَ جَاعِلِ لِّلَّذِیْنَ اَتَّبَعُوکَ لَکَ فِرَاقًا یَّوْمَ الْقِسْمِ لَکَ فِیْہِمْ نَارٌ سَکَرًا وَ کَیْفَ لَکَ تَفْسِیْرُکَ ہِے اگر تسلیم نہ ہوتا تو حایانہ  
 تفسیر کیوں کیجاتی پس میری مختصر تحریر سابق کا یہ مطلب ہے کہ یہ تسلیم آپ کی وجہ سے تسلیم اس  
 دعویٰ جدید کو بھی کیونکہ اَلشَّیْءُ اِذَا ثَبَتَ ثَبَتَ یُکْوَاۤرِ مِیْمِ مقررہ مسلمہ ہی میں پوچھتا ہوں کہ  
 اگر یہ شیل مسیح وہی مسیح موعود آپ کے نزدیک نہیں تھا تو آپ نے یہ الہام کیوں تسلیم کیا کہ جَاعِلِ  
 لِّلَّذِیْنَ اَتَّبَعُوکَ فِرَاقًا یَّوْمَ الْقِسْمِ لَکَ فِیْہِمْ نَارٌ کیونکہ یہ صفت الی یوم القیامہ  
 متبوع کذا لائی ہو چکے اسی مسیح موعود کی ہو سکتی ہے نہ دوسرے کی ایماصل یا تو آپ یہ  
 فرمادیں کہ وہ تصدیق مینے اشاعت میں غلطی سے کی تھی اس غلطی سے مینے اب رجوع کیا یا  
 کوئی اور فریاد کریں ورنہ تصدیق دعویٰ جدید ایسے مرتبہ پہنچو جیسا کہ ملزم کیواسطے لازم کی تصدیق  
 دوم اول کسی شے کے ایمان یا ادعان کیواسطے رویت ہرگز شرط نہیں یہ کیا معلوم آپ نے لکھا  
 آیتا مجھ کو آپ کی رویت حاصل ہے اور آپ کو حضرت اقدس مرزا صاحب کی رویت حاصل پس بالواسطہ

رویت ہی حاصل ہوئی اور یہ احتمال کہ بوقت تحریر نمبر اول جلد ہفتم کے حضرت اقدس مرزا کا خطاب  
 اقدس اور ملہم تھے اور اب غیر مقدس اور غیر ملہم ہو گئے اگر اس کا ثبوت کسی حرج مفصل سے آپ  
 کر سکیں تو بیان فرمائیے ورنہ اس قسم کا خیال و احتمال آپ کی نسبت ہی ممکن ہے بہر اگر قاعدہ اخلا  
 لَعَادَاتًا تَقَاتَا کو آپ پیش کریں تو اپنی کائنات اور تمیز موجود ہے ثابتاً آپ کا خادم قدیم بسبب قیامت  
 خدمت کے گستاخانہ عرض کرتا ہے کہ یہ بھی ممکن ہے نزدیکان - بے بصر و دوران با بصر و حضور  
 دہم، مَشِيعٌ بِالْمُعِيْدِ حَبِيْبٌ جَعِبٌ مَبْہُومٌ جو ہرگز مقبول نہیں ہو سکتی (۵) اشاعت میں ثابت ہو چکا ہے  
 کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ملہم ہیں اب اگر اس کا نقیض ثابت ہوگا تو اجتماع النقیضین ہے ایسے  
 اجتماع کا حال تو ہر شخص پر واضح ہے حاجت توضیح یا تلویح کی ہی نہیں اور اگر یہاں پر بھی قاعدہ مذکور  
 اِذَا لَعَادَاتًا تَقَاتَا کو پیش کر دے تو پھر اپنا تجربہ اور تفسیر پیش کیا دیگی - انتہی موضع الحاجۃ - اس خط کا  
 جواب جو مولوی صاحب نے لکھا ہے اس کو میں اپنی نقل کرنا نہیں چاہتا کیونکہ ناظرین پر اپنی سے مولوی  
 صاحب کا علوم و فنون میں کمال و تجرظا ہر مہر جاوید اور مجھ کو اپنی یہ ہم منظور نہیں ہاں البتہ اس شعر  
 کے پڑھنے پر مجبور ہوں سہ زائل بہا رس ہوئی خط یا رسے - اس باغ میں خزان نظر آئی بہا رسے  
 آئندہ وہ خط ہی انشاء اللہ تعالیٰ کی وقت مناسب میں پیش کش ناظرین کیا جاوے گا یہ ہی ثبوت  
 دیگر اشاعت السنہ کے اشاعتہ الشہد ہو جائیگا قولہ صفحہ ۳۵۹ بیشک میں اس مدح سے ناراض  
 ہوں مولانا و شیخا و شیخ اکل کے معلومات میری معلومات کو وہ نسبت ہے جو جو بادشاہ کو ایک گداس ہے اس تفصیل  
 معلومات کو مقابلہ میں میری وہ کام لایق شان نہیں - اقول مولانا جو معلومات اس قدر کہ میری توہین پرست سے پہلے مخالفت یہ  
 کیوں کر مبرا نہ ہی ہے کیونکہ مولانا مروج تو مقام توقف میں کھڑے معام ہوتے ہیں کوئی تجربہ خالفانہ انہو  
 ابھی تک شایع نہیں کی چنانچہ میں نے ایک پوسٹ کارڈ بدریافت، ہاں حضرت اقدس مرزا صاحب کی  
 بخدمت مولانا مروج پہچا تھا اوسکے جواب میں توقف فرمایا واللہ، السلام بالصواب بہر اپنے ہی توفیق  
 ہی کیا ہو تا خصوصاً تا شائع ہونے ازالہ الادلہ کے آپ پر توقف ضروری تھا کہ توقف مالا لیس ہے  
 قولہ صفحہ ۳۵۹ اس حدیث صحیح کا جسکی طرف اشارہ کرتے ہیں یہ مطلب نہیں کہ خلاف شریعت



تو آئندہ دیکھنے کیسا دروازہ جنت کا کھلتا ہو۔ مصحفی ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ ہنگام کوئی زخم تیرے سینہ میں  
 بہت کام رونکا نکلا۔ یہ بھی ثبوت دیا اثناء السنہ کے اثناء الشبہ جو جانیقہ قولہ صفحہ ۳۶۷  
 اس وعدہ کو آج ایک مہینہ گزر گیا۔ جسے وعدہ ۲۳ فروری کا تھا آج ۲۳ مارچ ہے **اقول مولوی عیوب**  
 آپ کا رسالہ درجہ کا جبکہ وعدہ اشتہادی ماہ مارچ کا ہے اور اکثر خبرداروں سے قیمت ہی اسی وعدہ پر آپ  
 پیشگی لے لیتے ہیں مہینہ چھ چھ ماہ کی تاخیر بلکہ زائد ہو جاتی ہے پھر حضرت اقدس پر آپ اس نوٹ دینے  
 کے کسب حق ہیں باوجودیکہ نہ آپ نے ادکسی قیمت پیشگی ادا کی ہے اور نہ ہنید قیمت دینے کا ارادہ ہے  
 مفت سکیٹ کا تصد ہے اور وہ رسالہ بھی قیس جزد سے زیادہ ہو گیا ہے امدانہ نہیں معلوم کہ کقدر  
 ادا تو شکوک و شبہات مقرر ضمیمہ کے اور بڑا جاوے یہ وعدہ فرمایا حضرت اقدس کا صرف بظہر  
 ظاہری تھا علاوہ یہ کہ طبع کرنا اور سکا بختیا مائل طبع کے کوئی کل مطبع کے حضرت اقدس کے بیان  
 جاری نہیں ہیں بظہر امور مذکورہ جب قدر تاخیر واقع ہو جاوے تو اس تاخیر پر آپ ایسے نوٹ دینے کے  
 کسب حق ہیں **قولہ** صفحہ ۳۶۶ جو مکان میں ریویو میں بیان کی چکا ہوں اس کا اب بھی قائل ہوں  
**قولہ** آپ ان عبارات کو میرے سامنے پیش کر نیکیے بغیر ان سے استشہاد کریں گے تو آپ نقصان اٹھاؤ گے  
 بہتر ہے کہ آپ میری کلام کو مجھے دکھا کر شایع کریں **حنا البیت** دینی فیہ **اقول** مولانا سنان کپور  
 ماسلت سے جو فیما بین احقر و جناب کے ہوئی تھی ذہول ہو گیا میں تو آپ کو اتوار کو جو نسبت وقوع  
 اور دخلیت کے اثناء السنہ میں مندرج ہے ثابت کر دیا تھا جسکے جواب میں آپ نے بحث سے معافی  
 طلب کی تھی اب آپ نے بحث کے تلامی کے واسطے پرنیچاب حضرت اقدس مرزا صاحب دہی انکار کرنا  
 شروع کیا باوجودیکہ میں نے آپ کو حد اقرار تک پہنچا دیا تھا میں نے ساکت کر دیا تھا اور یہ خیال نظر آیا کہ اگر  
 مرزا صاحب کو والذی ھم عن اللغوم معرضون کے ایسی بحث کی طرف توجہ نظر آویں گے تو یہ خاکسار  
 احسن المناظرین موجود ہو گا کہ جاؤ تم تنہا کہیں ایسا تو ہو سکتا نہیں۔ اور میں پہنچوں وہیں  
 ایسا تو ہو سکتا نہیں اب میں بعض خطوط کا خلاصہ نقل کر کر یہ ناظرین کہ تمہوں کو یہ انکار پکا پیش  
 نہا سکے تب یہ ان خطوط میں مطلق الہامات کی تصدیق جو مولوی صاحب نے کی ہے میان کی گئی ہے









براہمن احمدیہ انگریزی کا ایک حرف نہیں جانتا۔ اے۔ جی۔ جی کی صورت تک نہیں پہچانتا۔ متواتر شہادت سے محقق کرینگے اور ان الہامات کے مضامین مثل اخبار غیب کو رجسٹر کوئی بشر بذات خود قادر نہیں انصاف کی نظر سے دیکھیں گے تو انصاف اد کو ان الہامات کی تسلیم پر مجبور کر دیگا اور صفحہ ۱۶۶ میں لکھا ہے ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایسی شبائی بہانہ سمجھے تو سب کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بناو جس میں جملہ قرآن مجید کے مضامین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و ہندو سماج سے اس زور و شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مائی و جاتی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا ہی بشیر ادب کیا ہو اور مخالفین اسلام اور دشمنین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو جو الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اسکا تجربہ و مشاہدہ کر لے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقامہ غیر کو مزہ یہی چکھا دیا ہو مگر افسوس صد افسوس سب سے پہلے اس کتاب کی خوبی و جتنی اسلام نفع داتی ہو بعض مسلمانوں ہی نے اٹکا رکھا ہے اور برطبق التجملون رد فکر انکو تکن بولن اس اسان مولف کے مقابلہ میں کفران کر کے دکھا دیا اور صفحہ ۲۸۹ حاشیہ میں آپ لکھتے ہیں اسلئے خدا تعالیٰ نے انگریزی خوانوں پر جو عربی سے محض نا آشنا ہیں اور سماعی باتوں پر ایمان نہیں لاتے، دین محمدی اور قرآن کا صدق ظاہر کرنا چاہا تو آنحضرت کے امتوں اور خادموں میں سے ایک شخص کو انگریزی الہامات سے جو انگریزی خوانوں کے افہام یا افہام کا باعث ہوں ممتاز فرمایا اور صفحہ ۲۹۱ میں آپ لکھتے ہیں جناب مولف اس شہر ٹالہ مین جہان میں اب ہوں تشریف لائے اور آپ کی ملاقات کا اتفاق ہوا تو میں نے آپ سے پوچھا کہ انگریزی الہامات آپ کو کس طور پر جوتے ہیں انگریزی حروف دکھائے جاتے ہیں یا فارسی حروف میں انگریزی فقرات لکھے ہوئے دکھائے جاتے ہیں انہوں نے جواب میں فرمایا کہ فارسی حروف میں انگریزی فقرات مکتوب دکھائے جاتے ہیں جس سے مجھے اپنی سمجھ بوجھ کا یقین ہوا اور معلوم ہوا کہ یہ غلطی ہی تو مولف کے فہم کی غلطی ہے جنہوں نے وہٹ کو ہیٹ پڑا اصل الہام کی غلطی نہیں اور ایسی غلطی فہم یا تعبیر جس سے کوئی گمراہی پیدا نہ ہو اور

یہ کتاب جو انگریزی خوانوں کے لئے ہے

نہ اوس سے صدق ملے یا الہام میں فرق آوے، ایسے الہام مشتبہ یا مبہم میں کوئی نئی بات نہیں اور نہ محل تعجب و انکار ہے اس قسم کی غلطیاں پہلے ملہیں سلم الہام سے ہی ہو چکی ہیں اور یہ ادن کے الہام میں خلل انداز نہیں سمجھی گئیں صفحہ ۴۰۴ میں آپ تحریر کرتے ہیں اور ان پر خاصۃ الہامات براہیں احمدیہ کا منجانب شیطان ہونا ثابت کیا گیا ہے اور اسی صفحہ کے حاشیہ میں آپ لکھتے ہیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہے کہ الہامات براہیں احمدیہ شیطان کی طرف سے نہیں اس کا نتیجہ یہ کہ ایسے الہامات شیطانی الہامات ہو ہی نہیں سکتے انتہی موضع الحاجت۔ ناظرین کو اب معلوم ہوا ہو گا کہ مولوی صاحب کا انکار وہی انکار ہے جو اس آیت میں مذکور ہے و جعل و اہمنا و استبقتہا انفسہم ظلماً و علواً مولوی صاحب میرے اس طول سے آپ ملول نہوں میں اظہار حق میں مجبور ہوں میری آہ و فغاں سے مجبور ہو تو نہ اے کلرو۔ ٹکڑ جانا ہے اک حسن گل میں شور بیل سے۔ اس خط کا جواب مولانا صاحب نے نہایت مختصر طور پر بمصدق مآقل و دئل بذریعہ پوسٹ کارڈیوں اور فرمایا کہ عبارات منقولہ میں فعلی شہادت بہ نصی دالت نہیں ہو بس اس کے جواب میں احقر نے پھر بذریعہ خط مورخہ دوازہم رمضان ۱۳۸۶ھ کے عرض کیا کہ یہ ارشاد آپکا اور یہی تعجب ہے کیونکہ مراد آپکی نصی دالت سے اگر عبارت النص تو اندر نیصورت بیاس خاطر خباب نہ بلحاظ نفس الامر اگر تسلیم ہی کیا جاوے کہ فعلی شہادت عبارات منقولہ سے بطور عبارت النص ثابت نہیں ہوتی ہے تو کیا آپکے نزدیک استدلال و ثبوت حکم صرف عبارت النص پر ہی منحصر اور موقوف ہے جیسا کہ سابق میں آپکی تقریر سے یہ مفہوم ہوتا تھا کہ اسباب علم صرف تجربہ ہی ہے مولانا اسکا تو کوئی متکلم یا اصولی قائل نہیں ہے اور اگر نصی دالات سے کچھ اور مراد ہے تو بیان فرمایا جاوے انتہی موضع الحاجت۔ یہہ ہی بیان مطلق الہامات مذکورہ براہیں احمدیہ کی تصدیق کا لیکن بیان تصدیق خاص عوسی الہام شریعہ ہونیکا آگے آتا ہے فانتظر واصبر حیدراً جیلہ بعد اللتیا والتی مولانا صاحب نے نہایت عاجز ہو کر بحث سے معافی طلب فرمائی اور نصیحت شیخ پر عمل کیا نہ ہر جاہر و مکتبان تاخیر

کہ جانا سپردا یا مذاختن سے ہو گیا ہینیکا میرے جلوہ سے رنگ روے گل۔ بے نمک نالہ سے میرے شور بلبل ہو گیا۔ یہی ہوتی دیگر اشاعۃ السنہ کے اشاعۃ الشبہ ہو جانے کا اور اسید وجہ سے مولانا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جب تک اسکی عبارات حضرت مرزا صاحب جیسے شخص آپکے روبرو پیش نہ کر لیں تب تک انکا مطلب انکی سمجھ میں نہ آوے گا اور بغیر پیشی کے روبرو مولانا صاحب کے وہ نقصان اڑھانے لگیں۔ ایسا صاحب اگر ایسے ہی آپ صاحب البیت ادری بمافیہ ہیں تو پھر اپنے برت سے تنہا باہر اوسکو کیوں نکالتے ہیں اب آئندہ سے آپ اوسکو بالضرور خانہ نشین کیجئے ورنہ آپکو اوسکے ساتھ ہر جگہ جانا پڑا کرے گا و اسی مثل ہے کہ کہیں موسیٰ پر ہیں خود آ۔ اندر نہ صورت بغیر آپکے ساتھ گئے ہوئے اوس کی اشاعت کا نتیجہ اور فائدہ ہی کیا ہوا۔

اب ناظرین پر واضح ہوا ہو گا کہ مولوی صاحب نے جن مغالطہ کو حضرت اقدس مطوف نسبت کیا ہے وہ محض مغالطہ خود حضرت مولوی صاحب کا ہے۔ **قولہ** صفحہ ۳۶۷۔ مگر غلطی ہو تو سمجھ میں آوے **اقول** مولانا کلمہ تو یہ بالضرور سخت ہے اگرچہ تاویل بعید کر کر اس سختی سے آپ کو انکار ہو مگر ساتھ انکا کہ پر وہ میں کچھ اقرار ہی ہے **قولہ** صفحہ ۳۶۸۔ اور اگر آپ سچے ہوں گے تو یہ نجاری و سلم وغیرہ کتب صحاح مہمل و بیجا رہو جاوے گی بلکہ دین اسلام کے اکثر اصول و اہمات مسائل بے اعتبار ہو جائیں گے **اعاذھا اللہ من ذلک** **اقول** مولانا پیشین گوئی کے مصداق واقع ہونے سے کتب حدیث کیونکر مہمل اور بیجا رہو جاوے گی۔ اور اگر آپ کہیں کہ جب کوئی پیشین گوئی اپنی ظاہری معنی کے طور پر واقع نہ ہوئی بلکہ روحانی طور پر واقع ہوئی اور استعارہ کی ضرورت پڑی تو بدینوجہ بے اعتبار ہونگے تو اس کا جواب یہ ہے کہ پیشین گوئی کی نہایت اکثر استعارات اور کنایات پر ہی ہوتی ہے اجمال و بہام اکثر اس میں تھا ہے کہ اکثر فی الجملہ الاول کچھ احکامات فرائض شرعیہ تو ہیں ہی نہیں جو تو لاہی شرح میں کئے جاتے ہیں اور انکو فصل میں لاکر ہی دکھایا جاتا ہے ایک مرتبہ نہیں بلکہ ہزاروں مرتبہ اور انکو فصل میں لاکر سمجھایا

جانتے ہیں وجہ اونگو اپنے ظاہر سے مصروف کرنا بالضرور الحاد و زندقہ ہے۔

اندر مضمورت دین اسلام کے اکثر اصول و اہیات مسائل کیوں بے اعتبار ہو جائینگے بخلاف پیشینہ کیونکہ جن کو متشکلوں سے یہی بیان کیا جاتا ہے اور اسکی عبارات ذوالوجہ یہی ہوتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور حکمت اسمین وہی ہے مولانا شاہ ولی اللہ صاحب حکیم امت نے

بیان فرمائی ہے کہ۔ و در امثال اینصورت امتحان مخلصان و منافقان در میان می آید۔ اسکے مشابہت اول بن میان ہو چکے ہیں وہ بھی کتب حدیث میں ہی مندرج ہیں آپکے مسلک پر لازم آتا ہے کہ اونکے اندراج سے بھی کتب حدیث مہمل اور بیکار ہو جائیں۔ ماکھو جوا بکھر جھوٹا ہے اور دیکھو حضرت یوسفؑ نے گیارہ ستارے اور چاند سورج کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا حالانکہ مصداق اوستا گیارہ پہاڑی اور ماں باپ تھے مہذا حضرت یوسفؑ نے اس مصداق تاویلی کی نسبت بڑی خوشی اور وہب سے لفظ حق ارشاد فرمایا اھل تاویل روای قد جعلناہم فی حق اللہ تعالیٰ نے تمام اس قصہ کو سورہ یوسف میں غصلا بیان فرمایا ہے تو کیا قرآن مجید آپکے نزدیک نفوذ باللہ مہمل اور بیکار ہے۔ یاد رہو کہ یہ مسلک آپکو نہایت مضبوط کا اور آپ ہرگز ہرگز کامیاب ہونگے اس مسلک کو آپ احکام فرایض واجبات اور سنن وغیرہ میں ہی مقصور رکھیں یہ چاہئے جسے زیادہ نسبت چل نکلے۔ چٹے چال ایسی کہ کچھ کام ظفر چل نکلے۔ اور اگر آپ کہیں کہ یہ اہتم عالم رویا ہی وہی نہیں ہے تو یہ گزاریش ہے کہ خواب انبیاء کا وحی ہی ہوتا ہے بخاری شریف میں سب ابواب سے اول چہ مقدمۃ الابواب منعقد کیا ہے اومیں دیکھو حضرت عائشہ سے روایت اول ما بدئی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحي الرواۃ الصلۃ فی النوم مکان لا یروی روا الا جارت مثل قلق الصبح اور یہ تو آپکو ہی سلم ہو گا کہ اکثر رویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعینہ اپنی ظاہری منہ پر واقع نہیں ہوتیں بلکہ تاویل اور محکم مصداق کو منی حقیقی سے مناسبت پر ایکجا باقی ہے اور منہ کنائی یا بطور استعارہ و مجاز کے اونسے مراد ہوتی ہیں تو آپ کے مسلک سے لازم آتا ہے کہ کتاب الروایہ کے کتب حدیث میں مندرج ہونے سے کتب حدیث مہمل بیکار

ہوا جو دین فدا ہو جائے اور آپ کی جواب دیوینگے اور پیشین گوئیوں کی نسبت  
 جو حصہ اول میں مندرج ہو چکی ہیں اگر آپ بعد واصل ثابت کریں گے کہ وہ یہی اپنے ظاہری منہ پر محمول  
 ہیں تو نفوذ ہائے تلبذیب مجرصادق نبی علیہ السلام کی لازم آوے گی واللہ لازم باطل فالملزوم مثلاً  
 مسیح بن مریم کا لفظ جو احادیث صحیحہ میں ہے اوس سے پیشل سیح بن مریم مراد لینے میں کچھ بھی استبعاد  
 نہیں علم معانی و بیان میں واسطے اظہار شاہدیت شدیدہ کے حرف تشبیہ کو حذف کر کے ہزاروں  
 جگہ مشبہہ کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے کتب فن بلاغت موجود ہیں اور نہیں ملاحظہ فرمایا جاوے وہ نہ  
 بہت چھپاؤں تو کسی وقت میں بہت بحث تشبیہ و استعارہ وغیرہ پیش کر نیکو مستعد اور ارادہ ہے  
 صرف آپ کے ریویو کا انتظار ہے۔ اور کسی قدر رفع استبعاد آپ کا اس حصہ دوم میں بھی آتا ہے  
 فانتظرہ واصبر صبراً جمیلاً اور اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب میں وہ اوصاف  
 نہیں پائے جاتے جو احادیث صحاح میں واسطے مسیح موعود کے آئے ہیں اور نہ صورت  
 اگر حضرت اقدس مرزا صاحب کو مسیح موعود قرار دیا جاوے گا تو وہ احادیث مہمل اور بیکار ہو جائیں گی  
 تو اس کا جواب اند کے از بسیار مشتتے نمونہ از خرد و حصہ اول میں مذکور ہو چکا ہے اور جب کوئی  
 وصف ایسا آپ حدیث صحیح سے ثابت کریں گے کہ اس کا صدق آپ کے زعم میں مرزا صاحب بحالات  
 سے ہو گا تو بر وقت پیش ہونے ایسے وصف کے اور میں گفتگو کجا دیگی یا رہا باقی صحبت باقی حالت  
 منتظرہ صرف استدلال ہے کہ آپ کے ریویو سے وصل میسر ہو جاوے گا مجھ کو اپنے دلربا کا دھیان ہے  
 جو ہے سو ہی۔ اور دین وصل کا ارادہ ہے جو ہے سو ہی۔ اور یہی قویہ دماغ ابتدائے حضرت مسیح اور ان  
 کہے قال مسیح الزمان سلمہ الرحمن سے اسے قوم من بگفتہ من تنگدل بباش۔ زاول چنین پیش  
 ہمیں تا بہترم۔ پس اس ابتدائے وقت میں جملہ انار اور علامات اور اوصاف کا بحیثیت مجموعی جمع  
 ہو جائے کہ ممکن الوقوع ہے تمام انبیاء اور رسل کے احوال بعثت اور سوانح عمری پر غور کر دو خود  
 حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ابتدائی کو دیکھو کہ اوس ابتدائے زمانہ میں وہ تمام  
 اوصاف و علامات جو کتب سبیل میں مندرج ہے دفعتاً کب موجود ہو گئی تھی لیکن مہذا جو سید المرسلین

اور ہوں نے اول ہی سے تصدیق کیا اور جگو نصیب میں وہ مساوت تصدیق نہ تھی وہ آخر تک کذب ہی رہے اور اب تک کذب ہیں پھر حضرت اقدس سیح الزمان مرزا صاحب کی واسطے وہ تمام اوصاف مندرجہ کل احادیث زمانہ ابتداء میں بحیثیت مجموعی دفعتاً کیونکر مجتمع ہو سکتی ہیں۔ حدیث ہر قل اور ورقہ بن نوفل کی جو صحیح بخاری کے ابواب میں مقدمۃ الابواب ہے اور بہت طویل ہے اور سکو دیکھو اور جو قواعد تصدیق کے ہر قل نے اوس حدیث میں بیان فرمائی ہیں اور انکو اپنا دستور العمل اس تصدیق میں پی کر و۔ اس حدیث کو معہ کی قدر شرح اور فوائد کے انشاء اللہ تعالیٰ بہم احقر چچراں کسی آئندہ حصہ میں لکھے گا۔ یہ ہے اور ثبوت اشاعت السنہ کے اشاعتہ الشبہ ہو جائیگا اور اس طرح اس قسم کے ثبوت آئندہ آتے رہیں گے۔ فلیتامل۔

قولہ صفحہ ۳۶۸۔ اگر آپ تاریخ سے اطلاع دیتے تو میں امرتسریا ٹیلا میں آپکو ملتا اقول حضرت اقدس مرزا صاحب خط سابق میں فرما چکے ہیں کہ اس صورت میں بالفعل ملاقات مشکل معلوم ہوئی ہے لہذا اطلاعاً آپکی خدمت میں کہتا ہوں کہ اس عاجز کے لئے بنالہ بین تشریف نہ لادیں۔ پھر حضرت اقدس مرزا صاحب اپنی روانگی کی تاریخ سے آپکو کیوں اطلاع دیتے اور پھر جبکہ حضرت اقدس آپکے گریہ ریلوے کے بھی متکفل ہو چکے ہیں تو آپ لہ بیان میں ہی پونہج جائے۔ ایہا الناظرین یہہ ہی ایک اعجاز کمال تجربہ علمی مولانا صاحب کا ہے۔ کہ ایسے مباحثہ دقیقہ کو چاہتے ہیں کہ اسٹیشن وغیرہ پر کھڑے کھڑے شل سرعت رفتار ریلوے کی سٹے کر لیں اور طول میں تو ایسا جس سے ناظرین کو بالیقین معلوم ہوتا ہے کہ مدت عمر فوج میں بھی مولانا صاحب اس سٹے کو طے نفر ماسکین گئے۔ کہ چنیں نہاید و گندہ این۔ جز کہ حیرانی نباشد کار دین ۵ ولتعم با قبل این کار از تواید و مردان چنیں کنند۔ مولانا مجھ کو یقین ہے کہ یہ سب آپکے عزرات بارود ہیں جو طے ملانے جلسہ عام کے کٹے جلتے ہیں قولہ صفحہ ۳۷۰ حاشیہ نمبر ۱۰۔ مگر مزاج میں قدرتی تیزی ہے اوائل عمر میں معقولات کے پڑھنے کا اثر ہے اور اپنے مخالفین اعتقاد پر تشویش کی عادت ہے اقول آپ اور انکو کیوں نہیں نصیحت کرتے اگر ہدایات کتاب وسنت واسطے ہی ایسی تیزی

میں تیزی سے لکھ رہے ہیں  
میں تیزی سے لکھ رہے ہیں  
میں تیزی سے لکھ رہے ہیں



اور تشدد کے اُن کو معلوم نہیں ہیں تو ہمیں رباعی حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی اوکو سنا دیجئے۔  
 شنیدم کہ مردان راہ خدا۔ دل دشمنان ہم نکر و دندنگ۔ ترا کے پیسہ شوداں مقام۔ کہ باوثقات  
 خلاف است جنگ بموجب فرمانے شیخ علیہ الرحمۃ کے یہ لوگ یکو گر کہ گزرا لہامی نہیں سنا ہوئے  
 قولہ صفحہ ۳۷۲ حاشیہ نمبر ۱۰ پہلے تو یہ خیال تھا اب مرزا صاحب کے آخری خط و اشتہار ۲۶ مارچ نے مجھے  
 مدعی بنا دیا ہے الخ قول اتنا آپ ذمہ دار ہوئے اور جو شرائط متعلق مجمع عام کے ہوں اور نہیں آپ  
 تسلیم کیجئے اور اوروں نے یہی تسلیم کر ایسے کیونکہ اتنا آپ مدعی بھی ہو گئے مگر ہم خوب جانتے ہیں  
 کہ یہ آپ کی دہکی ہی دہکی ہے دگر یہیچ قولہ صفحہ ۳۷۲۔ اگر آپ اس خاکسار ناچیز کو اپنی دعاؤ  
 تسلیم کر ادینگے اور اُن کو نصوص حدیث سے مطابق کر کے دکھا دیں گے تو میں مولوی عبد الجبار  
 صاحب و مولوی عبد الرحمن صاحب کو گو آپ کے تابع اور موافق نہ کر سکوں گا مگر خاموش اور غیر معاض  
 وغیرہ معترض تو ضرور کروں گا اے قولہ تو مجھے اجازت دین کہ میں اپنے شرعی بحث و کلام  
 کروں اقول حضرت اقدس مرزا صاحب کے اختیار میں کب ہے کہ اپنے دعاوے آپ کو تسلیم  
 کر دیوں ان کا لفظ خدا عز و جل است و لیکن اللہ یهدی من یشاء ء وار د ہے  
 مان البتہ اپنے دعاوے کو نصوص حدیث سے مطابق کرنا یا غیر مخالف ثابت کرنا اور کافرض منصب  
 ہے جو توضیح المرام اور فتح الاسلام میں نہایت خوبی سے کیا گیا ہے اور ازالہ اہام میں سب  
 شکوک اور وسوس کا ازالہ کیا جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور جبکہ اپنے مخالفین کا بیڑا اٹھا  
 یا ہے اور خلاف کرنا عزم بالجزم کر لیا ہے تو اب حضرت اقدس مرزا صاحب سے آپ کیا  
 اجازت چاہتے ہیں جبکہ آپ تا شیعہ ازالہ اہام صبر نہیں کر سکتے تو بسم اللہ کیجئے آپ تون  
 رسالہ نمبر شوق سے شرعی بحث و کلام کریں کیونکہ اس صورت میں اشاعتہ الشبہ کی گرم بازاری  
 خوب ہوگی مگر یاد رکھیے انما الاعمال بالنیات و انما الاہم ما نوى فکانت ہجرتہ الی دنیا  
 یحببہا الی اہل ماہۃ ینکحہا فہجرتہ الی ما اہل ماہۃ  
 یہ تحریری گفتگو اس انداز سے  
 چلتی رہے گی جس انداز سے اب تک میری اور آپ کی مراسلت ہو رہی ہے اقول بیشک



چلتی کا نام گاڑی ہے علت ناشی تو سب اس گفتگو اور بحث کذاشی سے یہی ہے کہ کاظمی  
اشافہ الشبہ کے جو ایک مدت سے تہم گئی تھی چلتی رہے کیونکہ داردار سب اصراف کا حرف  
اسی کاظمی کے چلنے پر ہے مگر اس شعر کو یاد رکھئے ۱۰ (اچھی بچ و تاب کہا وے موج وریا پر کہاں  
کر سکے اوس آستین پٹنکن پراقرض لان العاقبة للمتقين قولہ صفحہ ۳۷۳ حاشیہ  
نمبر ۱۲ کی یہ حالت جو کئی سال سے ہے آپکے دعویٰ مثیل سیح ہو نیکو توڑ رہی ہے مثیل اور مثیل  
ہونے کے لئے بہمہ وجوہ اور پوری مشابہت کا ہونا شرط ہے الخ قول اس کے کیا مسئلہ کہ  
سیکڑوں برس تک حضرت عیسیٰ کی غیبت کبریٰ پیادوں اور کھیادوں سے تو اونکے دعوے  
مسیح کو نہ توڑے اور دو تین سال کی بیاری حقیقت مثیل کو توڑ دے ان ہذا نشی عجاب آگے  
رہی مماثلت یا مشابہت نامہ سوم شبہ اور شبہ بزرگ یہی ہے نامہ مشابہت ہو معاشرت فی الجملہ کا  
ہو نہ تو آپ ہی تسلیم کرتے ہی ہونگے پہر اگر حضرت عیسیٰ دو چار مردوں کو زندہ کر کر صدہا برس گزر گئے  
کہ آسمان پر جا بیٹھے اور مثیل سیح نے صدہا مردہ دلوں کو وہ جاودانی بخشی جسکے ساتھ ہر مرد و کار  
جل و علانے اپنی کلام پاک میں امتنان فرمایا ہے تو کونسا استعمال اس تشبہ و تمثیل میں ہو جو ب  
محاورات عرب کے لازم آتا ہے مینو اوجہ وافرما یا اللہ تعالیٰ نے بابا ابی الدین امنوا استجیبوا  
للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم الصالیہ ملک من ھلک عن بینۃ و یحیی  
من حی عن بدینۃ بلکہ ہمارے دانست میں اور نیز سب عقلا کے نزدیک یہ حیات  
جاودانی اس حیات فانی سے بدرجہا افضل و بہتر ہے ہرگز نیز دآنکہ داش زندہ شد بعشق  
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما۔ حضرت اقدس مرزا صاحب بعض اپنی تحریرات قلمی میں اشارہ  
فرماتے ہیں ۱۴، پہر چوتھا معجزہ قرآن شریف کا اوسکی روحانی تاثیرات ہیں جو ہمیشہ اوسمیں محفوظ  
چلی آتی ہیں یعنی یہ کہ اوسکی پیروی کرنے والے قبولیت الہی کے مراتب کو پہنچتے ہیں  
اور مکالمات الہیہ سے مشرف کئے جاتے ہیں خدا تعالیٰ انکی دعاؤں کو سننا اور انہیں  
محبت اور رحمت کی راہ سے جواب دیتا ہے اور بعض اسرار غیبیہ پر نبیوں کی طرح انکو مطلع فرماتا

ہے اور اپنی تائید اور نصرت کے نشانوں سے دوسری مخلوقات سے اونہیں ممتاز کرتا ہے  
یہ بھی ایسا نشان ہے جو قیامت تک امت محمدیہ میں قائم رہیگا اور ہمیشہ ظاہر ہوتا چلا آیا ہے  
اور اب بھی موجود اور متحقق الوجود ہے مسلمانوں میں سے ایسے لوگ اب بھی دنیا میں پائے  
جاتے ہیں کہ جنکو اللہ جل شانہ اپنی تائیدات خاصہ سے موید فرما کر الہامات غیبیہ سے سرفراز فرماتا  
ہے اور باطل فرقوں کے لوگ گودہ اپنی قوموں کے پیشواہوں اور انکی صحبت میں آکر اپنی ذلت  
اور رسوائی اور اپنی مردودیت اور مخذولیت پر متنبہ ہو جاتے ہیں کیونکہ اگر کوئی شخص معارضہ اور  
اور مقابلہ کی نیت سے ان مقبول بندوں کے پاس آوے تو اس پر صاف کہل جائے گا  
کہ یہ لوگ خدا یتعالیٰ کے خاص پیارے ہیں اور یہ شخص معارضہ کنندہ مردودوں میں سے  
ہے جسکے مقابلہ میں انکی کوئی دعا سنی جاتی ہے اور نہ نصرت اور قبولیت اور تائید الہی کا اسکو  
کوئی الہام ہوتا ہے اور نہ اسرار خاصہ حضرت احدیت پر اسکو مطلع کیا جاتا ہے اس معجزہ کائنات  
دینے کے لئے بھی ہم ہی ذمہ دار ہیں اگر کوئی عیسائی سچا طالب نبکر حاضر ہووے تو میں امید رکھتا  
ہوں کہ عنایت الہیہ بہت جلد اسکو لدیوے کہ تمام قبولیت اور محبوبیت اور خدا یتعالیٰ  
کا مقرب ہونا اور اسکا پیارہ بندہ بن جانا صرف اسی بات پر موقوف ہے کہ انسان اس پاک دین  
میں داخل ہو جاوے اور اس پاک اور برگزیدہ کی پیروی کرے جسکی پیروی سے یہ نور حاصل  
ہوتا ہے اور ہم اسکی بھی تمام پادری صاحبوں کی خدمتیں عرض کرتے ہیں کہ کیوں وہ ناحق کا بخل  
کرتے ہیں اور بغض ظاہر کر رہے ہیں اگر انہیں حق کی طلب ہے تو عیساکہ ہم اشتہارات میں شائع  
کر چکے ہیں کوئی نامی اور مغرزا وغین سے جسکی شہادت پر اسکی قوم کو اعتبار ہو سکے ایک برس کے  
لئے ہمارے پاس آجاوے اگر اس عرصہ میں ہم اپنے دعویٰ متذکرہ بالا میں دروغ گو نکلیں تو بحساب  
دوسرو پیہ ماہوار کے اسکا خرچہ اسکو دیا جاوے گا اور اگر ہم سچے نکلیں تو بجز اس بات کے اور کچھ نہیں  
چاہتے کہ وہ عیسائیت سے سچی تو پکر کے اور ایک بندہ عاجز کو جو سچ ہے حقیقت میں بندہ ہی بھکر  
مشرف باسلام ہو جاوے اب اہم حق کے طالبو اور سچے نشانوں کے بہو کو اور پیاسو انصاف و دیکھو

اور ذرہ پاک نظر سے غور کرو کہ جن نشانوں کا خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے کس اعلیٰ درجہ کے نشان ہیں اور کیسے ہر زمانہ کے لئے مشہود و محسوس کا حکم رکھتے ہیں پہلے نبی کریم ﷺ کے معجزات کا اب نام و نشان باقی نہیں صرف قصے ہیں خدا جانے اونکی اصلیت کھانک درست ہے بالخصوص حضرت مسیح کے معجزات جو انجیلوں میں لکھے ہیں باوجود قصوں اور کھانیوں کے رنگ میں ہونیکے اور باوجود بہت سے مبالغات کے جو انہیں پائے جاتے ہیں ایسے شکوک شبہات اور سپرد وارد ہوتے ہیں کہ جن سے انہیں بجلی صاف پاک کر کے دکھانا بہت مشکل ہے اور اگر ہم انہیں کے طور پر تسلیم ہی کر لیں کہ جو کچھ انجیل مردود میں حضرت مسیح کی نسبت بیان کیا ہے کہ لوہے اور رنگڑے اور مفلوج اور اندھے وغیرہ بیمار اونکے چہونے سے اچھے ہوتے تھے یہ تمام بیان بلاشبہ ہے اور ظاہر یہ ہی محمول ہے کہ کوئی اور معنی اسکے نہیں تب بھی حضرت مسیح کی ان باتوں سے کوئی بڑی خوبی ثابت نہیں ہوتی اول تو او نہیں دونوں میں ایک تالاب ہی ایسا تھا کہ اوس میں ایک ذرت خاص میں غوطہ مارنے سے ایسی سب مرضیں فی الفور دور ہو جاتی تھیں جیسا کہ خود انجیل میں مذکور ہے۔ پھر سوا اسکے زمانہ و را کی تحقیقاتوں نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ ملکہ سلب امراض منجمہ علوم کے ایک علم ہے جس کا اب بھی بہت لوگ مشاق پائے جاتے ہیں جیسے شدت توجہ اور دماغی طاقتوں کے خرچ کرنے اور جذب خیال کا اثر ڈالنے کی مشق درکار ہے سو اس علم کو نبوت سے کچھ علاقہ نہیں بلکہ مرد صالح ہونا بھی اسکے لئے ضروری غصیں اور قدیم سے یہ علم رائج ہوتا چلا آتا ہے مسلمانوں میں بھی بعض اکابر جیسے حضرت محی الدین عربی صاحب معصوم اور بعض نقشبندیوں کے اکابر اس کام میں مشاق گذرے ہیں ایسے کہ اونکے وقت میں اونکے نظیر ملتے نہیں گئے بلکہ بعض کی نسبت ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اپنی کامل توجہ سے ہاؤنڈنگ ایسے گذرے ہیں کہ تازہ مردوں سے باتیں کر کے دکھا دیتے تھے اور دو دین تین سو بیمار کو اپنے دائیں بائیں بٹھال کر ایک ہی نظر سے تندرست کر دیتے تھے اور بعض جو اس مشق میں کچھ کمزور تھے وہ اتنے رنگارنگ بیمار کے کسی کپڑہ کو چپو کر شفا بخشتے تھے اس مشق میں عامل علی کی وقت میں

کس مرض کی ہیں دوایہ پہنچا کر بخش تری جان بحق ہو گئی ہزار محبت والے۔ یا بقیہ الہدیہ  
تیرا بیمار نہ سنبھلا بوسنبھالا لیکر۔ چپکے ہی بیٹھ رہے دم کو سب جالیکر۔ اور یہ قوائے سبب بھی شہد ہے  
اسی اذلالہ من مقصودہ لہی خصوصاً آپ کے مسک پر کہ تین چار برس کی تھی۔ عین اسی وقت  
وغیرہ سے آپ حضرت مرزا صاحب کے منکر و مذہب ہو گئے ہیں اور اسی تاخیر کو ایک سبب اثبات مذہب  
سے قرار دیتے ہیں۔ پہر اگر کوئی شخص بوجہ تاخیر اٹھارہ سو کیا نوے برس کے اون کے نزول بوجہ دشمنی  
من السماء کا منکر ہو جاوے تو آپ اس کو کیونکر ملامت کر سکتے ہیں علی الخصوص اس حالت میں کہ کتاب اللہ  
وست صحیحہ و عقل سلیم و سنت اللہ اتقٰی قد خلت فی عبادہ ہر اوس نکار کے موید ہو۔ اور پہر یہ  
عرض ہے کہ ابو مدت سے قتل یہود کا بھی خوف نہیں ہے کیونکہ اون کی نسبت تو یہ حکم قطعاً ہو چکا و  
ضُرِبَتْ عَلَیْہِمْ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاؤُوا غَضَبَیْ مِنَ اللّٰهِ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ کَانُوْا یُکْفِرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ  
وَقِیْلَتْ لَیْسَ لَیْسَ یَغْیِرُ الْحَقُّ۔ ایضاً فرمایا۔ ضربت علیہم الذلۃ ایں ما تقفوا الا بحمل من اللہ  
وہل من الناس باؤ الغضب من اللہ و ضربت علیہم المسکنۃ ذلک باقمہ کاذب کفر و کفرت  
بایات اللہ و یقولون کاذبیا بغیر حق اور پہر یہ عرض ہے کہ ان کو خوف ہی کیوں ہے آپ کی  
مسک کے بوجہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پورا اطمینان قطعی کر دیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا عیسیٰ انی متوفی  
وہر صفت انی مصلح لہم من الذین کفروا و یا عمل الذین اتبعوا فوق الذین کفروا انی مصلح لہم  
چس کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمنوں یعنی یہود کو انی یوم القیامہ ایسا ذلیل و خوار کر دیا جو مذکور ہوا  
اون کو ایسا مصلح کر دیا کہ کوئی دشمن نہ ہو نہ بد نہ بچا سکے گا اور نہ ہارے متبعین قیامت تک کفار  
مخالفین پر غالب رہیں گے اور یہ دونوں امر بطفیل کوشش مجاہد حضرت خادم النبیین اور خدا  
اون کے کے حامل ہو گئے تو اب۔ ان کو کسیر و کاف بھی نہیں رہا پہر کیوں نہیں تشریف لائے۔ اور  
اگر کہا جائے کہ ابھی تک ان کو امر الہی نہ ہو۔ ہذا اور ابھی تک ان کو مہلت و سائش دی گئی ہے۔  
جب حکم الہی ہو گا تب آدین کے تو یہ گمراہی ہو کہ حضرت آدم و نوح علیہ السلام علی اللہ علیہ وسلم  
کسی نبی کو اور نہ وہ نبی نہ ہو۔ تاویلاً و رجعت و باز اور نیت کبر الہی کی اجازت نہیں ہوگی بلکہ وقت

اور ذرہ پاک نظر سے غور کرو کہ جن نشانوں کا خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے کس اعلیٰ درجہ کے نشان ہیں اور کیسے ہر زمانہ کے لئے مشہود و محسوس کا حکم رکھتے ہیں پہلے نبیوں کو معجزات کا اب نام نشان باقی نہیں صرف قصے ہیں خدا جانے اونکی اصلیت کھانک درست ہے بالخصوص حضرت مسیح کے معجزات جو انجیلوں میں لکھے ہیں باوجود قصوں اور کھانیوں کے رنگ میں ہونیکے اور باوجود بہت سے مبالغات کے جو انہیں پائے جاتے ہیں ایسے شکوک شبہات اونپر وارد ہوتے ہیں کہ جنسے وہ نہیں بکلی صاف پاک کر کے دکھانا بہت مشکل ہے اور اگر ہم خاص کے طور پر تسلیم ہی کر لیں کہ جو کچھ انجیل مردوبہ میں حضرت مسیح کی نسبت بیان کیا ہے کہ لوہے اور رنگارنگ اور مصلوح اور اندھے وغیرہ بیمار اونکے چہونے سے اچھے ہوتے تھے یہ تمام بیان بلاشبہ ہے اور ظاہر یہ ہی محمول ہے کہ کوشی اور منے اسکے نہیں تب بھی حضرت مسیح کی ان باتوں سے کوئی بڑی خوبی ثابت نہیں ہوتی اول تو اوہ نہیں دنوں میں ایک تالاب ہی ایسا تھا کہ اوس میں ایک وقت خاص میں غوطہ مارنے سے ایسی سب مرضیں فی الفور دور ہو جاتی تھیں جیسا کہ خود انجیل میں مذکور ہے۔ پہلے سوا اسکے زمانہ و راز کی تحقیقاتوں نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ ملکہ سلب امراض منجملہ علوم کے ایک علم ہے جبکہ اب بھی بہت لوگ مشاق پائے جاتے ہیں جیسے شدت توجہ اور دماغی طاقتوں کے خراج کرنے اور جذب خیال کا اثر ڈالنے کی شق درکار ہے سو اس علم کو نبوت سے کچھ علاقہ نہیں بلکہ مرد صالح ہونا بھی اسکے لئے فردوسی بھین اور قدیم سے یہ علم رائج ہوا چلا آتا ہے مسلمانوں میں بھی بعض اکابر جیسے حضرت محی الدین عربی صاحب قصص اور بعض نقشبندیوں کے اکابر اس کام میں مشاق گذرے ہیں ایسے کہ اونکے وقت میں اونکے نظیر ملتے نہیں گئے بلکہ بعض کی نسبت ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اپنی کامل توجہ سے ہاڈنڈا لے لیسے گذرے ہیں کہ تازہ مردوں سے باتیں کر کے دکھلا دیتے تھے اور دو دین تین سو بیمار کو اپنے دائیں بائیں بٹھال کر ایک ہی نظر سے تندرست کر دیتے تھے اور بعض جو اس شق میں کچھ کمزور تھے وہ ہاتھ لگا کر بیمار کے کسی کپڑے کو چمک کر شفا بخشتے تھے اس شق میں عامل عمل کی وقت میں

کس مرض کی ہیں دو ایسے طالب بخش تھے جان بحق ہو گئے۔ ازرا محبت ولے۔ یا بقول دیگر  
تیرا بار نہ سنبھلا جو سنبھالا لیکر۔ چپکے ہی بیٹھ رہے دم کو بجا لیکر۔ اور یہ مقولہ عربیہ بھی مشہور  
السی اذلا من مقصودہ لغی خصوصاً آپ کے مسلک پر کہ تین چار برس کی تاخیر طبع برائین بہت  
دغیرہ سے آپ حضرت مرزا صاحب کے منکر و کذب ہو گئے ہیں اور اسی تاخیر کو ایک سبب اثبات تکذیب  
سے قرار دیتے ہیں۔ پہر اگر کوئی شخص بوجہ تاخیر اٹھارہ سو اکیانوے برس کے ادن کے نزول بوجہ غنہ  
من السماء کا منکر ہو جاوے تو آپ اس کو کیونکر ملازم کر سکتے ہیں علی الخصوص اوس حالت میں کہ کتاب اللہ  
وسنت صحیہ و عقل سلیم و سنت اللہ الّٰہی قد خلعت فی عبادہ یہی ادس انکار کے موید ہو۔ اور پہر یہ  
عرض ہے کہ اتو مدت سے قتل یہود کا بھی خوف نہیں ہے کیونکہ اونکی نسبت تو یہ حکم قطعاً ہو چکا کہ  
ضُرِبَتْ عَلَیْہِمْ لَذْلَتٌ وَّالْمُسْكَنَةُ وَاَبَاؤُہُمْ یَنْصَبُ مِنَ اللّٰہِ ذَٰلِکَ بِاَنَّهُمْ کَانُوْا یُکْفِرُوْنَ بِاٰیَاتِ اللّٰہِ  
وَقَتْلُوْنَ الْاَنْبِیَاءَ بِغَیْرِ الْحَقِّ۔ ایضا فرمایا۔ ضُرِبَتْ عَلَیْہِمْ لَذْلَتٌ اِنْ مَا تَقْنُوْا اِلَّا بِجَلٍّ مِنَ اللّٰہِ  
وَجَلٍّ مِنَ النَّاسِ وَاَبَاؤُہُمْ یَنْصَبُ مِنَ اللّٰہِ وَضُرِبَتْ عَلَیْہِمْ الْمُسْكَنَةُ ذَٰلِکَ بِاَنَّهُمْ کَانُوْا یُکْفِرُوْنَ  
بِاٰیَاتِ اللّٰہِ وَلِیَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِیَاءَ بِغَیْرِ الْحَقِّ اور پہر یہ عرض ہے کہ انکو خوف ہی کیوں ہے آپکی  
بسکک کے بوجہ اللہ تعالیٰ نے اونکا پورا اطمینان قطع کر دیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا عیسیٰ انی متوفی  
وہر افعلت الیٰی و مطہرک من الذین کفروا و جعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰی و القیامۃ  
پس کہ اللہ تعالیٰ نے ادن کے دشمنوں یعنی یہود کو الیٰی یوم القیامۃ ایسا ذلیل و خوار کر دیا جو مذکور ہو او  
ادن کو ایسا مطمئن کر دیا کہ کوئی دشمن نہ ہو نہ پوچھا سکے گا اور ہمارے متبعین قیامت تک کفار  
خانیں پر غالب رہیں گے اور یہ دونوں امر طفیل کوشش حیا و حضرت خادم النبیین و روضہ  
ادن کے کے حامل ہو گئے تو اب اونکو کیسے رکھنا بھی نہیں رہا پر کیوں نہیں تشریف لاتے۔ اور  
اگر کہا جاوے کہ ابھی تک اونکو امر الہی نہیں ہوا اور ابھی تک اونکو مہلت و آسائش دی گئی ہے  
جب تک اطمینان ہوگا تب آونیکے تو یہ گدازش ہو کہ حضرت آدمؑ کی مہلت تا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم  
کسی نبی کو اس قدر مہلت طویلہ اور مہلت دہراور عنایت کبریٰ کی اجازت نہیں ہوئی بلکہ وقت

بعثت سے تا آخر وفات تمام اعمار اونکی دعوت اسلام اور مجاہدات و ریاضات شاقہ میں صرف ہوئیں اور ایذا میں اور شقیقتیں فی سبیل اللہ اٹھاتے رہے کیسکو ایک دم مارنے کی ہر ہمت نہیں ملی چہ جائیکہ اہل ہارہ سوا کیا نوے برس یا زیادہ کی کیسکو ہمت دی گئی ہو فرمایا اللہ تعالیٰ نے رکابی من بنی قاتل معہ ہر بیتوں کثیر فقاو ضلوا ما اصابعہم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکفوا واللہ یحب الصابریں۔ اور عقل ہی تجویز نہیں کرتی کہ تمام انبیاء و رسل میں سے صرف حضرت عیسیٰ ہی کو یہ ہمت دراز اور رخصت قریب دو ہزار برس کے دیجاوے اور کسی نبی کو باوجود اٹھانے مشقتوں شاقہ اور مصیبتوں سخت کے ایک برس دن کی رخصت بھی نہ دیجاوے اس لیے کہ یاد آئے کہ صرف شیعوں کے امام مہدی کو اس قدر رخصت و راز گئی ہے مگر کسی نبی کو نہیں دی گئی۔ اور اہل سنت و شیعوں کے امام مہدی سے ہی بہت تنگ ہو گئے ہیں اور اذن کی امامت کی نسبت کہتے ہیں۔ کہ اس امامت نشہ قیامت شد پہر حضرت عیسیٰ کی اس قدر تاخیر سے باوجود حیات کے کب راضی ہوں گے۔ اور پہر یہہ عرض ہے کہ اگر ایسی ہمت دراز اور رخصت طویلہ کے مستحق ہتے تو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تھے یا آپ کے خلفاء و راشدین کیونکہ انہوں نے وہ کار نمایاں جہاد فی سبیل اللہ میں کی تھیں کہ کسی نبی نے نہیں کیوں اگر اس صلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا خلفاء راشدین کو یہ ہمت و رخصت دیجاتی تو عقل کے نزدیک تحسن تھا۔ اگر کہو کہ یہ بات متعلق نقل سے ہے نہ عقل سے تو یہ گمراہی ہے کہ کوئی نقل حکم اور رخصت نامہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ سے ہی آپ پیش کریں وافی للحد ہذا پہر ہم ایسی بات خلاف عقل و نقل کیونکر تسلیم کر سکتے ہیں۔ اور پہر یہہ عرض ہے کہ اس وقت میں تو اوترنا اور نکا نہایت ہی ضروری ہے کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ بیچ موعود ہونیکا خلاف وجہوں کیا ہے اور انکا منصب غصب کرنا چاہا ہے اور تمام اقاہم میں یہہ دعویٰ اور نکا پہلیا جاتا ہے اس وقت میں اگر اوترنا تو انکا منصب مرزا صاحب کے حصہ میں آتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور ابھی ایسا کچھ زور و شور ہی حضرت

مرزا صاحب کا نہیں ہوا جب تمام اقلیم و بلاد میں ہم دھوسی اور کاشانچ ہو جایگا اور کٹر لڑک  
قبول کر لیں گے تو بڑی دقت ہوگی لہذا آپ کے سچا کاوترا آجکل نہایت ہی ضروری ہے  
ورنہ اس شعر کا مصداق کہیں واقع نہ ہو جائے سہ چشمہ شاید گرفتار ہوں چو پشند شایہ  
گذشتن پیل۔ اور اگر کھا جاوے کہ حضرت عیسیٰ کے اپنی نہ اونٹنیں کوئی حکمت ہوگی جو  
اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور ہکو اوکی خبر نہیں تو یہ گذارش ہے کہ یہ جواب ہر ایک شخص  
کے افعال خلاف عقل و نقل میں دے سکتے ہیں فرق باطلہ مثل یہو، بعض فرقہ اہل اسلام مثل  
اہل تشیع کے نزدیک جو صاحب موعود و منتظر ہیں انکی نسبت میں وہ یہی کہتے ہیں تم اونکو  
کیوں نہیں تسلیم کرتے ماہو جو ابکہ فہو جو انبا۔ اور پیر آپکا اعتراض میں اوپر تاخیر ہونے طبع  
براہین احمدیہ کے جو صرف تین چار برس کی تاخیر ہوئی ہے کیوں ہے؟ یہ اعتراض تو سرتاپا  
اس تقریر سے جہاد مشورہ ہو گیا۔ میرے عزیز دوست ثابت احمد علی قد افکش پہلے حضرت  
عیسیٰ بن مریم کی واسطے وفات نہ پانا اور زندہ نہ ہو جو عنصری رہنا اور آسمان پر صعود جسم عنصری  
نقل صحیح مرفوع سے ثابت کریں بعد اسکے نزول جسم خاک آسمان سے پایہ ثبوت کو پہنچاؤ  
اور یہ سب امور ظاہر کتاب سنت صحیحہ مرفوعہ منطوقہ سے ثابت کئے جاویں نہ تعلیق مجتہدین و  
مفسرین وغیرہم سے کہ اُس کو تو آپ اور ہم مدت سے چھوڑے بیٹھے ہیں یہاں تک کہ فہم صحابی  
کو یہی حجت نہیں گردانتے پھر بعد ان مراتب معروضہ کے جو امور خلاف سنت اللہ الہی قد  
خلت فی جہاد کا کے مصداق ہیں انہیں مرزا صاحب سے مناظرہ کا نام لیں ورنہ ہرگز  
ہرگز مرزا صاحب کو محل اعتراض آپ نہ بنا سکیں گے بلکہ صد اعتراضوں کے مورواپ  
ہی رہیں گے ۵۰ لاکھ پیچ و تاب کھائے موج دریا پر کھاں۔ کر سکے اوس آستیں پر شکن  
اعتراض۔ ناظرین کو ملاحظہ حاشیہ نمبر ۱۸ مندرجہ صفحہ ۳۷۲ وغیرہ اشاعت سے بخوبی ثابت ہو گیا ہوگا  
کہ مولانا صاحب کو جلسہ عام مناظرہ کا منعقد کرنا منظور نہیں پس تبحر علمی حضرت مولانا صاحب  
کا اسی سے مفہوم و معلوم ہو گیا اس بار دیں زیادہ توضیح و تلویح کی ضرورت نہیں۔ قولہ



اے قولہ صفحہ ۳۷۴ جسکے عوض میں آپ مسلمانوں سے ہزار روپیہ وصول کر چکے ہیں  
**اقول** چشم بد اندیش کہ برکندہ با، عیب نماند نہر شرب در نظر۔ آپ نے وصول کرنے پر تو نظری  
 لیکن جو مسلمانوں کے واسطے وہاں ہزاروں روپیہ صرف کما گیا اور کیا جاتا ہے اور سکوندیکھا باوجودیکہ  
 آپ اقرار کر چکے ہیں کہ نصرت مالی و جانی و فکری و دینی میں حضرت مرزا صاحب بے  
 نظیر ہیں ملاحظہ الواصف المطہری خصائصہ وان بابک سابقاً فی کل ما وصفنا مولانا  
 آپ کو ایسی بات فرمائی نہیں چاہتے تھی اور المذاہد باظہارہ کے مواخذہ کا خیال فرمایا ہوتا اور  
 اگر اس اقرار کو ہول گئے تھے تو صفحہ ۲۷۸ و ۲۷۹ وغیرہ فتح اسلام کر دیکھ لیا ہوتا مگر حد کیونکر دیکھنے  
 دے جب تک کہ آپ حمدت باہر نہروینگ حضرت مرزا صاحب کی نصرت مالی کو جو اسلام  
 کی واسطے کر رہی ہیں کیونکر آپ دیکھ سکتے ہیں مباحثہ دو دو فریق حمد کی عدد سے ہیں اپنا  
 ہو یہ طریق کہ باہر حمد سے ہیں۔ اور مرزا صاحب کب مدعی اس بات کے ہیں کہ آسمانی  
 نشان میں اپنے اختیار سے کھاسکتا ہوں یا امراض کو اپنے اختیار سے زائل کر سکتا ہوں حاشا  
 وکلام انہما اولیا ایسے امور میں محض بے اختیار ہیں اور کہتے ہیں کہ اذا حضرت فخر شریفین  
 اور حضرت مسیح تو بالکل ہی نشان دکھلانے سے انکار کرتے ہیں مرقس ۸ باب گیارہ میں  
 لکھا ہے فریسیوں نے مسیح کے نشانات طلب کئے اور سنے آہ کھینچ کر کہا کہ اس زمانہ کے لوگ  
 کیوں نشان چاہتے ہیں میں تم سے سچ کہتا ہوں اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان نہیں دکھایا  
 جاویگا۔ ایضاً اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے قل فمن یملک من اللہ شیئاً ان اراد ان یصلک  
 المسیح بن مریم وامہ ومن فی الارض جمیعاً۔ ایضاً فرمایا قل لا املک لنفسی نفعاً ولا ضرراً  
 الا ما شاء اللہ ایضاً فرمایا وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الاہو۔ تمام قرآن شریف  
 سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ ربخ و غم سے نجات دینا اور دشمنوں پر نصرت دینا یا کر تو بندرتی  
 بخشنا مشکل کو آسان کرنا اللہ تعالیٰ کی شان ہو نہ کسی نبی و ولی و فرشتہ کی نہ حضرت عیسیٰ  
 کی نہ مثیل مسیح کی نہ نہر شرب باطل بلکہ آپ اصل مسیح سے ہونیکے دعوے کی غلطی کا اشتہار۔

دلوائیں پھر حضرت مرزا صاحب بھی اپنے مثیل مسیح ہونے کی غلطی کا اشتہار دیدینگے  
ابہا اننا ظہرین ہم ہر فضیلت علمی مولانا صاحب ابوسعید کی۔ سہلنا کہ نمائت کیوں اسطے مشاہدات  
تاثر شرط ہے لیکن شتبہ اور شتبہ بیہیں مختار ت فی الجملہ کا ہونا ہی تو شرط ہے۔ مولانا  
آپ کو یہ بات یاد رہے کہ جقدر آپ مرزا صاحب پر بلا وجہ اعتراض کرینگے اوسقدر آپ  
خود مورد اعتراض نہیں گے۔ اور آپ کا کلام نہایت گرامر اور درجہ اعتبار سے اور عامیانہ اور  
ساقط الاعتبار عند اولی الابصار ٹھہریگا۔ نہوا پر نہوا میر کا انداز نصیب اور زیاروں  
نے بہت روز غزلیں مارا قولہ صفحہ ۳۷۳۔ آپ خاصے اور پکے نچری ہیں اور برہو اور  
آریہ سماج کے بہائی ہیں الخ اقول مولانا مرزا یاد تو ترافرموش۔ حضرت مرزا صاحب ہی پر  
جسکی نسبت آپ اقرار کر چکے ہیں۔ اولاً تو وہ اقرار دیکھو جو صفحہ ۱۷۶ جلد ہفتم نمبر ۶ میں موجود  
ہے وہو ہذا مولف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جقدر ہم واقف ہیں ہمارے  
مناصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے مولف صاحب ہمارے ہموطن ہیں بلکہ اوائل  
عمر کے رجب ہم قطعی شہرچہ ملا پڑتے تھے، ہمارے ہم کتب۔ اُس زمانہ سے آج تک  
ہم میں او نہیں خط و کتابت ملاقات و مراسلت برابر جاری رہی ہے اس لئے ہمارا یہہ  
کہنا کہ ہم اون کے حالات و خیالات سے بہت واقف ہیں مبالغہ قرار نہ دینے جانے کے لائق  
ہے۔ انتہی بلفظ اور بعد اوسکے اس اقرار پر نظر ثانی کرو جو صفحہ ۱۶۹ جلد ہفتم میں موجود ہے  
اس کا مولف بھی اسلام کی مائی و جانی و سانی و حامی و قانی نصرت میں ایسا ثابت قدم  
نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں نہایت ہی کم پائی گئی ہے۔ اور پھر یہہ ہی آپکا اقرار ہے کہ جس  
زور و شور سے فرقہ آریہ و برہم سماج کا رد و مقابلہ حضرت مرزا صاحب نے کیا ہے ایسا کسی نے نہیں کیا  
اور پھر یہہ ہی آپکا اقرار ہے دیکھو صفحہ ۱۷۷ حاشیہ میں جلیل القدر مسلمان اور وہاں کے مسلمان  
آپ کی فیض نیارت اور شرف صحبت سے مشرف ہوئے آپ کی برکات و اثر و صحبت کو دیکھ کر  
اکثر چنہ د لئے آپ کی طرف متوجہ ہو گئے الخ اور صفحہ ۶۸ پر کر نظر کرو مولف براہین احمدیہ مخالف

و موافق کے تجربہ اور مشاہدہ کے روستے (رو اللہ حبیبہ) شریعت محمدی پر قائم و پرہیزگار اور صداقت  
 شعار ہیں انتہی میری محبت فی اللہ اور اخئی اللہ مولف قول فصیح نے کیا عمدہ بات کہنی ہے جس کو میں  
 اس مقام پر نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ ہوندا۔ اس بڑی بلی ناقابل شکست خطابی دلیل کو خود خداوند  
 عالم بھی ہمارے ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اثبات نبوت میں پیش کرتا ہے قائلت فیکم عمر بن قیلہ  
 افلا یعقلون یعنی میں تم لوگوں میں عمر کا ایک بڑا حصہ چالیس سال کا رہ چکا ہوں تم غور نہیں کرتے  
 کیا اس عرصہ میں تم نے مری صداقت میری امانت میرے ہر قسم کے معاملات کی درستگی کا امتحان  
 نہیں لیا جب میں گذشتہ لائف میں بے عیب ثابت ہو چکا ہوں اور کبھی بھی بننے کسی قسم کا  
 جھوٹ نہیں بولا اور ہمیشہ ہر معاملہ میں قومی بہدائی میرے پیش نظر رہی ہے تو کیا اب ہی اتنے بڑے  
 معاملہ میں اللہ پر افترا باندھنا جائز رکھوں گا انتہی اب مولانا خدمت عالی میں مجھ عرض ہے کہ حضرت  
 مرزا صاحب نے کس تحریر میں مجازات مندرجہ قرآن مجید احیاء موتی و ابواب اکملہ و ابزص وغیرہ میں  
 معنی ظاہری کو بالکل ترک کر کر صرف تاویل نیچر باندہ کی ہے جو آپ ایسے الفاظ کہہ کر ایک اہل اللہ  
 کا دل دکھاتے ہیں ذرہ اس عید سے بھی تو ڈرنا چاہئے من ذالی ولیا فقد اذنتہ بالحبیب ابوہر  
 تو آپ مرزا صاحب کو بلا وجہ وجہ نیچر بیچری کھڑے ہیں اور ادھر کنز العمال حدیث آپ کو نیچری کا  
 خطاب دے رہے ہیں عجیب حال ہے صدیقی و رند ہیں دونوں تیرے غمزہ سے تباہ  
 خائفہ کہ چہ ہے ویران تو خضرات خواب **قولہ** صفحہ ۳۷ حاشیہ۔ اور قرآن مجید اور محاورات عرب  
 کی طرف رجوع فرما کر یہ امر اپنے خیال میں لاویں کہ مماثلت کے لئے مشابہت تامہ کا ہونا شرط ہے  
 البتہ **اقول** مولانا صاحب نے کسی کتاب میں لغت فارسی میں مثل غیاث اللغات وغیرہ  
 کے دیکھ کر قطعی پھر رائے قائم کر دی کہ مثل اور مثل یا لفظ مماثلت کیواسطے سمجھ و جوہ ایک شے  
 کا دوسری شے میں شریک ہونا ضروری ہے اور پوری مشابہت کا ہونا نیز لازم ہے حالانکہ یہ رائے  
 جس کو لغت میں کچھ دخل نہیں ہرگز گزرتا ہے صحیح نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ شکایا عن الکفار قالوا ان انت  
 البشر مثلنا اس مماثلت کو جو بلفظ مثل بیان ہوئی ہے انبیاء علیہم السلام نے مسلم رکھا ہے

اور نفی بھی بلکہ فرمایا قالت لھم رسلھم ان نحن الا بشیء مثلکم ولکن اللہ یمین علی من یشاء من عبادہ  
اگر لفظ مثل کیواسطے جمع صفات و وجوہ میں مشارکت شرط ہوتی جیسا کہ آپ فرماتے ہیں تو یہ  
تسلیم غلط ہو جاتی۔ ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے قل انما انا بشر مثلكم یوحی الی انما انا مکملہ واحد  
یہاں پر خود پروردگار جل و علا نے بے بیضہ امر جو اصل میں وجوب کیواسطے ہو ارشاد فرمایا کہ اس  
مماثلت کو تو خود ظاہر فرمادے ایضاً فرمایا فقال الملاء الذین کھن وامن قومہ سانوات الا لبشر  
مثلاً ایہا منہر بھی اس مماثلت کی نفی نہیں کی گئی معلوم ہوا کہ یہہ مماثلت مسلم ہے ایضاً فرمایا  
فقالوا انھن لبشرین مثلاً و قومہما لنا عابدون ایضاً فرمایا انھیں مسکھر قرآن فقند من القومہ قرآن  
مثلاً اس آیت میں مولوی صاحب ثابت کریں کہ جو رقم مسلمانوں کو پہنچے تھے وہ جمیع وجوہ  
وصفات میں برابر اور ان رخصوں کے تھے جو کفار کو پہنچے تھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اللہ الذی خلق  
سبع سموات و من الارض مثلھن مولوی صاحب ثابت کریں کہ زمینیں بہہ وجوہ اور جمیع صفات  
میں آسمانوں کے برابر ہیں وانی لک ہذا ہے چہ نسبت خاک با عالم پاک ایضاً فرمایا و ما من  
دابة فی الارض ولا طائر یطیر الا امم امثلكم و غیر ذلک من الاحیاء الا کثیرہ الی اصل  
قرآن مجید کے محاوروں میں ہرگز ہرگز لفظ مثل کیواسطے مشابہت تامہ اور بہہ وجوہ مشابہت  
و مشارکت شرط نہیں ہے۔ ایہا الناظرین اب آپ کو ثابت ہوا ہو گا کہ حضرت مولانا صاحب  
کو علم تفسیر و معارف قرآن مجید میں کمال درجہ کا تجربہ ہے اب ہم رجوع کرتے ہیں حدیث کی طرف  
چونکہ لفظ مثل کا احادیث میں بہت کثرت سے واقع ہوا ہے لہذا صرف دو تین حدیثوں کی  
ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ فی البخاری قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان من الشجر شجرة لا یسقط ورقها و انھا  
مثل المسلم فحد ثنی ما ہی الی ان قال ہی النخلة مولانا انسان اور حیوان کا تو ذکر ہی کیا ہے۔  
حدیث میں نباتات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل یا مثل مسلم کی ترادیا پھر آپ کی  
مشابہت تامہ اور بہہ وجوہ اشتراک کماں باقی رہا مجمع البحار میں لکھا ہے و ج نبی اللہ  
مثلاً ہی مثل المسجد فی القدم و المسافة و لا کذا النفس منہ بنوات کثیرہ اور نیز او میں لکھا ہے

ولم یحارن مثل ذالک ای فی اصل الامر حتی القدر فانه قد یكون للخان اکثر ایها النادرین  
یہیہو محاورہ دانی مولانا صاحب کی علم حدیث میں اب ہم لذت کی طرف رجوع کرتے ہیں  
قال فی عیون المفردات والثانی عبارة عن مشابهة لیهو فی معنی من المعانی ای معنی کان وهو

انہم ای الفاظ الموضوعہ للمشاہدۃ ذالک ان النادر یقال فیما یشارک فی الجوہ فقط والشبہ  
یقال فیما یشارک فی کیفیۃ فقط والساوی یقال فیما یشارک فی الكمیۃ فقط واشکل یقال فیما یشارک  
فی القدر والمسافۃ فقط والمثل عام فی جمیع ذالک ولہذا لما اراد اللہ تبارک فی الشبہ من کل  
وجه خصہ بالذکر فقال لیس کمثدہ شیء واما الجمع بین الکاف والمثل فقد قیل ذالک لتکید النہی  
تنبہا علی انہ لا یصح استعمال المثل واد الکاف فنفی بلیس الاہرین جمیعاً لہیہو واقفیت  
حضرت مولانا صاحب کی لغات قرآن مجید اور لغات عرب میں یہاں ہم علم بیان کی طرف  
مراجعت کرتے ہیں قال فی المطلق واد اتہ ای اداتۃ التشبہ الکاف وکان ومثل وما فی معناه  
کساہ ما یشتمک من المائلۃ والمشاہدۃ والمضاہات وما یرد فی معانہا۔ الحاصل یہاں نیز لفظ  
شکل اور سکیشتقات کو صرف اداتۃ تشبیہ قرار دیا اور لفظ مشابہت اور مضامات کو اوس کا  
ہم معنی رکھا اور کوئی زیادت مشابہت نامہ اور مشارکت بہمہ وجوہ کی لفظ مثل اور مماثلت  
میں اعتبار نہیں کی یہر مولوی صاحب کو جسے علم اور محاورہ کے روسے فرماتے ہیں کہ لفظ مثل  
اور مثیل اور مماثلت میں مشابہت نامہ اور بہمہ وجوہ مشارکت کا ہونا شرط ہے۔ اب ہم اپنی زبان  
اور دو کی طرف بھی رجوع کرتے ہیں ذوق کھتا ہے شوبلبل بھی بچہ رکھتا ہے تک آج کو گلاب  
بجیا اکثر تشبہم سے نمکداں کی مثال۔ شعر میں اگرچہ لفظ مثال کا ہے مگر مطول سے اوپر  
ثابت ہو چکا ہے کہ جو شتمات لفظ مثل کے ہیں وہ سب اداتۃ تشبیہ سے ہیں اور نہیں کچھ  
فرق میں مقتدر نہیں ہے ایضاً وہ داکیا معتدل ہے باغ عالم میں ہوا۔ مثل بنض صلب  
صحت ہی ہر موج صبا۔ بچاں پر موج صبا مشبہ اور بنض صاحب صحت مشبہ یہ ہے یکس بہمہ  
وجوہ مشبہ کو مشبہ بہ سے پوری مشابہت اور بہمہ وجوہ مشارکت نہیں ہے۔ ایضاً



حاشیہ زیر یہ لکھی ہے کہ کلیم اللہ کہنے کی یہ وجہ ہے کہ چونکہ وہ خود بخود بغیر کسی تعلیم و تربیت  
 کے تہذیبیم الہی سے مشرف باسلام ہوئے ہیں لہذا نہ روحانی طور پر خدا کے ہمکلام ہیں اور لفظ کلیم  
 اللہ نہ تو کلیم سے ملتا ہوا ہے نہ ہی یا نہ ہو پس جبکہ خود غرت و لامات صاحب نے ایک شخص عیسائی  
 کو نہ صرف مشرف باسلام ہوئے کی وجہ سے بمناسبت اس کے کہ روحانی طور پر اللہ تعالیٰ کا ہمکلام ہو  
 مولانا کلیم اللہ نام رکھ دیا صرف اس مناسبت سے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہی مناسبت مناسبت  
 روحانی رکھتا ہے تو پھر اگر ایسا مسلمان توحیدی کی نظیر اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلبی و سانی  
 و حالی و قالی میں حسب اقرار خود مولوی صاحب کے پچھلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے  
 بنام سچ بن مریم نامزد ہو کر کیا استبعاد ہے خصوصاً جبکہ مولوی صاحب نے اہام ذیل کو مدغم کر  
 الہامات مندرجہ براہین احمدیہ کو تصدیق و تسلیم کر لیا ہے وہو نذاردت ان مستغنی عن خلقہ  
 آدمی جاعل فی الاوصی خلیفہ اس جگہ خلیفہ کے لفظ سے ایسا شخص مراد ہے کہ جو اشیاء و  
 ہدایت کے لئے اللہ و بین الخلق واسطہ ہوا ہے قولہ بلکہ یہ محض روحانی مراتب  
 اور روحانی نیابت کا ذکر ہے اور آدم کے لفظ سے بھی وہ آدم جو ابوالبشر ہے مراد نہیں بلکہ  
 ایسا شخص مراد ہے جس سے سلسلہ ارشاد و ہدایت قائم ہو کر روحانی پیدائش کی بنیاد  
 ڈالی جاوے گو باوہ روحانی زندگی کے رو سے حق کے طالبوں کا باپ ہے اور یہ ایک  
 عظیم الشان مشین گوئی ہے جس میں روحانی سلسلہ کے قائم ہوئی کی طرف اشارہ کیا گیا  
 ہے ایسے وقت میں جبکہ اس سلسلہ کا نام و نشان نہیں رہتا تھا انتہی میں اشارہ مولوی صاحب  
 نے اپنے ریویو میں اس پر کوئی حرج نہیں کیا جو باعتبار کہنے ریویو کے اور کا فرض منسوب تھا بلکہ اس  
 عبارت مفسر ان الہام سے موافق فکر اپنے دعویٰ پر استہشاؤ و استدلال کیا ہے۔ اور  
 جبکہ بحکم اللہ سماء تنزل و السما کے اس قسم کے اسماء کا نزول آسمان سے ہوتا ہے تو ہم  
 کیا انصاف کی بات ہے کہ ایسے اسماء کا اطلاق اہل لسان بطور استعارات یا تشبیہ ہو کہ  
 اپنے لسان میں استعمال کریں اور خالق اللسان کی نسبت یہ استعمال ناجائز بحجین حالانکہ

عزیز الرحمن صاحب  
 صاحب کتب و رسائل  
 صاحب کتب و رسائل  
 صاحب کتب و رسائل

اپنے محل پر علم معانی و بیان میں ثابت ہو چکا ہے کہ تمام الہامات اور وحین اسی محاورہ میں  
 کے مطابق و موافق نازل ہوتی رہی ہیں اس میں کوئی مائل شک نہیں کر سکتا اور یہی مطلب  
 ہے اس رباعی کا جو حضرت مسیح الازان کو الہام ہوئی ہے براہی کیا شک ہے ماننے میں تنہا  
 اوس مسیح کے جس کی مانندت کو خدا نے بنا دیا۔ حاذق طیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب  
 خوابوں کو بھی تو تنہا سبھا بنا دیا۔ یعنی جبکہ خود تمہارے محاورہ میں خواہ کوئی زبان ہو اطلاق لفظ  
 مسیح کا اور طیب حاذق کے بوجہ مناسبت شفا مرض کے مستعمل مروج ہے اور محبوب  
 و معشوق پر بھی بوجہ اس کے کہ زندگی عاشق کی اوس سے مقصور ہے لفظ سبھا کا اطلاق کرنے  
 ہو تو خدا اور رسول نے اگر کسی شخص مقبول کو اپنے رسول کی امت میں سے بوجہ مناسبت نامہ  
 کا طرہ ہوئی مسیح بن مریم یا عیسیٰ بن مریم نام رکھ کر یاد فرمایا تو اوس کے ماننے میں شک کیا شک  
 ہے بڑی بے انسانی ہے کہ تمہاری کلام میں تو یہ استعارات شائع و ذائع ہوں اور جب  
 خدا و رسول بموجب اسی محاورہ کے انہیں استعاروں مبینہ علم بیان کے ساتھ متکلم ہو  
 تو تم اوسکو نہ مانو تلوک انانیتہ ضیضی شفا قاضی عیاض میں لکھا ہے کہ تسبیحہ اسحاق  
 واسمعیل بعلم و علیم و ابرہیم و نوحا بشکور و عیسیٰ و یحییٰ و موسیٰ بکبیر و قوسیٰ و  
 یوسف بحفیظ و علیم و ایوب بصابر و اسمعیل بصادق الوعدہ کما نطق بدلائل الکتاب العزیز  
 من مواہم ذکرہم۔ و دوسری جگہ اسی شفا میں لکھا ہے و سی لائلہ ائمتہ فی کتب انبیاء و اولیائہ  
 اور اسی میں لکھا ہے و معنی قوله صلی اللہ علیہ وسلم فی خمسہ اسماء قبل انہا موجودہ و لکن  
 المتقدّمہ و عند اولی العلم من امم السالکۃ واللہ اعلم۔ ایضاً وقد قال فی صفۃ ائمتہ علیہا  
 مرحومہ و علیٰ منہا فی کتب اللہ المتقدّمہ و کتب انبیاء و اولیائہ و احادیث و سیرہ و  
 اطلاقیہ الامتہ تجلہ شافیہ کہ تسبیحہ بالمصطفیٰ و المجتبیٰ الی القاسم و المجتہب رسول  
 رب العالمین و الشفیع المشفع و امی و الصلح و الطاهر و المہمین الصادق و المصدوق  
 و السادس و السید و الامام و السید المرسلین و امام المتقین و قادی الخ المجلدین حمید اللہ



وخیل الرحمن و صاحب المحض المورود والشفاعہ الی قوله وروح الحق وھو معنی الباز قلیط  
 فی الانجیل فقال تغلب الباز قلیط بقربہ الی الحق والباطل ومن اسمائہ فی المکتب السلفہ  
 مادما ومعنا طیب طیب الی قوله اسمہ ایضاً فی التوراة ایدوس ذلک عن بن سیرین  
 وغیرہ وغیرہ۔ اس سب بیان سے ثابت ہوا کہ بھ اللہ تعالیٰ کی سنت قدیمہ ہو کہ اپنے برگزیدوں  
 اور مقبولوں کا نام بلحاظ بعض صفات حمیدہ کے جو انہیں غالب ہوتی ہیں اور ان صفات  
 کے ساتھ خود نام تجویز فرما کر موسوم فرماتا ہے قال اللہ تعالیٰ السماک المسلمین من قبل و  
 فی ہذا اور اکثر وہ آسمان اور آسمان سے علاوہ ہوتے ہیں جو ان کے بابا نے رکھے ہوتے  
 ہیں القاب صدیق فاروق ذی النورین مرتضیٰ وغیرہ کو دیکھو الحاصل اگر رسول کریم نے اپنی  
 امت میں سے کسی شخص انسان کامل کا نام اپنی کلام الہامی میں بسبب مناسبات روحانی  
 کے مسیح بن مریم رکھا تو اوسیں کو کسی قباحت لازم آئی خصوصاً اوس حالت میں کہ فرما دیا کہ  
 وہ مسیح بن مریم ایک امام تمہیں سے پیدا ہوگا جبکہ حلیہ پہلے مسیح سے مختلف ہے یعنی  
 پہلا سرخ رنگ بال گہنگر والے اور دوسرا جو تم میں سے پیدا ہوگا وہ گندمی رنگ اور بال  
 اوسکے گنگر والے نہیں بلکہ سیدہ ہے کندھوں اور کانوں کی لو کے درمیان ٹٹکتے ہوئے  
 باوجود ان تصریحات مندرجہ احادیث اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کے اس استعارہ میں  
 کونسا استبعاد باقی رہا اور کونسا تمام شک و ریب کا ہے اور جس حدیث کا حاصل بھیاں لکھا  
 گیا اوس حدیث کی شرح حصہ اول میں کیسے قدر گزرتی ہے اوس میں جملہ دامامکہ منکر جو  
 واقع ہے یا معطوف ہے پہلے جملہ پر معطف تفسیری یا صفت ہے ابن مریم کی تہو مطر  
 عطف واسطے تاکید مصوق کے اور باحال ہے فاعل نزل سے اسکی تفصیل بھی کسی حصہ  
 آئندہ میں انشاء اللہ تعالیٰ علم بلاغت و معانی سے ہم بیان کریں گے قولہ صفحہ ۴۸ اس  
 صورت میں جلسہ عام میں گفتگو کرینیکا کیون دعویٰ کرتے ہیں الخ اقول جلسہ عام میں گفتگو  
 کرینیکے فوائد جو ہیں وہ تو ہر شخص پر ظاہر و باہر ہیں صرف آپ پر ہی مخفی ہیں اور آئندہ کو بھی

۲۲ پر مخفی رہیں گے زیر آنکہ مطلب سعدی دیگر است منجملہ اون فوائد کے ایک بچہ بھی  
 فائدہ ہے کہ آپکا ساکت خاموش ہو جانا ہر کہ دمہ پر ثابت ہو جاویگا۔ اور اغلب ہے کہ اسی  
 خوف سے آپ پرائیویٹ گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور جلسہ عام کو پسند نہیں کرتے اور یہ جو  
 آپ فرماتے ہیں کہ بچہ جلسہ خاص بعد شہر نہ جائیکے جلسہ عام کے حکم میں ہو جائیگا سوا کی نسبت  
 بچہ گذارش ہے کہ آپنے اس نمبر بارہ میں کچھ اپنے خطوط لایعنی کو درج کیا اور حضرت اقدس مرزا  
 صاحب کے خطوط کی نقل کی اور کچھ اپنے حواشی قدیمہ جدیدہ اون پر چڑھائے اسطرح نمبر بارہ  
 پورا ہو گیا اور آپکے دوبارہ ہو گئے آئندہ ریویو میں دیکھئے کیا ریویو ہوتا ہے جسکا ناظرین کو اختیار  
 دلا دیا گیا ہے میں استفسار کرتا ہوں کہ ان پرائیویٹ خطوط کے نقل کرنا کی آپکو کیا ضرورت  
 پیش آئی تھی جن کو آپنے ایک مسئلہ کی تحقیق میں نقل کر کر ناظرین کو اسقدر اوجھاڑیں ڈال دیے  
 ۵ طفرے قصہ زلف و راز جاناں کو۔ کیا بیان تو کیا کیا بیان میں اوجھاڑا۔ اگر کل خطوط  
 کو جمع کر کر اور نکاح خلاصہ لکھا جاوے تو تمام مضمون متعلق مسئلہ متنازعہ فیہا کا تین چار  
 سطریں سما جاوے پھر میں نہیں جانتا کہ اس طول لایعنی سے جو حکم من حنا اسلامہ  
 تک ملا لایعنیہ کے آپکو ہرگز لائق نہ تھا آپکا کیا مطلب ہے۔ میری دانست میں تو  
 وہی دو تین باتیں جو حضرت اقدس مرزا صاحب سے متعلق مسئلہ کہنی تھیں کچھ بچے  
 حضرت اقدس مرزا صاحب جوادے کا جواب دیتے وہی جواب سوال اس نمبر میں چہا پ  
 دیتے تو بھی یہ تحریر پرائیویٹ بعد چھپنے اور شہر ہرنیکے حکم عام میں ہو جاتی بچہ گورکھ دمنہا  
 نقل خطوط اشاعہ میں طبع کرنا کس واسطے شروع کیا گیا۔ اگر فرما دے نمبر بارہ کے پورا کر نیکی واسطے  
 تو اس کی نسبت آپنے جیسے ارشاد کیا ہوتا اعلام الناس کا مضمون آپ کے رسالہ کے پورا  
 ہونے کے لئے بھیج سکتا تھا آپ اکثر اپنے اجاب کے مضامین کو واسطے پورا کرنے نمبر رسالہ  
 کے بہرتی کیا کرتے ہیں میں تو آپ کا خادم قدیم ہوں جسوقت کہ اشاعت الشبہ جارہی ہوا  
 تھا مصلح الادب آپکا پیشکار ناخدا جو شیر بھی میں ہی لایا تھا میں ہی دشت میں تہا بنی

میں ہی کہ کہن میں ہی قہس تھا قہس یا وہ کہ نہ یا وہو۔ اور واضح خاطر خاطر ہو کہ انبیاء علیہم السلام کی سنت ہی کہ ایسے مجالس کا انعقاد عام جلسوں میں کیا کرتے تھے نہ بطور پائینٹ اور اخفا کے قال اللہ تعالیٰ حکایتاً عن موسیٰ علیہ السلام قال موعداکم یوم الزینۃ وان یجتہا الناس منی قولہ۔ صفحہ ۳۷۷۔ اس چال کو ناظرین دیکھیں کہ کھیں مباحثہ سے انکار ہو کھیں متحدی وافر اور تعجب کی بات یہ ہے کہ خلوت اور دوستانہ گفتگو کی طرف بلایا جاتا ہے تو ضعف و بیماری کے غدر سے انکار کیا جاتا ہے اور مجلس عام میں مباحثہ کرنے کو مستعدی ظاہر کی جاتی ہے الخ قول۔ ناظرین آپکی چال بھی دیکھ رہے ہیں اور حضرت اقدس سبح الزمان کا اقتداء بسنت انبیاء کا بھی ملاحظہ کر رہے ہیں دونوں چالوں میں فرق بین معلوم ہوتا ہے۔ جوابہ الامتیاز دونوں مراسلت خطوط میں ہے اور انصاف ناظرین پر چھوٹا جاتا ہے عیان راہ بیان اور اگر آپکو پرائیویٹ تحریری گفتگو کرنی ہو تو بشرط نہ مکمل ہونے آپکے پیہم عاجز حاضر موجود ہے نہ تو مکمل نہ ہو تو عشق میں ہم۔ ایک آندہ ہی ہیں خاک اوٹا نیو۔ اور شرط گفتگو تحریری کی اس واسطے ہے کہ آپ کی تقریر زبانی مجھکو پسند نہیں نہایت خفت اور طیش سے ہوتی ہے اور شل رفتار ریلوے کی اوسیں عجلت اور سرعت ہے۔ قولہ۔ صفحہ ۳۷۷ جاشیہ۔ پیہم الفاظ اونٹنے دل میں ہوتے اور تواضعاً لکھے جاتے تو یہ آپکی فعلیت اور کمال ثابت کرتے مگر ان الفاظ کا دل سے لکھا جانا لوگ تب مانتے جبکہ مولوی اکبر خیل صاحب ماسک ملکیڈہ کے طوطا کا کمال الدین نامی کے آپکے حق میں استقدر کہنے پر کہ آپ ملی لیا قبت نہیں رکھتے اور اپنی عجز بیانی اور خوف امتحالی کی وجہ سے علیگڑھ میں دغط کہنے سے انکار کیا تھا آپ ناخوش نہوتے قول۔ مولانا صاحب حضرت سبح الزمان کی مخالفت میں آپ تمام طرق مناظرہ اور آداب مباحثہ سے بیخبر ہو گئے نہ خبر تحریر عشق میں نہ جنون رمانہ پی رہی نہ دود میں رمانہ وہ تو رہا جو رہی سو بیخبری رہی۔ مولانا کیا بہتا بلہ خصم کے اوسکے خیالات اور

سلامت کے بموجب کلام نہیں کیا جاتا چونکہ آپ اپنے خیال میں اپنے آپ کو سب  
 علماء ہند سے اعلم تر سمجھ رہے ہیں اور حضرت مسیح الزمان کو مقابل اپنے محض ایک جاہل  
 اور ایسا امی محض تصور کر رہے ہو کہ آپ کے رسالہ اشاعہ شبہ کی اردو عبارت یہی بغیر آپ کے  
 سمجھائے ہوئے ان کی سمجھ میں نہیں آسکتی پس کلام حضرت مسیح الزمان کا اچھا آپ کے  
 اس خیال غلط کے مطابق ہے اور جو کلام حضرت اقدس کا مقابلہ مولوی محمد اسماعیل صاحب  
 کے ہے وہ مطابق نفس الامر کے کیا گیا ہے اس میں کوئی حرج ہے۔ اور یہ بہ گزاری ہے  
 کہ احوال اولیاء اللہ کا مختلف ہوتا ہے کیا آپ کو ضرب الثل گستان کی یہی یاد نہیں رہی  
 ہے یہ پیر سیدناں گم کردہ فرزند۔ کہ اسے روشن گہر پیر خرومند۔ زمشرش بوئے  
 پیر بہن شنیدی۔ چڑا دچا کہ کنانش ندیدے۔ بغزت احوال مابرق جہانست۔ دے  
 پیدا و دیگر دم نہانست۔ گہے بر طارم اعلیٰ نشینیم۔ گہے بر پشت پائے خود نہ بینیم  
 اگر درویش بر حالے ماندے۔ سروسرست از دو عالم بر فنا ندے۔ مثل مشہور ہے  
 مشاہدۃ اکابر مین القلی والاندلساد۔ مولانا حبیبی نکتہ چینیاں آپ نے حضرت مسیح الزمان  
 کے پرائیویٹ خطوط میں جو ہمیشہ سرسری طور پر لکھے جایا کرتے ہیں کی ہیں اگر یہ عاجز  
 آپ کے رسائل اشاعہ میں کرنا چاہے وہ باوجودیکہ آپ اس رسالہ دو جزئی کو چھ چھ ماہ  
 میں بڑی محنت و جانفشانی سے حضرت نواب صاحب مرحوم و مغفور وغیرہ کی  
 کتابوں سے تخیص کر کر محروم و مہذب کرتے ہیں تو دفاتر کے دفاتر تالیف ہوا ہیں  
 مگر میں اس کو ایک نزاع لفظی سمجھتا ہوں جو محض لالینی ہے اور لغو و فضل اور یہ جو  
 پچھان نے اظہار خوشہ چینی آپ کے رسالہ کا حضرت نواب صاحب مرحوم و مغفور وغیرہ  
 کی کتابوں سے کیا آپ خفا ہو کر طیش و غضب فرمادیں ورنہ آپ کے رسالہ کی کلم  
 قلمی کہولہ بجا دے گی۔ اور یہ جو بعض نکتہ چینیاں جو ان چند سطور محرومہ جناب ہیں بتابع  
 جناب مینے کیں ہیں میں انکو بھی لالینی سمجھتا ہوں مگر علت فاعلی میری اس سے

یہ ہے کہ آپ متنبہ ہوں اور حقیقت اپنے رسالہ اشاعۃ شیعہ کی معلوم کر لیں  
 ورنہ آپ کیا اور آپ کا رسالہ کیا کفی باللہ شہیداً سو اکیاون نمبروں کے جس میں  
 اپنے مضامین متعلق حضرت مسیح الزمان کے لکھے ہیں جو پینے کسی نمبر کو تمام و کمال  
 بغور و امعان نظر دیکھا بھی ہو اور مجھ کو ایسا مضامین اڈیٹر لڈ کے دیکھنے کی فرصت ہی  
 کب ہوتی ہے۔ اور مولوی محمد اسماعیل صاحب علیگڑہ ناگرہ گناہ اور معصوم کیوں کر  
 ہو گئے انہوں نے تو بلا تحقیق و تفتیش حال کے ڈاکٹر جمال الدین صاحب سے یہ  
 روایت بیان کر دی کہ درحقیقت حضرت اقدس مرزا صاحب کے پاس آلات نجوم  
 موجود ہیں وہ ان سے کام لیتے ہیں اور اس حدیث کا کچھ خیال نہ کیا کہ کفی باللہ کذباً ات  
 یحدث بکلی ماسمع کیا اس حدیث کے مکلف مولوی صاحب مدوح نہیں ہیں۔ جو  
 ایسا افترا کیا اور حضرت مرزا صاحب کو نجومی اور نپٹرت بنا دیا اسے مولانا کجا آلات  
 رصد و نجوم اور کجا الہامات حضرت مسیح الزمان قال اللہ تعالیٰ هل یستوی الذین یفلتوا  
 والذین لا یعلمون سے شتان بدین مشرق و مغرب سے ہندو سے میرے آنسو کے  
 برابر قطرہ نیاں۔ اگر وہ گورشاہوار ہو جاوے تو ہو جاوے ولنعم ما قبل مانجی اللہ  
 والہ رسول معلّم لسان الودی فکیف انا قولہ صفحہ ۳۷۶ فی الحاشیہ نمبر ۱۸۱ نخیس  
 بلکہ لازمی اور ضروری تھا کہ اگر آپ اس الہام کو الہام سمجھتی تہی تو اس کو اپنے خاص  
 حواریوں پر ظاہر فرماتے نہ یہ کہ اردو زبان میں چپا کر تمام جہان میں شائع کرتے  
 اہل تشدد پر جو ایسے معارف اور حقائق کھلتے ہیں خبر ظاہر شریعت کی شہادت  
 نخیس ہوتی تو وہ او کو عامہ معتقدین شریعت پر ظاہر نخیس کیا کرتے کہہ ہی کیسے  
 نہ سنا ہو گا کہ حضرت خضر علیہ السلام یا کسی اور ولی نے اپنے ایسے مکاشفات کا  
 اشتہار دیا ہو الخ۔ **قول** یہ قاعدہ آپ نے کہاں سے نکالا کہ ایسے الہامات موبد  
 بکتاب و سنت کا انحصار الہام کو لازم اور ضروری ہے آیات فاصدع بآقلم اور فان لہ

تفعل فاعل بلغت رسالۃ وغیرہ تو اس کے اعلان کا حکم نافذ کر رہے ہیں دوسری جگہ حضرت اقدس مرزا صاحب کے الہامات کو آپ الہام ہی جانتے ہیں پہرہ او سکی اخفا کے کیا معنی اس مقام پر میں اپنے ایک خط کا نقل کرنا جو نجدت حافظ محمد یعقوب خاں صاحب امام مسجد دیرہ ورن کہا ہے مناسب سمجھتا ہوں کہ الہام وغیرہ کی بحث میں بہت مفید ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ وہ ہوندا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بخمدہ ونضلی علی نبینہ الکریم۔ محبی نے اللہ حافظ محمد یعقوب خان صاحب اسلام علیکم مرحمتہ اللہ وبرکاتہ تجت نامہ نے صادر ہو کر مضامین مندرجہ سے مطلع کیا اور اس بات سے بڑی خوشی ہوئی کہ جو آپ نے اعتراضات اور سوالات نسبت حضرت مرزا صاحب کے کئے ہیں وہ نہایت عمدہ یعنی ضرور قابل استفسار اور لائق سوال کرنے کے ہیں میرے پاس جو بعض خطوط علماء وقت کے آئے تو ان خطوط میں بجز طوفان بے تمیزی کے اور کچھ بھی نہیں تھا انا للہ وانا الیہ راجعون ط واضح ہو کر چچان نے اپنی اور بعض اپنے احباب کی شکین کے واسطے ایک رسالہ سسمی باعلام الناس تالیف کیا ہے جنہیں اولن اعتراضوں کا جواب ہی تفصیلاً لکھا ہے اور دیگر انجاث شریفہ بھی اوس میں درج ہیں اوس کے چند حصص ہوں گے حصہ اول انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آپ صاحبوں کی خدمت میں پہونچے گا اطمینان رکھئے اور اور صبر فرمائے۔ ان اللہ مع الصابرين۔ اور میرا یہ رسالہ کیا چنیر ہے خود حضرت مسیح الزمان مجد الوقت مہدی نذی اللہ ان نے تصدی فرمایا ہے کہ تمام ادھام کا انا لکھا گیا جاوے گا انشاء اللہ ہ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ گر دیکش خواہی ازوے رو کتاب آپ دیکھیں گے کہ جس وقت یہ رسالہ ازالہ ادھام شائع ہوگا تمام مخالفین کو شکست فاش ہوگی اب میں بطور اختصار کے آپ کے سوالات کا جواب تحریر کرتا ہوں۔

سوال اول حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام جو صاحب انجیل ہیں اور انجیل

کیا ہوا آیا زندہ آسمان پر اوٹھائے گئے یا موت عادی سے اونکا انتقال ہو گیا اس باب میں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے بصراحت کیا ثابت ہوتا ہے ۔

**جواب سوال اول**۔ کلام اعجاز نظام یعنی کلام اللہ الملک العلام نے اس شبہ واقعہ کا بجلی رفع و رفع کر دیا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ یا عیسیٰ انی متوفیک و اذک الی الآیہ دیکھو لفظ متوفی کو اول ارشاد فرمایا اور لفظ رافک کو بعد اسکے اور سب دلائل کو بالفعل متوفی رکھئے اسی سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کو وفات اول ہوئی اور رفع بعد کھیا کہ مقربین کے ارواح کو مقام علیین یا فی مقعد صدق عند ملک مقتدر ہوا کرتا ہے ۔ اگر کوئی کہے کہ وہ تو صرف جمع کیو اسلے آتی ہے نہ ترتیب کیو اسلے جیسا کہ علم معانی و بیان میں مذکور ہے تو جواب اوس کا یہ ہے کہ سلمنا لیکن واؤ اس واسلے بھی تو نہیں آتی کہ تابع یعنی معطوف جو موصوفے اوس کو مقدم مانکر متبوع یعنی معطوف علیہ کر دیا جاوے اور متبوع جو مقدم ہے یعنی معطوف علیہ اوس کو تابع یعنی معطوف کر دیا جاوے بلکہ علم معانی وغیرہ میں تصریح کی گئی ہے کہ تابع اس حیثیت سے کہ تابع ہے مقدم اور متبوع نہیں ہو سکتا پھر اس آیت کے معنی جو بعض مفسرین یہ لکھتے ہیں انی رافک الی ثور متوفیک یہ کیونکر درست ہوئے واؤ اگر صرف جمع کیو اسلے آتی ہے تو حضرت مرزا صاحب کی سلک کے بموجب ٹھیک ہو گئی کہ وفات کے ساتھ ہی حضرت عیسیٰ مرفوع الی اللہ بھی ہو گئے یہ معنی جو بعض مفسرین لکھتے ہیں اوس میں تو واؤ جمع کے واسلے ہی نہیں ہتی بلکہ ہزاروں سال کی تراخی لازم آتی ہے۔ پھر اگر زندہ آسمان پر اوٹھائے جاتے تو یوں ارشاد ہوتا کہ یا عیسیٰ انی رافک الی السماء بمجدک الغضای ثور متوفیک بعد نزولک علی الارض و این حد من ذالک اور یہ امر تو سب پر واضح ہے کہ کلمات قرآن مجید اپنی ترتیب مرادی کے موافق اپنے اپنے موقع اور محل پر مثل موتیوں کے نظم اور منسلک کئے گئے ہیں ایسی نظم سے کہ وہ بلاغت کی طرف اصلی حد اعجاز کو پہنچ گیا ہے اب جو بعض

مفسرین کلمات آیہ کو اولٹ پلٹ کر معنی شہور اپنے خیال کے بموجب کرتے ہیں۔ سبب پاس ادب کے میں اور کچھ تو نہیں کھتا مگر ہم ضرور کھوں گا کہ یہ ایک تاویل فاسد اور بعید ہے جس کی طرف سوج کرنا کچھ ضرور نہیں ہے ہریان من اس چھان نے رسالہ اعلام الناس کے ساتھ یہ اشتہار بھی دیا ہے کہ جو کوئی عالم صعود آسمان پر و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے بحکم غصری حدیث مرفوع صحیح صیح الدالات یا اسی قسم کی آیت سے ثابت کر دے تو فی حدیث و آیت میں رو بہ حق اجرت دوں گا۔ **سوال۔ دوم۔** عیسیٰ بن مریم علیہم السلام جو انبیاء سابقین میں سے ہیں آخر زمانہ میں دنیا میں تشریف لادیں گے یا نہیں اور اگر تشریف لادیں گے تو کس مقام پر تشریف لادیں گے یہ پیشین گوئی جو مسلمانوں میں جناب مدوح کی نسبت شہور ہے حدیث صحیح سے حقیقتاً ثابت ہے یا نہیں اور اگر ثابت ہے تو آیا اس سے مثیل مشابہ بطور استعارہ مراد ہے یا حقیقتاً عیسیٰ بن مریم علیہم السلام مراد ہیں یا دونوں مراد ہیں۔

**جواب۔ سوال دوم۔** جبکہ آیت مذکورہ کی نظم سے ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ کی وفات بطور مہود ہو چکی اور بحکم آیت قبل اذل المجنۃ و غیرہ کے آپ جنت میں داخل ہوئے تو اب بہشت میں سے نکل کر دنیا میں کیوں کر آویں گے قال اللہ تعالیٰ و ما ہم منها ابجذو جین اور پھر ہم مسلمانوں کا بھیج بھی عقیدہ ہے کہ نبی اپنی نبوت سے معزول نہیں ہوتا پس اگر حضرت عیسیٰ نبی ہو کر نازل ہوئے تو انور باللہ ہمارے حضرت مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ ہے اور اگر نبوت سے معزول ہو کر آئے تو اس عقیدہ مسلمہ کے خلاف ہوا پس احادیث صحیحہ میں جو بشارت نازل ہونے سے مسیح ابن مریم کی وارد ہے اس سے مراد مثیل مسیح ہے جو بطور مبالغہ مصرعہ علم بیان کے مشبہ کو مشبہ ببولہ لیا ہے یا استعارہ۔ اور استعمال لفظ ابن مریم میں جو عوام و خواص کو استبعاد ہے وہ بعد غم کے کچھ استبعاد نہیں ہے دیکھو قرآن مجید میں مسافر کو ابن السبیل متعدد





مجعل دستحدث کا مراد ہونا فقہ حدیث میں ضرور ہو تو چاروں مصلوں کا جو بیت اللہ میں کسی نے تعمیر و احداث کئے ہیں مستند ہونا بھی کسی نہ کسی دلیل سے ثابت ہو جاوے گا۔ اصل یہ ہے کہ اصلی معنی منارہ کے جاہ اور جگہ روشن کرنے کے ہیں۔

لذت عرب مراد کی طرف مراجعت کی جاوے پس حدیث مسلم سے صرف اس قدر ثابت ہوا کہ نزدیک ایک جاہ نور اور سفید کے دمشق کے شرق کی طرف مسیح بن مریم آویں گے یہ پیشین گوئیاں جو نسبت امور مستقبلہ کے ہیں اس میں کیسی آرا و اقیہہ کو کچھ دخل نہیں صرف الفاظ عامی میں غور فرمانا چاہئے نہ خیالات و ادشاپر استنبہاد۔

**سوال سوم۔** مسیح متعدد ہوں گے یا ایک اور اگر متعدد ہوں گے تو سب حق ہوں گے یا بعض حق ہوں اور بعض مبطل۔

یہ مسئلہ فقہی ہے  
عالمین میں  
کے لیے  
مطلوبہ ہے

**جواب نمبر سوم۔** مسیح کا اطلاق احادیث صحیحہ میں مسیح مبطل پر ہی آیا ہے اور مسیح حق پر ہی جو مثیل عیسیٰ بن مریم ہو گا وہ مسیح حق ہے والا مبطل اور یہی ہی ایک دلیل ہے نقد سیحوں کی اور علامت مسیح حق کی یہ ہے کہ متبع کتاب و سنت حاکم بالشرعیۃ مادل متقی پر ہیزگار ہو گا مقرب پروردگار و اسطے اثبات حقیقت کتاب اللہ اور نبوت محمدیہ کے اور نیز دعوت اسلام کی آیات و بینات اور بجا ہونے بالحد سکھتا ہو گا مویہ روح القدس ہو گا نشانی آسمانی دکھا سکتا ہو گا اور مسیح مبطل کی علامات اس کے برعکس ہے اور وہی دجال ہے۔

**سوال چہارم۔** آپؐ اپنے خط میں تحریر فرمایا ہے کہ صحیحین میں اس مجدد و نوقت کا حلیہ موجود۔ نسب موجود۔ زمانہ موجود۔ ساری صفات اوس کی موجود الٰہی قولہ۔ اس کا مطلب بالتشبیح قلمی فرمائے۔

**جواب نمبر چہارم۔** حلیہ حضرت اقدس منہ صاحب کا گندمی رنگ۔ بال گندمی رنگ۔ نہیں کندہ ہوں گے قریب کانوں کی نوک کے نیچے تک لٹکتے ہوئے میح بخارسی میں بکھڑا

ادانی الیلۃ عند الکعبۃ فی المنام فاذا رجع آدم کاحسن ما تراهی من آدم الرجال تغیر بملئہ  
 بین منکبہ رجل الشعم الخ اور اسی صحیح بخاری میں اس کے قریب ہی مسیح اول کا حلیہ  
 یہ لکھا ہے سرخ رنگ اور بال گہرے لالے چوڑا سینہ۔ فاما علیسی فاحمر جعدہ فی الصدہ  
 حضرت اقدس مرزا صاحب کا نسب انبار فارس سے ہے صحیح مسلم وغیرہ میں یہ نسب  
 یہی موجود ہے لو کان العلم معلوما بالتنبؤ لآلہ رجل من انبار فارس اور اور صفات اوس کے  
 اعلام الناس میں لکھے گئے ہیں اور زمانہ اوس کی بعثت کا اگر کبھی زمانہ شرور و فتن کا نہ ہوگا  
 تو پھر اور کو نہ زمانہ ہوگا۔ تمام متاخرین اکابر علماء امت مثل مولانا شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ  
 کو حضرت مسیح بن مریم کے نزول کے وقت میں کوئی ایسی حالت منتظرہ باقی تھیں یہی  
 تھی کہ جس کی وجہ سے اون کی نزول میں کچھ بھی تاخیر خیال میں آوے یہ علماء ایسے منتظر تھے  
 کہ جیسے اسٹیشنوں پر لوگوں کو بعد بچ جانے گھنٹے کے انتظار آندریلوے کا واسطے  
 آدکسی اپنے دوست کے ہوتا ہے کہ اب آئے وہ آئے یہ آئے اگر اون کی نزول  
 میں کوئی دقیقہ بھی باقی رہا ہوتا تو ہرگز یہ اکابر علماء جو جامع علوم معقول و منقول تھے ایسا  
 سیریل النزول ہونا اون کا خیال نہ کرتے اور یہ خیال اون کا کچھ تو مقتضائے احادیث و  
 اخبار مخبر صادق کا تھا اور کچھ من جانب اللہ الثایا الہام تھا کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کوئی ایسا  
 واقعہ عظیم دنیا میں پیدا کرنا چاہتا ہے تو عادت اللہ جاری ہے کہ کبر و عظماء کے خیالات کو  
 اوس واقعہ کے استقبال کے واسطے متوجہ فرما دیتا ہے۔ اور یہ نہ اسے تاخیر بھی ہنر  
 اوس گھنٹی کے ہو جاتی ہے جو وقت آندریلوے کے بجا کرتی ہے اور سعادت مندوں کو

یہ اسی عادت اللہ کے موافق اس زمانہ میں ہمارے حضرت مثیل مسیح کے دور سے پہلے بیت سے علماء واقف اور کبھی  
 اور پھر دنیا اور کائنات کے لئے۔ بلکہ بعض اہل اللہ نے تو اس سے دورے جس سال پہلی حضرت مرزا صاحب کے سورہ وفتار  
 اور ان کے مقام مہرہ عسی رہا یہاں م کا نام اور خود ان کا اسم گرامی مفصل دیتے بلکہ پیشین گوئی بیان کر دیا  
 چنانچہ یہ سب پیشین گوئیاں اور خواب ماہیات انالہ اولام میں درج ہو چکے ہیں۔ - جید لکھم -

صرف اتنی ہی بات موجب تصدیق ہو جاتی ہے کہ ہر مذائے کہ ترابا لاکشید۔ آن ندلا  
 اداں کہ ازبالا رسید۔ اب بعد بچے گھنٹی کے ریلوے بھی آگئی اور وہ دست بھی او تر یا  
 اور بہت سے اللہ کے بندوں نے اوس کو پہچان بھی لیا تو مہندا اگر کوئی شخص اب بھی  
 کذب رہے تو بجز اوس کے عناد اور تعصب کے کیا کہا جاوے۔ اور اس چچان کو ایک  
 سبب تصدیق بخندہ دیگر اسباب کے وہ مذابھی ہوتی ہے جو ہمارے آقا و محسن و مقتدا مجدد  
 علوم ظاہری حضرت نواب صاحب بہادر مرحوم و مغفور نے اپنی کتاب اقتراب الساعہ  
 میں بصفحہ ۱۵۱۔ باذہبندی ہے وہ ہوندا۔ میں اپنی اولاد سے کہتا ہوں تم میں اگر  
 کوئی عیسیٰ علیہ السلام کو پاوے تو میرا سلام پہنچاوے اور جو وہ کہیں اسی صدی میں  
 آگئے اور میں اوس وقت تک زندہ رہا تو کچھ کچھ حاجت اس وکالت کی نہیں ہے ح  
 چلوں میں آپ ہی فاضل جواب کے۔ لے۔ دوسری روایت انس میں نزدیک حاکم  
 کے یہ لفظ آیا ہے قال رسول اللہ صلعہ ص ادرت منکے عیسیٰ بن مرہرہ نلبقا منی السلام  
 تم میں سے جو کوئی عیسیٰ بن مریم کو پاوے وہ اون سے میرا سلام کہے یہ خطاب ہے  
 ساری امت کو میں بھی ایک فرد اسی امت کا ہوں اگر بیٹے اون کو پایا تو۔ بے پہلے  
 میں ہی انتہا اللہ تعالیٰ سلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا پہنچاؤں گا ورنہ میری  
 اولاد میں سے جو کوئی اون کو پاوے بڑی حرص سے اس سلام نبوت کو اون تک پہنچاؤ  
 تاکہ پچھلا شکر کتاب مجتہد سے میں ہی ہوں یا میری اولاد ہو وے وباللہ التوفیق  
 زمانہ ابن مریم کا اگر توفیق ملے آوے۔ تو سب سے پہلے تو کہو سلام پاک حضرت کا  
 انتہی۔ موضع الحاجۃ اگر کوئی کہے کہ حضرت نواب صاحب مرحوم و مغفور نے جو ترتیب  
 قصہ نزول مسیح بن مریم کی اپنی کتاب اقتراب الساعہ میں لکھی ہے وہ کب حضرت قدس  
 مرزا صاحب پر مشتمل ہے تو جواب اوس کا یہ ہے کہ قصہ نزول بن مریم کی ترتیب جو کتب  
 الساعہ لاشراط الساعہ وغیرہ میں یا کتب حدیث میں ترتیب کی ہے وہ ترتیب توقیفی

تھیں ہے جو الہام و وحی سے ثابت ہو بلکہ محدثین و شارحین حدیث نے اپنے فہم کے موافق احادیث صادرہ و وارده کو ترتیب دیا ہے اور بعدہ مصنفین رسائل مستقلہ نے اسی ترتیب کو موافق مفصلاً و متبواً قصہ نزول عیسیٰ بن مریم اپنی اپنی کتب میں بیان کیا ہے حتیٰ کہ اردو کی کتابوں میں بھی وہی ترتیب عوام و خواص بلکہ جملا

میں مشترک ہو گئی ہے یہاں تک کہ حالت طفولیت سے وہی ترتیب تمام اذنان بین مرکز ہو گئی ہے اور یہی ایک بڑا مانع قومی اصل قصہ الہامی کے فہم کا ہوا ہے جس سبب سے ہم اپنے مخالفین کو معذور سمجھتے ہیں۔ اور صرف بلفظ غلطی یاد کرتے ہیں لیکن محققین پرچہ بات واضح ہے کہ یہ ترتیب قصہ مفصلاً و متبواً صرف محدثین نے محض اپنے فہم سے مرتب کیا ہے نہ وحی اور الہام سے اور فہم محدثین ایسے امور الہامیہ میں حجت نہیں ہو سکتا بلکہ فہم صحابی بھی حجت نہیں۔ یہاں تک کہ عبارت الہامی میں فہم ملہم بھی پورا پورا حجت نہیں یہ مسئلہ اپنی محصل پر ثابت کیا گیا ہے کہ انبیاء سے بھی اجتہادات میں خطا واقع ہو سکتی ہے اس کے ثواب بھی ہمارے رسالہ میں لکھے گئے ہیں پس اگر اصل قصہ نزول عیسیٰ بن مریم خلاف اُس ترتیب کے جو محدثین نے اپنے فہم سے قائم کی ہے واقع ہو تو اس پشین گوئی کہ صدق میں کوئی نقصان نہیں آئیگا بلکہ اس میں امتحان مخلصان اور منافقان متصور ہے جیسا کہ حکیم امت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے۔

**سوال نمبر پنجم۔** آیات ذیل کا کیا مطلب ہے اور ان کی تفسیر میں علماء معتبر کا کیا قول ہے۔ **وَاذْ قَالَ اللّٰہُ عِیْسٰی ابْنِ مَرْیَمَ وَادْعُ اِلٰی الْاٰیۃِ ۙ فَلَمَّا قُوِّفَتْیَ کُنْتَ اَنْتَ الْغَیْبُ عَلَیْہِمُ الْآیۃُ ۙ وَانْ مِنْ اَہْلِ الْکِتَابِ اَکْثَرُ لَیْمٰنٍ ۚ** مَوْتِہُ الٰہی قولہ یہی پہ بات کہ مولوی عبید اللہ وغیرہ کی تقلید نہیں کرنی چاہئے تو اس میں مرزا صاحب کی بھی خصوصیت نہیں رہتی اگر مرزا صاحب اپنا مسلک صرب سے ملیدہ اختیار

کریں تو ان کی تقلید بھی ناجائز ہے بڑا حذر یہ ہے کہ مرزا صاحب کے الہامات محکم کیوں ٹھہرتے ہیں علماء سلف تو خطار الہامی کو مستنقہ تقلید جانتے ہیں اگر یقینی بھی ہوں تو خاص صاحب الہام کے لئے ہوں الیٰ اخر کتابہ -

**جواب نمبر پنجم** - تفسیر آیات کی تو یہی جا چکی ہے البتہ دربارہ الہام و تقلید جو اب دنیا باقی رہا اس کی بحث طول ہے اگر سبب طول کے کچھ نہ کہا جاوے تو جو جوابات دئے گئے وہ سب ردی ہو جاویں گے اور اگر تفصیل سے لکھوں تو یہ خط او سکی گنجائش نہیں رکھتا ہے لہذا بحکم مالہ بدرکت کلامہ لا یتوک کلامتہ منونہ خروار تحریر کرتا ہوں - یہ قاعدہ متکلیف کا مشہور ہے اور کتب علم کلام میں مندرج کہ الہام و کشف اولیا کا کوئی ایسی شے نہیں جو اسباب علم و یقین سے ہو اور حجت شرعی گردانا جاوے جو غیر پر حجت ہو کہ اولہ شرعیہ صرف چار ہیں اگر الہام بھی حجت شرعی ہو تو اولہ شرعیہ پانچ ہوتے چار - مالہ علیہ - اس قاعدہ کا بیان کیا جاتا ہے واضح ہو کہ یہ قاعدہ اگرچہ بالتصريح کتاب سنت میں کھیر مذکور نہیں ہے آثار سلف میں پایا جاتا ہے مگر ایک عمدہ قاعدہ ہے کہ او سکی عمر کی خبر بیان میں نہیں آسکتی علما اظہار نے واسطے حفاظت شریعت حقہ محمدیہ کی وضع کیا ہے جزام اللہ خیر الخیر اس پر علماء کا اتفاق سا ہو گیا ہے اگرچہ اجماع نہیں ہے اس قاعدہ کو شریعت حقہ محمدیہ عوام و خواص میں آج تک محفوظ چلی آتی ہے اور قیامت تک یہ قاعدہ حافظ شریعت حقہ محمدیہ کا رمیکہ اور صحیحین و جالین بسبب اس قاعدہ کے مومنین حقہ کے دلونیں انشاء اللہ تعالیٰ کو شکی شبہ اور شک پیدا نہ کر سکیں گے اور اگر یہ قاعدہ تسلیم نہ کیا جاوے تو ہر ایک مسیح و جال و کذاب مسائل شرعیہ کتاب سنت کو گڈ مڈہ کر دے اور ہر شخص صوفی و جابل پر پرست و قبر پرست اپنی ہوا اور ہوس کی موافق احکام شرعیہ کو گھڑے اور حقیقت الحال یہ ہے کہ احکام شرعیہ وغیرہ میں ضرورت الہام و کشف کی باقی بھی نہیں رہی قال اللہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم و تمتمت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا گو یا کہ یہ قاعدہ مذکورہ اسی

آیت سے مستنبط ہوا ہے یعنی احکام میں سبب اکمال دین اور تمام نعمت کے اب الہام کی ضرورت ہی باقی نہیں ہی تو اب الہام اولیاء اللہ کو اسباب علم سے قرار دینا کیا ضرورت تھا علاوہ  
 یہ کہ در صورت اوس کے اسباب علم سے قرار دینے میں بالعوض نفع کے خواہ عوام زیادہ متصور  
 ہے خصوصاً جبکہ الہام ہر شخص پر نازل بھی نہیں ہوتا کسی خاص بندے مقرب پر نازل ہوتا ہی  
 اور اس پر یہم علاوہ کہ ہر وقت بھی نازل نہیں ہوتا جب اوس کی ضرورت اشد ہوتی ہے تب  
 نازل ہوتا ہے ان وجوہ اور اسباب اور مصالح سے علما ظاہر نے الہام کو اسباب علم سے نہیں  
 گردانا لکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ الہام نفس الامر میں بھی اسباب علم سے نہیں یا اسرار  
 اور معارف شرعیہ کے سمجھنے کے لئے الہام کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ اور دوسرا مقدمہ کہ الہام  
 حجت شرعی نہیں اس کے بھی یہی معنی ہیں کہ الہام کو بسبب اسباب مذکورہ اور مصالح مطر  
 کی حجت شرعی گرداننے کی کوئی ایسی حاجت نہیں ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے  
 کہ الہام فی الحقیقت اور فی نفس الامر بھی حجت شرعی نہیں یہہ اس قاعدہ کا ماہ ہے جو بیان  
 ہوا۔ اب اس کا اعلیٰ بیان کیا جاتا ہے واضح ہو کہ الہام کامل النور جس پر کسی ولی کو اصرار  
 ہو وہ کیا چیز ہے وہی توحی ہے اور منجانب اللہ ہے جو انبیاء کو ہوتا ہے بسبب اصالت  
 اور متبوع اور مقتدا ہونے انبیاء علیہم السلام کے الہام انبیاء کا نام تو ملامت نے وحی رکھا ہے  
 اور بسبب فرع اور تابع اور مقتدی ہونے اولیاء کے ان کے وحی کا نام الہام رکھا ہے۔

**دلیل اول۔** دیکھو فرمایا اللہ تعالیٰ نے وادخنا الی امم موسیٰ ان ارضعیہ فاذا خفت  
 علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا انا اودع الیمت وجاعلوه من المرسلین۔

**دلیل دوم۔** فرمایا وادخیت الی الحواریتین الآیہ والدہ حضرت موسیٰ اور حواریتین  
 عینی نبی نہیں تھے ان کے الہام کو وحی فرمایا گیا تو خط تک۔ **فائدہ** سمجھنا چاہئے  
 کہ معنی کشف کے کسی چیز کے مہ پر سے پردہ کا اوٹھا دینا اور کہولہ یہ ہے عیون المفردات  
 میں لکھا ہے کشف الثوب عن الوجه جفیر یعنی اوٹھا دینے کی طرح کو مونہ پر سے

یا مومنہ کے غیر پر سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فلکشفنا عنک عطارک فبصرک الیوم جلدیہ  
یعنی پس کھول دیا ہم نے تجھ سے پردہ تیرا پس نظر تیری آج کے دن تیرے مجمع البحار میں باب  
تعالیٰ سے بجا رہا نہایت لکھا ہے لو لگانا شقتم ما ندانتم اے اولیاءم بعضکم سر میرے بعض (۱۵) مستقل  
تنبیہم خبازتہ و د فہ یعنی اگر تم پر منکشف ہو جاوے اور جان لے بعض تمہارا عیب پوشیدہ  
بعض تمہارے کے البتہ گراں ہو جاوے خبازتہ میت کے چھپے چلنا اور دفن کرنا میت کا  
اور معنی الہام کے دلیں نیکی کا ڈال دینا اور سکھا دینا اوس کا عرب کہتا ہے المعصم اللہ خیرو  
ای لقنہ یا یعنی اللہ نے ڈال دی اوس کے دل میں خیر یعنی اوس کو خیر نصیب کر دی  
مجمع البحار میں لکھا ہے اکلہام ان یلقی اللہ فی النفس امرًا بفتہ علی الفعل اولتزلت دھو  
نوع من الوحی یختص اللہ بہ من یشاء من عبادہ یعنی معنی الہام کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے  
ڈال دے نفس میں ایک امر کو کہ باعث ہو وہ اس ہام کو کسی چیز کے فعل پر یا ترک پر  
اور وہ الہام ایک قسم ہے وحی کی خاص کرتا ہے اللہ تعالیٰ ساتھ اوس کے کہ جس شخص کو  
کچا ہوتا ہے بندوں اپنے سے انتہی۔ اور دوسوہ برعکس الہام کے ہے یعنی برسی بات کا دل  
میں ڈال دینا عیون المقدرات میں تفسیر الہام کی یوں لکھی ہے اکلہام القاء الشی فی الروح  
و یخص ذلک بامکان من جمعت الملامہ الا علی قال فالعسل فجوزھا وتقولھا و الذات  
نحو ما عبر عنہ بامتیہ المملکۃ وبالنفث فی الروح کما قال علیہ السلام ان اللذات لمتہ و  
للمشیطان لمتہ و کقولہ علیہ السلام ان روح القدس نفث فی روحی و اصلہ من العالم الشی  
و ہوا تبارک و التہم الفعیل ما فی الزرع انتہی یعنی الہام ڈال دینا ایک شے کا ہے  
بیچ دل کے اور خاص ہے یہ ساتھ اوس الفا کے جو اللہ تعالیٰ یا ملا اعلیٰ کی طرف سے ہو  
فرمایا اللہ تعالیٰ نے سکھا دیا اوس کو طریقہ بدکاری اور پرہیزگاری اوس کی کا اور یہ  
الہام مثل اوس کے ہے جس کو فرشتہ کا چہرہ بنا اور دل میں یہ نوک دینا فرمایا ہے چپا کہ فرمایا



آنحضرت علیہ السلام نے کہ ایک چھوٹا تو فرشتہ کا ہے اور ایک چھوٹا شیطان کا اور جیسا کہ قول آنحضرت علیہ السلام کا بہ تحقیق روح القدس نے پہونکدیا میرے دل میں اور اصل الہام کی یہ ہے کہ اوس میں منے نکل جائیکے پائے جاتے ہیں جیسا کہ کہتے ہیں نکل گیا بچاؤٹ کا اوس چیز کو کہ پستان میں ہے انتہی یعنی گویا کہ الہام تمام وساوس اور اہام کو نکل گیا اور بعد الہام کے کوئی وہم اور وسوسہ باقی نہ رہا اب چند آیات متعلق الہام اور کہی جاتی ہیں۔

**ویل سوم** فرمایا اللہ تعالیٰ نے قلنا یاذا القرنین امان تعذب و امان تتخذ فیہم حسنا۔ یعنی کہا ہننے اے ذوالقرنین یا یہ کہ عذاب کرے تو اون کو اور یا یہ کہ پکڑے تو بچے اون کے پہلائی اس آیت کریمہ میں البتہ تبارک و تعالیٰ نے ذوالقرنین کو نذا فرما کر جو یہ حکم مندرجہ آیت ارشاد فرمایا تو اس نذا میں مندرجہ اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ذوالقرنین نبی تھے اور بعض کہتے ہیں کہ نبی وقت کی معرفت یہ نذا فرمائی گئی لیکن یہ وہ نواویس درست اور صحیح نہیں معلوم ہوتیں۔ تاویل اول تو واسطے صحیح اور درست نہیں کہ ذوالقرنین کا نبی ہونا ثابت نہیں چنانچہ تفسیر فتح البیان میں حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعاً یہ حدیث نقل کی ہے لا ادری ذالقرنین کان نبیاً ام لا اخرجہ عبدالرزاق وابن المنذر والحاکم و محمّد و غیرہم و عن علی بن ابی طالب قل لہم یکن نبیاً ولا ملکاً و لکن کان عبداً صالحاً احب اللہ فاحبہ اللہ و نعیم اللہ فنعیم اللہ الی آخرہ یعنی روایت کیا اس حدیث کو عبد الرزاق اور ابن منذر اور حاکم نے اور صحیح کہا اوس کو اور غیر اون کے نے بھی روایت کیا ہے اور حضرت علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ ذوالقرنین نبی نہیں تھے اور ذفرشتہ تھے اور لاکن وہ ایک بندہ صالح تھے کہ اونہوں نے اللہ کو درست رکھا تو اللہ تعالیٰ نے اون کو درست رکھا یعنی وہ علی اللہ تھے اور اونہوں نے نصیحت کی اللہ کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اون کی خیر خواہی کی انہو عبارت تکب پس جبکہ نبی ہونا ذوالقرنین کا ثابت ہی نہیں پس یہہ تاویل درست نہ ہوئی اور تاویل

دوم ظاہر قرآن مجید کے خلاف ہے اور صرف عن الظاہر جو بلا وجہ درست نہیں ہے پس تاویل دوسری بھی درست نہ ہوئی اسید واسطے جلالین میں جو اصح التفاسیر کو اختیار کرتا ہے لکھا ہے قلنا یا ذوالقرنین بالہام اور کمالین میں لکھا ہے قول للعصف بالہام رد لہ مستکمال من زعد انہ کان نبیا بائہ خاطبہ بان المراد منہ کمالہام آخر تک یعنی قول مصنف کا بالہام رد ہے اس شخص کا جس کے زعم میں ذوالقرنین بنی تھے اور اس شخص کا استدلال بنی ہونے پر صرف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اون کو مخاطب کر کر خطاب فرمایا تو صاحب جلالین نے تفسیر آپ میں اشارہ کیا طرف رد اس شخص کے اس طور پر کہ یہ خطاب بطور الہام کے ہے اور مراد اس سے الہام ہے۔ پس ثابت ہو کہ یہ خطاب اللہ تبارک و تعالیٰ کا حضرت ذوالقرنین کو جبکا صالح اور ولی اللہ ہونا حضرت علی کی روایت سے ثابت ہے بطور الہام کے تھا۔ اور دیگر خوارق مادات و کرات ذوالقرنین کو بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں مذکور فرمایا ہے جس سے اون کا ولی اللہ ہونا ثابت ہے

اول۔ ہر چیز کا سامان مہیا فرمادینا قال اللہ تعالیٰ و اتیناہ من کل شئی مبیا۔ اور دیا تھا اوسکو ہننے ہر چیز کا سامان۔

دوم طحاض۔ قال اللہ تعالیٰ حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدہا تغرب فی عین حمۃ۔ یعنی یہاں تک کہ جب پہنچا جگہ ڈوبنے سورج کی پایا اوس کو ڈوبتا بیچ چشے کی پھر کے اور فرمایا حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجدہا تطلع علی ثوب لہم جعل لہم من دونہا مسترا یعنی یہاں تک کہ جب پہنچا جگہ نکلنے سورج کی پایا اوسکو کہ نکلتا ہے اوپر ایک قوم کے کہ نہیں کیا ہننے واسطے اذکر ورے اوس سے پردہ پہ تو مغرب سے مشرق تک طے ارض کا ذکر ہوا اور امین مغرب اور مشرق کے طے ارض کا ذکر بھی یوں فرمایا حتی اذا بلغ بین السدین یعنی یہاں تک کہ جب پہنچا درمیان دو دیواروں کے چنانچہ تفسیر تیسیر الرحمن میں لکھا ہے ثم اتبع بباباطی الارض مما بین المشرق والمغرب ولقابلة اہلہ و دفع جہام۔

معلوم۔ سد سکندری جو اب تک موجود ہے اور جس کا طول سو فرسخ اور اونچائی دو سو فوارع

اور عرض بقولے پچاس فرسخ ہے اور اس سدا کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فلا تطاعون**  
**یطعہ** وہ وما استطاعوا الذنبا قال هذا رحمتہ من ربی یعنی پس نہیں طاقت رکھتے یا حرج  
 و ما حرج کہ چڑھ آویں اور ما دوس کے اور بغض طاقت رکھتے کہ سوراخ کریں اوس میں اور  
 کہا ذوالقرنین نے کہ یہ صنعت دیوار کی رحمت پروردگار میرے سے ہے اور جس طرح پر اللہ  
 تبارک و تعالیٰ کی ذوالقرنین کو بطور ابہام کے ثابت ہوئی ویسی ہی عرض معروض ذوالقرنین  
 کی بجناب باری عز اسمہ قرآن شریف سے ثابت ہے چنانچہ قول ذوالقرنین کا اللہ تعالیٰ نے  
 بجواب ہذا مذکور نقل فرمایا ہے قال اما من ظلم صرف نعد بہ ثم یودائی ردہ فیعد بہ عذاباً فکراً  
 و اما من امن و عمل صالحاً فلہ اجر اللہ و سنقول لہ من امرنا یبیل۔ یعنی کھا ذوالقرنین نے  
 بجواب جناب باری عز اسمہ کی اس پر جو شخص ظالم ہے پس البتہ عذاب کریں گے ہم اوس کو پہر پہر  
 جاوے گا طرف رب اپنے کی پس عذاب کریگا اوس کو عذاب بڑا اور اس پر جو شخص کہ ایمان لایا  
 اور عمل کئے اچھے پس واسطے اوس کے بطور جزا کے بے نیکی اور کہیں گے ہم کام اپنے  
 سے آسانی۔

**دلیل چھارم۔** ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے **فوجدنا عبداً من جبارنا اتیناہ رحمتہ من**  
**عندنا و علمناہ من لدنا** علمائے پس پایا ان دونوں یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع نے  
 جو رفیق موسیٰ علیہ السلام کے تھے ایک بندے کو بندوں ہمارے سے یعنی خضر کو کہ وہی ہوتی ہم نے  
 اوس کو رحمت مژدیک اپنے سے اور سکھایا تھا چنے اوس کو اپنے پاس سے علم مفسرین نے  
 حضرت خضر کی نبوت میں بھی اختلاف کیا ہے لیکن حضرت خضر کا بنی اعتقاد کرنا کئی وجہوں  
 سے درست نہیں ہے۔ اول تو کسی جگہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں اون کا نبی ہونا  
 ذکر نہیں فرمایا اور نہ کہیں احادیث میں کہیں اون کا نبی ہونا مذکور ہے پس جب تک کہ کتاب  
 اللہ اور احادیث صحیحہ سے ثابت نہ ہو تب تک کسی کی نبوت کا اعتقاد نہیں کیا جاسکتا۔ وجہ  
 دوسری یہ ہے کہ اگر حضرت خضر نبی ہوتے تو وہ اپنی امت میں سکر ہدایت اور ارشاد

امت میں مشغول ہوتے لیکن یہ بات کسی روایت سے ثابت نہیں ہوتی کہ حضرت خضر نے کسی امت کی ہدایت و دعوت فرمائی ہو و جو تیسری یہ ہے کہ کتاب اللہ اور احادیث صحاح سے ادن کی سکونت دریاؤں وغیرہ پر ثابت ہوتی ہے اور جنگوں میں رہنا بھی پایا جاتا ہے ایسی سکونت جنگوں اور دریاؤں کی نبوت کے مخالف ہے کیونکہ نبی کا کام خلق اللہ کی ہدایت و ارشاد ہے نہ جنگوں اور دریاؤں میں رہنا پس صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر نبی نہیں تھے ایک ولی تھے او یا را اللہ میں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی عنایت فرمایا تھا اس کا نام دوسرے لفظوں میں الہام ہے اور الہام بھی ایسا کہ قطعی اور یقینی کیونکہ خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ کی مصاحبت میں وہ کام کئے جو ظاہر اخلاف شرع تھے کشتی کو توڑ ڈالا جس میں ضرر ایک جماعت کا ظاہر میں تھا ایک محصور بچہ کو قتل کر ڈالا۔ ایک غیر ضروری کام کو کسی اجرت کے بغیر اپنے ذمہ لے لیا باوجود حاجت اجرت لینے کے۔ اگر الہام خضران امور میں قطعی اور یقینی نہ ہوتا بلکہ مظنون اور مشکوک ہوتا تو حضرت خضر کو کب جائز تھا کہ ایسے امور خلاف شرع کا ارتکاب کرتے۔ اور نیز حضرت موسیٰ کا آنا ادن کی خدمت میں حبث ہو جانا علاوہ یہ کہ قرآن مجید کے عرف میں علم اوسی چیز کا نام ہے جو قطعی اور یقینی ہو۔ اور وہ جو بعض روایات میں حضرت خضر کا نبی ہونا آیا ہے چنانچہ ترغیب و ترغیب منذری میں ایک روایت طویلہ بعضہ ۱۷۹ مثبت نبوة حضرت خضر لکھی ہے وہ روایت نہایت ضعیف ہے اول تو خود صاحب ترغیب و ترغیب اوس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں وہ فیہ مجرودہ سری بصیغہ ردی وہ حدیث بیان ہوئی ہے اور جو حدیث بصیغہ ردی مچھول ترغیب و ترغیب میں بیان کی گئی ہے اوس کا حال خود مصنف نے اول کتاب میں لکھا ہے۔ و اذا کان فی الامسناد من قبل فیہ کذاب او متاع او متهم او مجمع علی ترکہ او ضعف او ذاہب الحدیث او ہالک او ساقط الایس بشی او ضعیف جدا او لم یرد فیہ وثیقاً بحیث لا یطرق الیہ احتمال التحیین صدرتہ بلفظہ ردی الی آخر۔

## دلیل پنجم

ایضاً فرمایا فادسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا البشر سو قاتل انی  
اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیاً قال انما انا رسول ربکم کما ہب لکم فلاہما زکیا قاتل  
انی بکون لی فلام ولہم یسسنی البشر لہما کذ لبعیا قال کذ لک قل رباعد ہو علی ہدین  
ولنجعلہ آیۃ للناس ورجعہ منا وکان امرأ مقننیا یعنی پس بھیجا پہنچنے طرف اوس کی روح  
اپنی کو پس موت پکڑی اوس نے واسطے اوس کی آدمی تندرست کی کہنے لگی تحقیق میں شاہ پکڑتی  
ہوں ساتھ رحمن کے تجھے اگر ہے تو پرہیزگار کہنے لگا سو اس کے بغیر میں بھیجا ہوا ہوں  
پروردگار تیرے کا تو کہ بخش جاؤں تمہیں کوڑا کا پاکیزہ کہا کیوں کہ ہو گا واسطے میرے لڑکا اور بغیر ساتھ  
لگا یا بچہ کو کسی آدمی نے اور بغیر میں بدکار کہا اس طرح کہا پروردگار تیرے نے وہ اوپر میرے  
آسان ہے اور تو کہ کریں ہم اوس کو نشانی واسطے لوگوں کے اور ہر بانی اپنی طرف سے اور ہر کام  
مقرر کیا ہوا فناد اہل تحقیق ایا تمہاری قد جعل ربک تحت سربا وھڑی الیک یخرج  
النخل تساقط حلیک ربنا جنیا فکلی والشرابی وقرئی عینا فاما ترمین من البشر حدلاً  
فقولی انی فذنت للجن صوما فلن اکلہم البوم انسیا پس پکارا اوس کو نیچے اوس کے  
سے یہ کہ غم نہ کھا تحقیق کر دیا ہے پروردگار تیرے نے نیچے تیرے چشمہ اور ہر اطراف اپنی تنہا پور کو ڈالیا  
اپر تیرے کجورتا نہی پس کہا اور پی اور ٹہنڈا رکھ آجھوں کو پس اگر دیکھے تو آدمیوں میں سے کسی  
کو پس تحقیق میں نے ذکر کیا ہے واسطے رحمن کے روزہ پس ہر گز نہ بولوں گی آج کے دن کسی آدمی  
سے۔ یہ وہ الہام الہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو معرفت فرشتہ کی بھیجا۔ اور حضرت  
مریم بوجہ مذہب صحیح کے نبیہ بغیر تحقیق و یہ تحقیق۔ فتح الیابان میں لکھا ہے والمنقذ للنفی  
وحی الوسالۃ (مطلق الوحی) لہما انما هو ببشارة الولد (ہما الوسالۃ یعنی لبسات  
پر سب کا اتفاق ہے کہ اولیا کو وحی رسالت بغیر ہوتی نہ یہ کہ مطلق وحی نہ ہوتی ہو اور  
یہاں پر جو وحی ہو تو بشارۃ ولد کی وحی ہے نہ وحی رسالت کی۔ سورہ ال عمران میں یہی  
قصہ حضرت مریم کا بیان ہوا ہے۔



**دلیل ششم**۔ ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے اذوحینا الی الامم علیٰ امانہ فی التابوت  
 فاقذفہ فی الیم فلیلقہ الیمہ بالساحل یاخذہ عدوی وعدوہ۔ یعنی اور جس وقت کہ وحی ڈالی  
 ہونے طرف تاثیر کی وہ چیز کہ وحی کیجاتی ہے پہلے کڈا لے اوس کو بیچ صندوق کے پس  
 ڈال دے اوس کو بیچ دریا کے پس چاہے کہ ڈال دے اوس کو دریا کنارے پر لے لیوے  
 اوس کو دشمن میرا اور دشمن اوس کا۔ اوحینا کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے تفسیر رضی و سی  
 فتح البیان وغیرہ میں لکھا ہے کہ یہ وحی یا تو بالہام تھی۔ یا خواب میں وحی کی گئی۔ یا فرشتہ کی  
 معرفت بطور نبوت کے جیسا کہ حضرت مریم کو ہوئی۔ یا انبیاء متقدمین کو یہ وحی ہوئی تھی مآور  
 بانجراون کے یہ وحی والدہ موسیٰ کو پہنچی۔ اول۔ دوم۔ سوم صورت میں تو مطلوب حاصل  
 ہے اور چوتھے پانچویں صورت خلاف ظاہر ہے اور صرف عربی الظاہر بلا وجہ درست نہیں  
 اسی واسطے جلالین نے صرف صورت الہام و منام کو اختیار کیا ہے اور کمالین میں نبی ہونے  
 کو ام موسیٰ کے باطل کیا ہے چنانچہ لکھا ہے قوله مناماً و اولہا فلا یلزم نبوتہ ام موسیٰ کما قیل  
 و جمیل ان یكون علی لسان مدلت ولا یبیتلہم فالک نبوتہا فان النبی من اھی الیہ با حکام  
 الشریعہ ویدمر بتبلیغہا یعنی صاحب جلالین نے جو مناماً و الہام کے ساتھ اوحینا کو تفسیر کیا  
 تو اس سے لازم نہیں آئے کہ نبوت والدہ موسیٰ علیہ السلام کی جیسا کہ بعض کا قول ہے اور  
 یہ ہی احتمال ہے کہ فرشتہ کی زبان سے یہ وحی ہوئی ہو اور ایسی وحی بھی مستلزم نبوت والدہ  
 موسیٰ کی نہیں کیونکہ نبی تو وہ شخص ہے جس کو احکام شریعت وحی کئے جائیں اور اون کی  
 تبلیغ کا اوس کو حکم ہو۔ تبصیر الرحمن میں لکھا ہے اوحینا ای الغینا بطریق الا لہام۔ یعنی  
 اتفاقاً ہونے بطور الہام کے۔

**دلیل ہفتم**۔ ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے اذہ ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یخزنون الذین  
 امنوا وکانوا یتقون لہم البشری فی الحیوۃ الدنیاء و فی الآخرۃ لا تبدل لکمات اللہ ذالست  
 هو القود العظیم۔ خبر دار ہو تحقیق دوست خدا کے نہیں ڈرا و پراون کے اور نہ وہ غلبیں ہونگے

جو لوگ کہ ایمان لائے اور سب سے پرہیزگاری کرتے واسطے اون کو ہم خوشخبری پہنچ زندگانی  
 دنیا کے اور پیچ آخرت کے نہیں بدلنا کلام خدا کی کوہی ہے۔ ادیان بزرگ - بشری میں - مفسرین کا  
 اختلاف ہے جیسا وہی میں لکھا ہے وہو ما نشرہ المنفقین فی کتابہ و اللسان نبیہا و ما یوہد  
 فی الفیاء الصالحۃ و ما یمنعہم من المکاشفات و بشری المکاشفۃ عند التمرع یعنی بشری  
 وہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے متقین کو اپنی کتاب میں اور احادیث نبویہ میں بشارت دی  
 ہے اور وہ یہی ہے جو اون کو رو بہ سالحہ میں دکھلا دیتا ہے اور وہ علوم جو اون کو مکاشفات سے ظاہر  
 ہوتے ہیں - اور بشارت دینا فرشتوں کا اون کو وقت نزع کے - جلالین و کمالین میں لکھا ہے  
 قد اتی البشری فی حدیث رواہ احمد و الترمذی عن ابی الدرداء و صحیح - الحاکم ہذا  
 الصالحۃ یراها الرجل المؤمن اذ توحی لہ یعنی تفسیر کی گئی سے بشر کی مانند رو بہ سالحہ کے کہتے  
 ہے اس کو مرد مومن اپنے حق میں یاد کہلاتی جاتی ہے وہ رو بہ واسطے اس کے یعنی یکجا  
 ہے اس کو مومن اپنے غیر کے حق میں اور اس حدیث کو روایت کیا ہے احمد و ترمذی نے اور  
 صحیح کیا اس کو حاکم نے تفسیر فتح البیان میں اچانکے ان سب معانی کے اور ترجیح کرنے احادیث  
 متعلق روایا کے کہا ہے کہ مراد بشری سے شام بھی ہے دنیا میں اور کہا آیا ہے ہوا اس کے  
 اور لفظ بشری کا ان سب معانی کو گننا پیش رکھتا ہے - یعنی لفظ بشری کا عام ہے تنہا اس کی  
 بلا مخصص کے درست نہیں پس نکات اشیاء و روایا و ما لہ و الہام بآیات ہی میں داخل  
 ہیں جیسا کہ بیضاوی سے مفہوم ہوتا ہے اور حدیث میں جو تفسیر بشری کے ساتھ روایا صالحہ کے  
 کی گئی ہے وہ ایک فردی بشری کے افراد سے جس سے تخصیص ثابت نہیں ہونگی اور اگر یہ تخصیص  
 بھی تسلیم کیا دے تو بھی کچھ مضرت نہیں کیونکہ روایا صالحہ بھی ایک صورت ہے سو الہام سے علاج  
 احمد و البیہقی عن بن عمر مر فوعا قال روایا الصالحۃ بآیات ہا المؤمن جنتہ من سبتہ و ارباب  
 جنتہ من النبوة فمن رآہی ذالک فلیخبر بها الحدیث یعنی روایت کیا اسے اور بیہقی نے بن عمر سے  
 بطور مرفوع کے فرمایا روایا صالحہ کہ جس کے ساتھ مومن بشارت دیا جاوے نبوت کی جیسا میں نے



میں سے ایک جزو ہے یعنی چمپا لہواں حصہ بنوۃ کا ہے پس جو شخص ایسی رو یا دیکھے تو پاتھنے کہ بیان کرے اوس کو اور بہت سی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ رو یا صالحہ اجزاء بنوۃ میں سے ایک جزو ہے۔ اب میں بحث الہام کو زیادہ طول نہیں دیتا آئندہ کسی حصہ میں انشاء اللہ تعالیٰ مفصل لکھوں گا یہاں پر صرف ان دلائل عشرہ لکھ لیا گیا وگلاست حضرت کاملہؑ۔ وانا صاحب آپ جو فرماتے ہیں کہ کہی کسی نے نہ سنا ہوگا کہ حضرت خضر علیہ السلام یا کسی اور ولی نے اپنے ایسی مکاشفات کا اشتہار دیا ہو، اوس کی نسبت یہ گزارش ہے کہ اہل توحید خضر ہی بقابلہ حضرت موسیٰ جیسے نبی جلیل القدر کے اوس الہام کو جو بظاہر محض مخالف عقل و نقل تھا علی الفور بر ملا عمل میں لائے اور اوس پر یہ عدادہ ہوا کہ پروردگار جلّ علانے اوس کے قصہ مفصل کو اپنی کلام پاک میں درج فرما کر ایسا شہر کیا کہ کوئی بستی اور کوئی قریہ اور دیہہ اب باقی نہ رہا ہوگا جس میں وہ الہامات بر ملا نہ پڑے جلتے ہوں اور پر رسول کریم نے اپنی احادیث صحیحہ میں ہی اوس کا اعلان کیا اور تمام محدثین نے اپنی کتب حدیث میں درج کر کے تمام دنیا میں شہر کیا۔ اور ترجمین نے تو حدیث کر دی کہ اردو فارسی مختلف السنہ میں اوس کو شہرت دیدی اور حضرت بیچ الزمان نے تو کمال ہی درجہ اشتہار دیا کہ تمام دنیا کے لوگوں کو بلکہ نئی دنیا کے لوگوں کو قرآن مجید مندرجہ اول الہامات کی طرف دعوت کرنی شروع کر دی تو وہ الہامات خضر علیہ السلام پہلا کیوں کر مخفی رہ سکتے ہیں اور اب تو آپ نے ہی عنوان نمبر ۱۲ کا انگلستان میں اسلام قایم کرنا اور صفحہ ۳۶۴ وغیرہ میں سکائٹا عن شیخ انگلستان کلیم اللہ آپ کہتے ہیں کہ وہاں ایک ممبر کے اوپر ایک قرآن رکھا ہوا ہے ایضاً حکام توفیق شیخ کلیم اللہ درجب میں انگلستان پہنچا تو پہلی کتاب جو میں نے وہاں خریدی قرآن کا ایک انگریزی ترجمہ تھا وغیرہ وغیرہ اب میں دریافت کرتا ہوں کہ آیا یہ وہی قرآن مجید ہے جس میں الہامات خضر مندرج ہیں یا کوئی اور قرآن ہے اگر وہی قرآن شمولہ الہامات خضر ہے تو پھر آپ یہ کیا بطور متا فرماتے ہیں کہ کہی کسی نے نہ سنا ہوگا کہ حضرت

حضرت علیہ السلام پاکسی اور ولی نے اپنی ایسوی مکاشفات کا اشتہار دیا ہوتا ہذا الشی  
 حجاب مولانا آپ کی اس نمبر بارہ میں جو تقریر ہے وہ ایسی ہے کہ اگر اوس کو نفاذ حبیبستان  
 کہوں تو بھی بجل ہے اور اگر معارف بدرجہا کہوں تو بھی زیبا ہے۔ ان مجھے خوب یاد آیا آپ ہی  
 تو اپنے رسالہ کو سچ معارف تجویز فرما چکے ہیں ہر ہا کس جگہ دلائل پر جہاں آپ نے لکھا ہے کہ حضرت  
 مسیح الزماں جیسے شخص بھی آپ کے رسالہ کو بغیر آپ کے سمجھائے ہوئے خود بخود نہیں سمجھ  
 سکتے اور فہم اوس کا صرف آپ ہی کو عطا ہوا ہے حیث قلت صاحب البیت اور ہی  
 بمافیہ اور اوس کے سمجھنے کے لئے اس پیمانے نے ہی تجویز نکالی ہے کہ پیکٹ پوسٹ کے  
 ساتھ ملفوف ہو کر بذریعہ ڈاک آپ بھی روانہ ہو اگرین مولانا گستاخی معاف ہو یہ باتیں میں  
 اپنی طرف سے نہیں کرتا ہوں یا تو آپ کی کلام کے لوازم میں سے ہیں یا مفہوم ہیں۔ اور  
 بعض منطوق بھی ہیں پھر میرا اس میں کیا قصور ہے نقل کفر کفر نباشد شل مشہور ہے۔  
 مہی کہوں گا جو ہو گا بجا سنو سنو۔ نہیں وہ میں کہ میری التماس مچا ہو۔ اور حضرت اقلین  
 مرزا صاحب کو کسی کے ماننے نہ ماننے کی کیا پروا ہے کلامی محافون وعتہ لائمہ التذکیر واسطے  
 اون کی شان اور صفت ہے۔

**تمتہ بحث الہام**۔ ایہا اناس اگرچہ کلام میرا اس قول کے ذیل میں طویل ہو گیا مگر  
 اس جگہ ایک تہوڑی سی عرض ہے تمہے بحث الہام اور سنبلیجے وہو ہذا۔ اولہ الہام سے  
 آپ کو ثابت ہوا ہو گا کہ الہام بہت بڑا اسباب علم کا ہے کہ اوس سے بڑا کوئی اور  
 اسباب علم کا ہی ہی نہیں لیکن علماء ظاہر نے بسبب ایک مصلحت عامہ کے اوس کو اسباب  
 علم سے قرار نہیں دیا۔ اور جبکہ اسباب علم سے ہے تو حجت شرعی بھی ہوا لیکن واسطے  
 مصلحت حفظ شریعت کے اور نیز اس سبب سے کہ ہر وقت اور ہر کسی پر نازل نہیں ہوتا  
 اور اگر نازل بھی ہوتا تو بسا اوقات کامل النور جو مصداق ہو وہی حکم اللہ امانۃ کا نازل نہیں ہوتا  
 علماء ظاہر نے اوس کو حجت شرعی نہیں گردانا اب اگر کسی وقت خاص میں اوس کی ضرورت

آپڑے واسطے تائید و حقیقت کتاب اللہ اور نبوہ محمدیہ کے اور برہانیت مصلحت عامہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ خاص کو الہام کے ساتھ مشرف فرماوے تو یہم کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ الہام سیاب علم سے نبوہ اور حجت شرعی نگرہ انا جاوے۔ یہ اس قاعدہ کا ما علیہ ہے جو مختصر بیان کیا گیا۔ اب یہی یہ بات کہ نتیجہ قاعدہ مذکورہ بھی نہ فوت ہو اور الہام اس باب علم سے اور حجت شرعی ہو جاوے سو اس کی نسبت یہ گدازش ہے کہ جس شخص کو ہم متبع کتاب سنت پادین اور متقی و پرہیزگار اور واسطے اثبات حقیقت کتاب اللہ اور نبوہ محمدیہ کے دعویٰ الہام بھی کرتا ہو اور اس دعویٰ کے ساتھ کوئی آسمانی نشان بھی دکھا دیوے تو بالضرورۃ الہام اس کا ہم چھت ہو جاوے گا کیونکہ ایسا الہام تو وہی علم لدنی ہے جس کو وحی کہا گیا ہے۔ علما و ظاہر نے تاوہا اس کا نام وحی نہیں رکھا حدیث میں جو وار ہے کا بھی بعدی ہے نہ وحی بعدی اور یہ الہام کامل النور ہرگز ہرگز نہ پرنائل نہیں ہوگا اور نہ اس کی تائید آسمانی نشان سے کیجاوے گی بلکہ وہ تو بالآخر ہلاک ہوگا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولو تعقل علینا بعض الا فاول (احمد ثامنہ بالیین نہ لقطع غامضہ اوتین۔ اور فرمایا ان اللہ لا یعدی من هو صوف کذاب الحاصل اس الہام کامل النور کی پیروی سرسمر دلیل کی پیروی ہے نہ تقلید جائز فرمایا اللہ تعالیٰ نے بقصد یصداقتہ کا ایضا فرمایا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم و انعمت علیہم کی تغیر خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے من النہین و انصدیقین و الشہداء و الصالحین پس ثابت ہوگا کہ جس طرح پر تصدیق انبیاء اور اور ان کا اقتدا بسبب اصل مقتدا ہونے کے واجب اس طرح پر صدیقین اور شہداء و صالحین کا اقتدا بسبب تابع اور مقتدی ہونے اور ان کے کے ضروری ہے۔ استغنا بخیرت علماء دین تصدیق انبیاء علیہم السلام کی کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر یہی قاعدہ مذکورہ واسطے تصدیق کے کافی ہے یعنی اگر اپنے دعویٰ نبوہ یا آسمانی نشان دکھا سکیں تو وہ نبی صادق ہیں الا کاذب تو واسطے تصدیق ولایت و الہام اولیا کے بھی کافی ہوگا کیونکہ مرتبہ ولایت مرتبہ نبوہ سے ادنیٰ و ذمہ پر ہے اور اگر یہ قاعدہ تصدیق ولایت کیوں واسطے کافی نہیں تو ضرور واسطے تصدیق نبوہ

کے بھی کافی نہیں گاتو اب تسدیق انبیاء کی کیونکر ہو بیوا تہما **قولہ** صفحہ ۶۶ مہاشیہ

قال اللہ تعالیٰ الرسول کیا بیان کیا نیچریت اور باطنیت کا دروازہ کھول دیا الخ

**اقول**۔ اس کا جواب تفصیلی تو اس وقت دیا جاوے گا جبکہ آپ تفصیلی اعتراض کریں گے بالفعل

اتنا گذارش کیا جاتا ہے کہ تفسیر نیچریت اور باطنیت سے آپ کی کیا مراد ہے اگر یہ مراد ہے کہ بتوجہ قرآن

مجید کی ماثور باتاں صحیحہ نہ ہو وہی نیچریت اور باطنیت ہے اور باطل خلاف تو اس سے لازم آتا ہے کہ

سوا تفسیر منقولہ اور مسموع مندرجہ روایات صحیحہ کے جتنی تفاسیر ہزاروں علماء اعلام مصداق العلماء

ورثہ الانبیاء نے اور اولیاء مصداق علماء امتی کا نبیاز نبی اسرائیل نے کیس میں اور سبہوں نے

دروازہ نیچریت اور باطنیت کا کھول دیا ہو اور سب باطل اور خلاف ہوں اندر نیصورت اس آیت

کے کیا معنی ہوں گے قل لو کان البحر مدا الکلیات دبی لند البحر قبل ان تنقذ کل مات دبی ولو

جئنا مثله مدا اور اس آیت کے کیا معنی ہوں گے وان من شی الا عندنا خزائنه وما

ننزله الا بقدر معلوم کیا اس قدر ضخیم جس کی نسبت کا تقضی مجاہدہ واروے لفظ شے سے

آپ کے نزدیک مستثنیٰ ہیں۔ اور نیز اس آیت سے کیا مراد ہے ولو ان مافی الارض من شجرۃ

اعلام والجمیہ من بعدہ سبقتہ البھ ما نفدت کلمات اللہ اور یہ بہر جو حدیث میں آیا ہے

کہ ولہ ظہر بطن اس سے کیا مراد ہے۔ اور اس حدیث سے کیا مراد ہے کا تقضی مجاہدہ ولا

یحاق عن کثرۃ الود۔ اور اس دعا نبی علیہم السلام سے کیا غرض ہے اللهم فقه فی الدین و

علمہ التاویل اس واسطے کہ جو تفسیر ماثور و مسموع ہے اس میں تو سب اہل لسان برابر ہیں

اور یہ اس حدیث سے کیا مراد ہے ان اللہ یمیت لعدو الامتہ علی راس کل ماتہ سنۃ

من یجد د اعدا یمینہا ظاہر ہے کہ یہ مجدد کوئی شرع جدید تو لا تا ہی نہیں اگر تاویل اور فہم جدید بھی

نہ لاوے تو اس کو مجدد کیوں کہا جاتا ہے اور اس کے مبعوث ہونے کا کیا فائدہ مستند ہوا ہے۔ اور یہ

وہ تفاسیر کون سی تھیں جس کی نسبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا لو شکت کلمۃ سبعین

یعنی من تفسیر فاتحہ الکتاب اور یہ اس آیت میں لعلمہ الذین یستنبطونہ علم کی تخصیص ساتھ الذین

لیست بخطوطہ کے کیوں کی گئی ہے ظواہر قرآن مجید کے علم میں سب اہل لسان برابر ہیں۔ اور پھر قول  
ابو وراء کے کیا معنی ہیں لا یفقه الرجل حتی یجعل للفقہان وجوها اور اس قول ابن مسعود سے  
کیا مراد ہے من ادراہ علم الاطین والاخرین فلیتوا القرآن۔ اور اب تم و درست جاؤ کتاب براہین احمدیہ  
کو ہی دیکھو کہ تین سو دلائل قطعیہ و براہین عقلیہ اس میں قرآن مجید سے ہی اخذ کئے گئے ہیں جس کے  
برائے نظیر تم نے کا آپ بھی اقرار کر چکے ہیں اور ہر مسلمان کے دل میں اس کی محبت پیدا ہونے کیواسطے  
آپ دعا بھی کر چکے ہیں اور میرے حق میں آپ کی دستغلاب بھی ہو چکی ہے۔ پس بھو دلائل براہین  
جو حضرت مسیح الزمان نے قرآن مجید سے استنباط کیں ہیں سلف صالح سے کب منقول ہیں اور اگر آپ کی  
مراد نیجریہ اور باطنیت سے یہ ہے کہ مخالف نصوص صحیحہ اور قواعد عربیہ کے ہیں تو آپ مخالفت  
باتفصیل ثابت کیجئے جو اب تفصیلی اوس کا دیا جاوے گا۔ اور پھر یہ گندارش ہے کہ حضرت مسیح الزمان  
جو معارف فرقانیہ اور اسرار قرآنیہ سولے اون معانی کے جو ظواہر ہیں تحریر فرماتے ہیں اوس میں اکثر  
جگہ تصحیح فرمادیتے ہیں کہ ظاہری معنی تو وہی ہیں جو مشہور و معروف ہیں لیکن اشارہ ان اسرار معارف  
کی طرف ہی ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ میں صفحہ ۱۵۳ فرماتے ہیں اور اسطیغ ایک لطیف اشارہ ہے  
خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کلام میں فرمایا ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ما یہ لیلۃ القدر اگرچہ مشہور و منقول  
کے رو سے ایک بزرگ رات ہے لیکن قرآنی اشارات سے یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی  
ظلمانی حالت بھی اپنی پوشیدہ خوبیوں میں لیلۃ القدر کا ہی حکم رکھتی ہے آخر تک بلفظ اب  
فرمائے اس میں کون سی نیجریہ اور باطنیت ہے دیو لو سابقہ میں آپ ایسے اسرار و معارف  
کو تسلیم کر چکے ہیں اور اسی بنا پر کتاب کا بے نظیر ہونا آپ نے فرمایا ہے پھر آپ کیوں مستعجب ہوتے ہو  
شرح عقاید وغیرہ میں لکھا ہے وامامنا ذہب الیہ بعض المحققین من ان انصوص ہر وقت علی  
ظواہرہا ومع ذلك فیہا اشارات خفیۃ الی دقائق تکشف علی ابواب السلوک لیکن الظہور  
فیہا دین الطواہر المرادۃ فوسم کمال الایمان ومحض العرفان معہذا حضرت اقدس نے  
ان رسائل میں کوئی نئی بات بھی نہیں لکھی بلکہ اس قسم کے حقائق و وثائق کتب سلف تصوف میں

مذکور میں اجبار العلوم اور فصوص اور فتوحات وغیرہ کو دیکھو یہ اعتراض آپ کا منی ہے اور حضرت  
کے کتب تصوف اہل حق سے متعلق شناسائی، دلبر اخطا انجامیست۔ صدق اللہ تعالیٰ حدیث

قال ما فرطنا فی الكتاب من شیء ایضاً قال ولا مطلب ولا باس الا فی کتاب مبین۔

**قوله** صفحہ ۳۷۶۔ اب اس قسم کا اقبال و آثار آپ کے لئے مفید نہیں ہو سکتا۔

**اقول**۔ اس کا جواب تفصیلی توحصہ اول میں کس قدر گزر چکا اور حیب آپ ریلوئیں بالتفصیل اغراض

کریں گے اوس وقت پہی جواب تفصیل مع الزیادہ دیا جاوے گا بالفعل یہ گزاریں ہے کہ اگر آپ نے

اون روایات کو جن میں مقام نزول مسیح بن مریم مختلف آیا ہے سب کو ترک کر دیا ہے اور صرف

یہی روایت مشرق دمشق اختیار کی ہے اور حفظت شیئا وغایت عندہ اشیا کے مصداق

بنو میں۔ تو معہذا اوہر سے یہ گزاریں ہے کہ اس میں آپ کو کیا تعجب ہے۔ قادیان از روی جغرافیہ

دمشق کے مشرق کی جانب واقع ہے نقشہ اور جغرافیہ دیکھ لو قال مسیح الزمان ۵ از کلمہ منارہ

شرقی عجب مدار۔ چوں خود ز مشرق است تجلی نیم۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک نظر آپ کی بہت قاصر

ہے جو صرف ایک روایت مشرق دمشق کی آپ تحریر فرماتے ہیں باقی روایات کی طرف نظر نہیں یا

اون سے ذہول ہے جب روایات مختلفہ و بارہ مقام نزول کی طرف رجوع کرو گے تب ہم آپ سے

وجہ توفیق و توفیق دریافت کریں گے پھر ہم آپ سے اوس وجہ جامع میں کلام کریں

کے بار باقی صحبت باقی اول الباقی عند التلاقی۔

**قوله** صفحہ ۳۷۶۔ میں سچ کھتا ہوں جس قدر آپ کے اس بیان قال اللہ وقال الرسول

لوگوں کو آپ پر بیگانی ہو گئی ہے اور اون کے دلوں میں آپ کی عداوت کی آگ شعل ہوئی ہے

اس قدر آپ کے اس مجرد دعوے سے کہ میں مسیح ہوں ہرگز نہ ہوتی۔

**اقول**۔ پھر مولانا صاحب آپ کے دل میں مجرد اس دعویٰ مرزا صاحب سے کہ میں مسیح موعود

ہوں وہ عداوت کی آگ کیوں شعل ہوئی یہ اشتعال تو آپ کے دل میں اوس وقت

بہ ایک مطلوب النفس تابع مزیات لذائذ باکل نظر پرست آدمی کو الیات سے کیا نسبت۔ ادنیٰ



یہ پیدا ہوا ہے کہ آپ نے جبرئیل - یحییٰ القدر - نزول قبض ارواح وغیرہ کے معنی جو توضیح المرام میں لکھے ہیں دیکھئے بھی نہیں بہتے چنانچہ خط اول آپ کا شاہد ہے جو میرے نام ہی آپ نے روانہ کیا تھا **قولہ** صفحہ ۳۷۷ - یہ تائیل نزول بھی صریح انکار حدیث نزول سے بدتر ہے الخ

**اقول** - نزول کے معنی جو حضرت مسیح الزمان نے لکھے ہیں وہ معنی تائیلی نہیں ہیں بلکہ معنی نزول وہی ظاہر اور معروف عند اہل اللسان میں دیکھو کتب لغت موجود ہیں لفظ منزل جگہ اترنے مسافر کو کہی جکتے ہیں تحقیق اس کی معنی شواہد گزرجکی ہے - اور مسیح مچ کے مسیح جو آپ کے خیال میں ہیں اون کا اوترنا بحیثیت کذابہ خیالیہ دلائل نقلیہ و منیر عقلیہ سے خلاف ثابت ہو چکا نہ تو مسافر نہ طور پر دمشق میں اوترنے سے مسیح مچ کا کوئی مسیح ہو سکتا ہے اور نہ اکیسی تدبیر سے البتہ جو براہین کہ مسیح مچ کے مسیح کے نہ اوترنے پر قائم کی گئی ہیں آپ اون کو توڑ دیجئے اور پھر اپنے خیال کے بموجب مسیح بن مریم کو جو دھنصری آسمان پر سے اترادیں گے اور دم کو دکھا دیجئے تب مسیح مچ کے مسیح کے اوترنے کا نام لیجئے وہ نہ خطرناک نہ اور امتحان بغیر توہم آپ کا غلام قائل نہیں ہو بلکہ کبھی شیخ و شاب کا - **قولہ** صفحہ ۳۷۷ - اس میں آپ اپنی اس تائیل دجال پر پردہ ڈال کر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مسیح مچ کے دجال سے ہم کو انکار نہیں شائد کوئی ہو الخ

**اقول** - لفظ دجال میں ہی کوئی تائیل نہیں کی گئی ہے معنی لغوی جو اس کے ہیں قوم ننگ یا اقبال وغیرہ کی وہی مراد ہے - دیکھو کتب قاموس وغیرہ و شرح حدیث کو غایتہ اللہ ربیع احادیث کا یہ ہے کہ بخلاف جابلہ متعدد کے ایک دجال اکبر بھی ہو گا لاکن صحابہ کا ہرگز اس بات پر اجماع نہیں کہ دجال آٹھویں زمانہ میں ہی پیدا ہو گا اور مسیح بن مریم اس کے قتل کرنے کے لئے آسمان سے بوجہ دھنصری اوترے گا بلکہ مختلف روایات پاسے جاتے ہیں اور بعض صحابہ کا مذہب یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح بن مریم فوت ہو چکے ہیں اور دجال بھی فوت ہو چکا ہے ابھی تک نظر تہاری کتب حدیث و لغت وغیرہ میں قاصر ہے زید عمر بکر کے نقل غبار طبع سے ایسی باتیں جو بموجب پردہ درسی آپ کے علم کی ہیں کر رہے ہو جب احادیث مختلفہ

بشارت مخالفہ کی طرف رجوع کر گئے تب حقیقت حال دجال کی تمپر کھل جاوے گی ابھی تک مرتبہ تقلید میں پڑے ہو جب مقام تحقیق تک پہنچو گے ایسی گفتگو مبتدیانہ پر تم کو خجالت و ندامت ہوگی یہ بڑے گل بھی تو نہ لائے تانفس۔ چل ہوا ہوا سے صبا دیکھا تجھے جب تم دجال وغیرہ کی نسبت ریویو میں تفصیلی گفتگو کرو گے تب اوہ سے بھی تفصیلی گفتگو کیا دے گی اور اگر آپ کو بہت اضطراب ہو تو حصہ اول اعلام کو دیکھو اور جو اس میں بابت دجال کچھ اندکے تحقیق کی گئی ہے اس کو دلائل سے محققانہ طور پر توڑ و در نہ ایسی نکتہ چینیوں سے آپ کی کیا ہوتا ہے۔  
و کد من عائب قولاً ہیجماً۔ و افنته من الذھن السقیم۔

**قولہ**۔ اس سے ہم اس حدیث کے جس میں دجال کا اور مسیح بن یمر کے نزول کا ذکر ہے اور اسی مسیح بن یمر کے ہاتھ سے دجال کے مارے جانیکا ذکر ہے۔ کب مصدق بنتے ہیں اس کی تفصیل بھی ریویو میں ہوگی۔

**اقول** جس طرح امام الدینانی الحدیث امام بخاری جو ان احادیث کو اپنی کتاب جامع صحیح بخاری میں بخشے ہیں معہذا ان احادیث کے مصدق بن سکتے ہیں اور سیطرح حضرت سبیح الزمان بھی ان احادیث کے مصدق ہو سکتے ہیں اور پہلے بھی گواہی ہے کہ ان احادیث میں جو باہم اختلاف اور تعارض ہے ان میں کوئی وجہ توفیق و ملتیق کی بھی آپ پیدا کریں گے یا میں سن مای پہا ہمال و ترک احادیث کثیرہ کا لازم آئے گا اور مصرعہ مذکورہ کے آپ مصداق ٹھہریں گے یہ حفظ شہداء و غایت عند الشیاء اول وہ وجہ توفیق کی بیان فرمائی جاوے ہم تسلیم کریں گے کیونکہ ہمارے وجہ جامع مضر نہ ہوگی اور آپ کو مفید نہ ہوگی اس کی تفصیل بھی ہم آپ کے ریویو کے جواب میں انشاء اللہ تعالیٰ کریں گے۔

**قولہ**۔ صفحہ ۳۷۔ اس نفی کو ناظرین خیال میں رکھیں۔ اس نفی کے ساتھ آپ کسی اثبات سے جو حدیث سبیح کی نسبت ظاہر کریں مثبت و مصداق نہیں ہو سکتے الخ

جنہ ہمارے حضرت مرشد نے حال کے باعث منع فرمایا اور لازماً وہ ہمیں منسلک اور میری بخش بحث کی یہ ناظرین مان دیکھیں، اڈیڈو۔



**قول** خیال میں رکھو یا رکھو ہم تنیوں حواشی کا رد لکھ چکے ہیں۔

**قول** صفحہ ۳۷۷-۳۷۸ احادیث کا زور آپ کو ہمارے ریویو سے معلوم ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

**قول** آپ کے خیال میں کچھ کیسے کسی حدیث میں زور نہیں صرف آپ کے خیالات کا زور ہے کہ باوجود غصہ آسمان پر سے منارہ شرقی و مشرقی کے اوپر اتریں گے ریویو کی جواب میں اس کا رد تفصیلی طور پر ہو گا۔

**قول** صفحہ ۳۷۷-۳۷۸ اس لفظ سے اپنے ہندوؤں اور عیسائیوں کے اس دعویٰ کو کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے۔ مردوسی اور اہل اسلام کے ان بیانات کی طرف توجہ نہ کی کہ اسلام اپنی صداقت سے پہلا ہے۔

**قول** یہ آپ کے مسلک کے بموجب کہا گیا ہے ورنہ ہمارے نزدیک تو بموجب اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کے اس سچے موقع کی ایک عمدہ صفت یہ ہے کہ یضع الحرب اذ یضع الجنۃ اور یہ یہ موضوع ہے کہ اسلام کی اپنی صداقت کے پھیلنے میں اور سیفی طاقت کے موجود ہونے میں کیا تناقض ہے کیا آپ کے نزدیک زمانہ آنحضرت علیہ السلام و خلفاء راشدین وغیرہ ہمیں سیفی طاقت ہی نہیں اسلام میں اپنی صداقت ذاتی نہیں تھی۔ اور حضرت مسیح الزمان کا تو کام ہی یہی ہے کہ اسلام کو صرف اپنی صداقت ذاتی سے تمام دنیا میں پھیلا دیں نہ سیفی طاقت سے مولانا میں حیران ہوں کہ ایسی نزاع لفظی اور بیجا مکتہ چینیوں سے آپ کی کیا غرض ہے۔ یہ اعتراضات ہیچا تو مسئلہ تنازع فیہا سے کچھ بھی علاقہ نہیں رکھتے صرف کاغذ کا سیاہ کرنا اور اپنے نامہ اعمال کا بتا کرنا ہے مگر میں انشاء اللہ تعالیٰ بحکم الوزر علی البادی کے اس کے جواب ترکی بہ ترکی میں ماجر ہو گا نہ موزور۔

**قول** صفحہ ۳۷۸-۳۷۹ میں نے جھانے کا وعدہ نہیں کیا صرف یہ وعدہ کیا ہے کہ میرے ملن لینے کے بعد وہ آپ پر معترض نہ ہو گئے اور معاذہ کریں گے۔

**قول** ناظرین اس مکتہ چینی فضل کو یہی ملاحظہ فرما دیں۔ مولانا صاحب نے اپنے خط میں یہ مدد کیا ہے کہ میں مولوی عبد الجبار صاحب اور مولوی عبد الرحمن صاحب کو خاموش اور غیر معارض اور غیر معترض کر دوں گا انشاء اللہ تعالیٰ فقط اب میں دریافت کرتا ہوں کہ بغیر سمجھائے آپ ان کو

کیونکہ خاموشی غیر معارض اور غیر مقترض کر دیوں گے آیا اولن پر کوئی جادو کیا جاویگا یا کوئی منتر پڑھا جاویگا ظاہر ہے کہ آپ ساحر اور راقی تو نہیں ہیں پس آپ اونکو کچھ ہدایت ہی کریں گے اور۔  
 بھادیں گے پہر یہ نکتہ چینی ہوا آپ کیوں کرتے ہیں کہ نیسے بھانے کا وعدہ تو نہیں کیا۔

کوئی مخالف اور منکر جو معارض اور مقترض ہو بغیر سمجھائے اور سمجھے کیونکہ خاموشی غیر مقترض اور غیر معارض ہو سکتا ہے۔ ناظرین کو ایسے اقراضوں اور نکتہ چینیوں سے بخوبی ثابت ہو گیا ہوگا کہ مولوی صاحب کو تحقیق مسئلہ تماز فیہا ہرگز منظور نہیں ہے۔ اس طول لالینی سے صرف

یہ علت غامض معلوم ہوتی ہے کہ ناظرین کو گورکھ دھند سے میں پھنسا دیا جاوے تاکہ سال اولن کا ایک مدت دراز تک بہت اشتیاق سے غریبہا جاوے۔ لیکن ایسی نزاع لفظی اور جیبا نکتہ چینیوں سے ہم کو کچھ پروا نہیں ہے کچھ کام نہیں بیچ و خم زلف دوتا ہے۔ کہا یا کر می بل سیکڑوں اب سیری بلا ہے۔ **قولہ** صفحہ ۳۸۔ لفظ فقط کا ہم مطلب نہیں سمجھتے کہ کیا ہے الخ

**اقول**۔ ہرگز کی صلیح ثابت نہیں ہو تاکہ مسیح کا دوبارہ جہانی طور سے آسمان سے اترنا حضرت مرزا صاحب نے الہام سے کہا ہے تفصیل اس کی مع الدلیل عنقریب آتی ہے ناظرہ۔

**قولہ** صفحہ ۳۸۔ یہ حدیث صحیح بخاری میں بصرفہ ۵۵۱ منقول ہے الی قولہ کہ اس حدیث سے آپ کے سابق اعتقاد و نزول جہانی مسیح علیہ السلام کو کوئی تعلق نہیں ہے وہ اعتقاد آپ کے الہامی کی تاویل سے نہ تھا بلکہ نصوص صحیحہ سے۔

**اقول**۔ اول آپ یہ ثابت کیجئے کہ حضرت مسیح الزمان نے کس جگہ پر اس اعتقاد نصوص صحیحہ سے ثابت کیا ہے اور کہاں لکھا ہے کہ یہ اعتقاد نصوص صحیحہ سے ثابت ہے یہ آپ کا محض افتراء ہے

اور پہر میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ وہ نصوص صحیحہ آپ کے نزدیک الہامی ہیں یا غیر الہامی اگر غیر الہامی ہیں تو وہ نصوص، نصوص ناخن فیہ سے ہی نہیں۔ اور اگر الہامی ہیں تو یہ اعتقاد مبنی بر تاویل ہوا کیونکہ کسی حدیث صحیحہ مرفوع میں منطوقاً یہ نہیں وارد ہوا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم پر جو وہ غمیری آسمان سے بحیثیت کذا اسی جو چشمہ ہر ہے نازل ہوں گی پس اعتقاد مشہور کا ثبوت

احادیث متنازعہ فیہا سے تباوہل ہو اوجہ بالا خلاف واقع نکلا معہذا اس میں کسی پر اعتراض بھی وارد نہیں جیسا کہ اول وہلہ میں خیال یا مہ کی طرف گیا مگر بالآخر معلوم ہوا کہ مصداق اوس کا وہ نہیں تھا بلکہ مصداق اوس کا مذنیہ نکلا اسی تعلق سے حضرت مسیح الزماں نے اس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ خود ہم کو گم بغیر چہا سے نہیں سمجھتے اور ہم عبارات الہامی میں خود ملہمیں سے خطا واقع ہو سکتی ہے اگر مینیہ ہی احادیث متنازعہ فیہا کا مطلب جیسا کہ مشہور تھا ویسا ہی سمجھا اور بالاخر وہ مطلب خلاف نفس الامہ نکلا تو اوس میں کوئی استبعاد نہیں ہے۔ **قولہ** صفحہ ۳۸۱۔ سیاق عبارت صفحہ ۷۹۹

براہین احمدیہ او اوس کا ایک فقرہ اس بیان سامی کے الہامی ہونے پر شاہد ہے الخ۔ **اقول** نہ سیاق شاہد ہے اور نہ سیاق آئینہ ثابت کیا جاوے گا کہ یہ محض آپ کی رائے کی خطا ہے جو ہمیشہ آپ کی رائے کو لازم ہے۔ یہاں ذمت الخطاء بکل داعی۔ یعنی انت اذکی الاذکیاء۔ **قولہ** صفحہ ۳۸۱۔ تواضع۔ صبر تہذیب اور نرمی کا ایک نمونہ یہی پرائمریٹ اور دوستانہ مراسلت ہے جس میں آخر آپ ایسے گہرا گئے ہیں کہ اپنے مخاطب کے خیال اور استدلال کی نسبت لہو و لعب کے الفاظ استعمال کر گئے ہیں الخ۔ **اقول**۔ انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت اقدس نے اپنے خط نمبر ۱ میں آپ کے خیال و استدلال کی نسبت ہرگز ہرگز لفظ لہو و لعب استعمال نہیں کیا ذرہ اوس خط کی عبارت پر نظر ثانی ہی کر لی ہوتی تب ہی یہ کتنی جلدی کی ہوتی یا آپ ایسے حاکم ہیں کہ سیکی عبارت اور حکام کا مطلب جواب میں نہیں دیتے۔ **اقول**۔ میں نے اس کی کئی بار دہرائی ہے لیکن جسے تو مسئلہ حکیم یہہ سنا ہے کہ علم تابع معلوم کا ہوتا ہے نہ تابع عالم کا البتہ حکم تابع حاکم کا ہوتا ہے پھر آپ کیسے عالم ہیں کہ علم تابع اپنی خواہش اور ہوا کا کرتے ہیں نہ تابع معلوم کا۔ مجھ کو اندیشہ ہے کہ اس لمپیز کی تحریرات پر ہی بلا توجہ اور غصہ کے کہیں ایسے ہی اعتراضوں کے بوجہ انکار کا دس غچہ کوئل ڈالتے ہو چکی ہیں۔ مجھ کو ڈر ہے کہ یوں ہی دل نہ کیس مل ڈالو۔ اب عبارت حضرت مسیح الزماں کے روبرو ناظرین کے پیش کیجاتی ہے اور ناظرین سے طلب انصاف ہے کہ اس عبارت ذیل سے حضرت اقدس نے اپنے الہامات کو مخاطب کے نزدیک لہو و لعب قرار دیا ہے یا مخاطب کے استدلال و خیال کو اپنے نزدیک لہو و لعب کہا ہے

وہی ہوا۔ آپ کا خط آج کی ڈاک میں مجھ کو ملا اور افسس کے پڑھنے سے مجھ کو بہت ہی افسوس ہوا کہ آپ  
 مکالمات الہیہ (سینے میرے الہامات) کے امر کو لہو و لصب میں داخل کرنا چاہتے ہیں۔ ناظرین اند کے  
 غور فرمادیں کہ مولوی صاحب کی یہ نکتہ چینی کیسی بیجا ہے۔ اور حضرت اقدس کے خطوط سے جو نتائج  
 صبر و تہذیب۔ نرمی۔ خاکساری۔ خدا شناسی۔ اور روحانیت ہوا دلیا اللہ کے عبادات خاصہ سے  
 ہے وہ یہی ناظرین کو معلوم ہو گئی ہوگی اور اس کا عکس ضد بھی جو مولوی صاحب کے خطوط سے  
 ثابت ہے وہ بھی مخفی نہ رہا ہو گا کیونکہ یعرف الاستیفاء باضداد ما مقواہ مشہور ہے۔ یہ تو حال ہی  
 مراسلت حال کا آگے رہی وہ مراسلت جو ششہ میں ہوئی ہے سو وہ بھی بخیر آپ کی طبیعت میرے  
 پاس موجود ہے جس کی نقل میں نے حسب الطلب آپ کے پاس بھیج دی ہے انشاء اللہ تعالیٰ کیسوت  
 میں عند الضرورت وہ بھی پبلک کے روبرو پیش کیا دے گی اور اس وقت ظاہر ہو گا کہ آپ کے  
 خطوط اور حضرت مسیح الزمان کے خطوط میں وہی فرق ہے جو سحر و اعجاز  
 میں یا طلسم و فرنگے انفاس مسیحی میں ہے مقابل آپ کی آنکھوں کے آہو ہو نہیں سکتا۔  
 انہیں کے آگے جاؤ گے جاؤ ہو نہیں سکتا۔ **قولہ** صفحہ ۳۸۳ حاشیہ مرزا صاحب کا جو صلہ نہوڑا  
 ہے آپ گفتگو سے گھبرا جاتے ہیں **الحاق قول**۔ مولوی صاحب مرزا دو متر فراموش حضرت مرزا صاحب  
 کا جو صلہ تو وہی ہے جس کو آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ اس کا سولہ بھی اسلام کی مالی و جانی و نفسی و دینی  
 و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی  
 ہے اور آپ نے یہ مرح و ثنا حضرت اقدس مرزا صاحب کے بعد اپنے تجربہ کامل کی لکھی ہے یا ذکر و  
 عبارت صفحہ ۱۷۶ جلد ۲ نمبر ۶۔ اشاعت شریکۃ البیتہ آنحضرت کو امور لائینی اور لغویات سے بالضرور  
 اعراض و احتراز ہے والذین ہم عن اللغو معصون۔ ومن جن اسکا ہر المراء ترکہ ماکامینہ ورنہ  
 بمقابلہ تائید روح القدس کے آپ کے وسوسوں اور ٹیکوں کی حقیقت ہی کیا ہے ہے پاس اپنے  
 اس رخ پر نور سے چراغ۔ اپنے یاہ نوذکھانہ ہیں و دور سے چراغ ہے یحوں حول دارہ العالمون  
 تو اللہ سبحانہ کا۔ مجھے نسیم رضی اللہ عنہما وکلمہ حکام باطنی من مخطہ ملک کا۔

**قول** صفحہ ۲۱۴۔ مگر اس جلسہ کا اہتمام ہم اپنے ذمہ نہیں لے سکتے یہہ اہتمام وہ اپنے ذمہ لیون لڑو

**اقول**۔ باوجودیکہ حضرت اقدس نے اپنے خط موخہ ۱۶ اپریل ۱۹۱۱ء میں جو آپ کے نام لکھا ہے یہہ سب اہتمام اپنے ذمہ لے لیا ہے چنانچہ تحریر فرماتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس قائم رکھنے کے لئے انتظام کروں گا الی آخرہ لیکن ہر عین اپنے جیلاور بہاؤ ہی کیا اور مناظرہ پر آمادہ نہ ہوئے کہی

تقریبہ مذکر کیا کہ اول آپ رسالہ ازالہ ادہام میرے پاس بھیج دیجئے ادس کو دیکھ لوں اور آپ کے دلائل کا اندازہ کر سکوں اور رکھیں یہہ مذکر کیا کہ قبل از سباحہ چند اصول کی تہسید کر لوں اور آپسے اوکو تسلیم کر لوں۔ مولو نصاحب جبکہ آپنے دلائل رسالہ ازالہ ادہام کے مضمون کو اندازہ و قیاس کر لیا تھا چنانچہ یہہ امر پہلے خطوط سے آپ کے ثابت ہے پھر اب یہہ آؤ کس واسطے کی کہ بدوں دیکھنے رسالہ ازالہ ادہام کی بحث ہی نہیں کر سکتے اور اصول موضوعہ اپنے آپ حضرت اقدس مرزا صاحب کو کیا تسلیم کرائیں گے حضرت مرزا صاحب وہی شخص ہیں جن کا نظیر حسب الزار آپکے پہلے علما اور ادبیار میں بہت ہی کم پایا گیا ہے اور فی الحقیقت آپنے یہہ بہت سچ لکھا ہے کیونکہ جو مناسبت اور تعلق قرآن مجید کے عجائبات اسرار اور عارف کے ساتھ حضرت اقدس کو ہی وہ اولین میں سے کم کسی کو ہوئی ہوگی۔ حضرت عمر کے مقولہ حسبنا کتاب اللہ کو اسی سبب الزمان نے صادق کر دکھایا ہے۔

اور ما فطنانی الکتاب من شئء کی تغیر اسی مجدد الوقت نے تمام دنیا میں شائع کی ہے اور کتاب اللہ کو مصداق لا قطب ولا یابس الا فی کتاب مبین کا اسی ہادی اور مہدی نے ہر ادنیٰ و اعلیٰ کے مدبر کر دکھایا ہے وہ منوکن دلم رایا الہی از کتاب اللہ۔ بغض آن امام قادیانی عارف آقاہ اسی حجت اللہ نے تفسیر سورہ فاتحہ کی درج کتاب براہین احمدیہ کر کر سنادی و انکم تہ فی ریب ممانولنا علیہین قادیان سورۃ من مشلہ کہ تمام دنیا میں مشہر کیا ہے جو معارف و اسرار مصداق مالا عین لاد و کاذب سمعت حضرت اقدس نے بتایہ روح القدس اس سورہ فاتحہ کی بیان فرمائی ہیں کوئی صاحب عالم بتائیں کہ وہ کس تفسیر میں بخیر بیان آئی ہیں یہہ نفی کل لعلہ۔ انہ و من من لسی۔ و فی کل صطلہ منہ عقد من الدرد باب ہدیۃ العلم نے باوجود علم کے بوج کسی حکمت کے ادس کو خرید نہ فرمایا اور نہ حضرت

کے حصے میں چھوڑ کر یوں جھلایا کہ موشت لاؤ فرمت سبعین بدیع الرحمن تفسیر فائز الکتاب۔ کہ  
باللہ شہیدانہ وہ دقائق و حقائق ایہ ہیں کہ سویدار نقوب اہل انصاف میں بیٹھ جاتے ہیں اور  
قلب حسن اون کو اخذ نہیں کئے لیتا ہے صدق رسولہ انکریہ الحکمۃ صالۃ المؤمن الی اخرہ اذکما ہا  
۵۰ اکالوں لسل طے سینہ سے اپنے تئیں جان کو۔ نہ بیکان دال کو چھڑ سے پہلے نہ دل چھو نہ نہت  
پیکان کو ۵۰ عدل العادل حولی قلب التائب۔ دھوی کاجہ منفی سوداۃ۔

**قوله** صفحہ ۳۸ غیفہ نہ کرہ کا کون خواستہ نکاح و اس بات پر **اقول** شنیعہ بات ہے کہ  
آپ خواستگار ہوئے ہیں اسی سطر میں آپ لکھتے ہیں کہ اس پر اسوئٹ لکھتوں جو میں قبل از  
انقضاء جلسہ عام چاہتا ہوں ۱۰ آگے لکھتے ہیں مجھے نفسگو کرنے کو جلسہ عام پر موقوف نہ کریں وہ وقت  
آتا نظر نہیں آتا۔ ب میں ۱۰ یافت کرتا ہوں کہ وہ جلسہ عام وقوع میں آتا ہو کیوں نہیں نظر آتا یہ  
ہی تو کہ آپ اور آپ کے ہم مشرب اس جلسہ عام کا وقوع میں آنا نہیں چاہتے۔ **قوله**

صفحہ ۳۸ پر اسوئٹ لکھتے ہیں کہ آپ میں خواستگار نہیں رہا **اقول** پہلے یہ کیوں ازالہ اوہام کے  
اول دیکھ لینے کی اثر کر بجٹ سے رک جی ہو **قوله** صفحہ ۳۸ اسکے شہد میں جو الفاظ  
لہو و لعب استعمال کئے گئے ہیں وہ بڑے سوہم ہیں **اقول** جواب اس کا گذر کا لفظ لہو و  
لعب حضرت اقدس نے ہرگز ہرگز آپ کی استدلال کی نسبت کہا ہی نہیں لکھا تھا  
**قوله** صفحہ ۳۸ (۲۱) براہین احمدیہ کے مضمون نزول بیانی مسیح کو آپ ایک غلط خیال جانتے

تھے تو اپنے ایک خط میں یہ کیوں کہا تھا الی قولہ جس پر تحکیم براہین احمدیہ اور بدیع براہین احمدیہ  
کی طرف آپ کو بایا گیا تھا **اقول** ح فائدہ و حلی حال نکون ہما۔ نکون کما نکون فی اثوابہا۔  
القول براہین احمدیہ کے مضمون نزول بیانی مسیح کو حضرت اقدس نمرضا صاحب وقت تھویر اوس گئی  
کے حسب خیال مشہور ایسا ہی خیال فرماتے تھے جیسا کہ حدیث مذہب دہلی میں مذکور ہو چکا اور یہ  
امر ثابت ہو چکا۔ نہ کہ اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے مگر یہ تو فرمائے کہ یہ تو براہین احمدیہ کو واسطے  
فیصلہ اس نزاع کے بڑے زور شور سے اپنے حکم قرار دیا تھا یا اب اوس حکیم سے بالکل پیچھے اسکی

کیا وجہ ہے اہل انصاف تو سمجھ گئے ہیں کہ جب آپ نے دیکھا کہ یہ دعویٰ حضرت اقدس کا وہی دعویٰ ہے جس کو اشاعت الشبہ میں متعدد جگہ تصدیق کر چکا ہوں امکانی طور پر نہیں بلکہ فعلی طور پر اب اگر براہین کو حکم قرار دیتا ہوں تو وہی مثل صادق ہوئی جاتی ہے سہ یکے بر سر شاخ و بن سے برید خداوند بستان نگہ کر و دید۔ بگھٹا اگر اس مرد بد سے کندہ نہ با من کہ بانفس خود میکند۔ اب میں ناظرین کو ثابت کر دیکھاتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کا یہ دعویٰ وہی دعویٰ ہے جس کو مولوی صاحب تصدیق کر چکے ہیں ایک جگہ نہیں بلکہ متعدد جگہ عبارات اشاعت الشبہ ناظرین کے روبرو پیش کی جاتی ہیں بصرفہ ۷۲ نمبر ششم جلد ہفتم مولوی صاحب نے یہ الہام حضرت اقدس کا مترجمہ نقل کیا ہے (۱) یا عیسیٰ مانی متوفیک۔ ورافعت الی وجاعل للذین اتبعوک فوق الذین کفرو الی ید القیامہ اسے عیسیٰ میں تجھے فوت کرنے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا اور تیرے پیرو کو تیرے منکروں سے قیامت تک اونچا رکھنے والا انتہی موافق اس الہام کے حضرت مرزا صاحب کے متعین قیامت تک مخالفین پر فائق رہیں گے ظاہر ہے کہ یہ شان سوار سیح موعود کے اور کسی ولی کی نہیں ہو سکتی مولوی صاحب نے اس الہام پر کوئی جرح قدح نہیں کیا اگر یہ دعویٰ مولوی صاحب کو مسلم مٹا نہوتا تو جرح قدح کرنے سے سکوت کب جائز تھا کیونکہ ریویو لکھنے والے کا فرض منصب ہے کہ جو نقائص اور جرح قدح ہو اوس کو بیان کر دے سہ دوسرے تیرے عقل است دم فرو بستن۔ بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی۔ اور پھر یہ عرض ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا پیش سیح ہونا یہاں سیر اپنے مسلم رکھا ہے اور انکار نہیں کیا اور اب میں یہ کہتا ہوں کہ جبکہ وفات پا جانا حضرت عیسیٰ کا کتاب اللہ واضح مکتب بعد کتاب اللہ ثابت ہے تو پھر فرمائے کہ مصداق اودن احادیث کا جس میں ذکر نزول سیح بن مریم ہے بجز پیش سیح کے اور کون ہو سکتا ہے۔ اور صفحہ ۸۱ میں نمبر ششم جلد ہفتم لکھا ہے دیکھو انتہائی طولانی جماعت معاذین کتاب مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر جمین لفظ فتح و نصرت منجور ہیں اور بحق موافق یہ شرمناک ہے سہ سب مریضوں کی ہی تھیں پانگاہ تم ہیما بنو خدا کے لئے انتہی۔ اس عبارت میں سیما بنا حضرت مرزا صاحب کا مولوی صاحب نے مسلم لکھا ہے اور کوئی تکرار



یا جرج قرح اس شجر میں کیا اگر مسلم نہ تو یا مجروح و مفروح ہوتا تو بیان اوس کا ضروری تھا اقل  
 مشہور ہے السکوت فی معرض البیان بیان اور صفحہ ۸۹ نمبر ششم جلد ہفتم میں لکھا ہے  
 اور مولف کو بلطف یا عیسیٰ مخاطب کر نیسے یہ مراد نہیں ہے کہ مولف درحقیقت وہ مسیح موعود ہے  
 جس کا اہل اسلام عیسائیوں رد و نو کو انتظار ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ مولف حضرت مسیح  
 علیہ السلام سے مشابہ اور بعض اوصاف میں مماثل ہے سو یہی ناوان کی جملانی اور ریاست ملکی کے اوصاف  
 میں بلکہ صرف روحانی اور تعلیمی صفت میں۔ یہاں پر مولوی صاحب کو حضرت مرزا صاحب کے  
 مثیل مسیح ہونے کا اقرار ہے اور یہی ہمارا مدعا ہے۔ ہاں مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے سے انکار  
 ہے سو اوس وقت میں مرزا صاحب کا خیال ہی بموجب خیال عام مسلمانوں کے صحی تھا۔ اب کہ  
 کتاب منت دینز الہام سے یہ امر ثابت ہو چکا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم وفات پائے ہیں اور دوبارہ جہانی  
 طور پر اس دنیا میں نہ آویں گے پس اندر نیصورت سوا مثیل مسیح کے اور کون مضداق اور احادیث  
 کا ہو سکتا ہے جنہیں مسیح کا نام دنیا میں مذکور ہے۔ اگر آپ کو وفات مسیح میں کچھ شک و تردد ہو تو اوس  
 کی نسبت مناظرہ کر لیجئے لیکن مثیل مسیح ہونا حضرت اقدس کا آپ کر رہا کہ تصدیق تسلیم کر چکے ہیں  
 اور اسی قول کے حاشیہ میں آپ لکھتے ہیں یہ تشبیہ بعینہ ان تشبیہوں کی مانند ہے جو عیسائیوں کے  
 اعتقاد میں عہد عتیق و جدید میں حضرت مسیح کے حق میں ابراہیم سے (پیدائش ۱۷-۵) آدم سے  
 (روم ۵-۱۲) اسحاق سے (پیدا ۲۲-۲۱) پناہ کے شہر سے (گنتی ۳۵-۶) پہلے پہل سے (خر ۲۲  
 ۲۹) پیل کے عوض سے (خر ۳۰-۱۸) بزرگالہ سے (اجار ۱۶-۲۰) وغیرہ وغیرہ سے وارد ہیں جن سے  
 کوئی مسلمان یا عیسائی یہ سمجھ نہیں سکتا کہ مسیح درحقیقت آدم یا ابراہیم یا پیل کا عوض یا بزرگالہ  
 وغیرہ ہے انتہی۔ مدعا ہمارا صرف یہی ہے کہ مثیل مسیح ہونا حضرت مرزا صاحب کا آپ تسلیم کر چکے  
 ہیں را وفات پا جانا حضرت عیسیٰ بن مریم کا اوس کو اب تحقیق کر لیجئے تاکہ آپ کو ثابت ہو جاوے  
 کہ حضرت اقدس مسیح موعود وہی ہیں۔ اور حاشیہ میں صفحہ ۳۸۷ جو مولانا صاحب مکتہ چینی کرتے ہیں  
 کہ بجائے نمبر ۶ کے نمبر ۷ چاہئے اس مکتہ چینی کا حال یہی ناظرین کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ محض بیجا ہے نمبر ۷



یہی مدعا ثابت ہوتا ہے اور نمبر ۷ سے یہی ثابت ہے اور صفحہ ۱۹۰ و ۱۹۱ جلد ہفتم بیان اسی ممالکت میں  
 آپ لکھتے ہیں۔ ایسا اتحاد امام محدث ابن عزم غلاہری کا آنحضرت صلعم سے نسخ محی الدین ابن عربی  
 کے مکاشفہ میں منکشف ہوا ہے چنانچہ فتوحات مکیہ کے باب ۲۲۳ میں آپ نے فرمایا ہے کہ نہایت درجہ  
 کا اتصال یہ ہے کہ ایک چیز بعینہ وہ چیز ہو جادے جیسے وہ ظاہر ہو اور خود نظر آوے جیسا کہ غیبی خواب  
 میں آنحضرت کو دیکھا کہ آپ ابو محمد بن عزم محدث سے معانقہ کیا پس ایک دوسرے میں غائب  
 ہو گیا پھر ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نظر آ یا۔ نواب صاحب ہو پال نے کتاب اتحاد  
 النبلا میں اس کی تائید میں ایک عربی رباعی نقل کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے بزرگ رقیب  
 نے شب کو ہمارے پاس ہمارے مشوق کے آنیگا گمان کیا تو ہم میں جدائی ڈالنے میں کوشش  
 کرنے لگا پس غیبی اپنے مشوق کو گلے سے لگایا پھر وہ رقیب آیا تو اس نے بجز مجھ ایک کے کیسکو  
 نہ دیکھا پھر یہ شعر فارسی نقل کیا ہے۔ جذبہ شوق بعد سیت میاں من دو تو۔ کہ رقیب آمد و نشانیت  
 نشان من دو تو۔ اس کے بعد یہ جملہ دعا کیہ لکھا ہے رزقنا اللہ من هذا لا تخاف الدنیا ولا اخرتہ  
 یعنی خدا تیرا لے ہم کو بھی ایسا ہی اتحاد دنیا و آخرت میں نصیب کرے اس اتحاد پر بعض اس وقت  
 کے لوگوں نے کچھ اعتراض ہی کئے ہیں بہتے ضمیمہ اخبار سفیر خندہ ۱۳۷۷ء کے نمبر ۱۳ و ۱۴ میں اونکے  
 کافی جواب دیئے ہیں ناظرین اون تبروں کو دیکھیں انتہی بلفظ یہاں پر تو آپ نے کمال ہی کیا  
 ہے ممالکت کا ذکر کیا ہے حضرت موسیٰ بن جابر کا اتحاد ساتھ مسیح بن مریم کے آپ دلیل  
 عقلی و نقلی سے ثابت کرتے ہیں جس سے ایک وجہ حریف کرنے لفظ مثیل یا دیگر ادا ت  
 تشبیہ کی احادیث متضمن نزول مسیح بن مریم میں ثابت ہو گئی ہے عروشد و جب غیر خدا  
 خواہ خیرایہ و کان شیشمہ گر سنگ است اور صفحہ ۱۹۲ میں آپ لکھتے ہیں اور صفحہ ۱۹۵  
 پیش گوئی نمبر ۷ میں مولف کو بلفظ یا عیسیٰ مخاطب کیا گیا ہے نقل کر کے اوس کا ترجمہ ان الفاظ  
 سے کیا۔ اے عیسیٰ میں تجھ کو کامل اجر بخشوں گا یا وفات دلوں گا اور اپنی طرف اونٹاؤں کا اور  
 ترے تابین کو اون پر جہنم میں قیامت تک غلبہ بخشوں گا یعنی تیرے ہم عقیدہ اور ہم شریکوں کو محبت

اور بن اور برکات کی۔ دوسرے لوگوں پر قیامت تک فائق رکھوں گا پہلوئیں سے ایک  
 گروہ ہے اور پچھلوں میں سے ہی ایک گروہ ہے اس جگہ عیسیٰ کے نام سے بھی ہی عاجز مراد ہے یسوی  
 صاحب نے اس جگہ بھی الہام معترجمہ نقل کر کے کوئی جرح نہیں کیا اور حضرت اقدس مرزا صاحب کا  
 عالم ملکوت و لاہوت میں مسیح ہونا مسلم رکھنا اور ظاہر ہے کہ مراد اس سے مثیل مسیح ہونا ہی  
 اگر مسلم نہ ہوتا تو جرح کرنا آپ کا فرض منصب تھا کیونکہ آپ اوس پر یو یو لکھتے ہیں۔ اور صفحہ ۲۱۹  
 وغیرہ میں تو آپ نے اور کمال کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو نہ صرف مثیل عیسیٰ ہی قرار دیا بلکہ مثیل  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی مہدی مثیل ابراہیم مثیل آدم علی نبیا وعلیہم السلام ہونا بھی تصدیق  
 و تسلیم کر لیا ہے عبارت اوس کی بہت طویل ہے ناظرین خود اوس کو ملاحظہ فرمائیں۔ اور صفحہ  
 ۲۵۱ میں آپ لکھتے ہیں۔ اور آیت نمبر ۱۰ قرآن میں تو وہ لفظ یا عیسیٰ سے حضرت مسیح علیہ السلام  
 سے خطاب مراد خداوندی سمجھتے ہیں اور رفع سے اون کا جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اوتھایا  
 جانا جیسا کہ تمام مسلمانوں کا خیال ہے اور جب انہی الفاظ سے خدا تعالیٰ نے اون کو مخاطب  
 فرمایا تو ان الفاظ میں نہ آیت قرآن میں وہ لفظ عیسیٰ سے اپنے آپ کو اس مناسبت روحانی  
 کی نظر سے جو اون میں اور حضرت مسیح میں پائی جاتی ہے اور وہ بصرفہ ۱۹۰ رسالہ نمبر ۶ بیان  
 ہو چکی ہے مراد خداوندی سمجھتے ہیں اور رفع سے حجج و براہین سے منکر ہونے کی تفسیر بھی ہو  
 کے الفاظ سے نمبر ۶ میں بخوبی ہو چکی ہے انتہی۔ واضح خاطر ناظرین ہو کہ براہین احمدیہ میں بعض  
 ۱۹۸ حضرت مرزا صاحب موعود ہونے کا دعویٰ بھی بھلا کر چکے ہیں اور یسوی صاحب نے اوس  
 دعویٰ کا رد نہیں کیا بلکہ تسلیم کر لیا ہے اگرچہ امکانی طور پر ہی سہی۔ ایک عبارت نمبر ۱۱ الہام  
 نقل کی جاتی ہے ناظرین اوس کو غور سے ملاحظہ فرمادیں۔ وہ ہونہا۔

۱۱۔ یہ فقرہ ہی قابل التفات ہے۔ ۱۱۔

۱۲۔ اس سے بھی ثابت ہو کہ کلمہ عیسیٰ موعود صاحب کی مندرجہ حاشیہ نمبر ۱۲۸ میں بعض قلمی سروری صاحب  
 کو اپنی بھی ہوئی ات جو بنائے ہی قریب زمانہ میں بھی یہ یاد نہیں ہی۔ ۱۲۔

یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب، اوتار لیا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ تارا ہے اور بضرورت حقہ اوتار لیا ہے خدا اور اوس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہو نا ہی تھا یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہیں کہ اس شخص کے ظہور کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدا تعالیٰ اپنی کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وہ اشارہ حصہ سوم کے الہامات میں درج ہو چکا ہے اور فرقانی اشارہ اس آیہ میں ہے **هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهر على الذين كلهم** انتہی۔ اور اگرچہ آپ تکمیل براہین احمدیہ سے دست بردار ہو گئے لیکن یہی جہاں آپ کے سال اشاعت شہ کوئی دبارہ پیشل سیح ہونے حضرت مرزا صاحب کے حکم نامہ آگے راونات پا جانا حضرت عیسیٰ بن مریم کا جس پر بقیہ بحث متفرع ہے سو وہ کتاب اللہ اور نیز واضح الکتب بعد کتاب اللہ سے ثابت ہے۔ آگے ہی یہ بحث کہ محل محمول کا موضوع پر مولوی صاحب کی کلام میں بالامکان ہے یا باعفل اس میں ہم کلام کو طول نہیں دیتے کیونکہ اس وقت ہم کو مولوی صاحب سے صوف حل بالامکان کو ہی ثابت اور حکم کرنا مقصود ہے ولس یارباقی صحبت باقی۔

**قولہ** صفحہ ۳۸۵ (۳) آپ اس گفتگو کے لئے انعقاد مجمع عام کو شرط ٹھارتے ہیں جس سے گفتگو میں التوا ہوتا ہے الی آخرہ **اقول** انعقاد مجمع عام کے فوائد پہلے مذکور ہوئے اور اس مجمع عام کی حلیت غامضی آپ کے گریز کی بھی معلوم ہو چکی۔ اور یہ ہم عرض ہے کہ وہ دو حرفی بات آپ نے کیوں نہ کی کہ سچی جو اس طول لایینی میں آپ بھی مبتلا ہوئے اور اپنے تمام معتقدین کو جی اس گورکھ، ہندوستان میں چنبا یا اور یہ بھی وعدہ کیا کہ وقتاً فوقتاً مشتمل کر کیا جاوے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ سو نا آپ نے یہ فرمایا وقتاً فوقتاً مشتمل ہونے میں ہی تو مطلوب اصلی ہوتا ہے یہ آیا نہر پہنچ سے بکر

ملویل میں مضمون زلف یا مقرر دراز تھا **قولہ** صفحہ ۳۸۵ میں آپ اعتقاد منقول ہے مافی مسیح کو جو زمانہ تالیف براہین میں آپ رکھتے تھے اور اس کے صفحہ ۴۹۸ و ۴۹۹ میں ظاہر ہے کہ آپ نے آنحضرت کے اس فعل کی جو بات قدس بن مشہورہ انبیاء بنی اسرائیل آپ نے کیا پہر حکم وحی اوس کو چھوڑ دیا اس خیال کی جو کسی الہام کے منہ سے بھرنے میں آپ کے دل میں گذرا یہ وہ غلط ثابت ہوا۔ نظیر پڑاتے ہیں اور یہ غور نہیں فرماتے کہ وہ اعتقاد احادیث صحیحہ اور اون کے معانی قطعیہ اتفاقیہ سے آپ کے دل میں مستحکم تھا جس کو آپ نے کمال وضاحت سے بیان کیا اور اب اوس کا خلاف ایک ایسے خیال سے کیا جس کا ان احادیث پر فرض نہ ہو۔ در صورت اختلاف اس خیال کو غلط سمجھنا آپ کو واجب تھا اگر **اقول** پہلے ثابت ہو چکا کہ حضرت اقدس مرزا صاحب نے کسی کتاب مصنفہ اپنی میں اعتقاد دیا خیال نزول مسیح بن مریم بحکم فصری آسمان سے بحیثیت کذانیہ کو احادیث صحیحہ اور اون کے معانی قطعیہ اتفاقیہ سے غرض لکھا اور اس بارہ میں کسی جگہ کوئی ثبوت دیا۔ اور جبکہ وہ خود تفسیر فرماتے ہیں اور اسے تہا روتے ہیں کہ براہین کی مذکورہ بالا عبارتیں تو صرف اس ظاہری عقیدہ کے رو سے ہیں جو سرسری اور عام طور پر اس زمانہ کے مسلمان مانتے ہیں فقط۔ تو پھر کوئی منصف کہہ سکتا ہے کہ وہ اعتقاد حضرت اقدس مرزا صاحب کے دل میں احادیث صحیحہ قطعیہ سے مستحکم تھا۔ اب جبکہ بدلائل کتاب اللہ و اصح الکتب بعد کتاب اللہ اوس خیال کا خلاف فیض الامر ہونا ثابت ہو چکا تو یہ الہام متنازعہ فیہ کیونکر غلط سمجھا جاوے گا اور اس کا یقین و اذعان حضرت مرزا صاحب کو کیونکر حاصل ہو گا کیونکہ آپ خود نمبر ۱۱ جلد ہفتم صفحہ ۳۲۷ میں لکھتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حصول یقین اور امر ہے اور شرعاً اوس کا جواز اور امر۔ کتاب اللہ و شریعت پر عرض الہام سے صرف اس یقین کا جواز شرعی ثابت ہوتا ہے نفس یقین تو نفس الہام سے ثابت ہو جاتا ہے اس یقین کے حصول کے لئے تو اس کو کتاب اللہ پر عرض کرنا اور اوس کا عدم مخالف ثابت کرنا ہرگز ضروری نہیں یہ عرض تحقیق عدم مخالف تو صرف اس یقین کو شرعاً جائز بنانے کے لئے ہے وہیں۔ اس کی نظیر وہ سونے کا کوا ہے جس کو ایک شخص نے کسی کان سے پالیا ہے

یا وہ موتی کیسا جو دریا میں غوطہ لگانے سے اس کے ماتحت میں آیا ہے اس سونے یا موتی کے حصول کا تو اس کو کامل یقین ہوتا ہے جس میں وہ کسی ثبوت و شہادت کا طالب نہیں رہتا مگر یہاں یہاں وہ اس سرزمین کے بادشاہ سے سونایا موتی دکھا کر پوچھتا ہے کہ اسی کام میں لانے کی آپ مجھ کو اجازت دیتے ہیں اور میں اس فعل میں آپ کی اطاعت سے خارج اور آزاد تو تصور نہوں گا اس عرض اور طلب اجازت کے وقت کوئی اس شخص کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس شخص کو اس سونے یا موتی کے حصول کی نسبت یقین نہیں ہے یقین ہوتا تو وہ اسی بادشاہ کو کیوں دکھاتا اور اس سے اس کے صرف کرنے کی اجازت کیوں مانگتا۔ اس نظیر کو ٹیڑھ کر امید ہے کہ کسیکو دینٹر ٹیکہ وہ نعم و انصاف سے کچھ بہرہ رکھتا ہو) اس میں شک نہ ہوگا کہ ادیار اللہ کو یقین تو نفس الہام سے ہو جاتا ہے شریعت پر اس کا عرض کرنا اور اس کی عدم مخالفت ثابت کرنا اس یقین کو صرف شرعی بنانا ہی اس کی حقیقت و اصلیت کو نہیں بدلتا اور نہ بڑھاتا ہے اصلیت حکم عرض الہام سے اس کی ظہیریت نکالنے والوں کی منشاء غلطی کا بیان۔ جو لوگ الہام کو کتاب اللہ پر عرض کرنے کے حکم سے اس کا غلطی ہونا نکالتے ہیں وہ بہ خیال کرتے ہیں کہ الہام غیر نبی میں دوسرے شیطانی کا احتمال ہے تب ہی ہم اس کو کتاب اللہ پر عرض کر کے یہ دیکھتا ہے کہ وہ مخالف کتاب اللہ اور دوسرے شیطانی تو نہیں اس میں یہ احتمال نہ ہوتا تو اس کو کتاب اللہ پر عرض کر کے اس کا مخالف کتاب اللہ نہ ہونا کیوں دیکھتا۔ اور اس خیال سے شاید وہ ہمارے پیش کردہ نظیر کا نظیر الہام ہونا تسلیم کریں اور الہام غیر نبی کو اس سونے کی نظیر قرار دیں جو کسی راستہ سے کوئی پادے۔ اور اس کے ساتھ پتیل ہونے میں متروک ہو کر صرف سے پوچھے کہ یہ پتیل تو نہیں ہے مگر یہ اون کی غلطی ہے ہمارے اصول پر اس الہام میں جس کو ہم نے غلطی کہا ہے، گو شروع میں قبل استحکام و استقرار الہام و دوسرے کا احتمال ہے اور اس وقت اس کو غلطی کہا جاسکتا ہے مگر جب اس کا قیام و استقرار ہو جاتا ہے تب ہم کہہ سکتے ہیں اس کا یقین کوٹ کوٹے بہرہ آجاتا ہے اور اس میں دوسرے شیطانی کا احتمال نہیں رہتا اور نہ اس وقت اس کو غلطی کہا جاسکتا ہے اس وقت اس کا عرض کتاب اللہ پر

محضر ادب و تعظیم و اظہار متابعت شریعت کے لئے بر تابت نہ اس خیال احتمال سے کہ وہ کتاب اللہ کے مخالف تو نہیں ہے اس حالت میں وہ کتاب اللہ کے مخالف ہو ہی نہیں سکتا لہذا وہ اُس سولے کی نظیر نہیں بن سکتا جبکہ کسی نے راستہ سے پایا جو اور اوس کے سونے اور پتیل ہونے ہیں اسکو تر دو ہوا اور اس تر دو کے سبب و دندر نوں کو کہتا پھر تاہم اس حالت میں تو وہ اسی خالص ہونے کی وجہ کان سے یہاں گیا ہو، یا اوس دیتیم کی برادریا میں غوطہ لگانے سے مانہہ آیا ہو نظیر یہ جس کے سونے اور موتی ہونے میں یا بدہ کو کوئی شک نہیں ہوتا اور بادشاہ وقت سے وہ اُس کے کام میں لانے کی اجازت صرف اسکی بادشاہی کے ادب کے خیال سے حاصل کرتا ہو انتہی بلفظ **قولہ** - صفحہ ۳۸۵ - اور اگر آپ وہ اعتقاد آپ کے نزدیک سن شہورہ نبی اسرائیل یا الہام کی غلط تاویل کے نظیر دیکھتا ہوں آپ پر اس امر کا اظہار واجب تھا اور اس مضمون کا اشتہار میں فرض کہ براہین صفحہ ۴۹۸ و ۴۹۹ میں جو سنیے حضرت مسیح علیہ السلام کا دنیا میں دوبارہ آنا اور جانی نزول فرمانا بیان کیا ہے وہ مطلب الہام کو غلط سمجھنے یا اوس وقت کے گمراہ سامانوں کی تقلید و تہافت **اقول** - اظہار اور کتبہ کہتے ہیں حضرت اقدس کے خطوط وغیرہ میں اظہار و اشتہار سب موجود ہے علاوہ برین حضرت عیسیٰ کی وفات پا جانے اور دوبارہ نہ آنے کا اشتہار، مینا جو فتح اسلام و توضیح مرام میں مندرج ہے اُس خیال کا تحطیہ کرتا ہے - اور غلام احمد بن غلام قمری کا عیسیٰ بن مریم ہونا جس کا ثبوت پہلے گذر چکا آپ خود تسلیم کر چکے ہیں کما تر اور یہ یہی ثابت ہو چکا کہ دعویٰ مثیل مسیح ہونے حضرت اقدس کا براہین احمدیہ میں مذکور ہے بلکہ موعود ہونا بھی بلا مذکور ہوا ہے اور وہی رسائل فتح اسلام و توضیح مرام میں مع زیادت بیان موجود ہے اور وفات پابان حضرت عیسیٰ کا اور دوبارہ نہ آنا اس کی دنیا میں جسم غرضی مبرہن بکتاب و سنت و الہام حق کے ہی ان دو امور کو ناخن منسوخ قرار دینا ایک کمال درجہ کا مغالطہ ہے جس سے ادنیٰ منصف ذی لب و اختلاص واجب سمجھتا ہے چہ جائیکہ آپ جیسے فاضل مصلح صلیب بھی وقت ہے یا تو اپنے حال کے عقیدہ مخالف عقیدہ سابقہ کی غلطی کا اشتہار دیجئے ورنہ لوگ آپ کو یو یو پیسے جانچ سابق مندرج

اشاعہ شیعہ سے پورا الزام دیں گے اور آپ کی تحریر آپ پر حجت ہو جاوے گی یہ تیری اوصاف  
 بالا سے جو اپنا بول بالا ہے۔ کیسی بات اپنی بات پر اونچی نہیں ہوتی **قولہ** صفحہ ۸۶ و ۸۷  
 روحانی طور پر آپ کے مشیل مسیح ہونے (جس کا بیان صفحہ ۸۸ و ۸۹ میں ہوا) میں احمدیہ کہتے ہیں،  
 کے امکان پر پیرا سکوت کیا اس کا صحیح اقرار اشاعہ شیعہ نمبر ۱۰ جلد ۱ میں بصرفہ ۱۰ موجود ہے مگر اس  
 سکوت یا اقرار سے آپ نے جدید دعوے کو کیا فائدہ پہنچایا ہے پہر آپ کس خیال سے بار بار میری  
 اہلام کا حوالہ دیتے ہیں **۱۱ اقول** جبکہ روحانی طور پر حضرت اقدس مرزا صاحب کے مسیح ہونے پر  
 ہم نے آپ اقرار کر چکے ہیں تو ہم سوا اس اقرار کے اور کسی الہام کی تصدیق پر آپ کو مجبور نہیں  
 کرتے صرف یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح بن مریم کا وجود فطری آسمان پر اٹھایا جانا کتاب اللہ سینت  
 صحیحہ صریحہ الدلائل سے ثابت کر دیجئے جس کے آپ مدعی ہیں اور اگر آپ یہ ثابت نہ کر سکے  
 اور نہ ہی ثابت پا جائے حضرت مسیح بن مریم کا کتاب اللہ اور اصح الکتب بعد کتاب اللہ سے  
 ثابت کر دیا تو پھر آپ ہی فرمائے کہ سوائے مشیل مسیح کے اور ان احادیث کا صدق جن میں مسیح  
 بن مریم کا نام لکھا ہے کون ہو گا خصوصاً اس حالت میں کہ مشیل موعود ہونے کی تصدیق  
 آپ کر چکے ہیں سلسلہ تصدیق نہیں کی تسلیم کر چکے ہو سنا کہ تسلیم ہی نہ سہی آپ نے دیو دیویں  
 اس پر سکوت کیا۔ نہ والد سکوت فی معرض البیان بیاں قاعدہ سلسلہ شیعہ ہے اور حاشیہ  
 نمبر ۱ میں جو کچھ آپ کو نظر نہیں آیا وہ سب کچھ پہلے نظر آچکا ہے اور اس کے دلائل کتاب سنت  
 سے آپ کے رسالہ دیو دیویں مندرج ہیں اب اگر کسی غرض نفسانی سے نظریں آتا تو پھر ان دلائل  
 پر نظر ثانی کر دو اور اپنے دیو دیو کا یو یو لکھو اور اس شعر کو پڑھتے جاؤ چوں غرض آمد نہر پر شیعہ شہر  
 صد حجاب از دل بسوتے دیدہ شد۔ آپ کی اس تحریر حال اور دیو دیو سابقہ میں زمین اور آسمان

ملہ ناظرین اس اقرار کے اقرار کیا رکھیں کہ بہت جگہ لکھا ہے۔

ملہ کہیہ نگہ دیو دیویں صاحب اترا خدوا یک شے کے امکان کے قائل ہیں اور اس جگہ اسی نئے کے متعلق کے قائل

ہیں دشتان بینہما تہ نہ

کا فرق نظر اُڑا ہے **قولہ** صفحہ ۳۸۶ جس حالت میں آپ خود اسکی تکذیب کہ چکے ہیں **الہام**  
**اقول** خیال مرزا صاحب کا خیال عام مسلمانوں کا ہرگز ہرگز الہام عقلمانی تکذیب نہیں کر سکتا۔  
**قولہ** صفحہ ۳۸۷۔ اس عبارت کی سیاق سے اور اس کے ان الفاظ سے کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اپنے اس مقام پر کہا ہے وہ الہام سے کہا ہے  
صرف یہودیوں و زعم جناب مسلمانوں کی تقلید سے نہیں کہا بنا علیہ یہ جدید الہام اس الہام  
قدیم کے مخالف ہے **الہام** **اقول** دیکھتے ہیں ہم تیرے سے علم کسٹم۔ یہولتی تیری وفا  
پیارے لگا اگلی بھین۔ مولانا سابق میں جبکہ آپ خود صفحہ ۲۵۸ مسیح کا جسم کے ساتھ اوشایا جانا  
یا نزول اسبطر پر عام مسلمانوں کا خیال فرما چکے ہیں اور حضرت اقدس مرزا صاحب نے جا بجا  
خطوط وغیرہ میں تصریح فرمادی کہ یہ مسئلہ الہامی نہیں ہے بلکہ خیالی ہے اور اسی خیال شہور  
کے سبب براہین میں درج ہوا یہ اب اس کو الہامی قرار دینا کیسا بیجا اور محمل ہے اور لفظ  
رظا ہر کیا گیا ہے جو آپ کا تشبہ استدلال ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جملہ  
ناطقین کو انڈیائی اور اپنے آپ کو دنیا دیکھتا تصور فرما رہے ہیں بہا میں دریافت کرتا ہوں  
کہ حضرت مسیح انساں نے کس امر کی نسبت لفظ رظا ہر کیا گیا، کا استعمال فرمایا ہے آیا مسیح  
کے دوبارہ جسمانی طور پر دنیا میں آنے کو اپنے روحانی طور پر مسیح کے پیش ہونے کو بشرق  
اول ضرورت تھا کہ یہ عبارت دیکھیں اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے اول میں ان دونوں کی ہوتی اور  
آپ کا یہ استدلال ایسا ہے جیسا کہ یہ شعر شہور ہے۔ چن خوش گفت است سعدی  
در زینجا۔ الایا اتہا الساقی اور کاسا دنا ولہا۔ اور بشرق ثانی باوجود موجود ہونے لفظ لاکن کے  
آپ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ مسیح کا دوبارہ جسمانی طور پر دنیا میں آنا بھی اسی عبارت رظا ہر کیا گیا، کے  
تحت میں داخل ہے اور الہام ہے **مذہب** **قولہ** صفحہ ۳۸۷۔ مگر شاید اس میں آپ  
یہ غلط کریں کہ الہام کی عبارت ایک حد تک ختم ہو چکی ہے اور اس کی آخری عبارت جس میں  
مسیح کے جسمانی مصداق ہونے کا بیان ہے غیر الہامی ہے **الہام** **اقول** یہ کیا خط مستور



اول عبارت جو قبل لفظ ظاہر کیا گیا، کے ہے کی طور پر الہامی نہیں ہے بلکہ غیر الہامی ہے اور آخری عبارت جو تحت اور ذیل میں (لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے) کی ہے وہ الہامی ہے۔ اور الہام جدید آپ کو کوئی تسلیم نہیں کرتا آپ صرف مثیل مسیح ہونا حضرت اقدس کا مسلم رکھتے۔ اور وفات پا جانا حضرت مسیح بن مریم کا اور دوبارہ نہ آنا اون کا بعد منصری جیسا کہ عام لوگوں کا خیال ہے ہم کتاب اللہ واضح الکتب بعد کتاب اللہ سے تسلیم کیا دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ پھر اندر ضرورت اول احادیث کا جنہیں نزول بن مریم مذکور ہے سوائے مثیل مسیح اور کون ہو سکتا ہے کما قہر مارد۔ اور خیال مشہور کا خلاف نفس اللہ ہونا حضرت اقدس کی طرف سے مشہور ہو چکا اور اشتہار کے کیا معنی ہیں آگے را لفظ یعنی جو مرزا صاحب کی عبارت میں مذکور ہے سو وہ اپنی رائے سے تفسیر کے واسطے ہے نہ بیان نفس الہام کی خاطر۔ یعنی کے تحت میں داخل کر کے اوس کو آپ کہیں الہام نہ قرار دیجئے گا **قول**۔ صفحہ ۳۸۷ (۷) مولوی نور الدین صاحب کے طے کی نسبت اپنے ایک رائے ظاہر نہیں کی میں پھر اس کا طالبہ کرنا نہیں۔

**اقول**۔ ایسے امور کی بحث کر رہے کہ فضول والا یعنی ہے حضرت اقدس مرزا صاحب ایسے ابحاث فضول کو کر رہے کہ اپنی تحریرات میں کیوں درج فرما دیں گے۔ اور دعوے

مثیل مسیح ہونے میں کوئی جدت نہیں وہی دعوے قدیم ہے فقط **قول** صفحہ ۳۸۸۔

اس خط میں ہمارے خط نمبری ۲۰ کی کسی بات کا جواب نہیں صرف اسی پرانے دعوے کا اعادہ ہے کہ پرائیویٹ گفتگو میں کچھ فائدہ نہیں لہذا ہم جلسہ عام میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں **اقول**۔ آپ کے خط نمبری ۱۲۰ کا جواب مفصلاً لکھا گیا اور اس جواب آخری میں آپ نے

کوئی ایسی بات نہیں کہی جو قابل جواب ہو لہذا آپ کی تحریر آپ کی خدمت میں بہ تفسیر الہام

مولوی صاحب نے ہر ایک خط کے آخر میں ان تخلص نامہ شریف لکھا ہے اور مدافین انا صحن کے ہوئے ہیں جو فرما کر

اصح کے ہیں انہیں سے ایک شخص کو ہی دانیس کیا بہار نمازیں پشانت ہو گیا ہو کایں بسی اصح کو اسلے اور کہہ تو عرض نہیں کرتا

موصاف اس شعر کے شنبہ یا کتا کتا رہوں مے حضرت نامہ جو آویں وہ وہ دل مرش نامہ۔ کوئی ہجڑا تو تہجد سے کچھ بڑے کیا خط ہے۔

کیجاتی ہے۔ انجیباں کو بہت فضل ماندا۔ بانے آئندہ الا اصداء۔ اس تحریر کے اشاعہ اور  
 اشتہار سے آپ نے دوستانہ اور برادرانہ تعلقات کو حسب اقرار خود قطع کر دیا ہے نہ حضرت  
 اقدس مزار صاحب نے نہ مجھ میں ایک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں۔ تم میں دو وصف  
 ہیں بخوبی ہو خود کام بھی ہو۔ اور مخاصمانہ مباحثہ کی بنا کو آپ نے قائم و مستحکم کر دیا معہذا  
 ہم آپ سے دوستانہ و برادرانہ بحث اپنی جانب سے ترک نہیں کرتے اور پرائیویٹ ملاقات  
 بھی چاہتے ہیں کیونکہ ایسے سائل کے اختلاف کذا فی میں یہ بہت ضروری ہے۔ اور اندر  
 اشاعہ ہرگز جائز نہیں اگر آپ مخاصمانہ مباحثہ کے لئے حاضر و مستعد ہیں تو ہم منصفانہ ملاحظہ عام  
 کرنے جس دن اور جس مقام میں مباحثہ کرنا چاہیں ہم حاضر ہیں۔ ہمارے میدان ہمارے چاہاں  
 ہمارے گور۔ انتقام و مجلس عام کا انتظام حضرت اقدس کے ہی ذمہ ہے اگرچہ بغیر انصاف آپ کے  
 ذمہ ہونا چاہئے تھا کیونکہ۔ بے تہید آپ ہی مخالف اور راہ اور مذہب لغت مسیح الزمان کے  
 بنی ہیں اور بعد تقرر تاریخ و مقام حسن نظام حاضر ہونا آپ کے ذمہ ہے خواہ آپ کہیں ہوں  
 کیوں کہ آپ کے حاضر ہونے میں بڑی دوا ہے جو آپ کو پیدا ہوتی صرف راہ اور چرخ  
 سفر ہی رہتی قبول نہیں ہے۔ مگر جاں طلبی۔ ضائع نہایت۔ ورنہ زر طلبی سخن براغیثت۔ سو  
 اوس کی نسبت۔ نسبت بیع الزمان انیل ہو چکے ہیں جس کو آپ نے بڑی خوشی سے لکھا کہ سفر کا  
 خرچ دینا تو آپ مان ہی چکے ہیں۔ لانا و مان پر اس صرف قلیل کی کیا پروا ہے جو آپ کی زاراہ  
 میں ہو گا ہزار مارویہ ایسے ہی مسافر میں صرف ہو رہا ہے جس کے آپ بیعت میں ہوں۔ قرار و  
 کف زاراہ کا نگاہ مال۔ نہ صبر و دل عاشق نہ آب و زرع مال۔ اور ہم خوب جانتے ہیں کہ ماہ  
 اپریل میں آپ کا غرض سفر تھا اس غرض سے کہ کچھ ہندوستان سے روپیہ تحصیل کیا جاوے  
 اسی مباحثہ کے شوق سے آپ نے اس غرض کو فراموش کیا ہے کیونکہ یہ مباحثہ آپ کی مطلوب کیونکہ

۱۔ تجارت و ریختہ و جہنہ ملوی صاحب کی ہے جو انہیں جماعہ موقی ہے ناظرین بغیر انصاف ملاحظہ فرما دیں اور

بمترکہ ایک تہید کے پیشکار تحصیل زرہر گیا ہے۔ مگر جلسہ عام مناظرہ کو آپ نے ماہ اپریل میں بھی ٹھایا۔  
 جیسا کہ ۸ مارچ کو پیر کل ماہ مارچ کو بھی ٹھایا اور کچھ ایفا و تاہم کیا اور پیر بعد طے جملہ عذرات کے آپ نے  
 ازراہ اولام کے دیکھ لینے کی اگر گزری حسب ارشاد و ہدایت حضرت مسیح الزمان کے پہلے ہی سے اپنے  
 ایسا کچھ کیا ہوتا ہر حال مثل مشہور ہے کہ ہر چہ دانکنہ کنہا داں لیک بعد از خبری بسیار۔  
 اب اتنی قحی البتہ پیدا ہو گئی کہ لوگ آپ کو گریز کی طرف منسوب کریں گے اور صاف کہیں گے کہ آپ جلسہ  
 پرائیویٹ کے چیلہ و ہانہ سے مباحثہ کو ٹلاتے ہیں یہ اصل دعا کا جواب ہے نہ جواب۔ سب قسم  
 طعن و طنز جو آپ کے خطوط مابقیہ موسومہ احقر وغیرہ میں نسبت حضرت مرزا صاحب کے مندرج  
 ہے اور نیز ان خطوط موسومہ حضرت مسیح الزمان میں موجود ہے سو باری طرف سے یہ ہے اور آئندہ  
 ہی ہمیشہ یہی رہیگا۔ بدقسمتی و غور سندم عفاک اللہ تکو قفتی جواب تلخ ہے زمیند بصل شکر  
 خارا۔ اگرچہ اس عہد و پیمان کو آپ نے مدت سے نقض کر دیا ہے مگر ہم اتنا اللہ تعالیٰ اس کا نقض  
 نکریں گے۔ یہ بدگوئی ایسی مسیح ثانی ہم کی نسبت جب کو آپ تصدیق کر چکے ہیں کب منزاوار ہے  
 او رمذاانی روحانی اشخاص مصدق کی نسبت آپ کو ایسے ہی اخلاق سے پیش آنا چاہئے۔  
 خصوصاً ایسے شخص منکر اور متواضع کے مقابلہ میں جو آپ کو اون الفاظ سے یاد کرے  
 جو خط نمبری ۳۰۔ اور باقی خطوط کے فقرات زیر نشان میں مندرج ہیں آپ اون کو مکرر  
 ملاحظہ فرمائیے اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر انصاف سے کہیں کہ آپ کے الفاظ مندرجہ  
 خطوط موسومہ احقر وغیرہ جو نسبت حضرت مسیح الزمان کے ہیں آپ کے اقرارات کی نسبت  
 کیا کہہ سکتے ہیں مرایا و توافر اموش۔ ان اسی عرض سے آپ نے ان فقرات پر نوٹ لگائے  
 تھے آپ نے ہم پر احسان کیا کہ اپنے نوٹوں کی طرف ناظرین کو توجہ کرنے کا جملہ موقع دیا اور اپنے  
 حاشیہ نمبر ۸۲ کو بخوبی تکذیب کیا۔ ان الفاظ کی تحریر سے آپ نے ایک احسان ہم پر یہ کیا کہ  
 ۸۵۔ یا قبل سے جو آپ کے دل میں سو و ظنی کے بخارات ادھڑ رہے تھے اور وہ کسی معقول پر

پر بننے نہ ہتے ایسوجہ سے آپ اون کے اٹھار میں قائل فراتے ہتے وہ سب خود لڑ بختی ہتے ظاہر ہو گئی  
اور جہ کو آپ کے ساتتہ جن ظن اتقا و اتباع کا تہا او سکونہ باو کہلایا اور جو امکانی تصدیق ریویو بلایت  
میں ہو چکی ہتے وہ اب ہتے قہیدہ الہامات کی نسبت جن کا نام آپنے جریدہ الہامات رکھا ہتے ایسی رائے  
خلاف کتاب وسنت ظاہر کرنے سے مانع ہتے کیونکہ وہ تصدیق فعلی نہ سہی امکانی ہی ہتے مہرین بہ  
کتاب وسنت ہتے اور کتاب وسنت صحیحہ حکم انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ محافظون اب تک  
موجود و محفوظ ہتے اور قیامت تک محفوظ رہیں گے گو آپ نے بموجب اوس الہام کے جو حضرت  
اقدس کو ہوا ہتے مجدد و ابھار واستیقنہا الفسحم ظل و علوا اوس کو اٹھار دیا لہذا ہم کو اس  
بدگویی کے مقابلہ میں شکیہ واجب ہتے اور اوس کی جوابدہی ترکی بہ ترکی جو کی گئی ہتے وہ حرف  
اس غرض سے کہ آئندہ کو آپکا زور کبر اور غور علمی جاتا رہے اور حضرت اقدس مسیح الزمان نے  
آپ کے جواب تفصیلی کی طرف اس لئے التفات نہیں فرمایا کہ ایسے جواب کے لئے اور بہت لوگ ہیں  
اور صرح سے کلوح انداز پایا و اتش سنگ است پر عمل کر نیکو مستعد بہتر ہتے کہ آپ اس عادت اور  
عقیدہ کو جو بعد از تالیف ریویو براہین احمدیہ کی نسبت حضرت مسیح الزمان کے اختیار کیا ہتے چھوڑ  
دیں ورنہ آپ کو یاد رہے کہ ہ آستان یار سے اوٹھنے کا قصد آتش نکرہ چھوڑ کر اس در کو مرویوار  
سے ٹکرائیگا۔ اور اس شعر کو بھی ہمیشہ پیش نظر رکھ کریں ہ وہن خویش جہشنام میلا صاحب  
نیز زرقاب ہر کس کہ وہی باز دہر۔ اور شہتار ۲۶ مارچ میں جو الفاظ علم کی پردہ درمی اور  
جیا و ایمان کے مخالف، یکے گئے ہیں وہ تو نہایت تہذیب سے استمال کئے گئے ہیں ثبوت اس کا  
ہم ہتے کہ آپنے اون کی تاویل بمالایہ صخی بہ قائمہ اپنی طرف سے کر کر مخالف تہذیب قرار دیئے  
ہیں اگر نفس الفاظ مندرجہ استہتار خلاف تہذیب ہوتے تو ان کو دوسرے الفاظ سے بدل کر  
تاویل کر لے گی آپ کو کیا حاجت ہوتی ظاہر ہتے کہ کسی فعل کو خلاف جیا و ایمان کے کھنا اور بات  
ہتے اور سرسرتہذیب ہتے اور کسی شخص خاص کو بے ایمان یا بے حیا کہتا چنیر و گیر ہتے جو خلاف  
لہ کیونکہ جہشے سلسلہ کمالات میں حسب اثر و ملوہا محب داخل ہتے وہ سلسلہ متغیات میں کیونکہ داخل ہکتی ہر کلمہ نہ

تہذیب ہے آپ ان دونوں عبارتوں کو عرفاً سادی کیونکر کہہ سکتے ہیں باقی آئندہ۔ اب ہم اس حصہ دوم اعلام کو اور نہیں الفاظ کے ساتھ تبغیر یہ ختم کرتے ہیں جن کے ساتھ اپنے ریویو براہین احمدیہ کو ختم کیا تھا وہ ہوندا۔ یعنی اس کتاب براہین احمدیہ کی خوبی اور بخوبی اسلام نفع سبانی اس کتاب کو چشم انصاف پر پڑھنے اور ہمارے ریویو کو دیکھنے والوں کی نظروں میں بخوبی نہی لہذا حکم ہل جتا۔ آلا احسان کا ذرا اہل اسلام پر د اہل حدیث ہوں خواہ حنفی شیعہ ہوں خواہ سنی وغیرہ) ایسے خواہ مولوی محمد حسین صاحب ہوں اس کتاب کی اور اس کو مولف کی نصرت اور اس کے مصارف طبع کی اعانت واجب ہے اور ترک واجب سے مولوی صاحب وغیرہ بالضرور گنہ گار ہوں گے۔ کیونکہ مولف براہین احمدیہ نے مسلمانوں کی عزت رکھ دکھائی ہے اور مخالفین اسلام سے شرطیں لگا لگا کر تحدی کی ہے اور یہ ہنادی اکثر روئے زمین پر کر دمی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک ہو وہ ہمارے پاس آئے اور اس کی صداقت دلائل عقلیہ قرانیہ و معجزات نبویہ مجیبہ سے جس سے وہ اپنے الہامات و خوارق مراد رکھتے ہیں، بحشم خود ملاحظہ کر لے پہر کیا اس احسان کے بدلے مسلمانوں پر یہ حق نہیں ہے کہ فی کس نہ سہی فی گہر ایک ایک نسخہ کتاب اس کی ادنی قیمت دیکر خرید کریں اور اسپریشٹر پڑیں سے جماد سے چند دادم جاں خریدم بھگواند کہ بس ازراں خریدم۔ اب ہم اس ریویو کو د عا پر ختم کرتے ہیں۔ اسے خدا اپنے طالبوں کی رہنما و نیران کی ذات سے اون کے بابا سے تمام جہان کے مشفقوں سے زیادہ رحم فرما تو اس کتاب اور اس کے مولف کی محبت لوگوں کے دلوں میں خصوصاً مولوی محمد حسین صاحب کے دل میں مثال دے اور اس کی برکات سے اون کو مالالال کر دے اور کسی اپنے صالح بندے کی طفیل اس خاکسار شمسار گنہ گار کو یہی اپنے فیض و انعامات اور اس کتاب کے انصاف برکات سے فیض یاب کر آمین و لا حول و لا قوت الا باللہ العزیز العالی

## اشہارِ خدمت علماءِ امصار و دیار

اس عاجز ہجرا نے اکثر کتب متداولہ حدیث میں جستجو و تفحص کیا کہ یہ خیال ہم اہل اسلام کا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کا صعود اولی آسمان پر اور دوبارہ نزول آسمان سے یہ دونوں وجود و غیبت میں کسی حدیث صحیح مرفوع متصل صریح الدالات میں موجود ہو لیکن میری تفحص میں کوئی ایسی حدیث نہیں ملی اور قرآن مجید میں جو رفع ہے وہ بعد وفات کے ذکر ہے جیسا کہ سب مقدسوں کے واسطے ہوتا ہے نہ رفع الی السماء بحمد عنصری۔ لہذا اگر کوئی اہل علم محدث ہوں یا منسہر اس خیال کو حدیث کذاشی موصوفہ الا ذکر سے نصاً ثابت کر دیں تو فی حدیث یہ ہجراں اونکی خدمت میں نہیں رہے ہوتے تھے کیونکہ اعتقادات کیواسطے ادنیٰ درجہ ایسی دلیل کا ہونا نہایت ضروری ہے اور یہ میرا اقرار صحیح و قانونی تصور فرمایا جاوے فقط

المشاہور خاکسار محمد احسن امر و ہوسی نزیل ہوپال

## مناجات

يَا رَبِّ اِنْ عَمِلْتُ ذُنُوبًا كَثْرَةً  
فَلَقَدْ عَلِمْتُ يَا نِعْمَ الْعَظِيمُ  
اِنَّكَ لَا يَجُوزُكَ اِلَّا مُحْسِنٌ  
مِنْ الَّذِي يَدْعُو وَيَجْأُ الْجُحُومُ  
اَدْعُوكَ رَبِّ مَا اَمَرْتُ تَضَرُّعًا  
فَاِذَا رَدَدْتَ يَدِي فَمَنْ ذَا يَرْحَمُ  
مَا لِي اِلَيْكَ وَسِيلَةٌ اِلَّا النَّبِيُّ  
وَعَلَامَ اَحْمَدَ تَمَّ رَبِّي مُسْلِمٌ



مناظرہ و گفتگو دربارہ حضرت مرزا آسکہ و متضمن دیگر امور پیچیدہ ان کے پاس پہنچا مشکور و شاکر یا دوسری  
 فرمایا۔ بعض ارشاد کی تعمیل کرتا ہوں اور نسبت بعض کی تذکرہ کرتا ہوں یعنی امانت آپ کی خطوط  
 چہار عدد و بجنہ مرسل ہیں۔ اور قیمت اشاعتہ الشبہ مبلغ سہ روپیہ کلدار پیش کش کرتا ہوں اور سکو  
 تو ضرور بالضرور آپ قبول ہی فرماویں گے کیونکہ جہد اصول و فروع کا وہی لب لباب ہے ۵ فاضلہ  
 کو ہمہ در فکر فروع است اصول۔ گاہ اندیشہ معقول کند گہ مغول ۶ ایں ہمہ از پے آنت کہ تدریجاً ملکہ  
 مرومانہ ہمہ خواند بخدا و برسول (۳) ماشاء اللہ آپ کا ضبط جوش اور حوصلہ عالی تو عالمگیر  
 مشہور ہو گیا ہے پر اب مکر آپ اوس کو چہا نگلیہ کیوں مشہور کرنا چاہتے ہیں کہ تحصیل حاصل ہے  
 اور پھر اس احقر سے پرائیویٹ طور پر اوس کی اثبات نفی کی کوئی ضرورت نہیں میں اس کا  
 پابند ہوں من حسن اسلام المرأتی کہ سالہ بعینہ (۳) جو افلاط آپ کے اس پیچہ ان  
 کی رائے میں نیک نیتی سے معلوم ہوئی ہیں حصہ اول و دوم اعلام الناس میں مکرر چکا ہوں۔  
 حصہ اول آپ کی خدمت میں پہنچ چکا غریب حصہ دوم ہی انشاء اللہ تعالیٰ پہنچے گا درجہ ہر  
 فرمائے ان اللہ مع الصابرين پیر اب مجھ کو مکر آپ کے افلاط کو اظہار کی کوئی ضرورت  
 نہیں معلوم ہوتی ہے کیونکہ آپ سے فرماتے ہیں۔ اور اگر آپ کو صبر نہیں ہے تو یا حصہ اول  
 کا جواب تحریر فرمائے یا اوس کے مضامین مہمہ کی تصدیق کیجئے اور اگر حصہ اول کے جواب دینے  
 نزاع فطری کی بحث اوس میں داخل کیجئے ورنہ ہم آپ کی درخواست مناظرہ بغیر جواب دے  
 ہوئے اعلام الناس کے عکس التقضیہ ہے غایت وہ یہ کہ ہنر نہ عکس النقیض کی ہو لیکن  
 عکس تو ہی تو نہیں ہے (۴) حکیم نور الدین صاحب اور حضرت مرزا صاحب سلمہ  
 جو مباحثہ آپکا ہوا اوس میں آپ نے کون کون سے آداب مناظرہ کو استعمال کیا ہے چکی  
 امید ہے احقر آپ کے مناظرہ اور گفتگو میں کرے من جہد الجہاد ۷ حلیۃ اللذات  
 مقولہ شہودہ ہے لہذا حکم الیاس احدی الراحتین اس ناچیز کو آپ کی ذات بابرکات سے  
 الہی رحمت حاصل ہو گئی ہے کہ میں آپ سے سبب آپ کے اہل و عیال کے جو ذیل میں



معروض ہوتے ہیں ملاقات نہیں کرنا چاہتا اور گفتگو بالمشافہہ یا مناظرہ تقریری کا ذکر  
 ہی کیا ہے (۵) ضبط و حوصلہ کی تعمیر میں جو آپ نے تحریر فرمایا کہ (میرے بیان میں آپ کوئی  
 لفظ نامناسب پیر قادیانی کے حق میں سنیں تو اوسپر صبر کریں) اور اوس کو معلل کیا اس علت  
 سے کہ جیسے آپ اون کے غایت درجہ کے معتقد ہیں میں نہایت درجہ کا یگانہ ہوں لہذا جیسا  
 آپ کو اون کی تعظیم کے اظہار کا حق ہے مجھے اظہارِ روحانی کا حق ہے (الخ فیہ نظر مامو لا لا اگر  
 ہدایات قرآن مجید ایسے سوزن اور الفاظ نامناسب کے استعمال سے ناجی و مانع ہیں اگر انکو  
 یا زبے ہوں تو سنئے قال اللہ تعالیٰ وقولوا للناس حسنا۔ ایضاً قال اللہ تعالیٰ  
 لا یجوز علی المؤمنین والمؤمنات بانفسھن خیرا ولا ثمن و انفسھن  
 ولا تباینوا بالانقاب۔ یس الا سجد العسوق بعد الا ایمان ومن لم یتوب  
 فاولئک هم الظالمون۔ ایضاً قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا  
 من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا یحب احدکم  
 ان ینکح محرابہ میتا فکرموا واتقوا اللہ ان اللہ قواب حریص و فیروز لا یس  
 من الا آیات الکثیرہ۔ ثانیاً اگر ابواب الادب کتب احادیث کے استعمال کرنے کا قیاس  
 نامناسب اور سوزن سے خصوصاً ایسے سوزن سے جیسا کہ آپ کو جو اشد مانع ہیں اگر نہ ایمانی  
 ہو گئے ہوں تو سنئے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث من اصل الا ایمان  
 الکف عن قال لا الہ الا اللہ لا تکفر بذنب ولا تخرجہ من الاسلام۔ ایضاً قال  
 کل المسلم علی المسلم حر عرضہ ومالہ ودمہ التقویٰ حسنا یحبیب المرء من الشر  
 الخ الخ الخ ایضاً قال علیہ السلام بالرفق والایک والحق والغش۔ ایضاً قال محمد بن القوی  
 محمد بن الحنفیہ وکثر ذلک من الا احادیث الکثیرہ ثانیاً اگر ہذا ادب میں کل الانبیاء و  
 داب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہم السلام وادب الخلفاء الراشدین  
 وعلیہم السلام وادب التابعین والفقہاء المجتہدین والعلماء الصالحین

وہذا دین محمد دلوفت سئلہ اللہ تعالیٰ فلہ تمحق ہذا لاجماع الذی کان علیہ الذین  
والمرسلون والمصدقون والشهداء والصالحون رضی اللہ عنہم اجمعین اللہم اھدنا  
المصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین  
امین۔ راجعاً آنکہ یہ استحقاق استعمال سبب و شتم یا الفاظ نامناسب کا جو بناء علی سوا الظن  
آپنے حاصل کیا ہے خصوصاً تحقیق مسائل میں اس کا نتیجہ بجز خیال و مرا اور تباغض اور  
تخاصم نہی عنہا کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا پس ایسے سانحہ محض عبت اور لغو ہے اور علت  
خامی اور سکی کچھ بھی نہیں السی اذ اعلان مقصودہ لغی تفسیر مشہورہ مسلمہ ہے خاصاً آنکہ  
الگو کئی صاحب سوادہ حق کے جو آپ کی نسبت سوء ظنی رکھتا ہو مثلاً آپ کو دجا بد کذاب سے  
شمار کرے اور بر ملا اور بالمشافہہ آپ کو ان الفاظ ناملائم و نامناسب سے یاد کرے تو کیا آپ خوش  
ہوں گے چونکہ آپ بشر ہیں ملک نہیں باضر و ناخوش ہوں گے بلکہ ایسے صاحب کے کھانین  
قیام و طعام بھی آپ کو گوارا نہ ہو گا سجد میں رہنا منظور ہو گا اگر ان صاحب کے مکان میں نہ رہے  
اور ائمہ عالی اسکا شاہد ہے بلکہ انسان علی نفسہ بصیوۃ اور مینی سناتے کہ ایسے ہی الفاظ  
نامناسب سے مولانا محمد بشیر صاحب کا کنسی مسئلہ میں اپنے دل دکھایا اور انہوں نے صبر  
فرمایا لیکن ہم جیسے لوگوں نے اس قدر صبر کب ہو سکتا ہے اور اگر آپ کہیں کہ یہ استحقاق نہ فہم  
نہی حاصل لہے دوسرے صاحب کو نہیں تو اسے میرے ہر بان دوست قدیم یہ ترجیح با  
مربع ہے جو کسی بالغ عاقل کے نزدیک دوست نہیں۔ ہر چہ بر خود نہ پسندی بردگر سے پسند  
حاصل ترجمہ حدیث ہے ہر آپ جیسے فاضل عاقل کیونکر ایسی بات کہہ سکتے ہیں: اچھا یہ بھی  
ویکھئیے ایک اشتہار میں دیکھا تھا کہ مباحثہ لدہیان میں جو در بیان آپ کے اور حضرت نذر صاحب  
سلحہ کے واقع ہوا اس جلسہ میں آپ اپنے ازواج عقیقہ دستورہ کے طلاق دیتے ہوئے متعدد آمادہ ہو گئے تھے  
اس وجہ سے کہ آپ کے نزدیک حضرت مرزا گلیہ کے کوئی حوالہ غلط دیا تھا یہ روایت مجسم ہے یا غلط ہے تو  
اس روایت کو آپ کی نسبت بسبب آپ کے دلیا ہر ہو چکے ملازم محمد یا انہوں کیوں کہ ان کا تحقیق مسائل

میں پجاری مستورات آپ کی ازواج نے کیا قصور کیا ہے جو انکی تنہک حرمت آپ جیسے رفیعہ سے عمل  
 میں آوے ہر حال یہ روایت صحیح ہو یا غلط استہارات میں شائع ہو چکی ہے مولانا اگر کوئی آپ کا مخالف  
 دین میں محبت قدیم نعوذ باللہ آپ کی ازواج طاہرہ کی نسبت کچھ سو غلطی رکھتا ہو تو آیا دیکھیں اس آپ کو قاعدہ غرض  
 اور اہل موضوعہ کی بنا پر الفاظ نامناسب کے استعمال کا استحقاق حاصل ہو گا اور اگر وہ شخص کم نجات  
 خدا نخواستہ اپنی اس سو غلطی کی تائید میں اس قضیہ طلاق مشتبہہ کو سند میں لاوے تو پھر اس کی جوابدہی  
 آپ پر بہت مشکل ہوگی مولانا کیا آپ اوس سے خوش ہونگے کاٹھم کلا اور اگر آپ اس شخص کم نجات  
 کی نسبت بھی بھی فرما دیں کہ اسے کم نجات بھی کہو یہ استحقاق حاصل ہے تبھی کہ حاصل نہیں تو مولانا گستاخی  
 معاف اوس کی کم نجاتی اور آپ کی خوش نجاتی تو کسی کے خیال میں نہ آویگی سب لوگ یہی کہیں گے کہ ترجیح  
 بلا مرجع ہے اے میرے قدیم دوست یہ استحقاق جدید جو اپنے حاصل کیا ہے مثل ام الخناثہ کو ام الفاسد  
 ہے آپ کے واسطے بہتر یہی ہے کہ اس استحقاق سے آپ دست بردار ہو جائے اور ایسے خیالات سے تو بیکہ  
 سدا سدا آنکہ تمام نظم و نسق ملکی اور تہذیبی منزلی آپ کو اس استحقاق سے دہم بہم ہو جاوے گا اور امن وامان  
 ملک میں ہرگز نہ رہے گا کیونکہ جب ہر شخص کو اپنی اپنی سو غلطی سے ایسے ایسے استحقاق حاصل ہوں گے تو  
 ملک میں بیکجہاں عدل اور رفتہ و فساد کے اور کیا ہو گا بہتر ہے کہ آئندہ کو آپ اپنے اس استحقاق کے  
 درپے ایات پہنچے ورنہ گورنمنٹ انگلش اور نیر گورنمنٹ ریاستہائے اسلامی وغیرہ اسلامی آپ کے  
 دشمن ہو جائیں گے اور پھر آپ کو ہندوستان اور ریاستہائے ہندوستان میں آمد رفت ہی مشکل ہوگی  
 اور آپ بڑے بڑے مفاسد میں مبتلا ہوں گے ہمارا کام سمجھنا تھا یا رو۔ اب آگے چاہو تم مانو نالانو  
 وضا علینا الا البلاغ۔ مولانا اپنے اسی زامہ کو یاد کر دیکھو وقت میں نسبت ترمیم تبدیل بعض  
 الفاظ کتاب تحفہ الہند کے (جو آپ کے نزدیک غیر ملائم تھے) حالانکہ ہندو کے مقتداؤں اور پیشواؤں کی  
 نسبت موافق شرع لکھے گئے تھے) آپ کو کوشش کر رہے تھے اُس حال اور اس حال میں آپ کو کس قدر  
 خدا ہے یہ آپ کا تون بانوان مختلفہ و تشکل باشکال مبتلا نہ اس شعر کو یاد لاتا ہے وہ فنا کنون  
 علی حال کنون بمعادلون کما تلون فی اثوابہا الفحول۔ اگرچہ آپ کی اس سو غلطی کے رفع کیو واسطے

مولا نا کا جواب

اور عدم استعمال الفاظ نامالئم کے لئے جو کچھ مینے لکھا وہ اہل انصاف کیواسطے کافی وافی ہے بلکہ بعض تقریب حضرت بعد الوقت کسی بھی اس سہولتی کے بارہ میں کہنا مناسب سمجھتا ہوں وہ ہذا نیک نیتی انسان میں ایک فطری قوت ہے اور جب تک کوئی وجہ بدکاری کی پیداوار نہ ہو تب تک اس قوت کے استعمال میں لانا انسان کا ایک طبعی خاصہ ہے اور اگر کوئی شخص بلا وجہ اس قوت کا برتنا چھوڑ کر باطنی کرنے کی عادت پکڑا تو ایسا انسان سودائی یا دھمی یا بخون یا مسلوب الخواس کہلاتا ہے مثلاً جیسے کوئی بازار کی شیرینی یا روٹی وغیرہ کو اس دھم سے کہنا چھوڑے کہ کہیں حلوائیوں یا نان بائیسوں وغیرہ نے اون چیزوں میں زہر ملا رکھی ہو یا سفر کی حالت میں ہر ایک راستہ تیلانے والے پر شک کر کے کشائیڈ یہ مجھے وہ کاپی نہ دیتا ہو یا حجامت کرائے کی وقت میں حجام سے ڈرے کہ کہیں اسے مار کر مجھے قتل ہی کر دے یہ سب خیال مقدرات بخون اور دیوانگی کے ہیں اور جب کوئی دیوانہ ہونے لگتا ہے تو پہلے ایسی ہی خیالات فاسدہ و لیس اٹھاکرتے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ پکا سودا می ہو جاتا ہے پس اس سے ثابت ہے کہ بغیر معقول وجوہ کہنے کے بذہنی کرنا ایک شعبہ دیوانگی کا ہے کہ جس سے عاقل آدمی ضرور بے کربہر کرے اور خدا نے قوت نیک نیتی کی جو انسان کی فطرت میں ڈال دی تو اس میں یہ حکمت ہے کہ نبی آدمی میں راست گوئی اور راست روی بھی ایک فطری قوت ہے اور جب تک انسان کسی قاسریت مجبور نہ ہو نہ جبروت بولنا چاہتا ہے اور نہ کسی اور طرح کی پستی کا ارتکاب جائز رکھتا ہے اور اگر نیک نیتی کی قوت انسان کو عطا کیجاتی تو وہ تمام فوائد جو راست گوئی اور راست روی کی قوت کے ذریعے ایک سے دوسرے کو پہنچتے ہیں اور جن پر تمام مہات تمدن اور معاشرت اور تدابیر منترلی اور ملکی موقوف ہیں ضائع ہو جاتے اور نفوس انسانی جمیع منافع سے جو قوت مذکور کے استعمال پر مرتب ہوتے ہیں محروم رہ جاتے مثلاً یہ نیک نیتی کی ہی برکت ہے کہ چھوٹے بچے باسانی بولنا اور باتیں کرنا سیکھ لیتے ہیں اور باپ کو باپ کر کے جانتے ہیں اگر بذہنی کرتے تو کچھ ہی نہ سیکھتے اور دل میں کہتے کہ شاید ان سکھانے والوں کی کچھ اپنی ہی غرض ہوگی اور ان خاص بذہنی سے گئے ہی رہ جاتے اور والدین کے والدین ہو نہیں سکتے شک ہی رہتا۔ مولانا اپنے اس وقت کو یہی یاد کرو کہ جو قوت میں آپ حضرت مرزا سلیمان اللہ تعالیٰ کی نسبت

بڑے زور شور سے یہہ اعتقاد ظاہر کیا تھا کہ ہماری رائے میں یہہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جسکی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ بجدت بعد ذلک اصل اور اس کا مولف یہی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و علمی و قتالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے و فیما ذالک یا تو یہہ غایت درجہ کی حسن ظنی و یا یہہ غایت درجہ کی سو ظنی سے ہیں تفاوت راہ انجاست تا بجا و نہ یقینی و منفک سے و اکبر من اغراء نشو و جملاء۔ بانکار من یدعی العلم و کتب یسئل الاطاعت طوعاً و تاراً۔ الی الرفض ثم الفجر الکفر کا نصب و متبع طوعاً و تاراً و مقلد۔ و بعد اللہ تصایری مرتہ ناصر اصب و تزیا نزی الکفر بشری بہ المہدی و یعنی رخی الکفر فی سخط الرب و ماہاجہ شئی سوی حسد لہ۔ و ذالک داء لا یعالج باطب و اذا بعت المراتب عند احتیاجہ۔ بتادیر للبختار واللغو و القشب و لم یدر ان اللہ ینصر عبده علی الجاہل المراتب و المبطل المخب و من یخذل المبعوث یخذل ربہ۔ و یجعلہ فی خلقہ علی الکعب۔ و السلام خیر ختام مورثہ نہم ستمبر ۱۸۹۱ء

آپکا صاحب مشفق پرانا دوست اور معاون

محمد احسن امرہ ہومی نزل بہو پال

مکر رہے کہ اگر آپ ضمانت بہ تعداد پنچاہ روپیہ تاوان دینے کے در صورت استعمال الفاظ نا ملائم کے مصدقہ مولانا محیر بشیہ صاحب یا کسی دوسرے معزز کے داخل کریں تو اتنا مال مجھے بھیج دیں آپکو گفتگو اور مناظرہ میں سب طرح کی آزادی دیتا ہے یعنی تقریر اور تحریر اچھی طرح آپ چاہیں اور جس مسئلہ میں منظور ہو آپ مجھے گفتگو اور مناظرہ کر لیں کیونکہ اصل اصل مناظرہ اور مباحثہ تو ایک بہت بڑا آرتھتق علوم اور تعلیم مسائل غیر معلوم کا ہے اسی سے ترقی علم معلوم ہوتی ہے مثل مشہور ہے کہ ملک بے سیاست اور مال بے تجارت اور علم بے بحث بالکل بیکارہ ہے اور انسان نے

جس علم و فن میں ترقی کی جے اس کا مراقبہ میں مناظرہ اور مباحثہ شدہ اولاد ماہہ کرام کے مباحثات پر نظر ڈالو کسی کسی اسادیت، ورتنہاسیہ بلکہ آیات قرآن مجید کی تحقیقات اوس سے ہو گئی۔ اور پیر نظر ثانی ڈالو تاہم مناظرات مجتہدین اور فقہاء محدثین پر کیا کیا دقایق اسلام اور حقائق سنن خیر الا نام اور معارف و اسرار کلام اللہ العلام اوس سے حل ہوئی ہیں مگر وہ مناظرات مشروط ایسی شرائط کے ساتھ نہیں ہیں جتنے حکم کو آپ اول الشرائط قرار دیتے ہیں ایسا مناظرہ توسیاع اور کلاب میر، ہو کر تاہم قصابوں کی دوکان پر اپنے لاحتہ فرمایا ہو گا اگر آپ کو ایسے ہی مناظرہ کا شوق ہے تو یا کسی جنگل میں واسطہ شکار کے جا کر دنگل کیخنے در کسی قصابی کی دوکان پر تشریف لیجائے۔ یہم شرح ہے آپ کے ضبط اور حوصلہ عالی، سچا اب گواہی بہ علم اور بروہاری کے حکیم نور الدین صاحب سلمہ نے قلم انداز کر دیا تھا والسلام خیر تمام۔

اور ختم تاریخ و سنہ صدر

محمد احسن امروہوی نرمل ہو پال